عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

2

جلد دوم

تشریح بخدمت

محمد امتیاز قادری

فاضل دارالعلوم نعیمیہ، نائب مفتی دارالعلوم غوثیہ

ناشر

ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)

نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر
گلشن اقبال، کراچی

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد دوم

تشریح بخدمتہ
محمد امتیاز قادری
فاضل دار العلوم نعیمیہ، نائب مفتی دار العلوم غوثیہ

ناشر
ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)
نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر 4
گلشن اقبال، کراچی

نام کتاب	عطائیں شرح جلالین (جلد دوم)
تشرف بخدمتہ	مولانا محمد امتیاز قادری
تعداد	۱۲۰۰
ضخامت	۹۲۰ صفحات
سن اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق دسمبر 2011
قیمت	/- روپے
ناشر	ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) A/42، دھوراجی کالونی، بلاک 4، گلشن اقبال، کراچی

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی، لاہور۔ فون: 32212011

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 32217776

علمی کتاب گھر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 32624097

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 34926110

مکتبہ رضویہ، گھاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 32627897

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی۔ فون: 32203464

ضیاء ٹیپ کیسٹ سینٹر، بالمقابل شہید مسجد کھارادر، کراچی۔ فون: 32204048

مکتبہ برکات المدینہ، ملحق جامعہ مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی۔ فون: 34219324

مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 34944672

مکتبہ جمال کرم، مرکز الاویس، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-7324948

کرمانوالہ بک شاپ، اردو بازار، لاہور۔

زاویہ پبلشرز، اردو بازار، لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت، اردو بازار، لاہور۔

اسلامک بک کارپوریشن، راولپنڈی

مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان

ادارہ تالیفات اُویسیہ، بہاولپور۔ فون: 0321-6820890

فہرست

پارہ نمبر ۷:

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **"عطائین اردو شرح جلالین**، جلد:۲" کو پہنچانے کے لئے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو تو ہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

محمد امتیاز قادری، منتظم ادارہ هذا

ادارہ فیضان رضا، ۴۲/اے، نیودھوراجی کالونی گلشن اقبال بلاک ۴۔

الاھداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائینات کے لئے جس نے اس عالم رنگ وبو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کڑوڑہا کڑوڑ درودھوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائینات، شاہِ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ ادارہ فیضانِ رضا نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر وثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء واولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ، اور دور حاضر کے عظیم دینی رہنما، ولی کامل، عاشق رسول مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ العالی اور ان تمام مومنین ومومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر وثواب سے مالا مال کردے، اس ادارے سے وابسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون ومددگار رہے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے باقی چار مجلدات پر جلد از جلد کام مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مزید قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضانِ رضا
نیو دھوراجی کالونی، گلشنِ اقبال بلاک ۴

رکوع نمبر: ۱

نَزَلَتْ فِیْ وَفْدِ النَّجَاشِیِّ اَلْقَادِمِیْنَ مِنَ الْحَبَشَةِ قَرَءَ عَلَیْهِمْ ﷺ سُوْرَةَ یٰسٓ فَبَکَوْا وَاَسْلَمُوْا وَقَالُوْا مَااَشْبَهَ هٰذَابِمَاکَانَ یَنْزِلُ عَلٰی عِیْسٰی قَالَ تَعَالٰی ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿تَرٰۤی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا﴾ صَدَّقْنَا بِنَبِیِّکَ وَکِتَابِکَ ﴿فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (۸۳)﴾ اَلْمُقِرِّیْنَ بِتَصْدِیْقِهِمَا ﴿وَ﴾ قَالُوْا فِیْ جَوَابِ مَنْ عَیَّرَهُمْ بِالْاِسْلَامِ مِنَ الْیَهُوْدِ ﴿مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ﴾ اَلْقُرْآنِ اَیْ لَامَانِعَ لَنَا مِنَ الْاِیْمَانِ مَعَ وُجُوْدِ مُقْتَضِیْهِ ﴿وَنَطْمَعُ﴾ عَطْفٌ عَلٰی نُؤْمِنُ ﴿اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ (۸۴)﴾ اَلْمُؤْمِنِیْنَ الْجَنَّةَ قَالَ تَعَالٰی ﴿فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ (۸۵)﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (۸۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نجاشی بادشاہ کا ایک وفد حبشہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی پاک ﷺ نے سورۂ یٰس کی تلاوت فرمائی جس کو سن کر وہ روئے اور اسلام قبول کیا اور کہا کہ یہ کلام عیسیٰ علیہ السلام پر اترنے والے کلام سے کتنا مشابہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا (یعنی قرآن) تو انکی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اسلئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے.....۱.....(یعنی ہم نے تیرے نبی اور تیری کتاب کی تصدیق کی) تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے (ان میں جو تیرے نبی اور تیری کتاب کی تصدیق کرنے والے ہوں) اور (یہود میں سے جن لوگوں نے انہیں قبول اسلام پر عار دلایا وہ ان کے جواب میں بولے) اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا (مراد اس سے قرآن مجید ہے یعنی ہمیں اس پر ایمان لانے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے جبکہ مقتضی ایمان موجود ہے) اور ہم طمع کرتے ہیں (نطمع، کا عطف نومن پر ہے) کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے.....۲.....(مومنین کے ساتھ جنت میں، اللہ عزوجل نے فرمایا) تو اللہ نے انکے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا (جو کہ ایمان والے ہیں) اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق﴾

و: مستانفہ ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول بہ مقدم، سمعوا: فعل با فاعل......ماانزل الی الرسول: موصول صلہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......تری: فعل با فاعل......اعینهم: ذوالحال......تفیض: فعل ھی ضمیر ممیز......من الدمع: جار مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر تمیز، ملکر فاعل......من: جار، ماعرفوا من الحق: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشاھدین﴾

یقولون: قول...... ربنا: جملہ ندائیہ......امنا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ......ف: مستانفہ......اکتبنا: فعل امر با فاعل ومفعول...... مع الشھدین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما لنا لا نومن باللہ وما جاء نا من الحق﴾

و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... لام: جار...... نا: ضمیر ذوالحال......لانومن: فعل با فاعل...... ب: جار ......اللہ: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ماجاء نامن الحق: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصلحین﴾

و: عاطفہ، نطمع: فعل با فاعل...... ان: مصدریہ......یدخلناربنا: فعل ومفعول وفاعل...... مع القوم الصلحین: مرکب اضافی ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "لانومن باللہ" پر معطوف ہے۔

﴿فاثابھم اللہ بما قالوا جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا﴾

ف: عاطفہ...... اثاب: فعل...... ھم: ضمیر ذوالحال...... خلدین فیھا: شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول......اللہ: فاعل، بما قالوا: ظرف لغو......جنت: موصوف...... تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ربنا امنا" پر معطوف ہے۔

﴿وذلک جزاء المحسنین والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم﴾

و: مستانفہ......ذلک: مبتداء...... جزآء المحسنین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: مستانفہ، الذین: موصول...... کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وکذبوابایتنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... اولئک: مبتدا ثانی...... اصحب الجحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن کی تاثیر:

۱...... کہا جاتا ہے کہ فاض الاناء اذا امتلاء، اللہ تعالی نے ان لوگوں کو اس وصف سے اس لئے متصف کیا کہ قرآن سنتے وقت انکے دل نرم پڑ جاتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ (الخازن، ج۲، ص۷۱)

اس آیت مبارکہ میں قرآن کی تاثیر کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں وہ تاثیر ہے کہ غیر مسلم اگر تعصب سے بالاتر ہو تو اسے ایمان کی دولت میسر آجائے اور وہ حق کو پہچان کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ قرآن میں جو ہیبت اور جلال ہے وہ دنیا کے کسی اور کلام میں نہیں پایا جاتا ﴿تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله﴾ "وہ لوگ جن کے دلوں میں خوف خدا ہے جب وہ اس کلام مقدس کی آیات کو سنتے ہیں تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے پھر ان کے دل سوز و گداز سے معمور ہو جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کے ذکر کی طرف بصد شوق مائل ہو جاتے ہیں"۔ آپ نے یہ ایمان افروز منظر کئی بار دیکھا ہوگا کہ جب کسی محفل میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو کئی لوگ زار و قطار رونے لگتے ہیں اور بعض پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس حالت میں وہ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ہیبت و جلال کا اثر ہے جو اس کلام مقدس کا خاصہ ہے۔ اب ہم تاثیرِ قرآنی کے حوالے سے فقط ایک روایت ذکر کرتے ہیں کس طرح قرآن پاک نے کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو آسمانِ ہدایت کا ستارہ بنا دیا۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ بدر کے اسیران جنگ کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ مغرب کی نماز پڑھی جا رہی تھی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کر رہے تھے اور سورۃ الطور کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیتیں سنیں ﴿والطور وكتب مسطور في رق منشور (الطور: ۱ تا ۳)﴾ "قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر" یہ آیتیں سن کر مجھ پر حیرت اور دہشت طاری ہو گئی۔ اور جب میں نے سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیتیں پڑھتے ہوئے سنا۔ ﴿ان عذاب ربك لواقع ماله من دافع (الطور: ۷ تا ۸)﴾ "یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اسے کوئی ٹالنے والا نہیں"۔ تو مجھ میں کھڑا رہنے کی تاب نہ رہی۔ میں بیٹھ گیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ ابھی عذاب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور مجھے جلا کر خاکستر کر دے گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں۔ ﴿يوم تمور السماء مورا وتسير الجبال سيرا فويل يومئذ للمكذبين (الطور: ۹ تا ۱۱)﴾ "جس روز آسمان بری طرح تھر تھرا رہا ہوگا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر تیزی سے چلنے لگیں گے، پس بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے"۔ یہ سن کر مجھ پر شدید خوف و دہشت طاری ہو گئی اور جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کیں۔ ﴿ام عندهم خزآئن ربك ام هم المصيطرون (الطور: ۳۷)﴾ "کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے"۔ یہ آیات سننے سے مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا دل میرے سینے کو چیر کر باہر نکلا جاتا ہے چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مرشد برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کر لی۔ (زینی دحلان، "السیرۃ النبویۃ" ج۳، ص۱۱۱)

نیک اور صالح لوگوں کی سنگت :

ۓ......جس گروہ نصاریٰ کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی، حق کی پہچان حاصل ہوئی انہوں نے اس حق کو پہچاننے کے بعد یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ کردے یہاں سے پتہ چلا کہ نیک اور صالح لوگوں کی سنگت بھی بڑی نعمت ہے جسے یہ سنگت مل جاتی ہے وہ زمانے میں ولایت کے درجے طے کر جاتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہنے لگا ''مجھے کچھ نصیحت فرمائیے جو میرے لئے گناہوں کو چھوڑنے میں معاون ہو'' آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ'' اگر تم پانچ باتوں کو اپنا لو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہ دیں گے اور انکی لذت ختم ہوجائے گی'' اس نے جب آمادگی ظاہر کی تو پھر آپ علیہ الرحمۃ نے اس طرح نصیحت کرنا شروع کی: ''جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ عزوجل کا رزق نہ کھاؤ، نوجوان بولا: پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ دنیا میں ہر چیز اللہ عزوجل کی عطا کردہ ہے آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''کیا یہ بات اچھی ہوگی کہ تم اللہ عزوجل کا رزق بھی کھاؤ اور اسکی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان نے جواباً کہا: نہیں! دوسری بات ارشاد فرمایئے! فرمایا: ''جب تم گناہ کرنے لگو تو اللہ عزوجل کے ملک سے نکل جاؤ، نوجوان کہنے لگا: یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب اللہ عزوجل ہی کی ملکیت ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تو کیا یہ مناسب ہے کہ جسکا رزق کھاؤ جس کے ملک میں رہو اسی کی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان نے نفی میں سر ہلا دیا اور کہا کہ تیسری نصیحت کیجئے! ''جب تم گناہ کرو تو ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ پائے''، اس نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ عزوجل تو ہر بات کا جاننے والا ہے، کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ یہ اچھی بات ہے کہ اسکا رزق بھی کھاؤ، اسکے ملک میں بھی رہو اور اسی کے سامنے اسکی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان بولا نہیں، چوتھی بات ارشاد فرمائیں! فرمایا: جب ملک الموت تشریف لائیں تو ان سے کہنا کہ کچھ دیر ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کرکے اچھے اعمال کرلوں''، اس نے کہا یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں، آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کرسکتے ہو؟ اس نے عرض کی، پانچویں بات فرمائیں! ''جب قیامت آئے اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا''، اس نے عرض کی فرشتے نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''تو پھر تم نجات کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟ وہ نوجوان بولا ''مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ عزوجل سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں''۔ اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔ (کتاب التوابین، ص ۲۸۵)

☆......☆ قال تعالیٰ: ابوسعود فرماتے ہیں کہ ''سمعوا'' کا عطف ''لایستکبرون'' پر ہے، اس لیے کہ قرآن سننے میں وہ حضرات تکبر نہ کرتے تھے، اور ان کی آنکھوں سے سماع قرآن کی برکت سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ خازن میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: نجاشی اور اس کے ساتھیوں نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سورۂ مریم سننے کا ارادہ کیا، یہ حضرات جب تک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ قرأت فرماتے رہے روتے رہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۲۶۵)۔

عطف علی نؤمن: نطمع کا عطف نومن پر استفہام انکاری کے طریقے پر مسلط نہیں ہے، بلکہ مراد یہ ہے: "کس چیز نے ہم پر ثابت کیا ہے کہ ہم اللہ اور قرآن پر ایمان نہ لائیں"، اور نہ ہی ہم یہ طمع کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالحین میں سے کردے۔

(الصاوی، ج۲، ص ۱۳۸)۔

رکوع نمبر: ۲

وَنَزَلَ لَمَّا هَمَّ قَوْمٌ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنْ يُّلَازِمُوا الصَّوْمَ وَالْقِيَامَ وَلَايَقْرَبُوا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَايَاكُلُوا اللَّحْمَ وَ لَا يَنَامُوا عَلَى الْفِرَاشِ ﴿يٰۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ﴾تَتَجَاوَزُوْا اَمْرَاللّٰهِ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ(۸۷)﴾﴿وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ مَفْعُوْلٌ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ قَبْلَهُ حَالٌ مُتَعَلِّقٌ بِهٖ ﴿وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ(۸۸)﴾﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ﴾اَلْكَائِنِ ﴿فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ﴾هُوَ مَايَسْبِقُ اِلَيْهِ اللِّسَانُ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ الْحَلْفِ كَقَوْلِ الْاِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ﴿ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ ﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَاقَدْتُّمْ﴿الْاَيْمَانَ﴾عَلَيْهِ بِاَنْ حَلَفْتُمْ عَنْ قَصْدٍ﴿ فَكَفَّارَتُهٗۤ ﴾اَيِ الْيَمِيْنِ اِذَا حَنِثْتُمْ فِيْهِ ﴿اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ ﴾لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ ﴾مِنْهُ ﴿اَهْلِيْكُمْ ﴾اَيْ اَقْصَدُهٗ وَاَغْلَبُهٗ لَا اَعْلَاهُ وَلَا اَدْنَاهُ﴿اَوْ كِسْوَتُهُمْ﴾بِمَايُسَمّٰى كِسْوَةً كَقَمِيْصٍ وَعِمَامَةٍ وَاِزَارٍ وَلَا يَكْفِيْ دَفْعُ مَاذُكِرَ اِلٰى مِسْكِيْنٍ وَاحِدٍ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿ اَوْ تَحْرِيْرُ﴾عِتْقُ﴿ رَقَبَةٍ﴾اَيْ مُؤْمِنَةٍ كَمَافِيْ كَفَّارَةِ الْقَتْلِ وَالظِّهَارِ حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ﴿ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾وَاحِدًا مِمَّا ذُكِرَ ﴿ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ كَفَّارَتُهٗ وَظَاهِرُهٗ اَنَّهٗ لَايُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ﴿ ذٰلِكَ ﴾الْمَذْكُوْرُ﴿كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ﴾وَحَنِثْتُمْ﴿وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ﴾اَنْ تَنْكُثُوْهَا مَالَمْ تَكُنْ عَلٰى فِعْلِ بِرٍّ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ كَمَافِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ﴿كَذٰلِكَ ﴾اَيْ مِثْلَ مَابَيَّنَ لَكُمْ مَاذُكِرَ ﴿يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۸۹)﴾عَلٰى ذٰلِكَ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾اَلْمُسْكِرُ الَّذِيْ يُخَامِرُ الْعَقْلَ﴿ وَالْمَيْسِرُ ﴾اَلْقِمَارُ﴿وَالْاَنْصَابُ ﴾اَلْاَصْنَامُ ﴿وَالْاَزْلَامُ﴾قِدَاحُ الْاِسْتِقْسَامِ﴿ رِجْسٌ ﴾خَبِيْثٌ مُسْتَقْذَرٌ﴿مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾اَلَّذِيْ يُزَيِّنُهٗ ﴿ فَاجْتَنِبُوْهُ﴾اَيِ الرِّجْسَ الْمُعَبَّرَ بِهٖ عَنْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ اَنْ تَفْعَلُوْهُ﴿ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۹۰)﴾﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

وَالْمَيْسِرِ ﴾اِذَا اَتَيْتُمُوْهُمَا لِمَا يَحْصُلُ فِيْهِمَا مِنَ الشَّرِّ وَالْفِتَنِ ﴿وَيَصُدَّكُمْ ﴾بِالْاِشْتِغَالِ بِهِمَا ﴿عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ﴾خَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ تَعْظِيْمًا لَهُمَا ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۹۱) ﴾عَنْ اِتْيَانِهِمَا اَیْ اِنْتَهُوْا ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ﴾الْمَعَاصِیَ ﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ ﴾عَنِ الطَّاعَةِ ﴿فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۹۲) ﴾اَلْاِبْلَاغُ الْبَيِّنُ وَجَزَاؤُكُمْ عَلَيْنَا ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا ﴾اَكَلُوْا مِنَ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قَبْلَ التَّحْرِيْمِ ﴿اِذَا مَا اتَّقَوْا ﴾الْمُحَرَّمَاتِ ﴿وَّ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ﴾ثَبَتُوْا عَلَى التَّقْوٰی وَالْاِيْمَانِ ﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ﴾اَلْعَمَلَ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۹۳) ﴾بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُثِيْبُهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

(جب صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا کہ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے، رات کو قیام کریں گے اور عورتوں کے قریب نہ جائیں گے اور خوشبو نہ لگائیں گے، گوشت نہ کھائیں گے اور بستر پر نہ سوئیں گے اس وقت آیت نازل ہوئی کہ) اے ایمان والوں حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں ......۱...... اور حد سے نہ بڑھو (یعنی اللہ کے حکم سے تجاوز نہ کرو) بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ (حـلـلا طیبا مفعول ہے اور اس سے پہلے مـمـا رزقـکـم جار مجرور اسی سے متعلق ہوکر حال ہے) اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری لغو (ہونے والی) قسموں ......۲...... پر (یعنی بلا ارادہ جس پر زبان سبقت کرجائے جیسا کہ انسان کی زبان سے لا واللہ، بلی واللہ کے الفاظ بے ساختہ زبان پر جاری ہوجاتے ہیں) اور تمہارا مواخذہ ہوگا جنہیں تم نے مضبوط کیا (عـقـدتـم تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے اور ایک قرأت میں عـاقـدتـم کے بجائے عـقـدتـم ہے) قسموں کو (یعنی جو قسمیں تم نے ارادۃً کھائی ہوں) تو اسکا کفارہ (یعنی جن قسموں کو کھاکر تم نے ان کو توڑ دیا) ان کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ......۳...... (ہر مسکین کو ایک مد ......۴......) اسکے اوسط میں سے جو کھلاتے ہو (جسے کھلاتے ہو) اپنے گھر والوں کو (متوسط درجہ کا نہ اعلی نہ ادنی) یا انہیں کپڑے دینا ......۵...... (جسے کپڑا کہا جاتا ہے، جیسے قمیص، عمامہ، ازار یہ کفارہ ایک ہی فقیر کو دینا کافی نہیں ہوگا اگر چہ متفرق طور پر دس ایام میں دے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے) یا آزاد کرنا ہے (تحریر بمعنی عتق ہے) ایک گردن (مومن کی، جیسا کہ کفارۂ قتل اور ظھار میں ہوتا ہے، یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا گیا ہے) تو جو ان میں کچھ نہ پائے (مذکورہ میں سے کوئی ایک بھی) تو تین دن کے روزے ......۶...... (بطور کفارہ اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں پے درپے ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے) یہ (جو مذکورہ ہوا) بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ (اور حانث ہوجاؤ)

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (انہیں توڑ دینے سے، تاوقتیکہ وہ قسمیں کسی بھلے کام یا لوگوں کے درمیان صلح کروانے پر مبنی نہ ہو جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ذکر ہوا) اسی طرح (یعنی جو مذکورہ حکم تم پر بیان ہو چکا اسی کی مثل) اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو (اس پر) اے ایمان والو شراب ۔۔۔۔۔۔ے ۔۔۔۔۔۔ (الخمر بمعنی المسکر ہے یعنی ہر وہ شے جو عقل کو ڈھانپ لے اسے خمر کہتے ہیں) اور جُوا (المیسر بمعنی قمار ہے) اور بت (انصاب بمعنی اصنام ہے) اور پانسے (جن سے قسمت کا حال معلوم کیا جاتا ہے) ناپاک (خبیث اور قابلِ کراہت) ہیں شیطانی کام ہیں (انہیں یہ مزین کر کے پیش کرتا ہے) پس بچو تم اس سے (یعنی ان اشیاء سے جن کو جس سے تعبیر کیا گیا ہے کہ تم ان کاموں پر عمل کرنے سے بچو) تا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں (جب تم یہ کام بجالاؤ اس لئے کہ ان دونوں سے شر و فتن حاصل ہوتے ہیں) اور تمہیں روکے (ان کاموں میں مشغول کر کے) اللہ کی یاد اور نماز سے (بالخصوص نماز کا ذکر اسکی عظمت کی وجہ سے ہے) تو کیا تم باز آئے (ان دونوں کاموں کے کرنے سے، یعنی تم باز آؤ) اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا اور محتاط رہو (معصیت سے) پھر اگر تم پھر جاؤ (طاعت سے) تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے (یعنی واضح طور پر پہنچا دینا ہے اور تمہاری جزا ہمارے ذمہ ہے) جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو انہوں نے کھایا (حکمِ تحریم سے قبل شراب اور جُوئے وغیرہ کے مال میں سے) جبکہ بچیں وہ (حرام چیزوں سے) اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں (یعنی ایمان وتقوی پر ثابت قدم رہیں) پھر ڈریں اور نیک (عمل) کریں ۔۔۔۔۔۔۸۔۔۔۔۔۔ اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے (اس معنی میں کہ انہیں ثواب دیتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا﴾

یایھا الذین امنوا : جملہ ندائیہ ۔۔۔۔۔۔ لاتحرموا: فعل نہی با فاعل ۔۔۔۔۔۔ طیبت : مضاف ۔۔۔۔۔۔ ما: موصولہ ۔۔۔۔۔۔ احل اللہ لکم : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ۔۔۔۔۔۔ و لاتعتدوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان اللہ لا یحب المعتدین﴾

ان اللہ : حرف مشبہ و اسم ۔۔۔۔۔۔ لایحب المعتدین : فعل نفی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ

﴿و کلوا مما رزقکم اللہ حللا طیبا و اتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون﴾۔

و: عاطفہ ۔۔۔۔۔۔ کلوا: فعل با فاعل ۔۔۔۔۔۔ مما رزقکم اللہ : ظرف لغو ۔۔۔۔۔۔ حللا طیبا: مرکب توصیفی، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ۔۔۔۔۔۔ و: عاطفہ ۔۔۔۔۔۔ اتقوا: فعل امر با فاعل ۔۔۔۔۔۔ اللہ : موصوف ۔۔۔۔۔۔ الذی : موصول ۔۔۔۔۔۔ انتم : مبتدا ۔۔۔۔۔۔ بہ مؤمنون:

شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر ماقبل "لاتجزموا" پر معطوف ہے۔

﴿لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان﴾

لایؤاخذ: فعل نفی...... کم: ضمیر ذوالحال...... فی ایمانکم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول......اللہ: فاعل...... باللغو: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... لکن: مھملہ...... یؤاخذکم: فعل با فاعل ومفعول...... بما عقدتم: ظرف لغو......الایمان: مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ﴾

ف: فصیحہ...... کفارتہ: مبتدا...... اطعام عشرۃ مسکین: موصوف...... من: جار...... اوسط: مضاف...... ما تطعمون اھلیکم: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر معطوف...... او کسوتھم: معطوف اول......او تحریر رقبۃ: معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "اذا حنثم فیما عقدتم الایمان" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام﴾

ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا...... لم یجد: فعل نفی جحد با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... ف: جزائیہ، صیام: مضاف، ثلاثۃ ایام: مضاف الیہ، ملکر خبر محذوف "علیہ" کیلئے مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم﴾

ذلک: مبتدا...... کفارۃ ایمانکم: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......حلفتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء محذوف "فذلک کفارۃ ایمانکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... و: عاطفہ...... احفظوا: فعل امر و فاعل...... ایمانکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تشکرون﴾

کذلک: ظرف مستقر، "تبیینا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق مقدم......یبین اللہ: فعل وفاعل...... لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال...... لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... ایتہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

﴿یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... الخمر: معطوف علیہ...... والمیسر والانصاب والازلام: معطوفات، ملکر مبتدا......رجس: موصوف...... من عمل الشیطن: ظرف مستقر صفت، ملکر

خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فاجتنبوه لعلکم تفلحون﴾

ف: فصیحہ ...... اجتنبوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال ...... لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل ۃ ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوة﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ ...... یرید: فعل ...... الشیطن: فاعل ...... ان: مصدریہ ...... یوقع بینکم: فعل با فاعل و ظرف ...... العداوة والبغضاء: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال ...... فی الخمر والمیسر: ظرف متنقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ...... و: عاطفہ ...... یصدکم: فعل با فاعل ومفعول ...... عن ذکر اللہ: جار مجرور ملکر معطوف علیہ ...... وعن الصلوة: جار مجرور، معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فھل انتم منتھون واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا﴾

ف: مستانفہ ...... ھل: حرف استفہام ...... انتم: مبتدا ...... منتھون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ...... و: مستانفہ ...... اطیعوا اللہ: معطوف علیہ ...... واطیعوا الرسول: معطوف ...... واحذروا: معطوف ثانی، ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین﴾

ف: مستانفہ ...... ان: شرطیہ ...... تولیتم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فجزاء کم علینا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ...... ف: عاطفہ ...... اعلموا: فعل با فاعل ...... انما: حرف مشبہ وما کافہ ...... علی رسولنا: ظرف متنقر خبر مقدم ...... البلغ المبین: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "فجزاء کم علینا" پر معطوف۔

﴿لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا﴾

لیس: فعل ناقص ...... علی: جار ...... الذین: موصول ...... امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف متنقر، ہو کر خبر مقدم ...... جناح: مصدر موصوف ...... فیما طعموا: ظرف متنقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا مااتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا﴾

اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم ...... ما: زائدہ ...... اتقوا: فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... وامنوا وعملوا الصلحت ...... الخ: جملہ فعلیہ معطوفات، ملکر جزا محذوف "فلیس علیھم جناح" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یحب المحسنین﴾

و: مستانفہ ...... اللہ: مبتدا...... یحب المحسنین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا...... ☆صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم ﷺ کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترک دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے، شب عبادت الٰہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدا رہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔

☆......لیس علی الذین امنوا...... ☆یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام کئے جانے سے قبل وفات پاچکے تھے حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جن نیک ایمانداروں نے کچھ کھایا پیا وہ گنہگار نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿لاتحرموا طیبات مااحل لکم﴾ کامعنی

آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے میانہ روی کا حکم ارشاد فرمایا کہ نہ تو یہودیوں کی طرح بالکل دنیا ہی میں منہمک ہوجاؤ اور نہ ہی عیسائیوں کی طرح بالکل رہبانیت اختیار کرلو کہ دنیا اور متاع دنیا کی جائز اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو بھی حرام ٹھرالو، شرعاً حلال شے کو اپنے طور پر حرامِ شرعی ٹھرالینا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے "من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر جو شخص اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیز کے حلال ہونے کا یا اللہ عزوجل کی حلال کردہ چیز کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہوجائے گا۔

(الھندیۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج۲، ص۲۹۲)

قسم کی تعریف اقسام کفارہ اور مختصر احکام

لغوی اعتبار سے یمین کے معنی قوت کے ہیں اور شرعی اعتبار سے کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر حالف کے پختہ ارادے کو یمین کہتے ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الایمان، ج۵، ص۴۷۰)

صدر الشریعۃ، بدر الطریقۃ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں قسم کی تین قسمیں ہیں، (۱) غموس (۲) لغو (۳) منعقدہ جھوٹی قسم کی دو صورتیں ہیں، جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی وہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں، اور اگر اپنے خیال سے تو اس نے سچ قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا

اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آ گیا ہے ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں، اور اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی، مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا تو اس کو منعقدہ کہتے ہیں، جب ہر ایک کو خوب جان لیا تو اب ہر ایک کے احکام سنئے: غموس میں سخت گنہگار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔

(بهار شریعت مخرجه، ج ۲، حصه نهم، ص ۲۹۸ ملخصا و ملتقطا)۔

قرآن کریم میں قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا مذکور ہے اور ان تمام باتوں پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تین روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اب ہم اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

☆......قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ فَرَاٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَاْتِهَا وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ" نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص قسم اٹھائے اور اس قسم کے علاوہ بات میں بھلائی پائے تو اسے چاہیے کہ اس بھلائی والی بات کو اپنا لے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا، رقم: ٤١٦٢/١٦٥٠، ص ٨٢٠)

کفارۂ قسم یہ ہے کہ حانث ایک غلام آزاد کرے جس طرح کفارۂ ظہار میں کرتا ہے (چاہے غلام مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ اللہ ﷻ نے دونوں مقامات پر مطلق گردن آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ اندھا نہ ہو، دونوں ہاتھ یا پاؤں کٹے ہوئے نہ ہوں یا مخالف سمت ایک ہاتھ اور ایک پاؤں بھی کٹا ہوا نہ ہو، جیسا کہ بنایہ میں ہے) اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو ایک ایک کپڑا پہنائے ایک کپڑے سے زیادہ بھی دے سکتا ہے اور کپڑا دینے میں ادنی درجہ یہ ہے کہ اتنا کپڑا دے کہ جس سے نماز درست ہو، اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے جیسا کہ کفارۂ ظہار میں کرتا ہے۔ اور کفارہ دینے والے کے لئے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز واجب ہوگی اور اگر ان تینوں چیزوں میں سے کچھ بھی نہ دے سکتا ہو تو پے در پے تین دن کے روزے رکھے۔

(الهداية، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارة، ج ٤، ص ١٠)

عربی زبان میں عموماً تین حروف کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے واو، باء اور تاء جیسے واللہ، باللہ اور تاللہ کیونکہ یہ تینوں حروف قسم میں معروف بھی ہیں اور قرآن میں مذکور بھی۔

(الهداية، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارة، ج ٤، ص ٧)

قسم اللہ ﷻ کے ناموں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے جیسے باللہ، اور اسی طرح اللہ کے سارے اسماء الرحمن، الرحیم وغیرہ کا حکم ہے چاہے وہ نام لوگوں میں متعارف ہوں یا نہ ہوں، یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔

(الهندية، کتاب الایمان، ج ۲، ص ٥٨، الجوهره، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ٢٨٩)

طعام کی مقدار؟

قسم کے کفارے کے حوالے سے امام شافعی کے نزدیک ہر مسکین کو ایک مد طعام دینا چاہئے اور امام اعظم کے نزدیک گندم

کے ذریعے کفارہ دینے کی صورت میں نصف صاع اور گندم کے علاوہ سے کفارہ دینے کی صورت میں ایک صاع دیا جائے گا۔

(حاشية الجلالين، ص ١٠٦)

صاع کی تحقیق:

امامِ اہلسنت فاضل بریلوی صاع کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صاع چار مد ہے اور مد دو رطل، اور رطل بیس استار، اور استار ساڑھے چار مثقال، اور مثقال ساڑھے چار ماشے، اور تولہ بارہ ماشے، اور صاع دو سو ستر تولے، اور روپوں میں سے دو سو اٹھاسی روپے بھر، تو انگریزی روپے کے سیر سے ۳ سیر ۹ چھٹانک، اور ۵/۳ چھٹانک، یا یوں کہیے کہ ساڑھے تین سیر ڈیڑھ چھٹانک اور ۱۰/۱ چھٹانک۔ اس حساب میں کوئی شک نہیں، اسی تول کے گیہوں دیے جاتے تھے۔

(الفتاوى الرضويه، كتاب الزكوة، ج١٠، ص٢٩٦)

کفارے کی صورت میں کپڑے دینا

کپڑے کے ذریعے کفارہ دینے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ اوسط درجے کا کپڑا دیں کہ پہننے والا اس کپڑے سے تین مہینے سے زائد فائدہ اٹھا سکے۔

(الدر المختار، كتاب الايمان، ج٥، ص٥٠٣)

کپڑا ایسا دیا جائے کہ جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک سکے لہٰذا صحیح مذہب کے مطابق صرف شلوار دینا جائز نہیں کیونکہ عرف میں صرف شلوار پہنے ہوئے کو لوگ برہنہ کہتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ساتھ میں قمیص، جبّہ، چادر، قباء وغیرہ دیا جائے۔

(رد المحتار، كتاب الايمان، مطلب: كفارة راليمين، ج٥، ص٥٠٤)

روزوں کے ساتھ کفارے کی صورت؟

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اگر ایک ساتھ تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصلہ کر دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو یہاں تک کہ اگر عورت کو حیض آ گیا تو پہلے کے روزے کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد لگاتار تین روزے رکھے۔ روزوں سے کفارہ ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ ختم تک مال پر قدرت نہ ہو یعنی دو روزے کے بعد اتنا مال مل گیا کہ کفارہ ادا کرے تو اب روزوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ تیسرا روزہ بھی رکھ لیا اور غروب آفتاب سے پہلے مال پر قادر ہو گیا تو روزے ناکافی ہیں اگرچہ مال پر قادر ہونا یوں ہوا کہ اس کے مورث کا انتقال ہو گیا اور اس کو ترکہ اتنا ملے گا جو کفارے کے لئے کافی ہوگا۔

(بهار شريعت مخرجه، حصه نهم، ج٢، ص٣٠٨).

شراب نوشی کا وبال:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص شراب پیے اللہ عزوجل اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا پھر اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، پھر اگر شراب نوشی کی طرف بڑھے تو اللہ عزوجل اس کی چالیس دن کی

نماز قبول نہ کرے گا اور اگر توبہ کرے تو اللہ ﷻ اسکی توبہ قبول فرمائے گا اسی طرح اگر چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اللہ ﷻ اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا اور توبہ کرے تو اللہ ﷻ اسکی توبہ بھی قبول نہ کرے گا اور اسے نہر خبال سے پلائے گا لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن نہر خبال کیا ہے؟ فرمایا: "دوزخیوں کی پیپ"۔ (سنن الترمذی، کتاب الاشربة، باب ما جاء فی شارب الخمر، رقم: ۱۸۶۹، ص ۵۵۷)۔

تقوی اور ایمان کی تکرار:

آیت مبارکہ میں اتقوا وَّاٰمنوا ،اتقوا و امنوا ،اتقوا و احسنوا کا تکرار کیا گیا ہے اور اس میں انتہائی لطیف معنی پوشیدہ ہیں چنانچہ علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ پہلے اتقوا و امنوا سے انکے تقوی اور ایمان کی اس حالت کا بیان ہے جنکا تعلق انکے اپنے قلب وروح سے ہے دوسرے اتقوا و امنوا سے انکے تقوی اور ایمان کی اس کیفیت کا بیان ہے جو انکے اور دوسرے لوگوں کے مابین تھی اور آخری میں اتقوا و احسنوا سے تقوی اور احسان کی اس حالت کا بیان ہے جو انکے اور انکے رب کے مابین تھی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے انکی ابتدائی حالت کی طرف اشارہ ہو پھر انکی درمیانی کیفیت کا بیان اور آخر میں انکی اعلیٰ حالت کی طرف نشان دہی مقصود ہو اسی لئے آخر میں وامنوا کے بجائے واحسنوا کا تذکرہ فرمایا۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۴۶۲)

☆......☆ تتجاوزوا امر الله: اللہ ﷻ کے حکم سے تجاوز نہ کرو یعنی جس چیز سے اللہ ﷻ نے روک دیا ہے اسے نہ کرو، اللہ کے حکم میں افراط وتفریط سے کام نہ لو۔

حال: یعنی ممارزقکم الله یہ حلالاً سے حال بن رہا ہے اور طیبا یہ حلالاً کی صفت ہے۔

هو مایسبق الیه اللسان من غیر قصد الحلف: یعنی بطورِ عادت یا بغیر کسی قصد کے زبان کا سبقت کرنا، یمین لغو کی یہ تعریف شوافع کے نزدیک ہے، جب کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک لغو قسم وہ ہے جو انسان اپنے گمان کے بالکل مطابق بیان کرے حالانکہ وہ حقیقت کے مخالف ہو اور یمین لغو کی یہ تعریف طلاق کے علاوہ معاملات میں ہے، اور طلاق کے معاملہ میں یمین لغو امام مالک و امام ابو حنیفہ کے نزدیک مفید نہیں ہوگی، یمین لغو کو اگر مستقبل میں کسی کام پر معلق کیا تو حانث ہونے کی صورت میں اس کا کفارہ دیا جائے گا اور اگر حال یا ماضی پر یمین لغو کو معلق کیا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ بطور رسم قسم کھائے تو امام شافعی کے نزدیک یہ قسم لغو ہے جب کہ امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا نہیں، ہاں اگر بغیر کسی قصد کے زبان سبقت کر جائے تو وہ بالاتفاق قسم لغو ہے اور اپنے گمان کے مطابق قسم کھائی اور حقیقت کچھ اور ہی نکلی تو یہ بھی بالاتفاق لغو ہے۔

ای الیمین: اگر معترض اعتراض کرے کہ یمین لفظ مؤنث ہے تو اس کی جانب "فکفارته" کی ضمیر مذکر کس طرح لوٹ سکتی ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ الیمین بمعنی الحلف ہے اور لفظ الحلف مذکر ہے۔

اذا حنثتم فیه: یعنی اللہ یا اس کی صفات قدیمہ کی قسم میں حانث ہو جاؤ اور اگر اس کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو حانث نہ ہوگا، اور اگر

کوئی شخص کسی معظم شرعی جیسے کعبہ معظمہ یا نبی اللہ کی قسم کھائے تو ایک قول کے مطابق ایسا کرنا مکروہ ہے جب کہ دوسرے قول کے مطابق حرام وممنوع ہے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو (فقط) اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے''۔

اغلبہ :اوسط کی تفسیر اغلب سے کی گئی ہے اگر لوگوں کی عمومی غذا گندم ہو تو کفارہ میں گندم دے گا اگر چہ خود اس کی اپنی خوراک کم قیمت ہو۔

کما فی کفارۃ القتل والظھار: فقہائے کرام نے کفارۂ قتل کے بارے میں رقبہ کے مومنۃ ہونے کی تصریح فرمائی ہے، اور کفارہ ظہار میں مطلق رقبہ کا ذکر ہے پس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور یہ قول امام مالک اور شافعی کا ہے جب کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ سبب متحد نہ ہوں، اور احناف کے نزدیک یہاں سبب متحد نہیں ہے اس لیے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا پس یمین اور ظہار کے کفارے میں کافر غلام کا آزاد کرنا کفایت کرے گا۔

کفارتہ: یہ کلمہ نکال کر اس بات کی جانب اشارہ کر دیا کہ ''صیام ثلثۃ ایام'' مبتدا ہے اور اس کی خبر کفارتہ محذوف ہے۔

وعلیہ الشافعی: قسم کے کفارہ میں لگاتار روزے رکھنا امام شافعی کے نزدیک ضروری نہیں، اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک لگاتار روزے رکھنا شرط ہے۔

مالم یکن علی فعل بر: جب قسم نبھانے میں کوئی بھلائی نظر نہ آئے تو افضل یہ ہے کہ قسم توڑ ڈالے جیسا کہ مسلم شریف کے حوالے سے ماقبل میں حدیث گزری۔

کما فی سورۃ البقرۃ: اللہ نے فرمایا﴿ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس (البقرۃ:۲۲۴،۲۲۵) ﴾الخ......، پس اگر کوئی شخص مستقبل کے حوالے سے قسم کھائے اور اسے توڑ دینے میں بہتری جانے تو افضل قول یہی ہے کہ قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔

ماذکر: ذکر فعل کا نائب الفاعل باعتبار معنی حکم الیمین ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۳۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر :۳

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ﴾لَیَخْتَبِرَنَّکُمْ﴿ اللّٰهُ بِشَیْءٍ ﴾یُرْسِلُهُ لَکُمْ﴿ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ ﴾اَیِ الصِّغَارَ مِنْهُ﴿اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ ﴾اَلْکِبَارَ مِنْهُ وَکَانَ ذٰلِکَ بِالْحُدَیْبِیَّةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ فَکَانَتِ الْوَحْشُ وَالطَّیْرُ تَغْشَاهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ ﴿لِیَعْلَمَ اللّٰهُ ﴾عِلْمَ ظُهُوْرٍ﴿مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ﴾حَالٌ اَیْ غَائِبًا لَمْ یَرَهُ فَیَجْتَنِبُ الصَّیْدَ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ﴾النَّهْیُ عَنْهُ فَاصْطَادَهُ﴿ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۹۴) ﴾﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾مُحْرِمُوْنَ بِحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ﴿ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ﴾بِالتَّنْوِیْنِ وَرَفْعِ مَا

بَعْدَهُ اَیْ فَعَلَيْهِ جَزَاءٌ هُوَ﴿مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾اَیْ شِبْهُهُ فِي الْخِلْقَةِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِإِضَافَةِ جَزَاءٍ﴿يَحْكُمُ بِهِ﴾اَیْ بِالْمِثْلِ رَجُلَانِ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾لَهُمَا فِطْنَةٌ يُمَيِّزَانِ بِهَا اَشْبَهَ الْاَشْيَاءِ بِهِ وَقَدْ حَكَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہم فِي النَّعَامَةِ بِبَدَنَةٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ فِي بَقَرِ الْوَحْشِ وَحِمَارِهِ بِبَقَرَةٍ، وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَوْفٍ فِي الظَّبْيِ بِشَاةٍ، وَحَكَمَ بِهَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمَا فِي الْحَمَامِ لِاَنَّهُ يُشْبِهُهَا فِي الْعَبِّ﴿هَدْيًا﴾حَالٌ مِنْ جَزَاءٍ ﴿بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾اَیْ يَبْلُغُ بِهِ الْحَرَمَ فَيُذْبَحُ فِيْهِ وَيُتَصَدَّقُ بِهِ عَلٰى مَسَاكِيْنِهِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُذْبَحَ حَيْثُ كَانَ وَنَصْبُهُ نَعْتًا لِمَا قَبْلَهُ وَاِنْ اُضِيْفَ لِاَنَّ اِضَافَتَهُ لَفْظِيَّةٌ لَا تُفِيْدُ تَعْرِيْفًا فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لِلصَّيْدِ مِثْلٌ مِنَ النَّعَمِ كَالْعُصْفُوْرِ وَالْجَرَادِ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهُ ﴿اَوْ﴾ عَلَيْهِ﴿كَفَّارَةٌ﴾غَيْرُ الْجَزَاءِ وَاِنْ وَجَدَهُ هِيَ﴿طَعَامُ مَسٰكِيْنَ﴾مِنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ مِمَّا يُسَاوِيْ قِيْمَةَ الْجَزَاءِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ فِي قِرَاءَةٍ بِإِضَافَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَعْدَهُ وَهِيَ لِلْبَيَانِ﴿اَوْ﴾عَلَيْهِ ﴿عَدْلُ﴾مِثْلُ﴿ذٰلِكَ ﴾الطَّعَامِ﴿صِيَامًا﴾يَصُوْمُهُ عَنْ كُلِّ مُدٍّ يَوْمًا وَاِنْ وَجَدَهُ وَجَبَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ﴿لِّيَذُوْقَ وَبَالَ﴾ثِقَلَ جَزَاءِ﴿ اَمْرِهٖ﴾الَّذِيْ فَعَلَهُ﴿ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ﴾مِنْ قَتْلِ الصَّيْدِ قَبْلَ تَحْرِيْمِهِ﴿وَمَنْ عَادَ﴾اِلَيْهِ ﴿ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ﴾غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهِ﴿ذُو انْتِقَامٍ(٩٥)﴾مِمَّنْ عَصَاهُ وَاُلْحِقَ بِقَتْلِهِ مُتَعَمِّدًا فِيْمَا ذُكِرَ الْخَطَاءُ﴿اُحِلَّ لَكُمْ﴾اَيُّهَا النَّاسُ حَلَالًا كُنْتُمْ اَوْ مُحْرِمِيْنَ﴿صَيْدُ الْبَحْرِ﴾اَنْ تَاْكُلُوْهُ وَهُوَ مَا لَا يَعِيْشُ اِلَّا فِيْهِ كَالسَّمَكِ بِخِلَافِ مَا يَعِيْشُ فِيْهِ وَفِي الْبَرِّ كَالسَّرَطَانِ﴿وَطَعَامُهُ﴾مَا يَقْذِفُهُ مَيْتًا﴿ مَتَاعًا ﴾تَمْتِيْعًا ﴿لَّكُمْ ﴾تَاْكُلُوْنَهُ ﴿وَلِلسَّيَّارَةِ﴾الْمُسَافِرِيْنَ مِنْكُمْ يَتَزَوَّدُوْنَهُ ﴿ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ ﴾وَهُوَ مَا يَعِيْشُ فِيْهِ مِنَ الْوَحْشِ الْمَاْكُوْلِ اَنْ تَصِيْدُوْهُ ﴿مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾فَلَوْ صَادَهُ حَلَالٌ فَلِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ كَمَا بَيَّنَتْهُ السُّنَّةُ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (٩٦) جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾الْمُحَرَّمَ﴿ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ﴾يَقُوْمُ بِهِ اَمْرُ دِيْنِهِمْ بِالْحَجِّ اِلَيْهِ وَدُنْيَاهُمْ بِاَمْنِ دَاخِلِهِ وَعَدَمِ التَّعَرُّضِ لَهُ وَجَبْيِ ثَمَرَاتِ كُلِّ شَيْءٍ اِلَيْهِ، وَفِي قِرَاءَةٍ قِيَمًا بِلَا اَلِفٍ مَصْدَرُ قَامَ عَيْنُهُ مُعْتَلٌّ ﴿وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾بِمَعْنَى الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ قِيَامًا لَهُمْ بِاَمْنِهِمْ الْقِتَالَ فِيْهَا ﴿وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ﴾قِيَامًا لَهُمْ بِاَمْنِ صَاحِبِهِمَا مِنَ التَّعَرُّضِ لَهُ ﴿ ذٰلِكَ ﴾الْجَعْلُ الْمَذْكُوْرُ ﴿لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ(٩٧)﴾فَاِنَّ جَعْلَهُ ذٰلِكَ

لِجَلْبِ الْمَصَالِحِ لَكُمْ وَدَفْعِ الْمُضَارِ عَنْكُمْ قَبْلَ وُقُوعِهَا دَلِيْلٌ عَلٰى عِلْمِهٖ بِمَا هُوَ فِي الْوُجُوْدِ وَمَا هُوَ كَائِنٌ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾لِاَعْدَائِهٖ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ﴾لِاَوْلِيَائِهٖ ﴿ رَّحِيْمٌ (۹۸)﴾بِهِمْ ﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ﴾اَلْاِبْلَاغُ لَكُمْ ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ﴾تُظْهِرُوْنَ مِنَ الْعَمَلِ﴿وَمَا تَكْتُمُوْنَ (۹۹)﴾تُخْفُوْنَ مِنْهُ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ ﴾اَلْحَرَامُ ﴿ وَالطَّيِّبُ ﴾اَلْحَلَالُ ﴿وَلَوْ اَعْجَبَكَ ﴾اَيْ سَرَّكَ﴿كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾فِيْ تَرْكِهٖ ﴿ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۰۰)﴾تَفُوْزُوْنَ . .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والوضرور تمہیں اللہ آزمائے گا (لیبلونکم بمعنی لیختبرنکم ہے) کسی چیز سے (تمہارے پاس بھیج کر) شکار جس تک پہنچے (یعنی جن چھوٹے جانوروں تک پہنچے) تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے (ان میں سے بڑے جانوروں تک اور یہ واقعہ حدیبیہ کا ہے جبکہ صحابہ عمرہ کے احرام میں تھے اور وحشی جانور اور پرند ان کی سواریوں کے آگے پیچھے جھنڈ کی صورت میں پھیلے ہوئے تھے) تا کہ اللہ پہچان کرادے (یعنی مخلوق کے لئے علم ظاہر ہوجائے لوگوں کو پہچان ہوجائے) ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں (بالغیب، یخافہ کے فاعل سے حال ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نظروں سے غائب ہے بندہ اسے نہیں دیکھ سکتا اور اس کے باوجود وہ حالت احرام میں شکار سے پرہیز کرتا ہے......) پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے (بعد ممانعت کے شکار کرے) اسکے لیے دردناک عذاب ہے اے ایمان والوں شکار نہ مارو جب تم حالت احرام میں ہو (محرم ہو حج یا عمرہ میں) اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اسکا بدلہ (لفظ جزاء تنوین کے ساتھ ہے اور اسکا مابعد مرفوع ہے یعنی تقدیر عبارت فعلیہ جزاء ہے) کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے (یعنی وہ جانور خلقت کے اعتبار سے شکار کردہ جانور کے مشابہ ہو اور ایک قرأت میں لفظ جزاء اضافت کے ساتھ ہے) فیصلہ کرے اس کا (یعنی برابری کا، دو آدمی) تم میں سے جو ثقہ ہو (ان دونوں کو ملتی جلتی اشیاء کے درمیان تمیز کرنے کی سوجھ بوجھ ہو، حضرت ابن عباس، عمر اور علی رضی اللہ عنہم نے شتر مرغ کے بدلے میں اونٹ، ابن عباس اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما نے نیل گائے اور گدھے کے بدلے میں گائے، اور ابن عمر اور ابن عوف رضی اللہ عنہما نے ہرن کے بدلے میں بکری اور ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہما وغیرہما نے کبوتر کے بدلے میں بکری کا فیصلہ فرمایا کیونکہ بکری اور کبوتر دونوں بغیر گھونٹ لئے پانی پیتے ہیں) قربانی (ھدیا حال ہے جزاء سے) پہنچنے والی کعبہ کو (یعنی حرم میں لے جا کر اسکی قربانی کی جائے اور مساکین پر اسے صدقہ کر دیا جائے اور ایسا نہیں کہ اسے جہاں چاہے ذبح کردے اور بالغ الکعبۃ اضافت کے باوجود ماقبل کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ اضافت لفظیہ ہے جو تعریف کا فائدہ نہیں دیتی اور

جہاں شکار کردہ جانور کی مثل کوئی جانور نہ ہو مثلا چڑیا، ٹڈی، تو اسکی مثل قیمت ادا کر دے) یا (اس پر) کفارہ ہے (علاوہ جزاء یعنی بدلہ کے اگر چہ وہ جزاء پائے، وہ کفارہ) مسکینوں کا کھانا (ہے شہر کی غالب اشیائے خوردنی سے اتنی مقدار جو جزاء کی قیمت کے مساوی ہو ہر مسکین کو ایک مد اور ایک قرأت میں لفظِ کفارۃ مابعد کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافت بیانیہ ہے) یا (اس پر) مثل ہے (عدل بمعنی مثل ہے) اس (طعام کے بدلے) روزے (ہر مُد کے عوض ایک روزہ اور مُد کے ہوتے ہوئے مُد ہی واجب ہے) تا کہ وبال (یعنی جزاء کا بوجھ) چکھے اپنے کیے کا (جو کام اس نے کیا) اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا (قتل صید قبل اسکی حرمت کے) اور جو اب لوٹے گا (اس کی طرف) اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے (یعنی اپنے امر پر غالب ہے) بدلہ لینے والا ہے (اس سے جو اسکی نافرمانی کرے اور قتلِ صید عمد کے حکم کے تحت قتلِ صید خطأً بھی داخل ہے) حلال کیا گیا تمہارے لیے (اے لوگوں خواہ تم حلی ہو یا محرم) دریا کے شکار (کہ تم اسے کھاؤ، دریائی جانور کی تعریف یہ ہے کہ جو پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکیں جیسے مچھلی بر خلاف اسکے جو دریا کے سوا خشکی میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں جیسے کیکڑا) اور اسکا کھانا (جسے دریا مار کر ساحل پر پھینک دے) یہ فائدہ پہنچانا ہے (متاعا بمعنی تمتیعا ہے) تمہارے لیے (کہ تم اسے کھاؤ) اور مسافروں کے واسطے (جو تم میں سے مسافر ہوں اسے توشہ بنالیں) اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار (وہ وحشی جانور جو خشکی میں زندگی گزارے انکا شکار کرنا تمہارے لیے حرام ہے) جب تک تم احرام میں ہو (پس اگر حلی نے شکار کیا ہو تو محرم کے لیے اس کا کھانا حلال ہے جیسا کہ سنت سے ثابت ہے) اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے حرمت والے (حرام بمعنی محرم ہے) گھر کعبہ......۲......کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا (لوگوں کے دینی کام اس سے قائم ہیں کہ لوگ اس کا حج کرتے ہیں اور ان کے دنیاوی کام بھی اس سے قائم ہیں کہ اس میں داخل ہونے والے کے لیے امن ہے کہ اہل مکہ سے کوئی تعرض نہیں کرتا اور ہر قسم کے پھل وہاں مہیا کر دیئے گئے اور ایک قرأت میں قیما بلا الف قام کا مصدر ہے جو کہ معتل العین ہے) اور حرمت والے مہینہ......۳......(الشھر الحرم بمعنی الشھر الحرم ہے اور وہ مہینے یہ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کہ انکے واسطے یہ ماہ جنگ سے رکنے، اور امن قائم ہونے کا باعث تھے) اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو (یہ دونوں علامات اپنے صاحب کے لیے امن کے قیام کا ذریعہ ہیں یعنی ان سے تعرض نہیں کیا جاتا) یہ (یعنی مذکورہ اشیاء کو قیامِ امن کا سبب بنانا اس لیے ہے) تا کہ تم یقین کرو کہ جانتا ہے اللہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے (تمہیں نفع پہنچانے اور قبلِ وقوع تم سے ضرر کو دور کرنے کے لیے اللہ ﷻ کا ان مذکورہ اشیاء کو تمہارے لیے قیامِ امن کا سبب بنانا یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ موجودہ اور آئندہ ہونے والی سب باتوں کو جانتا ہے) جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اسکے دشمنوں کے لیے) اور اللہ بخشنے والا (ہے اپنے دوستوں کو) اور مہربان ہے (ان پر) رسول پر نہیں مگر حکم پہنچانا (تم لوگوں تک بلغ بمعنی ابلاغ ہے) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ (عمل) تم ظاہر کرتے ہو (تبدون بمعنی تظھرون ہے من العمل "ما" موصولہ کا بیان ہے) اور جو تم چھپاتے ہو (اس سے وہ تمہیں

اس پر بھی بدلہ دے گا تکتمون بمعنی تخفون ہے) تم فرمادو کہ گندہ (حرام) اور ستھرا......ہے......(حلال) برابر نہیں اگرچہ گندے کی کثرت تجھے بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو (خبیث کو ترک کرتے ہوئے) اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ (کامیاب ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لیبلونکم الله بشیء من الصید تناله ایدیکم ورماحکم لیعلم الله من یخافه بالغیب﴾.

یایهاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لام: تاکیدیہ...... لیبلونکم الله: فعل وفاعل ومفعول......ب: جار...... شیء: موصوف...... من الصید: ظرف مستقر صفت اول...... تناله ایدیکم ورماحکم: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... لام: جار...... یعلم الله: فعل وفاعل...... من یخافه بالغیب: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤولا ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر واللہ قسم محذوف کا جواب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ"

﴿فمن اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم﴾.

ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا...... اعتدی بعد ذلک: فعل با فاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... فله عذاب الیم: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایها الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم﴾.

یایهاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لاتقتلوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال...... وانتم حرم: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... الصید: مفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذواعدل منکم هدیا بلغ الکعبة﴾.

و: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا...... قتل: فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال...... منکم: ظرف مستقر حال اول...... متعمدا: حال ثانی، ملکر فاعل ہ ضمیر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... جزاء: موصوف...... مثل: مضاف...... ماقتل: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ ملکر ذوالحال...... من النعم: ظرف مستقر حال ملکر صفت اول...... یحکم: فعل...... به: ظرف لغو...... ذواعدل: ذوالحال...... منکم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی ملکر مرکب توصیفی ہوکر ذوالحال...... هدیا: موصوف...... بلغ الکعبة: صفت، ملکر خبر محذوف "علیه" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿او کفارة طعام مسکین او عدل ذلک صیاما﴾.

او: عاطفہ...... کفارة: مبدل منہ...... طعام مسکین: بدل، ملکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... عدل ذلک: مرکب اضافی ممیز...... صیاما: تمیز ملکر معطوف، ملکر ماقبل "جزاء" پر معطوف۔

﴿لیذوق وبال امرہ﴾.

لام: جار...... یذوق وبال امرہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ماقبل "جزاء" کیلئے تقدیر عبارت یوں ہوگی "فعلیہ ان یجازی لیذوق سوء عاقبۃ ھتکہ لحرمۃ الاحرام ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ و اللہ عزیز ذوانتقام﴾.

عفا اللہ : فعل وفاعل...... عما سلف: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ ...... من: شرطیہ مبتدا...... عاد: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ ...... ینتقم اللہ منہ: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ ...... اللہ: مبتدا...... عزیز: خبر اول...... ذوانتقام: خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿احل لکم صید البحر وطعامہ متاعالکم وللسیارۃ﴾.

احل لکم: فعل مجہول وظرف لغو...... صید البحر: معطوف علیہ، وطعامہ: معطوف ملکر نائب الفاعل...... متاعا: مصدر، لکم: جار مجرور، ملکر معطوف علیہ...... وللسیارۃ: جار مجرور ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما﴾.

و: عاطفہ، حرم علیکم صید البر: فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل، مادمتم حرما: جملہ ہوکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾.

و: عاطفہ ...... اتقوا: فعل امر بافاعل ...... اللہ: موصوف ...... الذی: موصول ...... الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیما للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد﴾.

جعل اللہ: فعل وفاعل، الکعبۃ: مبدل منہ، البیت الحرام: مرکب توصیفی بدل، ملکر معطوف علیہ، والشھر الحرام: معطوف اول، والھدی: معطوف ثانی، والقلائد: معطوف ثالث، ملکر مفعول اول، قیما للناس: شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

﴿ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم﴾.

ذلک: مبتدا، لام: جار، تعلموا: فعل بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یعلم مافی السموت ومافی الارض: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اعلموا ان اللہ شدید العقاب وان اللہ غفور رحیم﴾.

اعلموا: فعل بافاعل...... ان اللہ شدید العقاب: جملہ اسمیہ معطوف علیہ ...... وان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ

معطوف،ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما علی الرسول الا البلغ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون﴾.

ما: نافیہ،علی الرسول : ظرف مستقر خبر مقدم،الا: اداۃ حصر،البلغ: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، اللہ : مبتدا،یعلم : فعل بافاعل، ماتبدون : موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، وما تکتمون: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث﴾.

قل : قول...... لایستوی : فعل......الـخبیث والطیب: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال...... و: حالیہ...... لو: شرطیہ...... اعجبک: فعل ومفعول...... کثـرۃ الخبیث : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فـلا یستویان" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاتقوا اللہ یاولی الالباب لعلکم تفلحون﴾.

ف: فصیحہ...... اتقوا اللہ : فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا تبیـن لکم ھذا" کیلئے جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء مقدم...... یاولی الالباب: جملہ ندائیہ......لعلکم :حرف مشبہ واسم، تفلحون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حالتِ احرام میں شکار:

۱...... خشکی کے جانور کا شکار محرم پر حرام ہے اور تری کا جانور حلال، تاہم خشکی کا جانور وہ ہے جو پیدا بھی خشکی میں ہوا ہو اور رہتا بھی خشکی میں ہو اور تری کا جانور وہ ہے جسکی پیدائش اور رہائش دونوں تری میں ہو۔(الھدایۃ، کتاب الحج،باب الجنایات ،ج۲،ص ۲۹۰)

خشکی کا جانور شکار کرنا یا اسکی طرف شکار کرنے کے لئے اشارہ کرنا یا کسی بھی طریقے سے اس کی طرف دلالت کرنا، یہ سب حرام ہے اور ان تمام صورتوں میں کفارہ دینا واجب ہے چاہے اس کے کھانے میں مضطر ہو (یعنی حالت اضطرار کو پہنچا ہوا ہو) اور اس کا کفارہ اس جانور کی قیمت دینا ہے جو شکار کیا گیا ہے اور یہ قیمت وہاں کے دو صاحب عدل شخص متعین کریں گے جو وہاں پائی جائے اور اگر وہاں اس جانور کی کوئی قیمت نہ ہو تو اس سے قریب ترین علاقے میں جو قیمت پائی جائے وہ مراد ہوگی اگرچہ ایک ہی عادل قیمت متعین کردے۔ (الدر المختار ،کتاب الحج ،باب الجنایات ،ج۳،ص ۵۹۵)

محرم کو شکار کی قیمت میں اختیار ہے اگر چاہے تو اس سے بکری وغیرہ خرید کر حرم میں ذبح کر کے فقراء کو تقسیم کردے اور چاہے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر ہر مسکین کو نصف صاع گندم، یا ایک صاع کھجور یا جو تقسیم کردے اور اگر چاہے تو ہر صدقۂ فطر کے بدلے میں ایک ایک روزہ رکھے۔ (الھندیۃ، کتاب الحج، باب الجنایات ،ج ۱،ص ۲۷۳)

اگر کفارے کا جانور ذبح کے بعد چوری ہو گیا جبکہ جانور حرم میں ذبح ہوا تھا تو کفارہ ادا ہو گیا اور اگر ذبح حدود حرم سے باہر ہوا تھا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔

(الھندیۃ، کتاب الحجج ،باب الجنایات ،ج ۱ ،ص ۲۷۳)

غلّہ کی قیمت صدقہ کرنے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار میں دیا جائے اگر کم و زیادہ دیا تو ادا نہ ہو گا کم دینے کی صورت میں کل نفل صدقہ کہلائے گا اور زیادہ دینے کی صورت میں ایک صدقے سے جتنا زیادہ دیا نفل کہلائے گا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا ہو اور ہر روز پورا صدقہ ہو تو ایک ہی مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے۔

(رد المحتار ، کتاب الحج، باب الجنایات ، ج۳، ص ۶۰۱)

روزے کے ذریعے کفارہ ادا کرنے کی صورت میں غیر مکہ میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے کیونکہ روزے کا مقصود ہر جگہ (چاہے حدود حرم میں ہو یا نہ ہو) قرب کا حاصل کرنا ہی ہوتا ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الحج، باب الجنایات ، ج۲، ص ۲۹۹)

کوا، چیل، بھڑیا، سانپ، بچھو، چوہیا، اور کتا، مچھر، چیونٹی، پسو، کیڑے مکھی اور حشرات الارض کے مارنے میں کوئی کفارہ نہیں اور جوجوں کو مارے تو اس پر کفارہ ہے اور چاہئے کہ ایک مٹھی غلہ صدقہ کرے کیونکہ کتب فقہ میں کف من طعام کا ذکر آیا ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الحج، باب الجنایات ، ج۲، ص ۳۰۳ تا ۳۰۵)

کعبہ کو کعبہ کہنے کی وجہ تسمیہ:

۲......کعبے کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مربع یعنی چوکور شکل کا ہوتا ہے اور اہل عرب ہر مربع شکل کے کمرے کو کعبہ کہتے ہیں مقاتل کہتے ہیں کہ اسے کعبہ کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کی بناء (یعنی بناوٹ) منفرد ہے ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسے کعبہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زمین سے بلند ہے اور اس کا اصل معنی نکلنا اور بلند ہونا ہے ٹخنے کو بھی کعب کہتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں جگہوں سے اٹھا ہوا ہوتا ہے اور یہ قول بھی ملتا ہے کہ ہر ابھری اور نمایاں چیز کے لیے لفظ کعبہ مستعمل ہوتا ہے جب کوئی بچی بلوغت کی عمر کو پہنچنے لگے اور اس کے پستان ابھرنے لگیں تو ایسی بچی کو تعکبت کہتے ہیں۔

(المظھری، ج۲، ص ۴۱۳)

حرمت کا پاس:

۳......عرب کی سرزمین پر لوگ جب ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا کرتے تھے ایسے وقت میں بھی جب حرمت والے مہینے داخل ہو جاتے تو وہ قتل و غارت گری روک دیتے اور اشھر حرم میں امن سے رہتے اور یہی کعبہ لوگوں کے لیے قیام امن کا سبب تھا۔

(الجمل، ج۲، ص ۲۷۹)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الشھر الحرام سے مراد وہ مہینہ ہے جس میں حج کیا جاتا ہے اور اس سے مراد ذو الحجہ ہے اس مہینے کی تخصیص دیگر مہینوں کے مقابلے میں اس ماہ میں موسم حج کی وجہ سے ہے جس کی تعلیم اللہ ﷻ نے دی یا اس سے مراد یہ بھی

ہوسکتا ہے کہ اس سے الاشھر الحرم کی جنس بیان کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو اور حرمت والے مہینے رجب ،ذوالقعدہ ،ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ (المدارك، ج۱، ص۴۷۸)

خبیث اور طیب میں فرق :

ﷺ......ابن جریر، ابنِ ابی حاتم اور ابوشیخ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ خبیث سے مراد مشرکین ہیں اور طیب سے مراد مومنین ہیں۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۵۹۰)

حسن سے روایت ہے اور جبائی نے بھی اسے اختیار کیا کہ خبیث سے مراد حرام ہے اور طیب سے مراد حلال ہے۔

(روح المعانی، الجزء السابع، ص۴۸)

عمادالدین ابن کثیر نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا اے انسان! معمولی سی نفع بخش حلال چیز بھی ضرر رساں حرام سے بہتر ہے حدیث پاک میں ہے کہ قلیل کفایت کرنے والی چیز اس کثیر سے بہتر ہے جو یاد الٰہی سے غافل کردے، مزید اسد الغابۃ لا بن الاثیر کے حوالے سے حدیث پاک ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ادع اللہ ان یرزقنی مالا فقال النبی ﷺ "قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ" دعا کیجئے کہ اللہ ﷻ مجھے رزق وافر عطا فرمائے، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قلیل مال جس کا تم شکر ادا کرو اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو۔ (ابنِ کثیر، ج۲، ص۱۳۲)

☆......☆ وکان ذلک: یہ واقعہ ۶ ھ کو رونما ہوا اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو بعض ایسے شکار سے آزمایا جس تک ان کے ہاتھ یا نیزے پہنچ سکتے تھے، لیکن وہ حالت احرام میں تھے۔

فکانت الوحش: وحش بمعنی وحوش ہے، وحشی کی اسم جمع وحوش ہے، اس سے مراد خشکی کے وہ جانور ہیں جو انسانوں سے مانوس نہیں ہوتے۔ اور الطیر اسم جمع ہے جب کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ طائر کی جمع ہے جیسا کہ صاحب کی جمع صحب اور راکب کی جمع رکب آتی ہے

لم یرہ: یہ جملہ یا تو لفظ غیب کی تفسیر بیان کررہا ہے یا پھر یہ یخافہ کی ضمیر مفعول سے حال بن رہا ہے معنی یہ ہوگا وہ اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے حالانکہ اس نے اللہ ﷻ کو نہیں دیکھا۔ کالسرطان: یہی حکم مینڈک اور مگرمچھ کا ہے۔

فیجتنب الصید: شکار سے اجتناب کرتے ہیں، اس جملہ میں اشارہ ہے کہ آزمائش کا فائدہ یہ ہے کہ فرمانبردار اور نافرمان ظاہر ہوجائیں۔

فیما ذکر: فعل کا نائب الفاعل باعتبار معنی لزوم الفدیۃ ہے، محرم کے لیے حالت احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا حرام ہے۔

کالسمک: مچھلی خواہ وہ معروف ہو یا غیر معروف لیکن اس جانور کی جنس سے ہو جو دریا کے علاوہ زندگی نہ گزار سکتا ہو، اور امام شافعی کے نزدیک اگرچہ مچھلی خشکی کے غیر ماکول جانور مثلاً انسان یا خنزیر کی صورت میں ہو اس کا کھانا محرم کے لیے حلال ہے۔

فلو صادہ حلال: یعنی حلی نے خود اپنے لیے یا کسی دوسرے حلی کے لیے یا پھر محرم کے لیے شکار کیا ہو لیکن اس محرم نے شکار کی طرف

اس کی رہنمائی نہ کی ہو تو محرم بھی اس سے کھا سکتا ہے۔

کما بینتہ السنة: خازن میں ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک منزل کے راستے میں بیٹھا ہوا تھا سید عالم ﷺ ہمارے آگے تھے اور قوم حالت احرام میں تھی اور میں غیر محرم تھا اور یہ حدیبیہ کا سال تھا، میں نے ایک وحشی گدھا دیکھا میں اس وقت جوتا سینے میں مصروف تھا میں بغیر کسی کی اجازت کے اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنا چابک اور نیزہ اٹھانا بھول گیا، میں نے حاضرین سے کہا کہ میرا چابک اور نیزہ اٹھا دو تو انہوں نے کہا خدا عزوجل کی قسم! ہم اس شکار پر تمہاری مدد نہیں کریں گے جس پر مجھے غصہ آیا اور میں نے نیچے اتر کر اپنا چابک اور نیزہ اٹھایا اور تعاقب کر کے وحشی گدھے کو شکار کر کے لے آیا اسے پکایا گیا لوگ اسے کھانے میں شریک ہو گئے پھر انہیں بحالتِ احرام شکار کو کھا لینے کے معاملے میں شک ہوا پس ہم خوش ہو گئے اور میں نے وحشی گدھے کی ایک دستی چھپالی ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور میں نے اس بارے میں سید عالم ﷺ سے سوال کیا کہ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس شکار میں سے کچھ موجود ہے'' میں نے کہا جی ہاں! فرمایا: لے آؤ، چنانچہ میں وحشی گدھے کا بازو لے آیا اور سید عالم ﷺ نے اس سے تناول فرمایا حالانکہ آپ محرم تھے۔ ایک روایت میں مزید یوں بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے لوگوں سے کہا: ''یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے کھانا ہے تو تم اسے کھاؤ''۔ ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ''تمہارے لیے یہ جانور حلال ہے تم اس سے کھاؤ''۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے شکار کا حکم دیا تھا یا شکار کی جانب اشارہ کیا تھا؟'' صحابہ کرام نے جواباً عرض کیا: نہیں، تو سید عالم ﷺ نے حکم فرمایا: ''اس کے باقی ماندہ گوشت کو کھالو''۔ اس حدیث کو صحیحین نے روایت کیا ہے۔

(الجمل، ج۲، ص وغیرہ)

علم ظهور: یعنی مخلوق کے لیے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وہ کون ہے جو اللہ عزوجل سے بن دیکھے ڈرتا ہے کہ لوگ ڈرنے والوں اور نہ ڈرنے والوں میں تمیز کر لیں۔ حال: (بالغیب) یخافه کے فاعل سے حال ہے، یعنی بندہ اللہ سے اس حال میں خوف کرتا ہے کہ بندہ اللہ کو دیکھتا نہیں پھر بھی اس سے خوف کرتا ہے۔ فی النعامة: اسی کی مثل حکم میں زرافہ اور ہاتھی شامل ہیں۔

لانه یشبهها فی العب: یعنی جو جانور کبوتر کی طرح چونچ سے پانی پیتا ہے وہ کبوتر کے حکم میں ہے، یہ نظریہ امام شافعی کا ہے، اور امام مالک فرماتے ہیں کہ جہاں بکری کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بکری نہ پائی جائے تو اسے کبوتر سے مماثلت دینا مکہ مکرمہ اور یمامہ جیسے شہروں میں بہت بعید تصور کیا جاتا ہے، جب بکری میسر نہیں آتی تو شہروں کا طول وعرض دیکھنے کی حاجت نہیں بلکہ دس دن کے روزے رکھے اور اور کبوتر کے سوا دیگر سارے ہی پرندے کبوتر کے حکم میں طعام کی قیمت یا روزے کی گنتی کے حوالے سے شامل ہونگے۔

بالحج الیه: یہ دین کا ایک عظیم رکن ہے، اور دین اسلام حج کے ذریعے ہی کامل ہوا ہے لہذا جو شخص باوجود قدرت اس رکن کی ادائیگی نہ کرے، وہ گویا دین کو مکمل کرنے والا ہی نہیں اور اس شخص نے حج کی ادائیگی سے روگردانی کرتے ہوئے خود پر ہونے والی ان رحمتوں کو

روک لیا جو سید عالم ﷺ نے حدیث میں حاجی کے حوالے سے بیان فرمائی ہیں چنانچہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''ایام حج میں اللہ ہر دن ورات ایک سوبیس رحمتیں آسمان سے نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ نیکیاں طواف کرنے والوں کے لیے، چالیس نیکیاں نمازیں پڑھنے والوں کے لیے اور بیس نیکیاں ان کے لیے جوان مقدس مقامات کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں''۔

تفوزون: یعنی تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی برکت سے کامیابی پاؤ گے، اس لیے کہ کل عزت تو پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

والھدی: قربانی کا جانور مصالح دین میں سے ہے اور حج کی کمی کوتاہی کو مٹانے کا ذریعہ ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قربانی دینے کی وجہ سے بقیہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور ہر قسم کا صدقہ مصالح دین اور گناہوں کی تکفیر کا سبب ہے اور دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ مال میں اضافہ ہوتا ہے اور انفاق کرنے والے کو برائیوں سے نجات ملتی ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۴۳ وغیرہ)

رکوع نمبر : ۴

وَنَزَلَ لَمَّا اَكْثَرُوا سَوَالَهُ ﷺ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ﴾ تُظْهَرَ ﴿لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ لِمَا فِيْهَا مِنَ الْمَشَقَّةِ ﴿وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ﴾ اَىْ فِىْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿تُبْدَ لَكُمْ﴾ اَلْمَعْنٰى اِذَا سَاَلْتُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فِىْ زَمَنِهٖ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ بِاِبْدَائِهَا وَمَتٰى اَبْدَاهَا سَاءَ تْكُمْ فَلَا تَسْئَلُوْا عَنْهَا قَدْ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا﴾ عَنْ مَسْئَلَتِكُمْ فَلَا تَعُوْدُوْا ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (۱۰۱)﴾ قَدْ سَاَلَهَا ﴿ اَىِ الْاَشْيَاءَ ﴿قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ﴾ اَنْبِيَاءَ هُمْ فَاُجِيْبُوْا بِبَيَا نِ اَحْكَامِهَا ﴿ثُمَّ اَصْبَحُوْا﴾ صَارُوْا ﴿بِهَا كٰفِرِيْنَ (۱۰۲)﴾ بِتَرْكِهِمِ الْعَمَلَ بِهَا ﴿مَا جَعَلَ﴾ شَرَعَ ﴿اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾ كَمَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَفْعَلُوْنَهُ، رَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ (اَلْبَحِيْرَةُ) الَّتِىْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلِبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَ (السَّائِبَةُ) الَّتِىْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَىْءٌ، وَ (الْوَصِيْلَةُ) اَلنَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِىْ اَوَّلِ نِتَاجِ الْاِبِلِ بِاُنْثٰى ثُمَّ تَثْنِىْ بَعْدَهٗ بِاُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ اِنْ وَصَلَتْ اِحْدَاهُمَا بِاُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَ (الْحَامُ) فَحْلُ الْاِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَاِذَا قَضٰى ضِرَابَهٗ وَدَّعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَاَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ عَلَيْهِ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهِ شَىْءٌ وَسَمَّوْهُ (الْحَامِىْ) ﴿وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ فِىْ ذٰلِكَ وَفِىْ نِسْبَتِهٖ اِلَيْهِ ﴿وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۱۰۳)﴾ اَنَّ ذٰلِكَ اِفْتِرَاءٌ لِاَنَّهُمْ قَلَّدُوْا فِيْهِ آبَاءَ هُمْ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ﴾ اَىْ اِلٰى حُكْمِهٖ مِنْ تَحْلِيْلِ مَا حَرَّمْتُمْ ﴿قَالُوْا حَسْبُنَا﴾ كَافِيْنَا ﴿مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا﴾ مِنَ الدِّيْنِ وَالشَّرِيْعَةِ قَالَ تَعَالٰى ﴿اَ﴾ حَسْبُهُمْ ذٰلِكَ

﴿وَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (١٠٤)﴾اِلَى الْحَقِّ؟ ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْكَارِ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ﴾اَىْ اِحْفَظُوْهَا وَقُوْمُوْا بِصَلَاحِهَا ﴿لَايَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾قِيْلَ الْمُرَادُ لَايَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ غَيْرُهُمْ لِحَدِيْثِ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىْ سَئَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِئْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَهَوًى مُّتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَاىٍ بِرَاْيِهٖ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهٗ﴿ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (١٠٥)﴾فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾اَىْ اَسْبَابُهٗ ﴿ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَىْ لِيَشْهَدَ ، وَاِضَافَةُ شَهَادَةِ لِبَيْنَ عَلَى الْاِتِّسَاعِ ، وَحِيْنَ بَدَلٌ مِّنْ اِذَا اَوْ ظَرْفٌ لِحَضَرَ ﴿ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾اَىْ غَيْرِ مِلَّتِكُمْ ﴿ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ ﴾سَافَرْتُمْ ﴿فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط تَحْبِسُوْنَهُمَا ﴾تُوْقِفُوْنَهُمَا صِفَةُ آخَرَانِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ ﴾اَىْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ﴿فَيُقْسِمٰنِ﴾يَحْلِفَانِ﴿ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ ﴾شَكَكْتُمْ فِيْهَا ، وَيَقُوْلَانِ ﴿لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ﴾بِاللّٰهِ﴿ثَمَنًا﴾عِوَضاً نَاْخُذُهٗ بَدْلَهٗ مِنَ الدُّنْيَا بِاَنْ نَّحْلِفَ بِهٖ اَوْ نَشْهَدَ كَاذِبًا لِاَجْلِهٖ ﴿ وَّلَوْ كَانَ ﴾اَلْمُقْسَمُ لَهٗ اَوِ الْمَشْهُوْدُ لَهٗ ﴿ذَا قُرْبٰى ﴾قَرَابَةٍ مِّنْهُ﴿ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ﴾اَلَّتِىْ اَمَرَنَا بِهَا﴿ اِنَّآ اِذًا﴾اِنْ كَتَمْنَاهَا﴿ لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ(١٠٦)﴾﴿فَاِنْ عُثِرَ ﴾اُطُّلِعَ بَعْدَ حَلْفِهِمَا ﴿عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا﴾اَىْ فَعَلَا مَا يُوْجِبُهٗ مِنْ خِيَانَةٍ اَوْ كِذْبٍ فِى الشَّهَادَةِ ، بِاَنْ وُجِدَ عِنْدَهُمَا مَثَلاً مَا اُتُّهِمَا بِهٖ وَادَّعَيَا اَنَّهُمَا اِبْتَاعَاهُ مِنَ الْمَيِّتِ اَوْ وَصّٰى لَهُمَا بِهٖ ﴿ فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا﴾فِىْ تَوَجُّهِ الْيَمِيْنِ عَلَيْهِمَا ﴿ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ﴾اَلْوَصِيَّةُ وَهُمُ الْوَرَثَةُ ، وَيُبْدَلُ مِنَ (آخَرَانِ)﴿ الْاَوْلَيٰنِ﴾بِالْمَيِّتِ اَىِ الْاَقْرَبَانِ اِلَيْهِ وَفِىْ قِرَاءَةِ اَلْاَوَّلِيْنَ جَمْعُ اَوَّلٍ صِفَةٌ اَوْ بَدَلٌ مِنَ (الَّذِيْنَ) ﴿ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ﴾عَلٰى خِيَانَةِ الشَّاهِدَيْنَ وَيَقُوْلَا نِ ﴿ لَشَهَادَتُنَا﴾يَمِيْنُنَا﴿ اَحَقُّ﴾اَصْدَقُ﴿ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾يَمِيْنِهِمَا ﴿ وَمَا اعْتَدَيْنَا﴾تَجَاوَزْنَا الْحَقَّ فِى الْيَمِيْنِ ﴿ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ(١٠٧)﴾اَلْمَعْنٰى لِيُشْهِدَ الْمُحْتَضَرُ عَلٰى وَصِيَّتِهٖ اِثْنَيْنِ اَوْ يُوْصِىَ اِلَيْهِمَا مِنْ اَهْلِ دِيْنِهٖ اَوْ غَيْرِهِمْ اِنْ فَقَدَهُمْ لِسَفَرٍ وَنَحْوِهٖ ، فَاِنِ ارْتَابَ الْوَرَثَةُ فِيْهِمَا فَادَّعَوْا اَنَّهُمَا خَانَا بِاَخْذِ شَىْءٍ اَوْ دَفْعِهٖ اِلٰى شَخْصٍ زَعَمَا اَنَّ الْمَيِّتَ اَوْصٰى لَهٗ بِهٖ فَلْيَحْلِفَا اِلٰى آخِرِهٖ ، فَاِنْ اطُّلِعَ عَلٰى اَمَارَةِ تَكْذِيْبِهِمَا فَادَّعَيَا دَافِعًا لَهٗ

حَلَفَ اَقْرَبُ الْوَرَثَةِ عَلٰی كِذْبِهِمَا وَصِدْقِ مَا اَدَّعَوْهُ وَالْحُكْمُ ثَابِتٌ فِی الْوَصِيَّيْنِ مَنْسُوْخٌ فِی الشَّاهِدَيْنِ وَكَذَا شَهَادَةُ غَيْرِ اَهْلِ الْمِلَّةِ مَنْسُوْخَةٌ ، وَاِعْتِبَارُ صَلَاةِ الْعَصْرِ لِلتَّغْلِيْظِ ، وَتَخْصِيْصُ الْحَلْفِ فِی الْاٰيَةِ بِاثْنَيْنِ مِنْ اَقْرَبِ الْوَرَثَةِ لِخُصُوْصِ الْوَاقِعَةِ الَّتِیْ نَزَلَتْ لَهَا وَهِیَ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ سَهْمٍ خَرَجَ مَعَ تَمِيْمٍ الدَّارِیِّ وَعَدِیِّ بْنِ بَدَّاءٍ اَیْ وَهُمَا نَصْرَانِيَانِ فَمَاتَ السَّهْمِیُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا مُسْلِمٌ ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مَخُوْصًا بِالذَّهَبِ ، فَرَفَعَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَنَزَلَتْ فَاَحْلَفَهُمَا ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا اِبْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِیٍّ ، فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الثَّانِيَةُ ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَاءِ السَّهْمِیِّ فَحَلَفَا وَفِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِیِّ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ مِنْهُمْ فَحَلَفَا وَكَانَا اَقْرَبَ اِلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَمَرِضَ فَاَوْصٰی اِلَيْهِمَا وَاَمَرَهُمَا اَنْ يُّبَلِّغَا مَا تَرَكَ اَهْلَهٗ ، فَلَمَّا مَاتَ اَخَذَ الْجَامَ وَدَفَعَا اِلٰی اَهْلِهٖ مَا بَقِیَ ﴿ذٰلِكَ﴾ اَلْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ رَدِّ الْيَمِيْنِ عَلَی الْوَرَثَةِ ﴿اَدْنٰی﴾ اَقْرَبُ اِلٰی ﴿اَنْ يَّاْتُوْا﴾ اَیِ الشُّهُوْدُ اَوِ الْاَوْصِيَاءُ ﴿بِالشَّهَادَةِ عَلٰی وَجْهِهَا﴾ اَلَّذِیْ تَحَمَّلُوْهَا عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْفٍ وَلَا خِيَانَةٍ ﴿اَوْ﴾ اَقْرَبُ اِلٰی اَنْ ﴿يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ م بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ عَلَی الْوَرَثَةِ الْمُدَّعِيْنَ فَيَحْلِفُوْنَ عَلٰی خِيَانَتِهِمْ وَكِذْبِهِمْ فَيَفْتَضِحُوْنَ وَيَغْرَمُوْنَ فَلَا يَكْذِبُوْا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ بِتَرْكِ الْخِيَانَةِ وَالْكِذْبِ ﴿وَاسْمَعُوْا﴾ مَا تُؤْمَرُوْنَ بِهٖ سِمَاعَ قَبُوْلٍ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ(۱۰۸)﴾ اَلْخَارِجِيْنَ عَنْ طَاعَتِهٖ اِلٰی سَبِيْلِ الْخَيْرِ .

﴿ترجمہ﴾

(اورلوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے بکثرت سوال......ا...... کئے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ) اے ایمان والوایسی باتیں نہ پوچھو جوظاہر (تبد بمعنی تظهر ہے) کردی جائیں تم پرتو تمہیں بری لگیں (کہ اس میں مشقت پائی جاتی ہو) اور اگر انہیں اس وقت پوچھوگے کہ قرآن اتر رہا ہے (یعنی زمانہ نبوی ﷺ میں) تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی (معنی یہ ہے کہ جب زمانہ اقدس میں تم چیزوں کے بارے میں سوال کروگے تو قرآن ان اشیاء کے اظہار کولے کر نازل ہوجائے گا اور جب وہ تم پر ظاہر کردی جائیگی تو تمہیں برالگے گا تو تم ایسی باتوں کی پوچھ گچھ ہی نہ کرو) اللہ انہیں معاف کرچکا ہے (تمہاری اس کثرت سوال کو، لہذا آئندہ ایسامت کرنا) اور اللہ بخشنے والاحلم والا ہے بے شک پوچھا ان (اشیاء) کے متعلق ایک قوم نے تم سے پہلے (اپنے نبیوں سے تو انہوں نے جوابا احکام بیان کیے) پھروہ ہوگئے (اصبحوا بمعنی صاروا) ان سے منکر (احکام پرعمل ترک کرکے) مقرر نہیں کیا (مشروع نہیں کیا) اللہ نے نہ بحیرہ اور نہ سائبہ، نہ وصیلہ، نہ حامی......۲......(جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے امام بخاری نے سعید بن مسیب سے

روایت کیا کہ بحیرہ وہ جانور ہوتا ہے جسکا دودھ بتوں کے لیے روک لیا جاتا تھا کوئی بھی اس جانور کا دودھ دوہ نہ سکتا اور سائبہ وہ جانور ہوتا جس کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے لہذا اس پر کوئی چیز لاد نہیں سکتے اور وصیلہ وہ اونٹنی ہوتی ہے جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی پھر دوسری بار بھی وہ مادہ بچہ دیتی تو اس کو بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے لیکن وصیلہ ہونے کے لیے ان دونوں مادہ بچوں کے درمیان نر بچہ نہیں ہونا چاہیے اور حام اس اونٹ کو کہتے جو ایک مخصوص تعداد میں جفتی کر چکا ہوتا اور جب اپنی مقررہ جفتی کی تعداد پوری کر لیتا تو وہ اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی چیز نہ لادتے اور اسکا نام حامی رکھتے) ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں (ان مذکورہ بالا کاموں کے بارے میں اور ان کی نسبت اللہ کی طرف کرکے) اور ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے (کہ ان کا افتراء ہے اسلئے کہ وہ اس بارے میں اپنے آباء واجداد کی تقلید میں پڑے ہیں) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف (یعنی اسکے حکم کی طرف جیسے تمہاری حرام کردہ چیزوں کی حلت کی طرف) کہیں ہمیں وہ بہت ہے (حسبنا بمعنی کافینا ہے) جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (جس دین وشریعت پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا (انکے لیے یہ کافی ہے) اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں نہ راہ پر ہوں (حق کی، اولــــــــو میں استفہام انکاری ہے) اے ایمان والوں تم اپنے نفس کی فکر رکھو ۳...... (یعنی معصیت سے اپنی حفاظت کرواور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہو) تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو (بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی گمراہی تمہیں ضرر نہ دے گی اور یہ بھی کہا گیا کہ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہیں، حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کرتے رہو یہاں تک کہ تم دیکھو کہ شدید بخل کی اطاعت کی جارہی ہے، خواہش نفسانی کی پیروی ہورہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو بڑا سمجھ رہا ہے تو تم اپنے نفس کی حفاظت کرو اسے حاکم وغیرہ نے روایت کیا) تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں صاف بتادے گا جو تم کرتے تھے (وہ تمہیں اس پر جزا دیگا) اے ایمان والو تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے (یعنی اسباب موت آئیں) وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں (شھادۃ بینکم جملہ خبریہ بمعنی امر ہے یعنی چاہیے یہ کہ وہ گواہی دیں اور لفظ شھادۃ کی اضافت لفظ بین کی طرف مجازاً ہے اور لفظ حین لفظ اذا سے بدل ہے یاحضر کا ظرف ہے) یا غیروں میں کے دو (یعنی تمہاری ملت کے سوا) جب تم ملک میں سفر کرو (ضربتم بمعنی سافرتم ہے) پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ......۴......ان دونوں کو روکو (یعنی ٹھہرالو، تحبسونھما، اخران کی صفت ہے) نماز (یعنی نماز عصر) کے بعد وہ قسم کھائیں (یقسمان بمعنی یحلفان ہے) اللہ کی اگر تمہیں کچھ شک پڑے (یعنی تمہیں اس معاملے میں شک پڑے اور وہ دونوں کہیں) نہیں خریدیں گے ہم اسکے بدلے (یعنی اللہ کی قسم کے بدلے) قیمت (یعنی عوض، اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر یا جھوٹی گواہی دے کر اسکے بدلے ہم دنیا کا معاوضہ حاصل نہیں کریں گے) اگرچہ (جس کے لیے قسم کھائی یا گواہی دی) قریب کا رشتے

دار ہو (یعنی ہمارا قریبی ہو) اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے (جسے قائم کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے) تو ہم ضرور اس وقت (اگر ہم گواہی چھپائیں) گناہ گاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے (دونوں کے حلف اٹھانے کے بعد اطلاع ملے) کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے (یعنی وہ دونوں خیانت یا جھوٹی گواہی کے سزاوار ہوئے مثلاً جس بات میں شبہ یا تہمت تھی وہ انہی کے ہاں سے برآمد ہوئی اور مدعی اس بات کے ہوئے کہ ہم نے مرنے والے سے خریدی تھی یا ہمارے لیے اسکی وصیت کی گئی تھی) تو انکی جگہ دو اور کھڑے ہوں (قسم ان دونوں کی طرف متوجہ کردی جائے) ان لوگوں میں سے کہ سزاوار ہوئے انکے اوپر (جو مستحق وصیت ہوں یعنی ورثہ اور لفظ اخران کا بدل اولین ہے) پہلے گواہ (یعنی میت کے قریبی عزیز اور ایک قرأت میں اولین ہے یہ اول کی جمع ہے یا یہ الذین سے بدل ہے) تو اللہ کی قسم کھائیں (گواہوں کی خیانت پر اور کہیں) کہ ہماری گواہی (لشهدتنا بمعنی یمیننا ہے) زیادہ ٹھیک ہے (احق بمعنی اصدق ہے) ان دو کی گواہی (یعنی قسم) سے اور ہم حد سے نہ بڑھے (قسم کے معاملے میں ہم نے حق سے تجاوز نہ کیا) ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہونگے (معنی یہ کہ مرنے والا شخص اپنی وصیت کے معاملے میں دو آدمی اپنے ہم مذہب میں سے کرلے یا غیر مسلموں میں سے گواہ کرلے، بشرطیکہ سفر وغیرہ کی وجہ سے مسلمان گواہ نہ ملیں، پھر اگر ورثاء کو ان گواہ پر شک ہو تو انہیں دعوی دائر کرنا چاہیے کہ گواہوں نے کوئی چیز لے دے کر خیانت کی ہے اور کہتے ہیں کہ میت نے ہی انہیں اسکی وصیت کی تھی تو دونوں سے حلف لیا جائے پھر اگر کسی طرح انکا جھوٹ ثابت ہوتا ہو اور وہ دونوں مدعی ہوں کہ مرنے والے نے انہیں وہ چیز بطور ہبہ دی ہے انہوں نے مرنے والے سے خریدی ہے تو آگے اس کذب بیانی کے خلاف قریب ترین دو وارث گواہی دیں اور دوسرے ورثاء سچ کی تائید کریں اور وصیت کے بارے میں گواہوں کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور غیر مسلموں کی گواہی کا حکم بھی منسوخ ہے اور عصر کی نماز کا اعتبار تغلیظ کی وجہ سے ہے اور آیت میں قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حلف کو خاص کرنا اس واقعہ کی خصوصیت کی وجہ سے ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور اسے امام بخاری نے روایت کیا کہ قبیلہ بنی سهم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا وہ دونوں نصرانی تھے سہمی ایسی سرزمین میں انتقال کر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا جب وہ دونوں نصرانی اسکا ترکہ واپس لے کر مکہ آئے تو چاندی کا ایک جام گم پایا گیا جس پر سونے کے تار سے کام کیا ہوا تھا یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے دونوں سے حلف لے لیا پھر پیالہ مکہ میں مل گیا چنانچہ جس کے پاس ملا تھا اس نے تمیم و عدی کا نام لیا کہ میں نے ان دونوں سے خریدا ہے اس پر دوسری آیت فان عثر ...... الخ نازل ہوئی تو سہمی قبیلہ کے دو آدمی کھڑے ہوئے اور حلف اٹھایا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص دونوں کھڑے ہوئے اور حلف اٹھائے اور یہ میت کے قریبی تھے اور یہ روایت میں بھی ہے جب سہمی بیمار ہوا اور اس نے دونوں نصرانیوں کو وصیت کی اور حکم دیا کہ ترکہ اسکے اصل کو پہنچا دیا جائے پس جب وہ مر گیا تو انہوں نے جام لے لیا اور باقی ترکہ ورثہ کو پہنچا دیا) یہ (حکم مذکورہ ورثاء کی جانب قسم لوٹانے کے بارے میں) زیادہ قریب ہے (ادنی بمعنی اقرب ہے) کہ وہ لائیں (گواہ یا جنکو

وصیت کی گئی ہے) جیسی گواہی چاہیں (التی تحملوھا سے ایسی گواہی کی جانب اشارہ ملتا ہے جو بلا تحریف وخیانت واقع کے مطابق ہو) یا (زیادہ قریب ہو کہ) ڈریں کہ بعض قسمیں رد کردی جائیں انکی قسموں کے بعد (مدعین ورثہ پر، اور ورثہ ان کی خیانت اور کذب پر حلف اٹھائیں اور انہیں رسوا ہونا پڑے اور تاوان بھرنا پڑے غرض کہ اس خطرہ کی وجہ سے جھوٹ نہ بولیں) اور اللہ سے ڈرو (خیانت اور جھوٹ ترک کرتے ہوئے) اور سنو (جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے، قبولیت کے کانوں سے) اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا (یعنی ہدایت کی راہ نہیں دیتا جو اسکی طاعت سے باہر نکل جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم﴾.

یایھاالذین امنوا: نداء...... لاتسئلوا: فعل نہی بافاعل...... عن: جار...... اشیاء: موصوف...... ان: شرطیہ...... تبدلکم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... تسؤکم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان تسئلوا عنھا حین ینزل القران تبدلکم﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ...... تسئلوا عنھا: فعل بافاعل وظرف لغو...... حین: مضاف...... ینزل القرآن: جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، ملکر ظرف یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،...... تبدلکم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم﴾.

عفااللہ عنھا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ...... اللہ: مبتدا...... غفور: خبر اول...... حلیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد سالھا قوم من قبلکم ثم اصبحوا بھا کفرین﴾.

قد: تحقیقیہ...... سالھا: فعل ومفعول...... قوم: موصوف...... من قبلکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ثم: عاطفہ...... اصبحوا: فعل ناقص بااسم...... بھا کفرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل ”قدسالھا“ پر معطوف ہے

﴿ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام﴾.

ما: نافیہ...... جعل اللہ: فعل وفاعل...... من: جار زائدہ...... بحیرۃ: معطوف علیہ...... ولا سائبۃ ولاصیلۃ ولاحام: معطوفات، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرھم لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ...... لکن: حرف مشبہ......الذین کفروا: موصول صلہ ملکر اسم......یفترون علی اللہ الکذب: فعل با فاعل ظرف لغو مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......اکثرھم: مبتدا......لایعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباء نا﴾.

و: مستانفہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......قیل لھم: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... تعالوا: فعل امر با فاعل...... الی: جار...... ما انزل اللہ: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ......والی الرسول: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر شرط،......قالوا: قول......حسبنا: مبتدا......ما: موصولہ...... وجدنا علیہ اباء نا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اولو کان اباء ھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون﴾.

ہمزہ: ادا ۃ استفہام......و: عاطفہ معطوف علی محذوف ''احسبھم ذلک''......لو: شرطیہ......کان اباءُ ھم: فعل ناقص واسم......لایعلمون شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولا یھتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم﴾.

یایھاالذین امنوا: ندا ء......علیکم: بمعنی ''الزموا'': فعل با فاعل......انفسکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا۔

﴿لایضرکم من ضل اذااھتدیتم﴾.

لایضرکم: فعل ومفعول......من ضل: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......اھتدیتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر جزا محذوف ''فلا یضرکم من ضل'' کیلئے شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم تعلمون﴾.

الی اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجع: مضاف......کم: ضمیر ذوالحال...... جمیعا: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول......بماکنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنن ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم﴾.

یایھاالذین امنوا: ندا ء......شھادۃ بینکم: مرکب اضافی مبتدا......اثنان: موصوف......ذوا عدل: صفت اول...... منکم: ظرف مستقر صفت ثانی اذا ظرفیہ شرطیہ، مفعول فیہ مقدم...... حضر احدکم الموت: فعل ومفعول وفاعل......حین

الوصیة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فشهادة اثنين" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت﴾۔

ان: شرطیہ......انتم: فعل محذوف "ضربتم" کی تاکید ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ...... ضربتم فی الارض: جملہ فعلیہ مفسرہ ملکر جزا محذوف "فالشاهدان آخران" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ف: عاطفہ للتعقیب......اصابتکم مصیبة الموت: فعل ومفعول و فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تحبسونهما من بعد الصلوة فيقسمن بالله ان ارتبتم لا نشترى به ثمنا ولو كان ذاقربى﴾۔

تحبسونهما: فعل بافاعل ومفعول......من بعد الصلوة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......یقسمان بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ......ان: شرطیہ......ارتبتم: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فیحلفوهما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ......لانشتری: فعل نہی "ونحن" ضمیر مستتر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ......کان ذاقربی: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلا نشتری به" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر، حال، ملکر فاعل،......به: ظرف لغو......ثمنا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم اپنی قسم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿ولانكتم شهادة الله انا اذالمن الاثمين﴾۔

و: عاطفہ......لانکتم شهادة الله: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "لانشتری به" پر معطوف ہے......

انا: حرف مشبہ واسم......اذا: حرف جزاء وجواب......لام: تاکیدیہ......من الاثمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان عثر على انهما استحقا اثما فاخران يقومن مقامهما من الذين استحق عليهم الاولين﴾

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......عثر: فعل مجہول بانائب الفاعل......علی: جار......انهما: حرف مشبہ واسم......استحقااثما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اخران: مبتدا......یقومان: فعل الف ضمیر ذوالحال......من: جار......الذین استحق علیهم الاولین: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......مقامهما: مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فیقسمن بالله لشهادتنا احق من شهادتهما﴾۔

ف: عاطفہ......یقسمان بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ...... لام: تاکیدیہ......شهادتنا: مبتدا......احق: اسم تفضیل بافاعل...... من شهادتهما: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "یقومان" پر معطوف ہے۔

﴿وما اعتدينا انا اذالمن الظالمين﴾۔

و: مستانفہ......ما: نافیہ......اعتدینا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... اذا حرف جزا جواب......

لام: تاکیدیہ......من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلک ادنی ان یاتوا بالشھادۃ علی وجھھا او یخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانھم﴾۔

ذلک: مبتدا......ادنی: اسم تفضیل مضاف...... ان مصدریہ......یاتوا: فعل واو ضمیر فاعل......ب: جار......الشھادۃ: ذوالحال......علی وجھھا: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ......یخافوا: فعل بافاعل......ان ترد ایمان بعد ایمانھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ واسمعوا واللہ لا یھدی القوم الفسقین﴾۔

و: مستانفہ......اتقوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......اسمعوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل ''اتقوا'' پر معطوف ہے......و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا لاتسئلوا...... ☆ بعض لوگ سید عالم ﷺ سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا ایک روز فرمایا کہ جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے فرمایا جہنم دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتادیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجود یہ کہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔

☆......یاایھاالذین امنوا شھادۃ بینکم ...... ☆ مہاجرین میں سے بدیل جو حضرت عمرو بن عاص کے موالی میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف دو نصرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں سے ایک کا نام تمیم بن اوس داری تھا اور دوسرے کا عدی بن بداء شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہوگئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں ڈال دی اور ہمراہیوں کو اس کی اطلاع نہ دی جب مرض کی شدت ہوئی تو بدیل نے تمیم وعدی دونوں کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہوگئی ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غصب کرلیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کردیا کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آگئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی سامان کو اس کے مطابق کیا جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا انہوں نے کہا نہیں وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہوگئے اور جلد ہی ان کا

انتقال ہوگیا اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی اس میں چاندی کے ایک جام کا بھی ذکر ہے جو سونے سے منقش کیا ہوا تھا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے تمیم وعدی نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم'' تو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا جام کی ہمیں خبر بھی نہیں پھر یہ مقدمہ رسول کریم ﷺ کے دربار میں پیش ہوا تمیم وعدی وہاں بھی انکار پر جمے رہے اور قسم کھالی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کثرت سوال کی مذمت:

☆......عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ''اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا ''فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَھَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ'' ثُمَّ قَالَ: '' ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَۃِ سُؤَالِھِمْ وَاخْتِلَافِھِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِھِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَھَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْہُ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگوں! اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا تو تم اسکے پاک گھر کا حج کرو''، ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال حج کریں یارسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ اس شخص نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اسکی استطاعت نہ رکھتے ،فرمایا: ''جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں اس چیزوں کا سوال مت کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ حضرات انبیاء کرام سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور انبیاء کرام سے اختلاف کیا کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اسے چھوڑ دو''۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، رقم:۱۳۳۷/۳۱۴۷، ص ٦٢٧)

☆......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کرنے کی وجہ سے وہ ان پر حرام کردی گئی''۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من کثرۃ السوال ، رقم:۷۲۸۹، ص ۱۲۵٤)

مذکورہ حدیث طیبہ سے یہ درس حاصل ہوا کہ کثرتِ سوال تباہی و بربادی کا سبب ہے انسان اس بات کا خیال کرے کہ غیر ضروری سوال نہ کرے آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری عام ہو چکی ہے کہ لوگ مفتیانِ کرام اور علماء عظام سے خواہ مخواہ سوال کرتے ہیں انہیں بھی اس حدیث سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ کہیں سوال در سوال کرنے کی وجہ سے پریشانی اور شرمندگی نہ اٹھانا پڑے، بارہا

ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ بے فائدہ سوال درسوال کی وجہ سے شرمندہ ہی ہوتے ہیں۔
یہاں ہم ضمناً ان آیات کا ذکر کرتے ہیں جو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے کسی حکم شرعی پر عمل کرنے کے لئے استفسار کرنے پر نازل ہوئیں۔

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى......الخ (البقرة:۲۲۲)﴾ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ قبول کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ......الخ (البقرة:۲۲۰)﴾ اور تم سے یتیموں کو مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ......الخ (البقرة:۲۱۹)﴾ تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو۔

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ......الخ (البقرة:۲۱۹)﴾ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیاوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (البقرة:۲۱۷)﴾ تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم۔

دور جاہلیت میں مشرکین کن جانوروں سے نفع نہ اٹھاتے تھے:

۲......جن جانوروں سے نفع نہ اٹھایا جاتا تھا وہ حسب ذیل ہیں:

بحیرہ : جاہلیت کے دور میں جو اونٹنی دس مرتبہ بچہ جن لیتی اسکے کان کاٹ دیے جاتے اور اس پر نہ تو کوئی سوار ہوتا اور نہ ہی سامان لادا جاتا اور ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہا جاتا۔ **سائبہ**: جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچہ جن لیتی اسکو چراہ گاہ میں یونہی چھوڑ دیا جاتا اور اسے پانی وچارے سے منع نہ کیا جاتا ایسی اونٹنی کو سائبہ کہتے ہیں۔ **وصیلہ**: جب کسی شخص کی بکری نر و مادہ ایک ساتھ جن لیتی تو زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ کہتے کہ یہ بکری اپنے بھائی سے واصل ہوگئی ہے اور اس مادہ بچے کی وجہ سے اس نر بچے کو بھی جو اسکے ساتھ پیدا ہوا تھا ذبح نہ کرتے۔ **حام**: جب کوئی اونٹ دس اونٹنیوں کو حاملہ کردیتا تو اسکو حام کہتے کفار اس پر سواری نہ کرتے اور نہ اس پر کوئی بوجھ لادتے۔

(المفردات ص ۸۴،۲۵۵،۵۴۰،۱۴۰)

☆......واخرج عبد الرزاق وابن ابی شیبة وعبد بن حمید وابن جریر عن زید بن اسلم قال قال رسول الله

ﷺ :انی لأعرف اول من سیّب السوائب ، ونصب النصب ، واول من غیر دین ابراھیم "، قالوا من ھو یا رسول اللہ؟ قال :"عمرو بن لحی ، أخو بنی کعب ، لقد رأیته یجر قصبه فی النار ، یؤذی أھل النار ریح قصبه ، وإنی لأعرف من بحر البحائر" قالوا من ھو یا رسول اللہ؟ قال: رجل من بنی مدلج ، کانت له ناقتان ، فجدع آذانھما وحرم ألبانھما وظھورھما وقال ھاتان للہ ، ثم احتاج الیھما فشرب البانھما ، ورکب ظھورھما ، قال فلقد رأیته فی النار وھما یقضمانه بأفواھھما ویطآنه بأخفافھما عبدالرزاق،ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید اور ابن جریر نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے سائبہ اونٹنیوں کو چھوڑا اور بتوں کے سامنے ذبح کرنے کے پتھر نصب کیے،اور میں اس شخص کو بھی پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے دین ابراہیمی کو بدل دیا''،لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا:''وہ عمرو بن لحی ہے جو کہ بنی کعب کا فرد ہے میں نے اسے دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے اور دوزخیوں کو اس کی آنتوں کی بدبو سے اذیت ہوتی ہے اور میں اس شخص کو بھی پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے بحیرۃ کے کان چیرے''لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ وہ شخص کون ہے؟ فرمایا:''وہ بنی مدلج کا شخص ہے اسکی دو اونٹنیاں تھیں اس شخص نے اس کے کان چیر دیئے اور اس کے دودھ اور اس پر سامان لادنا حرام کر دیا اور کہا کہ یہ دونوں اونٹنیاں اللہ کے لئے ہے پھر جب اس شخص کو اس کی ضرورت ہوئی تو اس نے ان اونٹنیوں کا دودھ بھی پیا اور اس پر سواری بھی کی''،سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''میں اسے جہنم کی آگ میں دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹنیاں اسے اپنے مونہوں سے ضرب لگا رہی ہیں اور اپنے کھروں سے روندرہی ہیں۔

(الدر المنثور،ج۲،ص۵۹۷)

کیا صرف اپنی فکر کرنا ھی کافی ھے؟

۳......امام جلال الدین سیوطی الشافعی نے اسی آیتِ مبارکہ کے تحت اپنی تفسیر''الدر المنثور''میں متعدد احادیث نقل کی ہیں جس سے اس آیت مبارکہ کا معنی واضح ہوتا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا:اے لوگوں!تم اللہ عزوجل کا یہ فرمان پڑھتے ہو اور اسے رخصت گمان کرتے ہو؟ خدا عزوجل کی قسم!اس سے سخت تر آیت کا نزول نہیں ہوا خدا عزوجل کی قسم!تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے برائیوں سے روکنا چاہیے ورنہ اللہ عزوجل تم سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔اس آیت سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان امر بالمعروف ونھی عن المنکر کو ترک کردے بلکہ قدرت کے باوجود اس کام کو ترک کرنا جائز نہیں۔

(المدارک،ج۱،ص۴۸۱)

☆......☆انبیائھم: مختلف قوموں نے اپنے انبیائے کرام سے ایسے سوالات کئے مثلاً قوم صالح نے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا،قوم عیسیٰ نے مائدہ کے بارے میں سوال کیا،قوم موسیٰ نے اللہ کو اعلانیہ دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔

ای احفظوھا: ایمان والوں سے خطاب کیا کہ تم اپنی فکر کرو، یعنی اپنی جان کو نافرمانی سے بچاؤ اور طاعات بجالاؤ۔

قیل المراد: ایک قول یہ ہے کہ یہ اس آیت میں اہل ایمان کی تسلی خاطر ہے کہ انہیں کافروں کے ایمان نہ لانے پر غم نہ ہو کہ مومنین انہیں اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کی جانب بلاتے ہیں اور کافر روگردانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے مفسر کے قول "قیل المرا دغیرہ" میں غیر سے مراد گناہ گار مسلمان بھی ہو سکتے ہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر لینے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کرو اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں ان کی گمراہی کچھ نقصان نہ دیگی اور اگر تم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تو تمہیں گمراہ کی گمراہی نقصان پہنچائے گی اس لیے کہ گمراہی کا اقرار کرنا بھی گمراہی ہے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آیت پاک امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی نفی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت سے زیادہ سخت حکم کوئی اور نازل نہ فرمایا اور (لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر) میں رخصت کا حکم مانتے ہیں، معنی آیت یہ ہے تمہیں اہل کتاب کی گمراہی گمراہ نہیں کر سکتی، جیسا کہ مجاہد اور ابن جبیر نے کہا کہ اس آیت میں "من ضلّ" کا مصداق یہود ونصاری ہیں کہ مسلمان ان سے جزیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں۔

ابی ثعلبة الخشنی: جس نے زکوۃ دینے کا انکار کیا اس کا نام ابی ثعلبۃ ہے، خشنی عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے اس کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا، المصباح میں ہے انتہائی طاقتور شخص کو رجل خشین کہتے ہیں۔ خبر بمعنی الامر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ ﴿شھادة بینکم﴾ جملہ خبریہ ہے اور یہاں یہ معنی طلب کے لیے آتا ہے۔ترکیبی اعتبار سے "الشھادة" مبتداء اور "اثنان" اس کی خبر ہے اور دونوں کے مابین اذا حضر احدکم الخ جملہ معترضہ ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۲۸۳ وغیرہ)۔

ای الاشیاء: یعنی اس قسم کے سوالات کرنے میں تمہارے لیے بُرائی ہے، جیسا کہ قوم صالح نے سوال کیا تھا کہ سامنے موجود پہاڑ پھٹے اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی برآمد ہو، جیسا کہ حضرت عیسی کی قوم کا مائدہ سے متعلق سوال کرنا، قوم موسیٰ کا اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا سوال کرنا، پس ان سوالات کا جواب انہیں شدید تکالیف میں مبتلا کر کے دیا گیا اور ان پر عذاب آکر رہا، یہاں کلام کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح نفس حد سے بڑھ جاتا ہے اسی طرح الفاظ بھی حروف کی زیادتی کرنے سے حد سے تجاوز کر جاتے ہیں جس طرح سابقہ قوموں کی مثالوں سے واضح ہے۔واعجاب کل ذی رای برایہ: یعنی (اُسے) کسی اور کی بات تعجب میں نہ ڈالے، اور نہ ہی نصیحت قبولیت کی حد تک لے جائے کہ اُس کی نصیحت کو مان لے اور خازن میں "فعلیک نفسک" کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں: عوام کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے پیچھے کچھ صبر آزما دن اور بھی ہیں، تو جو اُن صبر آزما دنوں میں ڈٹ جائے تو وہ (دین اسلام) پر جم گیا، اور ان صبر آزما دنوں میں اعمال بجالانے والے کو دیگر پچاس آدمیوں کی مثل ثواب ملے گا۔مع تمیم: تمیم نامی شخص بعد میں اسلام لے آیا تھا، اور مشاہیر صحابہ میں اُن کا شمار ہونے لگا جب کہ عدی بن بداء کا اسلام لانا ثابت نہیں۔جام: لغت میں جام گلاس کو کہتے ہیں، لیکن

یہاں جام سے مراد چاندی کا بڑا برتن ہے جس کا وزن تین سو مثقال تھا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱٤۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

اُذْكُرْ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ﴾هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ﴿فَيَقُوْلُ﴾لَهُمْ تَوْبِيْخًا لِقَوْمِهِمْ ﴿مَاذَا﴾اَيِ الَّذِيْ ﴿أُجِبْتُمْ﴾بِهٖ حِيْنَ دَعَوْتُمْ اِلَى التَّوْحِيْدِ ﴿قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾بِذٰلِكَ ﴿اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (١٠٩)﴾مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ وَذَهَبَ عَنْهُمْ عِلْمُهُ لِشِدَّةِ هَوْلِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَفَزَعِهِمْ ثُمَّ يَشْهَدُوْنَ عَلٰى اُمَمِهِمْ لَمَّا يَسْكُنُوْنَ اُذْكُرْ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ﴾بِشُكْرِهَا﴿اِذْ اَيَّدْتُّكَ﴾قَوَّيْتُكَ ﴿بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾جِبْرِيْلَ﴿تُكَلِّمُ النَّاسَ﴾حَالٌ مِّنَ الْكَافِ فِيْ اَيَّدْتُّكَ ﴿فِي الْمَهْدِ﴾اَىْ طِفْلًا﴿وَكَهْلًا﴾يُفِيْدُ نُزُوْلَهُ قَبْلَ السَّاعَةِ لِاَنَّهُ رُفِعَ قَبْلَ الْكُهُوْلَةِ كَمَا سَبَقَ فِيْ (آلِ عِمْرَانَ)﴿وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ﴾كَصُوْرَةِ﴿الطَّيْرِ﴾وَالْكَافُ اِسْمٌ بِمَعْنٰى (مِثْلِ)مَفْعُوْلٌ ﴿بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًام بِاِذْنِيْ﴾بِاِرَادَتِيْ﴿وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى﴾مِنْ قُبُوْرِهِمْ اَحْيَاءً﴿بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ﴾حِيْنَ هَمُّوْا بِقَتْلِكَ﴿اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾الْمُعْجِزَاتِ﴿فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ﴾مَا ﴿هٰذَا﴾الَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ﴿اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (١١٠)﴾وَفِيْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ اَىْ عِيْسٰى﴿وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ﴾اَمَرْتُهُمْ عَلٰى لِسَانِهٖ﴿اَنْ﴾اَىْ بِاَنْ﴿اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ﴾عِيْسٰى﴿قَالُوْا اٰمَنَّا﴾بِهِمَا ﴿وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (١١١)﴾اُذْكُرْ﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ﴾اَىْ يَفْعَلُ ﴿رَبُّكَ﴾وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَّةِ وَنَصْبِ مَا بَعْدَهُ اَىْ تَقْدِرُ اَنْ تَسْئَلَهُ﴿اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط قَالَ﴾لَهُمْ عِيْسٰى﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾فِيْ اِقْتِرَاحِ الْاٰيَاتِ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (١١٢)﴾﴿قَالُوْا نُرِيْدُ﴾سُؤَالَهَا مِنْ اَجْلِ ﴿اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ﴾تَسْكُنَ﴿قُلُوْبُنَا﴾بِزِيَادَةِ الْيَقِيْنِ﴿وَنَعْلَمَ ﴾نَزْدَادَ عِلْمًا﴿اَنْ﴾مُخَفَّفَةٌ اَىْ اَنَّكَ﴿قَدْ صَدَقْتَنَا ﴾فِيْ اِدِّعَاءِ النُّبُوَّةِ﴿وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (١١٣)﴾﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا ﴾اَىْ يَوْمَ نُزُوْلِهَا﴿عِيْدًا﴾نُعَظِّمُهُ وَنُشَرِّفُهُ ﴿لِّاَوَّلِنَا﴾بَدَلٌ مِّنْ (لَنَا) بِاِعَادَةِ الْجَارِ﴿وَ اٰخِرِنَا ﴾مِمَّنْ يَّاْتِيْ بَعْدَنَا﴿وَ اٰيَةً مِّنْكَ﴾عَلٰى قُدْرَتِكَ وَنُبُوَّتِيْ ﴿وَارْزُقْنَا

﴿اِیَّاھَا﴾﴿وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ(۱۱۴)﴾﴿قَالَ اللّٰهُ﴾مُسْتَجِیْبًا لَهُ ﴿اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ﴿عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ﴾اَیْ بَعْدَ نُزُوْلِھَا﴿ مِنْکُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ(۱۱۵)﴾فَنَزَلَتِ الْمَلٰئِکَةُ بِھَا مِنَ السَّمَآءِ عَلَیْھَا سَبْعَةُ اَرْغِفَةٍ وَّسَبْعَةُ اَحْوَاتٍ فَاَکَلُوْا مِنْھَا حَتّٰی شَبِعُوْا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَفِیْ حَدِیْثٍ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا فَاُمِرُوْا اَنْ لَّا یَخُوْنُوْا وَلَا یَدَّخِرُوْا لِغَدٍ ، فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا فَرُفِعَتْ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِیْرَ .

﴿ترجمہ﴾

(یاد کیجئے) جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو (مراد قیامت کا دن ہے) پھر فرمائے گا (پیغمبروں سے، انکی قوم کو زجر کرنے کے لیے) کیا (ماذا بمعنی الذی ہے) تمہیں جواب ملا (جب تم نے توحید کی دعوت دی) عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں (اس بات کا) بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے (جو کچھ بندوں سے پوشیدہ ہیں اور پیغمبروں کو یہ ذھول علم قیامت کی ہولناکی اور گھبراہٹ کے باعث ہوگا پھر سکون واطمنان ہونے پر اپنی امتوں پر گواہی دیں گے۔......ا...... یاد کیجئے) جب اللہ تعالی فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسی یاد کر انعام اپنے اوپر اور اپنی ماں پر......۲......(یوں کہ اس انعام کا شکر کر) جب میں نے تیری مدد کی (یعنی تجھے تقویت دی) پاک روح (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے تو لوگوں سے باتیں کرتا (جملہ تکلم الناس ، ایدتک کی ضمیر کاف سے حال ہے) پالنے میں (یعنی صغر سنی میں) اور پکی عمر ہو کر (یہ آیت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نزول قیامت سے قبل تشریف لائیں گے کیونکہ آپ قبل کہولت کے اٹھا لئے گئے تھے جیسا کہ آل عمران میں گزر چکا) اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے ہیئت (یعنی صورت) پرندی (کاف اسمیہ بمعنی مثل ہے، یہ مفعول بہ ہے تخلق فعل کے لئے) میرے حکم سے پھر اس میں پھونک مارتا تو میرے اذن (یعنی ارادے) سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا (یعنی انکی قبروں سے زندہ نکالتا) اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا (جب انہوں نے تیرے قتل کا ارادہ کیا) جب تو انکے پاس روشن نشانیاں (یعنی معجزات) لایا تو انکے کافر بولے نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) یہ (جو آپ لائے ہیں) نہیں مگر کھلا جادو (اور ایک قرأت میں ساحر ہے مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہیں مگر جادوگر) اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا (انہیں آپکی زبانی حکم دیا) یہ کہ (ان بمعنی ان ہے) مجھ پر اور میرے رسول (عیسی علیہ السلام) پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے (دونوں پر) اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (اور یاد کیجئے) جب حواریوں نے کہا اے عیسی بن مریم کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے (یعنی وہ ایسا کرے گا ایک قرأت میں تستطیع تائے فوقانیہ کے ساتھ ہے اور مابعد منصوب ہے یعنی آپ علیہ السلام اس کی طاقت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی سے سوال کریں) کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دے......۳......کہا (ان سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) اللہ سے ڈرو (مطالبہ آیات کے سلسلے میں) اگر ایمان رکھتے ہو بولے ہم چاہتے ہیں (یہ سوال کرنا اسلئے ہے کہ) اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں (یعنی سکون پائیں اور یقین زیادہ ہو جائے) اور ہم جان لیں (ہمارا علم زیادہ ہو جائے) یہ کہ (ان مخففۃ ہے اصل میں انک تھا) آپ نے ہم سے سچ فرمایا (دعویٰ نبوت کر کے) اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰ بن مریم نے عرض کی کہ اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے (یعنی اسکے نزول کا دن ہمارے لیے) عید کا دن ہو......ہے......(جسکی تعظیم کریں اور جسے ہم معظم جانیں) ہمارے اگلے (لاولنا اعادۂ جار کے ساتھ لنا کا بدل ہے) اور پچھلے کیلئے (جو ہمارے بعد آئیں گے) اور تیری طرف سے نشانی (تیری قدرت اور میری نبوت پر) اور ہمیں روزی دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا (انکی دعا قبول کرتے ہوئے) کہ میں اسے اتارتا ہوں (منزلھا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) تم پر پھر اب جو کفر کرے گا (یعنی مائدۃ کے اترنے کے بعد) تم میں تو بے شک میں اسے وہ عذاب دونگا کہ سارے جہاں میں کسی پر نہ کروں گا......۵......(چنانچہ آسمان سے فرشتے مائدۃ لے کر نازل ہوئے اس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں انہوں نے اس سے کھایا حتیٰ کہ خوب پیٹ بھر لیا، ابن عباس نے یونہی فرمایا اور حدیث پاک میں ہے کہ مائدۃ آسمان سے اترا اس میں روٹی اور گوشت تھا اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا کہ خیانت نہ کرنا اور آئندہ کل کے لیے ذخیرہ نہ کرنا لیکن انہوں نے خیانت کی، ذخیرہ کیا تو نعمت خوان اٹھالی گئی اور انہیں بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم﴾.

یوم: مضاف......یجمع اللہ الرسل: فعل وفاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......یقول: قول......ما: اسم استفہام مبتدا......ذا: موصولہ......اجبتم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر "اذکر" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب﴾.

قالوا: قول......لا: نفی جنس......علم: اسم......لنا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ......

انک: حرف مشبہ واسم......انت علام الغیوب: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدیک اذایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا﴾.

اذ: مضاف......قال اللہ: قول......یعیسی ابن مریم: نداء......اذکر: فعل امر با فاعل......نعمۃ: مصدر مضاف، ی

ضمیر متکلم مضاف الیہ......علیک :خبر مجرور معطوف علیہ......وعلی والدتک :جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر مبدل منہ......اذ: مضاف......ایدت: فعل بافاعل......ک: ضمیر ذوالحال......تکلم: فعل وانت ضمیر ذوالحال......فی المھد: ظرف مستقر معطوف......وکھلا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل......الناس :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول...... بروح القدس :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر ''اذکر'' فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ علمتک الکتب والحکمة والتورة والانجیل﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......علمتک: فعل بافاعل ومفعول......الکتاب: معطوف علیہ......والحکمة والتورة والانجیل: معطوفات ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر ماقبل ''اذ ایدتک بروح القدس'' پر معطوف ہے۔

﴿واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......تخلق: فعل بافاعل......من الطین: ظرف لغو......ک: بمعنی مثل مضاف......ھیئة الطیر: مرکب اضافی ہوکر مضاف الیہ، ملکر ذوالحال......باذنی: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......تنفخ فیھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......تکون: فعل ناقص بااسم......طیرا: ذوالحال......باذنی: ظرف مستقر حال، ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر معطوف اول......و: عاطفہ......تبری: فعل بافاعل......الاکمه والابرص: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ذوالحال......باذنی: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی ماقبل ''اذایدتک'' پر ہے۔

﴿واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......تخرج الموتی باذنی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف ثالث ماقبل ''اذ ایدتک'' پر...... و: عاطفہ......اذ: مضاف......کففت بنی اسرائیل عنک: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو......اذ: مضاف......جئتھم بالبینت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......قال الذین کفروا: قول......ان: نافیہ......ھذا: مبتدا......الا: اداۃ حصر...... سحر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف۔ کففت فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف رابع ماقبل ''اذایدتک'' پر۔

﴿واذ اوحیت الی الحوارین ان امنوا بی وبرسولی﴾.

و: عاطفہ.....اذ: مضاف.....اوحیت الی حوارین: فعل بافاعل وظرف لغو.....ان: مفسرہ.....امنوا بی وبرسولی جملہ فعلیہ ان مفسرہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر معطوف خامس ماقبل" اذ ایدتک" پر۔

﴿قالوا امنا واشهد باننا مسلمون﴾

قالوا: قول.....امنا: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ.....و: عاطفہ.....اشهد: فعل بافاعل.....باننا مسلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ متانفہ۔

﴿اذ قال الحواريون يعيسى ابن مريم هل يستطيع ربك ان ينزل علينا مائدة من السماء﴾

اذ: مضاف.....قال الحواريون: قول.....يعيسى ابن مريم: نداء.....هل: حرف استفہام..... يستطيع ربك: فعل وفاعل..... ان: مصدریہ.....ينزل علينا مائدة من السماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول وظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر، مفعول ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "اذكر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال اتقوا الله ان كنتم مؤمنين﴾

قال: قول.....اتقوا الله: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ متانفہ.....ان: شرطیہ.....كنتم مومنين: جملہ جزا محذوف "فتجتنبوا هذه السوالات المتعنتة" کیلئے شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا نريد ان ناكل منها وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونكون عليها من الشهدين﴾

قالوا: قول.....نريد: فعل بافاعل.....ان: مصدریہ..... ناكل منها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ..... وتطمئن قلوبنا: جملہ فعلیہ معطوف اول.....ونعلم ان قد صدقتنا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی..... ونكون: فعل ناقص بااسم.....عليها: ظرف لغو مقدم.....الشاهدين: اسم فاعل بافاعل، اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر مجرور.....من: جار، اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث، ملکر بتاویل مصدر، مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ متانفہ۔

﴿قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا الاولنا واخرنا واية منك﴾

قال عيسى ابن مريم: قول.....اللهم: نداء.....ربنا: نداء ثانی.....انزل علينا: فعل امر بافاعل وظرف لغو..... مائدة: موصوف.....من السماء: ظرف مستقر صفت اول..... تكون: فعل ناقص بااسم.....لنا: جار مجرور ظرف مستقر، مبدل منہ.....لام: جار.....اولنا واخرنا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر بدل، ملکر حال مقدم.....عيدا: معطوف علیہ.....و: عاطفہ.....اية: موصوف.....منك: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر خبر، فعل ناقص اسم وخبر سے

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی اپنے موصوف سے ملکر مفعول......انزل :فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء......اپنی دونوں نداء سے ملکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وارزقنا وانت خیر الرازقین﴾

و :عاطفہ......ارزق :فعل امر وانت ضمیر ذوالحال......وانت خیر الرازقین :جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......نا :ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''انزل'' پر معطوف ہے۔

﴿قال اللہ انی منزلھا علیکم﴾

قال اللہ :قول،انی :حرف مشبہ واسم،منزلھا علیکم :شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین﴾

ف :مستانفہ......من :شرطیہ مبتدا......یکفر :فعل ھو ضمیر ذوالحال......منکم :ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......بعد: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف :جزائیہ......انی :حرف مشبہ واسم......اعذبہ :فعل بافاعل ومفعول......عذابا :موصوف...... لا اعذبہ :فعل نفی بافاعل ومفعول......احدا :موصوف......من العلمین :ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ،ملکر مفعول مطلق،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا جمع کیاجانا:

۱......آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو جمع فرمانے کا بیان فرمایا ہے تفسیر خازن میں ہے یہاں تقدیر کلام اس طرح ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یاد کیجئے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل رسولوں کو جمع فرمائے گا اور اللہ عزوجل ان سے دریافت فرمائے گا کہ تمہیں تمہاری امتوں نے کیا جواب دیا؟ کیا تمہاری امتوں نے تمہاری دعوت کو رد کردیا جو تم نے انہیں دنیا میں میری توحید اور طاعت سے متعلق دی تھی؟ اور اس سوال کا مقصد ان امتوں پر زجروتوبیخ کرنا ہے جنہوں نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کو جھٹلادیا تھا۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ جواب دینا کہ لا علم لنا یعنی ہمیں کچھ علم نہیں اس جملے کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ عرض کرنا کہ ہم کچھ نہیں جانتے جو تو انکے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے؟ اسلئے کہ تو جانتا ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو چھپاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے مگر اتنا جو وہ ظاہر کریں لہذا انکے نہ ماننے کے بارے میں تیرا علم ہمارے مقابلے میں زیادہ انفذ اور ابلغ ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس جملے لا علم لنا کا معنی یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے مگر جو تو نے ہمیں سکھایا اور تیرا علم ہمارے علم سے زیادہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم تیرے اس سوال کرنے کی حکمت

کو نہیں جانتے تو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم اس بات کی حقیقت کو نہیں جانتے اسلئے کہ ہم تو اپنی حیات ظاہری میں انکے افعال واقوال کو جانتے تھے اب وفات ظاہری کے بعد انکے بارے میں ہم نہیں جانتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے ہمارے بعد دین میں کیا اختراع کیا؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں یہ خبر عطا فرمائی و کنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم حضرت ابن عباس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوا دُوْنِي فَاَقُوْلُ اَصْحَابِي فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے حوض کوثر کے پاس سے کچھ لوگ گزریں گے یہاں تک میں انکو پہچان لوں گا کہ وہ مجھ سے دور کھینچے جارہے ہیں میں کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض رقم ۶۵۸۲، ص ۱۱۳۹).

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قیامت کے روز سخت ہولنا کی، دل ہلا دینے والے زلزلے ہونگے، انبیائے کرام علیہم السلام ان ہولنا کیوں کی وجہ سے (بتقاضائے بشریت) خوف زدہ ہونگے اور انکے اذہان سے بات نکل جائے گی پھر جب افاقہ ملے گا تو وہ اپنی قوم کو تبلیغ کیے جانے پر گواہی دیں گے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس توجیہ میں ضعف ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ﴿لا یحزنهم الفزع الاکبر﴾ امام فخر الدین رازی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ علیم، حلیم اور عادل ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ انکی بات نہ تو خیر کا فائدہ دیتی ہے اور نہ ہی شر کو دور کرتی ہے اور ادب کا تقاضا یہی ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے اور معاملے کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دیا جائے اسی لئے انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔

(الخازن، ج ۲، ص ۸۹، ۹۰)

حضرت عیسی علیہ السلام اور انکی والدہ پر نعمتیں:

۲...... اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر یہ انعام فرمایا کہ صغرسنی میں انہیں اچھی طرح سے پروان چڑھایا، انہیں خوب پاک رکھا اور انہیں عالمین کی عورتوں میں سے چن لیا۔

(الجمل، ج ۲، ص ۲۹۸)

اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام پر کی گئی نعمتوں میں سے سات یہاں شمار فرمائیں جن کا ذکر مذکورہ رکوع میں ملتا ہے اذ ایدتک یعنی جب تیری فرشتے کے ذریعے مدد کی، واذ علمتک یعنی جب تجھے کتاب سکھائی، واذ تخلق جب تو (پرندے کی) صورت بناتا تھا، واذ تبرئ اور جب تو ٹھیک کرتا تھا، واذ تخرج الموتی اور جب تو مردوں کو زندہ نکالتا (میرے حکم سے)، واذ کففت اور جب میں نے روکا (بنی اسرائیل کو تجھ سے)، واذ اوحیت اور جب میں نے دل میں بات ڈالی۔

(الجمل، ج ۲، ص ۲۹۸)

آسمانی نعمت:

سے......اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا کی برکت سے قوم کی فرمائش پر انکے لئے آسمان سے پانچ اور دوسری روایت کے مطابق ایک روٹی اتاری۔ یہ روٹی جَو سے تیار کردہ تھی اور ابوسعود کی روایت کے مطابق دسترخوان میں ایک بڑی مچھلی تھی جس کی کمر پر نہ تو چھلکا تھا اور نہ ہی اس میں کوئی کانٹا تھا، اسکے سر کے پاس نمک تھا اور دم پر سرکہ، اسکے اطراف میں طرح طرح کی سبزیاں تھیں سوائے گراث نامی سبزی کے۔ پانچ روٹیوں میں سے ایک روٹی پر زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر، پانچویں پر خشک گوشت کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ حواریوں کے سردار شمعون نے کہا: ''یا روح اللہ'' یہ دنیاوی کھانے میں سے ہے یا اُخروی؟ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا دونوں میں سے نہیں ہے، بلکہ ایسی چیز ہے کہ جسے اللہ ﷻ نے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرشتے اس دسترخوان کو لئے آسمان وزمین میں تیر رہے تھے اور اس دسترخوان پر سوائے گوشت کے ہر قسم کا کھانا تھا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس دسترخوان پر جنتی پھل تھے اور عطیہ عوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ آسمان سے ایک مچھلی اتری جس میں ہر چیز کا ذائقہ تھا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۰٤)

☆......☆ توبیخا لقولهم: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے قیامت کے دن اللہ ﷻ رسولوں سے کیوں پوچھے گا حالانکہ اللہ حقیقت حال سے باخوبی واقف ہے؟ اللہ ﷻ کا پوچھنا اس وجہ سے ہوگا کہ امتوں کو ان کے کفر اور نافرمانیوں پر سرزنش ہوجائے، یہ مراد نہیں کہ اللہ ﷻ ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے جس کا اُسے پہلے علم نہ تھا پوچھنے سے علم ہوگا، اللہ ﷻ اس (جہل) سے پاک ہے

ای الذی: اس میں اشارہ ہے کہ ماذا میں ''ما'' استفہامیہ مبتداء ہے، اور ''ذا'' اسم موصول خبر ہے، اور ''اجبتم'' اس کا موصول ہے اور ضمیر عائد جو کے موصول کی جانب لوٹتی ہے محذوف ہے۔

وذهب عنهم علمه...... الخ: یہ عبارت اس سوالِ مقدر کا جواب ہے کہ حضرات انبیائے کرام قیامت کے دن یوں کیوں کہیں گے کہ انہیں کچھ علم نہیں حالانکہ انہیں اس بات کا علم ہوگا اس جواب سے خلاف واقع امر کی خبر دینا لازم آتا ہے جو کہ حضرات انبیاء کی شان کے خلاف ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یوں دوں گا کہ اس وقت اللہ ﷻ اپنے جلال عظیم کا مظاہرہ ہر ایک پر فرما رہا ہوگا جس کی وجہ سے حضرات انبیائے کرام عصمت ومغفرت کو بھول جائیں گے، یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے حمل گرجائیں گے آیت کی دوسری توجیہ ما قبل گزری اس توجیہ کے مطابق یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

ای تقدر ان تساله: اللہ کا فرمان ﴿هل تسطیع ربک﴾ میں خطاب حضرت عیسی علیہ السلام سے ہے جب کہ ''ربک'' منصوب ہے اور اس صورت میں مضاف محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی ''هل تستطیع سوال ربک'' اور یہ بات حواریوں نے خوف کی وجہ سے کہی جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ کی جناب میں رویت کا سوال کیا جس کا حصول نہ ہوسکا، اور اسی طرح ان کی قوم نے رویت باری ﷻ کا سوال کیا تو انہیں کڑک نے آلیا، اور یہ قرائت کسائی کی ہے، اور یہی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کی قرأت ہے اور یہ

بات جلیل القدر حواریوں نے کہی تاکہ دیگر لوگوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کے بارے میں شکوک وشبہات رفع ہو جائیں۔
بِزِيَادَةِ الْيَقِيْن: حواریوں نے دسترخوان کا سوال محض دلی اطمنان کے لیے کیا تھا، تاکہ علم الیقین عین الیقین میں بدل جائے یعنی اللہ کی قدرت کا علم آنکھوں دیکھے حال میں تبدیل ہو جائے جو کہ ایمان کے قوی ہونے کو مستلزم ہے۔ اي يوم نزولها: دسترخوان کے نازل ہونے کا دن اتوار کا تھا جسے نصاریٰ نے عید کا دن بنالیا۔ فنزلت الملائكة: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو بادلوں کے مابین ایک سرخ رنگ کا رومال ملاحظہ فرمایا، ایک بادل اوپر اور ایک بادل نیچے تھا، لوگ اسے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ ان کے ہاتھوں کے مابین آ گیا، حضرت عیسیٰ رونے لگے اور فرمایا: ''اے اللہ! تو مجھے اپنے شاکرین بندوں میں کر دے، پھر کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور نماز ادا کی اور رونے لگے، پھر رومال ظاہر ہوا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اللہ کے نام کی برکت سے بہتر رزق حاصل ہوتا ہے کھاؤ وہ رزق جس کا تم نے سوال کیا، حواری بولے: اے روح اللہ! سب سے پہلے آپ علیہ السلام اس سے کھائیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں اس سے کھاؤں جس نے سوال کیا تھا وہ اس سے کھائے، لوگ دسترخوان پر موجود طعام کھانے سے خوف زدہ ہونے لگے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فاقہ کشوں، مریضوں، برص والوں، جذامیوں اور جہاد سے بیٹھ رہنے والوں کے لیے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''کھاؤ اللہ کے رزق میں سے، یہ تمہارے لیے برکت ہے اور غیروں کے لیے بلاء ہے، لوگوں نے اس سے کھایا اور کھانے والے لوگوں کی تعداد بشمول مرد و عورت تیرہ سو تھی، ایک روایت کے مطابق وہ سات ہزار تین سو افراد تھے، جب لوگ کھا چکے تو دسترخوان اڑنے لگا جسے وہ دیکھتے رہے حتی کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا، اس دسترخوان سے مریض یا کسی آزمائش میں مبتلا شخص نے کھایا تو عافیت میں رہا، فقیر نے کھایا تو غنی ہو گیا، اور جس نے نہ کھایا وہ نادم ہوا، لگاتار چالیس دن صبح کے وقت نازل ہوتا رہا یا ایک قول کے مطابق ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن نازل ہوتا رہا۔ عليها سبعة ارغفة الخ: ماقبل حاشیہ نمبر ۳ میں ملاحظہ فرمالیں۔ فخانوا وادخروا الخ: قوم عیسیٰ کے مسخ ہونے کا سبب خیانت اور مائدہ کھانے کو جمع کرنا تھا، یعنی انہوں نے نعمت کے ملنے کے باوجود خیانت و ذخیرہ اندوزی کی اور کفر پر قائم رہے، ایک روایت میں ہے کہ ان کے مسخ کیے جانے کا سبب یہ تھا کہ چالیس روز مسلسل نزول مائدہ کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرا یہ مائدہ فقراء کے لیے ہے نہ کہ اغنیاء کے لیے، یہ حکم اغنیاء پر ناگوار گزرا اور فقراء نے حد سے تجاوز کیا۔ فمسخوا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قوم عیسیٰ میں سے تین سو تیس ۳۳۰ آدمی جنہوں رات اپنی بیویوں کے ساتھ گزاری اور صبح کے وقت خنزیر بن گئے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خنزیر دیکھے تو رو دیے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے نام پکارے تو انہوں نے اشارے سے سر ہلا دیئے لیکن کلام کرنے پر قادر نہ تھے۔ تین، چار یا سات دن زندہ رہنے کے بعد ھلاک ہو گئے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۵٤)۔

رکوع نمبر: ۶

﴿وَ﴾اُذْکُرْ﴿اِذْ قَالَ ﴾اَیْ یَقُوْلُ ﴿اللّٰہُ﴾لِعِیْسٰی فِی الْقِیَامَۃِ تَوْبِیْخًا لِقَوْمِہٖ﴿ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ﴾عِیْسٰی وَقَدْ اَرْعَدَ﴿ سُبْحٰنَکَ﴾تَنْزِیْھًا لَکَ مِمَّا لَا یَلِیْقُ بِکَ مِنَ الشَّرِیْکِ وَغَیْرِہٖ ﴿ مَا یَکُوْنُ ﴾مَایَنْبَغِیْ﴿لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ﴾خَبَرُ(لَیْسَ)وَ لِیْ لِلتَّبْیِیْنِ﴿اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا ﴾اُخْفِیْہِ﴿فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ﴾اَیْ مَا تُخْفِیْہِ مِنْ مَعْلُوْمَاتِکَ﴿اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (۱۱۶)﴾﴿مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ﴾وَھُوَ﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا﴾رَقِیْبًا اَمْنَعُھُمْ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ﴿ مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ﴾قَبَضْتَنِیْ بِالرَّفْعِ اِلَی السَّمَاءِ ﴿ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ﴾اَلْحَفِیْظَ لِاَعْمَالِھِمْ﴿وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ ﴾مِنْ قَوْلِیْ لَھُمْ وَقَوْلِھِمْ بَعْدِیْ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿شَھِیْدٌ (۱۱۷)﴾مُطَّلِعٌ عَالِمٌ بِہٖ﴿اِنْ تُعَذِّبْھُمْ ﴾اَیْ مَنْ اَقَامَ عَلَی الْکُفْرِ مِنْھُمْ ﴿فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ﴾وَاَنْتَ مَالِکُھُمْ تَتَصَرَّفُ فِیْھِمْ کَیْفَ شِئْتَ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْکَ ﴿وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ ﴾اَیْ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ﴿فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ﴾اَلْغَالِبُ عَلٰی اَمْرِہٖ﴿ الْحَکِیْمُ (۱۱۸)﴾فِیْ صُنْعِہٖ ﴿قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا ﴾اَیْ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ﴿یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ﴾فِی الدُّنْیَا کَعِیْسٰی ﴿ صِدْقُھُمْ ﴾لِاَنَّہٗ یَوْمُ الْجَزَاءِ﴿لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ﴾بِطَاعَتِہٖ ﴿ وَرَضُوْا عَنْہُ ﴾بِثَوَابِہٖ﴿ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۱۱۹)﴾وَلَا یَنْفَعُ الْکٰذِبِیْنَ فِی الدُّنْیَا صِدْقُھُمْ فِیْہِ کَالْکُفَّارِ لِمَا یُؤْمِنُوْنَ عِنْدَ رُؤْیَۃِ الْعَذَابِ﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾خَزَائِنُ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَالرِّزْقِ وَغَیْرِھَا﴿ وَمَا فِیْھِنَّ﴾اَتٰی بِمَا تَغْلِیْبًا لِغَیْرِ الْعَاقِلِ﴿ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۲۰)﴾وَمِنْہُ اِثَابَۃُ الصَّادِقِ وَتَعْذِیْبُ الْکَاذِبِ وَخَصَّ الْعَقْلُ ذَاتَہٗ تَعَالٰی فَلَیْسَ عَلَیْھَا بِقَادِرٍ.

﴿ترجمہ﴾

اور(یاد کیجئے)جب فرمائے گا(قَالَ بمعنی یَقُوْلُ ہے)اللہ(حضرت عیسٰی علیہ السلام سے، قیامت کے دن ان کی قوم کی سرزنش کرنے کے لیے)اے مریم کے بیٹے عیسٰی کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا عرض کرے گا(حضرت عیسٰی علیہ السلام لرزتے ہوئے)پاکی ہے تجھے(تو منزہ ہے ہر اس چیز سے جو تیری شان کے لائق نہیں جیسے شریک وغیرہ سے)نہیں ہے(مناسب نہیں ہے)مجھے کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی(حَقٌّ، لیس کی خبر ہے اور لِیْ بیان کے لیے ہے)اگر میں نے

ایسا کیا ہوتو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے (یعنی جو میرے نفس نے چھپایا ہے) اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے (یعنی تیری پوشیدہ معلومات سے میں واقف نہیں) بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا (اور وہ یہ ہے کہ) اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع تھا (شہیـــد ا بمعنی رقیبا ہے انہیں انکے کہے پر روکتا رہا) جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دی (آسمان کی طرف اٹھالیا توفی فعل بمعنی آسمان کی طرف اٹھانا ہے) تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا (تو محافظ تھا ان کے اعمال کا) اور ہر چیز (میرا قول جو ان سے تھا اور انکا وہ قول میرے بعد تھا وغیرہ) تیرے سامنے حاضر ہے (تو واقف وباخبر ہے ان پر) اگر تو انہیں عذاب کرے (یعنی انہیں جو ان میں سے کفر پر برقرار رہیں) تو وہ تیرے بندے ہیں (اور تو انکا مالک ہے تو جس طرح چاہے ان پر تصرف کرے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں) اور اگر تو انہیں بخش دے (یعنی انہیں جو ان میں سے ایمان لائیں) تو تُو غالب (اپنے امر پر) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (یعنی یوم قیامت) وہ دن ہے جس میں کام آئے گا انہیں جو سچے تھے (دنیا میں جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام) انکا سچ (کہ یہ یوم جزاء ہے) انکے لیے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی (انکی طاعت پر) اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی (اسکے ثواب پر) یہ ہے بڑی کامیابی (دنیا میں جھوٹ بولنے والوں کو قیامت کے دن میں سچ بولنا کام نہ دے گا جیسے کافر کہ وہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے) اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی (یعنی بارش نباتات اور رزق وغیرہ کے خزانوں کی) اور جو کچھ اس میں ہے سب کی سلطنت ہے (لفظ ما غیر عاقل مخلوق کو غلبہ دینے کے لئے ذکر فرمایا) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (اسی میں سچے کو ثواب اور جھوٹے کو سزا دینا بھی شامل ہے اور عقل کی رو سے اللہ کی ذات شے کے عموم سے مستثنی ہے اسے اپنی ذات پر قدرت نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال یعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف...... قال اللہ : قول...... یعیسی ابن مریم : نداء...... ھمزہ : حرف استفہام......انت : مبتدا...... قلت للناس: قول...... اتخذونی : فعل با فاعل ومفعول اول...... وامی: مفعول معہ ...... الھین: موصوف...... من دون اللہ : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اذقال الحواریون" پر معطوف ہے۔

﴿قال سبحنک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق﴾.

قال: قول...... سبحنک : مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ

...... ما : نافیہ......یکون:فعل ناقص...... لی : ظرف مستقر خبر مقدم...... ان : مصدریہ...... اقول:فعل بافاعل...... ما: موصولہ...... لیس : فعل ناقص بااسم...... لی : ظرف مستقر حال مقدم......ب: زائد...... حق : ذوالحال،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ، ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدراسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک﴾.

ان: شرطیہ...... کنت :فعل ناقص واسم...... قلته : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط ...... ف:جزائیہ...... قد علمته : جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... تعلم :فعل بافاعل......مافی نفسی : موصول صلہ ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... و: عاطفہ...... لااعلم:فعل نفی بافاعل...... مافی نفسک:موصول صلہ،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تعلم" پرمعطوف ہے۔

﴿انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم﴾ .

انک: حرف مشبہ واسم، انت علام الغیوب : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ ، ما:نافیہ، قلت لهم :فعل بافاعل وظرف لغو،الا: اداۃ حصر، ماامرتنی به:موصول صلہ،ملکرمبدل منہ،ان :مصدریہ، اعبدوا:فعل بافاعل، الله : موصوف، ربی وربکم : معطوف علیہ ومعطوف،ملکرصفت ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکرمفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم﴾.

و:عاطفہ...... کنت :فعل ناقص بااسم...... علیهم :ظرف لغومقدم...... شهیدا:اسم فاعل بافاعل...... مادمت فیهم : جملہ فعلیہ ظرف،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیء شهید﴾.

ف:مستانفہ...... لما :شرطیہ ظرفیہ ظرف مقدم...... توفیتنی :فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط ...... کنت : فعل ناقص بااسم...... انت :ضمیرفصل...... الرقیب علیهم : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ...... انت : مبتدا......علی کل شیء : ظرف لغومقدم...... شهید: اسم فاعل بافاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم﴾.

ان :شرطیہ...... تعذبهم : جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ...... انهم عبادک: جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ...... و:عاطفہ...... ان :شرطیہ...... تغفرلهم: جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ......انک:حرف مشبہ واسم...... انت العزیز الحکیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال الله هذا یوم ینفع الصدقین صدقهم﴾.

قال الله : قول...... هذا : مبتدا...... یوم : مضاف...... ینفع الصدقین صدقهم : فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدا﴾۔

لام: جار......هم: ذوالحال......خلدین: اسم فاعل بافاعل...... فیها : ظرف لغو، ابدا: ظرف، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......جنت : موصوف......تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رضی الله عنهم ورضوا عنه ذلک الفوز العظیم﴾۔

رضی الله عنهم : فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ورضوا عنه :جملہ فعلیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ معترضہ...... ذلک :مبتدا...... الفوز العظیم : مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لله ملک السموت والارض ومافیهن وهوعلی کل شیء قدیر﴾۔

لله : ظرف مستقر خبر مقدم...... ملک السموت والارض : معطوف علیہ ...... ومافیهن :معطوف،ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... و مستانفہ ...... هو :مبتدا...... علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سوال کرنے کی حکمت:

۱...... یہاں سے سوال کرنے کی ایک حکمت معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ سوال ہمیشہ اس لئے نہیں ہوتا کہ سائل کو مسئول عنہ کے علم کی خبر نہیں اور وہ اپنے سوال سے اس غیر معلوم چیز کے بارے میں جاننا چاہتا ہے؟ بلکہ سوال کرنے کے کچھ اور فوائد بھی ہوتے ہیں جیسا کہ یہاں سوال سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بھی لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدایا خدا کے شریک یا اسکے فرزند نہیں۔

لفظ﴿ توفیتنی﴾ کی توجیہ :

۲...... یہاں بعض لوگوں نے لفظ توفیتنی کے لفظ سے حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ غلط ہے کیونکہ توفی کا حقیقی معنی مارنا نہیں بلکہ کسی چیز کو پورا اٹھالینے کے ہے التوفی اخذ الشیٔ وافیا یعنی کسی چیز کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لینا۔

(البیضاوی، ج۱،ص ۴۷۵)

﴿العزیز الحکیم﴾ اور ﴿الغفور الرحیم﴾ کا فرق :

۳...... امام رازی کے والد ضیاء الدین عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے آخر میں

العزیز الحکیم، الغفور الرحیم سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ الغفور الرحیم ایسی صفت ہے جو ہر محتاج کے لئے مغفرت کو واجب کرتی ہے اور العزیز الرحیم ایسی صفت ہے جو ہر ایک کے لئے مغفرت کو واجب نہیں کرتی، کیونکہ عزیز ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ غالب ہے جو چاہے کرے، کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے اور جب وہ عزیز ہو اور ہر اعتبار سے غالب ہو، پھر اس کا بخش دینا ہر اعتبار سے بہت بڑا کرم ہے اور بعض علماء نے یہ کہا کہ اگر وہ الغفور الرحیم کہتے تو یہ متبادر ہوتا کہ وہ شفاعت کر رہے ہیں، اور جب انہوں نے العزیز الحکیم کہا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ معاملہ بالکلیہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۳۷۹)

﴿وما فیھن﴾ میں لفظ ما کا استعمال کیوں ہوا؟

☆.....آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے ان کی سلطنت اللہ ہی کی ملکیت میں ہے، اس آیت میں لفظ مـا استعمال فرمایا ہے جو کہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے من کا استعمال نہ فرمایا جو کہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ یہ تنبیہ کرنا مقصود ہو کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے خواہ وہ ذوی العقول اور ذوی المعلوم ہوں، یا غیر ذوی العقول اور غیر ذوی المعلوم سب اس کے قبضہ و قدرت میں مسخر ہیں اور سب اس کی قضاء و قدرت کے تابع ہیں۔ اور ذوی العقول اس کے سامنے غیر ذوی العقول اور جمادات کے درجہ میں ہیں، اس کی قدرت کے سامنے کسی کی قدرت نہیں اور اس کے علم کے سامنے کسی کا علم نہیں اسلئے اس آیت میں غیر ذوی العقول کو ذوی العقول پر غلبہ دے کر لفظ ما استعمال فرمایا۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۳۸۱)۔

☆.....☆ فی القیامۃ: اللہ ﷻ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کی توبیخ کے لیے فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ ﷻ کے سوا، مفسرین اور جمہور کے نزدیک یہ سوال قیامت کے دن ہی ہوگا اور اس پر دلیل لفظِ اذ ہے جو کہ یہاں بمعنی اذا ہے، اور ماضی کے صیغے "قـال" سے اس کلام کو ذکر فرمایا اس لیے کہ اللہ ﷻ کا علم زمانہ ماضی، حال اور مستقبل سب کے لیے برابر ہے، اس لیے کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور اس لیے بھی کہ جب کلام کی دلالت ماضی سے ہو تو حصول تحقق کے لیے دلیل ہوتی ہے اور ایک قول یہ کیا گیا کہ مذکورہ سوال قیامت کے دن نہیں بلکہ آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ہوگا اور اس پر دلیل لفظ اذ ہے۔ وقد ارعد: اللہ ﷻ کا کلام پاک سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لرزہ طاری ہو جائے گا اور ان کے جسم پر موجود ہر بال کی جڑ سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہونگی۔

توبیخا لقومہ: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ جب یہ کہا گیا کہ اللہ ﷻ ہر چیز جانتا ہے تو پھر اس سوال کا کیا مقصد ہے؟ میں (علامہ صاوی) جواب دوں گا کہ اس سوال سے کافروں کی توبیخ مقصود تھی، اور یہی قول جمہور کے نظریے کی تائید کرتا ہے، اور دوسرے قول (کہ یہ سوال رفع الی السماء کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا جا چکا) کے ضعف پر دلیل ہے۔

امنعھم مما یقولون: عیسائیوں نے یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نہیں نکالا تھا بلکہ آپ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے

جانے کے بعد ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کی اور آپ کی والدہ کی الوھیت کا قول کیا تھا پس مفسر کا مذکورہ عبارت نکالنا محلِ نظر ہے۔
قبضتنی بالرفع الی السماء: اس مقام کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ مشرکانہ عقیدہ اختیار کرنا آپ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ہوا اور آپ علیہ السلام کے نزول تک وہ اس عقیدے پر رہیں گے قبلِ رفع اور بعد نزول زمین پر کوئی نصرانی نہ رہے گا بلکہ اسلام یا تلوار دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا، پس یہ متعین ہوگیا کہ **توفیتنی** بمعنی **رفعتنی الی السماء** اور اس قول کی تائید کہ یہ سوال اللہ عزوجل حضرت عیسی علیہ السلام سے بروزِ قیامت فرمائے گا اس تقریر سے بھی ہوتی ہے۔ **تغلیبا لغیر العاقل الخ**: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ بندہ ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں، ﴿ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا﴾ یعنی عاقل اور غیر عاقل بندگی اور غلام ہونے میں فرق نہیں ہے، عاقل ہو یا غیر عاقل کوئی بھی اپنی ذات کے نفع نقصان کا ذاتی مالک نہیں۔ (حاشیۃ الصاوی، ج۲، ص۵۸۱)۔

کالکفار: یعنی ابلیس، قیامت کے دن ابلیس بھی سچ بولے گا لیکن اُسے اُس کا سچ بولنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

وخص العقل الخ: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، جس کی تقریر یہ ہے ذاتِ باری تعالیٰ بھی شے کے عموم میں داخل ہے اس سے خود اس کا اپنی ذات پر قادر ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں مفسر نے اس کا جواب دیا کہ عقل نے شے کے عموم سے ذاتِ باری تعالیٰ کو خاص کرلیا ہے کہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہوتا ہے واجبات اور محالات سے نہیں ہوتا۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۰۹)۔

سورۃ الانعام مکیۃ و ایاتھا خمس و ستون و مائۃ

(سورہ انعام مکی ہے اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں ہیں)

اس میں بیس رکوع، تین ہزار ایک سو کلمہ اور بارہ ہزار نو سو پینتیس حروف ہیں

تعارف سورۃ الانعام

اس سورۂ مبارکہ کا نام **الانعام** ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں انعام (مویشیوں) کی حلت وحرمت کے متعلق کفار کے فاسد خیالات کی تردید کی گئی ہے اس لئے اس سورۃ کا نام **الانعام** رکھا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ یہ سورت علاوہ چند آیات بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے سال نزول کا تعین مشکل ہے لیکن مختلف قرائن اور شواہد کے پیش نظر بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری حصہ میں ہجرت سے کچھ عرصے پہلے یہ سورت نازل ہوئی۔ مدینہ منورہ میں اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے واسطہ پڑا تھا اس لئے مدنی سورتوں میں انکے عقائد کی تردید، انکے اطوار کے محاسبہ، اور انکی اصلاح پر زیادہ توجہ دی گئی، لیکن مکہ کا ماحول بالکل انوکھا تھا یہاں کے لوگ نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے یکسر جدا تھے یہاں کی زندگی کی مشکلات اور مسائل نرالی قسم کے تھے ان حالات میں اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اس میں

انہیں مشکلات کا حل پیش کیا گیا۔

مکہ مکرمہ کی تقریبا تمام تر آبادی مشرک اور بت پرست تھی اور پتھر کے بتوں اور مورتیوں سے متعلق انکا عقیدہ یہ تھا کہ یہ بھی خدا ہیں۔اس بے سروپابات میں انہیں ذرا تامل نہ تھا اور جب حضور نبی پاک ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ یہ خدا نہیں تو وہ آپکے دشمن ہو گئے اور کہنے لگے کہ اجعل الألهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب اس سورۃ مبارکہ میں انکے اس باطل عقیدے کی نفی کر دی گئی۔

قرآن پاک اپنے پڑھنے اور سننے والے کو فلسفے کی بھول بھلیوں میں حواس باختہ نہیں کرتا بلکہ یہ عظیم وشان قرآن کائنات کے لیل ونہار میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔یہ سورج، چاند، ستارے، یہ زمین وآسمان، کہکشاں ہر ایک اپنی زبان حال سے اس رب کریم کا پتہ دیتے ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے کا پالنہار ہے۔

مشرکین کی قرآن اور صاحب قرآن اور اسلام کے بارے میں مخالفت کوئی سنجیدگی اور متانت پر مبنی نہ تھی اور قرآنی دلائل پر مبنی ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے وہ اپنے باطل عقیدے کا رد کر سکیں۔انکا سارا سرمایہ مذاق مسخری اور بے تنقید وخواہ مخواہ کی حجت بازیوں پر مبنی تھا کہ فرشتہ وحی لاتا ہے تو ہمیں کیوں نہیں دکھائی دیتا؟، قرآن کی تعلیم ونبوت جیسے عظیم فریضے کے لئے آمنہ کے در یتیم کو کیوں منتخب کیا گیا؟، اچھا موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے ارے یہ تو بالکل نئی بات کہتے ہیں وغیرہ۔

اللہ ﷻ کی اپنے حبیب ﷺ سے محبت والفت کی بھی نہایت عمدہ جھلک یہاں نظر آتی ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ ہادی حق ﷺ کا دل مبارک انتہائی رنجیدہ و پر ملال رہتا تھا۔اللہ ﷻ نے بار بار انہیں تسلی عطا فرمائی کہ اس طرح کے لوگ سابقہ امتوں میں بھی گزرے ہیں اور انہیں بھی اذیتیں پہنچائی گئی ہیں اور اللہ ﷻ کی یہی سنت مبارکہ ہے ورنہ حق وباطل، نور وظلمت کا پردہ کیوں کر چاک ہو؟۔

جانوروں کی حلت وحرمت کے بارے میں مشرکین کی جاہلانہ رسموں ورواجوں کی بھی بیخ کنی کی گئی ہے اور انہیں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا کہ یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں اور اللہ ﷻ نے ان باتوں کا حکم نہیں دیا۔

فضائل

(۱) حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ماقرء ت علی علیل الاشفاہ اللہ یعنی جس بیمار پر یہ سورت پڑھی جائیگی اللہ ﷻ اس کو شفا عطا فرمائے گا۔(۲) دیلمی نے ضعیف سند سے حضرت انس ﷛ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ منادی سورۃ الانعام پڑھنے والے کو ندا فرماتا ہے کہ اس سورۃ سے محبت اور اسکی تلاوت کی برکت کی وجہ سے جنت کی طرف چلے آو۔(۳) ابی محمد القاری علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الانعام کی ابتدائی تین آیات کی تلاوت کرے گا اللہ ﷻ اس پر ستر ہزار فرشتوں کو بھیجے گا جو قیامت تک اسکے لئے استغفار کریں گے۔اور اس شخص کے لئے ان فرشتوں کی گنتی کے برابر اجر ہوگا اور جب قیامت قائم ہوگی اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا، اور اسے جنت کے پھل کھلائے گا، وہ شخص کوثر سے پلایا جائے گا، اور اسے سلسبیل سے

غسل دیا جائیگا اور اللہ ﷻ فرمائے گا میں تیرا سچا رب ہوں اور تو میرا سچا بندہ۔ (۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز با جماعت ادا کرے اور اپنے مصلے پر بیٹھے بیٹھے ہی سورۃ الانعام کی تین آیات پڑھے اللہ ﷻ اس پر ستر فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے جو اللہ ﷻ کی تسبیح اور اس شخص کے لئے قیامت کے دن تک استغفار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۷

﴿الْحَمْدُ﴾وَهُوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِيلِ ثَابِتٌ﴿لِلّٰهِ﴾وَهَلِ الْمُرَادُ الْاَعْلَامُ بِذٰلِكَ لِلْاِيْمَانِ بِهٖ اَوْ لِلثَّنَاءِ بِهٖ اَوْ هُمَا اِحْتِمَالَاتٌ اَفْيَدُهَا الثَّالِثُ قَالَهُ الشَّيْخُ فِي سُوْرَةِ الْكَهْفِ﴿الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾خَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمَا اَعْظَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ لِلنَّاظِرِيْنَ﴿وَجَعَلَ﴾خَلَقَ﴿الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ﴾اَىْ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَنُوْرٍ وَجَمَعَهَا دُوْنَهُ لِكَثْرَةِ اَسْبَابِهَا وَهٰذَا مِنْ دَلَائِلِ وَحْدَانِيَّتِهٖ﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾مَعَ قِيَامِ هٰذَا الدَّلِيْلِ﴿بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (۱)﴾يُسَوُّوْنَ بِهٖ غَيْرَهٗ فِي الْعِبَادَةِ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ﴾بِخَلْقِ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ مِنْهُ﴿ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا﴾لَكُمْ تَمُوْتُوْنَ عِنْدَ اِنْتِهَائِهٖ﴿وَاَجَلٌ مُّسَمًّى﴾مَضْرُوْبٌ﴿عِنْدَهٗ﴾لِبَعْثِكُمْ﴿ثُمَّ اَنْتُمْ﴾اَيُّهَا الْكُفَّارُ﴿تَمْتَرُوْنَ (۲)﴾تَشُكُّوْنَ فِي الْبَعْثِ بَعْدَ عِلْمِكُمْ اَنَّهُ اِبْتَدَاَ خَلْقَكُمْ، وَمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ عَلَى الْاِعَادَةِ اَقْدَرُ﴿وَهُوَ اللّٰهُ﴾مُسْتَحِقٌّ لِلْعِبَادَةِ﴿فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ﴾مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تَجْهَرُوْنَ بِهٖ بَيْنَكُمْ﴿وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (۳)﴾تَعْمَلُوْنَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ﴿وَمَا تَاْتِيْهِمْ﴾اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ﴿مِّنْ﴾زَائِدَةٌ﴿اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ﴾مِنَ الْقُرْاٰنِ﴿اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۴)﴾﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ﴾بِالْقُرْاٰنِ﴿لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا﴾عَوَاقِبُ﴿مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۵)﴾﴿اَلَمْ يَرَوْا﴾فِي اَسْفَارِهِمْ اِلَى الشَّامِ وَغَيْرِهَا﴿كَمْ﴾خَبَرِيَّةٌ بِمَعْنٰى كَثِيْرًا﴿اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾اُمَّةٍ مِّنَ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ﴿مَّكَّنّٰهُمْ﴾اَعْطَيْنَا هُمْ مَكَانًا﴿فِي الْاَرْضِ﴾بِالْقُوَّةِ وَالسَّعَةِ﴿مَا لَمْ نُمَكِّنْ﴾نُعْطِ﴿لَّكُمْ﴾فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ﴿وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ﴾اَلْمَطَرَ﴿عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا﴾مُتَتَابِعًا﴿وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ﴾تَحْتَ مَسَاكِنِهِمْ﴿فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ﴾بِتَكْذِيْبِهِمُ الْاَنْبِيَاءَ﴿وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (۶)﴾﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا﴾مَكْتُوْبًا﴿فِي قِرْطَاسٍ﴾رَقٍّ كَمَا اقْتَرَحُوْهُ﴿فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ﴾اَبْلَغُ مِنْ (عَايَنُوْهُ)، لِاَنَّهُ اَنْفٰى لِلشَّكِّ﴿لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ﴾مَا﴿هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۷)﴾تَعَنُّتًا وَعِنَادًا﴿وَقَالُوْا لَوْلَا﴾هَلَّا﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ﴾عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ﴿مَلَكٌ﴾يُصَدِّقُهٗ﴿وَلَوْ اَنْزَلْنَا

مَلَكًا﴾ كَمَا اقْتَرَحُوا فَلَمْ يُؤْمِنُوا ﴿لَّقُضِيَ الْاَمْرُ﴾ بِهَلَاكِهِمْ ﴿ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ﴾ يُمهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ كَعَادَةِ اللّٰهِ فِيْمَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ عِنْدَ وُجُوْدِ مُقْتَرَحِهِمْ اِذَا لَمْ يُؤْمِنُوْا ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ﴾ اَيِ الْمُنْزَلَ اِلَيْهِمْ ﴿مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ﴾ اَيِ الْمَلَكَ ﴿رَجُلًا﴾ اَيْ عَلٰى صُوْرَتِه لِيَتَمَكَّنُوْا مِنْ رُؤْيَتِه اِذْ لَا قُوَّةَ لِلْبَشَرِ عَلٰى رُؤْيَةِ الْمَلَكِ ﴿وَ﴾ لَوْ اَنْزَلْنَاهُ وَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا ﴿لَلَبَسْنَا﴾ شَبَّهْنَا ﴿عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ﴾ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِاَنْ يَقُوْلُوْا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ فِيْهِ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿فَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰﴾ وَهُوَ الْعَذَابُ، فَكَذَا يَحِيْقُ بِمَنِ اسْتَهْزَاَ بِكَ.

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں (حمد سے مراد وہ وصفِ جمیل ہیں جو ثابت ہیں) اللہ کے لیے (اس بات کا اعلان کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس وصف سے متصف ہونے پر ایمان لانا ہے یا اسکی مدح سرائی کرنا ہے یا یہ دونوں احتمالات مراد ہیں اور زیادہ فائدہ مند یہی تیسرا قول ہے چنانچہ شیخ جلال الدین محلی نے بھی سورۂ کہف میں اسی قول کو اختیار فرمایا ہے) جس نے آسمان اور زمین بنائے (آسمان وزمین کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اسلئے کیا کہ یہ ناظرین کے لیے اعظم مخلوقات ہیں) اور بنایا (جعل بمعنی خلق ہے) اندھیریاں اور روشنی (یعنی تمام اندھیرے اور اجالے......۱......اور ظلمت کو صیغۂ جمع کے ساتھ اسکے کثرت اسباب کی وجہ سے تعبیر کیا اور نور کو صیغۂ جمع کے ساتھ ذکر نہیں کیا یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے دلائل وحدانیت میں سے ہیں) اس کے باوجود کافر لوگ (یعنی اس دلیل کے قائم ہونے کے باوجود کافر) اپنے رب کے برابر ٹھراتے ہیں (عبادت میں غیر اللہ کو اسکے برابر قرار دیتے ہیں) وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا) پھر ایک میعاد کا حکم رکھا (تمہارے لیے، کہ تم اسکی انتہا پر مرجاؤ گے) اور ایک مقرر وعدہ......۲......(مسمی بمعنی مضروب ہے) اسکے یہاں (تمہاری موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھانے کا) پھر تم لوگ (اے کفار) شک کرتے ہو (یہ جاننے کے باوجود کہ اس نے تمہیں ابتداء پیدا کیا پھر تم دوبارہ زندہ کیے جانے میں شک کرتے ہو، کہ جو ابتداءً پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے) اور وہی اللہ ہے (یعنی مستحق عبادت ہے) آسمانوں اور زمین میں......۳......اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے (جو تم آپس میں چھپاتے یا ظاہر کرتے ہو) اور تمہارے کام جانتا ہے (جو اچھے یا بُرے کام تم کرتے ہو) اور نہیں آئی انکے پاس (یعنی اہل مکہ کے پاس) مِن (زائدہ ہے) کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے (یعنی قرآن میں سے) مگر اس سے منہ پھیرتے ہیں......۴......تو بے شک انہوں نے حق (یعنی قرآن) کو جھٹلایا جب انکے پاس آیا تو اب انہیں سزائیں (انبوا بمعنی عواقب ہے) ہوا چاہتی ہیں اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے کیا انہوں نے نہ دیکھا (شام وغیرہ کے سفروں میں) کہ بہت سی (کم خبریہ ہے بمعنی کثیرا) سنگتیں (یعنی ماضی کی امتوں میں سے امتیں......۵......) ہم نے ان سے پہلے کھپا دیں ہم نے وہ جما دیا (یعنی انہیں مکان دیئے)

زمین میں (قوت اور وسعت کے ساتھ) جو قدرت نہ دی (نمکن بمعنی نعطہ ہے) تمہارے لیے (لکم ضمیر میں غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے) اور بھیجا آسمان کو (یعنی بارش کو) ان پر موسلا دھار (مدرارا بمعنی متتابعا ہے) اور انکے نیچے نہریں بہائیں (یعنی ان کے گھروں کے نیچے نہریں بہائیں من تحتھم بمعنی تحت مساکنھم ہے) تو ہم نے انہیں انکے گناہوں (یعنی تکذیب انبیاء) کے سبب ہلاک کیا اور انکے بعد اور سنگت اٹھائی اور اگر ہم تم پر اتارتے لکھا ہوا (کتبا بمعنی مکتوبا ہے) کاغذ میں (یعنی باریک سفید کاغذ پر انکی خواہش کے مطابق) تو وہ اسے ہاتھوں سے چھوتے (یہ جملہ عاینوہ کہنے سے زیادہ بلیغ ہے اسلئے کہ ہاتھ سے چھونا شک کی زیادہ نفی کرنے والا ہے) کافر کہتے کہ یہ نہیں (ان بمعنی ما ہے) مگر کھلا جادو (ان کا یہ قول سرکشی اور عناد کی وجہ سے ہوتا) اور بولے ہرگز نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اتارا گیا ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) کوئی فرشتہ (جو انکی تصدیق کرتا) اور اگر ہم فرشتہ اتارتے (جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا پھر وہ ایمان نہ لاتے) تو کام ہو گیا ہوتا (انکی ہلاکت کا) پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی (یعنی انہیں توبہ و معذرت کی مہلت نہ دی جاتی جیسا کہ ماقبل قوموں کے حوالے سے عادت الٰہی ہے کہ ان کے کئے گئے مطالبہ کو پورا کر دینے کے باوجود بھی ایمان نہ لاتے تو انہیں ہلاک کر دیا جاتا) اور اگر ہم بناتے اسے فرشتہ (یعنی اسے جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں) جب بھی اسے (یعنی فرشتہ کو) مرد ہی بناتے (یعنی مرد کی صورت پر رکھتے، تاکہ انہیں دیکھنے کی قدرت ہو کیونکہ بشر میں طاقت نہیں ہوتی کہ فرشتہ کو دیکھ سکے) اور (اگر ہم فرشتہ اتارتے اور اسے مرد بناتے) تو بھی شبہ رکھتے (للبسنا بمعنی شبھنا ہے) ان پر جس میں اب پڑے ہیں (جس شبہ میں انہوں نے اپنی جانوں کو ڈالا ہے یہ قول کہہ کر ماھذا الا بشر مثلکم) اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا (اس میں نبی پاک ﷺ کیلئے تسلی ہے) پس نازل ہوا (حاق بمعنی نزل ہے) ان ہنسی کرنے والوں پر انکی ہنسی کا بدلہ (یعنی عذاب چنانچہ آپ کے ساتھ ہنسی کرنے والوں پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمت والنور﴾.

الحمد : مبتدا...... لام : جار...... الله : موصوف...... الذی : موصول...... خلق السموت والارض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وجعل الظلمت والنور : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ

﴿ثم الذین کفروا بربھم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا﴾.

ثم : عاطفہ للترتیب...... الذین : موصول...... کفروا بربھم : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا...... یعدلون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... هو: مبتدا...... الذی : موصول...... خلقکم من طین : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم قضی اجلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون﴾۔

و : مستانفہ...... اجل مسمی : مرکب توصیفی مبتدا...... عندہ : ظرف مکان متعلق محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ثم : عاطفہ...... انتم: مبتدا...... تمترون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو اللہ فی السموت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ماتکسبون﴾۔

و : مستانفہ...... ھو : مبتدا...... اللہ : بمعنی اسم (معبود)...... فی السموت : جار مجرور معطوف علیہ...... وفی الارض : جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول...... یعلم سرکم وجھرکم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ویعلم ماتکسبون : جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تاتیھم من ایۃ من ایت ربھم الا کانوا عنھا معرضین﴾۔

و : مستانفہ...... ما : نافیہ...... تاتی : فعل...... ھم : ضمیر ذوالحال...... الا : اداۃ حصر...... کانوا عنھا معرضین : جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول...... من : زائد...... ایۃ : موصوف...... من ایت ربھم : ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فقد کذبوا بالحق لما جاء ھم﴾۔

ف : فصیحہ...... قد : تحقیقیہ...... کذبوا : فعل بافاعل...... ب : جار...... الحق : موصوف ...... لما : ظرفیہ ظرف مقدم ...... جاء ھم : فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملک ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کانوا معرضین عنھا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسوف یاتیھم انبوا ما کانوا بہ یستھزء ون﴾۔

ف : عاطفہ ...... سوف : حرف استقبال ...... یاتیھم : فعل ومفعول ...... انباء : مضاف ...... ما : موصولہ...... کانوا : فعل ناقص بااسم ...... بہ یستھزء ون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنھم فی الارض مالم نمکن لکم﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... لم یروا : فعل نفی بافاعل ...... کم : ممیز ...... اھلکنا: فعل بافاعل ...... من قبلھم : ظرف مستقر حال مقدم ...... من : جارہ زائدہ ...... قرن : موصوف ...... مکنھم فی الارض : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ما : موصوفہ ...... لم نمکن لکم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مصدر محذوف "تمکینا" کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر ذوالحال، اپنے حال مقدم سے ملکر تمیز، اپنے ممیز سے ملکر مفعول بہ ...... اھلکنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھر تجری من تحتھم﴾۔

و: عاطفہ ...... ارسلنا: فعل بافاعل ، السماء : ذوالحال،مدرارا: حال،ملکر مفعول...... علیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ ...... جعلنا: فعل بافاعل ...... الانھر: مفعول اول،تجری من تحتھم : جملہ فعلیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاھلکنھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اخرین﴾۔

ف: عاطفہ...... اھلکنھم: فعل بافاعل ومفعول...... بذنوبھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و : عاطفہ...... انشانامن بعدھم : فعل بافاعل وظرف لغو...... قرنا آخرین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو نزلنا علیک کتبا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین﴾۔

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ ...... نزلنا علیک : فعل بافاعل وظرف لغو...... کتابا: موصوف...... فی قرطاس: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... لمسوہ بایدیھم : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ ...... قال الذین کفروا : قول...... ان : نافیہ...... ھذا: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... سحر مبین : خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامرثم لا ینظرون﴾۔

و: مستانفہ...... قالوا: قول...... لولا: حرف تخصیض...... انزل علیہ ملک: فعل مجہول وظرف ونائب الفاعل،ملکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ...... و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... انزلناملکا: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ ...... قضی الامر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم لاینظرون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون﴾۔

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... جعلنہ ملکا : جملہ فعلیہ شرط...... لام : تاکیدیہ...... جعلنہ رجلا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لام : تاکیدیہ...... لبسنا علیھم : فعل بافاعل وظرف لغو...... مایلبسون : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولقد استھزی برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منھم ما کانوا یستھزء ون﴾۔

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... استھزی: فعل مجہول بانائب الفاعل...... ب: جار...... رسل: موصوف...... من قبلک : ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ...... ف: عاطفہ...... حاق: فعل...... بالذین سخروا منھم : ظرف لغو...... ماکانوا بہ یستھزء ون: موصول صلہ،ملکر

فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استھزی" پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولو نزلنا علیک کتبا ...... ☆ یہ آیت نضر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمد ﷺ پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور تم اس کے رسول ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتاری جاتی وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھ لیتے اور یہ کہنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کردی گئی تھی کتاب اترتی نظر آئی تھا کچھ بھی نہیں تو بھی یہ بدنصیب ایمان لانے والے نہ تھے اس کو جادو بتاتے اور جس طرح شق القمر کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اس طرح اس پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ جو لوگ عناداً انکار کرتے ہیں وہ آیات معجزہ سے منتفع نہیں ہوسکتے

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

اندھیرے اور اجالے میں سے پہلے کسے پیدا کیا گیا:

۱......اللہ ﷻ نے ذکر میں اندھیرے کو اجالے پر مقدم کیوں کیا؟ علامہ سید محمود آلوسی اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ظلمات کو پہلے اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ وجود میں بھی پہلے ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "اللہ ﷻ نے مخلوق کو ظلمت میں پیدا فرمایا پھر انکی طرف اپنا نور ڈالا تو جس تک وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور جس تک نہ پہنچا وہ گمراہ ہو گیا اسی لئے میں کہتا ہوں کہ علم الٰہی میں فیصلہ ہو چکا (روح المعانی الجزء السابع، ص ۱۰۹، المظھری، ج ۲، ص ۲۳۲)۔

﴿ثم قضی اجل﴾ کا معنی:

۲......اجل کے دو معنی ہیں وقت ولادت سے وقت موت تک کے زمانہ کو بھی اجل کہتے ہیں اور وقت موت سے وقت بعث بعد الموت تک کی مدت کو بھی اجل کہتے ہیں اس مدت سے مراد مدت برزخ ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک اجل پیدائش سے موت تک اور دوسری موت سے بعث تک، پھر اگر انسان نیک ہو صلۂ رحمی کرنے والا ہو تو اسکی اجل میں سے اجلِ دنیاوی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر فاجر ہو قطع رحمی کرنے والا ہو تو اسکی دنیاوی اجل میں کمی کی جاتی ہے۔ اور اجلِ بعث میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(الجمل، ج ۲، ص ۳۱۲)

﴿وھواللہ فی السموت﴾ کے معنی:

۳......جمہور فرماتے ہیں کہ متذکرہ آیت مبارکہ میں ھو مبتداء ہے اور اللہ اسکی خبر، اور سمٰوٰت اسم جلالت کے متعلق ہے اور لفظ اللہ یہاں عبادت کے معنی کو متضمن ہے گویا کہ یوں کہا گیا ہے کہ وھو المعبود فی السموٰت یعنی وہی آسمانوں میں معبود ہے

اور یہ زجاج اور ابن عطیہ کا قول ہے۔زمخشری نے کہا ہے کہ فی السمٰوٰت لفظ اللہ کے متعلق ہے جیسا کہ کہا جائے کہ وھو المعبود فیھا اور اسی سے یہ قول بھی منقول ہے کہ عبارت یوں ہوگی وھو الذی فی السماء الہ۔ (الجمل، ج۲،ص۳۱۳)

آیات سے اعراض کرنا:

۴......آیت مبارکہ وماتأتیھم من اٰیۃ من اٰیٰت ربھم میں پہلا من زائدہ ہے جو کہ استغراق کے لئے ہے اور دوسرا من تبعیضیہ ہے یعنی ان (ایمان نہ لانے والوں کیلئے) دلائل میں سے کوئی دلیل، معجزات میں سے کوئی معجزہ اور آیات قرآنیہ میں سے کوئی آیت ظاہر نہیں ہوتی کہ وہ اس کی طرف التفات اور نظر کئے بغیر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ (البیضاوی، ج۱،ص۴۷۸)

قرن کے معنی:

۵......قرن سے مراد وہ قوم ہے جو کسی ایک زمانے سے ملی ہوئی ہو۔اس کی جمع قرون ہے اور اسی کے مطابق نبی پاک ﷺ کا فرمان بھی ہے ﴿خیر القرون قرنی﴾ یعنی بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے سے ملے ہوئے ہیں یا قرن کسی ایسے خاص زمانے کو کہتے ہیں جس میں لوگ رہتے ہیں۔ایک قرن کتنے سالوں پر مشتمل ہوتا ہے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے، یا دس سال کا، یا بیس سال کا، یا تیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، سو یا ایک سو بیس سال کا ہوتا ہے۔صحیح قول یہ ہے کہ ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تو ایک قرن زندہ رہے گا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ سو سال حیات رہے تھے علامہ بغوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اسی طرح لکھا ہے اور نھایۃ الجزری میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تو ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال زندہ رہا اور اگر یہاں قرن سے مراد زمانہ ہو تو اس سے پہلے لفظ اہل محذوف ہوگا۔ (المظھری، ج۲،ص۴۳۵)۔

☆......☆ وھل المراد الاعلام بذلک: اسمِ اشارہ بذلک کا مشار الیہ بثبوت الحمدللہ ہے اگر اس آیت مبارکہ کو اعلان سمجھا جائے تو اس میں احتمال کے مطابق الحمدللہ الخ یہ جملہ لفظاً اور معناً خبریہ ہوگا، او الثناء بہ کہہ کر مفسر نے اس دوسرے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اس سے مقصود ثناء ہو تو یہ جملہ انشائیہ ہوگا مفسر نے او ھما کہہ کر تیسرے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے یہ جملہ حقیقت ومجاز کے طور پر دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ای کل ظلمۃ ونور: ظلمت کے عموم میں جہل اور کفر کی تاریکی بھی داخل ہیں جب کہ نور کے عموم میں علم، ایمان، صبح، اور کسوف کا نور داخل ہے۔لکثرۃ اسبابھا: نورانیت وتاریکی کے مذکورہ بالا وجوہات کے علاوہ بھی کئی اوصاف ہیں، شیخ الاسلام امام جلال الدین محلی کا یہی نظریہ ہے، اور ہر جرم دار چیز کا سایہ ہوتا ہے اور یہی سایہ ظلمت ہے جب کہ نور جنس واحد کا نام ہے اور اس سے مراد نار (آگ) ہے اور ہر جسمِ نور (روشن) کا مرجع نار ہے جیسے کہ کواکب۔

بخلق ابیکم آدم منہ: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اکثر مفسرین کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں "خلقکم

"، میں "کم" ضمیر سے قبل مضاف محذوف ہے تقدیری عبارت یوں ہوگی خلق اباکم آدم من طین الخ۔

عواقب: الانباء کی تفسیر عواقب سے فرمائی، مراد یہ ہے کہ ان کے لیے ان کی ہنسی کا بدلہ سزائیں ہیں، تفسیر ابوسعود میں ہے کہ لفظ "الانباء" کا استعمال ان جلد پیش آنے والی سزاؤں کے لیے کیا گیا ہے جس کی وعید آیات قرآنیہ میں سنائی گئی ہے۔ **فیہ التفات:** مفسر یہ بیان کرر ہے ہیں کہ اس مقام میں صنعت التفات کا استعمال ہے کہ غائب کے صیغہ سے اب کلام مخاطب کے صیغہ "لکم" سے کیا گیا ہے۔ **رق:** مصباح میں ہے کہ رَق رائے مفتوحہ کے ساتھ ہے رق کو رائے مکسورہ کے ساتھ پڑھنا شاذ لغت ہے بعض قراء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿رق منشور﴾ میں "رق" کو، رائے مکسورہ کے ساتھ پڑھا ہے بمعنی وہ جلد جس پر لکھا جا سکے۔

کما اقترحوہ: کلبی اور مقاتل نے کہا کہ نضر بن حارث، عبداللہ بن ابی امیہ اور نوفل ابن خویلد کے بارے میں آیت نازل ہوئی انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا: "ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے پاس اللہ کی کتاب نہ آ جائے اور لانے والے چار فرشتے ساتھ ہوں اور وہ اس بات کی گواہی دیں کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

لانہ انفی للشک: کتاب منزل کو ہاتھ سے چھونا یہ شک کو زیادہ دور کرنے والا اس لیے ہے کہ جادو مرئی (دیکھے جانے والی) چیزوں پر ہوتا ہے ایسی چیزوں میں نہیں ہوتا جنہیں چھوا بھی جا سکے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عمومی طور پر لمس معاینہ کے بعد ہی ہوتا ہے۔

اذ لا قوۃ للبشر: خازن میں ہے کہ انسان میں یہ طاقت نہیں کہ ملائکہ کو دیکھ سکے، اور اگر کوئی شخص فرشتے کو اس کی ظاہری صورت میں دیکھ لے تو دیکھتے ہی بیہوش ہو جائے یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جبرائیل امین کئی مرتبہ حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آئے، اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے دو آدمیوں کی صورت میں آئے تھے، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل میں آئے، اور جب نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا تو حضور ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۱۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۸

﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۱۱)﴾الرُّسُلَ مِنْ هَلَاكِهِمْ بِالْعَذَابِ لِيَعْتَبِرُوْا﴿قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ﴾اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَيْرُهٗ﴿ كَتَبَ﴾قَضٰى ﴿ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾فَضْلًا مِّنْهُ وَفِيْهِ تَلَطُّفٌ فِيْ دُعَائِهِمْ اِلَى الْاِيْمَانِ﴿ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾لِيُجَازِيَكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ﴿ لَا رَيْبَ﴾شَكَّ﴿ فِيْهِ ط اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ﴾بِتَعْرِيْضِهَا لِلْعَذَابِ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ(۱۲)﴾﴿وَلَهٗ﴾تَعَالٰى ﴿ مَا سَكَنَ﴾حَلَّ ﴿ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾اَيْ كُلُّ شَيْءٍ فَهُوَ رَبُّهٗ وَخَالِقُهٗ وَمَالِكُهٗ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ﴾لِمَا يُقَالُ﴿ الْعَلِيْمُ(۱۳)﴾بِمَا يُفْعَلُ ﴿قُلْ ﴾لَهُمْ ﴿اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا﴾اَعْبُدُهٗ ﴿ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ﴾مُبْدِعِهِمَا﴿وَهُوَ يُطْعِمُ﴾يَرْزُقُ﴿وَلَا يُطْعَمُ﴾لَا يُرْزَقُ﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ﴾لِلّٰهِ مِنْ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ﴿وَ﴾قِيْلَ لِيْ﴿لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۴)﴾بِهِ﴿قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ﴾بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ﴿
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۱۵)﴾هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ﴿مَنْ يُّصْرَفْ﴾بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ اَيِ الْعَذَابُ وَلِلْفَاعِلِ اَيِ اللّٰهُ وَالْعَائِدُ
مَحْذُوْفٌ﴿عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ﴾تَعَالٰى اَيْ اَرَادَ لَهُ الْخَيْرَ﴿وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ (۱۶)﴾اَلنَّجَاةُ الظَّاهِرَةُ﴿وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ﴾بَلَاءٍ كَمَرَضٍ وَفَقْرٍ﴿فَلَا كَاشِفَ﴾رَافِعَ﴿لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ﴾كَصِحَّةٍ
وَغِنًى﴿فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (۱۷)﴾وَمِنْهُ مَسُّكَ بِهِ وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى رَدِّهِ عَنْكَ غَيْرُهٗ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ﴾اَلْقَادِرُ
الَّذِيْ لَا يُعْجِزُهٗ شَیْءٌ مُسْتَعْلِيًا﴿فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ﴾فِيْ خَلْقِهٖ﴿الْخَبِيْرُ (۱۸)﴾بِبَوَاطِنِهِمْ كَظَوَاهِرِهِمْ وَنَزَلَ
لَمَّا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ اِئْتِنَا بِمَنْ يَّشْهَدُ لَكَ بِالنُّبُوَّةِ فَاِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ اَنْكَرُوْكَ﴿قُلْ﴾لَهُمْ﴿اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ
شَهَادَةً﴾تَمْيِيْزٌ مُحَوَّلٌ عَنِ الْمُبْتَدَاِ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَيْرُهٗ هُوَ﴿شَهِيْدٌۢ بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ﴾عَلٰى
صِدْقِیْ﴿وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ﴾اُخَوِّفَكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ﴿بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾عَطْفٌ عَلٰى ضَمِيْرِ اُنْذِرَكُمْ
اَيْ بَلَغَهُ الْقُرْاٰنُ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ﴿اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى﴾اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارِيٍّ﴿قُلْ﴾لَهُمْ﴿لَّآ
اَشْهَدُ﴾بِذٰلِكَ﴿قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (۱۹)﴾مَعَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَعْرِفُوْنَهٗ﴾اَيْ مُحَمَّدًا بِنَعْتِهٖ فِيْ كِتَابِهِمْ﴿كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾مِنْهُمْ﴿فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ (۲۰)﴾بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرمادو (ان سے) زمین میں سیر کرو پھر دیکھو......۱ کہ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا (رسولوں کو کہ انہیں عذاب دیکر ہلاک کردیا گیا کہ تم ان سے عبرت حاصل کرو) تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تم فرماؤ اللہ کا ہے (اگر وہ جواب نہ دیں کہ اس سوال کا بجز اسکے اور کیا جواب ہوسکتا ہے) لازم کرلیا ہے (کتب بمعنی قضی ہے) اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت ......۲ (اپنے فضل سے، اس طرز میں خطاب فرمانے میں انہیں ایمان کی طرف لطیف دعوت ہے) بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا (تاکہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے) جس میں شک نہیں (ریب بمعنی شک ہے) وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی (اپنی جانوں کو عذاب کے لیے پیش کرکے، "الذین خسروا انفسهم" مبتدا ہے اسکی خبر فهم لا یومنون ہے) ایمان نہیں لاتے اور اللہ (تعالی) ہی کا ہے جو موجود ہے (سکن بمعنی حل ہے) رات اور دن میں (یعنی ہر چیز کا وہ رب، خالق اور مالک ہے) اور وہی سنتا ہے (جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) تم فرماؤ (ان سے) کیا اللہ کے سوا کسی اور کو ولی......۳ بناؤں (اسکی

عبادت کروں) وہ جس نے زمین وآسمان بغیر کسی سابقہ نمونہ کے پیدا کیے (''فـــاطـــر بمعنی مبدع ہے) اور وہ رزق دیتا ہے (یطعم بمعنی یرزق ہے) اور رزق دیئے جانے سے پاک ہے (لا یطعم بمعنی لا یرزق ہے) تم فرماؤ کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھو (اللہ تعالی کے لیے اس امت میں) اور (مجھے کہا گیا ہے کہ) ہرگز (اسکے ساتھ) شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں (اس کے غیر کی عبادت کر کے) تو مجھے ڈر ہے بڑے دن کے عذاب سے......۱۵ (یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے) جس سے عذاب پھیر دیا جائے (صیغہ مـن یـصـرف مبنی للمفعول یعنی فعل مجہول ہے اس کا نائب الفاعل لفظِ عـــذاب ہے اور اسے مبنی للفاعل یعنی معروف بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں اس کا فاعل اسم جلالت اللہ ہوگا اور ضمیر عائد محذوف ہوگی) اس دن اس پر ضرور اللہ کی مہر ہوئی (یعنی اس کے لیے اللہ تعالی نے خیر کا ارادہ فرمایا) اور یہی کھلی کامیابی (یعنی نجات ظاہری) ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے (ضـــر مراد آزمائش ہے جیسا کہ مرض اور فقر) تو نہیں دور کرنے والا (کـاشـف بمعنی رافـع ہے) کوئی اسکا اسکے سوا اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے (جیسا کہ صحت اور غنا) تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے (اور اسی میں خیر اور ضرر پہچانا بھی داخل ہے جو اللہ تعالی نے تجھ سے روک لیا ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں جو وہ شے تجھے لوٹا سکے) اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر (قـاهـر کا معنی ہے وہ قادر ذات جسے بڑی سے بڑی چیز بھی عاجز نہ کر سکے) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی تخلیق میں) خبیر ہے (ظاہر کی طرح باطن پر بھی خبردار ہے، کافروں نے جب نبی پاک ﷺ سے کہا اپنی نبوت پر دلیل لائیے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کو نہیں مانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) تم فرماؤ (ان سے کہ) سب سے بڑی گواہی کس کی (لفظ شهـــادة تمیز ہے یہ محـول عن المبتدا ہے) تم فرماؤ کہ اللہ (اگر وہ ایسا نہ کہیں تو تم کہو کہ اس کا جواب اسکے سوا کوئی اور ہو بھی نہیں سکتا وہی) گواہ ہے مجھ میں اور تم میں (میری سچائی پر) اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں تمہیں اس سے ڈراؤں (اے اہل مکہ اس وحی کے ذریعے) اور جن جن کو پہنچے (بلغ کا عطف انذر کم کی ضمیر پر ہے، یعنی انسان اور جن میں سے جسے یہ قرآن پہنچے......۵) تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا اور خدا ہیں (أَئِـنَّـكُـم میں ہمزہ استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ (ان سے) میں (یہ) گواہی نہیں دیتا تم فرماؤ وہ تو ایک معبود ہے اور میں بے زار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو (یعنی بتوں کو اسکے ساتھ) جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی (یعنی محمد ﷺ کو انکی نعت کی وجہ سے جو انکی کتاب میں ہے) پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی (ان میں سے) وہ ایمان نہیں لاتے (محمد ﷺ پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾.

قـل : قول ...... سـیـروا فـی الارض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثـم : عاطفہ...... انـظـروا : فعل امر با فاعل

...... کیف : اسم استفہام خبر مقدم ...... کان : فعل ناقص ...... عاقبة المکذبین : اسم ملکر، جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل لمن مافی السموت والارض قل لله﴾.

قل : قول، لمن : ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت والارض : موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول، لله : ظرف مستقر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کتب علی نفسه الرحمة لیجمعنکم الی یوم القیمة لا ریب فیه﴾.

کتب علی نفسه الرحمة : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... لام: تاکیدیہ ...... یجمعن : فعل تاکید بافاعل ...... کم : ذوالحال ...... الی : جار ...... یوم القیمة : ذوالحال ...... لاریب فیه : جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿الذین خسروا انفسهم فهم لا یومنون وله ما سکن فی الیل والنهار﴾.

الذین : موصول، خسروا انفسهم : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، هم لایومنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و : مستانفہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، ما: موصولہ، سکن فی الیل والنهار: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وهو السمیع العلیم قل اغیر الله اتخذ ولیا فاطر السموت والارض وهو یطعم ولا یطعم﴾.

و : عاطفہ ...... هو : مبتدا ...... السمیع: خبر اول ...... العلیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ...... قل : قول ...... همزه : حرف استفہام ...... غیر : مضاف ...... الله : موصوف ...... فاطر السموت والارض : شبہ جملہ معطوف علیہ ...... و : عاطفہ ...... هو : مبتدا ...... یطعم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... ولایطعم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر معطوف، ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول اول مقدم ...... اتخذولیا: فعل بافاعل ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل انی امرت ان اکون اول من اسلم﴾.

قل : قول ...... انی : حرف مشبہ واسم ...... امرت : فعل مجہول بانائب الفاعل ...... ان : مصدریہ ...... اکون : فعل ناقص بااسم ...... اول : مضاف ...... من اسلم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولاتکونن من المشرکین﴾.

و : عاطفہ ...... لاتکونن: فعل نہی واسم ...... من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قیل لی

" کیلئے مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "قل انی امرت الخ" پر معطوف ہے۔

﴿قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم﴾۔

قل : قول...... انی : حرف مشبہ واسم...... اخاف : فعل بافاعل...... ان : شرطیہ...... عصیت ربی : جملہ فعلیہ شرطیہ، جزا محذوف "فانی اخاف" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ...... عذاب یوم عظیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿من یصرف عنه یومئذ فقد رحمه﴾۔

من: شرطیہ مبتدا...... یصرف عنه یومئذ : فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... قد رحمه: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "عذاب یوم عظیم" کی صفت واقع ہے۔

﴿وذلک الفوز المبین وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له﴾۔

و : مستانفہ...... ذلک : مبتدا...... الفوز المبین : خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... ان : شرطیہ...... یمسسک الله بضر : فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... لا: نفی جنس...... کاشف له : شبہ جملہ مبدل منہ...... الا : اداۃ حصر...... ھو : بدل، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر﴾۔

و : عاطفہ...... ان : شرطیہ...... یمسسک بخیر : جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... ھو علی کل شیء قدیر : جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر﴾۔

و: مستانفہ...... ھو : مبتدا...... القاھر : اسم فاعل بافاعل...... فوق عبادہ: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و : عاطفہ...... ھو: مبتدا...... الحکیم: خبر اول...... الخبیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ای شیء اکبر شھادۃ قل الله شھید بینی وبینکم﴾۔

قل : قول...... ای شیء: مبتدا...... اکبر: خبر، شھادۃ : ان کے درمیان نسبت کی تمیز، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول، الله : مبتدا...... شھید بینی وبینکم : شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ﴾۔

و: مستانفہ...... اوحی: فعل مجہول...... الی : ظرف لغو...... ھذا القران: نائب الفاعل...... لام :تعلیلیة......

انذر: فعل بافاعل...... کم: معطوف علیہ...... ومن بلغ: معطوف ملکر مفعول...... بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیران مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ائنکم لتشھدون ان مع اللہ الھۃ اخری﴾

ھمزہ: حرف استفہام، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تشھدون: فعل بافاعل، ان: حرف مشبہ، مع اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الھۃ اخری: مرکب توصیفی اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا اشھد قل انما ھو الہ واحد واننی بری مما تشرکون﴾

قل: قول...... لااشھد: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... قل: قول...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... ھو: مبتدا...... الہ واحد: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اننی: حرف مشبہ واسم...... بری مماتشرکون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿الذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم﴾

الذین اتینھم الکتب: موصول صلہ ملکر مبتدا...... یعرفونہ: فعل بافاعل ومفعول...... کما یعرفون ابناءھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون﴾

الذین خسروا انفسھم: موصول صلہ ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... ھم لایومنون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل اغیر اللہ اتخذ ولیا......☆ جب کفار نے حضور اقدس علیہ السلام کو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی

☆......قل ای شیء اکبر شھادۃ......☆ اہل مکہ رسول کریم ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہمیں کوئی ایسا دکھایئے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿فانظروا﴾ اور ﴿ثم انظروا﴾ میں فرق:

۱......فانظروا میں فاء سبب کے لئے ہے اسلئے غور وفکر کرنا یہ مسبب بنا اپنے سبب سیر کرنے کیلئے اور ثم انظروا میں ثم سبب کے لئے نہیں آیا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ غور وفکر کرنے کے لئے سفر کرو اور سفر میں غافل نہ ہو جاؤ اور سیروا فی الارض ثم انظروا سے تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنے کی اباحت ثابت ہوتی ہے اور دوران سفر ہالکین کے بارے میں غور وفکر کرنے کا

واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی لئے انظروا کے ساتھ ثم لگایا گیا تا کہ واجب اور مباح کے مابین تباعد ظاہر ہو جائے۔

(المدارك، ج۱، ص۴۹۳)۔

﴿کتب علی نفسه الرحمة﴾ کا معنی:

۲.....علامہ ناصرالدین بیضاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنی ذات مقدسہ پر فضل واحسان کو لازم کرلیا ہے اور اس رحمت سے مراد دارین کی رحمت ہے اور ان رحمتوں میں اللہ ﷻ کا ہدایت دینا، اپنی توحید کا علم عطا کرنا، خالق کائنات کا آسمانی کتاب نازل کرنا، کفر کے باوجود بھی لوگوں کو مہلت دینا وغیرہ داخل ہیں۔ (البیضاوی، ج۱، ص۴۸۱)

کلبی روایت کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنی ذات پر امت محمد ﷺ کے لئے رحمت لازم کر لی ہے کہ اللہ ﷻ انہیں تکذیب کرنے پر بھی عذاب نہ کریگا جیسا کہ امم سابقہ اور قرون ماضیہ کی تکذیب پر اللہ ﷻ نے عذاب فرمایا بلکہ اللہ ﷻ امت محمد ﷺ سے عذاب کو قیامت تک کے لئے مؤخر فرمالیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء السابع، ص۱۳۵)

☆......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ کِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ اَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْش"، حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ ﷻ نے مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو اپنے پاس موجود کتاب میں اپنے دستِ قدرت سے تحریر فرمایا کہ غالب ہوئی یا سبقت کرگئی میری رحمت میرے غضب پر، پس یہ کتاب اللہ ﷻ کے قبضہ قدرت میں عرش کے اوپر موجود ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول لله تعالی، رقم۷۵۵۳، ص۱۳۰٤)

☆......اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ وَاَنْزَلَ فِی الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِکَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰی تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْیَةَ اَنْ تُصِیْبَه"، حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ کائنات ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ ﷻ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے جس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا اور یہی وہ ایک حصہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ چوپایہ اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پیر ہٹالیتا ہے تا کہ اسکو تکلیف نہ ہو"۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالی، رقم ٦٨٦٦/٦٨٥٢، ص١٣٤٩)

☆......عَنْ سَلْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ یَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ کُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقَ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِی الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰی وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّیْرُ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَکْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ" حضرت سلمان ﷺ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس دن اللہ ﷻ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس دن اس نے سو رحمتیں پیدا کیں، ہر رحمت آسمان اور زمین کے بھراؤ کے برابر ہے اس سو رحمتوں میں سے ایک رحمت زمین پر اتاری اسی ایک رحمت کی وجہ سے ماں اپنی اولاد پر، اور وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو پورا کرے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالی، رقم: ۲۷۵۲/۶۸۷۱، ص ۱۳۴۹)

کیا غیر اللہ بھی مدد کرسکتا ھے:

۳......ولیا کے معنی مددگار اور معبود کے ہیں اللہ ﷻ نے آیت مبارکہ میں اشاد فرمایا قل اغیر الله اتخذ ولیا یعنی تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ولی یعنی معبود بنالوں، اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تمام مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ یہاں اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ نے کو یہ فرمانے کا حکم دیا ہے کہ لوگ اللہ ﷻ کو چھوڑ کر کسی اور کو ولی یعنی معبود نہ بنائیں۔

(روح المعانی الجزء السابع، ص ۱۴۰، المظهری، ج ۲، ص ۴۳۹، المدارك، ج ۱، ص ۴۹۴)

اس طرح کی آیات میں ولی بمعنی معبود ہوتا ہے بعض حضرات ولی کا معنی مددگار کرتے ہیں اور مطلقا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک اور مدد مانگنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ غیر اللہ سے مدد کو مطلقا شرک کہنا انتہائی جرأت کی بات ہے بلکہ یہ امت مرحومہ کو مشرک بتانے کے مترادف ہے کیونکہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اگر اسے شرک قرار دیا جائے تو نوع انسانی میں سے کوئی بھی شخص اس شرک کے فتوی کا شکار بننے سے نہ بچ سکے، غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اس صورت میں ہے جب کہ اسے معبود سمجھ کر استعانت کرے یا اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ﷻ نہ چاہے تب بھی یہ شخص میری مدد کرسکتا ہے۔ جو مسلمان انبیاء کرام یا اولیاء کرام کو اپنا مددگار سمجھتے ہیں ان سے استعانت کرتے ہیں وہ ان حضرات کو اللہ ﷻ کی اعانت کا مظہر سمجھتے ہیں ان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ کے اذن اور اس کی اجازت سے یہ حضرات ہماری مشکلات دور کرسکتے ہیں اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں، اللہ ﷻ کے ان پیاروں سے استعانت کرنا حقیقتاً انہیں اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اپنے مقصد کے حصول کے لیے وسیلہ بنانا ہے اب ہم مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر شرف ملت، محسن اہلسنت، استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ رحمۃ اللہ الھادی کی کتاب ''عقائد و نظریات'' سے استعانت کی بحث سے متعلق چند باتیں نقل کرتے ہیں:

امام احمد رضا فاضل بریلوی کا عقیدہ استمداد:

''اس استعانت ہی کو دیکھیے کہ جس معنی پر غیر خدا سے شرک ہے، یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا بایں معنی اگر وضع مرض میں طبیب یا دوا سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرنے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو بالیقین تمام وہابی روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کراتے

ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھادے یا کھانا پکادے، سب قطعی شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر وشرک میں کیا شبہ رہا؟ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں، یعنی مظہر عون الٰہی وواسطہ ووسیلہ وسبب سمجھنا، اس معنی پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے کیوں شرک ہونے لگی؟''

خلاصہ یہ کہ کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل مدد گار ماننا کہ وہ اللہ ﷻ کی امداد وعطا کی محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے اور کسی مخلوق کو عطائے الٰہی کا مظہر اور وسیلۂ رحمت باری ﷻ ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے۔ اللہ ﷻ مقصود واصلی ہے، اسے وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا، اللہ ﷻ کی بارگاہ میں مقبول اشیاء خواہ وہ ذوات ہوں یا اعمال صالحہ بنانا جائز ہے اور ان سے استعانت بھی جائز ہے، کیونکہ توسل اور استعانت اگرچہ الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن ان کی مراد ایک ہی ہے، امام علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں: ''جب نبی اکرم ﷺ سے کسی شے کے طلب کرنے کے احوال اور اقسام کا بیان ہوگیا اور مطلب ظاہر ہوگیا تو، اب تم اس طلب کو توسل کہو یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوہ یا توجہ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔

اقسام نسبت:

علماء معانی نے اسناد (نسبت) کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) حقیقتِ عقلیہ: حقیقتِ عقلیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ بہ ظاہر متکلم کے نزدیک فعل اس کی صفت ہو جیسے ''انبت اللہ البقل اللہ ﷻ نے سبزہ اگایا'' سبزہ اگانا اللہ ﷻ کی صفت ہے، جب اس کی نسبت اس ذاتِ قدوس کی طرف کی جائے گی تو اسے حقیقت عقلیہ کہا جائے گا۔ (۲) مجازِ عقلی: مجازِ عقلی یہ ہے کہ فعل کے موصوف کے بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ ہی کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت موصوف کی طرف نہیں، بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کردی جائے، مثلاً ''بنی الامیر المدینة'' (امیر نے شہر بنایا) حقیقتاً شہر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کا کام ہے، لیکن امیر چونکہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا ہے، اس لیے مجازاً تعمیر کی نسبت اس کی طرف کردی گئی ہے۔

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ (علامت) کبھی لفظی ہوگا اور کبھی معنوی علامتِ معنوی کی مثال دیتے ہوئے علامہ تفتازانی ''احوال الاسناد الخبری'' میں فرماتے ہیں ''جب موحد سے ''انبت الربیع البقل'' (موسمِ بہار نے سبزہ اگایا) ایسا کلام صادر ہوگا، تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اسنادِ مجازی ہے، کیونکہ موحد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگانا موسم بہار کی صفت ہے، جبکہ یہی بات اللہ ﷻ کے وجود کا منکر کہے گا، تو اسے حقیقت کہا جائے گا''۔ یہی علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: ''کافر نے کہا موسم بہار نے سبزہ اگایا، یہ نسبت اگرچہ اس کی طرف نہیں ہے جس کی صفت اگانا ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے، لیکن اس میں علامت نہیں ہے (حتی کہ اسے مجاز کہا جا سکے) کیونکہ یہ تو اس کی مراد ہے اور اس کا عقیدہ ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی (لہٰذا یہ حقیقت ہے)۔

خلاصہ یہ کہ کافر نے کہا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی، تو یہ حقیقت ہے، کیونکہ وہ اللہ ﷻ کی تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے، یہی بات اگر مومن نے کہی، تو اسے مجاز عقلی کہا جائے گا اور اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طبیب کی طرف اس لیے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے، اس لیے نسبت نہیں کر رہا کہ فی الواقع طبیب نے شفا دی ہے، شفا دینا تو اللہ ﷻ کا کام ہے۔

اس گفتگو پر غور کرنے سے مسئلہ استعانت کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارساز حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں بر لانے والا اللہ ﷻ ہی ہے، ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجاز عقلی کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقاصد کے پورا ہونے کے لیے سبب اور وسیلہ ہیں۔

سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "ایاک نستعین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ ﷻ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ محض اللہ ﷻ کی طرف ہو اور اسے اللہ ﷻ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ ﷻ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے، تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے، اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے، در حقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں ہے، بلکہ اللہ ﷻ ہی سے ہے"۔ مشہور اہل حدیث نواب وحید الزماں لکھتے ہیں: "اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے، مثلاً دعا اور شفاعت وہ ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا اور وہ امور جو اللہ ﷻ کے ساتھ خاص ہیں اور ان حضرات کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے، ایسے امور کا ان سے ان کی وفات کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے، البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "میں اللہ ﷻ کے اذن سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں" شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے"۔

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب مزید لکھتے ہیں: "اور جیسے کہ اللہ ﷻ کے اس ارشاد "و اذ تخلق من الطین" میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے، پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ ﷻ کے اذن سے مردے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی روح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ ﷻ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں، تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا"۔

قول فیصل: اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء و اولیاء سے حصول مقاصد کی درخواست کرنا شرک و کفر نہیں ہے، جیسے عام طور پر مبتدعین کا رویہ ہے کہ بات بات پر شرک اور کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا، مشکل کشا اور کارساز اللہ ﷻ کی ذات ہے، تو احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی

بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت، حقیقت ہے اور مجاز، مجاز ہے، یا بارگاہِ انبیاء واولیاء میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرمادے اور حاجتیں برلائے، اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔ (العقائد و النظریات، ص ۱۸۶تا۱۸۱)

نافرمانی عذاب کو دعوت دیتی ھے:

۴......اللہ ﷻ کی فرمانبرداری مسلمانوں پر لازم ہے مسلمان یہ جانتا ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کر کے کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔ معصیت محرومی کا سبب ہے۔ جب مسلمانوں کے نبی جو کہ عین گناہوں سے پاک تھے انکی ذات سے تو گناہ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا لیکن پھر بھی یہ فرمایا کہ میں اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کروں مجھے اپنے رب کے عذاب سے ڈر ہے۔ امام غزالی **کیمیاء سعادۃ** میں فرماتے ہیں: کہ انسان کا دل ایک پاک گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے درگاہ الوہیت اس کا اصل معدن ہے وہیں سے وہ آیا ہے اور وہیں جائے گا اور یہاں مسافر کی طرح آیا ہے۔ آگے چل کر مزید فرمایا کہ دل گویا ایک روشن آئینہ ہے اور بُرے اخلاق دھواں اور ظلمات ہیں جب دل تک پہنچتے ہیں تو اسے اندھا کر دیتے ہیں کہ ایسا بندہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کی دید سے محروم رہے گا اور نیک اخلاق گویا کہ نور ہیں کہ دل میں پہنچ کر اسے سیاہی اور گناہوں سے صاف کر دیتے ہیں اسی لئے آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا: یعنی ہر بُرائی کے بعد بھلائی کرلو کہ بُرائی کو بھلائی مٹا دیتی ہے۔ آدمی کا دل ابتدائے خلقت میں لوہے کا سا ہے جس سے روشن آئینہ بنتا ہے کہ تمام اس میں دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اسے خوب حفاظت سے رکھیں نہیں تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اس سے آئینہ نہ بن سکے گا۔

(کیمیائے سعادت مترجم، ص ۳۹ وغیرہ)

جسے قرآن کی تعلیم پهنچی:

۵......حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ **من بلغه القرآن فكانما رأى النبى و كلمه** یعنی جسے قرآن پہنچا وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا اور انکا کلام سنا۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۲۸)

☆......☆ **ليعتبروا**: یعنی لوگوں کو چاہیے کہ نصیحت پکڑیں، پس نصیحت پکڑنے کے لیے جہاں میں گھومیں پھریں اور غور تفکر کریں (نتیجہ کے طور) انہیں دلائل اور نورتام حاصل ہوگا، یہی سے حضرات صوفیائے کرام نے سیر وسیاحت کو اخذ کیا ہے اس لیے کہ سیاحت ان امور میں سے ہے جو بندے کو واصل الی اللہ ہونے کے درجات میں ترقی کرنے اور اللہ ﷻ کی مصنوعات میں نظر اور تفکر کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنريهم آياتنا فى الآفاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق﴾.

فضلا منه: مفسر علیہ الرحمۃ کے اس جملے "**فضلا منه**" سے ان معتزلہ کا رد ہوتا ہے جن کا کہنا ہے "عقلی طور پر اللہ ﷻ کی ذات کے لیے رحمت کرنا واجب ہے اور اس کا تخلف محال ہے"۔ **حل**: حل کی تفسیر **سكن** سے کر کے مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ آیت میں

کوئی حذف نہیں ہے، اوراسی پر جمہور مفسرین کا اتفاق ہے، اور لفظ حل بمعنی و جد ہے اور یہ ساکن اور متحرک دونوں کو شامل ہے۔

اعبدہ: اتخذ کی تفسیر اعبدہ سے کی، مراد یہ ہے کہ یہاں "ولی" سے مراد معبود ہے، لفظِ ولی مشترک ہے مختلف معانی میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً بمعنی معبودِ حقیقی جیسے فرمایا ﴿فالله هو الولى﴾ بمعنی قریب اور بمعنی ساتھی، اس انسان کو جو اللہ ﷻ کی طاعت گزاری میں منہمک رکھے اسے بھی ولی کہتے ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿الله ولى الذين امنوا﴾۔

مبدعهما: اللہ ﷻ زمین وآسمان کو بغیر کسی سابقہ مثال کے نئے سرے سے پیدا کرنے پر قادر ہے، پس فاطر اور فطرۃ بمعنی خلقت ہے، فطر، خلق، انشا: ہم معنی الفاظ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں فطر اور فاطر کے معنی نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ میرے پاس دو اعرابی کنوئیں کے مسئلے میں آپس میں جھگڑنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا: انا فطرتها میں نے اس کنوئیں کو بنایا " کی استعمال کے حوالے سے ابتداء کی۔ (الصاوی، ج۲، ص۱٦٦)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَمَنْ﴾ای لَا احَدَ﴿ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴾بِنِسْبَتِهِ الشَّرِيْكَ اِلَيْهِ﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾الْقُرْآن ﴿اِنَّهٗ﴾اَیِ الشَّانُ﴿لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾بِذٰلِكَ ﴿وَ﴾اذْكُرْ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا﴾تَوْبِيْخًا ﴿اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾اَنَّهُمْ شُرَكَاءُ اللّٰهِ ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿فِتْنَتُهُمْ﴾ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ اَیْ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا﴾اَیْ قَوْلُهُمْ ﴿ وَاللّٰهِ رَبِّنَا﴾بِالْجَرِّ نَعْتٌ وَالنَّصْبِ نِدَاءٌ ﴿ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾﴾قَالَ تَعَالٰی ﴿اُنْظُرْ﴾يَامُحَمَّدُ ﴿ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ﴾بِنَفْيِ الشِّرْكِ عَنْهُمْ ﴿وَضَلَّ﴾غَابَ ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾﴾ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الشُّرَكَاءِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ﴾اِذَا قَرَأْتَ﴿ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾اَغْطِيَةً لِ﴿ اَنْ ﴾لَا ﴿يَّفْقَهُوْهُ﴾يَفْهَمُوا الْقُرْآنَ ﴿ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ﴾صَمَمًا فَلَا يَسْمَعُوْنَهُ سِمَاعَ قُبُوْلٍ﴿وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ﴾مَا﴿ هٰذَاۤ﴾الْقُرْآنُ﴿اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ﴾اَكَاذِيْبُ﴿ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾﴾كَالْاَضَاحِيْكِ وَالْاَعَاجِيْبِ جَمْعُ اُسْطُوْرَةٍ بِالضَّمِّ﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ﴾النَّاسَ ﴿ عَنْهُ ﴾عَنِ اتِّبَاعِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿وَيَنْئَوْنَ﴾يَتَبَاعَدُوْنَ﴿ عَنْهُ﴾فَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ، وَقِيْلَ نَزَلَتْ فِيْ (اَبِیْ طَالِبٍ)وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ اَذَاهُ وَلَا يُؤْمِنُ بِهٖ﴿ وَاِنْ ﴾مَا﴿يُهْلِكُوْنَ﴾بِالنَّاْیِ عَنْهُ﴿ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ ﴾لِاَنَّ ضَرَرَهٗ عَلَيْهِمْ ﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾﴾بِذٰلِكَ﴿وَلَوْ تَرٰۤى ﴾يَامُحَمَّدُ ﴿اِذْ وُقِفُوْا﴾عُرِضُوْا ﴿ عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا يٰـ﴾لِلتَّنْبِيْهِ﴿ لَيْتَنَا نُرَدُّ﴾اِلَی الدُّنْيَا﴿ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾﴾بِرَفْعِ الْفِعْلَيْنِ اسْتِئْنَافًا ، وَنَصْبِهِمَا فِيْ جَوَابِ التَّمَنِّيْ وَرَفْعِ الْاَوَّلِ وَنَصْبِ الثَّانِيْ وَجَوَابُ لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا قَالَ تَعَالٰی ﴿بَلْ﴾ لِلْاِضْرَابِ عَنْ اِرَادَةِ الْاِيْمَانِ

الْـمَـفْـهُـوْمِ مِنَ التَّمَنِّيْ﴾ بَدَا ﴿ظَهَرَ﴾لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ﴿يَكْتُمُوْنَ بِقَوْلِهِمْ (وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ) بِشَهَادَةِ جَوَارِحِهِمْ ، فَتَمَنَّوْا ذٰلِكَ﴾ وَلَوْ رُدُّوْا ﴿اِلَى الدُّنْيَا فَرْضًا ﴾لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴿مِنَ الشِّرْكِ﴾ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۲۸)﴿فِيْ وَعْدِهِمْ بِالْاِيْمَانِ﴾وَقَالُوْا﴿اَيْ مُنْكِرُو الْبَعْثِ﴾ اِنْ ﴿مَا﴾هِيَ﴿اَيِ الْحَيَاةُ﴾ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (۲۹)﴾وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا﴿عُرِضُوْا ﴾عَلٰى رَبِّهِمْ﴿لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا ﴾ قَالَ﴿لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ الْمَلَائِكَةِ تَوْبِيْخًا﴾ اَلَيْسَ هٰذَا﴿الْبَعْثُ وَالْحِسَابُ﴾ بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا﴿اِنَّهُ لَحَقٌّ﴾ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ(۳۰)﴿بِهِ فِي الدُّنْيَا.

﴿ترجمہ﴾

اورکون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی اسکی طرف شریک کی نسبت کرکے) یا اسکی آیتیں (یعنی قرآن کی آیتیں) جھٹلائے بے شک (انه میں ہ ضمیر ضمیر شان ہے) ظالم فلاح نہ پائینگے (افتراء اور تکذیب کرکے) اور (یاد کرو) جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے (سختی کرتے ہوئے) فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جنکا تم دعوی کرتے تھے (کہ وہ اللہ عزوجل کے شریک ہیں) پھر نہ ہوگی (صیغہ تـکـن میں دولغتیں ہیں اسے تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) انکی کچھ معذرت (فتنتهم نصب اور رفع دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی معذرت ہے) مگر یہ کہ وہ بولے (یعنی انکا یہ کہنا) اپنے رب اللہ کی قسم (ربنا جر کے ساتھ ہوتو صفت اور نصب کے ساتھ ہوتو ندا ہے) کہ ہم مشرک نہ تھے (اللہ عزوجل نے فرمایا) دیکھو (اے محمد ﷺ!) کیسے جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر (اپنے آپ سے شرک کی نفی کرکے) اور گم ہوگئیں (ضل بمعنی غاب ہے) ان سے وہ باتیں جو (اللہ عزوجل کے لیے اس کا شریک مان کر) بناتے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگا تا ہے......(جب آپ ﷺ قرأت فرماتے ہیں) اور ہم نے انکے دلوں پر غلاف کردیئے (اکنة بمعنی اغطیة ہے تاکہ) اسے نہ سمجھیں (یعنی قرآن نہ سمجھیں یفقهوه بمعنی یفهموه ہے) اور انکے کان میں ٹینٹ (یعنی بہراپن ہے کہ وہ قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاںتک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) یہ (قرآن) مگر (جھوٹی) اگلوں کی داستانیں (اساطیر، اضاحیک، اور اعاجیب کے وزن پر ہے، اساطیر اسطورة بالضم کی جمع ہے) اور وہ روکتے ہیں (لوگوں کو) اس سے (یعنی نبی پاک ﷺ کی اتباع سے) اور دور رہتے ہیں (ینئون بمعنی یتباعدون ہے) اس سے (کہ اس پر ایمان نہیں لاتے کہا گیا کہ ابوطالب کے بارے میں آیت نازل ہوئی جو آپ ﷺ کو تکلیف دینے سے لوگوں کو روکتا تھا اور خود ایمان نہیں لایا) اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ھلاک کرتے (دوری اختیار کرکے) مگر اپنی جانیں (کیونکہ اسکا ضرر انہی پر ہے) اور انہیں شعور نہیں (اپنی جانوں کے ھلاک ہونے کا) اور کبھی تم دیکھو (اے محمد ﷺ!) جب وہ پیش کیے جائیں (وقفوا بمعنی عرضوا ہے) آگ پر

تو کہیں گے (یـــا تنبیہ کیلئے ہے) اے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں (دنیا میں) اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں (دونوں فعل نکذب اور نکون مرفوع ہوں تو مستانفہ ہونگے اور منصوب ہوں تو جواب تمنی، اور اگر فعل اول نکذب مرفوع اور ثانی نکون منصوب ہو تو اس صورت میں لو کا جواب شرط لو أیت امرا عظیما محذوف ہوگا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) بلکہ (بل یہاں اضراب کے لیے ہے یعنی ان کی اس تمنا سے جو ایمان لانے کا ارادہ مفہوم ہو رہا ہے بل اس کی تردید کر رہا ہے) ظاہر ہو گیا (بدء بمعنی ظھر ہے) جو پہلے چھپاتے تھے ...... ۲ ...... (اپنے اس قول واللہ ربنا ما کنا مشرکین کے ذریعے جو وہ چھپاتے تھے انکے جوارح کی گواہی کے سبب وہ ظاہر ہو گیا تو پھر وہ تمنا کریں گے دنیا میں جا کر ایمان لانے کا کہ) اگر وہ (بالفرض دنیا میں) واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی (شرک) کریں گے جس سے منع کے لئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں (اپنے وعدہ ایمان میں) اور وہ بولے (یعنی منکرین بعث) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) وہ (یعنی زندگی) مگر ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں اور کبھی تم دیکھو جب اکھٹے کیے جائیں گے (پیش کیے جائیں گے و قفوا بمعنی عرضوا ہے) اپنے رب کے حضور (تو ضرور آپ ایک عظیم امر دیکھیں گے) فرمائے گا (ان سے فرشتوں کی زبانی سختی کرتے ہوئے) کیا یہ (بعث وحساب) حق نہیں؟ کہیں گے: کیوں نہیں! اپنے رب کی قسم! (بیشک یہ حق ہے) تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا (جو دنیا میں کیا تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظالمون﴾۔

و: مستانفہ ...... من: استفہامیہ مبتدا ...... اظلم: اسم تفضیل با فاعل ...... من: جار ...... من: موصولہ ...... افتری علی اللہ کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... او کذب بایتہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... انہ: حرف مشبہ بالفعل واسم ...... لایفلح الظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا این شرکاؤکم الذین کنتم تزعمون﴾۔

و: مستانفہ ...... یوم: مضاف، نحشرھم جمیعا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... ثم: عاطفہ ...... نقول للذین اشرکوا: قول، این: ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم ...... شرکاء کم: موصوف، الذین: موصول ...... کنتم تزعمون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین﴾۔

ثم: عاطفہ ...... لم: حرف نفی وجزم ...... تکن: فعل ناقص ...... فتنتھم: اسم ...... الا: اداۃ حصر ...... ان: مصدریہ، قالوا: قول ...... و: قسمیہ جار ...... اللہ: موصوف ...... ربنا: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ملکر جملہ

قسمیہ انشائیہ...... ما: نافیہ ......کنا مشرکین: جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انظر کیف کذبوا علی انفسهم وضل عنهم ما کانوا یفترون﴾.

انظر: فعل امر بافاعل...... کیف :اسم استفہام حال مقدم ...... کذبوا : فعل واؤضمیر ذوالحال ملکر فاعل ...... علی انفسهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ متانفہ ......و : متانفہ ...... ضل : فعل ...... عنهم : ظرف لغو ،ما کانوا یفترون: موصول صلہ،ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿ومنهم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی اذانهم وقرا﴾.

و: متانفہ...... منهم : ظرف مستقر خبر مقدم ...... من: موصولہ...... یستمع الیک : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ متانفہ......و:عاطفہ......جعلنا : فعل بافاعل ......علی قلوبهم: ظرف مستقر حال مقدم ......اکنة :ذوالحال،ملکر معطوف علیہ......و : عاطفہ......فی اذانهم :ظرف مستقر حال مقدم......وقرا:ذوالحال،ملکر معطوف ملکر مفعول ......ان یفقهوه : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یروا کل اية لا یومنوا بها حتی اذا جاء وک یجادلونک یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین﴾.

و: عاطفہ......ان :شرطیہ...... یروا کل اية : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ...... لایومنوا : فعل نفی بافاعل ...... بها: ظرف لغو اول...... حتی : جار...... اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم...... جاء وا : فعل واؤضمیر ذوالحال......یجادلونک: جملہ فعلیہ حال ،ملکر فاعل...... ک:ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... . یقول الذین کفروا:قول...... ان : نافیہ...... هذا: مبتدا،الا : اداۃ حصر...... اساطیر الاولین :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وهم ینهون عنه وینئون عنه وان یهلکون الا انفسهم وما یشعرون﴾.

و: متانفہ...... هم :مبتدا...... ینهون عنه : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ینئون عنه : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ ...... و: حالیہ...... ان: نافیہ...... یهلکون : فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... انفسهم :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و : عاطفہ...... مایشعرون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر حال یہ ماقبل...... "ینهون "سے فاعل ہے۔

﴿ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یلیتنا نرد ولا نکذب بایت ربنا ونکون من المومنین﴾.

و: متانفہ...... لو :شرطیہ...... تری :فعل بافاعل ......اذ: مضاف ......وقفوا علی النار : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ...... قالوا : قول...... یا :حرف ندا للتنبیہ ...... لیتنا: حرف مشبہ واسم...... نرد: فعل بافاعل ......و:بمعنی "مع "مضاف

...... لانکذب بایت ربنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... ونکون من المومنین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "ان" مضاف الیہ، ملکر مفعول معہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، تری بفعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "رأیت شیئا مذھلا عظیما" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿بل بدالھم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نھو عنہ وانھم لکذبون﴾.

بل : حرف اضراب وعطف ...... بدالھم: فعل وظرف لغو...... ما: نافیہ ...... کانوا: فعل ناقص بااسم......یخفون من قبل : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ...... و: عاطفہ...... لو : شرطیہ......ردوا: جملہ فعلیہ شرط...... لام : تاکیدیہ ......عادوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... وانھم لکذبون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل ...... لام: جار...... مانھوا عنہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین﴾.

و: مستانفہ...... قالوا: قول، ان : نافیہ...... ھی : مبتدا، الا: اداۃ حصر...... حیاتنا: موصوف، الدنیا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس...... نحن : اسم، ب: زائدہ...... مبعوثین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو تری اذ وقفوا علی ربھم قال الیس ھذا بالحق﴾.

و: مستانفہ ......لو: شرطیہ......تری: فعل بافاعل...... اذ: مضاف ......وقفوا علی ربھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "رأیت شیئا عظیما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... قال: قول ...... ھمزہ: حرف استفہام...... لیس: فعل ناقص...... ھذا: اسم ...... ب: زائدہ......الحق: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا بلی وربنا قال فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون﴾.

قالوا: قول...... بلی: حرف جواب والاثبات والنفی...... و: قسمیہ جار...... ربنا : مجرور، ملکر ظرف مستقر "نقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ......قال: قول......ف: فصیحہ...... ذوقوا العذاب: فعل امر بافاعل ومفعول ...... بما کنتم تکفرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا علمتم ھذا ثم انحرفتم عن مقتضاہ" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وان یھلکون الا انفسھم......☆ یہ آیت کفار مکہ کے حق میں نازل ہوئی جولوگوں کو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتے تھے اور خود بھی دور رہتے تھے کہ کہیں کلام مبارک ان کے دل میں اثر نہ کر جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود ایمان لانے سے بچتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن پاک کو کان لگا کر سننا:

۱...... ابو سفیان، ابو جہل، ولید بن مغیرہ، نضر بن حرث، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ ایک بار قرآنِ پاک سننے کے لیے جمع ہوئے۔ نضر سے اسکے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو قتیبہ یہ کیا کہتے ہیں؟ نضر نے کہا میں اسکے سوا کچھ نہیں جانتا کہ محض زبان کو حرکت دیتے ہیں اور پرانے لوگوں کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جیسا کہ میں تمہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں سنایا کرتا تھا۔ ابو سفیان نے کہا کہ مجھے انکی باتوں میں سچائی معلوم ہوتی ہے ابو جہل نے کہا ہرگز نہیں انکی باتوں میں سے کسی بات کا اقرار نہ کرنا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ انکی باتوں پر یقین کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۳۱)

اکنۃ کنان کی جمع ہے جیسے کہ ازمۃ زمام کی اور اعنۃ عنان کی جمع ہے۔ اور کنان ڈھانپنے والے پردے کو کہتے ہیں اور اس مادہ سے ثلاثی اور رباعی فعل استعمال ہوتا ہے جیسے کہا جائے کہ کننت شیئا واکننتہ کنا واکنانا مگر امام راغب نے کننت اور اکننت میں فرق کیا ہے اور وہ اسطرح کہ انہوں نے کننت کو ظاہری چیز کے چھپانے کے ساتھ خاص کیا ہے جیسے انسان کا، گھر، کپڑوں یا جسم وغیرہ کو چھپانا اور اکننت باطنی چیز چھپانے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے انسان کا اپنے دل میں کوئی بات چھپانا۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۳۲)۔

دل میں کفر تکذیب اور معاندت کا چھپانا:

۲...... یہاں اللہ عزوجل کافروں کی اس حالت کو بیان فرما رہا ہے کہ کافر جب قیامت کے دن جہنم پر کھڑے کیے جائیں گے، طوق اور زنجیروں کا مشاہدہ کریں گے اور اپنی آنکھوں سے قیامت کے ہوش ربا اور دلدوز امور کو دیکھیں گے اس وقت یہ کہیں گے ﴿یالیتنا نرد ولا نکذب (الانعام ۲۷)﴾ "یعنی ہائے کاش کہ ہم پھیر دیئے جائیں اور نہ جھٹلائیں" وہ دنیا کی طرف واپس بھیجے جانے کی تمنا کریں گے تاکہ اچھے عمل بجالائیں اور اللہ عزوجل کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور مومن ہو جائیں مگر اللہ عزوجل ان پر اس دن ظاہر فرما دے گا جو کفر، تکذیب اور معاندت وہ اپنے سینوں میں چھپاتے تھے اگر چہ وہ آخرت میں اس سے انکاری ہوں۔ قیامت کے دن یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ وہ دنیا میں حضرات انبیائے کرام کی صداقت کو جانتے تھے اگر چہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کے سامنے اسکے برعکس اظہار کیا۔ لہذا انبیاء کی حقانیت جاننے کے باوجود ایمان نہ لانے کا وبال اس دن ظاہر ہو جائیگا جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے فرعون سے کہا ﴿لقد علمت ما انزل ھولاء...... الخ (بنی اسرائیل ۱۰۲)﴾ "کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے" فرعون اور اسکی قوم کے بارے میں فرمایا ﴿وجحدوا بھا

واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا (النمل: ۱۴)﴾ ''اور انہوں نے انکار کر دیا انکا حالانکہ یقین کر لیا تھا انکی صداقت کا انکے دلوں نے اور انکار محض ظلم اور تکبر کی وجہ سے تھا'' ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ منافقین ہوں جو حضور علیہ السلام کے سامنے تو اظہار ایمان کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپاتے تھے۔ یہاں کفار کے کلام کی خبر دی جا رہی ہے جو وہ قیامت کے دن کریں گے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور نفاق بعض اہل مدینہ اور اطراف کے بدوؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر چہ نفاق مدینہ منورہ میں ظاہر ہوا ہو اسلئے کہ اللہ عزوجل نے نفاق کا ذکر سورۃ عنکبوت میں بھی فرمایا ہے جو کہ مکی سورت ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ولیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنافقین (العنکبوت: ۱۱)﴾ ''اور ضرور دیکھے گا اللہ انہیں جو ایمان لائے اور ضرور دیکھے گا منافقوں کو'' اور یہاں آخرت کے بارے میں منافقین کی بابت خبر دی جا رہی ہے کہ وہ عذاب کا معاینہ کریں گے اور اس وقت انکے کرتوتوں کا نتیجہ انکے سامنے آئے گا اور جو دنیا میں اپنے دلوں میں کفر و نفاق اور مخالفت کو چھپایا کرتے تھے وہ بھی اس وقت عیاں ہو جائے گی۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۱۶۱)

☆......☆بذلک: اسمِ اشارہ کا مشار الیہ یہ ہے: المذکور من افتراء الکذب و تکذیب آیات اللہ. انھم شرکاء للہ: یہ عبارت نکال کر مفسر نے تزعمون فعل کے مفعول بہ محذوف کو بیان کر دیا۔

بالتاء والیاء: ہمارے یہاں مروّجہ قرأت تاء کے ساتھ ہے لم تکن پڑھنے کی صورت میں ''فتنتھم'' اسم ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا اور ''الا ان قالوا...... الخ'' خبر اور اس کے برعکس توجیہ میں ''فتنتھم'' منصوب ہوگا اور ''ان قالوا...... الخ'' اسم ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا اس قرأت کے مطابق ''واللہ ربنا'' کا مجرور ہونا متعین ہوگا۔ اور دوسری قرأت میں سابقہ توجیہ کے مطابق ''فتنتھم'' منصوب ہوگا اور ''ربنا'' میں بھی نصب متعین ہوگا تو یہ تین قرأتیں تینوں کا خلاصہ یہ ہے دو قرأتوں میں سے ایک میں ''فتنتھم'' مرفوع اور دوسری مجرور ہے ان دونوں قرأتوں میں ''ربنا'' مجرور ہے اور دوسری قرأت یعنی یاء سے پڑھنے کی صورت میں ''فتنتھم'' اور ''ربنا'' دونوں منصوب ہوں گے۔

فرضنا: یہ لفظ نکال کر گویا مفسر نے حضرت ابن عباس کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآنِ پاک میں وارد لو کبھی بھی رونما نہیں ہو سکتا۔

فی وعدھم بالایمان: یعنی اپنے اس وعدہ ایمان میں یہ لوگ جھوٹے ہیں جو ان کی سابقہ تمنا کے ضمن میں پایا جا رہا ہے۔

ای معذرتھم: یہاں معذرت سے مراد ان کا جواب دینا ہے اللہ عزوجل نے کافروں کے اس جواب کو ''فتنتھم'' سے اس لیے تعبیر کیا کہ ان کا یہ جواب خالص جھوٹ پر مبنی ہے۔ (الجمل: ج۲، ص۳۳۰ وغیرہ)۔

لا احد: یہ کلمات ذکر کر کے مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہامِ انکاری نفی کے معنی میں ہے۔

من الشرکاء: یہ کلمات ذکر کر کے ما موصولہ کا بیان کر دیا۔ عنہ: کی تفسیر ''عن اتباع النبی علیہ السلام'' سے کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کلام میں مضاف محذوف ہے۔ برفع الفعلین استئنافا: یعنی بصورت استیناف یہ دونوں جملے اس سوال مقدر کا جواب ہوں

گے: اگر تمہیں بالفرض لوٹا دیا جائے تو تم دنیا میں کیا کرو گے؟ تو کفار نے جواب کہا ولا نکذب ......الخ.

ونصبهما فی جواب التمنی: وجہ یہ ہے کہ جواب تمنی کی صورت میں "ولا نکذب" میں واؤ معیت کا ہوگا جس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے اس لیے دونوں افعال کو منصوب پڑھا جائے گا۔

للاضراب: معنی آیت یہ ہوگا معاملہ یوں نہیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ اگر ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے بلکہ اس بات کے کہنے پر انہیں اللہ ﷻ کی اس حکمت نے ابھارا ہے کہ ان کے اعضاء سے گواہی دلا کر اللہ ﷻ انہیں رسوا کرے۔

شهادة جوارحهم: جار مجرور بدا فعل کے لیے ظرف لغو ہے۔علی لسان الملائکة یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس اعتراض کو دور کیا ہے کہ دیگر مقامات پر تو یہ وارد ہے کہ اللہ ﷻ کافروں کی طرف نہ تو نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا تو مفسر نے جواب دیا کہ یہ کلام فرشتے کی زبانی ہوگا۔ (الصاوی، ج٢، ص١٧٠ وغیرہ)۔

رکوع نمبر:١٠

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾بِالْبَعْثِ ﴿ حَتّٰى ﴾غَايَةٌ لِلتَّكْذِيْبِ﴿اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ﴾اَلْقِيَامَةُ ﴿ بَغْتَةً﴾فُجَائَةً ﴿ قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا﴾هِيَ شِدَّةُ التَّاَلُّمِ وَنِدَاءُهَا مَجَازٌ اَيْ هٰذَا اَوَانُكِ فَاحْضُرِيْ﴿ عَلٰى مَا فَرَّطْنَا ﴾قَصَّرْنَا ﴿فِيْهَا﴾اَيِ الدُّنْيَا ﴿ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ﴾بِاَنْ تَاْتِيَهُمْ عِنْدَ الْبَعْثِ فِيْ اَقْبَحِ شَيْءٍ صُوْرَةً وَاَنْتَنِهٖ رِيْحًا فَتَرْكَبُهُمْ ﴿اَلَا سَآءَ﴾بِئْسَ ﴿ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾﴾يَحْمِلُوْنَهٗ حَمْلُهُمْ ذٰلِكَ ﴿ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ ﴾اَيِ الْاِشْتِغَالُ بِهَا ﴿اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ﴾وَاَمَّا الطَّاعَاتُ وَمَا يُعِيْنُ عَلَيْهَا فَمِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ﴿وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ﴾وَفِيْ قِرَاءَةٍ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ اَيِ الْجَنَّةُ ﴿ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾اَلشِّرْكَ ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ذٰلِكَ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿قَدْ﴾لِلتَّحْقِيْقِ﴿ نَعْلَمُ اِنَّهٗ﴾اَيِ الشَّانُ﴿ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ ﴾لَكَ مِنَ التَّكْذِيْبِ ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ﴾ فِي السِّرِّ لِعِلْمِهِمْ اَنَّكَ صَادِقٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالتَّخْفِيْفِ اَيْ لَا يَنْسِبُوْنَكَ اِلَى الْكِذْبِ ﴿ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ﴾وَضَعَهٗ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ﴿ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾اَيِ الْقُرْاٰنِ﴿ يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾﴾يُكَذِّبُوْنَ ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾فِيْهِ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ﴾بِاِهْلَاكِ قَوْمِهِمْ فَاصْبِرْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ النَّصْرُ بِاِهْلَاكِ قَوْمِكَ﴿وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾مَوَاعِيْدِهٖ ﴿ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٤﴾﴾مَا يَسْكُنُ بِهٖ قَلْبُكَ ﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ﴾عَظُمَ ﴿ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ ﴾عَنِ الْاِسْلَامِ لِحِرْصِكَ عَلَيْهِمْ ﴿فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا﴾ سَرَبًا ﴿فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا﴾مُصْعِدًا ﴿فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ﴾مِمَّا اقْتَرَحُوْا فَافْعَلِ الْمَعْنٰی اَنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾هِدَایَتَهُمْ ﴿لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی ﴾وَلٰکِنْ لَمْ یَشَأْ ذٰلِکَ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (۳۵)﴾بِذٰلِکَ ﴿اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ﴾دُعَآءَکَ اِلَی الْاِیْمَانِ ﴿الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ﴾سِمَاعَ تَفَهُّمٍ وَاعْتِبَارٍ ﴿وَالْمَوْتٰی﴾اَیِ الْکُفَّارُ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِیْ عَدَمِ السِّمَاعِ ﴿یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ (۳۶)﴾یُرَدُّوْنَ فَیُجَازِیْهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ ﴿وَقَالُوْا﴾اَیْ کُفَّارُ مَکَّةَ ﴿لَوْلَا﴾هَلَّا ﴿نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾کَالنَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْمَائِدَةِ ﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّنَزِّلَ﴾بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ ﴿اٰیَةً﴾مِمَّا اقْتَرَحُوْا ﴿وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۷)﴾اَنَّ نُزُوْلَهَا بَلَاءٌ عَلَیْهِمْ لِوُجُوْبِ هَلَاکِهِمْ اِنْ جَحَدُوْهَا ﴿وَمَا مِنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ﴾تَمْشِیْ ﴿فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ﴾فِی الْهَوَاءِ ﴿بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ﴾فِیْ تَدْبِیْرِ خَلْقِهَا وَرِزْقِهَا وَاَحْوَالِهَا ﴿مَا فَرَّطْنَا﴾تَرَکْنَا ﴿فِی الْکِتٰبِ﴾اَللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿مِنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿شَیْءٍ﴾فَلَمْ نَکْتُبْهُ ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ (۳۸)﴾فَیَقْضِیْ بَیْنَهُمْ ، وَیَقْتَصُّ لِلْجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ ، ثُمَّ یَقُوْلُ لَهُمْ کُوْنُوْا تُرَابًا ﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾اَلْقُرْاٰنِ ﴿صُمٌّ﴾عَنْ سِمَاعِهَا سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَّبُکْمٌ﴾عَنِ النُّطْقِ بِالْحَقِّ ﴿فِی الظُّلُمٰتِ﴾اَلْکُفْرِ ﴿مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ﴾اِضْلَالَهٗ ﴿یُضْلِلْهُ وَمَنْ یَّشَاْ﴾هِدَایَتَهٗ ﴿یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ﴾طَرِیْقٍ ﴿مُّسْتَقِیْمٍ (۳۹)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿قُلْ﴾یَامُحَمَّدُ لِاَهْلِ مَکَّةَ ﴿اَرَاَیْتَکُمْ﴾اَخْبِرُوْنِیْ ﴿اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ﴾فِی الدُّنْیَا ﴿اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَةُ﴾اَلْقِیَامَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَیْهِ بَغْتَةً ﴿اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ﴾لَا ﴿اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۴۰)﴾فِیْ اَنَّ الْاَصْنَامَ تَنْفَعُکُمْ فَادْعُوْهَا ﴿بَلْ اِیَّاهُ﴾لَا غَیْرَهٗ ﴿تَدْعُوْنَ﴾فِی الشَّدَائِدِ ﴿فَیَکْشِفُ﴾اللّٰهُ ﴿مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ﴾اَیْ یَکْشِفُهٗ عَنْکُمْ مِنَ الضُّرِّ وَنَحْوِهٖ ﴿اِنْ شَآءَ﴾کَشْفَهٗ ﴿وَتَنْسَوْنَ﴾تَتْرُکُوْنَ ﴿مَا تُشْرِکُوْنَ (۴۱)﴾مَعَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ فَلَا تَدْعُوْنَهٗ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے رب سے ملنے کا (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا) انکار کیا یہاں تک کہ ("حتی اذا" الخ یہ غایۃ خسران کے لئے نہیں بلکہ تکذیب کے لئے ہے) انکے پاس آجائے قیامت (الساعة بمعنی القیامة ہے) اچانک (بغتة بمعنی فجاۃ ہے......) بولے ہائے افسوس (حسرة کے معنی شدت الم ہے اور اس حسرت کو ندا کے صیغے کے

ساتھ تلفظ کرنا مجازاً ہے یعنی تیرے آنے کا یہی وقت ہے پس آجا) اس پر کہ اسکے ماننے میں ہم نے کوتاہی کی (فرطنا بمعنی قصرنا ہے) اور وہ اپنا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہیں (کہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کے وقت انکے اعمال بُری شکل وبدبودار حالت میں انکے پاس آئیں گے اوران پر سوار ہوجائیں گے) ارے کتنا بُرا (ساء بمعنی بئس ہے) اٹھائے ہوئے ہیں (اپنے برے اعمال کا بوجھ، یزرون بمعنی یحملون ہے) اور دنیا کی زندگی نہیں (یعنی اس میں مشغول ہوجانا نہیں) مگر کھیل کود......۲...... (البتہ طاعات اوراسکے معاون اسباب سب اخروی امور میں ہیں) اور بیشک پچھلا گھر (یعنی جنت، اورایک قرأت میں ولدار الاخرۃ ہے) بھلی انکے لیے جو (شرک سے) بچتے ہیں تو کیا تمہیں سمجھ نہیں (کہ ایمان لے آؤ، تعقلون میں دولغتیں ہیں اسے تاء اوریاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بیشک (قد تحقیق کیلئے ہے) ہمیں معلوم ہے کہ (انہ کی ضمیر، ضمیر شان ہے) کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ (آپ ﷺ کی تکذیب کے حوالے سے) کہہ رہے ہیں تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے (باطن میں، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ سچے ہیں اورایک قرأت میں یکذبونک تخفیف کے ساتھ ہے یعنی وہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کرتے) بلکہ ظالم (اسم ظاہر مقام مضمر پر لائے) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن) سے انکار کرتے ہیں (یعنی جھٹلاتے ہیں) اورتم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے (اس میں نبی پاک ﷺ کی تسلی خاطر ہے......۳......) تو انہوں نے صبر کیا جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی (اُس قوم کو ھلاک کردینے کے ذریعے، تو آپ ﷺ بھی صبر کیجئے کہ آپ ﷺ کے پاس بھی مدد آجائے، آپ کی نافرمان قوم کو ہلاک کر جائے) اوراللہ کے کلمات (یعنی وعدے) بدلنے والا کوئی نہیں اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آہی چکی ہیں (جس سے آپ ﷺ کا دل مبارک سکون پائے) اوراگر بھاری (کبر بمعنی عظم ہے) گزرا تم پر ان کا منہ پھیرنا (اسلام سے، کہ آپ ﷺ ان کے اسلام لانے کی شدید خواہش رکھتے ہیں) تم پر تو اگر تم سے ہوسکے تو کوئی سرنگ (نفقا بمعنی سربا ہے) تلاش کرلو زمین میں یا زینہ (سلم بمعنی سیڑھی ہے) آسمان میں پھر انکے لیے نشانی لے آؤ (جو وہ مطالبہ کریں، تو ایسا کرلوائے محبوب ﷺ! مطلب یہ کہ آپ ﷺ اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرمادے) اوراللہ چاہتا (انکی ھدایت) تو انہیں ھدایت پر اکٹھا کردیتا (لیکن اس نے ایسا نہ چاہا تو وہ بھی ایمان نہ لائے) تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن (ان کے ایمان نہ لانے کے معاملے میں) مانتے تو وہی ہیں (آپ ﷺ کی دعوتِ ایمان کو) جو سنتے ہیں (سن کر سمجھتے اوراعتبار کرتے ہیں) اور مردہ دل (یعنی کفار، انہیں عدم سماع کی وجہ سے مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) اللہ انہیں اٹھائے گا (آخرت میں) پھر اسکی طرف ہانکے جائیں گے (پھیرے جائیں گے اوروہ انہیں انکے اعمال کی جزادیگا) اور بولے (یعنی کفار مکہ) ہرگز نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اتری ان پر کوئی نشانی......۴...... انکے رب کی طرف سے (جیسے ناقۃ اللہ، عصا، مائدۃ) تم فرماؤ (ان سے) کہ اللہ قادر ہے کہ اتارے (ینزل تشدید وتخفیف دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے) کوئی نشانی (جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں) لیکن ان میں اکثر علم نہیں رکھتے (کہ نشانی کا اترنا انکے حق میں آزمائش

ہوگا، اگر وہ اس نازل کردہ نشانی کا انکار کرینگے تو ان کی ھلاکت واجب ہوجائے گی) اور نہیں کوئی (مِن زائدہ ہے) جانور (چلنے والے) زمین میں اور نہ کوئی پرندے کے اڑے (ہوا میں) اپنے پروں پر مگر تم جیسی امتیں (اپنی پیدائش، رزق اور احوال وغیرہ کی تدبیر میں......۵......) نہ نظر انداز کیا (فرطنا بمعنی ترکنا ہے) ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں (مِن زائدہ ہے) کچھ (کہ ہم نے اس میں لکھ نہ دیا ہو) پھر اپنے رب کے حضور اٹھائے جائیں گے (توانکے درمیان فیصلہ کیا جائے گا بغیر سینگ والے جانور کا بدلہ سینگ والے جانور سے لیا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہوجاؤ) اور جنہوں نے ہماری آیتیں (یعنی قرآن کی) جھٹلائیں بہرے ہیں (کہ قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) اور گونگے ہیں (حق کلام کرنے سے) اندھیروں میں ہیں (کفر کے) جسے اللہ چاہے (گمراہ کرنا) اسے گمراہ کرے اور جسے چاہے (ھدایت دینا) اسے اس راستے پر ڈال دے (صراط بمعنی طریق ہے) جو سیدھا (یعنی دین اسلام پر) ڈال دے تم فرماؤ (اے محمد ﷺ اہل مکہ سے) بھلا بتاؤ تو (ارائتکم بمعنی اخبرونی ہے) اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے (دنیا میں) یا قیامت قائم ہو (جو عذاب پر مشتمل ہے، اچانک) کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکاروگے (نہیں) اگر سچے ہو (اس بات میں کہ بت تمہیں نفع دیں گے تو پکاروانہیں) بلکہ اُسی کو......۶......(نہ کہ غیر کو) پکاروگے (شدائد میں) پس اٹھادے گا (اسے اللہ) جس پر اسے پکارتے ہو (یعنی تمہاری تکلیف وغیرہ دور کردے گا) اگر چاہے (اس تکلیف کو دور کرنا) اور چھوڑ دوگے (تنسون بمعنی تترکون ہے) جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو (اللہ کے ساتھ یعنی بتوں کو شریک کرنا تو تم بتوں کو مت پکارو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ حتی اذا جاء تھم الساعة بغتة قالوا یحسرتنا علی ما فرطنا فیھا وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم﴾.

قد : تحقیقیہ...... خسر : فعل...... الذین : موصول...... کذبوا بلقاء اللہ : فعل با فاعل وظرف لغو ......حتی : جار، اذا : ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم...... جاء تھم : فعل ومفعول...... الساعة : ذوالحال...... بغتة : حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قالوا : فعل واو ضمیر ذوالحال...... و : حالیہ...... ھم : مبتدا...... یحملون اوزارھم علی ظھورھم : جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر قول...... یا : حرف ندا...... حسرة : مصدر مضاف...... نا : ضمیر مضاف الیہ فاعل......علی ما فرطنا فیھا : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر منادی ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول سے ملکر فاعل خسر فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الا سآء ما یزرون وما الحیوة الدنیا الا لعب ولھو﴾.

الا : اداۃ تنبیہ...... سآء : فعل...... ما : موصولہ...... یزرون : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و : مستانفہ

ما: نافیہ......الحیوۃ الدنیا: مبتدا ......الا: اداۃ حصر......لعب: معطوف علیہ...... ولھو: معطوف ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون﴾۔

و: مستانفہ...... لام: ابتدائیہ...... الدار الاخرۃ: مبتدا......خیر: اسم تفضیل با فاعل......للذین یتقون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف" اتغفلون"...... لاتعقلون: فعل نفی با فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون﴾۔

قد: تحقیقیہ...... نعلم: فعل با فاعل......انہ: حرف مشبہ واسم ...... لام: تاکیدیہ ......لیحزنک: فعل ومفعول، الذی یقولون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون﴾۔

ف: تعلیلیہ...... انھم: حرف مشبہ واسم...... لایکذبونک: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ ......لکن: حرف مشبہ......الظلمین: اسم ......بایت اللہ یجحدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتھم نصرنا﴾۔

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ...... کذبت: فعل مجہول......رسل: موصوف...... من قبلک: ظرف مستقر صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، صبروا: فعل با فاعل......علی: جار، ما: مصدریہ، کذبوا: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اوذوا: فعل با نائب الفاعل، حتی: جار......اتھم نصرنا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا مبدل لکلمت اللہ ولقد جاءک من نبای المرسلین﴾۔

و: مستانفہ...... لا: نفی جنس مبدل اسم ......لکلمت اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ...... جاء: فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال...... من نبای المرسلین: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بایۃ﴾۔

و: مستانفہ...... ان: شرطیہ ...... کان: فعل ناقص با اسم...... کبر علیک اعراضھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... ف: جزائیہ...... ان: شرطیہ...... استطعت: فعل با فاعل...... ان: مصدریہ...... تبتغی: فعل با فاعل...... نفقا:

موصوف...... في الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... سلما: موصوف...... في السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فافعل" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجهلين﴾

و: عاطفہ...... لو: شرطیہ...... شاء الله: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ...... جمعهم على الهدى: فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ف: فصیحہ...... لاتكونن: فعل ناقص نہی بااسم...... من الجهلين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا عرفت هذا" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما يستجيب الذين يسمعون والموتى يبعثهم الله ثم اليه يرجعون﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، يستجيب: فعل، الذين يسمعون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، الموتى: مبتدا، يبعثهم الله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، اليه: ظرف لغو مقدم، يرجعون: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا لولا نزل عليه اية من ربه﴾

و: مستانفہ...... قالوا: قول...... لولا: حرف تحضیض...... انزل عليه: فعل مجہول وظرف لغو...... اية: موصوف...... من ربه: ظرف مستقر صفت، ملکر نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل ان الله قادر على ان ينزل اية ولكن اكثرهم لا يعلمون﴾

قل: قول...... ان الله: حرف مشبہ واسم...... قادر: اسم فاعل بافاعل...... على: جار...... ان ينزل اية: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... لكن: حرف مشبہ...... اكثرهم: اسم...... لايعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما من دابة في الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم﴾

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... من: زائد...... دابة: موصوف...... في الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... طائر: موصوف...... يطير بجناحيه: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... امم: موصوف...... امثالكم: صفت، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ما فرطنا في الكتب من شىء ثم الى ربهم يحشرون﴾

ما: نافیہ......فرطنا:فعل با فاعل...... فی الکتب :ظرف لغو......من : زائد...... شیء:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ......ثم :عاطفہ......الی ربھم : ظرف لغومقدم...... یحشرون:فعل با نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا صم و بکم فی الظلمت﴾.

و: مستانفہ...... الذین : موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... صم: معطوف علیہ...... وبکم: معطوف ملکر خبر اول...... فی الظلمت :ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿من یشاالله یضلله ومن یشا یجعله علی صراط مستقیم﴾.

من : شرطیہ مبتدا...... یشاء : جملہ فعلیہ شرط...... یضلله : جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و:عاطفہ......من:شرطیہ مبتدا......یشاء: جملہ فعلیہ شرط...... یجعله علی صراط مستقیم : جملہ فعلیہ جواب شرط محذوف،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارئیتکم ان اتکم عذاب الله او اتتکم الساعة﴾.

قل: قول......ارئیتکم بمعنی اخبرنی :فعل فاعل ومفعول...... ان:شرطیہ......اتکم عذاب الله : جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او اتتکم الساعة: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اغیر الله تدعون ان کنتم صدقین﴾.

ھمزہ : حرف استفہام...... غیر الله :مفعول بہ مقدم...... تدعون: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فادعوھا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیه ان شاء وتنسون ماتشرکون﴾.

بل : حرف عطف واضراب...... ایاہ: ضمیر منصوب منفصل مفعول مقدم...... تدعون: فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ ......ف: عاطفہ ......یکشف :فعل با فاعل......ماتدعون الیه : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ان: شرطیہ ...... شاء : جملہ فعلیہ جزا محذوف "فیکشف ماتدعون الیه" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ......و : عاطفہ......تنسون: فعل با فاعل...... ماتشرکون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ایاہ تدعون" پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......قد نعلم الله لیحزنک......☆ اخنس بن شریق اور ابو جہل کی باہم ملاقات ہوئی تو اخنس نے ابو جہل سے کہا اے ابوالحکم (ابو

جہل کو ابو الحکم کہتے تھے) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں ابو جہل نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ بے شک سچے ہیں کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہ آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قصی کی اولاد ہیں اور لوا۔ سقایت حجابت۔ ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قرشیوں کیلئے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضی سے روایت کی کہ ابو جہل نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کہا ہم آپ کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قیامت اچانک آئے گی :

۱۔۔۔۔۔۔سیدنا عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ''لوگ رستوں، بازاروں اور اپنی بیٹھکوں میں ہوں گے، حتی کہ دو شخصوں کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا، وہ آپس میں بھاؤ طے کر رہے ہوں گے، ان میں سے کسی ایک نے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے ابھی چھوڑا بھی نہ ہوگا کہ صور میں پھونک دیا جائے گا جس کے سبب لوگ ہلاک ہو جائیں گے، آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ﴿مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً تَاۡخُذُہُمۡ وَہُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ......الایة (یس:۴۹)﴾ ''راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انہیں آئے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں''۔

☆۔۔۔۔۔۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، اور کپڑے ناپ رہے ہوں گے اونٹنی کا دودھ دوھ رہے ہوں گے اور اپنی اپنی ضرورتوں میں لگے ہوں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی، تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں گے۔

☆۔۔۔۔۔۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک شخص کپڑے کی پیمائش کر رہا ہوگا، اور ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوھ رہا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی: ﴿فلا یستطیعون توصیة......الخ (یس:۵۰)﴾ ''تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں''۔ (البدور السافرة فی احوال الآخرة، باب: ماینظرون......الخ، ص ۷۵)

دنیا کی زندگی :

۲۔۔۔۔۔۔دنیا کی زندگی کو اللہ عزوجل نے کھیل کود سے تعبیر فرمایا، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اس کھیل کود والی زندگی سے مراد کن لوگوں کی زندگی ہے؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ اس سے مراد کافروں کی زندگی ہے کیونکہ مؤمن اپنی زندگی میں خیر ہی کی زیادتی کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں اعمال صالحہ اور طاعتوں کو بجالاتا ہے جو کہ آخرت میں حصول سعادت کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ کافر کی پوری دنیاوی زندگی اس کے لیے وبال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت سے مشرکین اور منافقین مراد لئے

ہیں۔دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت مومن وکافر دونوں کو عام ہے کیونکہ انسان لعب ولہو میں تلذذ حاصل کرتا ہے اور پھر اس کے بعد حسرت اور ندامت کرتا ہے کہ جس لہوولعب میں وہ پڑا تھا وہ تو جلد زائل ہونے والا تھا اور اس میں بقا نہ تھی۔دنیا کی زندگی کو لہو ولعب اس لیے کہا گیا کہ وہ جلد زائل ہو جاتی ہے جیسا کہ کھیل کود جلد ختم ہو جاتا ہے (الخازن، ج۲،ص۱۰۸ ملخصاً)

احادیث طیبہ میں دنیا کی مذمت اور اسکے دھوکے کا بیان ملتا ہے چنانچہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرماتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن نازنین پر نشانات پڑ گئے تھے۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی کپڑا وغیرہ بچھا دیں تو نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے دنیا سے کیا مطلب! میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سوار کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کو بیٹھے اور پھر اس سائے کو ترک کر کے سفر اختیار کر لے"۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب مثل الدنیا، رقم:۴۱۰۹، ص ۶۸۴)

☆......حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت میں جارہا تھا کہ اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے جہاں بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا تو یہ انکے نزدیک بے وقعت ہوگا؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی کہ اسکے بے وقعت ہونے کی وجہ سے ہی اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس قدر یہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک بے وقعت ہے اللہ عزوجل کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے"۔

(الجامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی اھوان الدنیا، رقم:۲۳۲۸، ص ۶۷۵)

یہاں یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ مطلقاً دنیا میں اشتغال مذموم نہیں ہے بلکہ اپنی ضرورت کے تحت مال کمانا تاکہ اہل وعیال کی کفالت مناسب طریقے سے ہو سکے ضروری ہے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرمارہے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے، حتی کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال عطا فرمایا۔میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دیجئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو، جب تمہارے پاس مال آئے اور تم اس پر نہ تو حریص ہو اور نہ ہی اس کا سوال کر رہے ہو تو اس مال کو لے لو اور جو مال اس طرح نہ ہو اس کے درپے نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب اباحۃ الاخذلمن اعطی، رقم۲۲۹۴/۱۰۴۵، ص ۴۷۲)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی آیات :

۳۳......حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کفار مشرکین اور دیگر دشمنان اسلام تک اسلام کی دعوت پہنچانے اور انکے دعوت تبلیغ کو رد کر دینے کی وجہ سے طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ذیل میں ہم نے ان آیات مبارکہ کو جمع کیا ہے جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کی گئی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی

نافرمانی کررہے ہیں۔

(۱)......﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (فاطر:۸)﴾ ان پرحسرتوں کی وجہ سے آپ کی جان نہ چلی جائے بے شک اللہ ان کی بناوٹوں کو جانتا ہے۔

(۲)......﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (الکھف:۶)﴾ اگر وہ اس قرآن پرایمان نہیں لائے تو کہیں آپ فرطِ غم سے انکے پیچھے جان نہ دے دیں۔

(۳)......﴿وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا (المزمل:۱۰،۱۱)﴾. کافروں کی باتوں پرصبر کیجئے اورانکوخوش اسلوبی سے چھوڑ دیجئے اوران جھٹلانے والے مالداروں کو مجھ پرچھوڑ دیجئے اورانکوتھوڑی سی مہلت دیجئے۔

(۴)......﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:۳۵)﴾ اورآپ صبر کیجئے جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا۔

(۵)......﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (الانشراح:۵،۶)﴾ کیونکہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۶)......﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصفت:۱۷۱،۱۷۲،۱۷۳)﴾ ہم نے ان مقرب بندوں سے جورسول ہیں یہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ یقیناً وہی مدد کئے ہوئے ہیں اور یقیناً ہمارالشکر ہی غلبہ پانے والا ہے۔

کیانبی پاک ﷺ کے معجزات اختیاری ھیں؟

☆......نبی پاک ﷺ کو اس بات کا شدید غم تھا کہ اتنی واضح آیات اورروشن نشانیوں کے باوجود یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے ؟اس آیت میں سیدعالم ﷺ سے فرمادیا گیا کہ اگرآپ ﷺ پر انکی بے اعتنائی دشوار ہے تو اگرآپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرسکتے ہیں تو کیجئے تا کہ انکے پاس ان کا مطلوبہ معجزہ لے آئیں آپ اس پر ازخود قدرت نہیں رکھتے لہذا اسی طرح صبر کرتے رہیے۔اللہ ﷻ نبی کوقدرت عطافرماتا ہےاوراسی قدرت کے نتیجے میں نبی کی ذات سے معجزہ کاصدور ہوتا ہے۔لہذا اس سلسلے میں نہ مطلقا یہ کہنا درست ہے کہ کوئی معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں اورنہ یہ کہنا بجا ہے کہ تمام معجزات نبی کے اختیار میں ہیں۔قرآن نبی پاک ﷺ کا معجزہ ہے مگراسکےنزول کااختیار آپ ﷺ کے پاس نہیں، بلکہ جب جب اللہ ﷻ نے چاہا آیتیں نازل ہوتی گئیں۔لیکن بعض معجزات آپ ﷺ کے اختیار میں ہیں۔تبیان القرآن، جلد۳، صفحہ۴۴۸ پر ہے کہ حافظ ابن حجرعسقلانی نے امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ بعض خصائص کی وجہ

سے نبی عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور ان خصائص میں سے یہ ہے جس طرح عام انسانو کے اختیار میں افعال عادیہ ہوتے ہیں، اسی طرح نبی کے اختیار میں افعال غیر عادیہ ہوتے ہیں۔شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ میں ہے کہ معجزہ سے مراد وہ خرق عادت کام ہے جو کسی نبی کی صدق نبوت پر صفۃ لازمہ کے طور پر پایا جائے یعنی ہر وہ خرق عادت کام جو رسالت کے دعوے کے ساتھ مقرون ہو اور نبی کے صدق نبوت پر دلالت کرتا ہوا سے معجزہ کہتے ہیں اور خرق عادت کام کو معجزہ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ عام انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں (شرح زرقانی علی المواھب کتاب فی المعجزات و الخصائص ،المقصد الرابع فی معجزاته، ج٦،ص٤٠٦)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اہل مکہ نے نبی پاک ﷺ سے معجزہ طلب فرمایا تو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب،باب سوال المشرکین ان یریھم ،رقم٣٦٣٧،ص ٦١٠)

علامہ سید محمود آلوسی نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ ﴿ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾ کے تحت فرمایا کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک ﷺ نے غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل کی جناب میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں تجھ سے اس وعدے کا سوال کرتا ہوں جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے آ کر سید عالم نور مجسم ﷺ سے عرض کی کہ اپنی مٹھی میں مٹی لیکر کافروں کی طرف پھینکیں۔چنانچہ آپ ﷺ نے شاھت الوجوہ کہتے ہوئے ایسا ہی کیا اور وہ مٹی ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچی اور وہ آنکھیں ملنے لگے۔ (روح المعانی، الجزالتاسع، ص٢٤٤ ملخصاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ تو ابوخیثمہ ہو جا تو وہ ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہو گیا۔ابوزکریا یحیی بن شرف النووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہاں لفظ کن تحقیق اور وجود کے لئے آیا ہے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو حقیقت میں ابوخیثمہ ہو جا اور یہ بات قاضی عیاض نے درست فرمائی، تقدیر کلام یہ ہے کہ اللھم اجعله ابا خیثمة

(شرح مسلم علی النووی ،کتاب التوبة،باب حدیث توبة کعب ابن مالك،رقم٥٣/٢٧٦٩،ص ١٦١٩)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اپنی مرضی سے جب چاہیں معجزہ دکھا سکتا ہے اور اللہ عزوجل نے معجزات کے حوالے سے نبی کو قدرت و اختیار دے دیا ہے۔

جانوروں اور پرندوں کا ذکر کرنے کی توجیہ :

۵......اس مماثلت کو بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جس طرح تم انسان اللہ عزوجل کی معرفت، اسکی توحید، تسبیح اور عبادت کرتے ہو اسی طرح یہ جانور اور پرندے بھی اللہ عزوجل کی معرفت، اسکی توحید، تسبیح اور عبادت کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ جس طرح تم اللہ عزوجل کی مخلوق ہو اس طرح یہ بھی اللہ عزوجل کی مخلوق ہیں، بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی ایک دوسرے کے کلام کو سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں جس طرح انسان ایک دوسرے کے کلام کو سمجھتے اور ایک

دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ طلب رزق کرنے ،خود کو ہلاکتوں سے بچانے اور مذکر و مؤنث کی پہچان رکھنے میں یہ تمہاری مثل ہیں۔ (الخازن، ج۲، ص۱۱۱)

﴿ایاہ﴾ میں ہ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

ج.....لفظ ایـــاہ میں ہ ضمیر کا مرجع اسمِ جلالت ہے،حصر کے لئے مفعول بہ کو مقدم کیا،مطلب یہ ہے کہ تم مصائب میں تو صرف اللہ عزوجل ہی کو پکارتے ہو،اور کسی کو یاد نہیں کرتے اور وہی تمہاری مصیبتوں کو دور فرماتا ہے جسکے لئے تم اس کی بارگاہ اقدس میں التجائیں کرتے ہو۔یہ معاملہ دنیا میں ہوگا جب اللہ عزوجل چاہے گا آخرت میں نہیں ہوگا اور اس مصیبت کے وقت میں تم انہیں بھول جاتے ہو جن کو تم اللہ عزوجل کا شریک ٹھراتے ہو کیونکہ مصیبت کے وقت میں تمہارے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوتی ہے کہ اس مصیبت کو دور کرنے والا صرف اللہ عزوجل ہے کوئی اور اس تکلیف کو دور نہیں کرسکتا۔ (المظھری، ج۲، ص۴۵۱)

☆......"البعث" اس لفظ سے مفسر نے "لقاء اللہ" کی تفسیر کی ہے۔

غایۃ للتکذیب : یہ قید لگا کر مفسر نے خسران کی غایت نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، **لشدائد** بشدائد جیسے مرض، تنگدستی وغیرہ۔

فادعوھا: اس عبارت کو ذکر کر کے مفسر نے جواب شرط محذوف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فاحضری: یہاں صیغۂ خطاب سے مقصود حسرت کو حاضر کرنا نہیں بلکہ ان پر جو شدید ندامت اور حسرت طاری ہے اس کا اعتراف کرنا ہے۔

بـان تـأتیھم: یہ عبارت نکال کر شارح نے اس روایت کے مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے" جب مومن قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی حسین صورت اور بہترین خوشبو کے ساتھ اس کا استقبال کرے گا پھر وہ اس مومن سے پوچھے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ مومن جواباً کہے گا :نہیں!وہ کہے گا: میں تمہارا نیک عمل ہوں اب تم مجھ پر سوار ہو جاؤ دنیا میں طویل مدت تک میں تم پر سوار تھا اللہ عزوجل کے فرمان ﴿یـــوم یحشر المتقین الی الرحمن وفدا﴾ کا یہی معنی ہے۔اور رہا کافر تو اس کا استقبال اس کا عمل انتہائی قبیح صورت اور شدید ناگوار بو کے ساتھ کرے گا پھر وہ اس کافر سے پوچھے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ کافر کہے گا:نہیں!تو وہ کہے گا: میں تیرا برا عمل ہوں تو دنیا میں طویل مدت تک مجھ پر سوار رہا اب میں تجھ پر سوار ہوں گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان﴿وھو یحملون اوزارھم علی ظھورھم﴾ کا یہی معنی ہے۔

ای الاشتغال بھذ: یہ کلمات نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "الحیوۃ الدنیا" سے قبل مضاف 'اشتغال' محذوف ہے، معنی آیت ہوگا دنیاوی زندگی میں مشغول ہونا اور اللہ عزوجل کی فرمانبرداری نہ کرنا لھو ولعب ہے۔**اما الطاعات** ......الخ: آیتِ مذکور میں موجود حصر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دنیاوی زندگی کے ایسے کئی اعمال ہیں جو لھو ولعب نہیں جیسا کہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کے کام کرنا تو مفسر نے اس اشکال کا جواب دیا کہ نیکیاں دنیاوی اشغال واعمال میں سے نہیں ہیں لہذا یہاں حصرِ حقیقی تام ہے۔

وفی قـراۃ بالتخفیف: اس قرأت میں یکذبونک کو یائے مضمومہ کاف ساکنہ اور ذال مخففہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بھی قرأت

سبعیہ میں سے ہے۔ فی السّر: یہ کلمات نکال کر مفسر نے تکذیب وعدمِ تکذیب کے حوالے سے کفار کے اقوال متضاد ہونے والا احتمال دور کیا ہے یعنی ظاہر میں کفار آپ کی تکذیب کرتے اور باطن میں آپ کو سچا جانتے ہیں۔ ای لا ینسبونک الی الکذب: مفسر کی بیان کردہ تفسیر دونوں قراٰتوں کے مناسب ہے معنی آیت یہ بنے گا ''وہ باطن میں آپ کے جھوٹا نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں''۔

بذلک: اس کا مشارالیہ یہ ہے ''بانہ لو اراد اللہ تعالیٰ ایمانھم لآمنوا'' یعنی اس بات سے ناواقف نہ رہنا کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے ایمان کا ارادہ کرتا تو وہ ایمان لے آتے (الجمل، ج۲، ص۳۳۷ وغیرہ)۔

القیامۃ: مفسر نے الساعۃ کی تفسیر القیامۃ سے کی ہے کلام مفسر میں مضاف محذوف ہے یعنی مقدمات القیامۃ اس سے مراد موت ہے۔ چونکہ موت مبادیاتِ ساعت (قیامت) میں سے ہے اس لیے یہاں اس کا نام ساعۃ رکھ دیا گیا ہے۔ ھی شدۃ التألم: حسرت کا مکمل معنی یہ ہے ماضی میں ہونے والے نقصان پر شدید رنج وغم کرنا۔

ونداء ھا مجاز: یہاں مجازاً حسرت کو عاقل کے قائم مقام کر کے اسے ندا کی گئی ہے کہ حقیقتاً نداء عاقل ہی کو کی جاتی ہے یہاں مقصود لوگوں کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ کفار پر قیامت کی ایسی گھبراہٹ طاری ہوگی کہ وہ عاقل وغیر عاقل میں تمیز نہیں کر سکے گا۔

فیہ تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: تسلی یوں ہے کہ آزمائش جب عام ہوتی ہے تو کچھ نہ کچھ آسان ہو جاتی ہے۔ مواعیدہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مدد فرمانے کے وعدوں سے متعلق بعض آیات یہ ہیں ﴿ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون﴾، ﴿کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی﴾۔

دعاء ک الی الایمان: یہ عبارت نکال مفسر نے ''یستجیب'' کا مفعول بہ ذکر کیا۔ فی الآخرۃ: یہ قید لگا کر مفسر نے اپنے پسندیدہ قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں آیت میں حشر کا بیان ہے بعض علماء نے ''یبعثھم اللہ'' کا معنی نعمت ایمان دیکر لوگوں کے مردہ دلوں کو زندہ کرنا بھی کیا ہے۔

تمشی: یہاں مفسر نے ''فی الارض'' کا متعلق خاص مانا ہے کیونکہ اس کے مدمقابل 'یطیر'' ''تمشی'' فعل کے مقدر ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جمیع مخلوق یا تو چلنے والی ہے یا اڑنے والی ہے ان دونوں صفات سے خارج نہیں انہوں نے سمندری جانوروں کو پرندوں کے ساتھ ملحق کیا ہے کیونکہ جس طرح پرندے ہوا میں غوطہ لگاتے ہیں یونہی سمندری جانور سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ احوالھا: احوال سے مراد مخلوق کو حیات دینا، موت دینا، عزت دینا اور ذلت دینا وغیرہ ہے۔

اللوح المحفوظ: اسے لوحِ محفوظ اس لیے کہتے ہیں کہ اس تک شیطان کی دسترس نہیں ہے یونہی یہ تغیر وتبدل سے بھی محفوظ ہے۔ لوحِ محفوظ کی تعریف سورۃ البروج کے تحت حضرت ابن عباس کے حوالے سے خود مفسر نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے ''ھو من درّۃ بیضاء فی الھواء فوق السماء السابعۃ'' مفسر نے یہاں الکتاب کی تفسیر ''اللوح المحفوظ'' سے کی ہے ایک قول کے

مطابق اس سے مراد قرآنِ پاک ہے کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہو تو آیت اپنے عموم پر ہوگی اور اگر کتاب سے مراد قرآنِ پاک ہو تو معنی ہوگا ہم نے اس کتاب میں ہر اس چیز کو بیان کر دیا جس کی طرف مخلوق کو اپنے کاموں میں احتیاج ہوتی ہے۔

فیقضی بینھم: مفسر نے یہ عبارت نکال کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جمیع مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل۔

اخبرونی: مفسر نے اس آیت میں اور اسی طرح کی دیگر آیات میں "ارء یتکم" کی تفسیر "اخبرونی" سے کی ہے کہ رؤیت میں اصل علم حاصل ہونا یا آنکھ سے دیکھنا ہے پس یہاں رؤیت کا اطلاق بمعنی "علم یا ابصار" کر کے اس کا لازم یعنی اخبار مراد لیا گیا ہے کیونکہ انسان خبر اسی بات کی دیتا ہے جس کا وہ علم رکھتا ہے یا جسے اس نے آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۱۷۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿قَبْلِكَ﴾ رُسُلًا فَكَذَّبُوْهُمْ ﴿فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ﴾ شِدَّةِ الْفَقْرِ ﴿وَالضَّرَّآءِ﴾ اَلْمَرَضِ ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (۴۲)﴾ يَتَذَلَّلُوْنَ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿فَلَوْلَآ﴾ فَهَلَّا ﴿اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿تَضَرَّعُوْا﴾ اَیْ لَمْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ مَعَ قِيَامِ الْمُقْتَضٰى لَهٗ ﴿وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ فَلَمْ تَلِنْ لِلْاِيْمَانِ ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۴۳)﴾ مِنَ الْمَعَاصِيْ فَاَصَرُّوْا عَلَيْهَا ﴿فَلَمَّا نَسُوْا﴾ تَرَكُوْا ﴿مَا ذُكِّرُوْا﴾ وُعِظُوْا وَخُوِّفُوْا ﴿بِهٖ﴾ مِنَ الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ فَلَمْ يَتَّعِظُوْا ﴿فَتَحْنَا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾ مِنَ النِّعَمِ اِسْتِدْرَاجًا لَهُمْ ﴿حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا﴾ فَرَحَ بَطَرٍ ﴿اَخَذْنٰهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿بَغْتَةً﴾ فَجْاَةً ﴿فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (۴۴)﴾ اٰيِسُوْنَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ اَیْ اٰخِرُهُمْ بِاَنْ اُسْتُؤْصِلُوْا ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۴۵)﴾ عَلٰى نَصْرِ الرُّسُلِ وَاِهْلَاكِ الْكَافِرِيْنَ ﴿قُلْ﴾ لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴿اَرَءَيْتُمْ﴾ اَخْبِرُوْنِيْ ﴿اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ﴾ اَصَمَّكُمْ ﴿وَاَبْصَارَكُمْ﴾ اَعْمَاكُمْ ﴿وَخَتَمَ﴾ طَبَعَ ﴿عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ فَلَا تَعْرِفُوْنَ شَيْئًا ﴿مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ﴾ بِمَا اَخَذَهٗ مِنْكُمْ بِزَعْمِكُمْ ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ﴾ نُبَيِّنُ ﴿الْاٰيٰتِ﴾ اَلدَّلَالَاتِ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِنَا ﴿ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ (۴۶)﴾ يُعْرِضُوْنَ عَنْهَا فَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً﴾ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا ﴿هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ (۴۷)﴾ اَلْكَافِرُوْنَ اَیْ مَا يُهْلَكُ اِلَّا هُمْ ﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ﴾ مَنْ اٰمَنَ بِالْجَنَّةِ ﴿وَمُنْذِرِيْنَ﴾ مَنْ كَفَرَ بِالنَّارِ ﴿فَمَنْ اٰمَنَ﴾ بِهِمْ ﴿وَاَصْلَحَ﴾ عَمَلَهٗ ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۴۸)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

یَفْسُقُوْنَ (۴۹) ﴿یخرجون عن الطاعۃ﴾ قُلْ ﴿لھم﴾ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ ﴿التی منھا یرزق﴾
وَلَآ ﴿انی﴾ اَعْلَمُ الْغَیْبَ ﴿ما غاب عنی ولم یوح الی﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ﴿من الملائکۃ﴾
اِنْ ﴿ما﴾ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی ﴿الکافر﴾ وَالْبَصِیْرُ ﴿المؤمن﴾ لا اَفَلَا
تَتَفَکَّرُوْنَ (۵۰) ﴿فی ذلک فتؤمنون﴾.

﴿ترکیب﴾

اور بے شک ہم نے امتوں کی طرف بھیجے (مِن زائدہ ہے) تم سے پہلے (رسل، تو لوگوں نے انہیں جھٹلایا) تو انہیں پکڑا سختی (یعنی شدت فقر) اور تکلیف (یعنی مرض......۱......) سے کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں (یعنی عاجزی کریں اور ایمان لائیں) تو کیوں نہ ہوا (لولا بمعنی ھلا ہے) جب ان پر ہمارا عذاب آیا (باسنا بمعنی عذابنا ہے) تو گڑگڑائے ہوتے (یعنی مقتضی موجود ہونے کے باوجود بھی وہ نہ گڑگڑائے) لیکن ان کے دل سخت ہوگئے (پس انکے دل ایمان کیلئے نرم نہ ہوئے) اور شیطان نے انکے کام انکی نگاہ میں بھلے کر دکھائے......۲......(گناہ کے کام، جن پر وہ اصرار کرتے رہے) پھر جب انہوں نے چھوڑ دیا اسے (نسوا بمعنی ترکوا ہے) جو نصیحت کی گئی (یعنی جو وعظ کیا گیا، خوف دلایا گیا) ان کو (سختی اور تکلیف میں لیکن انہوں نے نصیحت نہ مانی) ہم نے کھول دیئے (فتحنا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) ان پر ہر چیز کے دروازے......۳......(یعنی نعمتوں کے دروازے، اور یہ ان کے لیے بطور استدراج تھا) یہاں تک کہ وہ خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا (یعنی اترانے لگے) تو ہم نے انہیں پکڑ لیا (عذاب کے ذریعے) اچانک (بغتۃ بمعنی فجاۃ ہے) اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے (یعنی ہر بھلائی سے ناامید ہوگئے) تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی (یعنی ان میں سے آخری کو بھی ہلاک کر دیا گیا یا یں طور پر کہ انہیں جڑ سے اکھیڑ دیا گیا) اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے (رسولوں کی مدد کرنے اور کافروں کو ھلاک کرنے پر) تو فرماؤ (اہل مکہ سے) بھلا بتاؤ (ارء یتم بمعنی اخبرتم ہے) اگر تمہارے کان اللہ لے لے (یعنی تمہیں بہرا کر دے) اور تمہاری آنکھیں لے لے (یعنی تمہیں اندھا کر دے) اور مہر کر دے (ختم بمعنی طبع ہے) تمہارے دلوں پر (کہ تم کسی چیز کو نہ پہچانو) تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے (جو اس نے تم سے لے لیں تمہارے گمان کے مطابق) دیکھو ہم کس کس رنگ سے بیان کرتے ہیں (نصرف بمعنی نبین ہے......۴......) آیتیں (جو ہماری وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں (یعنی اعراض کرتے ہیں ان سے، اور ایمان نہیں لاتے) تم فرماؤ (ان سے) بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا کھلم کھلا (رات یا دن میں) تو کون تباہ ہوگا سوا ظالموں کے (یعنی کافروں کے سوا کوئی اور ھلاک نہ ہوگا) اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری دیتے (جنت کی، اسے جو ایمان لائے) اور ڈر سناتے (نار جہنم کا، اسے جو کفر کرے) تو جو ایمان لائے (ان پر) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) انکو نہ کچھ اندیشہ نہ کچھ غم (آخرت میں) اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انہیں

عذاب پہنچے گا بدلہ ان کے فسق کا (یعنی ان کے طاعت سے نکل جانے کا) تم فرمادو (ان سے) میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (جس سے رزق دیا جاتا ہے) اور نہ (میں) یہ کہوں کہ میں غیب جان لیتا ہوں (جو مجھ سے پوشیدہ ہے اور میری طرف وحی نہ کیا گیا) اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں ایک فرشتہ ہوں (فرشتوں میں سے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے ......۵...... تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے (یعنی کافر) اور انکھیارے (یعنی مومن، نہیں!) تو کیا تم غور نہیں کرتے (اس معاملے میں کہ نتیجۃً تم ایمان لے آؤ)

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا الی امم من قبلک﴾.

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ ......قد: تحقیقیہ ...... ارسلنا: فعل با فاعل ...... الی: جار...... امم: موصوف...... من قبلک: ظرف مستقر ہو کر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ

﴿فاخذنهم بالباساء والضراء لعلهم يتضرعون﴾.

ف: عاطفہ...... اخذنهم: فعل با فاعل...... هم: ضمیر ذوالحال ...... لعلهم يتضرعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول،......

ب: جار...... الباساء: معطوف علیہ......والضراء: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا اذجاء هم باسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون﴾

ف: مستانفہ، لولا: حرف توبیخ وتندیم، اذ: مضاف، جاء هم باسنا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، تضرعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لكن: مخففہ مہملہ، قست قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، زين لهم الشيطن: فعل وظرف لغو وفاعل، ماكانوا يعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر حال، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شيء حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذنهم بغتة﴾.

ف: مستانفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، نسوا: فعل با فاعل، ما ذكروا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فتحنا: فعل با فاعل، عليهم: ظرف لغو، ابواب كل شيء: مفعول، حتى: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فرحوا: فعل با فاعل، بما اوتوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اخذنهم: فعل با فاعل ومفعول، بغتة: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی...... فتحنا: اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فاذا هم مبلسون﴾.

ف: مستانفہ ...... اذا: فجائیہ...... هم: مبتدا...... مبلسون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين﴾.

ف: عاطفہ...... قطع : فعل مجہول...... دابر : مضاف...... القوم : موصوف...... الذين ظلموا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: مستانفہ...... الحمد: مبتدا...... لام: جار...... الله: موصوف ، رب العلمين: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ارء يتم ان اخذ الله سمعكم وابصاركم وختم على قلوبكم من اله غير الله ياتيكم به﴾

قل: قول...... ارء يتم بمعنى اخبرني: فعل با فاعل ...... ان :شرطیہ...... اخذ الله: فعل وفاعل...... سمعكم ابصاركم: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... وختم على قلوبكم: جملہ فعلیہ معطوف ملکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول اول......من: استفہامیہ مبتدا...... اله: موصوف...... غير الله : صفت اول...... ياتيكم به: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿انظر كيف نصرف الايت ثم هم يصدفون﴾.

انظر: فعل امر با فاعل...... كيف: اسم استفہام حال مقدم...... نصرف: فعل ونحن ضمیر مستتر ذوالحال، ملکر فاعل ......الايت : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ثم: عاطفہ...... هم: مبتدا...... يصدفون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارء يتكم ان اتكم عذاب الله بغتة او جهرة﴾.

قل: قول...... ارء يتكم بمعنى اخبرني: فعل با فاعل ومفعول...... ان: شرطیہ......اتاكم: فعل ومفعول...... عذاب الله : ذوالحال...... بغتة: معطوف علیہ...... او جهرة : معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿هل يهلک الا القوم الظلمون﴾.

هل: حرف استفہام للنفی، يهلک: فعل مجہول، الا: اداۃ حصر، القوم الظلمون: مرکب توصیفی نائب الفاعل، ملکر جملہ۔

﴿وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين فمن امن واصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... نرسل: فعل با فاعل...... المرسلين: ذوالحال...... الا: اداۃ حصر...... مبشرين: معطوف علیہ...... ومنذرين: معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: مستانفہ...... من: موصول......امن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......واصلح: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... لا: نافیہ...... خوف: مبتدا......عليهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......هم يحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون﴾۔

و: مستانفہ...... الذین : موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... یمسھم العذاب: فعل ومفعول وفاعل...... بما کانوا یفسقون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی﴾۔

قل: قول...... لااقول لکم: جملہ فعلیہ قول...... عندی خزائن اللہ : جملہ اسمیہ معطوف علیہ...... ولا اعلم الغیب: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لااقول لکم : جملہ فعلیہ قول...... انی ملک: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ معطوف،ملکر مقولہ اول...... ان: نافیہ...... اتبع: فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... مایوحی الی : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی،اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون﴾۔

قل: قول...... ھل: حرف استفہام للنفی...... یستوی: فعل...... الاعمی والبصیر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ھمزہ: حرف استفہام ...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "لایستمعون ھذا الکلام الذی یتلی علیکم لاتتفکرون: جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿بالباساء والضراء﴾ کا معنی :

۱...... علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ باساء کے معنی قحط اور بھوک کے ہیں جبکہ ضراء کا معنی مرض،جانی ومالی نقصان کے ہیں یہ آزمائش اس لئے آتی ہے کہ انسان اپنے رب سے خوف کرے،گناہوں سے توبہ کرے کیونکہ انسانی نفس شدائد کے وقت میں خوف محسوس کرتا ہے۔ (المدارک،ج۱،ص۵۰۳)

شیطان کا اعمال کو مزین کرنا:

۲...... شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کو سیدھی راہ سے بہکانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور انسان کے سامنے بُرے اعمال کو بھی اچھا کر کے پیش کرتا ہے سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے کہ قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا سُوْءً ا یعنی شیطان انسان کے اندر خون کی طرح چلتا ہے اور میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں برائی ڈال دے۔

(صحیح البخاری،کتاب بدء الخلق،باب صفۃ ابلیس وجنودہ،برقم ۳۲۸۱ :ص ٥٤٦)

﴿ابواب کل شیء﴾ کا معنیٰ:

۳......عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابواب کل شیء کے معنی دُنیاوی آسائش وآرام اور مال ودولت کی فراوانی ہے۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "اِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ﴾". حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جب تم کسی کو دیکھو کہ اللہ عزوجل اسے باوجود اسکی معصیت کے حسب خواہش عطا فرماتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ ڈھیل ہے پھر آپ نے متذکرہ بالا آیت مبارکہ تلاوت فرمائی"۔ (مسند احمد، حدیث عقبہ بن عامر، ج۴، ۱۴۵)

☆......عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ اَن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان اللہ تبارک وتعالی اذا اراد بقوم بقاء او نماء رزقهم القصد والعفاف، واذا اراد بقوم اقتطاعاً فتح لهم او فتح عليهم باب خيانة ﴿حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون ، فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين﴾". حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: "جب اللہ عزوجل کسی قوم کی ترقی اور بقا کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے میانہ روی اور پاک دامنی کی نعمت سے سرفراز فرما دیتا ہے اور جب کسی کی جڑ کاٹنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر رزق فراخ فرمائے اور خیانت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۲۲)

﴿انظر کیف نصرف الایت﴾ کا معنیٰ:

۴......ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم آیتوں کو بار بار بیان کرتے ہیں کبھی عقلی مقدمات کی صورت میں، کبھی ترغیب وترہیب کے ضمن میں، کبھی تنبیہ اور کبھی نصیحت کے لیے متقدمین کے احوال کی صورت میں۔ (البیضاوی، ج۱، ص۴۹۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف وحی الٰہی کے پیروکار ہیں:

۵......حکیم الامت مفتی احمد یار خان اپنی کتاب جاء الحق میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت کی چار توجیہات مفسرین نے کی ہیں۔ اوّلا یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے، دوم یہ کہ کل علم کی نفی ہے، تیسرے یہ کہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرمادیا گیا ہے، چہارم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں "میں دعوی نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں" یعنی دعوی علم غیب کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔ تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے ماتحت ہے اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ لا اعلم کا عطف لا اقول پر ہو یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس میں دلالت اس پر ہوگی کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت ہے: "میں غیب نہیں جانتا جب تک اس کی مجھ پر وحی نہ کی جاوے یا کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو یا اس سے مراد کل علم کی نفی ہے"۔ تفسیر کبیر

میں اسی آیت کے ماتحت ہے: "یہ فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا حضور علیہ السلام کے اس اقرار پر دلالت کرتا ہے کہ آپ سارے معلومات نہیں جانتے یا یہ کلام بطور تواضع و انکسار فرمایا گیا۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ہے: حضور علیہ السلام نے ان چیزوں کی اپنی ذات کریمہ سے نفی فرمائی رب کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی بندگی کا اقرار فرماتے ہوئے یعنی میں اس میں سے کچھ نہیں کہتا اور کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا۔ تفسیر عرائس میں ہے: حضور علیہ السلام نے انکسار فرمایا کہ اپنی ذات کو انسانیت کی جگہ میں رکھا ورنہ آپ از عرش تا فرش ساری مخلوق میں اشرف ہیں اور ملائکہ اور روحانیین سے زیادہ ستھرے ہیں۔ حق تعالیٰ کی شان جباری کے سامنے عاجزی کے طور پر اس کی سطوت کے سامنے پستی کے اظہار کے طریقہ پر یہ فرمایا یہ دعویٰ علم غیب کی نفی ہے کہ میں علم غیب کا دعویٰ نہیں کرتا۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے: یعنی میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ تفسیر کبیر میں ہے: میں اللہ عزوجل کے علم سے متصف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دونوں باتوں کے مجموعہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ روح البیان میں ہے: اس کا عطف عندی خزائن اللہ پر ہے اور لا م زائدہ ہے یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا کے افعال میں غیب جانتا ہوں اس بناء پر کہ خزائن اللہ میرے پاس تو ہیں مگر میں یہ کہتا نہیں، تو جو شخص یہ کہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے تھے اس نے غلطی کی اس آیت میں جس میں یہ مصیب تھا۔ تفسیر مدارک میں ہے: و لا اعلم الغیب کا اعراب زبر ہے عندی خزائن اللہ کے محل پر عطف کی وجہ سے کیونکہ یہ بھی کہی ہوئی بات میں سے ہے گویا آپ علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ۔ (جاء الحق: ص ۹۸ تا ۹۶)

☆......☆فکذبوھم: یہاں مفسر نے عبارت محذوفہ اس لیے نکالی ہے تا کہ "فاخذناھم" کا اس پر ترتب درست ہو سکے۔

ان لم یعلموا ذلک: ذلک کا مشارالیہ "التضرع" ہے یہ عبارت نکال کے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ آیت میں مذکور "لولا" تحضیض کے لیے ہے اور تحضیض نفی کے لیے ہے۔ مع قیام المقتضی لہ: مقتضی سے یہاں مراد شدید فقر اور مرض ہے۔

فلم تلن للایمان: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ دل کی سختی سے کفر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ تضرع سے ایمان پیدا ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۷۹ وغیرہ)

فلم یتعظوا: مفسر نے آیت میں مذکور فعل "نسوا" کی تفسیر تر کوا سے کی ہے فعل اپنے جملہ متعلقات سے ملکر بمعنی فلم یتعظوا ہے۔

بان استوصلوا: یہ عبارت نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ ان میں سے آخری فرد کو بھی قطع کر دینے سے مراد ان تمام ہی کو قطع کر دینا ہے یعنی ان میں سے کوئی بھی فرد باقی نہ رہا سب کو ہلاک کر دیا گیا۔

لیلا و نھارا انبھعۃ او جھرۃ کی تفسیر ہے یہ معنی حضرت ابن عباس سے منقول ہے قاضی بیضاوی نے اس کا جو معنی بیان کیا ہے وہ اولیٰ ہے۔ (الصاوی: ج۲ ص ۳۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَاَنْذِرْ﴾خَوِّفْ ﴿بِهٖ﴾اَیْ بِالْقُرْآنِ ﴿الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾اَیْ غَیْرِهٖ ﴿وَلِیٌّ﴾یَنْصُرُهُمْ ﴿وَّلَا شَفِیْعٌ﴾یَشْفَعُ لَهُمْ وَجُمْلَةُ النَّفْیِ حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ یُحْشَرُوْا وَهِیَ مَحَلُّ الْخَوْفِ ، وَالْمُرَادُ بِهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْعَاصُوْنَ ﴿لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ(۵۱)﴾اَللّٰهَ بِاِقْلَاعِهِمْ عَمَّا هُمْ فِیْهِ وَعَمَلِ الطَّاعَاتِ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ﴾بِعِبَادَتِهِمْ ﴿وَجْهَهٗ﴾تَعَالٰی لَا شَیْئًا مِنْ اَغْرَاضِ الدُّنْیَا وَهُمُ الْفُقَرَاءُ ، وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ طَعَنُوْا فِیْهِمْ وَطَلَبُوْا اَنْ یَّطْرُدَهُمْ لِیُجَالِسُوْهُ ، وَاَرَادَ النَّبِیُّ ﷺ ذٰلِكَ طَمَعًا فِیْ اِسْلَامِهِمْ﴿مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿شَیْءٍ﴾اِنْ كَانَ بَاطِنُهُمْ غَیْرَ مَرْضِیٍّ ﴿وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ﴾جَوَابُ النَّفْیِ ﴿فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۵۲)﴾اِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ ﴿وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا﴾اِبْتَلَیْنَا ﴿بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾اَیِ الشَّرِیْفَ بِالْوَضِیْعِ وَالْغَنِیَّ بِالْفَقِیْرِ بِاَنْ قَدَّمْنَاهُ بِالسَّبْقِ اِلَی الْاِیْمَانِ﴿لِّیَقُوْلُوْٓا﴾اَیِ الشُّرَفَاءُ وَالْاَغْنِیَاءُ مُنْكِرِیْنَ ﴿اَهٰٓؤُلَآءِ﴾الْفُقَرَاءُ ﴿مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْ بَیْنِنَا﴾بِالْهِدَایَةِ؟ اَیْ لَوْ كَانَ مَا هُمْ عَلَیْهِ هُدًی مَا سَبَقُوْنَا اِلَیْهِ قَالَ تَعَالٰی﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ(۵۳)﴾لَهٗ فَیَهْدِیْهِمْ بَلٰی ﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ﴾لَهُمْ ﴿سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ﴾قَضٰی ﴿رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ﴾اَیِ الشَّاْنُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْفَتْحِ بَدَلٌ مِّنَ الرَّحْمَةِ ﴿مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ﴾مِنْهُ حَیْثُ اِرْتَكَبَهٗ ﴿ثُمَّ تَابَ﴾رَجَعَ ﴿مِنْ بَعْدِهٖ﴾بَعْدَ عَمَلِهٖ عَنْهُ ﴿وَاَصْلَحَ﴾عَمَلَهٗ ﴿فَاَنَّهٗ﴾اَیْ وَاللّٰهُ ﴿غَفُوْرٌ﴾لَهٗ ﴿رَّحِیْمٌ(۵۴)﴾بِهٖ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْفَتْحِ اَیْ فَالْمَغْفِرَةُ لَهٗ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا بَیَّنَّا مَا ذُكِرَ ﴿نُفَصِّلُ﴾نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ﴾اَلْقُرْآنَ لِیَظْهَرَ الْحَقُّ فَیُعْمَلَ بِهٖ ﴿وَلِتَسْتَبِیْنَ﴾تَظْهَرَ ﴿سَبِیْلُ﴾طَرِیْقُ ﴿الْمُجْرِمِیْنَ(۵۵)﴾فَتُجْتَنَبُ ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِیَّةِ ، وَفِیْ اُخْرٰی بِالْفَوْقَانِیَّةِ وَنَصْبُ سَبِیْلَ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ.

﴿ترجمہ﴾

اور ڈراؤ (انذر بمعنی خوّف ہے) اس سے (یعنی قرآن سے) انہیں جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا ان کا نہ ہوگا کوئی (دون بمعنی غیر ہے) حمایتی (جو ان کی مدد کرے) اور نہ کوئی سفارشی (جو ان کی سفارش کرے اور لیس لھم حال ہے یحشروا کی ضمیر سے اور یہی محل خوف ہے جس سے خوف کیا جائے اور مراد اس سے گناہ گار مومن ہیں) اس امید پر کہ وہ ڈریں (اللہ سے ڈریں اپنی بداعمالیوں سے الگ ہو کر اور نیک کام اختیار کرکے) اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے

ہیں صبح وشام چاہتے ہیں (اپنی عبادت کے ذریعے) اس کی رضا (یعنی اللہ عزوجل کی رضا......۱......، وہ کوئی دنیاوی سامان نہیں چاہتے اس سے، مراد فقراء ہیں مشرکین مکہ ان کے بارے میں طعن کرتے تھے اور اس بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ نبی پاک ﷺ انہیں خود سے دور کریں تاکہ وہ ان کی مجلس میں بیٹھیں اور نبی پاک ﷺ نے بھی ان کے ایمان لانے کی شدید خواہش میں ایسا کرنے کا ارادہ فرمالیا تھا) تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں (مــن زائدہ ہے، اگر چہ باطن میں کوئی ناپسندیدہ بات ہو تب بھی) اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو (فتطردھم جواب نفی ہے) تو یہ کام (یعنی اگر تم نہیں اپنے سے دور کردو تو یہ) انصاف سے بعید ہے اور اسی طرح ہم نے آزمایا (فتنا بمعنی ابتلینا ہے) ان میں ایک کو دوسرے کے لئے (یعنی شریف کو خسیس کیلئے، غنی کو فقیر کے لیے، یہ کہ ہم نے ان کو ایمان میں سبقت دیدی) تاکہ وہ کہیں (یعنی شرفاء اور اغنیاء انکار کرتے ہوئے) یہ لوگ ہیں (یعنی یہ فقراء ہیں،......۲......کہ) اللہ نے ان پر احسان کیا ہم میں سے (ھدایت عطا فرما کر، اگر وہ واقعی ھدایت پر ہوتے تو ہم پر سبقت نہ لے جاتے، اللہ عزوجل نے فرمایا) کیا اللہ خوب نہیں جانتا شکر کرنے والوں کو (کہ وہ انہیں ھدایت دے؟ کیوں نہیں! اس نے انہیں ہدایت دی ہے) اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو تم فرماؤ (ان سے) تم پر سلام، لازم کرلی (کتب بمعنی قضی ہے) تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت تحقیق (انہ میں ہ ضمیر، ضمیر شان ہے اور قرأت میں ان مفتوح ہے اور رحمۃ سے بدل ہے) کہ تم میں سے جس کسی نے ناواقفیت کی وجہ سے کوئی برا کام کرلیا......۳...... (یعنی ناواقفیت کی وجہ سے برائی کا ارتکاب کرلے) پھر رجوع کرے (تاب بمعنی رجع ہے) اسکے بعد (اپنے برے عمل کے بعد) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) تو بیشک وہ (یعنی اللہ) بخشنے والا ہے، (اسے) مہربان ہے (اس پر اور ایک قرأت ان مفتوحہ کے ساتھ ہے معنی یہ ہوگا کہ اسکے لیے مغفرت ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مذکورہ بات کو بیان کیا) ہم بیان فرماتے ہیں (نفصل بمعنی نبین ہے) آیتیں (قرآن کی) تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور تاکہ ظاہر ہو جائے (تستبین بمعنی تظھر ہے) راستہ (سبیل بمعنی طریق ہے) مجرموں کا (جس سے بچا جاسکے، ایک قرأت میں تستبین یائے تحتانیہ اور دوسری قرأت میں تائے فوقانیہ کے ساتھ ہے اور اس قرأت کے مطابق لفظ سبیل منصوب ہے اور خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وانذر به الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم﴾.

و: عاطفہ...... انذر: فعل امر با فاعل...... بہ: ظرف لغو...... الذین: موصول...... یخافون: فعل با فاعل...... ان یحشروا الی ربھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیس لھم من دونه ولی ولا شفیع لعلھم یتقون﴾.

لیس: فعل ناقص...... لام: جار...... هم: ضمیر ذوالحال...... لعلهم یتقون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... من دونه: ظرف مستقر حال مقدم...... ولی: معطوف علیہ......ولاشفیع: معطوف،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل"ان یحشروا الی ربهم"میں"یحشروا"کی واو ضمیر سے حال واقع ہے۔

﴿ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغدوة والعشی یریدون وجهه﴾.

و: عاطفہ...... لاتطرد: فعل نہی با فاعل...... الذین: موصول...... یدعون: فعل واوضمیر ذوالحال...... یریدون وجهه: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل...... ربهم: مفعول......ب: جار...... الغدوة والعشی: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ موصول سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما علیک من حسابهم من شیء وما من حسابک علیهم من شیء﴾.

ما: مشابہ بلیس...... علیک: ظرف مستقر خبر مقدم...... من حسابهم: ظرف مستقر حال مقدم...... من: جارہ زائد ،شیء: ذوالحال،ملکر اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ما: مشابہ بلیس...... من حسابک: ظرف مستقر حال مقدم...... من: جارہ زائد...... شیء: ذوالحال،ملکر اسم...... علیهم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل"الذین یدعون"میں"یدعون"کے فاعل سے حال ثانی واقع ہے۔

﴿فتطردهم فتکون من الظلمین﴾.

ف: سببیہ...... تطردهم: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نفی واقع ہے...... ف: سببیہ...... تکون: فعل ناقص باسم......من الظلمین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نہی"لاتطرد"کے جواب میں واقع ہے

﴿وکذلک فتنا بعضهم ببعض لیقولوا اهؤلاء من الله علیهم من بیننا﴾.

و: مستانفہ، کذلک: جار مجرور،ظرف مستقر،فتنا: مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، فتنا: فعل با فاعل، بعضهم: مفعول، ببعض: ظرف لغو، جار، یقولوا: قول، همزه: حرف استفہام،هؤلاء: مبتدا،من الله علیهم من بیننا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الیس الله باعلم بالشکرین﴾.

همزه: حرف استفہام، لیس الله: فعل ناقص باسم، ب: جار زائد...... اعلم بالشکرین شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذا جاءک الذین یومنون بایتنا فقل سلم علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوءا بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحیم﴾.

و: مستانفہ......اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء ک : فعل ومفعول...... الذی یومنون بایتنا: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ...... قل : قول...... سلم علیکم: جملہ اسمیہ مقولہ اول ...... کتب ربکم علی نفسہ : فعل وفاعل وظرف لغو......الرحمۃ: مبدل منہ...... انہ : حرف مشبہ واسم من :موصول......عمل : فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال...... منکم : ظرف مستقر حال...... بجھالۃ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر فاعل......سوء ا : مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ثم تاب من بعد : جملہ فعلیہ معطوف اول...... واصلح : جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... انہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ، مبتدا محذوف "امـرہ" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ثانی، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿و کذلک نفصل الایت ولتستبین سبیل المجرمین ﴾.

و: مستانفہ...... کذلک : جارمجرور ،ظرف مستقر ،تفصیلا مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، مقدم...... نفصل الایت : ...... و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لیظھر الحق "...... لام: جار...... تستبین: فعل ،سبیل المجرمین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو بہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تطرد الذین یدعون ......☆ کفار کی ایک جماعت سید عالم ﷺ کی خدمت میں آئی تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنی درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں حضور نے اس کو منظور فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رضائے الٰہی:

۱......بندے کی عبادت کا اصل مقصد اللہ عزوجل کی رضا ہے آیت مبارکہ میں سید عالم نور مجسم ﷺ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ ان غرباء کو جو آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کریں کیونکہ یہ لوگ اللہ عزوجل کی رضا کے حصول میں منہمک ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں وجہ کا ذکر ہے اور مفسرین کرام نے اس کے کئی معنی ذکر کیے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ وجہ سے مراد جہت (یعنی سمت) اور طریق (یعنی راستہ) ہے۔ معنی یہ ہے کہ وہ اس راستے کا ارادہ کرتے ہیں جو رب العالمین کا پسندیدہ ہے جس کا اللہ عزوجل نے حکم ارشاد فرمایا اور زجاج کا کلام اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ لفظ وجہ محبت اور

طلب رضا سے کنایہ ہے کیونکہ بندہ جس ذات سے محبت کرتا ہے اس کے چہرے کو دیکھنا پسند کرتا ہے پس رؤیت وجہ محبت کے لوازمات میں سے ہے اسی وجہ سے وجہ سے کنایۃ طلب رضا مراد لیتے ہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وجہ کا ذکر یہاں تعظیم کی وجہ سے ہو۔

(روح المعانی، الجزء السابع، ص۲۰۷)

اللہ والے اپنا ہر کام اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کرتے تھے اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر کوشاں رہتے۔ اپنی نیت کو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے خاص کرتے اور مباح وجائز کام بھی اللہ کی رضا جوئی کے لئے ترک کردیتے، چنانچہ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں کوہ مکام میں تھا میں نے وہاں انار دیکھے کھانے کو جی چاہا تو ایک اٹھا کر پھاڑا، میں نے چکھا تو وہ کھٹا تھا اسلئے میں انار کو چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اسکے بعد میں نے ایک آدمی راستے میں پڑا پایا جس پر بھڑیں اکٹھی ہو رہی تھیں۔ میں نے اس شخص کو سلام کہا اور اس نے جواباً وعلیکم السلام اے ابراہیم کہا! میں نے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا جو اللہ کو پہچان لے اسکے لئے کوئی چیز مخفی نہیں، میں نے کہا: کہ میں نے اللہ عزوجل کے ساتھ تمہارا خاص حال دیکھا ہے۔ کیا تم نے یہ دعا نہیں کی کہ وہ تمہیں بھیڑوں سے نجات دے دے؟ اس نے کہا کہ میں نے بھی اللہ عزوجل کے ساتھ تیرا خاص حال دیکھا ہے۔ کیا تو نے یہ دعا نہیں کی کہ اللہ عزوجل تجھے انار کی شہوت سے نجات دے دے؟ اس لئے کہ انار کا دکھ انسان آخرت میں پاتا ہے اور بھیڑوں کا دکھ انسان صرف دنیا میں پاتا ہے۔ بھیڑیں تو صرف نفس کو کاٹتی ہیں اور شہوات دلوں کو کاٹتی ہیں، اسکے بعد میں اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

(مکاشفۃ القلوب مترجم، باب ۵، ص ۵۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ نیکیوں کی تمام اقسام میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بندہ خالص دل سے اس بات کا اس طرح یقینی اعتقاد رکھے کہ کسی مخالف اعتقاد کا اس میں کوئی احتمال بھی نہ ہو کہ عبادت کرنا بندوں پر اللہ عزوجل کا حق ہے۔ اور اللہ عزوجل کی جانب سے بندوں سے عبادت کا مطالبہ بھی ایسا ہی ہے جیسے حقدار اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ خدا کا بندے پر اور بندے کا خدا پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ کہ وہ خالص اسکی عبادت کریں کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا خدا پر حق یہ ہے کہ جو مشرک نہ ہو خدا اس کو عذاب نہ کرے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، باب ٤١، ص ١٥٧)

اللہ کا انعام فقراء پر!

۲......اللہ عزوجل نے فقراء اور ضعفاء پر انعام فرمایا یہ انعام اسلام لانے اور متابعت رسول کرنے کی وجہ سے ہے، کافروں نے جب انہیں حقیر جانا اور انہیں بارگاہِ رسالت سے دور کرنا چاہا تو اللہ عزوجل نے کافروں کی مذمت کی اور ان بظاہر نحیف اور کمزور نظر آنے والے حضرات کے سر پر شاکرین کی خلعت رکھ دی اور فرمایا: ﴿الیس اللہ باعلم بالشکرین﴾۔

جہالت کے باعث گناہ ہوجانا:

امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ویسے جہالت کا معنی خطا اور غلطی ہے اور جو کام خطاء کی بناء پر ہو اس پر توبہ کی ضرورت نہیں ہوتی یہاں جہالت سے مراد کسی شخص کا غلبہ شہوت سے گناہ کا کام کرلینا ہے مطلب یہ کہ جب کوئی مسلمان عمر کے باوجود کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور پھر اس پر توبہ کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ حسن بصری نے کہا کہ جس نے کوئی نافرمانی کی وہ جاہل ہے۔ گناہ کو جہالت سے تعبیر کیوں کیا گیا اس کی وجہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ گناہ کرنے والے کو اس وجہ سے جاہل کہا گیا ہے کہ وہ اس گناہ کی وجہ سے کتنے ثواب سے محروم رہا اور کتنے عذاب کا مستحق ہوا اس لئے جاہل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اس کام کا انجام برا ہے لیکن اس نے فوری اور دنیاوی لذت کو دیر سے اور آخرت میں ملنے والی خیر پر ترجیح دی اور جو شخص قلیل کو کثیر پر ترجیح دے اس کو عرف میں جاہل کہا جاتا ہے (التفسیر الکبیر، ج۵، ص۷)

☆۔۔۔ حقوالمراد بهم:هم ضمیر کا مرجع الذین یخافون ہے۔ بلی: یہ حرف نکال کر استفہام تقریری کے جواب کو بیان کیا ہے۔

منکرین: یہ لفظ نکال کر اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری علی سبیل التهکم معنی نفی کے لیے ہے۔

لا شیئا: یہ کلمات نکال کر اشارہ کردیا کہ یہ فعل محذوف لا یریدون کا مفعول بہ بن رہا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۸۱وغیرہ)

کما بینا ما ذکر: یعنی جیسا کہ ہم نے ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک بیان فرمایا۔ یظهر الحق فیعمل به: اس عبارت کو مفسر نے اس لیے نکالا ہے تاکہ "لتستبین" کا عطف اس پر ہوسکے۔ وفی قراءة التحتانیة: یہاں اس مقام میں تین قراٰتیں سبعہ ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لتستبین فعل کو تاء کے ساتھ پڑھا جائے گا تو لفظ سبیل کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا درست ہو گا کہ تاء مونث کی بھی ہوسکتی ہے اور تاء علامتِ صیغہ مخاطب بھی ہوسکتی ہے تاء علامت خطاب کی ہو تو اس صورت میں لفظِ سبیل منصوب ہوگا اور تاء تانیث کی ہو تو پھر لفظ سبیل مرفوع ہوگا۔ اور اگر تستبین کو علامتِ مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں لفظ سبیل کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۵۹وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ﴾تَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ﴾فِی عِبَادَتِهَا ﴿قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا﴾اِنِ اتَّبَعْتُهَا ﴿وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (۵۶)﴾﴿قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ﴾بَیَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّیْ﴾﴿وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ﴾بِرَبِّی حَیْثُ اَشْرَكْتُمْ ﴿مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ﴾مِنَ الْعَذَابِ ﴿اِنِ﴾مَا ﴿الْحُكْمُ﴾فِی ذٰلِکَ وَغَیْرِہٖ ﴿اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ﴾الْقَضَاءَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ (۵۷)﴾اَلْحَاكِمِیْنَ وَفِی قِرَاءَةٍ یَقْصُ اَیْ یَقُوْلُ ﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ﴾بِاَنْ اُعَجِّلَهٗ لَكُمْ وَاَسْتَرِیْحَ

وَلٰكِنَّهُ عِندَ اللّٰهِ ﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ (۵۸)﴾مَعنٰى بِعَاقِبِهِمْ ﴿وَعِنْدَهٗ﴾تَعَالٰى ﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾خَزَائِنُهٗ اَوِ الطُّرُقُ الْمُوْصِلَةُ اِلٰى عِلْمِهٖ ﴿لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾وَهِيَ الْخَمْسَةُ الَّتِيْ فِيْ قَوْلِهٖ:(اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ)اَلْآيَةَ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ﴿وَيَعْلَمُ مَا﴾يَحْدُثُ ﴿فِي الْبَرِّ﴾اَلْقِفَارِ ﴿وَالْبَحْرِ﴾اَلْقُرَى الَّتِيْ عَلَى الْاَنْهَارِ ﴿وَمَا تَسْقُطُ مِنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ﴾عَطْفٌ عَلٰى وَرَقَةٍ ﴿اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۵۹)﴾هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ، وَالْاِسْتِثْنَاءُ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنَ الْاِسْتِثْنَاءِ قَبْلَهٗ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ﴾يَقْبِضُ اَرْوَاحَكُمْ عِنْدَ النَّوْمِ ﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ﴾كَسَبْتُمْ ﴿بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ﴾اَيِ النَّهَارِ بِرَدِّ اَرْوَاحِكُمْ ﴿لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى﴾هُوَ اَجَلُ الْحَيَاةِ ﴿ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ﴾بِالْبَعْثِ ﴿ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۶۰)﴾فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ.

﴿ترکیب﴾

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم پوجتے ہو (تدعون بمعنی تعبدون ہے)اللہ کے سوا تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا (بتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں) تب میں بہک جاؤں (اگر بالفرض میں تمہاری خواہش کی پیروی کروں......۱......) اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں حالانکہ (واؤ حالیہ ہے اور قد محذوف ہے)تم اسے (یعنی میرے رب کو اس کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھرا کر) جھٹلاتے ہو میرے پاس وہ نہیں جس کی (جس عذاب کی) تم جلدی مچا رہے ہو، نہیں (ان بمعنی مــــا نافیہ ہے) حکم (اس معاملے اور اس کے سوا دیگر معاملات میں) مگر اللہ کا۔ فیصلہ فرماتا ہے حق (فیصلہ) اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے(فاصلین بمعنی حاکمین ہے، اور ایک قرأت میں یقص ہے جو بمعنی یقول ہے)تم فرماؤ (ان سے) اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا (میں تمہارے عذاب میں جلدی کرتا اور سکون پاتا مگر اختیار اللہ کے پاس ہے) اور اللہ خوب جانتا ہے ستم گاروں کو(کہ کب انہیں عذاب دینا ہے) اور اسی (یعنی اللہ تعالی) کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی......۲......(یعنی غیب کے خزانے، یا وہ طریقے کو علم غیب تک پہنچانے والے ہیں) انہیں وہی جانتا ہے (وہ پانچ ہیں جو کہ باری تعالی کے فرمان ان اللــه عنــده علم الساعة الخ الآية ہے جیسا کہ اسے امام بخاری نے روایت کیا) اور جانتا ہے جو کچھ (پیدا ہوتا ہے) خشکی میں (یعنی چٹیل میدان میں) اور تری میں (یعنی ایسے علاقے جو دریا کے پاس واقع ہوں) اور جو(مــــن زائدہ ہے) پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک (ولا رطب، ولا یابس کا عطف ورقة پر ہے) جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو (اس سے مراد لوح محفوظ ہے الا فی ......الخ ماقبل

الا یعلمها...... استثناء سے بدل اشتمال ہے) اور وہی ہے جو رات کو تمہیں وفات دیتا ہے (یعنی حالت نیند میں تمہاری روحیں قبض فرماتا ہے...... ٤٠......) اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ (جرحتم بمعنی کسبتم ہے) پھر تمہیں اس میں اٹھاتا ہے (یعنی دن میں تمہاری روحیں لوٹا کر) کہ ٹھرائی ہوئی میعاد پوری ہو (اس سے مراد دنیاوی زندگی ہے) پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے (قیامت میں دوبارہ زندہ ہوکر) پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے (یعنی تمہیں اس پر بدلہ دے گا)

﴿ترکیب﴾

﴿قل انی نهیت ان اعبد الذین تدعون من دون الله﴾.

قل : قول...... انی :حرف مشبہ واسم...... نهیت : فعل مجہول بانائب الفاعل...... ان :مصدریہ...... اعبد: فعل بافاعل الذین : موصول...... تدعون دون الله : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل لا اتبع اهواء کم قد ضللت اذا وما انا من المهتدین﴾.

قل : قول...... لااتبع اهواء کم: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... قد: تحقیقیہ...... ضللت : فعل بافاعل، اذا: حرف جواب وجزا ''ای ان اتبعت اهواء کم ضللت وما اهتدیت'' ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ و : عاطفہ، ما: مشابہ بلیس...... انا: اسم...... من المهتدین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿قل انی علی بینة من ربی و کذبتم به﴾.

قل : قول، انی : حرف مشبہ واسم، علی : جار، بینة: موصوف، من ربی :ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال، و: حالیہ ،کذبتم به: جملہ فعلیہ بتقدیر ''قد'' حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ما عندی تستعجلون به ان الحکم الا لله یقص الحق وهو خیر الفصلین﴾.

ما: نافیہ...... عندی : ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم...... ماتستعجلون به : موصول صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ان: نافیہ...... الحکم: مبتدا...... الا : اداۃ حصر، لام: جار...... الله : ذوالحال...... یقضی الحق : جملہ فعلیہ حال اول...... و: حالیہ...... هو خیر الفاصلین: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل لو ان عندی ماتستعجلون به لقضی الامر بینی وبینکم﴾..

قل : قول، لو : شرطیہ ان :حرف مشبہ، عندی : ظرف مستقر خبر مقدم، ماتستعجلون به: موصول صلہ، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ''ثبت'' فعل محذوف کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی الامر : فعل مجہول ونائب الفاعل،

بینی وبینکم : معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واللہ اعلم بالظلمین وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو﴾.

و : مستانفہ......اللہ : مبتدا......اعلم بالظلمین: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و :مستانفہ...... عندہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مفاتیح الغیب : ذوالحال...... لایعلمھا: فعل نفی ومفعول...... الا: اداۃ حصر...... ھو: فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولاحبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین﴾.

و : مستانفہ...... یعلم : فعل با فاعل...... مافی البر والبحر: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و : عاطفہ...... ماتسقط: فعل نفی......من: جارزائدہ...... ورقۃ : معطوف علیہ...... و:عاطفہ، لا: نافیہ...... حبۃ : موصوف...... فی ظلمت الارض : ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف اول...... و : عاطفہ...... لا: نافیہ...... رطب: معطوف ثانی...... و: عاطفہ ...... لا :نافیہ...... یابس : معطوف ثالث، ملکر ذوالحال...... الا: اداۃ حصر...... یعلمھا: جملہ فعلیہ مبدل منہ...... الا: اداۃ حصر ......فی کتب مبین:ظرف مستقر بدل، ملکر حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھو الذی یتوفکم بالیل ویعلم ماجرحتم بالنھار﴾.

و : مستانفہ...... ھو: مبتدا......الذی : موصول...... یتوفکم بالیل: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و : عاطفہ...... یعلم : فعل با فاعل...... ماجرحتم بالنھار: موصول صلہ، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر صلہ، موصول سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی﴾.

ثم : عاطفہ...... یبعثکم فیہ : فعل با فاعل ومفعول وظرف لغواول......لام: جار......یقضی اجل مسمی: فعل مجہول و نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "یتوفکم" پر معطوف۔

﴿ثم الیہ مرجعکم ثم ینبئکم بما کنتم تعملون﴾.

ثم : عاطفہ...... الیہ : ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "یتوفکم" پر معطوف ثانی، ثم: عاطفہ...... ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول......بماکنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "یتوفکم" پر معطوف۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خواہشات کی پیروی:

ا...... آج کا مسلمان اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر حلال وحرام کی تمیز بھول بیٹھا، بے جا خواہشات کی پیروی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ یہود ونصاریٰ کا دین میں تحریف کرنا اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی وجہ سے تھا لیکن انہوں نے دنیا منافع، نذرانوں کے لالچ میں اپنی آخرت تباہ کر ڈالی جو لوگ بھی اپنے نفس کے احکام پر عمل کرتے ہیں انہیں بالآخر نقصان کا منہ دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی ہلاکت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔(۱) لالچ جس کی اطاعت کی جائے، (۲) خواہش جس کی پیروی کی جائے، (۳) ہر سمجھدار آدمی کا اپنی ذاتی رائے پر خوش ہونا۔ (المجمع الزوائد، رقم:۳۱۳، ج۱، ص: ۲۶۹)

غیب کی چابی اللہ ﷻ ہی کے پاس ہے:

۲...... مفاتیح الغیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب پانچ ہیں جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ پانچ غیوبات یہ ہیں کل کیا ہوگا؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی؟، کون کہاں مرے گا؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۸)

بعض حضرات جن کا وطیرہ محبوبین خدا کی تنقیص کے لیے کوشش کرنا ہے ایسے لوگ اس آیت سے انبیاء کرام کے علم غیب عطائی کی نفی پر استدلال کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان اس آیت مبارکہ سے ان کے باطل استدلال کی قلعی کھولتے ہوئے فرماتے ہیں: مفسرین نے فرمایا ہے کہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) سے مراد یا تو غیب کے خزانے ہیں یعنی ساری معلومات الٰہیہ کا جاننا یا اس سے مراد ہے غیب کو حاضر کرنے یعنی چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہونا ہے کیونکہ کنجی کا کام یہ ہی ہوتا ہے کہ اس سے قفل کھولا جائے اور اندر کی چیز باہر اور باہر کی چیز اندر کر دی جائے اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔ تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت ہے "جبکہ پروردگار تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس مطلب کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری صورت پر مراد اس سے سارے ممکنات پر قادر ہونا ہے"۔ تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے: "ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کی پیدائش کا دروازہ کھولا جاتا ہے (ان کی مناسب صورتوں پر) وہ ہی ملکوت ہے، پس ہر چیز کے ملکوت کے قلم سے ہر چیز کی ہستی ہوتی ہے اور ملکوت کا قلم اللہ ﷻ کے ہاتھ ہے اس لیے کہ غیب سے مراد پیدا کرنے کا جاننا ہے۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ہے: کیونکہ رب ﷻ جب تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس معنی کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری تفسیر پر اس کے معنی یہ ہونگے کہ اس کے نزدیک غیب کے خزانے ہیں اور اس سے مراد ہے

اسے ہر ممکن چیز پر قدرت کاملہ ہے، یا اس سے مراد ہے کہ غیب کی کنجیاں بغیر تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کنجیوں کو سوائے اللہ ﷻ کے اور سوائے ان محبوبوں کے جن کو اللہ ﷻ خبردار کرے کوئی نہیں جانتا یعنی ان کے اگلے پچھلے اللہ ﷻ کے ظاہر فرمانے سے پہلے نہیں جانتے۔ تفسیر عنایت القاضی میں ہے "ان غیب کی کنجیوں کے خدا ﷻ کے ساتھ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جیسی وہ ہیں اس طرح ابتدا خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس آیت کے اگر وہ مطلب نہ بیان کئے جاویں جو ہم نے بتائے تو یہ مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں اور اس میں علم غیب کی بالکل نفی ہے۔

علمی نکتہ: بعض صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس آیت میں ہے: عندہ مفاتح الغیب دوسری آیت میں ہے: له مقالید السموات والارض۔ مفاتیح اور مقالید دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتیح کا اول و آخر حرف یعنی م۔ ح لو۔ اور مقالید کا اول و آخر حرف یعنی م، دلو۔ تو بنتا ہے محمد (ﷺ) جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذاتِ رسول اللہ ہی ظہور کی کنجی ہے لا یعلمها الا هو میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقت محمد یہ کو رب ہی جانے مفاتیح جمع اس لیے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الٰہی کی کنجی ہے آپ کا نور عالم کی کنجی کل الخلق من نوری قیامت میں آپ کا سجدہ شفاعت کی کنجی ہے جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لیے جنت کے کھلنے کی کنجی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب "شان حبیب الرحمٰن"۔

علمی نکتہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رب ﷻ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اب یہ سوال ہے کہ اس کنجی سے کسی کے لیے دروازہ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن و حدیث سے پوچھو قرآن فرماتا ہے۔ "انا فتحنا لک فتحا مبینا ہم نے آپ کے لیے ظاہر طور پر کھول دیا"۔ کیا کھول دیا؟ اس کی نفیس توجیہیں ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن میں دیکھو۔ قفل اور کنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے نکالنا نہ ہو وہ زمین میں دفن کر دی جاتی ہے، پتہ لگا کہ غیب کسی کو دینا تھا اس لیے کنجی بھی بھیجی۔ حدیث پاک میں ہے "اوتیت مفاتیح خزائن الارض مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں" اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو کنجی دی بھی گئی آپ کے لیے فتح باب بھی ہوا۔

مفاتیح الغیب کی تفسیر میں بعض لوگوں کی لغزش: شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت ہے کہ "جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں اور جب چاہیں نہ کریں۔ سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی یا نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و مرشد کو امام و امام زادے کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ ﷻ اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۴ وغیرہ)

نیند موت کی بہن ہے!

ﷺ......فرماتا ہے وہی ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے نیند کو وفات (موت) کہا کیونکہ نیند موت کی ایک قسم ہے اور توفی کی اصل کسی چیز کو پورا اٹھالینے کے ہے اور یہاں نیند کے لیے لفظ توفی بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ (المظھری، ج۲، ص ۴۵۹)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''ہر انسان کے ساتھ فرشتہ ہے جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ اس کی روح کو پکڑ لیتا ہے پھر جب اللہ عزوجل سے حکم دیتا ہے تو وہ اسکی روح قبض کر لیتا ہے ورنہ اسے اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔اللہ عزوجل کے فرمان ﴿یتوفاکم باللیل﴾ کا یہی معنی ہے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۹)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ (المعجم الاوسط، ج ۱ برقم الحدیث ۹۲۳)

☆......☆قد : حرف''قد'' نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ و کذبتم میں واو حالیہ ہے جس کے بعد لفظ قد محذوف ہے۔من العذاب: اس عبارت سے مفسر نے ماموصولہ کا بیان ذکر کردیا معنی آیت یہ ہوگا: میرے پاس وہ عذاب نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔القضاء : مفسر نے''الحق'' سے قبل''القضاء'' نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لفظ''الحق'' کا موصوف القضاء محذوف ہے اور یہ مل کر مفعول مطلق بن رہے ہیں۔تعبدون:الدعاء کا اطلاق سے بھی ہوتا ہے، اور قرآن میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں الدعاء بمعنی تعبدون مذکور ہے اسلئے کہ اس میں طلب بھی شامل ہوتی ہے۔متی یعاقبھم :اس جملے کے ذریعے اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کلام میں دو مضاف حذف ہیں، تقدیر عبارت یوں ہے:واللہ اعلم بوقت عقوبت الظالمین ،یعنی اللہ عزوجل ظالموں کے انجام کار کے وقت کو جانتا ہے، پس انہیں عذاب کے آنے کی جلدی نہیں کرنی چاہئے اس لیے کہ اگر وہ اپنے گناہوں کی توبہ نہ کریں تو وہ عذاب ان پر لاحق ہونے والا ہے، اور اگر اس عذاب کے آنے میں تاخیر ہورہی ہے تو یہ اللہ عزوجل کا ان پر حلم ہے اور اگر اللہ عزوجل کا حلم نہ مانا جائے تو ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہتا، اللہ عزوجل فرماتا ہے﴿ولو اتبع الحق اھوائھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن﴾۔القری التی علی الانھار: یعنی اللہ عزوجل بستی والوں کے رزق کو جانتا ہے اور انکی تعداد کو بھی جانتا ہے وغیرہ وغیرہ، جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ خشکی اور تری سے مراد دو معروف باتیں ہیں، یعنی تمام روئے زمین چاہے وہ خشکی پر محیط ہو یا تری پر، اور تمام عالم اور اس کے عجائبات اللہ عزوجل کی علم وقدرت کے ماتحت ہیں۔یقبض ارواحکم :مفسر نے اس جملے کی بناء اس طرح رکھی ہے کہ بیان ہوجائے کہ انسان کی روحیں دو طرح کی ہوتی ہیں، ایک روح وہ ہوتی ہے جو نیند کے وقت میں قبض کرلی جاتی ہے اور دوسری وہ جو باقی رہتی ہے، جب اللہ عزوجل اس شخص کی موت کا ارادہ کرتا ہے تو دونوں ہی روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اسی نظریہ کے قائل دیگر کئی مفسرین کرام ہیں اور اسی نظریہ کا بیان سورۃ الزمر میں بھی ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا﴾۔(الصاوی، ج۲، ص ۱۸۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ١۴

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ﴾مُسْتَعْلِيًا ﴿فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾مَلٰئِكَةً تُحْصِىْ اَعْمَالَكُمْ ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ﴾وَفِىْ قِرَاءَةٍ تَوَفَّاهُ ﴿رُسُلُنَا﴾ اَلْمَلٰئِكَةُ الْمُوَكَّلُوْنَ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ ﴿وَهُمْ لَا
يُفَرِّطُوْنَ (٦١)﴾يُقَصِّرُوْنَ فِيْمَا يُؤْمَرُوْنَ بِهٖ ﴿ثُمَّ رُدُّوْا﴾اَىِ الْخَلْقُ ﴿اِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُمُ﴾مَالِكِهِمْ ﴿الْحَقِّ
﴾اَلثَّابِتُ الْعَدْلُ لِيُجَازِيَهُمْ ﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ﴾اَلْقَضَآءُ النَّافِذُ فِيْهِمْ ﴿وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ (٦٢)﴾يُحَاسِبُ
الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ﴿قُلْ﴾يَامُحَمَّدُ لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴿مَنْ
يُنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾اَهْوَالِهِمَا فِىْ اَسْفَارِكُمْ حِيْنَ ﴿تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا﴾عَلَانِيَةً ﴿وَّخُفْيَةً
﴾سِرًّا تَقُوْلُوْنَ ﴿لَئِنْ﴾لَامُ قَسَمٍ ﴿اَنْجٰنَا﴾وَفِىْ قِرَاءَةٍ اَنْجَانَا اَىِ اللّٰهُ ﴿مِنْ هٰذِهٖ﴾الظُّلُمَاتِ وَالشَّدَائِدِ
﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (٦٣)﴾اَلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿قُلِ﴾لَهُمْ ﴿اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿مِّنْهَا وَمِنْ
كُلِّ كَرْبٍ﴾غَمٍّ سِوَاهَا ﴿ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (٦٤)﴾بِهٖ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقِكُمْ﴾مِنَ السَّمَآءِ كَالْحِجَارَةِ وَالصَّيْحَةِ ﴿اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ﴾كَالْخَسْفِ ﴿اَوْ
يَلْبِسَكُمْ﴾يَخْلِطَكُمْ ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا مُخْتَلِفَةَ الْاَهْوَاءِ ﴿وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾بِالْقِتَالِ ، قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَتْ " هٰذِهٖ اَهْوَنُ وَاَيْسَرُ "وَلَمَّا نَزَلَ مَا قَبْلَهٗ "اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ "رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ
حَدِيْثَ "سَئَلْتُ رَبِّىْ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَ اُمَّتِىْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا"وَفِىْ حَدِيْثٍ :لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ " اَمَا اَنَّهَا كَائِنَةٌ
وَلَمْ يَاْتِ تَاْوِيْلُهَا بَعْدُ"﴿اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ﴾ نُبَيِّنُ لَهُمْ ﴿الْاٰيٰتِ﴾ اَلدَّلَالَاتِ عَلٰى قُدْرَتِنَا﴿لَعَلَّهُمْ
يَفْقَهُوْنَ (٦٥)﴾يَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَاهُمْ عَلَيْهِ بَاطِلٌ ﴿وَكَذَّبَ بِهٖ﴾ بِالْقُرْآنِ ﴿قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ﴾الصِّدْقُ ﴿قُلْ
﴾لَهُمْ ﴿لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (٦٦)﴾فَاُجَازِيْكُمْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَ اَمْرُكُمْ اِلَى اللّٰهِ ، وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ
﴿لِكُلِّ نَبَاٍ﴾خَبَرٍ ﴿مُّسْتَقَرٌّ﴾وَقْتٌ يَقَعُ فِيْهِ وَيَسْتَقِرُّ وَمِنْهُ عَذَابُكُمْ ﴿وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (٦٧)﴾تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ
﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِىْ اٰيٰتِنَا﴾اَلْقُرْآنِ بِالْاِسْتِهْزَاءِ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾وَلَاتُجَالِسْهُمْ ﴿حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا﴾فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَاالْمَزِيْدَةِ ﴿يُنْسِيَنَّكَ﴾بِسُكُوْنِ النُّوْنِ
وَالتَّخْفِيْفِ وَفَتْحِهَا وَالتَّشْدِيْدِ ﴿الشَّيْطٰنُ﴾فَقَعَدْتَ مَعَهُمْ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾اَىْ تَذْكِرَةٍ ﴿مَعَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (٦٨)﴾فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِنْ قُمْنَا كُلَّمَا خَاضُوْا لَمْ نَسْتَطِعْ

اَنْ نَّجْلِسَ فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْ نَّطُوْفَ ، فَنَزَلَ ﴿وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾اللّٰهَ ﴿مِنْ حِسَابِهِمْ﴾اَیِ الْخَائِضِيْنَ ﴿مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَيْءٍ﴾اِذَا جَالَسُوْهُمْ ﴿وَّلٰكِنْ﴾عَلَيْهِمْ ﴿ذِكْرٰى﴾تَذْكِرَةٌ لَّهُمْ وَمَوْعِظَةٌ ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(۶۹)﴾الْخَوْضَ ﴿وَذَرِ﴾اُتْرُكِ ﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ﴾الَّذِیْ كُلِّفُوْهُ ﴿لَعِبًا وَّلَهْوًا﴾بِاسْتِهْزَائِهِمْ بِهٖ ﴿وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾فَلَاتَتَعَرَّضْ لَهُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَذَكِّرْ﴾عِظْ ﴿بِهٖ﴾بِالْقُرْاٰنِ النَّاسَ لِ ﴿اَنْ﴾لَا ﴿تُبْسَلَ نَفْسٌ ﴾تُسْلَمُ اِلَى الْهَلَاكِ ﴿بِمَا كَسَبَتْ﴾عَمِلَتْ ﴿لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾اَیْ غَيْرِهٖ ﴿وَلِيٌّ﴾نَاصِرٌ ﴿وَّلَا شَفِيْعٌ﴾يَمْنَعُ عَنْهَا الْعَذَابَ ﴿وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ﴾تَفْدِ كُلَّ فِدَاءٍ ﴿لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا﴾مَاتَفْدِیْ بِهٖ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ﴾مَاءٍ بَالِغٍ نِهَايَةَ الْحَرَارَةِ ﴿وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾مُؤْلِمٌ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ(۷۰)﴾بِكُفْرِهِمْ .

﴿ترجمہ﴾

اور وہی غالب (قاھر بمعنی مستعلی) ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے (یعنی فرشتے ......۱...... جو تمہارے اعمال شمار کرتے ہیں) یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے اسکی روح قبض کرتے ہیں (ایک قراءت میں توفته کی جگہ توفاہ آیا ہے) ہمارے رسول (یعنی وہ فرشتے جو ارواح قبض کرنے پر مامور ہیں) اور وہ کوتاہی نہیں کرتے (دیئے گئے حکم کے بارے میں) پھر وہ (یعنی خلق) پھیری جاتی ہے اپنے مولا (اپنے مالک) کی طرف جو حق ہے (یعنی موجود ہے انصاف کرنے والا ہے پس وہ انہیں ان کے کئے کا بدلہ دیگا) سنتا ہے اسی کا حکم ہے (جو قضاء ان میں نافذ ہوتی ہے وہ اسی کی ہے) اور وہ سب سے بڑا جلد حساب کرنے والا ہے (وہ تمام خلق کا حساب دنیاوی دنوں کے نصف دن کی مقدار میں کرلے گا جیسا کہ حدیث میں ہے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ اہل مکہ سے) وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے (جنگل اور دریا کے خوف سے جو تمہیں سفر میں پہنچتے ہیں، اس وقت) تم اسے پکارتے ہو اعلانیہ طور پر (تضرعا بمعنی علانية ہے) اور آہستہ (کہتے ہو خفية بمعنی سرًّا ہے) کہ اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) وہ ہمیں بچادے (اور ایک قراءت میں انجانا ہے یعنی اللہ ﷻ اگر بچالے) اس سے (یعنی ظلمتوں اور شدائد سے) تو ہم ضرور شاکرین (یعنی مومنین میں سے ہوجائینگے) تم فرماؤ (ان سے) اللہ تمہیں نجات دیتا ہے (ینجیکم کو تخفیف اور تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس سے اور ہر کرب (یعنی ہر غم سے) پھر تم شریک ٹھراتے ہو (اس کا) تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے ......۲...... تمہارے اوپر سے (یعنی آسمان سے جیسا کہ پتھر کی بارش یا چنگھاڑ) یا تمہارے پاؤں کے تلے سے (جیسا کہ دھنسا دیا جانا) یا تمہیں خلط ملط کردے (یلبسکم بمعنی یخلطکم ہے) مختلف گروہ کرکے (مختلف خواہشات رکھنے والے گروہ کرکے) اور ایک کو دوسرے کی

سختی چکھائے (جنگ کے ذریعے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ان کا عذاب اللہ ﷻ کے عذاب سے کہیں ہلکا ہے اور جب اس سے ماقبل آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ ﷻ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ امام مسلم نے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب ﷻ سے عرض کی کہ میری امت آپس میں نہ لڑے پس اس نے مجھے اس دعا سے روک دیا، دوسری حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہونے والی بات ہے اور اس آیت کے نازل ہونے بعد اس کی تاویل نہیں آئی) دیکھو ہم کیوں کر بیان کرتے ہیں (انکے لئے، نصرف بمعنی نبین ہے) آیتیں (جو ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہیں) کہ کہیں انکو سمجھ ہو (وہ جانیں کہ جن باتوں میں وہ جے ہیں وہ باطل ہیں) اور اسے جھٹلایا (یعنی قرآن کو) تمہاری قوم نے اور یہی حق (یعنی سچ) ہے پھر تم فرماؤ (ان سے) تم پر کچھ کڑوڑا نہیں (کہ تمہیں تمہارے کیئے کا بدلہ دوں، سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں تمہیں اللہ ﷻ کی طرف بلاتا ہوں اور یہ حکم جہاد سے پہلے کا ہے) ہر خبر (نبا بمعنی خبر ہے) کا ایک وقت مقرر ہے (اس میں وہ خبر واقع اور مستقر ہوگی اور انہی میں سے تمہیں عذاب دینا بھی ہے) اور عنقریب جان جاؤ گے (یہ انکے لیے دھمکی ہے) اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے کہ ہماری آیتوں میں پڑے ہیں......ﵢ......(یعنی قرآن کے ساتھ استہزاء کرنے میں پڑے ہیں) تو ان سے منہ پھیر لے (اور ان کے ساتھ نہ بیٹھ) جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں (امّا، میں ان شرطیہ کا نون میم زائدہ میں مدغم ہو رہا ہے) تجھے بھلا دے (ینسینک اسے پہلے نون کے سکون اور ''سین'' کی تخفیف کے ساتھ نیز نون مفتوحہ اور سینِ مشددہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) شیطان (اور تم انکے ساتھ بیٹھ جاؤ) تو یاد آئے پر (الذکری بمعنی تذکرۃ ہے) ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (یہاں بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لایا گیا ہے، مسلمانوں نے کہا کہ ہم مسجد میں بیٹھنے اور طواف کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے کہ کفار وہاں ہر وقت بیہودہ گوئی کرتے رہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی) اور (اللہ ﷻ) سے ڈرنے والوں پر ان کے (یعنی بیہودہ گوئی کرنے والے کے) حساب سے (من زائدہ ہے) کچھ نہیں (جب کہ وہ انکی مجلس میں بیٹھیں) لیکن (ان پر لازم ہے) نصیحت کرنا (ان لوگوں کو اور وعظ کرنا کہ) شاید وہ باز آئیں (بیہودہ گوئی سے) اور چھوڑ دے (ذر بمعنی اترک ہے) انکو جنہوں نے اپنا دین (جس کے وہ مکلف تھے) ہنسی کھیل بنا لیا (اپنے دین کا مذاق اڑا کر) اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا (تو آپ ﷺ انکے در پے نہ ہوں اور یہ حکم فرضیتِ جہاد سے پہلے کا ہے) اور نصیحت دو (ذکر بمعنی عظ ہے) اس سے (یعنی قرآن سے لوگوں کو تاکہ) کوئی جان پکڑی نہ جائے (ہلاکت میں نہ پڑ جائے) اپنے کمائے پر (یعنی اپنے کیئے ہوئے عمل پر) اللہ کے سوا اسکا کوئی نہیں (دون بمعنی غیر ہے) حمایتی (ولی بمعنی ناصر ہے) اور نہ سفارشی (جو اسے عذاب سے بچالے) اور اگر اپنے عوض سارے فدیہ دے دے (تعدل بمعنی تفدی ہے) تو اس سے نہ لئے جائیں (دیا ہوا فدیہ) یہ ہیں وہ جو اپنے کیے پر پکڑے گئے انہیں پینے کا کھولتا پانی (حمیم کا معنی ہے کھولتا پانی) اور دردناک عذاب......ﵣ......(الیم بمعنی مؤلم ہے)

بدلہ انکے کفر کا ("بما کانوا یکفرون" بمعنی "بکفرھم" ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھو القاھر فوق عبادہ و یرسل علیکم حفظۃ حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون﴾۔

و: مستانفہ...... ھو: مبتدا...... القاھر: ذوالحال...... فوق عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ...... یرسل علیکم حفظۃ: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول...... حتی: جار...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء احدکم الموت: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... توفتہ: فعل ومفعول...... رسلنا: ذوالحال، وھم لا یفرطون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ھو القاھر" پر معطوف ہے۔

﴿ثم ردوا الی اللہ مولھم الحق﴾۔

ثم: عاطفہ...... ردوا: فعل مجہول با نائب الفاعل...... الی: جار...... اللہ: موصوف...... مولاھم: موصوف، الحق: صفت، ملکر صفت اپنے موصوف سے ملکر مجرور ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ماقبل...... "توفتہ" پر معطوف ہے۔

﴿الا لہ الحکم وھو اسرع الحسبین﴾۔

الا: اداۃ تنبیہ...... لہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الحکم: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... ھو: مبتدا، اسرع الحاسبین: خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل من ینجیکم من ظلمت البر والبحر تدعونہ تضرعا وخفیۃ﴾۔

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، ینجی: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، تدعونہ: فعل واو ضمیر ذوالحال، تضرعا وخفیۃ: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر فاعل "ہ" ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، من: جار، ظلمت: مضاف، البر: معطوف علیہ والبحر: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿لئن انجنا من ھذہ لنکونن من الشکرین﴾۔

لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... انجنا من ھذہ: ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ، نکونن: فعل ناقص بااسم...... من الشکرین: ظرف خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم تشرکون﴾۔

قل: قول...... اللہ: مبتدا...... ینجیکم: فعل بافاعل ومفعول...... منھا: جار مجرور، ملکر معطوف علیہ...... ومن کل

کرب : جارمجرور ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ثم : عاطفہ،انتم : مبتدا...... تشکرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض﴾.

قل : قول......هو : مبتدا......القادر : اسم فاعل بافاعل...... علی : جار......ان: مصدریہ...... یبعث علیکم : فعل بافاعل وظرف لغو،عذابا: موصوف......من فوقکم: جارمجرور معطوف علیہ...... او من تحت ارجلکم: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر معطوف علیہ...... او:عاطفہ، یلبس: فعل بافاعل...... کم : ضمیر ذوالحال،شیعا: حال،ملکر مفعول،ملکر معطوف اول، یذیق بعضکم باس بعض: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر مقولہ،ملکر قولیہ مستانفہ۔

﴿انظر کیف نصرف الایت لعلهم یفقهون﴾.

انظر : فعل بافاعل...... کیف : اسم استفہام حال مقدم...... نصرف : فعل ونحن ضمیر مستتر ذوالحال،ملکر فاعل...... الایت : ذوالحال......لعلهم یفقهون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکذب به قومک وهو الحق قل لست علیکم بوکیل﴾.

و: مستانفہ...... کذب : فعل...... ب: جار...... ہ: ضمیر ذوالحال...... وهو الحق : جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور...... قومک: فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... قل: قول...... لست : فعل ناقص بااسم ......علیکم: ظرف لغو مقدم...... ب: زائد ،وکیل: صفت مشبہ بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لکل نبا مستقر وسوف تعلمون﴾.

لام: جار...... کل نبا: مرکب اضافی مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... مستقر: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... سوف : حرف استقبال...... تعلمون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا رایت الذین یخوضون فی ایتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره﴾.

و: مستانفہ...... اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... رایت: فعل بافاعل...... الذین : موصول ،یخوضون فی ایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... اعرض عنهم: فعل بافاعل وظرف لغو......حتی : جار......یخوضوا: فعل بافاعل...... فی : جار......حدیث: موصوف......غیره: صفت،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ہوکر جواب شرط مستانفہ۔

﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ﴾

و: مستانفہ ان: شرطیہ ما: زائدہ ینسینک الشیطن: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ لاتقعد: فعل نہی باقاعل، بعد الذکری: ظرف زمان، مع القوم الظلمین: ظرف مکان، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ﴾

و: مستانفہ ...... ما: نافیہ ...... علی: جار ...... الذین یتقون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ...... من حسابهم: ظرف مستقر حال مقدم ...... من: زائدہ ...... شیء: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وَلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾

و: عاطفہ ...... لکن: مہملہ مخففہ ...... ذکری: فعل محذوف "یذکرونهم" کیلئے مفعول ...... یذکرون: فعل وفاعل، هم: ضمیر ذوالحال ...... لعلهم یتقون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾

و: عاطفہ، ذر: فعل امر باقاعل، الذین: موصول، اتخذوا: فعل باقاعل، دینهم: مفعول، لعبا ولهوا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ وغرتهم الحیوة الدنیا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر، صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ﴾

و: عاطفہ ...... ذکر به: فعل امر باقاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ ...... تبسل: فعل مجہول ...... نفس: موصوف ...... لیس: فعل ناقص ...... لها: ظرف مستقر خبر مقدم ...... من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم، ولی ولا شفیع: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر نائب الفاعل ...... بما کسبت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا﴾

و: عاطفہ ...... ان: شرطیہ ...... تعدل کل عدل: فعل باقاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ...... لایؤخذ: فعل نفی مجہول ...... منها: ظرف مستقر محلاً مرفوع نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿أُولٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا﴾

اولئک: مبتدا ...... الذین: موصول ...... ابسلوا: فعل مجہول ونائب الفاعل ...... بما کسبوا: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ﴾

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......شراب : موصوف...... من حمیم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ ......و: عاطفہ......عذاب الیم: مرکب توصیفی موصوف......بما کانوا یکفرون: ظرف مستقر،فعل محذوف"اعدلھم" کیلئے فعل مجہول و نائب الفاعل وظرف لغو وظرف مستقر،ملک جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وما علی الذین یتقون......☆مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہمیں گناہ کا اندیشہ ہے جبکہ ہم انہیں چھوڑ دیں اور منع نہ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتے نگہبان ھیں:

لے......فرشتے بنی آدم کے اچھے، برے، فرمانبرداری اور نافرمانی وغیرہ اقوال وافعال پر نگہبان ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے۔جب انسان نیک عمل کرتا ہے تو دائیں جانب والا اسے لکھ لیتا ہے اور جب برا عمل کرتا ہے تو (دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ نہ لکھ ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے، پھر اگر بندہ توبہ نہ کرے تو بائیں جانب والا فرشتہ لکھ لیتا ہے)۔ان فرشتوں کو انسان پر مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان اس بات کو جان لے کہ اسکے اقوال وافعال صحائف میں لکھے جارہے ہیں اور قیامت کے دن پڑھے جائیں گے۔اور یہ معاملہ انسانوں کے لئے انکے برے فعل اور معاصی سے زجر کرنے کے لیے ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿ ویرسل علیکم حفظة ﴾ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔قتادہ کا قول ہے کہ یہ فرشتے انسان کے رزق، اجل اور عمل کی حفاظت کرتے ہیں ﴿حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا﴾ یعنی ملک الموت کے مددگار فرشتے جو کہ انسان کی روح قبض کرنے پر معمور ہیں وہ روح قبض کرتے ہیں، پھر اگر اے سننے والے! تو یہ کہے کہ ایک مقام پر اللہ ﷻ نے یوں ارشاد فرمایا ہے ﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا﴾ اور دوسرے مقام پر اللہ ﷻ نے فرمایا کہ ﴿ قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم﴾ اور اوپر یہ آیت گزری کہ ﴿توفته رسلنا﴾ یعنی ہمارے رسول موت دیتے ہیں ہم توان آیات کے درمیان تطبیق کیسے ممکن ہے؟ میں اسکا جواب یہ دوں گا کہ حقیقت میں موت دینے والا اللہ ہی ہے۔چنانچہ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ ﷻ فرشتے کو اسکی روح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔اور ملک الموت اپنے اعوان کو یہی حکم صادر فرماتے ہیں، لہذا ملک الموت کے اعوان جب کسی بندے کی روح نکالتے ہوئے حلقوم تک پہنچتے ہیں تو بقیہ روح ملک الموت از خود نکالتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ ملک الموت اکیلے ہی کسی انسان کی روح قبض کرتے ہیں۔اور آیت مبارکہ میں رسلنا جمع کا صیغہ انکی تعظیم کی وجہ سے لائے ہیں۔مجاہد کا قول ہے کہ دنیا ملک الموت کے لئے ایک طشت کی

صورت میں بنائی گئی ہے وہ جہاں جانا چاہیں جاسکتے ہیں اور انکے اعوان انکے لئے ایسے کردیئے گئے کہ جب کسی جان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اسے ملک الموت کے پاس لے آتے ہیں اور پھر ملک الموت اسکی روح قبض کرتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس میں روزانہ ملک الموت دن میں دو مرتبہ نہ آتے ہوں۔ (الخازن، ج۲، ص ۱۲)

امت پر عذاب :

۲......قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ تم فرماؤ کہ اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے (جیسا کہ چنگھاڑ، پتھراؤ، ہوائیں اور آسمانی عذاب) یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (جیسے زلزلہ، دھنسنے اور غرق ہونے) کا عذاب، یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے۔ (روح المعانی ،الجزء السابع ،ص ۲۳۴)

☆......حضرت سعد بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ دوجہاں کے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم مسجد بنی معاویہ کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک اپنے رب عزوجل کے حضور مناجات کرتے رہے پھر فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا، میں نے اللہ عزوجل سے درخواست کی تھی کہ وہ میری امت کو غرق کرکے ہلاک نہ کرے یہ درخواست قبول ہوئی، میں نے اللہ عزوجل سے گزارش کی کہ وہ میری امت کو قحط میں مبتلا کرکے ہلاک نہ کرے یہ دعا بھی قبول ہوئی، میں نے اللہ عزوجل سے عرض کی کہ میرے امتی باہم لڑائی جھگڑا نہ کریں میری یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ (صحیح المسلم، کتاب الفتن، باب ھلاك ھذه الامة بعضھم برقم ۷۱۵٤/۲۸۹۰ :ص ۱٤۱٤)۔

☆......حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا میں نے اسکے مشارق و مغارب دیکھ لئے، میری امت کی بادشاہی زمین کی ان حدوں تک پہنچے گی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھیں ،اور مجھے سرخ و سفید (سونا و چاندی) دونوں عطا کردیئے گئے۔میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ میری امت کو عمومی قحط میں مبتلا کرکے ہلاک نہ کرے اور ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان سب کو ہلاک کردے اور یہ دعا بھی کی کہ امت تفرقہ بازی نہ کرے اور گروہ بندی میں نہ بٹے اور ایک دوسرے کو باہم فساد کا ذائقہ نہ چکھائے''، تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اے محمد! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاسکتا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے آپ کو یہ عطا فرمایا کہ میں انہیں عمومی قحط کے ذریعے ہلاک نہیں کروں گا، اور نہ ان پر کسی ایسے دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو انہیں نیست و نابود کردے بلکہ یہ ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے، قتل کریں گے، اور ناروا سلوک کریں گے'' اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں اور لیڈروں کا خوف ہے، جب میری امت میں تلوار چلنا شروع ہوگی تو قیامت تک نہیں رکے گی''۔ (مسند احمد، مسند الشامیین ،حدیث شداد بن اوس)

اللہ کی آیتوں میں پڑنا:

۳؎......اللہ کی آیتوں میں پڑنے سے مراد یہ ہے کہ انہیں جھٹلائے یا انکا مذاق اڑائے یا ان میں طعن کرے، آگے فرمایا کہ شیطان تجھے بھلادے یعنی وسوسے ڈال کر یہ ممانعت بھلادے تو جیسے ہی یاد آئے ان ظالموں سے الگ ہوجا (البیضاوی، ج ۱، ص ۴۹۸)

دردناک عذاب:

۴؎......ترمذی اور بیہقی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی اس کے سبب وہ جس عذاب میں ہوں گے وہ دگنا ہوجائے گا وہ فریاد کریں گے مدد مانگیں گے تو ضریع نامی کھانا ان کو دیا جائے گا، جو نہ تو انہیں فربہ کرے گا اور نہ کچھ بھوک دور کرے گا پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں کانٹے دار غذا کھانے کو دی جائے گی تب انہیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں پھندا لگانے والی اشیاء کو پانی سے اُتارتے تھے، تو وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے کانٹوں کے ساتھ کھولتا ہوا پانی ان کی طرف اُٹھایا جائے گا، پس جب یہ برتن ان کے منہ کے قریب پہنچے گے تو انکے چہرے اس گرم پانی کی شدت سے بھن جائیں گے، پس جب وہ پانی انکے پیٹوں میں داخل ہوگا تو پیٹ میں موجود اشیاء کو کاٹ کر رکھ دے گا تو وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلالاؤ! پس وہ جہنم کے داروغہ سے عرض کریں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ بس ایک دن کے لیے ہمارے عذاب میں کمی کردے! یہ سن کر وہ کہیں گے، کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں لے کر نہ آئے تھے؟ وہ کہیں گے، کیوں نہیں! تو فرشتے کہیں گے: ''**تو اب پکارو اور کافروں کی پکار نہیں مگر باطل**''۔

راوی کہتے ہیں پھر جہنمی کہیں گے (جہنم کے نگران فرشتے مالک علیہ السلام کو) پکارو تو وہ سب حضرت مالک علیہ السلام کو پکارنے لگیں گے اور کہیں گے اے مالک! اپنے رب سے کہہ کر وہ ہمارا فیصلہ فرمادے! راوی کہتے ہیں ان سے کہا جائے گا بے شک تمہیں (یہاں) ٹھرنا ہے۔

حضرت اعمش فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے جہنمیوں کی پکار اور سیدنا مالک علیہ السلام کے جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے راوی فرماتے ہیں ''تو جہنمی کہیں گے، تم اپنے رب کو پکارو تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ہے، تو وہ عرض کریں گے ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ○ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون: ۱۰۶،۱۰۷)﴾ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا ﴿قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (المومنون: ۱۰۸)﴾ دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں: اس وقت جہنمی ہر خیر و بھلائی سے مایوس ہوجائیں گے اور اس وقت گدھے کی طرح رینگنے لگیں گے اور ہائے حسرت! ہائے تباہی و بربادی! کی صدائیں لگائیں گے۔

ابن ابو حاتم اور ابو نعیم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ''جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی تو کھانے کے لیے انہیں تھوہڑ کا پیڑ دیا جائے گا، وہ اس میں سے کھائیں گے تو انکے چہرے اور جسم کی کھال کٹ جائے گی اور اگر کوئی گزرنے والا ان کے پاس سے گزرے تو انہیں انکی کھالوں اور چہروں کی وجہ سے پہچان لے، پھر ان پر پیاس کا عذاب ڈالا جائے گا تو وہ پانی مانگیں گے تو

انہیں سخت کھولتا ہوا پانی جس کی شدت اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہوگی پینے کے لیے دیا جائے گا۔ پس جب وہ اسے چہروں اور مونہوں کے قریب کریں گی تو اس کی کھالیں گر پڑیں گی۔ اور پیٹ میں موجود تمام اشیاء نکل جائیں گی وہ چل رہے ہوں گے اور ان کی آنتیں اور کھال گر رہی ہوگی پھر انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔ پس انکے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ سے گر جائے گا وہ موت کو پکارتے ہوں گے۔ (البدور السافرۃ، باب ضعام اھل النار وشرابھم، رقم: ۱۴۵۱ وغیرہ، ص ۴۳۸)

☆......☆وفی قراۃ...... الخ: توفاہ یہ فعل یا تو ماضی کا ہے اور اس سے تاء کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہاں تانیث مجازی ہے یا پھر یہ فعل مضارع کا صیغہ ہے اور اس کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے۔

مالکھم: "مولھم" کی تفسیر "مالکھم" سے کر کے مفسر نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ایک مقام پر فرماتا ہے: ﴿و انّ الکافرین لامولی لھم﴾ اور اس آیتِ کریمہ میں فرمایا: ﴿مولھم الحق﴾ ان دونوں آیات میں بظاہر تضاد ہے مفسر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ زیر بحث آیت میں لفظ "مولی" بمعنی "مالک" ہے اور آپ کی ذکر کردہ آیت میں مولی بمعنی ناصر ہے۔ فلہٰذا کوئی تضاد نہیں۔ لحدیث بذلک: اس کے علاوہ ایک روایت میں ہے: اللہ عزوجل تمام مخلوق کا حساب اتنی دیر میں کرے گا جتنی دیر میں آدمی بکری کا دودھ دوہ لیتا ہے۔

اھوالھما: "ظلمات" کی تفسیر "اھوال" سے کر کے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں ظلمات سے کنایۃً وہ احوال و شدائد مراد ہیں جو خشکی اور تری کے سفر میں بندوں کو درپیش آتے ہیں۔

الصدق: الحق کی تفسیر الصدق سے کر کے مفسر نے اس بات کی طرف تنبیہ کی ہے کہ چونکہ یہ کتاب منزل من اللہ ہے اسی لیے یہ صدق ہے یا پھر الحق کی تفسیر "الصدق" سے اس لیے کی ہے کہ اس کی پیشگوئیاں یقینی طور پر واقع ہونے والی ہیں۔

اذا جالسوھم: مراد یہ ہے کہ قرآنی آیات کا استہزاء کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے جب کہ وہ بالفعل اس یاوہ گوئی میں مصروف نہ ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھا جا سکتا ہے اسی طرح جو شخص انہیں سمجھانا چاہتا ہے اس برے کام سے منع کرنا چاہتا ہے وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے (لیکن اس صورت میں اس کا راسخ العلم عالم ہونا ضروری ہے کہ عوام الناس کو بدمذہبوں کے ساتھ مجالست کرنا سخت ممنوع ہے کما حقق امامنا احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ فی فتاواہ المبارکۃ۔

الذی کلفوہ: یعنی جس کے وہ لوگ مکلف ہیں مراد اس سے دینِ اسلام ہے۔ (الصاوی: ج ۲، ص ۱۸۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا﴾اَنَعْبُدُ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا﴾بِعِبَادَتِهٖ ﴿وَلَا یَضُرُّنَا﴾بِتَرْكِهَا وَهُوَ الْاَصْنَامُ ﴿وَنُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا﴾نَرْجِعُ مُشْرِكِیْنَ ﴿بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾اِلَى الْاِسْلَامِ ﴿كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ﴾اَضَلَّتْهُ ﴿الشَّیٰطِیْنُ

فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ ﴾ مُتَحَیِّرًا لَا یَدْرِیْ اَیْنَ یَذْهَبُ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ ﴿لَهٗ اَصْحٰبٌ ﴾رُفْقَةٌ ﴿یَّدْعُوْنَهٗ اِلَی
الْهُدَی ﴾اَیْ لِیَهْدُوْهُ اِلَی الطَّرِیْقِ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ﴿ائْتِنَا﴾فَلَا یُجِیْبُهُمْ فَیُهْلِکُ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْکَارِ وَجُمْلَةُ
التَّشْبِیْهِ حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ نُرَدُّ ﴿ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ﴾الَّذِیْ هُوَ الْاِسْلَامُ ﴿ هُوَ الْهُدٰی ﴾وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ
﴿وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ﴾اَیْ بِاَنْ نُّسْلِمَ ﴿ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۷۱)﴾﴿وَاَنْ﴾اَیْ بِاَنْ ﴿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ﴾تَعَالٰی
﴿ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ(۷۲)﴾تُجْمَعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْحِسَابِ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِالْحَقِّ﴾اَیْ مُحِقًّا ﴿وَ﴾اذْکُرْ ﴿یَوْمَ یَقُوْلُ ﴾لِلشَّیْءِ ﴿کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ هُوَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ لِلْخَلْقِ قُوْمُوْا
فَیَقُوْمُوْنَ ﴿ قَوْلُهُ الْحَقُّ﴾ اَلصِّدْقُ الْوَاقِعُ لَامَحَالَةَ ﴿ وَلَهُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ﴾ اَلْقَرْنِ ، اَلنَّفْخَةُ
الثَّانِیَةُ مِنْ اِسْرَافِیْلَ لَا مِلْکَ فِیْهِ لِغَیْرِهٖ (لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ؟ لِلّٰهِ)﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾مَاغَابَ
وَمَاشُوْهِدَ ﴿وَهُوَ الْحَکِیْمُ﴾فِیْ خَلْقِهٖ ﴿ الْخَبِیْرُ(۷۳)﴾بِبَاطِنِ الْاَشْیَاءِ کَظَاهِرِهَا ﴿وَ﴾اذْکُرْ ﴿اِذْ قَالَ
اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ﴾هُوَ لَقَبُهٗ وَاسْمُهٗ تَارِخُ﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً﴾تَعْبُدُهَا اِسْتِفْهَامُ تَوْبِیْخٍ ﴿ اِنِّیْۤ اَرٰىکَ
وَقَوْمَکَ﴾بِاتِّخَاذِهَا ﴿ فِیْ ضَلٰلٍ﴾عَنِ الْحَقِّ ﴿ مُّبِیْنٍ(۷۴)﴾بَیِّنٍ ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا اَرَیْنَاهُ اِضْلَالَ اَبِیْهِ
وَقَوْمِهٖ ﴿نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ ﴾مُلْکَ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾لِیَسْتَدِلَّ بِهٖ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِنَا﴿ وَلِیَکُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ(۷۵)﴾بِهَا وَجُمْلَةُ وَکَذٰلِکَ وَمَا بَعْدَهَا اِعْتِرَاضٌ وَعَطْفٌ عَلٰی قَالَ ﴿فَلَمَّا جَنَّ ﴾اَظْلَمَ
﴿عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا﴾قِیْلَ هُوَ الزُّهْرَةُ ﴿ قَالَ﴾لِقَوْمِهٖ وَکَانُوْا نَجَّامِیْنَ ﴿ هٰذَا رَبِّیْ﴾فِیْ زَعْمِکُمْ ﴿
فَلَمَّاۤ اَفَلَ﴾غَابَ ﴿ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ(۷۶)﴾اَنْ اَتَّخِذَهُمْ اَرْبَابًا لِاَنَّ الرَّبَّ لَایَجُوْزُ عَلَیْهِ التَّغْیِیْرُ وَالْاِنْتِقَالُ
لِاَنَّهُمَا مِنْ شَانِ الْحَوَادِثِ فَلَمْ یَنْجَعْ فِیْهِمْ ذٰلِکَ ﴿فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا﴾طَالِعًا ﴿ قَالَ﴾لَهُمْ ﴿ هٰذَا رَبِّیْ
فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ﴾یُثَبِّتْنِیْ عَلَی الْهُدٰی ﴿ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ(۷۷)﴾تَعْرِیْضٌ لِقَوْمِهٖ
عَلٰی ضَلَالٍ فَلَمْ یَنْجَعْ فِیْهِمْ ذٰلِکَ ﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا ﴾ذَکَّرَهُ لِتَذْکِیْرِ خَبَرِهٖ ﴿رَبِّیْ هٰذَاۤ
اَکْبَرُ﴾مِنَ الْکَوَاکِبِ وَالْقَمَرِ ﴿ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ ﴾وَقَوِیَتْ عَلَیْهِمُ الْحُجَّةُ وَلَمْ یَرْجِعُوْا ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ(۷۸)﴾بِاللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَجْرَامِ الْمُحْدَثَةِ الْمُحْتَاجَةِ اِلٰی مُحْدِثٍ ، فَقَالُوْا لَهٗ مَا
تَعْبُدُ؟﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ ﴾قَصَدْتُ بِعِبَادَتِیْ ﴿لِلَّذِیْ فَطَرَ﴾خَلَقَ ﴿ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾اَیِ اللّٰهَ ﴿
حَنِیْفًا ﴾مَائِلًا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ(۷۹)﴾بِهٖ ﴿وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ﴾جَادَلُوْهُ فِیْ دِیْنِهٖ وَهَدَّدُوْهُ

بِالْاَصْنَامِ اَنْ تُصِيْبَهٗ بِسُوْءٍ اِنْ تَرَكَهَا﴿ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ﴾بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ وَتَخْفِيْفِهَا بِحَذْفِ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ وَهِیَ نُوْنُ الرَّفْعِ عِنْدَ النُّحَاةِ ، وَنُوْنُ الْوِقَايَةِ عِنْدَ الْقُرَّاءِ ، اَتُجَادِلُوْنَنِیْ ﴿ فِی﴾وَحْدَانِيَّةِ ﴿ اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰانِ﴾تَعَالٰی اِلَيْهَا ﴿ وَلَا اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ ﴾مِنَ الْاَصْنَامِ اَنْ تُصِيْبَنِیْ بِسُوْءٍ لِعَدَمِ قُدْرَتِهَا عَلٰی شَیْءٍ ﴿اِلَّآ ﴾ لٰكِنْ ﴿اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْئًا ﴾مِنَ الْمَكْرُوْهِ يُصِيْبُنِیْ فَيَكُوْنَ ﴿وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴾اَیْ وَسِعَ عِلْمُهٗ كُلَّ شَیْءٍ﴿اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ(۸۰)﴾هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَكْتُمْ ﴾بِاللّٰهِ وَهِیَ لَاتَضُرُّ وَلَاتَنْفَعُ ﴿وَلَا تَخَافُوْنَ ﴾اَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ ﴿اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ﴾فِی الْعِبَادَةِ ﴿ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ﴾بِعِبَادَتِهٖ ﴿ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا﴾حُجَّةً وَبُرْهَانًا وَهُوَ الْقَادِرُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ ﴿ فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ﴾اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ﴿ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۸۱)﴾مَنِ الْاَحَقُّ بِهٖ اَیْ وَهُوَ نَحْنُ فَاتَّبِعُوْهُ قَالَ تَعَالٰی ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا﴾يَخْلِطُوْا ﴿اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾اَیْ شِرْكٍ كَمَا فُسِّرَ بِذٰلِكَ فِیْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ ﴿ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ﴾مِنَ الْعَذَابِ ﴿ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ(۸۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ کیا پوجیں (ندعوا بمعنی نعبد ہے) اللہ کے سوا جو ہمارا نہ بھلا کرے (اپنی عبادت پر) نہ برا کرے (عبادت ترک کرنے پر، مراد بت ہیں) اور الٹے پاؤں پلٹ دیئے جائیں بحالتِ شرک (نرد بمعنی نرجع ہے) بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی (اسلام کی) اور اس کی طرح جسے راہ بھلا دی (استھوتہ بمعنی اضلتہ ہے) شیطان نے......ا......، زمین میں حیران ہے (یعنی متحیر ہے نہیں جانتا کہ کہاں جائے لفظ حیران، استھوتہ کی ضمیر "ھا" سے حال ہے) اس کے رفیق (اصحب بمعنی رفقۃ ہے) اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں (تا کہ وہ اسے ہدایت دیں صحیح راستے کی طرف اور یہ اس سے کہتے ہیں) ادھر آ (تو وہ انہیں جواب نہیں دیتا پس وہ ہلاک ہو جاتا ہے، اور اندعو میں استفہام انکاری ہے اور جملہ تشبیہ "کالذی استھوتہ" نرد کی ضمیر سے حال ہے) تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت (مراد ہدایت سے اسلام ہے) ہدایت ہے (اور جو اس کے سوا ہے وہ گمراہی ہے) اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں (لنسلم بمعنی بان نسلم ہے) جو رب ہے سارے جہاں کا اور یہ کہ (ان بمعنی بان ہے) نماز قائم رکھو اور اس سے (اللہ ﷻ سے) سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے (کہ تم قیامت کے دن حساب کیلئے جمع کیے جاؤ گے) اور وہی حق ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے (بالحق بمعنی محقاً ہے) اور (یاد کرو) جس دن فنا ہوئی (ہر چیز) کو وہ کہے گا ہو جا فوراً وہ ہو جائے گی (وہ قیامت کا دن ہے جس دن وہ خلق سے کہے گا کھڑی ہو جا تو وہ کھڑی ہو جائے گی) اس کی

بات سچی ہے (لامحالہ اس کا قول سچ ہے) اور اسی کی سلطنت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا......۲......(الصور بمعنی القرن ہے جس دن اسرافیل علیہ السلام دوسری مرتبہ صور پھونکے گے اس دن اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہوگی) فرمائے گا: ﴿لمن الملک الیوم﴾ آج کس کی بادشاہت ہے ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا (غائب اور موجود سب کو جاننے والا) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی خلقت میں) خبردار ہے (اشیاء کے باطن پر جیسا کہ اسکے ظاہر پر مطلع ہے) اور (یاد کیجئے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا (آزر اس کا لقب تھا اور نام تارخ تھا) کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو (اسکی عبادت کرتے ہو "اتتخذ" میں ہمزہ استفہام توبیخی ہے) بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو (بتوں کو خدا بنانے کے حوالے سے) کھلی (مبین بمعنی بیّن ہے) گمراہی میں دیکھتا ہوں (جو حق سے دور ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کے باپ آزر......۳......اور قوم کی گمراہی دکھائی) ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی......۴......(تاکہ وہ اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کرے) اور اسلئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے (کذلک اور اسکے مابعد کی عبارت جملہ معترضہ ہے اور اس کا قال پر عطف ہے) پھر جب چھا گئی (جنّ بمعنی اظلم ہے) ان پر رات ایک تارا دیکھا......۵......(کہا گیا ہے کہ وہ تارا زہرۃ تھا) بولے (اپنی قوم سے اور وہ نجومی قوم تھی) یہ میرا رب ہے (تمہارے گمان کے مطابق) پھر جب وہ ڈوب گیا (افل بمعنی غاب ہے) بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے (کہ انہیں رب بناؤں کیونکہ رب کیلئے تغیر و انتقال جائز نہیں اسلئے یہ دونوں باتیں حادث ہونے کی علامت ہیں لیکن انہیں آپ کے اس استدلال نے فائدہ نہیں دیا) پھر جب چاند چمکتا (بازغا بمعنی طالعا ہے) دیکھا بولے (ان سے) اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ھدایت نہ کرتا (مجھے ھدایت پر ثابت نہ رکھتا) تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا (یہ جملہ ان کی قوم پر تعریض ہے کہ وہ گمراہ ہیں اور انہیں اس دلیل مذکور نے فائدہ نہ دیا) پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے (لفظ ھذا کو مذکر خبر کے مذکور ہونے کیوجہ سے لائے) میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے (یعنی ستاروں اور چاند سے) بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا (اور ان کے خلاف حجت قوی ہوگئی اور وہ کچھ جواب نہ دے سکے) کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو (اللہ عزوجل کا، بت اور دوسرے اجرام محدثہ جو کہ محتاج الی المحدِث ہیں، پھر ان مشرکوں نے پوچھا آپ کس کی عبادت کرتے ہیں؟) فرمایا میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا (یعنی میں نے اپنی عبادت سے اس کا قصد کیا) جس نے بنائے (فطر بمعنی خلق ہے) آسمان اور زمین (یعنی اللہ عزوجل نے) ایک اسی کا ہو کر (دین قیم کی طرف مائل ہوتے ہوئے) اور میں (اسکے ساتھ) شرک کرنے والوں میں سے نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی (ان سے انکے دین کے بارے میں اور ان کو بتوں سے خوف دلانے لگے کہ اگر بتوں کو چھوڑ دیا تو برائی پہنچے گی) کہا کیا مجھ سے جھگڑتے ہو (اتحاجونی کو نون کی تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ایک نون کے حذف کے ساتھ بھی پڑھا گیا، نحویوں کے نزدیک نون رفع حذف ہوگا اور قراء کے نزدیک نون وقایہ محذوف

ہوگا"اتحاجونی" بمعنی "اتجادلوننی" ہے) اللہ (کی وحدانیت) کے بارے میں اور وہ مجھے راہ بتا چکا (اپنی وحدانیت کی طرف) اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو (یعنی بتوں کا کہ وہ مجھے برائی پہنچائیں کیونکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے) لیکن (الا بمعنی لـکـن ہے) میرا ہی رب کوئی بات چاہے (کہ کوئی ناپسند چیز مجھے پہنچ جائے تو وہ پہنچ جائے گی) میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے ("وسع ربی کل شئی علما" بمعنی "وسع علمه کل شئی" ہے) تو کیا تم (اس) نصیحت کو نہیں مانتے (کہ ایمان لے آؤ) اور میں ان سے کیوں کر ڈروں جنہیں تم نے شریک ٹھہرایا ہے حالانکہ (اللہ کا وہ بت نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع دیں) اور تم (اللہ ﷻ سے) نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک (عبادت میں) اسکو ٹھہرایا جس کی (عبادت کرنے کی نہ اتاری) اس نے تم پر کوئی سند (یعنی حجت اور دلیل اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے (ہم یا تم؟) اگر تم جانتے ہو (کہ اس امن کا زیادہ حق دار کون ہے یعنی امن کے مستحق ہم ہیں لہذا تم اسی کی پیروی کرو، اللہ ﷻ نے فرمایا کہ) اور جو ایمان لائے اور نہ آمیزش کی (یلبسوا بمعنی یخلطوا ہے) اپنے ایمان میں کسی ناحق کی (یہاں ظلم بمعنی شرک ہے جیسا کہ اس کی تفسیر صحیحین کی حدیث میں ہے) انہیں کیلئے امان ہے (عذاب سے) اور وہی راہ پر ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل اندعوا من دون الله ما لا ينفعنا و لا يضرنا﴾.

قل: قول...... همزه: حرف استفہام، ندعوا: فعل با فاعل...... من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم بما: موصولہ، لا ينفعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لا يضرنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ونرد على اعقابنا بعد اذ هدنا الله كالذى استهوته الشيطين فى الارض حيران﴾.

و: عاطفہ...... نرد: فعل مجہول ونحن ضمیر مستتر ذوالحال، على اعقابنا: ظرف مستقر حال اول...... كاف: جار، الذى: موصول، استهوت: فعل...... ہ: ضمیر ذوالحال، حيران: حال، ملکر مفعول، الشيطين: فاعل...... فى الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر حال ثانی، ملکر نائب الفاعل...... بعد اذ هدنا الله: ظرف، ملکر ماقبل "ندعوا" پر معطوف ہے۔

﴿له اصحب يدعونه الى الهدى ائتنا﴾.

له: ظرف مستقر خبر مقدم، اصحب: موصوف، يدعون: فعل واو ضمیر ذوالحال، ائتنا: جملہ فعلیہ قول محذوف "يقولون" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، الى الهدى: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ان هدى الله هو الهدى و امرنا لنسلم لرب العلمين﴾.

قل: قول، ان هدى الله: حرف مشبہ واسم، هو الهدى: جملہ اسمیہ خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرنا: فعل مجہول ونائب

الفاعل،لام: جار،نسلم لرب العلمین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مئوول ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ﴾.

و: عاطفہ...... ان: مصدریہ...... اقیموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واتقوہ: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر بتاویل مصدر ماقبل "نسلم" کے محل پر معطوف ہے "ای امرنا لنسلم لرب العلمین وان اقیموا الصلوۃ"

﴿وھو الذی الیہ تحشرون وھو الذی خلق السموت والارض بالحق﴾.

و: مستانفہ،ھو: مبتدا،الذی: موصول،الیہ تحشرون: صلہ ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ.و: مستانفہ ھو: مبتدا، الذی: موصول،خلق: فعل ضمیر مستتر ذوالحال، بالحق: حال،ملکر فاعل،السموت والارض: مفعول،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویوم یقول کن فیکون﴾.

و: مستانفہ ......یوم: مضاف...... یقول: قول...... کن: فعل امر بافعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... یکون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قولہ الحق ولہ الملک یوم ینفخ فی الصور﴾.

قولہ: مرکب اضافی مبتدا...... الحق: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......لہ: ظرف مستقر خبر مقدم ......الملک: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ...... یوم: مضاف......ینفخ: فعل مجہول...... فی الصور: ظرف مستقر فی محلا مرفوع نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر ماقبل "یوم یقول" سے بدل ملکر ظرف ماقبل فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿علم الغیب والشھادۃ وھو الحکیم الخبیر﴾.

علم: مضاف...... الغیب: معطوف علیہ...... والشھادۃ: معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: مستانفہ...... ھو: مبتدا...... الحکیم: خبر اول...... الخبیر: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ قال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصناما الھۃ﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف...... قال ابرھیم: فعل وفاعل...... لام: جار......ابیہ: مبدل منہ ......ازر: بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......ھمزہ: حرف استفہام......تتخذ اصناما الھۃ: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اراک وقومک فی ضلال مبین﴾.

انی: حرف مشبہ واسم ......اری: فعل بافاعل...... ک: معطوف علیہ...... وقومک: معطوف،ملکر ذوالحال ......فی

ضلل مبین: ظرف مستقر حال، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و کذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض﴾.

و: معترضہ...... کذلک: ظرف مستقر "ابصار" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، نری ابراھیم: فعل بافاعل ومفعول اول...... ملکوت السموت والارض: مفعول ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿ولیکون من الموقنین فلما جن علیہ الیل راکوکبا قال ھذا ربی﴾.

و: عاطفہ...... لام: جار...... یکون من الموقنین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "فعلنا ذلک" کیلئے "فعلنا ذلک" فعل بافاعل ومفعول وظرف مستقر ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... جن علیہ الیل: جملہ فعلیہ شرط...... راکوکبا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ...... قال قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فلما افل قال لا احب الافلین فلما را القمر بازغا قال ھذا ربی﴾.

ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... افل: جملہ فعلیہ شرط...... قال: قول...... لا احب الافلین: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... را: فعل بافاعل...... القمر: ذوالحال...... بازغا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... افل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ، لم یھدنی ربی: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکید...... اکونن: فعل ناقص بااسم...... من القوم الضالین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قائم مقام جواب شرط ملکر جواب، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما راالشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... را الشمس بازغۃ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ اول...... ھذا اکبر: جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افلت قال یقوم انی بریء مما تشرکون﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، افلت: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، یقوم: جملہ ندائیہ، انی: حرف مشبہ واسم، بریء: اسم فاعل بافاعل، مما تشرکون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین﴾.

انی: حرف مشبہ واسم...... وجھت: فعل ت ضمیر ذوالحال...... حنیفا: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ما: مشابہ بلیس،
ان: اسم......من المشرکین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل...... وجھی: مفعول......للذی
فطر السموت و الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ وقد ھدن﴾.

و: مستانفہ، حاجہ: فعل ومفعول، قومہ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قال: قول،ھمزہ: حرف استفہام، تحاجون:
فعل بافاعل،نی: نون وقایہ ی ضمیر ذوالحال،وقدھدن: جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول، فی اللہ: ظرف لغو،ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا اخاف ماتشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا﴾.

و: مستانفہ،اخاف: فعل بافاعل،ما: موصولہ،تشرکون بہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول، الا: استثناء،ان: مصدریہ،یشاء ربی
شیئا: جملہ بتاویل مصدر ملکر مبتدا،خبر محذوف لکن مشیئۃ ربی اخافہا شیئا۔

﴿وسع ربی کل شیء علما افلا تتذکرون﴾.

وسع: فعل......ربی: ممیز...... علما: تمیز،ملکر فاعل...... کل شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ: حرف استفہام،
ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اتعرضون عن التامل فی الھتکم جمادات لاالتضرو لاتنفع"،لاتتذکرون: جملہ فعلیہ۔

﴿وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ مالم ینزل بہ علیکم سلطنا﴾.

و: مستانفہ...... کیف: اسم استفہام حال مقدم...... اخاف: فعل انا ضمیر مستتر ذوالحال،ملکر فاعل...... مااشرکتم:
مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ...... لاتخافون: فعل نفی بافاعل...... انکم: حرف مشبہ واسم...... اشرکتم باللہ: فعل
بافاعل وظرف لغو...... ما: موصولہ...... لم ینزل بہ: فعل نفی بافاعل وظرف لغو...... علیکم: ظرف مستقر حال مقدم...... سلطنا:
ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون﴾.

ف: مستانفہ...... ای الفریقین: مرکب اضافی مبتدا......احق بالامن: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ان
: شرطیہ......کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاخبرونی ای الفریقین احق بالاتباع" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون﴾.

الذین: موصول...... امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولم یلبسوا ایمانھم بظلم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا
،اولئک: مبتدالھم الامن: جملہ اسمیہ بر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......ھم مھتدون: جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطانی راہ:

۱......شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور ہمیشہ انسان کو برائی ہی کی دعوت دیتا ہے۔ سدی کا قول ہے کہ کفار مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہمارے طریقے کی پیروی کرو اور دین محمدی کو چھوڑ دو اس پر اللہ عزوجل کا یہ فرمان نازل ہوا ﴿قل اندعوا من دون اللہ الخ ﴾ یعنی تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو نہ ہمارا بھلا کرے نہ برا اور اپنی ایڑیوں پر پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی، ہماری مثال تو پھر ایسی ہوگی جسے کسی شیطان نے بہکا دیا ہو ایمان لانے کے بعد اگر تم کفر کرو تو تمہاری مثال ایسے مسافر کی سی ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر کو روانہ ہوا لیکن راستہ بھول گیا اور شیطان نے اسے بھٹکا کر حیرت کے دلدل میں پھنسا دیا اب وہ تصویر حیرت بنا کھڑا ہے اس کے ساتھی سیدھی راہ پر گامزن ہیں اور اسے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں لیکن وہ انکار کر دیتا ہے اور اپنی ضد پر ہی ڈٹا رہتا ہے۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو جاننے کے باوجود بھی جان بوجھ کر بھی گمراہ لوگوں کی پیروی کرتا ہے سیدھی راہ کی طرف بلانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سیدھی راہ سے مراد دین اسلام ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ استھوتہ کا مطلب ہے کہ شیطان نے اسے گمراہ کر دیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ۱۸۲)

صور کے بارے میں احادیث:

۲......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ: "قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ"، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سینگ ہے کہ جس میں پھونکا جائے گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء فی شأن الصور، برقم: ۲٤٣٨، ص ۷۰۳)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے فتنوں سے متعلق ایک طویل حدیث ذکر فرمائی جس میں صور سے متعلق یہ مضمون ہے: "پھر صور پھونک دیا جائے گا جو شخص بھی اس کو سنے گا وہ ایک طرف گردن جھکا لے گا اور دوسری طرف سے اٹھا لے گا۔ جو شخص سب سے پہلے اسکی آواز سنے گا وہ اپنے اونٹ کا حوض درست کر رہا ہوگا وہ اس آواز کو سنتے ہی بیہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزوجل شبنم کی طرح ایک بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے جسم اگ پڑیں گے۔ پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر لوگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے ندا ہوگی کہ لوگو! اپنے رب کے قریب آؤ فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو کھڑا کرو، ان سے سوال کیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ دوزخ کے لئے ایک گروہ نکالو، کہا جائے گا کتنے لوگوں کا؟ جواب کے طور پر کہا جائے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کا"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ وہ دن ہے کہ بچوں کو بوڑھا کر دے گا

اورساق کھول دی جائے گی۔ (صحیح مسلم،کتاب الفتن،باب فی خروج الدجال،رقم ۷۲۷۵/۲۹۴۰،ص۱۴۴۲)

☆...... عن ابی سعید عن النبی قال :"کیف انعم ؟وقد التقم صاحب القرن القرن وحنی جبھتہ واصغی سمعہ ینظر متی یومر" قالوا یا رسول اللہ فما نقول لہ قال:" قولوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''میں کس طرح نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں ؟ حالانکہ صور پھونکنے والے نے اپنے منہ میں صور لیا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے اس میں پھونکنے کا حکم دیا جائے ،اور وہ اس میں پھونکے'' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھیں؟ فرمایا:''یوں کہو کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے''۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۴۲)

آزر کون تھا؟

☆...... قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں،قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراھیم واسمعیل و اسحٰق الٰھا واحدا﴾ اس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عم (چچا) ہیں۔حدیث شریف میں بھی نبی پاک ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ فرمایا رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ۱۶۰)

ابن ابی حاتم اور حاتم ابوشیخ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا اور آزر بت پرست تھا۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۴۴)

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا یا تارخ،متاخرین مفسرین کی تحقیق یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والدِ ماجد کا نام تارخ تھا اسی بات کو امام اہلسنت فاضلِ بریلوی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سیر:

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی سیر کرائی اور مجاہد اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو آسمان وزمین کی نشانیاں دکھائیں۔اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چٹان پر کھڑے ہوگئے اور آپ علیہ السلام کے لئے آسمان کے غیوبات مکشوف کردیے گئے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے عرش،کرسی اور آسمان کے تمام عجائبات کا مشاہدہ فرمالیا،یہاں تک کہ جنت میں اپنے مقام کو بھی دیکھ لیا اسی لئے اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا کہ ﴿واٰتینٰہ اجرہ فی الدنیا﴾ یعنی ہم نے انہیں جنت میں انکا مقام دکھادیا اور انکے لئے زمین کے غیوبات بھی مکشوف کردیے گئے یہاں تک کہ

آپ علیہ السلام نے زمین کے سب سے نچلے طبقے کو دیکھ لیا اور زمین کے تمام عجائبات کو جان لیا۔ ایک قول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان وزمین کی سیر فرما رہے تھے اس وقت آپ علیہ السلام نے ایک آدمی کو فحاشی میں مبتلا پایا، آپ علیہ السلام نے اسکے لئے دعائے ضرر فرمائی جس سے وہ ہلاک ہوگیا، آپ علیہ السلام نے دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی کرتا پایا اور اسکے لئے بھی دعائے ضرر فرمائی جس سے وہ ہلاک ہوگیا، جب تیسرے شخص کو بھی اسی حال میں پا کر دعائے ضرر کرنا چاہی تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''تم مستجاب الدعوات ہو لہٰذا تم میرے بندوں کے لئے دعائے ضرر نہ کرو کیونکہ میرے بندوں کے ساتھ میرے تین اقسام کے تعلق ہیں ایک ایسے کہ جب وہ مجھ سے معافی چاہیں میں انہیں معاف کر دیتا ہوں، دوسرے وہ کہ میں انکے جسموں سے ایسی جان نکالتا ہوں جو میری بندگی کریں یا وہ کہ میں انہیں اپنی جانب اٹھا لوں اور اگر چاہوں تو ان پر عذاب کروں یا چاہوں تو معاف کر دوں''۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے: ''اگر پھر بھی (ایمان سے منہ پھیرے) تو جان لے کہ جہنم اس کی تاک میں ہے''۔ قتادہ کا قول ہے کہ ملکوت السموات سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں جبکہ ملکوت الارض سے مراد پہاڑ، درخت اور دریا ہیں (الخازن، ج ۲، ص ۱۲۶)۔

نمرود کا خواب:

۵......علمائے تفسیر اور اصحاب اخبار و سیر کا بیان ہے کہ نمرود ابن کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا۔ سب سے پہلے اسی نے تاج سر پر رکھا۔ یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا۔ کاہن اور منجم کثرت سے اسکے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے اس کی روشنی کے سامنے آفتاب ماہتاب بالکل بے نور ہوگئے، اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا کاہنوں سے تعبیر دریافت کی انہوں نے کہا کہ اس سال تیری قلمرو میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرے زوال ملک کا باعث بنے گا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے۔ یہ خبر سن کر وہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں۔ اور اس کے نگہبانی کے لئے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا تقدیرات الٰہیہ کو کون ٹال سکتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اسکی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا ہے لیکن چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی عمر کم تھی اسلئے انکا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا۔ جب زمانہ ولادت قریب ہوا تو آپ علیہ السلام کی والدہ اس تہہ خانے میں چلی گئیں جو آپ علیہ السلام کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کر رکھا تھا۔ وہاں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ علیہ السلام رہے۔ پتھروں سے اس تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ علیہ السلام اپنی سر انگشت چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام بہت جلد بڑھتے تھے ایک مہینے میں اتنا جتنا دوسرے بچے ایک سال میں، اس میں اختلاف ہے کہ آپ علیہ السلام تہہ خانے میں کتنا عرصہ رہے؟۔ بعض کہتے ہیں کہ سات برس، بعض تیرہ برس اور بعض سترہ برس کہتے ہیں۔ یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی ابتداء ہستی سے تمام اوقات وجود میں عارف ہوتے

ہیں۔ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا میرا پالنے والا کون ہے؟انہوں نے کہا میں،فرمایا تمہارا رب کون ہے؟انہوں نے کہا تمہارے والد،فرمایا ان کا رب کون ہے؟اس پر والدہ نے کہا خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتداء ہی سے توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرمادیا۔اور جب ایک سوراخ کی راہ سے رات کو آپ علیہ السلام نے زہرہ اور مشتری ستارہ کو دیکھا تو اقامت حجت شروع کردی کیونکہ اس زمانے کے لوگ بت اور کواکب کی پرستش کیا کرتے تھے،تو آپ علیہ السلام نے انہیں نفیس اور دل نشین پیرایہ میں نظر واستدلال کی طرف رہنمائی کی جس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عالم بتمامہ حادث ہے الہٰ نہیں ہوسکتا وہ خود موجد ومدبر کا محتاج ہے جس کے قدرت واختیار سے اس میں تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ (خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ۱٦٤)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہے چنانچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○(ابراھیم ٤٠،٤١)﴾۔

☆......☆محقا:"بالحق" کی تفسیر محقا سے کر کے اشارہ کردیا کہ یہ جار مجرور محذوف شبہ فعل سے متعلق ہوکر حال بن رہا ہے۔

ما غاب وما شوھد: یاد رہے یہ ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ اللہ عزوجل کے لیے تو سب شہادت ہے اس کے لیے کوئی چیز غیب نہیں بلکہ جو زمینوں کی تہہ میں،آسمانوں کی بلندیوں میں ہے سب کا سب اس کے لیے برابر ہے اس پر کوئی بھی شے مخفی نہیں۔

یثبتنی علی الھدی:"لم یھدنی" کی تفسیر بایں طور پر کر کے مفسر نے اس بات کی طرف تنبیہ کی ہے کہ اصل ہدایت انبیاء کرام کو ان کی خلقت اور فطرت کے اعتبار سے حاصل ہوتی ہے اصلِ ہدایت کی نفی کا ان سے تصور کبھی نہیں کیا جاسکتا۔(الصاوی،ج۲،ص ۱۹۱ وغیرہ)۔

ای بان اقیموا :اس جملے سے مفسر نے باری تعالیٰ کے فرمان"وان اقیموا" کے"لنسلم" پر معطوف ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے جیسا کہ ہمیں نماز قائم کرنے اور پرہیزگاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

القرن :مفسر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں قرن سے کونسا قرن مراد ہے؟علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مراد وہ قرن ہے جس میں صور پھونکا جائے گا،ایک قول جو کہ مجاہد نے حضرت ابن عمرو بن العاص سے مروی حدیث سے حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ بتائیں صور کیا ہے؟سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا:جس میں پھونکا جائے گا۔کما اریناہ :کی تفسیر مفسر نے"کذلک نری ابراھیم" سے کی تاکہ بیان کردیا جائے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو عین نگاہ بصیرت سے چچا آزر اور اس کی قوم کو حق پر نہ ہونا دکھا دیں،پس اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی مخالفت کی،اسی طرح زمین وآسمان کی سیر ظاہری آنکھوں سے کرادی۔

لقومه: قوم نے زہرہ ستارے کو دیکھ کر اپنا معبود سمجھ لیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی ہدایت، ان کے باطل عقیدے کے بطلان اور اپنے حساب سے ان کے ایمان لے آنے کے گمان سے انہیں تبلیغ فرمائی، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ان سے کلام کیا نہ کہ اعتقاد رکھتے ہوئے۔ وکانوا نجامین: ساتھ ہی مفسر علیہ الرحمۃ نے اس جملے سے یہ بھی بیان کر دیا کہ قوم ستاروں کی عبادت کرنے لگی جیسا کہ سورج اور چاند وغیرہ کی عبادت کرتی تھی۔

فی زعمکم: "ھذا ربی" کی تفسیر "فی زعمکم" سے کر کے بیان کر دیا کہ "ھذا ربی" جملہ خبریہ ہے نہ کہ استفہامیہ۔

وھددوہ: کا عطف تفسیری جادلوہ پر ہے، یعنی قوم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنا بغیر دلیل کے تھا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان سے مکالمہ کرنا دلیل سے تھا، پس دونوں مقامات میں فرق ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۳۷۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۶

﴿وَتِلْکَ﴾مُبْتَدَاءٌ وَیُبْدَلُ مِنْهُ ﴿حُجَّتُنَا﴾اَلَّتِیْ اِحْتَجَّ بِهَا اِبْرَاهِیْمُ عَلٰی وَحْدَانِیَّةِ اللّٰهِ، اُفُوْلِ الْکَوْکَبِ وَمَا بَعْدَهُ وَالْخَبَرُ ﴿اٰتَیْنٰهَا اِبْرٰهِیْمَ﴾اَرْشَدْنَاهُ لَهَا حُجَّةً ﴿عَلٰی قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾بِالْاِضَافَةِ وَالتَّنْوِیْنِ فِی الْعِلْمِ وَالْحِکْمَةِ ﴿اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ﴾فِیْ صُنْعِهٖ ﴿عَلِیْمٌ(۸۳)﴾بِخَلْقِهٖ ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ﴾اِبْنَهٗ ﴿کُلًّا﴾مِنْهُمَا ﴿هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ﴾اَیْ قَبْلَ اِبْرَاهِیْمَ ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ﴾اَیْ نُوْحٍ ﴿دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ﴾اِبْنَهٗ ﴿وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ﴾اِبْنَ یَعْقُوْبَ ﴿وَمُوْسٰی وَهٰرُوْنَ وَکَذٰلِکَ﴾کَمَا جَزَیْنَاهُمْ ﴿نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ(۸۴)﴾ ﴿وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی﴾اِبْنَهٗ ﴿وَعِیْسٰی﴾اِبْنَ مَرْیَمَ یُفِیْدُ اَنَّ الذُّرِّیَّةَ تَتَنَاوَلُ اَوْلَادَ الْبِنْتِ ﴿وَاِلْیَاسَ﴾اِبْنَ اَخِیْ هٰرُوْنَ اَخِیْ مُوْسٰی ﴿کُلٌّ﴾مِنْهُمْ ﴿مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۸۵)﴾ ﴿وَاِسْمٰعِیْلَ﴾اِبْنَ اِبْرَاهِیْمَ ﴿وَالْیَسَعَ﴾اَللَّامُ زَائِدَةٌ ﴿وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا﴾اِبْنَ هَارَانَ اَخِیْ اِبْرَاهِیْمَ ﴿وَکُلًّا﴾مِنْهُمْ ﴿فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ(۸۶)﴾بِالنُّبُوَّةِ ﴿وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ﴾عَطْفٌ عَلٰی کُلًّا اَوْ نُوْحًا وَمِنْ لِلتَّبْعِیْضِ لِاَنَّ بَعْضَهُمْ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَبَعْضُهُمْ کَانَ فِیْ وُلْدِهٖ کَافِرٌ ﴿وَاجْتَبَیْنٰهُمْ﴾اِخْتَرْنَاهُمْ ﴿وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(۸۷)﴾ ﴿ذٰلِکَ﴾الدِّیْنُ الَّذِیْ هُدُوْا اِلَیْهِ ﴿هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَکُوْا﴾فَرْضًا ﴿لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۸۸)﴾ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ﴾بِمَعْنَی الْکُتُبِ ﴿وَالْحُکْمَ﴾ اَلْحِکْمَةَ ﴿وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا﴾اَیْ بِهٰذِهِ الثَّلٰثَةِ ﴿هٰۤؤُلَآءِ﴾اَیْ اَهْلُ مَکَّةَ ﴿فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا﴾اَرْصَدْنَا لَهَا ﴿قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِکٰفِرِیْنَ(۸۹)﴾هُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ

﴿اُولٰٓـئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی﴾هُمْ ﴿اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ﴾طَرِیْقِهِمْ مِنَ التَّوْحِیْدِ وَالصَّبْرِ ﴿اقْتَدِهْ﴾ بِهَاءِ السَّكْتِ وَقْفًا وَّوَصْلًا وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِهَا وَصْلًا ﴿قُلْ﴾لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴿لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ﴾اَیِ الْقُرْاٰنِ ﴿ اَجْرًا﴾تُعْطُوْنِیْهِ ﴿ اِنْ هُوَ﴾مَاالْقُرْاٰنُ ﴿ اِلَّا ذِكْرٰی﴾عِظَةٌ ﴿ لِلْعٰلَمِیْنَ(۹۰)﴾اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ .

﴿ترجمہ﴾

اور یہ(تلک اسم اشارہ مبتدا ہے اور حجتنا اسم اشارہ کا مبدل منہ ہے) ہماری دلیل ہے(جس سے ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی وحدانیت پر آپ علیہ السلام ،سورج، چاند، ستاروں کے غروب ہونے سے اللہ عزوجل کی واحدنیت پر استدلال کیا تلک حجتنا مبتدا کی خبر آگے آرہی ہے اتینھا......الخ) کہ ہم نے ابراہیم کو عطا فرمائی (ہم نے اسے دلیل کی طرف رہنمائی فرمائی) اسکی قوم کے خلاف ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں(درجت کو اضافت اور تنوین دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے درجات سے مراد علم وحکمت کے درجات ہیں) بیشک تمہارا رب حکمت والا (اپنی صنعت میں)علم رکھنے والا ہے(اپنی مخلوق کا) اور ہم نے انہیں اسحٰق اور (ان کا بیٹا) یعقوب عطا کیے ان سب کو(یعنی ان دونوں انبیاء کرام کو) ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی (یعنی ابراہیم علیہ السلام سے پہلے) اور اس کی (یعنی نوح علیہ السلام کی) اولاد میں سے داؤد اور سلیمان (ان کے بیٹے) اور ایوب اور یوسف کو(یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں) اور موسیٰ اور ھارون کو اور ایسا ہی (جیسا کہ ہم نے انہیں بدلہ دیا) ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور زکریا اور (ان کے بیٹے) یحییٰ (مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ لفظ "ذریت" بیٹی کی اولاد کو بھی شامل ہوتا ہے) اور الیاس کو (جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے ہیں) سب(ان میں سے سب) ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل (ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے) اور یسع (الیسع میں لام زائدہ ہے) اور یونس اور لوط کو (حضرت لوط ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے ہیں) اور ہر ایک کو(ان میں سے) ہم نے انکے وقت میں سب پر فضیلت دی (نبوت کی وجہ سے) اور کچھ انکے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے(اس جملہ "ومن ابائھم" کا عطف کلا یا نوحا پر ہے اور مِن تبعیضیہ ہے اسلئے کہ بعض انبیاء کی اولاد نہ تھی اور بعض کی اولاد کافر تھی) اور ہم نے انہیں چن لیا......الخ......(اجتبینھم بمعنی اخترناھم ہے) اور سیدھی راہ دکھائی (یعنی وہ دین جس کی طرف انہیں ھدایت کی گئی) اللہ کی ھدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اگر وہ(بالفرض) شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا یہ ہیں جن کو ہم نے یہ کتاب (کتابہ بمعنی کتب) اور حکم (یعنی حکمت) نبوت عطا کی تو اگر اس سے (یعنی ان تین چیزوں سے) منکر ہوں یہ لوگ (یعنی اہل مکہ) تو ہم نے لگا رکھی ہے (یعنی تیار کردی ہے ہم نے ان کے لیے) ایک ایسی قوم جو انکار والی نہیں (مراد مہاجرین اور انصار ہیں) یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو انکی ھدایت (یعنی انکے طریقہ توحید اور صبر......الخ......) پر چلو(لفظ اقتدہ وصل اور وقف کی حالت میں ہائے سکتہ کے ساتھ ہے اور ایک

قرأت میں حالت وصل میں ھــا محذوف ہے) تم فرماؤ (اہل مکہ سے) میں اس پر (یعنی قرآن پر) تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا (کہ تم اجرت دو) وہ (یعنی قرآن) تو نہیں مگر نصیحت (وعظ) سارے جہاں (یعنی انس وجن) کیلئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وتلک حجتنا اتینها ابراهیم علی قومه نرفع درجت من نشاء﴾

و: مستانفہ...... تلک: مبتدا...... حجتنا: خبر اول ...... اتینها: فعل با فاعل ومفعول...... ابراهیم: ذوالحال...... علی قومه: ظرف مستقر حال ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... نرفع: فعل با فاعل...... درجت: مفعول فیہ...... من نشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان ربک حکیم علیم ووهبنا له اسحق ویعقوب کلا هدینا﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم، حکیم: خبر اول، علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، وهبناله: فعل با فاعل وظرف لغو، اسحق ویعقوب: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: مفعول مقدم، هدینا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونوحا هدینا من قبل ومن ذریته داود و سلیمن وایوب ویوسف وموسی وهرون﴾.

و: عاطفہ...... نوحا: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... من ذریته: ظرف مستقر حال مقدم...... داود: معطوف علیہ...... وسلیمن وایوب الخ: معطوفات، ملکر ذوالحال، ملکر معطوف، ملکر مفعول...... هدینا من قبل: فعل با فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ

﴿وکذلک نجزی المحسنین﴾.

و: مستانفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المحسنین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصلحین﴾.

و: عاطفہ...... زکریا: معطوف علیہ...... ویحیی وعیسی والیاس: معطوفات، ملکر فعل محذوف "هدینا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... کل: مبتدا...... من الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العلمین﴾.

و: عاطفہ...... اسمعیل: معطوف علیہ...... والیسع ویونس ولوطا: معطوفات، ملکر فعل محذوف "هدینا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... کلا: مفعول مقدم...... فضلنا علی العلمین: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اباء هم وذریتهم واخوانهم واجتبینهم وهدینهم الی صراط مستقیم﴾.

و: عاطفہ......من: جار...... ابائهم: معطوف علیہ...... و ذریتهم: معطوف اول...... و اخوانهم: معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "کلا" محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیلی ہوکر فعل محذوف 'هدینا'' فعل محذوف پر معطوف ہے......و: عاطفہ......هدینهم الی صراط مستقیم: جملہ فعلیہ ماقبل "اجتبینهم" پر معطوف ہے۔

﴿ذلک هدی الله یهدی به من یشاء من عباده ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون﴾.

ذلک: مبدل منہ...... هدی الله: بدل،ملکر مبتدا......یهدی به: فعل با فعل وظرف لغو...... من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من عباده: ظرف مستقر حال،ملکر ذوالحال، و: حالیہ...... لو: شرطیہ...... اشرکوا: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ ،حبط: فعل،عنهم: ظرف لغو،ما کانوا یعملون: فاعل،ملکر،جواب شرط،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین اتینهم الکتب والحکم والنبوة﴾.

اولئک: مبتدا......الذین: موصول...... اتینهم: فعل با فاعل ومفعول......الکتب والحکم والنبوة: ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فان یکفربها هؤلاء فقد وکلنا بها قوما لیسوا بها بکفرین﴾.

ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،یکفر بها هؤلاء: فعل وظرف لغو وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ،قد: تحقیقیہ، وکلنابها: فعل با فاعل وظرف لغو، قوما: موصوف،لیسوا بها بکفرین: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین هدی الله فبهدهم اقتده﴾.

اولئک: مبتدا،الذین هدی الله: جملہ موصولہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، بهدهم: ظرف لغو مقدم،اقتد: جملہ ،ۂ: سکوت وتقیہ،ملکر شرط محذوف "اذا شئت سلوک الطریق القویم والارتفاع الی اسمی المسؤلیات" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا اسئلکم علیه اجرا ان هو الا ذکری للعلمین﴾.

قل: قول...... لا اسئلکم: فعل نفی با فاعل ومفعول...... علیه: ظرف مستقر حال مقدم...... اجرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ان: نافیہ......هو: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... ذکری موصوف للعلمین ظرف مستقر ہوکر موصوف وظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام کا ذکر:

۱......مذکورہ رکوع میں اللہ ﷻ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ابتداً چار انبیاء کا ذکر فرمایا حضرت

ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، اور حضرت نوح علیہ السلام کا، کہ یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی اصل ہیں۔ اسکے بعد باقی چودہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کیا جن کے نام یہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، یہ کل اٹھارہ انبیائے کرام کا ذکر کیا گیا۔ پھر نبوت کے بعد جن مراتب معتبرہ کا ذکر فرمایا وہ ملک، قدرت اور سلطنت ہیں، جس سے اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو وافر حصہ عطا فرمایا، پھر اللہ عزوجل نے بلاء، آزمائش اور سختی کے نازل ہونے پر صبر کے مرتبے کو ذکر کرنا چاہا تو حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر خصوصیت سے فرمایا اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے بھی بلاء اور شدت پر صبر کیا حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے انہیں مصر کی مملکت بھی دی اور نبوت بھی عطا فرمائی، پھر اللہ عزوجل نے ان مراتب معتبرہ کے ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا جو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات اور براہین کی صورت میں دیئے گئے تھے اور ان مراتب میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا خاص ذکر فرمایا کہ ان دونوں کو اللہ عزوجل نے معجزات سے وافر حصہ عطا فرمایا، اسکے بعد اللہ عزوجل نے ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا جنہیں زہد کی نعمت عطا ہوئی اور اس حوالے سے حضرت زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا، اور آخر میں اللہ عزوجل نے ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا کہ جن کے پیروکار اور شریعت پر عمل کرنے والے دنیا میں کہیں نہیں پائے جاتے اور ان میں خاص طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر فرمایا اس طرح حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے ذکر کرنے میں ایک حسین مناسبت ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۳۹۲)

جامع الکمالات:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (اس آیت میں) فرمایا گیا ہے: ''اے محبوب! آپ ان تمام بزرگوں کے تمام کمالات کے جامع بن جائیں''، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اول درجہ کے صابر کہ آپ علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس قوم کی اذیتیں برداشت کیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اول درجہ کے سخی اللہ عزوجل کی راہ میں قربانیاں دینے والے حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام اول درجہ کی مصیبتوں پر صابر، حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام اول درجہ کے شاکر حضرت یوسف علیہ السلام صبر و شکر کے جامع، حضرت ایوب علیہ السلام بلاؤں، بیماروں پر اعلیٰ درجہ کے صابر، حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت والے بڑے معجزات والے حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام اول درجہ کے زاہد تارک الدنیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اول درجہ کے صادق سچے وعدے والے، حضور یونس علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں اعلیٰ درجہ کے عاجزی و زاری کرنے والے ہیں، ان سب کا ذکر فرمانے کے بعد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''فبھدٰھم اقتدہ'' آپ ان تمام حضرات کے تمام صفات کے جامع ہوئے کہ جو کمالات ان میں ایک ایک دو دو تھے وہ سب آپ

علیہ السلام میں جمع ہیں، حضور علیہ السلام کی زندگی پاک اس آیت کی جیتی جاگتی بولتی تفسیر ہے (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵۵٤)

☆......☆ ارشد ناہ لھا: یہ رہنمائی یا تو بذریعہ الہام تھی یا بذریعہ وحی دونوں اقوال ہیں۔

حجۃ: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "علی قومہ" جارمجرور حجۃ سے متعلق ہوکر "اتیناہ" کی ضمیر مفعول سے حال بن رہا ہے۔

ای قبل ابراھیم: یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہزار سال قبل۔ عطف علی کلا: لفظ "کلا" میں بھی "فضلنا" فعل عامل ہے۔

ذلک الدین الذی ھدوا الیہ: مراد توحید کا عقیدہ دلیل سے ماننا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿ولو اشرکوا﴾ ہے۔

ارصدنا بھا: مفسر نے مذکورہ جملے کے ذریعے "وکلنا بھا" کی تفسیر کی ہے، مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان (حضرات انبیائے کرام) کا ساتھی کر دیا کہ ان کی رسالت پر ایمان لے آئیں اور منصب رسالت کے حقوق کے قیام میں ان کی مدد کریں۔

لان بعضھم لم یکن لہ ولد: جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد نہیں ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۸۹ وغیرہ)۔

فرضا: لفظ "فرضا" نکال کر مفسر نے اس عقیدہ کی طرف تنبیہ کی ہے کہ انبیائے کرام کے حق میں شرک محال ہے۔

ھم: یہ ضمیر نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے یہاں ضمیر عائد محذوف ہے۔

طریقھم الی التوحید والصبر: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، جس کی تقریر یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو اس آیتِ مبارکہ میں سابقہ انبیائے کرام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام سابقہ شریعتوں کو نسخ کرنے والے ہیں اور سب کے سب انبیاء حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درخواست کرنے والے ہیں۔ اس کا جواب مفسر نے یہ دیا ہے کہ اس آیت میں حضور پر نور علیہ السلام کو توحید پر قائم رہنے اور کفار کی ایذاء رسانیوں پر صبر کا حکم دیا ہے دین کے فروعی مسائل میں پیروی کا حکم نہیں دیا۔ الانس و الجن: اس آیت مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی عمومِ رسالت کی دلیل ہے، دلیل کا خلاصہ تشریح کے تحت گزر چکا ہے۔ (الصاوی: ج۲، ص ۱۹٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۷

﴿وَمَا قَدَرُوا﴾اَیِ الْیَهُوْدُ ﴿اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾اَیْ مَاعَظَّمُوْهُ حَقَّ عَظْمَتِهٖ اَوْ مَا عَرَفُوْهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ ﴿اِذْ قَالُوْا﴾لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ خَاصَمُوْهُ فِی الْقُرْاٰنِ ﴿مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ قُلْ﴾لَهُمْ ﴿مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلٰثَةِ ﴿قَرَاطِیْسَ﴾اَیْ یَكْتُبُوْنَهٗ فِیْ دَفَاتِرَ مُقَطَّعَةٍ ﴿تُبْدُوْنَهَا﴾اَیْ مَایُحِبُّوْنَ اِبْدَاءَهٗ مِنْهَا ﴿وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا﴾مِمَّا فِیْهَا كَنَعْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وَعُلِّمْتُمْ﴾اَیُّهَا الْیَهُوْدُ فِی الْقُرْاٰنِ ﴿مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ﴾مِنَ التَّوْرَاةِ بِبَیَانِ مَا الْتَبَسَ عَلَیْكُمْ وَاخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾ اَنْزَلَهٗ اِنْ لَّمْ یَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَیْرُهٗ ﴿ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ﴾بَاطِلِهِمْ ﴿یَلْعَبُوْنَ (۹۱)﴾ ﴿وَهٰذَا﴾الْقُرْاٰنَ ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ﴾قَبْلَهٗ

مِنَ الْكُتُبِ ﴿ وَلِتُنْذِرَ ﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ عَطْفٌ عَلٰى مَعْنٰى مَاقَبْلَهُ اَىْ اَنْزَلْنَاهُ لِلْبَرَكَةِ وَالتَّصْدِيْقِ وَلِتُنْذِرَ بِهٖ ﴿ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ وَسَائِرَ النَّاسِ ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (٩٢) ﴾خَوْفًا مِّنْ عِقَابِهَا ﴿ وَمَنْ ﴾اَىْ لَا اَحَدٌ ﴿ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾بِادِّعَاءِ النُّبُوَّةِ وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا ﴿ اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَىْءٌ ﴾نَزَلَتْ فِىْ مُسَيْلَمَةَ ﴿ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ وَهُمُ الْمُسْتَهْزِئُوْنَ قَالُوْا لَوْنَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ﴿ وَلَوْ تَرٰى ﴾ يَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ ﴾الْمَذْكُوْرُوْنَ ﴿ فِىْ غَمَرٰتِ ﴾سَكَرَاتِ ﴿ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ﴾اِلَيْهِمْ بِالضَّرْبِ وَالتَّعْذِيْبِ يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ تَعْنِيْفًا ﴿ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾اِلَيْنَا لِنَقْبِضَهَا ﴿ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ ﴾الْهَوَانِ ﴿ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ﴾بِدَعْوَى النُّبُوَّةِ وَالْاِيْحَاءِ كِذْبًا ﴿ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (٩٣) ﴾تَتَكَبَّرُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا وَجَوَابُ لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا فَظِيْعًا ﴿ وَ ﴾يُقَالُ لَهُمْ اِذَا بُعِثُوْا ﴿ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى ﴾مُنْفَرِدِيْنَ عَنِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ﴿ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾اَىْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ ﴾اَعْطَيْنَاكُمْ مِنَ الْاَمْوَالِ ﴿ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ﴾ فِى الدُّنْيَا بِغَيْرِ اخْتِيَارِكُمْ ﴿ وَ ﴾يُقَالُ لَهُمْ تَوْبِيْخًا ﴿ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ ﴾الْاَصْنَامَ ﴿ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ ﴾اَىْ فِىْ اِسْتِحْقَاقِ عِبَادَتِكُمْ ﴿ شُرَكٰٓؤُا ﴾لِلّٰهِ ﴿ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ ﴾وُصْلُكُمْ اَىْ تَشَتَّتَ جَمْعُكُمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ ظَرْفٌ اَىْ وُصْلُكُمْ بَيْنَكُمْ ﴿ وَضَلَّ ﴾ذَهَبَ ﴿ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (٩٤) ﴾فِى الدُّنْيَا مِنْ شَفَاعَتِهَا .

﴿ترجمہ﴾

اور انہوں نے (یعنی یہود نے) قدر نہ جانی اللہ کی ......١...... جیسی چاہیے تھی (یعنی انہوں نے اس کی عظمت کو نہ جانا جیسا کہ حق تھا یا اس کی معرفت حاصل نہ کی جیسا کہ چاہیے تھی) جب بولے (نبی پاک ﷺ سے اور قرآن کریم کے بارے میں جھگڑتے ہوتے) اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ (ان سے) کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کیلئے ھدایت بنا لیے تم نے جس کے (تجعلونہ یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ تین جگہ آیا ہے) الگ الگ کاغذ (یعنی الگ الگ رجسٹر اسے وہ لکھتے تھے) تم ظاہر کرتے ہو (یعنی ان باتوں کو جنہیں ظاہر کرنا پسند کرتے ہو) اور بہت سے چھپا لیتے ہو (وہ احکام جو اس میں ہیں جیسا کہ اس میں نبی پاک ﷺ کی نعت) اور تمہیں (اے یہود قرآن میں) وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو (یعنی توریت کی وہ باتیں جس میں تمہیں التباس تھا اور جس میں تم نے اختلاف کیا تھا) فرماؤ واللہ (نے اسے اتارا اگر وہ یہ نہ کہیں کہ اسکے

علاوہ اس سوال کا کوئی اور جواب نہیں) پھرانہیں چھوڑ دوان کے باطل کام میں (خوضھم بمعنی باطلھم ہے) میں کھیلتا اور یہ (یعنی قرآن) برکت والی کتاب ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں (اس سے پہلی کتابیں) اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ (لفظ لتنذر یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے اس کا عطف ماقبل کے اس معنی پر ہے یعنی اسے برکت اور تصدیق اور اس کے ذریعے ڈرانے کیلئے اتارا) بستی والے......۲......اور جو کوئی اس کے گرد ہیں (یعنی اہل مکہ اور سارے لوگ) اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت......۳......کرتے ہیں (آخرت کے عذاب سے خوف کرتے ہوئے) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (دعویٰ نبوت کر کے حالانکہ وہ نبی نہ ہو) یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی (آیت مبارکہ مسیلمہ کذاب......۴......کے بارے نازل ہوئی) اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا (اور وہ استھزاء کرنے والے ہیں بولے اگر ہم چاہتے تو اس کی مثل کہتے) اور کبھی تم دیکھو (اے محمد ﷺ) جب ظالم (جن کا ذکر ہوا) سختیوں میں ہیں (غمرات بمعنی سکرات ہے) موت کی اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں (انکی طرف انہیں مارنے اور عذاب دینے کے لیے، وہ انہیں سختی کرتے ہوئے کہیں گے......۵......) کہ نکالو اپنی جانیں (ہماری طرف کہ ہم انہیں قبض کریں) آج تمہیں خواری (یعنی ھون بمعنی اھوان ہے) کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں (جھوٹا دعوئے نبوت کر کے اور وحی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے) اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے (یعنی اس پر ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں اور لو کا جواب لرأیت امرافظیعا ہے) اور (ان سے کہا جائے گا جب وہ حساب اور جزاء کیلئے اٹھائے جائیں گے) بیشک ہمارے پاس اکیلے آئے (اہل، مال اور اولاد سے اکیلے ہو کر) جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا (برھنہ پا، برھنہ جسم اور غیر مختون) اور چھوڑ دیا جو ہم نے تمہیں (مال) عطا فرمایا پیٹھ پیچھے (دنیا میں بغیر اپنے اختیار کے) اور (ان سے سختی سے کہا جائے گا) اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشوں (یعنی بتوں) کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے گمان میں (یعنی مستحق عبادت ہونے میں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) شریک بتاتے تھے اور بیشک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی (تمہارا تعلق ختم ہو گیا، یعنی تمہاری جمعیت بکھر گئی اور ایک قرأت میں بینکم منصوب بر بنائے ظرف ہے یعنی تمہارے آپس کے تعلقات) اور جاتے رہے (ضل بمعنی ذھب ہے) تم سے جو (دنیا میں ان کی شفاعت کے) دعوے کرتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ اذقالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء﴾.

و: مستانفہ، ماقدروا اللہ: فعل نفی با فعل ومفعول، حق قدرہ: مفعول مطلق...... اذ: مضاف، قالوا: قول، ماانزل اللہ علی بشر: فعل نفی با فاعل وظرف لغو...... من: زائد، شیء: مفعول، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل من انزل الکتب الذی جاء بہ موسی نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیرا﴾.

قل: قول...... من: استفہامیہ مبتدا...... انزل: فعل بافاعل...... الکتب: موصوف...... الذی جاء به موسی: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر ذوالحال ...... نورا: معطوف علیہ...... وهدی: معطوف، ملکر حال اول ...... تجعلونه: فعل بافاعل ومفعول، قراطیس: موصوف...... تبدونها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وتخفون کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباء کم﴾.

و: عاطفہ...... علمتم: فعل مجہول ونائب الفاعل...... ما: موصولہ...... لم تعلموا: فعل نفی واوضمیر مؤکد...... انتم: ضمیر تاکید، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ، آباء کم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل "تجعلونه" پر معطوف ہے۔

﴿قل الله ذرهم فی خوضهم یلعبون﴾.

قل: قول...... الله: مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ...... ذر: فعل امر بافاعل، هم: ذوالحال...... یلعبون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، فی خوضهم: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وهذا کتب انزلنه مبرک مصدق الذی بین یدیه ولتنذر ام القری ومن حولها﴾.

و: مستانفہ، هذا: مبتدا، کتب: موصوف، انزلنه: فعل بافاعل ومفعول، و: عاطفہ زائدہ، لام: جار، تنذر: فعل بافاعل ام القری: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولها: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت اول، مبارک: صفت ثانی، مصدق الذی بین یدیه: صفت ثالث، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین یومنون بالاخرة یومنون به وهم علی صلاتهم یحافظون﴾

و: مستانفہ...... الذین: موصول، یومنون بالاخرة: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... یومنون: فعل واوضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا...... علی صلاتهم یحافظون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال، ملکر فاعل، به: ظرف لغو، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل الله﴾

و: مستانفہ...... من: استفہامیہ مبتدا...... اظلم: اسم تفضیل بافاعل...... من: جار...... من: موصول...... افتری علی الله کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... قال: قول...... اوحی: فعل مجہول بانائب الفاعل...... الی: جار ی: ضمیر متکلم ذوالحال...... ولم یوح الیه شیء: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... من: موصولہ...... قال: قول...... سانزل مثل ماانزل الله: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر صلہ

موصول سے ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولو ترى اذالظلمون فى غمرت الموت والملئكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... ترى: فعل بافاعل...... اذ: مضاف......الظلمون: ذوالحال...... و: حالیہ...... الملئكة: مبتدا...... باسطوا: اسم فاعل مضاف واو ضمیر ذوالحال...... اخرجوا انفسكم: جملہ فعلیہ قول محذوف "يقولون لهم تعنيفاوتقريعا" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل...... ايديهم: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مبتدا...... فى غمرت الموت: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاءِ محذوف "لرأيت امرا عظيما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق﴾.

اليوم: ظرف زمان مقدم...... تجزون: فعل مجہول با نائب الفاعل...... عذاب الهون: مفعول ثانی...... ب: جار...... ما: مصدریہ...... كنتم: فعل ناقص با اسم......تقولون على الله: فعل با فاعل وظرف لغو......غير الحق: مصدر محذوف "القول" کیلئے صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وكنتم عن ايته تستكبرون﴾.

و: عاطفہ...... كنتم: فعل ناقص و اسم......عن ايته تستكبرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "كنتم تقولون" پر معطوف ہے۔

﴿ولقد جئتمونا فرادى كما خلقنكم اول مرة﴾.

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ...... جئتمو: فعل "تم" ضمیر ذوالحال......فرادى: حال، ملکر فاعل نا ضمیر مفعول...... كاف: جار...... ما: موصولہ...... خلقنكم اول مرة: فعل با فاعل ومفعول وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "مجيئا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وتركتم ما خولنكم وراء ظهوركم وما نرى معكم شفعاء كم الذين زعمتم انهم فيكم شركوا﴾.

و: مستانفہ......تركتم: فعل با فاعل...... ماخولنكم: موصول صلہ ملکر مفعول...... وراء ظهوركم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... نرى: فعل با فاعل......معكم: ظرف...... شفعاء كم: موصوف...... الذين: موصول...... زعمتم: فعل با فاعل...... انهم: حرف مشبہ واسم...... فيكم: ظرف مستقر حال مقدم......شركاء: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، موصوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد تقطع بينكم وضل عنكم ما كنتم تزعمون﴾.

لام: تاکید، قد: تحقیقیہ ...... تقطع: فعل"الاتصال" فاعل محذوف،بینکم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،و: عاطفہ،ضل: فعل،عنکم: ظرف لغو، ماکنتم تزعمون: موصول صلہ ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وما قدروا الله حق قدره......☆یہود کی ایک جماعت اپنے حبر الاحبار مالک ابن صیف کو لے کر سید عالم ﷺ سے مجادلہ کرنے آئی سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا: میں تجھے اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی کیا توریت میں تو نے یہ دیکھا ہے"ان الله يبغض الحبر السمين "یعنی اللہ کو موٹا عالم مبغوض ہے کہنے لگا ہاں یہ توریت میں ہے حضور نے فرمایا تو موٹا عالم تو ہی ہے اس پر وہ غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس میں فرمایا گیا کس نے اتاری وہ کتاب جو موسی لائے تھے تو وہ لاجواب ہوا اور یہود اس سے برہم ہوئے اور اس کو جھڑکنے لگے اور اسکو حبر کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

☆......ومن اظلم ممن افترى......☆یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے یمامہ علاقہ یمن میں نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے فریب میں آ گئے تھے یہ کذاب زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق میں وحشی قاتل امیر حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

☆...... ومن قال سانزل مثل ......☆ یہ عبداللہ بن ابی سرح کاتب وحی کے حق میں نازل ہوئی جب آیت"ولقد خلقنا الانسان " نازل ہوئی اس نے اس کو لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے پیدائش انسان کی تفصیل پر مطلع ہوکر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر"تبارک الله احسن الخالقين" بے اختیار اسکی زبان پر جاری ہوگیا اس پر اسکو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی اور مرتد ہوگیا، یہ نہ سمجھا کہ نور وحی اور قوت وحسن کلام سے آیت کا آخر کلمہ زبان پر آ گیا اس میں اس کی قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا زور کلام خود اپنے آخر کو بتا دیا کرتا ہے۔جیسے کبھی کوئی شاعر نفیس مضمون پڑھے وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر پہلے سے قافیہ پڑھ دیتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہرگز ویسا شعر کہنے پر قادر نہیں تو قافیہ بتانا ان کی قابلیت نہیں کلام کی قوت ہے اور یہاں تو نور وحی اور نور نبی سے سینہ میں روشنی آتی تھی مجلس شریف سے جدا ہونے اور مرتد ہو جانے کے بعد پھر وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو نظم قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر اسلام سے مشرف ہوا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ کی قدر کا معنی:

۱؎ حکیم الامت مفتی احمد یار خان اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: و ماقدروا اللہ حق قدرہ یہ نیا جملہ ہے جس میں واؤ ابتدائیہ ہے قدروا بنا قدر سے، قدر کے بہت معنی ہیں تنگی، اندازہ، مقدار، قدر دانی، تعظیم و توقیر کسی کی ذات و صفات جاننا پہچاننا، یہاں آخری معنی مراد ہے اور ہوسکتا ہے کہ تعظیم و توقیر یا قدر دانی مراد ہو وقدروا کا فاعل وہی یہود ہیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حق قدرہ مفعول مطلق ہے قدروا کا اس کی نحوی ترکیب نحوی کتابوں سے معلوم ہے کہ اصل میں قدرا حقا تھا۔ حق قدر کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ فالواقع جیسی اللہ عزوجل کی شان ہے ویسی جاننا اس معنی سے کسی مخلوق نے اسے نہ جانا خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "ماعرفناک حق معرفتک" ہماری معرفت محدود ہے اس کی ذات وصفات غیر محدود، دیکھو ہم سمندر کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس کی تہہ کو نہیں معلوم کر سکتے، سورج کو دیکھتے ہیں مگر اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہوا کو محسوس کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت کا اندازہ نہیں کر سکتے، جب جنت میں رب عزوجل کا دیدار ہوگا تب بھی اسے دیکھا جائے گا اس کا احاطہ نہیں ہو سکے گا، اس لیے رب عزوجل فرماتا ہے: ﴿لا تدرکہ الابصار﴾ آنکھیں رب عزوجل کو پا نہیں سکتیں، دیکھنا اور ہے اور اسے پالینا کچھ اور، دوسرے یہ کہ حق قدر سے مراد ہے جیسی اس کی معرفت ایمان کے لیے ضروری ہے اور جس طرح اسے جاننا ضروری ہے اس طرح نہ جانا یہی معنی مراد ہیں۔ اسی لیے ان پر اظہار عتاب فرمایا جا رہا ہے۔ اللہ عزوجل کی معرفت ایمان کے لیے ضروری ہے، ایسی معرفت جو نبی کے ذریعے سے ہو کر اللہ عزوجل تک پہنچا دے جس نے حضرات انبیاء کو بھیجا، جس نے ان پر کتابیں اتاریں۔ خدا عزوجل ہی کی ذات کیا ہر چیز کی معرفت نبی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ہم خود کو اپنی ذات و صفات اپنے اعمال و افعال نبی کے ذریعے معلوم ہوئے کہ ہمارے کون سے حال افعال احوال رضائے الٰہی عزوجل کا ذریعہ ہیں اور کون سے غضب الٰہی عزوجل کا باعث؟ کونسی چیز حلال ہے کون سی حرام؟ غرض کہ خالق و مخلوق عابد و معبود کی معرفت نبی کے ذریعے ہوتی ہے، خود اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق﴾۔ (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵٦۱ وغیرہ)۔

﴿ام القری﴾ کا معنی:

۲؎ ......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اسے ام القری اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زمین کا درمیانی اور عمدہ حصہ ہے اور یہی قبلہ ہے اور یہ بڑی شان والا خطہ ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ لوگ اس میں داخل ہو کر امن میں آجاتے ہیں۔

(المدارک، ج۱، ص ۵۲۱)

لفظ ام کی تحقیق اور مکہ مکرمہ کو ام القری کہنے کی بعض دیگر وجوہ بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان بیان فرماتے ہیں: ام کے معنی ہیں اصل، ماں کو ام اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ بچہ کی اصل ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ کو ام الکتاب کہا جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی اصل ہے۔ قری جمع ہے قریۃ کی جس کی اصل قری ہے بمعنی اجتماع، اس لیے عام مہمانوں کے کھانوں کو قری کہا جاتا ہے کہ اس پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اصطلاح میں ہر چھوٹی بڑی بستی کو کہا جاتا ہے کہ بستی میں لوگ جمع ہوتے ہیں ام القری مکہ معظمہ کا نام

ہے کیونکہ یہاں سے زمین پھیلی، سب سے پہلے یہی بستی آباد ہوئی، تا قیامت لوگ ہر سال حج وعمرہ کے لیے وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کی طرف ایسے رجوع کرتے ہیں جیسے بچے ماں کی طرف۔ ان وجوہ سے اسے ام القری کہا جاتا ہے، نیز ہر جگہ سے مسلمان اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں، اس کی تعظیم ماں کی سی کرتے ہیں۔ چونکہ مکہ والوں کے ایمان لے آنے سے دوسروں کے ایمان کی قوی امید تھی نیز یہاں ہی حضور علیہ السلام کی ولادت ہے۔ یہاں ہی حضور علیہ السلام کے عزیز واقارب رہتے تھے اس لیے خصوصیت سے ام القری یعنی مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا۔ (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵۷٤)

نماز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر:

۳۔۔۔۔۔نماز کو دیگر تمام عبادات پر خصوصی طور پر ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس بات کی تنبیہ ہوجائے کہ یہ اللہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد تمام عبادات میں اشرف ہے، لہذا بندہ جب اس کی محافظت کرتا ہے تو وہ باقی تمام عبادتوں اور طاعتوں کی بھی نگہداشت کرتا ہے۔ (الخازن، ج۲، ص ۱۳۵)

نماز کی اصل روح یہ ہے کہ انسان اول سے آخر تک خشوع، خضوع اور حضوریٔ قلب کے ساتھ نماز ادا کرے کیونکہ نماز سے یہی مقصود ہے کہ انسان دل کو حق تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ راست و درست رکھے۔ اور یادِ الٰہی عزوجل کو کمال تعظیم و ہیبت سے تازہ رکھے کیونکہ قرآن میں بھی اللہ عزوجل نے یہی فرمایا ہے کہ ﴿ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (طہ:۱۴)﴾ یعنی نماز کو میری یاد کے لئے پڑھا کرو، اور رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ انہیں سوائے تھکاوٹ کے نماز سے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا''۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ فقط بدن سے ظاہری طور پر نماز ادا کرتے ہیں اور دل غافل رہتا ہے۔ حضور پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ جنکی نماز کا فقط چھٹا حصہ یا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے یعنی فقط اس قدر حصہ لکھا جاتا ہے جس میں حضوریٔ قلب حاصل ہو۔ (کیمیائے سعادت مترجم، باب نماز کی روح، ص ۱۳۵)

مسیلمۂ کذاب کی منہ زوری:

۴۔۔۔۔۔مسیلمہ کذاب نے قرآن پاک کے مقابل کلام بنانے کا دعوی کیا تھا قرآن پاک جو کہ فصاحت وبلاغت کا ایک عظیم سمندر ہے جس کی روانی و گہرائی کو دیکھ کر بحرِ فصاحت کے غوطہ خور ساحل ہی پر کھڑے رہ گئے، قادر الکلام شعراء کی زبانیں گنگ ہوکر رہ گئیں اس کلام ربانی کا مقابلہ کرنے کے غرض سے مسیلمہ کذاب نے طبع آزمائی کی لیکن ولن تفعلوا کی غیبی خبر کے آگے اس بدباطن کی کیا چلتی، اس کلام معجز کا مقابل تو درکنار اس نے ایسے بے سروپا جملے کہے جس میں فصاحت وبلاغت کی بو بھی نہیں تھی، اس کذاب کے وضع کردہ کلام کا کچھ حصہ ہم قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں: کہتا ہے: یا ضفدع کم ینقین اعلاک فی الماء و اسفلک فی الطین لا الماء تکدرین ولا الشرب تمنعین اے مینڈک! تو کب تک ٹراتا رہے گا، تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں نہ تو پانی کو گدلا

کرسکتا ہے اور نہ پانی پینے سے تو منع کرسکتا ہے" مسیلمہ نے قرآن کی سورۃ النازعات سنی تو اس سورت کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسی ہرزہ رسائی کی کہ عقل ودانش اس پر خون کے آنسو بہائے تب بھی کم ہے، اولا آپ سورۃ النازعات کی ابتدائی چند آیات اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ﴿والنزعات غرقا،والنشطت نشطا،والسبحت سبحا،فالسبقت سبقا،فالمدبرات امرا،یوم ترجف الراجفة،تتبعها الرادفة،قلوب یومئذ واجفة،و ابصار ها خاشعة (النازعت:۱تا۹)﴾ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں اور آسانی سے پیریں (تیریں) پھر آگے بڑھ کر جلد پہونچیں پھر کام کی تدبیر کریں کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائیگی تھرتھرانیوالی اس کے پیچھے آئیگی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہونگے آنکھ اوپر نا اٹھا سکیں گے۔

اب اس کذاب کا کلام سنیں: والزارعات زرعا،والحاصدات حصدا،والزاریات قمعا،والطاحنات طحنا،والحافرات حفرا،و النارادات نردا،واللاقمات لقما،لقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقكم اهل المدر

(زینی دحلان السیرۃ النبویۃ، ج۳، ص۹۸۹۹)

موت کس کے لیے پسند کی چیز ھے؟

۵..... کافر پر عذاب کے سات فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو کہ اسے اس کی روح نکالتے وقت عذاب دیتے ہیں چونکہ کافر اللہ ﷻ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اسلئے اس کی روح نکلنے سے انکار کرتی ہے اور فرشتے اس کی روح کو زبردستی نکالتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ مؤمن بھی تو موت کو ناپسند کرتا ہے؟ تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مومن زندگی کو پسند کرتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے لیکن یہ اس وقت تک ہوتا ہے جب تک اس نے اللہ ﷻ کی دائمی نعمتوں کو دیکھا نہیں ہوتا، اور جب وہ اللہ ﷻ کی دائمی نعمتوں کو مشاہدہ کرلیتا ہے تو دنیا کو ذلیل جانتا ہے پھر وہ موت اور اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ جبکہ کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ وہ موت کے وقت اللہ ﷻ کے دائمی عذاب کا مشاہدہ کرتا ہے لہذا وہ موت کو شدید ناپسند کرتا ہے۔ اور اس حدیث پاک کو اسی بات کے پیشِ نظر ذکر کئے جانے کا احتمال ہے: "جو اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے"۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۰۲ ملخصاً)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس عنوان پر متعدد احادیث اپنی کتاب البدور السافرۃ میں ذکر کی ہیں ان میں بعض احادیث کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

☆..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "بروز قیامت تمہارا حشر اس حال میں ہوگا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہونگے"، یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مرد وعورت ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! معاملہ اس روز اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا"۔

☆......حضرت سودۃ بنت زمعۃ بیان کرتی ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے، انہیں ان کے پسینے نے لگام ڈال رکھی ہوگی، اور وہ پسینہ کانوں کی لو تک پہنچ جائے گا''۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: ''ہمارے پردے کے مقامات کا کیا ہوگا؟ ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ''لوگ اس سے مشغول ہوں گے اس دن ہر آدمی کو ایک کام ہوگا، جو اسے دوسروں سے بے نیاز کردے گا''۔

☆......حضرت اُمّ سلمۃ بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ''بروز قیامت لوگوں کا حشر اس حال میں ہوگا کہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے''۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پردے کے مقامات کا کیا ہوگا؟'' کیا ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس کام سے مشغول ہوں گے، میں نے عرض کیا: ''انہیں کیا چیز مشغول کردے گی؟ فرمایا: ''اعمال ناموں کا کھلنا اس میں ذرہ برابر نیکی و بدی لکھی ہوگی، اس میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی بدی لکھی ہوگی''۔

(البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ، باب تحشرون حفاۃ عراۃ غزلا، رقم: ۱۴۶، ص ۱۱۶ وغیرہ)۔

☆......☆بالیاء والتاء: ''تجعلونہ'' فعل کو علامتِ مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے دوسری قرأت کے مطابق خطاب یہود سے ہوگا اور پہلی قرأت کے مطابق خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوگا۔

فی المواضع الثلاثۃ: یعنی ''یجعلون''، ''یبدون'' اور ''یخفون'' ان تینوں افعال کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ مقطعۃ: اس سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں نے توریت کو از خود اجزاء میں تقسیم کرلیا تھا انہوں نے توریت کو اتنی سے زائد حصّوں میں منقسم کرلیا تھا اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ جس چیز کو چاہیں چھپا سکیں۔

کتمت محمد ﷺ: اسی طرح انہوں نے ان آیتِ رجم کو اور اس آیت کو کہ اللہ موٹے عالم کو مبغوض رکھتا ہے کو بھی چھپالیا تھا۔

القران: لغوی اعتبار سے قرء بمعنی جمع ہے، جب کہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ الفظ ہے جو سید عالم ﷺ پر ان کے اعجاز کے لیے نازل کیا گیا اور اس میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی بشر پر کچھ نہیں نازل کیا گیا۔

بالتاء والیاء: ''لتنذر'' فعل کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے پہلی صورت میں اس فعل کا فاعل نبی کریم ﷺ کی ذات ہوگی اور دوسری قرأت کے مطابق ضمیر فاعل کا مرجع لفظ ''القرآن'' ہوگا۔

ای اھل مکۃ و سائر الناس: ''مکۃ'' کو ذکر کرکے مفسر نے امّ القری کی تفسیر کی ہے اور اس سے قبل لفظ ''اھل'' نکال کر مضاف محذوف کی طرف اشارہ کیا ہے، ''حولھا'' کی تفسیر ''سائر الناس'' سے کرکے اشارہ کیا ہے کہ ''حولھا'' سے مراد فقط مکہ کے قرب و جوار کے علاقے کے مکین مراد نہیں بلکہ تمام ہی لوگ مراد ہیں۔

المذکورون: اس سے مراد مسلیمہ کذاب اور وہ دیگر لوگ ہیں جو دینِ خدا کے ساتھ استہزاء کرنے والے تھے، احسن یہ ہے کہ اس

فرمان کوعموم پر ہی رکھا جائے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۰۰ وغیرہ)

یقولون لھم: یہ جملہ نکال کر مفسر نے اللہ کے فرمان ﴿اخرجوا انفسکم﴾ کے محل نصب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے

یقال لھم: یہ کلام کفار سے کون کرے گا؟ اس قائل کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے، یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف کی بناء پر ہے کہ اللہ عزوجل کافروں سے کلام فرمائے گا یا نہیں؟ جن حضرات کا نظریہ ہے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا ان کے نزدیک یہاں بھی قائل اللہ عزوجل ہے اور جن کے نزدیک اللہ عزوجل کفار سے کلام نہیں فرمائے گا وہ کہتے ہیں کہ قائل فرشتہ ہوگا جو اللہ عزوجل کے حکم سے ان سے کلام کرے گا۔

الھوان: الھون اس عذاب کو کہتے ہیں جس کے بعد معافی ہو چونکہ کفر پر مرنے والوں کے لیے معافی نہیں ہوگی اس لیے مفسر نے الھون کی تفسیر "الھوان" سے کی ہے کہ الھون ذلت اور رسوائی کو کہتے ہیں۔ (الجمل، ج۲، ص۲۹۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ﴾شَاقُّ ﴿الْحَبِّ﴾عَنِ النَّبَاتِ ﴿وَالنَّوٰى﴾عَنِ النَّخْلِ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ كَالْإِنْسَانِ وَالطَّائِرِ مِنَ النُّطْفَةِ وَالْبَيْضَةِ ﴿وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ﴾النُّطْفَةِ وَالْبَيْضَةِ ﴿مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ﴾الْفَالِقُ الْمُخْرِجُ ﴿اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ(۹۵)﴾فَكَيْفَ تُصْرَفُونَ عَنِ الْإِيْمَانِ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الصُّبْحِ اَیْ شَاقُّ عَمُوْدِ الصُّبْحِ وَهُوَ اَوَّلُ مَايَبْدُوْ مِنْ نُوْرِ النَّهَارِ عَنْ ظُلْمَةِ الَّيْلِ ﴿وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا﴾يَسْكُنُ فِيْهِ الْخَلْقُ مِنَ التَّعَبِ ﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰى مَحَلِّ الَّيْلِ ﴿حُسْبَانًا﴾حِسَابًا لِلْاَوْقَاتِ وَالْبَاءُ مَحْذُوْفَةٌ وَهُوَ حَالٌ مِنْ مُقَدَّرٍ اَیْ يَجْرِيَانِ كَمَا فِیْ آيَةِ الرَّحْمٰنِ ﴿ذٰلِكَ﴾الْمَذْكُوْرُ ﴿تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ﴾فِیْ مُلْكِهٖ ﴿الْعَلِيْمِ(۹۶)﴾بِخَلْقِهٖ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾فِی الْاَسْفَارِ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾بَيَّنَّا ﴿الْاٰيٰتِ﴾الدَّلَالَاتِ عَلٰى قُدْرَتِنَا ﴿لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ(۹۷)﴾يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ﴾خَلَقَكُمْ ﴿مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ هِیَ آدَمُ ﴿فَمُسْتَقَرٌّ﴾مِنْكُمْ فِی الرَّحِمِ ﴿وَّمُسْتَوْدَعٌ﴾مِنْكُمْ فِی الصُّلْبِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْقَافِ اَیْ مَكَانُ قَرَارٍ لَكُمْ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ(۹۸)﴾مَايُقَالُ لَهُمْ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا﴾فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿بِهٖ﴾بِالْمَاءِ ﴿نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ﴾يَنْبُتُ ﴿فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ﴾اَیِ النَّبَاتِ شَيْئًا ﴿خَضِرًا﴾بِمَعْنٰى اَخْضَرَ ﴿نُّخْرِجُ مِنْهُ﴾مِنَ الْخَضِرِ ﴿حَبًّا مُّتَرَاكِبًا﴾يَرْكَبُ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَسَنَابِلِ الْحِنْطَةِ وَنَحْوِهَا ﴿وَمِنَ النَّخْلِ﴾خَبَرٌ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿مِنْ طَلْعِهَا﴾اَوَّلُ مَايَخْرُجُ مِنْهَامُبْتَدَاءٌ ﴿قِنْوَانٌ﴾عَرَاجِيْنُ

دَانِيَةٌ﴾قَرِيبٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ﴿وَّ﴾اَخْرَجْنَا بِهٖ﴿جَنّٰتٍ﴾بَسَاتِيْنَ ﴿مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا﴾وَرَقُهُمَا حَالٌ ﴿وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ ثَمَرُهُمَا ﴿اُنْظُرُوْٓا﴾يَامُخَاطَبِيْنَ نَظَرَ اِعْتِبَارٍ ﴿اِلٰى ثَمَرِهٖٓ﴾بِفَتْحِ الثَّاءِ وَالْمِيْمِ وَبِضَمِّهَا وَهُوَ جَمْعُ ثَمَرَةٍ كَشَجَرَةٍ وَشَجَرٍ وَخَشَبَةٍ وَخُشُبٍ ﴿اِذَآ اَثْمَرَ﴾اَوَّلَ مَايَبْدُوْ وَكَيْفَ هُوَ﴿وَ﴾اِلٰى ﴿يَنْعِهٖ﴾ نَضْجِهٖ اِذَا اَدْرَكَ كَيْفَ يَعُوْدُ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ﴾ دَلَالَاتٍ عَلٰى قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى عَلَى الْبَعْثِ وَغَيْرِهٖ ﴿لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۹۹)﴾خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا فِي الْاِيْمَانِ بِخِلَافِ الْكَافِرِيْنَ ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ﴾مَفْعُوْلٌ ثَانٍ ﴿شُرَكَآءَ﴾مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿الْجِنَّ﴾حَيْثُ اَطَاعُوْهُمْ فِيْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ﴿وَ﴾قَدْ ﴿خَلَقَهُمْ﴾ فَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ شُرَكَاءَهٗ ﴿وَخَرَقُوْا﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ اَيْ اِخْتَلَقُوْا ﴿لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ حَيْثُ قَالُوْا عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾تَنْزِيْهًا لَهٗ ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (۱۰۰)﴾بِاَنَّ لَهٗ وَلَدًا هُوَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ چیرنے والا ہے(فالق بمعنی شاق ہے) اگنے والی چیز کو اور (حب بمعنی نبات ہے) گھٹلی کو......۱......(کھجور سے) زندہ کو مردہ سے نکالے (جیسا کہ انسان اور پرندے کو نطفہ اور انڈے سے نکالتا ہے) اور مردہ کو (جیسا کہ نطفہ اور انڈے کو) زندہ سے نکالنے والا......۲......یہ ہے (چیرنے والا، نکالنے والا) ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو (دلیل قائم ہونے کے بعد ایمان سے کیسے پھرتے ہو؟) تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا (الاصباح مصدر ہے بمعنی الصبح یعنی صبح کاذب کو چاک کرنے والا ہے عمود الصبح اس ابتدائی روشنی کو کہتے ہیں جو رات کے اندھیرے سے ظاہر ہوتی ہے) اور اس نے رات کو چین بنایا (کہ رات میں مخلوق معاش کی تھکن کے بعد اس میں آرام کرتی ہے......۳......) اور سورج اور چاند کو (الشمس اور القمر دونوں منصوب ہیں ان کا عطف لفظ اللیل کے محل پر ہے) حساب بنایا (یعنی اوقات کار کیلئے حساب بنایا، اور حسبانا میں باء محذوف ہے اور فعل یجریان سے حال ہے جیسا کہ سورۂ رحمٰن کی آیت میں ہے) یہ (مذکورہ) سادھایا ہوا ہے اس کا جو غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی ملک میں) علم رکھنے والا (اپنی مخلوق کا) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں (یعنی سفروں میں) ہم نے بیان کردیں ("فصلنا" بمعنی بینا ہے) نشانیاں (جو ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہیں) علم والوں کیلئے (تدبر کرنے والوں کے لیے) اور وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (انشاکم بمعنی خلقکم ہے) ایک جان سے (یعنی آدم علیہ السلام سے) پھر کہیں (تمہیں رحم میں) ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا (صلب میں اور ایک قرأت میں مستودع قاف کی فتح کے ساتھ ہے اس صورت میں ظرف مکان ہوگا)

بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کردیں ان کیلئے جو سمجھتے ہیں (جو کچھ ان سے کہا جاتا ہے) اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر نکالی ہم نے (فاخرجنا میں غیبوبت سے تکلم کی طرف التفات ہے) اس کے سبب (یعنی پانی کے سبب) ہر قسم کی نباتات (جو اگتی ہے) پھر نکالا ہم نے اس سے (یعنی نباتات سے کچھ) سبزہ (خضر بمعنی اخضر ہے) جو کہ ہم اس (سبزے) سے نکالتے ہیں دانے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے (مراکبا بمعنی یرکب بعضه بعضا کے ہے جیسا کہ گیہوں وغیرہ کی بالیاں) اور کھجور کو (ومن النخل خبر مقدم ہے اور من طلعها اس کا بدل ہے) کھجور کے گابھے کو (کھجور کے درخت میں جو شے سب سے پہلے نکلتی ہے اس کو طلع کہتے ہیں اور قنوان مبتدا ہے) پاس پاس گچھے (قنوان دانية کا معنی ہے کہ وہ گچھے ایک دوسرے سے قریب ہوں گے) اور (ہم نے اس سے نکالے) باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) انگور اور زیتون اور انار کے...... کسی بات میں ملتے (یعنی انکے پتے باہم ملتے ،متشبها حال ہے) اور کسی بات میں نہ ملتے (ان دونوں کے پھل آپس میں نہیں ملتے) دیکھو (اے مخاطبین اس کی صنعت میں عبرت کی نگاہ سے) اس کے پھلوں کی طرف (ثمرة ثا اور میم کی فتح اور دونوں کی ضمہ کے ساتھ ہے ثمر جمع ہے ثمرة کی جیسا کہ شجر جمع ہے شجرة کی اور خشب جمع ہے خشبة کی) جب پھلے (غور کرو کہ ابتداء جو شے ظاہر ہوتی ہے وہ کیسی ہوتی ہے) اور اسکا پکنا (یعنی پکنے کے بعد اس کو دیکھو کہ وہ کیسا قوی ہوگیا) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (جو دوبارہ اٹھائے جانے وغیرہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں) ایمان والوں کیلئے (خاص طور پر ایمان والوں کا ذکر اسلئے کیا کہ اہل ایمان ہی ان نشانیوں سے نفع اٹھائے ہیں برخلاف کافروں کے) اور بنایا اللہ کیلئے (جعلوا لله،لله جعلوا کا مفعول ثانی ہے) شریک (شركاء جعلوا کا مفعول اول ہے اور الجن ،شركاء کا بدل ہے) جنوں کو (اس طرح کہ انہوں نے بتوں کی عبادت میں شیاطین کی اطاعت کی) اور (حالانکہ) اسی نے ان کو بنایا (پھر کیسے وہ خدا کے شریک ہوسکتے ہیں) اور گھڑلیں (خرقوا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے خرقوا بمعنی اختلقوا ہے) اسکے لیے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے (اس حیثیت سے کہ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا کہا اور فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں) پاکی (ہے اسکے لیے) اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے (کہ اس کی اولاد ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الله فالق الحب والنوى يخرج الحي من الميت ومخرج الميت من الحي﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم، فالق: اسم فاعل ہو ضمیر فاعل فالق مضاف، الحب والنوى: معطوف علیہ ومعطوف ،ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول ،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،مخرج: اسم فاعل ہو ضمیر فاعل مخرج مضاف، الميت: مضاف الیہ مفعول، من الحي: ظرف لغو ملکر معطوف ،ملکر خبر اول ،يخرج الحي من الميت: جملہ فعلیہ خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلكم الله فانى تؤفكون فالق الاصباح وجعل اليل سكنا والشمس والقمر حسبانا﴾.

ذلکم: مبتدا...... الله: موصوف...... فالق: اسم فاعل بافاعل مضاف...... الصباح: مضاف الیہ مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... جعل: فعل بافاعل...... الیل: معطوف علیہ...... والشمس والقمر: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر معطوف، ملکر مفعول اول......سکنا: معطوف علیہ...... حسبانا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: مستانفہ...... انی: بمعنی کیف حال مقدم......تو فکون: فعل واوضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلک تقدیر العزیز العلیم﴾.

ذلک: مبتدا......تقدیر: مضاف، العزیز: موصوف، العلیم: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وهو الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمت البر و البحر﴾.

و: عاطفہ...... هو: مبتدا...... الذی: موصول...... جعل: فعل بافاعل......لکم: ظرف لغواول...... النجوم: مفعول، لام: جار...... تهتدوا: فعل واوضمیر ذوالحال...... فی ظلمت البر و البحر: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... بها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فصلنا الایت لقوم یعلمون﴾.

قد: تحقیقیہ، فصلنا: فعل بافاعل الایت: مفعول لام: جار قوم: موصوف، یعلمون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهو الذی انشاکم من نفس واحدة فمستقر و مستودع﴾.

و: عاطفہ......هو: مبتدا...... الذی: موصول...... انشاکم: فعل بافاعل ومفعول...... من نفس واحدة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا ثانی ف: جزائیہ...... مستقر: معطوف علیہ...... ومستودع: معطوف، ملکر خبر محذوف "لکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا ثانی سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فصلنا الایت لقوم یفقهون﴾.

قد: تحقیقیہ...... فصلنا: فعل بافاعل...... الایت: مفعول......لام: جار...... قوم: موصوف...... یفقهون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهوالذی انزل من السماء ماء فاخرجنا به نبات کل شیء﴾.

و: عاطفہ...... هو: مبتدا، الذی: موصول...... انزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......اخرجنا: فعل بافاعل......به: ظرف لغو...... نبات کل شیء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "انزل" پر معطوف ہے۔

﴿فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراكبا﴾.

ف: عاطفہ...... اخرجنامنه: فعل بافاعل وظرف لغو...... خضرا: موصوف...... نخرج منه: فعل بافاعل وظرف لغو، حبا متراكبا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن النخل من طلعها قنوان دانية﴾.

و: اعتراضیہ...... من النخل: جارمجرور، ملکر مبدل منہ...... من طلعها: جارمجرور ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... قنوان دانية: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وجنت من اعناب والزيتون والرمان مشتبها وغير متشابه﴾.

و: عاطفہ، جنت: موصوف، من: جار، اعناب: معطوف علیہ، والزيتون والرمان: دونوں معطوف ملکر ذوالحال، مشتبها: معطوف علیہ، وغير متشابه: معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل "نبات كل شيء" پر معطوف ہے۔

﴿انظروا الى ثمره اذا اثمر وينعه﴾.

انظروا: فعل بافاعل...... الى: جار...... ثمره: معطوف علیہ...... وينعه: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا مقدم...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... اثمر: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مؤخر، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان فی ذلک لايت لقوم يومنون﴾.

ان: حرف مشبہ...... فی ذلكم: ظرف مستقر خبر مقدم...... لام: تاکیدیہ...... ايت: موصوف لقوم يومنون: جارمجرور، ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعلوا لله شركاء الجن وخلقهم﴾.

و: عاطفہ...... جعلوا: فعل بافاعل...... لله: ظرف مستقر حال مقدم...... شركاء: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی...... الجن: ذوالحال...... و: حالیہ...... خلقهم: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول اول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخرقوا له بنين وبنت بغير علم سبحنه وتعلى عما يصفون﴾.

و: عاطفہ...... خرقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال...... بغير علم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل...... له: ظرف لغو...... بنين وبنت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... سبحنه: مفعول مطلق فعل محذوف...... "تنزه" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... تعلى عما يصفون: جملہ فعلیہ ماقبل "تنزه" فعل محذوف پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿فالق الحب والنوی﴾ کا معنی:

۱۔۔۔۔۔۔علامہ بغوی شافعی فرماتے ہیں کہ فلق سے مراد شق ہے حسن، قتادہ اور سدی کہتے ہیں کہ فلق کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل دانے کو بالی سے اور گٹھلی کو کھجور سے شق کرتا ہے۔اور حب جمع ہے حبۃ کی، اور حبۃ ہر قسم کے بیج اور دانے کو کہتے ہیں خواہ وہ بیج دانے گیہوں کے ہوں یا جو کے یا مکئی کے، ہر وہ شے جس میں گٹھلی نہ ہو اسے بھی حب کہتے ہیں، زجاج کا قول ہے کہ اللہ عزوجل خشک دانے اور گٹھلیوں کو چیرتا ہے تو اس سے سبز پتے نکالتا ہے۔اور مجاہد کا قول ہے کہ ان دونوں کو چیرتا ہے ان دونوں میں سے پتے نکالتا ہے ۔اور نوی جمع ہے نواۃ کی اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسکا دانہ نہ ہو جیسے کھجور، خوبانی، آڑو وغیرہ اور ضحاک کا قول ہے کہ فالق الحب والنوی سے مراد خالق الحب والنوی ہے۔ (البغوی، ص ۲۸۳)

﴿یخرج الحی من المیت و۔۔۔۔۔۔الخ﴾ کا معنی:

۲۔۔۔۔۔۔علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یا تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل سبزے کو خشک دانوں سے اور خشک دانوں کو سبزے سے نکالتا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ انسان سے نطفے کو اور نطفے سے انسان کو نکالتا ہے یا یہ مراد ہے کہ مؤمن کو کافر سے اور کافر کو مؤمن سے نکالتا ہے۔اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ان لوگوں پر حجت قائم فرمائی ہے جو اسکی خلق میں نگاہِ عبرت کے ساتھ مشاہدہ نہیں کرتے ،کہ وہ بعث بعد الموت کا انکار کرنے سے باز آجائیں اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو بتایا کہ اللہ عزوجل کی ذات وہ ہے جو ان چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں ہوگی۔ (المدارك، ج ۱، ص ۲۳ ۵ ملخصًا)

رات آرام کے لئے ہے!

۳۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے جہاں اس نے دن کو کام کاج اور کسب معاش کے لئے بنایا وہاں اس نے رات کو سکون واطمینان کے لئے بنایا، اور یہ اس طرح کہ انسان رات کو آرام کر کے دن بھر کی تھکن اتارے اور اگر قرآن پر عمل کرنے کی نیت سے سوئے تو ثواب بھی پائے۔لیکن اللہ عزوجل کے نیک بندے جن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی عزوجل ہوتا ہے وہ نہ دن میں یاد الٰہی عزوجل سے اپنے اوقات کو خالی جانے دیتے ہیں اور نہ ہی رات میں، چنانچہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جو کہ بندوں میں سب سے اعلیٰ درجے کے مالک ہوتے ہیں وہ راتوں میں جاگ جاگ کر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے رہتے ہیں، اس کی واضح دلیل خود باری عزوجل کا فرمان ﴿یایها المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا (المزمل: ۱ تا ۳)﴾۔

کھجور، انگور، زیتون اور انار کی افادیت:

۴۔۔۔۔۔۔کھجور کا مزاج گرم ہے اس کی اصلاح انار اور سکنجبین سے ہو جاتی ہے، اور اس میں وٹامنز (حیاتین) اور تمام اہم معدنی نمکیات پائے جاتے ہیں، اس کے استعمال سے خون کے سرخ ذرات میں اضافہ ہوتا ہے، یہ کلسٹرول کو متوازن رکھتی ہے، مدینہ منورہ

کی عجوہ کھجور خاص طور پر دل کے لئے مفید ہے، یہ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے اور پیشاب کھول کر لاتی ہے، سو گرام کھجور میں ۲۱۴ حرارے، ۲ گرام پروٹین، ۳۰ء۷ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۵ء۵ گرام کیلشیم، ۹ء۲ گرام سوڈیم، ۰۰ء۹۷ ملی گرام پوٹاشیم، ۲ء۷ ملی گرام فاسفورس، ۵ء۳ ملی گرام فولاد اور ۷ ملی گرام پھوک ہوتا ہے۔

اللہ ﷻ نے کھجور کے بعد انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ انگور تمام پھلوں میں افضل ہے کیونکہ یہ پھل بھی اول سے لے کر آخر تک نفع بخش ہے اس سے سرکہ اور نبیذ بھی بنایا جاتا ہے۔ انگور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک چھوٹا انگور ہوتا ہے جب یہ خشک ہو جائے تو اسے کشمش کہتے ہیں اور دوسرا بڑا انگور جب یہ خشک ہو جائے تو اسے منقی کہتے ہیں، انگور کا مزاج گرم تر ہے یہ زود ہضم اور کثیر الغذا ہوتا ہے۔ خون صالح بکثرت پیدا کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ سو گرام انگور میں ۶۹ حرارے، ایک گرام پروٹین، ۱۶ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۱۷ ملی گرام کیلشیم، ۲۱ ملی گرام فاسفورس، ۶ء۰ ملی گرام فولاد، ۱۰۰ ملی گرام وٹامن اے، ۰۷ء۰ ملی گرام وٹامن بی اور ۴۲ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔

انگور کے بعد زیتون کا ذکر فرمایا، اس کا پھل سبز اور سیاہ دو رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ فلسطین، ایران، عرب اور جنوبی یورپ میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکا تیل بہت مفید ہے، سردی کے دردوں میں اس سے بدن پر مالش کی جاتی ہے یہ بدن کو غذائیت بخشتا ہے، اعصاب کو تقویت دیتا ہے، بڑھاپے کے تمام عوارض میں مفید ہے، جدید سائنسی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ روغن زیتون کولسٹرول کو حل کر لیتا ہے

انار دو قسم کا ہوتا ہے سرخ دانوں والا اور سفید دانوں والا، سرخ دانوں والے کا ذائقہ کھٹا میٹھا ہوتا ہے اور سفید دانوں والا شیریں ہوتا ہے۔ اس کا مزاج سرد تر ہے اس میں غذائیت کم ہے خون صالح پیدا کرتا ہے، اس میں جراثیم کش خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں، ۱۰۰ گرام انار میں ۴۳ ملی گرام کیلشیم، ۲۵ گرام فاسفورس، ۳ء۲ ملی گرام فولاد، ۴۲۰ ملی گرام وٹامن اے، ۱۰۸ ملی گرام وٹامن بی اور ۳۸ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۶۰۷، ۶۰۸)

☆......☆شاق: "فالق" کی تفسیر مفسر نے "شاق" سے اس لیے کی کہ یہ لفظ لغوی اعتبار سے زیادہ مشہور ہے اور عبرت حاصل کرنے کے زیادہ قریب ترین ہے اور بھی کئی فوائد ہیں۔ عن النخل: اس سے مراد ہر وہ پھل ہے جس میں گٹھلی ہوتی ہے۔

فکیف تصرفون عن الایمان: ایمان باللہ کے بعد اور اعتراف کرتے ہوئے، ایمان سے پھر جانے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اللہ ﷻ تمام چیزوں کا خالق ہے پس اللہ ﷻ کے فرمان "فانی" میں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

شیئا: لفظ "شیئا" محذوف نکال کر مفسر نے لفظ "خضرا" کے موصوف محذوف کو بیان کیا ہے۔

نظر اعتبار: یعنی اللہ ﷻ کی مصنوعات میں تفکر کرو تا کہ تم جان لو کہ تمہارا رب ہر چاہے پر قادر ہے، پس تم صرف اسی ایک کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۰۳ وغیرہ)

من النطفة و البيضة: جمیع حیوانات ان دو چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں تمام پرندے انڈوں سے اور ان کے سوا دیگر حیوانات نطفہ سے

پیدا ہوتے ہیں۔وفی قراءۃ بفتح القاف ......الخ: لفظ مستقر کو قاف مفتوحہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے ہمارے یہاں مروج قرأت میں یہ لفظ فتحہ کے ساتھ ہے اگر اسے فتحہ کے ساتھ پڑھیں تو یہ اسم مکان ہوگا اور اگر کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اسم فاعل ہوگا اسی قرأت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفسر نے لفظ 'مستقر' کو مبتدا مانا ہے اور لفظ "منکم" نکال کر اس کی خبر مقدر کو بیان کیا ہے۔لانھم المنتفعون بھا: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ظاہر دلائل بھی اسی وقت فائدہ دیتے ہیں جب کہ بندہ مومن ہو جس کے لیے کفر کا فیصلہ سبقت کر چکا اسے آیات فائدہ نہیں دیتیں اور نہ وہ اس سے ہدایت پاتے ہیں۔

ویبدل منہ:"من طلعھا......الخ" یہ بدل بعض ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۴۰٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۹

﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾مُبْدِعُهُمَا مِنْ غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ ﴿اَنّٰی﴾ کَیْفَ ﴿یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾زَوْجَةٌ ﴿وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ﴾مِنْ شَانِهٖ اَنْ یَّخْلُقَ ﴿وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۱۰۱)﴾﴿ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ﴾وَحِّدُوْهُ ﴿وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ (۱۰۲)﴾حَفِیْظٌ ﴿لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اَیْ لَاتَرَاهُ وَهٰذَا مَخْصُوْصٌ لِرُؤْیَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی (وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ) وَحَدِیْثُ الشَّیْخَیْنِ "اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ" وَقِیْلَ الْمُرَادُ لَاتُحِیْطُ بِهٖ ﴿وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ﴾اَیْ یَرَاهَا وَلَا تَرَاهُ وَلَایَجُوْزُ فِیْ غَیْرِهٖ اَوْ یُدْرِکُ الْبَصَرَ وَهُوَ لَا یُدْرِکُهٗ اَوْ یُحِیْطُ بِهٖ عِلْمًا ﴿وَهُوَ اللَّطِیْفُ﴾بِاَوْلِیَائِهٖ ﴿الْخَبِیْرُ (۱۰۳)﴾بِهِمْ قُلْ یَا مُحَمَّدُ﴿قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ﴾حُجَجٌ ﴿مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ﴾هَا فَاٰمَنَ ﴿فَلِنَفْسِهٖ﴾اَبْصَرَ لِاَنَّ ثَوَابَ اِبْصَارِهٖ لَهٗ ﴿وَمَنْ عَمِیَ﴾ عَنْهَا فَضَلَّ ﴿فَعَلَیْهَا﴾ وَبَالُ اِضْلَالِهٖ ﴿وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ (۱۰۴)﴾ رَقِیْبٌ لِاَعْمَالِکُمْ اِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ ﴿وَکَذٰلِکَ﴾ کَمَا بَیَّنَّا مَاذُکِرَ ﴿نُصَرِّفُ﴾ نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ﴾ لِیَعْتَبِرُوْا ﴿وَلِیَقُوْلُوْا﴾اَیِ الْکُفَّارُ فِیْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ ﴿دَرَسْتَ﴾ ذَاکَرْتَ اَهْلَ الْکِتَابِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ دَرَسَتْ اَیْ کُتُبَ الْمَاضِیْنَ وَجِئْتَ بِهٰذَا مِنْهَا ﴿وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۱۰۵)﴾﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (۱۰۶)﴾﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَکُوْا وَمَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا﴾رَقِیْبًا فَتُجَازِیَهُمْ بِاَعْمَالِهِمْ ﴿وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ (۱۰۷)﴾فَتُجْبِرُهُمْ عَلَی الْاِیْمَانِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ﴾هُمْ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾اَیِ الْاَصْنَامَ ﴿فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا﴾ اِعْتِدَاءً وَظُلْمًا ﴿بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾

اَیْ جَھْلًا بِاللّٰہِ ﴿کَذٰلِکَ﴾ کَمَازَیَّنَّا لِھٰٓؤُلَآءِ مَاھُمْ عَلَیْہِ ﴿زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَھُمْ﴾ مِنَ الْخَیْرِ وَالشَّرِّ فَاَتَوْہُ ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ مَّرْجِعُھُمْ﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۰۸)﴾ فَیُجَازِیْھِمْ بِہٖ ﴿وَاَقْسَمُوْا﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ ﴿بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ﴾ اَیْ غَایَۃَ اجْتِھَادِھِمْ فِیْھَا ﴿لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ﴾ مِمَّا اقْتَرَحُوْا ﴿لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا قُلْ﴾ لَھُمْ ﴿اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ﴾ یُنَزِّلُھَا کَمَا یَشَآءُ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ ﴿وَمَا یُشْعِرُکُمْ﴾ یُدْرِیْکُمْ بِاِیْمَانِھِمْ اِذَا جَآءَتْ اَیْ اَنْتُمْ لَا تَدْرُوْنَ ذٰلِکَ ﴿اَنَّھَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ(۱۰۹)﴾ لِمَا سَبَقَ فِیْ عِلْمِیْ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِالتَّاءِ خِطَابًا لِلْکُفَّارِ وَفِیْ اُخْرٰی بِفَتْحِ اَنَّ بِمَعْنٰی (لَعَلَّ) اَوْ مَعْمُوْلَۃً لِمَا قَبْلَھَا ﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ﴾ نُحَوِّلُ قُلُوْبَھُمْ عَنِ الْحَقِّ فَلَا یَفْھَمُوْنَہٗ ﴿وَاَبْصَارَھُمْ﴾ عَنْہُ فَلَا یُبْصِرُوْنَہٗ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖ﴾ اَیْ بِمَا اُنْزِلَ مِنَ الْاٰیٰتِ ﴿اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّنَذَرُھُمْ﴾ نَتْرُکُھُمْ ﴿فِیْ طُغْیَانِھِمْ﴾ ضَلَالِھِمْ ﴿یَعْمَھُوْنَ(۱۱۰)﴾ یَتَرَدَّدُوْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

(بے کسی مثال سابق کے) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا کیونکر (انّی بمعنی کیف ہے) اسکے بچہ ہو حالانکہ اسکی عورت (صاحبۃ بمعنی زوجہ ہے) نہیں اس نے ہر چیز پیدا کی (جو پیدا ہونے کے لائق تھی) اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے یہ ہے کہ اللہ تمہارا رب اور اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے ایک مانو (اعبدوہ بمعنی وحدوہ ہے) اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے (وکیل بمعنی حفیظ ہے) آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں (یعنی تم اسے نہیں دیکھ سکتے، اور یہ عام حکم آخرت میں مومنین کی رویت باری ﷻ کرنے کے حوالے سے مخصوص ہے اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ﴾ اور شیخین کی حدیث میں ہے کہ تم اپنے رب ﷻ کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو......۱......اور یہ بھی کہا گیا کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی) اور سب آنکھیں اسکے احاطہ میں ہیں (یعنی وہ سب کو دیکھتا ہے اور آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں، اور کسی غیر کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ تمام کا ادراک کرے کہ اس ذات باری ﷻ کا ادراک کرے یا اس ذات کا علم کے ذریعے احاطہ کرے) اور وہ (اپنے دوستوں پر) لطیف ہے، خبردار ہے (ان پر، فرما دیجئے اے محمد ﷺ ان سے) تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں (بصائر بمعنی دلائل ہے) آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا (ان دلائل کو، پھر ایمان لایا) تو اپنے بھلے کو (دیکھا کیونکہ اس دیکھنے کا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو اندھا ہوا (ان دلائل سے، تو گمراہ ہوا) تو اسی پر (اسکی گمراہی کا وبال) ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں......۲......(تمہارے اعمال کا، میں صرف ڈرانے والا ہوں حفیظ بمعنی رقیب ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مذکورہ بیان کیا) ہم بیان کرتے

ہیں(منصرف بمعنی نہیں ہے) آیتیں (تا کہ تم عبرت حاصل کرو) اوراسلئے کہ بول اٹھیں (یعنی کفاراس کام کے انجام سے) کہ تم پڑھتے ہو(یعنی آپ ﷺ نے اہل کتاب کے ساتھ مذاکرہ کیا، اور ایک قرأت میں "درست" ہے یعنی آپ ﷺ نے کتب ماضیہ سے یہ باتیں سیکھی ہیں اور آپ ﷺ انہیں کتب سے یہ باتیں لے کرآئے ہیں) اوراس لیے کہ اسے علم والوں پرواضح کردیں کہ اس پر(یعنی قرآن پر) چلوجو تمہیں تمہارے رب کی جانب سے وحی ہوتی ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیرلواوراللہ چاہتا تو وہ شرک نہیں کرتے اور ہم نے تمہیں ان پرنگہبان نہیں کیا(تو ہم انہیں انکے اعمال پر جزادیں گے، حفیظا بمعنی رقیبا ہے) اورتم ان پر کروڑے نہیں (کہ آپ ﷺ انہیں ایمان لانے پر جبرکریں اور یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا) اورانہیں گالی نہ دوجن کووہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں (یعنی بتوں کو) کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے(سرکشی اورظلم کرتے ہوئے) جہالت سے (یعنی اللہ ﷻ کے بارے میں جاہل ہونے کی وجہ سے) یونہی (یعنی جیسا کہ ہم نے انکے لیے ان کے اعمال بھلے کردکھائے اسی طرح) ہم نے ہرامت کی نگاہ میں اسکے عمل بھلے کردیئے ہیں (اچھے ہوں یابرے تو وہ اسے کرتے ہیں) پھرانہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے(آخرت میں) اور پھر وہ بتادے گا انہیں جو کرتے تھے(وہ انہیں ان اعمال پر جزادے گا) اورانہوں نے (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے (یعنی اپنی قسموں میں انتہائی درجہ کی کوشش کی) کہ اگر انکے پاس کوئی نشانی آئی (جس کا انہوں نے مطالبہ کیا) تو ضروراس پرایمان لائیں گے تم فرمادو(ان سے) کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں (وہ اسے جیسا چاہے اتارتا ہے اور میں صرف ڈرانے والا ہوں) اورتمہیں کیا خبر کہ (انکے ایمان لانے کا جب کہ نشانی بھی لائیں یعنی تم ان کے ایمان لانے، نہ لانے کا علم نہیں رکھتے) جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں (کیونکہ علم الٰہی میں یہ بات ہے کہ نشانیاں نازل کردی جائیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے اور ایک قرأت میں یومنون تاء کے ساتھ ہے اوراس صورت میں خطاب کفار سے ہوگا اور ایک قرأت میں ان مفتوحہ ہے جو بمعنی لعل ہے یا پھر ماقبل کا معمول ہوگا) اور ہم پھیردیتے ہیں انکے دل (یعنی انکے دل حق سے پھیردیتے ہیں......۳......تو وہ حق کو سمجھ نہیں پاتے نقلب بمعنی نحول ہے) اورآنکھوں کو(حق سے، تو وہ اسے نہیں دیکھتے اور ایمان نہیں لاتے) جیسا کہ وہ پہلی بار(نازل کردہ آیات پر) ایمان نہ لائے تھے اورانہیں چھوڑدیتے ہیں (نذرھم بمعنی نترکھم ہے) انکی سرکشی (یعنی گمراہی) میں بھٹکا کریں (یعمھون بمعنی حیرانی میں بھٹکتے رہنا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿بدیع السموت والارض انی یکون له ولد﴾.

بدیع السموت والارض: مرکب اضافی مبتدامحذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... انی: بمعنی کیف حال مقدم......یکون له: فعل ناقص وظرف مستقر خبرمقدم......ولد: ذوالحال، ملکراسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولم تکن له صاحبة وخلق کل شیء وھو بکل شیء علیم﴾.

و: عاطفہ......لم تکن: فعل ناقص منفی، لام: جار......ہ:ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... خلق کل شیء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وھو بکل شیء علیم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......صاحبة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم الله ربکم لا اله الا ھو خالق کل شیء فاعبدوه﴾.

ذلکم: مبتدا...... الله: خبر اول......ربکم: خبر ثانی...... لا: نفی جنس...... اله: مبدل منہ...... الا: اداۃ حصر......ھو: بدل ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثالث......خالق کل شیء: خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ف: تعلیلیہ...... اعبدوه: فعل فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھو علی کل شیء وکیل لا تدرکه الابصار وھو یدرک الابصار﴾.

و: عاطفہ...... ھو: مبتدا...... علی کل شیء: ظرف لغو مقدم......وکیل: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......لاتدرکه الابصار: فعل نفی ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر خامس...... و: عاطفہ...... ھو: مبتدا...... یدرک الابصار: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿وھو اللطیف الخبیر قد جاء کم بصائر من ربکم﴾.

و: عاطفہ......ھو: مبتدا......اللطیف: خبر اول......الخبیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ......قد: تحقیقیہ...... جاء کم بصائر من ربکم: فعل مفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمن ابصر فلنفسه ومن عمی فعلیها﴾.

ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا، ابصر: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، لنفسه: ظرف مستقر مبتدا محذوف "الابصار" کیلئے خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ...... من: شرطیہ مبتدا، عمی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ...... علیها: ظرف مستقر، مبتدا محذوف "الاعمی" کیلئے خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انا علیکم بحفیظ﴾.

و: مستانفہ...... ما: مشابہ بلیس...... ان: اسم......علیکم: ظرف لغو مقدم......ب: زائد......حفیظ: اسم فاعل وفاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکذلک نصرف الایت ولیقولوا درست ولنبینه لقوم یعلمون﴾.

و: مستانفہ......کذلک: ظرف مستقر "تصریفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نصرف

الایت : فعل بافاعل ومفعول......و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لتعتبروا"...... لام: جار...... تعتبروا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر معطوف علیہ...... لام: جار...... یقولوا: قول...... درست : جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر معطوف اول...... و : عاطفہ...... لام: جار...... نبینہ لقوم یعلمون: جملہ فعلیہ بتقدیر......ان مجرور، ملکر معطوف ثانی، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الہ الا ھو واعرض عن المشرکین﴾.

اتبع : فعل امر بافاعل، اوحی الیک: موصول صلہ ملکر ذوالحال...... من ربک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، لاالہ الاھو: جملہ اسمیہ معترضہ...... و:عاطفہ، اعرض عن المشرکین: جملہ فعلیہ ماقبل "اتبع مااوحی" پرمعطوف ہے۔

﴿ولو شاء اللہ ما اشرکوا﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... شاء اللہ : فعل وفاعل "عدم اشراکھم" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... مااشرکوا: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما جعلنک علیھم حفیظا وما انت علیھم بوکیل﴾.

و:عاطفہ...... ما: نافیہ...... جعلنک:فعل بافاعل ومفعول،علیھم حفیظا: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انت : اسم...... علیھم:ظرف مقدم،ب: زائد...... وکیل:صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم﴾.

و : مستانفہ...... لاتسبوا: فعل نہی بافاعل...... الذین: موصول......یدعون: فعل واوضمیر ذوالحال...... من دون اللہ : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ، یسبوا: فعل واوضمیر ذوالحال بغیر علم:ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، اللہ:مفعول،عدوا:مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب نہی واقع ہے۔

﴿کذلک زینا لکل امۃ عملھم﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... زینا لکل امۃ: فعل بافاعل وظرف لغو......عملھم :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون﴾.

ثم: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاتوہ"...... الی ربھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... مرجعھم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ،ف: عاطفہ...... ینبئھم:فعل بافاعل ومفعول......بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء تھم ایۃ لیومنن بھا﴾۔

و: مستانفہ...... اقسمو: فعل واؤضمیر ذوالحال...... جھد ایمانھم: حال، ملکر فاعل...... باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... جاء تھم ایۃ: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ، یومنن بھا: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جواب قسم اپنی قسم مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿قل انما الایت عند اللہ وما یشعر کم انھا اذا جاء ت لا یومنون﴾۔

قل: قول...... انما: حرف مشبہ واسم...... الایت: مبتدا...... عند اللہ: ظرف متعلق خبر محذوف سے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... یشعر کم: فعل بافاعل ومفعول...... انھا: حرف مشبہ واسم...... اذا جاء ت: مضاف ومضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم...... لایومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونقلب افئدتھم وابصارھم﴾۔

و: مستانفہ...... نقلب: فعل بافاعل، افئدتھم: معطوف علیہ...... وابصارھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کما لم یومنوا بہ اول مرۃ﴾۔

کاف: جار...... ما: مصدریہ...... لم یومنوا: فعل نفی بافاعل...... بہ: ظرف لغو...... اول مرۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "لایومنون" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونذرھم فی طغیانھم یعمھون﴾۔

و: عاطفہ معطوف علی مقدر "لایومنون"...... نذر: فعل بافاعل...... ھم: ضمیر ذوالحال...... فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رویت باری تعالی ممکن ہے!

۱...... اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ﴾ کے پیش نظر اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوگا یا نہیں، جمہور علماء کے نزدیک رویت باری تعالیٰ دنیا وآخرت میں ممکن ہے دنیا میں حضور پرنور ﷺ سفر معراج میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اور آخرت میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور مومنین اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے۔ نبی پاک ﷺ کا شب معراج اللہ عزوجل کا دیدار کرنا اس مسئلہ کے تحت ہم ان شاءاللہ سورۂ نجم میں کلام کریں گے یہاں ہم اپنے دعوی کے مطابق دلائل پیش خدمت کرتے

ہیں کہ دنیا و آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ممکن ہے۔قبل اس کے کہ ہم اپنے موضوع پر کلام کریں یہ جاننا چاہئے کہ ادراک کسے کہتے ہیں ؟ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی حنفی اپنی تالیف ''التعریفات'' میں لکھتے ہیں: الادراک :احاطة الشي بکماله یعنی ادراک کسی چیز کے مکمل احاطہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۱۸)

غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ﴿رب ارنی انظر الیک ......الخ﴾، یہ آیت امکانِ رؤیتِ باری عزوجل کی روشن دلیل ہے اس لئے کہ موسی علیہ السلام کا یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رؤیتِ باری عزوجل کے امکان کا اعتقاد رکھتے تھے اگر اللہ عزوجل کا دیکھنا محال مانا جائے تو یہ اعتقاد گمراہی اور ضلالت قرار پائے گا کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام اللہ عزوجل کے کلیم اور اولوالعزم رسول ہیں کس طرح گمراہی کا اعتقاد رکھ سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کا دیکھنا ممکن ہے ورنہ موسی کلیم اللہ علیہ السلام پر (معاذ اللہ عزوجل) گمراہی اور ضلالت ک الزام عائد ہوگا اور یہ الزام قطعاً باطل ہے۔لہٰذا اس کا محال ہونا بھی باطل ہوا، وللہ الحمد۔اس آیت ﴿لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر﴾ سے اللہ عزوجل کی رؤیت کی نفی نہیں بلکہ ادراک کی نفی ہوتی ہے اور ادراک کے معنی رؤیت نہیں بلکہ ادراک احاطہ کرنے کو کہتے ہیں اور احاطہ کے معنی ہیں کسی چیز کو گھیر لینا۔لہٰذا آیتِ کریمہ کے معنی ہوئے تمام آنکھیں اللہ عزوجل کو گھیرے میں نہیں لے سکتیں اور اللہ عزوجل سب آنکھوں کو محیط ہے اور سب کو اپنے علم وقدرت کے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔لہٰذا اس آیہ مبارکہ سے اس رؤیت کی نفی ثابت ہوئی جس سے اللہ عزوجل کا احاطہ ہو جائے لیکن رؤیت بلا احاطہ کی نفی اس سے ثابت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے ''لااحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک'' ''اس حدیثِ پاک میں ثنائے الٰہی کے احصاء اور احاطہ کی نفی ہے معاذ اللہ مطلق ثنا کی نفی نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی کوئی ثناء نہیں کی۔پس ظاہر ہوگیا کہ جس طرح احاطہ ثنائے الٰہی کی نفی سے مطلق ثنائے الٰہی کی نفی ثابت نہیں ہوسکتی اسی طرح رؤیت بالا حاطہ کی نفی سے مطلق رؤیت کی نفی بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ (مقالاتِ کاظمی، ج۱، ص ۱۸۴، ۱۸۳)

بعض ان آیات بینات واحادیث کا بیان جن میں رویت باری کا ذکر ہے :

(۱) ﴿وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامۃ:۲۳،۲۲)﴾ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کو دیکھتے۔(۲) ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس:۲۶)﴾ بھلائی والوں کے لیے بھلائی اور اس سے بھی زائد (۳) ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق:۳۵)﴾ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

☆......مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: ''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ عزوجل فرمائے گا تم چاہتے کہ میں تم کو کچھ مزید عطا کروں؟'' تو جنتی عرض گزار ہوں گے، کیا تو نے ہمارے چہروں کو اجیالا نہ فرمایا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پھر حجابات اٹھالئے

جائیں گے، جنتیوں کو ان کے رب عزوجل کے دیدار سے بڑھ کر کوئی محبوب نعمت عطا نہ کی گئی ہوگی، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۲۶)﴾"۔علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں: حجابات اٹھا لیے جائیں گے اس کا معنی یہ ہے ان کی آنکھوں میں اللہ عزوجل کا دیدار کرنے سے جو موانع ہوں گے انہیں اٹھا لیا جائے گا، حتی کہ وہ اسے دیکھیں گے اس کی عظمت اور جلال کی صفات کے ساتھ یہاں حجاب مخلوق کے اعتبار سے ہے نہ کہ خالق عزوجل کے اعتبار سے۔ابن جریر نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل بروز قیامت ایک منادی کو بھیجے گا جو ایسے آواز میں ندا کرے گا جسے لوگوں میں اوّل اور آخر سن لیں گے ندا یہ ہوگی: اے جنتیوں! اللہ نے تم سے حسنی اور زیادۃ کا وعدہ فرمایا تھا پس حسنی جنت ہے اور زیادۃ رحمن عزوجل کے وجہ (بیمثال) کا دیدار ہے"۔پس میں (علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں، رؤیتِ باری عزوجل کے بارے میں احادیث حضرت انس، حضرت جابر بن عبداللہ، جریر بجلی، حذیفہ بن یمان اور حضرت زید بن ثابت، حضرت صہیب رومی، عبادۃ بن صامت، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت مولا علی، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عمار بن یاسر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت لقیط، حضرت ابن زرین عقیلی، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(البدور السافرۃ، باب زیارۃ اھل الجنۃ ربھم، رقم: ۲۱۹۷ وغیرہ، ص ۵۹۹)۔

دل اللہ کے قبضے میں ہیں!

۳......دل اور آنکھیں اللہ عزوجل کے دستِ قدرت میں ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔اللہ عزوجل جن کے لئے چاہے انہیں قائم (ثابت) رکھتا ہے اور جس کے لئے چاہے ٹیڑھا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم (تعلیم امت کے لیے) کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔دلوں کے پھیرنے سے مراد، انہیں ایمان سے دور کر دینا، اور آنکھوں کے پھیرنے سے مراد انہیں درست راستے کی معرفت سے دور کر دینا ہے۔ (خازن، ج۲، ص ۴۷)

☆......☆ھو: ضمیر نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "بدیع السموات ......الخ خبر ہے جس کا مبتداء محذوف ہے۔

من شانہ ان یخلق: اس قید کو ذکر کر کے مفسر نے اللہ عزوجل کی ذات وصفات سے احتراز کیا ہے کہ قدرت کا تعلق واجب اور محال سے نہیں ہوتا

و ھذا مخصوص: یہ عبارت نکال کر مفسر نے "لا تدرکہ الابصار" کے عام خص عنہ البعض ہونے کی تصریح کی ہے کہ مومنین آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے۔لا تحیط بہ: یعنی اللہ عزوجل کی ذات وصفات کی حقیقت تک نہ تو بصر کو رسائی ہے اور نہ ہی بصیرت کو۔بصائر: یہ بصیرۃ کی جمع ہے بصیرت اس باطنی نور کو کہتے ہیں جس سے علوم ومعارف پیدا ہوتے ہیں۔

فی عاقبۃ الامر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "لیقولوا" میں لام عاقبت کا ہے۔

لان ثواب ابصارہ: یعنی انسان کل بروز قیامت اللہ عزوجل کا دیدار کرکے اپنی ذات کو نفع پہنچائے گا، بندہ کی طاعت سے حاصل ہونے والا نفع اللہ عزوجل کی ذات کو نہیں پہنچتا اور نہ ہی بندے کی ذات سے صادر ہونے والی بدی کا نقصان اللہ عزوجل کی ذات کو ہوتا ہے۔

لیعتبروا: لوگوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے یعنی اس نصیحت کے ذریعے حق و باطل میں فرق کرنا چاہیے، اسی لیے مفسر نے باری تعالیٰ کے فرمان "ولیقولوا" پر مذکورہ جملے کا عطف مقدر مانا ہے۔

من الخیر والشر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ عزوجل شرور اور قبائح کا ارادہ نہیں فرماتا۔

فاتوہ: یہ عبارت اس لیے محذوف نکالی ہے تا کہ اگلے جملے "ثم الی ربھم مرجعھم" کا اس پر ترتب ہو سکے۔

غایۃ اجتھاد ھم: کفار بالعموم اپنے باپ دادا اور بتوں کی قسم کھاتے تھے جب اپنی قسم میں شدت پیدا کرنا مقصود ہوتا تب اللہ عزوجل کی قسم اٹھاتے۔

(الصاوی، ج۲، ص۲۰۶ وغیرہ)

ای انتم لا تدرون: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ آیتِ مذکور میں استفہام انکاری، نفی کے معنی میں ہے۔

وھذا قبل الامر بالقتال: وما انت علیھم بوکیل کی تفسیر مفسر نے مذکورہ جملے سے کی ہے، اور یہ حکم منسوخ ہے جو کہ آیت قتال کے نزول سے پہلے تھا اور اس حکم کے منسوخ ہونے کا اشارہ ﴿واعرض عن المشرکین﴾ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ لفظی اعتبار سے یہ حکم بعید ہے مگر معنوی اعتبار سے قریب ہے۔

(الجمل، ج۲، ص۴۱۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ١

﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى﴾ كَمَا اقْتَرَحُوْا ﴿وَحَشَرْنَا﴾ جَمَعْنَا ﴿عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا﴾ بِضَمَّتَيْنِ جَمْعُ قَبِيْلٍ، اَیْ فَوْجًا فَوْجًا، وَبِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِ الْبَاءِ اَیْ مُعَايَنَةً فَشَهِدُوْا بِصِدْقِكَ ﴿مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا﴾ لِمَا سَبَقَ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ ﴿اِلَّآ﴾ لٰكِنْ ﴿اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اِيْمَانَهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ (١١١)﴾ ذٰلِكَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا﴾ كَمَا جَعَلْنَا هٰٓؤُلَاءِ اَعْدَاءَكَ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿شَيٰطِيْنَ﴾ مَرَدَةَ ﴿الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِیْ﴾ يُوَسْوِسُ ﴿بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ مُمَوَّهَهُ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿غُرُوْرًا ط﴾ اَیْ لِيَغُرُّوْهُمْ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ﴾ اَیِ الْاِيْحَاءَ الْمَذْكُوْرَ ﴿فَذَرْهُمْ﴾ دَعِ الْكُفَّارَ ﴿وَمَا يَفْتَرُوْنَ (١١٢)﴾ مِنَ الْكُفْرِ مِمَّا زُيِّنَ لَهُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَلِتَصْغٰٓى﴾ عَطْفٌ عَلٰى غُرُوْرًا اَیْ تَمِيْلُ ﴿اِلَيْهِ﴾ اَیِ الزُّخْرُفِ ﴿اَفْئِدَةُ﴾ قُلُوْبُ ﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا﴾ يَكْتَسِبُوْا ﴿مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (١١٣)﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ فَيُعَاقَبُوْا عَلَيْهِ وَنَزَلَ لَمَّا طَلَبُوْا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ حَكَمًا، قُلْ ﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ﴾ اَطْلُبُ ﴿حَكَمًا﴾ قَاضِيًا بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ﴿وَّهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿مُفَصَّلًا﴾ مُبَيَّنًا فِيْهِ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهٖ ﴿يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (١١٤)﴾ اَلشَّاكِّيْنَ فِيْهِ وَالْمُرَادُ بِذٰلِكَ التَّقْرِيْرُ لِلْكُفَّارِ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ بِالْاَحْكَامِ وَالْمَوَاعِيْدِ ﴿صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ تَمْيِيْزٌ ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾ بِنَقْضٍ اَوْ خُلْفٍ ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِمَا يُقَالُ ﴿الْعَلِيْمُ (١١٥)﴾ بِمَا يُفْعَلُ ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ﴾ اَیِ الْكُفَّارِ ﴿يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِهٖ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ فِیْ مُجَادَلَتِهِمْ لَكَ فِیْ اَمْرِ الْمَيْتَةِ اِذْ قَالُوْا مَا قَتَلَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَاْكُلُوْهُ مِمَّا قَتَلْتُمْ ﴿وَاِنْ﴾ مَا ﴿هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (١١٦)﴾ يَكْذِبُوْنَ فِیْ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ﴾ اَیْ عَالِمٌ ﴿مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (١١٧)﴾ فَيُجَازِیْ كُلًّا مِّنْهُمْ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (١١٨)﴾ ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ مِنَ الذَّبَائِحِ ﴿وَقَدْ فَصَّلَ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَلِلْفَاعِلِ فِی الْفِعْلَيْنِ ﴿لَكُمْ

مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ﴾ فِيْ آيَةِ (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ) ﴿اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ مِنْهُ فَهُوَ اَيْضًا حَلَالٌ لَكُمْ،
اَلْمَعْنٰى لَا مَانِعَ لَكُمْ مِنْ اَكْلِ مَا ذُكِرَ وَقَدْ بَيَّنَ لَكُمُ الْمُحَرَّمَ اَكْلُهُ، وَهٰذَا لَيْسَ مِنْهُ ﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ﴾
بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا ﴿بِاَهْوَآئِهِمْ﴾ بِمَا تَهْوَاهُ اَنْفُسُهُمْ مِنْ تَحْلِيْلِ الْمَيْتَةِ وَغَيْرِهَا ﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ يَعْتَمِدُوْنَهُ
فِيْ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ (۱۱۹)﴾ اَلْمُتَجَاوِزِيْنَ الْحَلَالَ فِي الْحَرَامِ ﴿وَذَرُوْا﴾ اُتْرُكُوْا
﴿ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهُ﴾ عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ وَالْاِثْمُ قِيْلَ الزِّنَا وَقِيْلَ كُلُّ مَعْصِيَةٍ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ
سَيُجْزَوْنَ﴾ فِي الْآخِرَةِ ﴿بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ (۱۲۰)﴾ يَكْتَسِبُوْنَ ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ﴾ بِاَنْ مَاتَ اَوْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهِ، وَاِلَّا فَمَا ذَبَحَهُ الْمُسْلِمُ وَلَمْ يُسَمِّ فِيْهِ عَمْدًا اَوْ نِسْيَانًا فَهُوَ حَلَالٌ
قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿وَاِنَّهُ﴾ اَيِ الْاَكْلُ مِنْهُ ﴿لَفِسْقٌ﴾ خُرُوْجٌ عَمَّا يَحِلُّ ﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ
لَيُوْحُوْنَ﴾ يُوَسْوِسُوْنَ ﴿اِلٰى اَوْلِيٰٓئِهِمْ﴾ اَلْكُفَّارِ ﴿لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ فِيْ تَحْلِيْلِ الْمَيْتَةِ ﴿وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ﴾
فِيْهِ ﴿اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (۱۲۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اوراگرہم انکی طرف فرشتے اتارتے اوران سے مردے باتیں کرتے (جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا) اورہم اٹھالاتے (حشرنا بمعنی جمعنا ہے) ان کے سامنے ہرچیز آپ ﷺ کی شہادت کی گواہی دیں (قبلا قاف اور باء کے ضمہ کے ساتھ قبیل کی جمع ہے یعنی فوج درفوج اور قبلا قاف کی کسرہ اور باء کی فتح کے ساتھ ہوتو بمعنی بالمشافہ ہے) جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے (کہ یہ اللہ ﷻ کے علم میں ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہ اللہ چاہتا (ان کا ایمان تو وہ ایمان لے آتے) لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں (اس بات سے) اوراسی طرح ہم نے ہرنبی کے دشمن کئے ہیں (جیسا کہ ان لوگوں کو آپ ﷺ کا دشمن کیاہے اور لفظ شیطین ،عدوا سے بدل ہے) شیطان (یعنی شریر) آدمیوں اورجنوں میں......ا......وسوسہ ڈالتاہے (یوحی بمعنی یوسوس ہے) ان میں ایک دوسرے پر بناوٹ کی بات (یعنی باطل سے مزین بات) دھوکے سے (یعنی انہیں دھوکہ دینے کے لیے) اورتمہارارب چاہتا تووہ ایسانہ کرتے (یعنی مذکورہ طریقے سے وسوسے نہ ڈالتے) توانہیں (یعنی کفارکو) چھوڑدوان کی بناوٹوں پر (کفروغیرہ کی باتوں پر جوان کے لیے مزین کی گئی ہیں اور یہ حکم جہاد سے پہلے کا ہے) اوراسلئے کہ جھکیں (ولتصغی کا عطف غرورا پر ہے،لتصغی بمعنی تمیل ہے) اس کی طرف (یعنی بناوٹ کی طرف) دل (افئدہ بمعنی قلوب ہے) جنھیں آخرت پرایمان نہیں اوراسے پسند کریں اورگناہ کمائیں (یقترحوا بمعنی یکتسبوا ہے) وہ جوانہیں کماناہے (یعنی گناہ،پس وہ آخرت میں اس پرسزادیے جائیں گے،اورآیت اس

وقت نازل ہوئی جب قریش نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک ثالث بنالیں، فرمادیجئے اے محبوب ﷺ) کیا چاہوں (یعنی طلب کرو) اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ (یعنی فیصلہ کرنے والا، جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے) اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف اتاری کتاب (یعنی قرآن) مفصل (مفصلا بمعنی مبینا ہے......۲......یعنی اس میں حق کو باطل سے کھول کر بیان کردیا گیا) اور جس کو ہم نے کتاب دی (یعنی توریت، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب) جانتے ہیں کہ یہ اتارا گیا (لفظ منزل تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ ہے) تیرے رب کی طرف سے سچ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو (اس کے بارے میں اور مراد اس جملہ سے کافروں پر واضح کرنا ہے کہ یہ کتاب حق ہے ممترین بمعنی شاکین ہے) اور پوری ہے تیرے رب کی بات (احکام اور وعدوں کے لحاظ سے) سچ اور انصاف میں (صدقا اور عدلا تمیز ہیں) اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں (نقصان یا خلاف کر کے) اور وہی ہے سنتا (جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) اور اے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں (یعنی کفار ہیں) کہ جو ان کے پیچھے چلے کہ تجھے اللہ کی راہ (یعنی اسکے دین) سے بہکا دیں نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) پیچھے چلتے مگر گمان کے......۳......(کہ مُردار کے بارے آپ ﷺ سے جھگڑتے ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ اللہ کا مارا ہوا جانور تمہارے ذبح کیے گئے جانور سے زیادہ کھانے کا حقدار ہے) اور وہ نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر جھوٹ بولتے اس بارے میں (یخرصون بمعنی یکذبون ہے) تیرا رب خوب جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ھدایت والوں کو (وہ ان میں سے ہر ایک کو بدلہ دے گا) تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (یعنی جسے اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو......۴......) اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اس (ذبائح) میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور بیان کر چکا (فصل اور حرم دونوں فعل معروف ومجہول دونوں طرح پڑھے گئے ہیں) تم سے جو کچھ تم پر حرام ہوا (آیت حرمت علیکم المیتۃ...... الخ میں) مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو (تو وہ تمہارے لیے حلال ہے مطلب یہ کہ تمہارے لیے اسکے کھانے سے کوئی روک نہیں حالانکہ کھانے کی حرام چیزوں کے بارے تمہیں بتادیا گیا ہے اور ذبیحہ حرام کردہ اشیاء میں سے نہیں) اور بیشک بہتیرے گمراہ کرتے ہیں (لیضلون یاء کی فتح اور ضاد کی ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اپنی خواہشوں سے (جو انہیں ان کا نفس خواہش دلاتا ہے مردار وغیرہ کے حلال کرنے کے بارے میں) بے جانے (وہ اسی پر اعتماد کرتے ہیں) بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے (جو حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں) اور چھوڑ دو (ظاھر الاثم سے اعلانیہ گناہ اور باطن الاثم سے پوشیدہ گناہ مراد ہیں) کھلا اور چھپا گناہ (اور کہا گیا ہے کہ اثم سے مراد زنا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ تمام نافرمانیاں مراد ہیں) وہ جو کماتے ہیں گناہ عنقریب سزا (آخرت میں) پائیں گے اپنی کمائی کی (یقترفون بمعنی یکتسبون ہے) اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (یوں کہ جانور مر گیا ہو یا غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوا ہو، مگر یہ کہ ذبح مسلمان نے کیا ہو اور عمدا یا نسیانا اللہ کا نام نہ لیا تو وہ حلال ہے یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور اسی پر امام شافعی

۵...... ہیں) اور بیشک وہ (یعنی اس سے کھانا) ہے (یعنی حلال سے باہر ہونا ہے) اور بیشک شیطان دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں (یوحون بمعنی یوسوسون ہے) اپنے دوستوں (یعنی کفار) کے کہ تم سے جھگڑیں (مردار کو حلال کرنے کے بارے میں) اور اگر تم انکا کہا مانو (اس معاملے میں) تو اس وقت تم مشرک ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو اننا نزلنا الیھم الملئکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ ......اننا حرف مشبہ واسم، نزلنا الیھم الملئکۃ: جملہ فعلیہ معطوف، وکلمھم الموتی: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ...... حشرنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو...... کل شیء: ذوالحال، قبلا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ شرط، ما: نافیہ فعل ناقص بااسم، لام: جار...... یومنوا: فعل بافاعل، الا: حرف استثناء، ان یشاء اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "حال من الاحوال" سے مستثنی متصل، مستثنی منہ سے ملکر "فی" جار محذوف کیلئے مجرور، ملکر ظرف لغو معنی ہوگا "لیومنوا فی حال من الاحوال الا ان یشاء اللہ" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر موول مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولکن اکثرھم یجھلون وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن﴾.

و: مستانفہ...... لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم...... یجھلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: مستانفہ، کذلک: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم جعلنا: فعل بافاعل...... لکل نبی: ظرف مستقر حال مقدم، عدوا: ذوالحال، ملکر مفعول...... شیطین الانس والجن: مرکب اضافی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ

﴿یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربک ما فعلوہ﴾.

یوحی بعضھم: فعل وفاعل...... الی بعض: ظرف لغو، زخرف القول: مفعول بہ...... غرورا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ، لو: شرطیہ...... شاء ربک: جملہ فعلیہ شرطیہ، مافعلوہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فذرھم وما یفترون﴾.

ف: فصیحہ...... ذرھم: فعل امر بافاعل...... ھم: معطوف علیہ...... وما یفترون: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتصغی الیہ افئدۃ الذین لا یومنون بالاخرۃ ولیرضوہ ولیقترفوا ما ھم مقترفون﴾.

و: عاطفہ، لام: جار، تصغی الیہ: فعل وظرف لغو، افئدۃ: مضاف...... الذین لایومنون بالآخرۃ: موصول صلہ، ملکر

مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ما قبل "غرورا" پر معطوف اول،و: عاطفہ ،لام: جار، یرضون: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ما قبل "غرورا" پر معطوف ثانی، و: عاطفہ،لام: جار،یقترفوا ماھم مقترفون: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ما قبل "غرورا" پر معطوف ثالث۔

﴿افغیر اللہ ابتغی حکما وھو الذی انزل الیکم الکتب مفصلا﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "امیل الی زخارف الدنیا"......غیر اللہ: غیر مضاف، اللہ: ذوالحال...... و: حالیہ،ھو: مبتدا......الذی: موصول،انزل الیکم: فعل با فاعل وظرف لغو......الکتب: ذوالحال ،مفصلا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال مقدم...... ابتغی: فعل با فاعل...... حکما: ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین اتینھم الکتب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... اتینھم الکتب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... یعلمون: فعل با فاعل انہ: حرف مشبہ واسم...... منزل: اسم مفعول ھو ضمیر ذوالحال...... بالحق: ظرف مستقر حال ملکر نائب الفاعل...... من ربک: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلا تکونن من الممترین﴾.

ف: فصیحہ...... لاتکونن: فعل ناقص نہی با اسم......من الممترین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا علمت ھذا وتاکدت منہ" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم﴾.

و: مستانفہ، تمت: فعل، کلمت ربک: فاعل، صدقا وعدلا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر "تماما" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، لا: نفی جنس،مبدل: اسم،لکلمتہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تطع: فعل با فاعل...... اکثر: مضاف...... من فی الارض: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یضلوک عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون﴾.

و: عاطفہ...... یتبعون: فعل با فاعل...... الا: اداۃ حصر...... الظن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......ان:

نافیہ...... ھم: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... یخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، اعلم: خبر اول، من یضل عن سبیلہ: موصول صلہ ملکر فعل محذوف "یعلم" کیلئے مفعول، ملکر جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ماقبل جملہ شرطیہ "ان تطع الخ" کے مضمون کی تاکید ہے، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، اعلم بالمھتدین: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "ھو اعلم من یضل" پر معطوف ہے۔

﴿فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایتہ مومنین﴾.

ف: فصیحہ...... کلوا: فعل امر با فاعل...... من: جار...... ماذکر اسم اللہ علیہ: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کنتم متحققین بالایمان" کیلئے جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ان: شرطیہ...... کنتم: فعل ناقص با اسم...... بایتہ مومنین: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فکلوا مماذکر اسم اللہ علیہ" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ﴾.

و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... لکم: ظرف مستقر فعل محذوف "ثبت" کیلئے...... ان: مصدریہ، لاتاکلوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... قد: تحقیقیہ، فصل لکم: فعل با فاعل وظرف لغو...... ما: موصولہ...... حرم علیکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ منہ...... الا: اداۃ استثناء...... مااضطررتم الیہ: موصول صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر فاعل...... مماذکر اسم اللہ علیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر بتقدیر فی جار مجرور، ملکر ظرف لغو "ثبت" فعل محذوف اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم ان ربک ھو اعلم بالمعتدین﴾.

و: عاطفہ...... ان کثیرا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ...... یضلون: فعل واو ضمیر ذوالحال...... بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... باھوائھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ان ربک: حرف مشبہ واسم، ھواعلم بالمھتدین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وذروا ظاھر الاثم وباطنہ ان الذین یکسبون الاثم سیجزون بما کانوا یقترفون﴾.

و: عاطفہ...... ذروا: فعل امر با فاعل...... ظاھر الاثم: معطوف علیہ...... وباطنہ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ...... الذین یکسبون الاثم: موصول صلہ، ملکر اسم...... سیجزون: فعل واو ضمیر نائب الفاعل...... بما کانوا یقترفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیه وانه لفسق﴾.

و: عاطفہ...... لا: لائے نہی...... تاکلوا: فعل بافاعل...... من: جار...... مالم یذکر اسم علیه: موصول صلہ، ملکر ذوالحال...... و: حالیہ...... انه لفسق: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان الشیطین لیوحون الی اولیئهم لیجادلوکم وان اطعتموهم انکم لمشرکون﴾.

و: مستانفہ...... ان الشیطین: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ...... یوحون الی اولیائهم: فعل بافاعل وظرف لغو اول...... لام: جار...... یجدلوکم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ...... اطعتموهم: جملہ فعلیہ شرط...... انکم لمشرکون: جملہ اسمیہ بحذف الفاء جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **ولو اننا نزلنا الیهم**...... ☆ابن جریر کا قول ہے کہ یہ آیت استہزاء کرنے والے قریش کی شان میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ آپ ہمارے مردوں کو اٹھالائیے ہم ان سے دریافت کرلیں کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے ان کے جواب میں آیت نازل ہوئی۔

☆...... **افغیر اللہ ابتغی حکما**...... ☆سید عالم ﷺ سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیجئے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطان انسان اور جن سے کیا مراد ہے ؟

ا...... حضرت عکرمہ، ضحاک، سدی اور کلبی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (الانعام ۱۱۲:)﴾ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ انسانوں کے شیطان وہ ہیں جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اور جنوں کے شیطان وہ ہیں جو کہ جنوں کے ساتھ رہتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ابلیس نے اپنے لشکر کے دو گروہ بنائے، ایک کو انسانوں کے پاس بھیج دیا اور دوسرے کو جنوں کے پاس، اور دونوں گروہوں میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے دشمن بھی ہوتے ہیں اور دوست بھی، اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہر وقت ملتے بھی رہتے ہیں لہذا انسان کے شیطان جن کے شیطان سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے صاحب کو (جس پر میں مسلط ہوں) اس طرح گمراہ کردیا تو تیرا صاحب بھی اس کی مثل گمراہ ہوگیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کو باتیں بیان کرتے ہیں۔ (البغوی، ص ۲۷۸)

شیخ سلیمان الجمل فرماتے ہیں کہ انسانوں اور جنوں کے شیاطین سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ۔ایک قول یہ ہے کہ ہر شیطان چاہے انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے، فساد پھیلانے پر مستعد رہتا ہے اور یہ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے جسے عطاء نے روایت کیا ہے۔اور مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ جنوں کے شیاطین کے مقابلے میں انسانوں کے شیاطین زیادہ سخت اور سرکش ہوتے ہیں اس لئے کہ جنوں کے شیاطین جب مؤمن صالح کو گمراہ کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو انسان میں کے شیطان کی اس حوالے سے مدد لیتے ہیں تاکہ انسانوں میں کے شیطان اس صالح مؤمن کو گمراہ کردیں، مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ انسانوں میں کے شیطان جنوں کے شیطان کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب میں شیطان مردود سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں تو جنوں کا شیطان تو چلا جاتا ہے مگر انسانوں کا شیطان میرے پاس آتا ہے اور مجھے معصیت پر مجبور کرتا ہے، اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ تمام کے تمام (چاہے انسانوں کے شیطان ہوں یا جنوں کے) ابلیس کی اولاد ہیں اور شیاطین کی طرف اضافت انکے گمراہ کرنے کی وجہ سے ہے۔اور یہ قول عکرمہ، ضحاک، کلبی اور سدی کا ہے۔(الجمل، ج۲، ص ٤٢٢)

امام ناصرالدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ ﴿یُوحِی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جنوں کے شیاطین انسانوں کے شیاطین کی طرف وسوسہ ڈالتے ہیں یا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جنوں کے شیاطین ایک دوسرے کو اور انسانوں کے شیاطین ایک دوسرے کو وسوسے ڈالتے ہیں۔

(البیضاوی، ج۱، ص ٥١٢)

قرآن مفصل بیان ہے!

۲.....حق و باطل، حلال وحرام اور دیگر احکامات کا واضح بیان قرآن مجید میں ہے کہ امر دین کے معاملے میں کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہا اسکے بعد کسی حکم کی ضرورت باقی نہیں ہے اور قرآن کریم دین کے معاملے میں کافی ہے اور کسی اور بیان وتفصیل سے بے پرواہ کرنے والا ہے اور یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۳۵۲ ملخصا)

ظن کی تعریف:

۳.....وہ اعتقاد راجح (یعنی قابل ترجیح پختہ خیال) جو نقیض کے احتمال کے ساتھ پایا جائے اور ظن کا استعمال یقین اور شک کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔

(التعریفات، ص ۱٤۷)

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں چنانچہ ایک صورت یہ ہے کہ گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مصر ہو اور اسے اپنے دل پر جمالے نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

(عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب لا یخطب علی خطبۃ، رقم: ٥١٤٤، ج ١٤، ص ٩٦)

دوسری صورت یہ ہے کہ شک یا وہم کی بناء پر مومنین سے بدگمانی اس صورت میں حرام ہے جب کہ اس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کیا جائے، مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کردیا جائے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص ۱۳ ملخصا)

جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ:

۴......قرآن مجید فرقان حمید میں صراحت پائی جارہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ اشیاء کو کھاؤ اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں پر ایمان لاتے ہو، یعنی ان گمراہوں کی پیروی نہ کرو جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا لیتے ہیں کفار مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ موت دے تمہیں اس جانور کو کھانا چاہئے نہ کہ اس جانور کو جسے تم خود مار ڈالو۔ اس موقع پر مسلمانوں سے کہا گیا کہ اگر تم ایمان پر ثابت قدم ہو تو اس جانور کو کھاؤ جس کے ذبحہ کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لیا گیا ہو اس جانور کو نہ کھاؤ کہ جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو یا وہ اپنی موت مر گیا ہو۔ (المدارك، ج۱، ص۵۳۳)

قرآن مجید کی آیت مبارکہ اور اسکے تحت تفسیر سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ ہر وہ جانور جس کے ذبح کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لیا جائے اسے کھانا بالکل جائز ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: فَكُلُوا بعض لوگ میلاد فاتحہ کے موقع پر ذبح ہونے والے جانور کو جو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے نام پر ذبح ہوتے ہیں حرام و ناجائز کہتے ہیں ان لوگوں کو ان آیات سے درس حاصل کرنا چاہیے۔

بوقت ذبح تسمیه پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں احناف کا نظریہ:

۵......شیخ سلیمان الجمل اس مقام پر فرماتے ہیں کہ امام اعظم کے نزدیک اگر کسی نے جان بوجھ کر تسمیہ ترک کیا تو جانور حلال نہ ہوگا اور نسیان کی صورت میں حلال ہو جائے گا۔ بوقت ذبح بسم اللہ پڑھنے سے متعلق بعض اہم مسائل سے متعلق ہم در مختار اور عالمگیری کی عبارتیں پیش کرتے ہیں

خانیہ میں ہے کہ کسی نے قصاب سے ذبح کروایا اور ساتھ ہی خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ دیا کہ قصاب کی ذبح کے معاملے میں مدد کرے، ایسی صورت میں دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر کسی ایک نے بھی جان بوجھ کر اللہ کا نام ترک کیا یا یہ خیال کر لیا کہ دوسرے نے کہہ لیا ہے مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوگا۔ (الدر المختار، كتاب الاضحية، ج۹، ص۴۸۲)

کسی شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور کسی دوسرے شخص کو ذبح کا حکم دیا اور اس (دوسرے شخص) نے ذبح کیا اور کہا کہ میں نے جان بوجھ کر تسمیہ پڑھنا ترک کیا ہے، اس شخص پر ذبیحہ کی قیمت لازم ہوگی اور اسے حکم کیا جائے گا کہ ایک جانور اسی قیمت کا خرید کر ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کرے اور اس میں سے خود نہ کھائے، اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ ایام نحر باقی ہوں اور اگر ایام نحر باقی نہ ہوں تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الاضحية، باب فيما يتعلق بالشركة، ج۵، ص۳۷۵)

☆......☆لٰکن: اِلَّا کی تفسیر لٰکن سے کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں استثناء منقطع ہے، جیسا کہ صاحب جلال کی عادت مبارکہ ہے، اس لیے کہ مشیت کا تعلق کسی جنس کے ارادے کے ساتھ نہیں ہوتا، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ استثناء متصل ہے معنی یہ ہے کہ وہ کسی حال میں ایمان نہیں لائیں گے سوائے اس کے کہ مشیت الٰہی ان کے ایمان کے بارے میں ہو۔

مردة: یہ مارد کی جمع ہے مارد جھگڑالو کو کہتے ہیں جو برائی پھیلانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہو۔

من الباطل: زخرف کواس قید سے مقید کیا کیونکہ زخرف کا اطلاق ہر مزین شے پر ہوتا ہے خواہ وہ حق ہو یا باطل۔
فیعاقبوا: یہ جملہ نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کلام باری ﷻ میں مضاف محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی "ولیقترفوا عقاب ماھم مقترفون"۔ والمراء بذلک التقریر الخ: یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ نبی پاک ﷺ کے حق میں احکام الٰہیہ میں شک کرنا محال ہے پس جس وصف کا ہونا آپ ﷺ کے حق میں محال ہے اس سے آپ ﷺ کو نہی کیوں کی گئی ہے؟ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ یہاں پر کفار پر تعریض ہے کہ تم اس نازل کردہ کتاب میں شک کررہے ہو اس سے باز آجاؤ یا پھر یہاں بظاہر خطاب حضور ﷺ سے ہے اور مراد دیگر لوگ ہیں۔
فــی ذلک: یعنی کفار اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں کہ جسے اللہ نے مارا ہے وہ تمہارے مارے ہوئے شکار کے مقابلے میں کھائے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔ای عــالــم: ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ مضاف الیہ کے بعد اسم تفضیل کا پایا جانا......؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں اسم تفضیل بتاویل اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔ان یجعل بینہ وبینھم حکما: یہود ونصاری کے علماء کو خبر دینا مقصود ہے کہ ان کی کتابوں میں سید عالم ﷺ کے اوصاف موجود ہیں۔یکذبون: خرص کو خزب اس لیے کہا کہ کذب میں جھوٹے گمانوں کی پیروی کی جاتی ہے۔

(الصاوی، ج۲، ص ۲۱۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

وَنَزَلَ فِی اَبِیْ جَهْلٍ وَغَیْرِهٖ ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا﴾ بِالْكُفْرِ ﴿فَاَحْیَیْنٰهُ﴾ بِالْهُدٰی ﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ﴾ یَتَبَصَّرُ بِهِ الْحَقَّ مِنْ غَیْرِهٖ وَهُوَ الْاِیْمَانُ ﴿كَمَنْ مَّثَلُهٗ﴾ مَثَلٌ زَائِدَةٌ اَیْ كَمَنْ هُوَ ﴿فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾ وَهُوَ الْكَافِرُ لَا ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا زُیِّنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْاِیْمَانُ ﴿زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۲۲)﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا جَعَلْنَا فُسَّاقَ مَكَّةَ اَكَابِرَهَا ﴿جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا﴾ بِالصَّدِّ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿وَمَا یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَیْهِمْ ﴿وَمَا یَشْعُرُوْنَ (۱۲۳)﴾ بِذٰلِكَ ﴿وَاِذَا جَآءَتْهُمْ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿اٰیَةٌ﴾ عَلٰی صِدْقِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ﴾ بِهٖ ﴿حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ﴾ مِنَ الرِّسَالَةِ وَالْوَحْیِ اِلَیْنَا لِاَنَّا اَكْثَرُ مَالًا وَّاَكْبَرُ سِنًّا قَالَ تَعَالٰی ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ، وَ (حَیْثُ) مَفْعُوْلٌ بِهٖ لِفِعْلٍ دَلَّ عَلَیْهِ اَعْلَمُ اَیْ یَعْلَمُ الْمَوْضِعَ الصَّالِحَ لِوَضْعِهَا فِیْهِ فَیَضَعُهَا، وَهٰؤُلَاءِ لَیْسُوْا اَهْلًا لَهَا ﴿سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا﴾ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ ﴿صَغَارٌ﴾ ذُلٌّ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ (۱۲۴)﴾ اَیْ بِسَبَبِ

مَكْرِهِمْ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ بِاَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرًا فَيَنْفَسِحُ لَهٗ وَيَقْبَلُهٗ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿وَمَنْ يُّرِدْ﴾ اللّٰهُ ﴿اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ عَنْ قُبُوْلِهٖ ﴿حَرَجًا﴾ شَدِيْدَ الضِّيْقِ بِكَسْرِ الرَّاءِ صِفَةٌ وَفَتْحِهَا مَصْدَرٌ وُصِفَ بِهٖ مُبَالَغَةً ﴿كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ يَصَّاعَدُ وَفِيْهِمَا اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الصَّادِ وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا ﴿فِي السَّمَآءِ﴾ اِذَا كُلِّفَ الْاِيْمَانَ لِشِدَّتِهٖ عَلَيْهِ ﴿كَذٰلِكَ﴾ الْجَعْلُ ﴿يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ﴾ اَلْعَذَابَ اَوِ الشَّيْطَانَ اَيْ يُسَلِّطُهٗ ﴿عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ(۱۲۵)﴾ ﴿وَهٰذَا﴾ اَلَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ يَامُحَمَّدُ ﴿صِرَاطُ﴾ طَرِيْقُ ﴿رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا﴾ لَا عِوَجَ فِيْهِ وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ الْمُؤَكِّدَةِ لِلْجُمْلَةِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الْاِشَارَةِ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّا ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ(۱۲۶)﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ اَيْ يَتَّعِظُوْنَ وَخُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمْ هُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ﴾ اَيِ السَّلَامَةِ وَهِيَ الْجَنَّةُ ﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۱۲۷)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ﴾ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ اَيِ اللّٰهُ الْخَلْقَ ﴿جَمِيْعًا﴾ وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ﴾ بِاِغْوَائِكُمْ ﴿وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ﴾ اَلَّذِيْنَ اَطَاعُوْهُمْ ﴿مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ﴾ اِنْتَفَعَ الْاِنْسُ بِتَزْيِيْنِ الْجِنِّ لَهُمُ الشَّهَوَاتِ وَالْجِنُّ بِطَاعَةِ الْاِنْسِ لَهُمْ ﴿وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا﴾ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَهٰذَا تَحَسُّرٌ مِّنْهُمْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿النَّارُ مَثْوٰىكُمْ﴾ مَأْوَاكُمْ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ مِنَ الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ يَخْرُجُوْنَ فِيْهَا لِشُرْبِ الْحَمِيْمِ فَاِنَّهٗ خَارِجَهَا كَمَا قَالَ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ فِيْمَنْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّهُمْ يُؤْمِنُوْنَ فَمَا بِمَعْنٰى مَنْ ﴿اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿عَلِيْمٌ(۱۲۸)﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا مَتَّعْنَا عُصَاةَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ﴿نُوَلِّيْ﴾ مِنَ الْوِلَايَةِ ﴿بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا﴾ اَيْ عَلٰى بَعْضٍ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ(۱۲۹)﴾ مِنَ الْمَعَاصِيْ .

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیت مبارکہ ابوجہل وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی) اور کیا وہ کہ مردہ تھا (کفر کے سبب) تو ہم نے اسے زندہ کیا (ہدایت کے ذریعے) اور اسکے لیے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے (مراد نور ایمان ہے جس کی بدولت وہ حق و ناحق کو دیکھتا

ہے) وہ اس جیسا ہو جائے گا (مثل زائد ہے یہ کـمـن ھـو کے درجہ میں ہے) جو اندھیروں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں (مراد کافر ہیں یعنی مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے) یونہی (جیسا کہ مومنین کیلئے ایمان کو مزین کیا) کافروں کی آنکھ میں انکے اعمال (کفر و معصیت) بھلے کر دیئے گئے اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مکہ مکرمہ کے فساق کو سردار بنا دیا) ہم نے ہر بستی میں اسکے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤ کھیلیں (ایمان سے روک کر) اور داؤ نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر (کہ اس کا وبال انہی پر ہے) اور وہ شعور نہیں رکھتے (اس وبال کا) اور جب آئے انکے (یعنی اہل مکہ) کے پاس کوئی نشانی (نبی پاک ﷺ کے صدق پر) تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے (نبی پاک ﷺ کے صدق پر آئی ہوئی نشانی پر) جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا (یعنی رسالت، اور ہماری طرف وحی بھی ہو، اس لئے کہ ہمارے پاس مال بھی زیادہ ہے اور عمر میں بھی ہم بڑے ہیں ......۱...... اللہ ﷻ نے فرمایا) اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے (رسالاته جمع اور مفرد دونوں طرح سے آیا ہے اور حیث ایسے فعل کا مفعول بہ ہے جس پر لفظ اعلم دلالت کر رہا ہے یعنی اللہ ﷻ رسالت کے صالح مقام و محل کو جانتا ہے اور اسے اس کے مقام پر رکھتا ہے اور یہ لوگ رسالت کے اہل نہیں ہیں) عنقریب مجرموں کو (انکے اس قول کی وجہ سے) ذلت (صـغـار بمعنی ذل ہے) اللہ کے یہاں پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ انکے مکر کا (یعنی انکے مکر کے سبب ذلت و خواری پہنچے گی) اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اسکا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے (یعنی اسکے دل میں ایمان کا نور ڈال دیتا ہے تو اس کا دل کشادہ ہو کر نور ایمان کو قبول کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے......۲......) اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے (قبول اسلام سے، ضیقا تخفیف و تشدید دونوں کے ساتھ ہے) خوب رکا ہوا (شدید تنگ حـرجـا راء کی کسرہ کے ساتھ صفت کا صیغہ، اور فتح کے ساتھ مصدر ہے جو مبالغہ کے طور پر لایا گیا ہے) گویا کہ زبردستی چڑھتا ہے (اور ایک قرأت میں یصّاعد ہے دونوں قرأتوں میں تاء کو ضاد سے بدلا گیا ہے اور صاد کا صاد میں ادغام کیا گیا ہے، اصل میں یتصعد اور یتصاعد تھا ایک قرأت میں اسے، یعلم کے وزن پر صاد کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) آسمان پر (جب اسے ایمان کا مکلف کیا جاتا ہے، تو ایمان لانا چونکہ اس پر دشوار ہے تو وہ یوں سمجھتا ہے کہ جیسا کہ اسے زبردستی آسمان کی طرف چڑھا جا رہا ہو) یونہی (مسلط کرنا) مسلط کرتا ہے اللہ (عذاب یا شیطان کو یعنی اللہ ﷻ مسلط کر دیتا ہے عذاب یا شیطان) ایمان نہ لانے والوں پر اور یہ (جس پر آپ ہیں اے محمد ﷺ) راستہ ہے (صراط بمعنی طریق ہے) تمہارے رب کا سیدھا (جس میں کجی نہیں اور مستقیما حال مؤکدہ کی وجہ سے منصوب ہے اور حال میں عامل اسم اشارہ "ھذا" کا معنی ہے) ہم نے مفصل بیان کر دیں (فصلنا بمعنی بینا ہے) آیتیں نصیحت ماننے والوں کیلئے (یذکرون میں دراصل تاء کا ادغام ذال میں ہے یہ یتعظون کے معنی میں ہے ان لوگوں کی تخصیص اسلئے کی گئی ہے کہ یہی لوگ نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہیں) انکے لیے سلامتی کا گھر ہے (مراد جنت ہے السلام بمعنی السلامۃ ہے) اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ انکے کاموں کا پھل ہے اور (یاد کرو) جس دن اٹھائے گا (اللہ ﷻ مخلوق کو یحشرھم یاء اور نون دونوں قرأتوں کے ساتھ

ہے) تمام کو (اوران سے کہا جائے گا) اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لیے (گمراہ کر کے) اور انکے دوست (جو انکے پیروکار ہوئے) آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا......۱۲۸......(انسان نے جن سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ جنوں نے انسانوں کی خواہشات کو مزین کر کے پیش کیا اور جنوں نے اس طرح کہ انہوں نے انسان کو اپنا مطیع بنالیا) اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی (مراد قیامت کا دن ہے اور یہ انسانوں کی حسرت کا اظہار ہے) فرمائے گا (اللہ ﷻ بزبان فرشتہ) آگ تمہارا ٹھکانہ (مثوٰکم بمعنی ماوٰکم ہے) ہمیشہ اس میں رہو مگر جس (وقت) خدا چاہے (اس سے مراد وہ اوقات ہیں جس میں جہنمی گرم پانی پینے کیلئے باہر نکالے جائیں گے کیونکہ وہ مقام جہنم کے باہر ہے جیسا کہ باری ﷻ نے فرمایا ثم ان مرجعهم لاالی الجحیم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مستثنٰی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان لانا علم الٰہی میں ہے اس صورت میں ما بمعنی من ہے) اے محبوب بیشک تمہارا رب حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور یونہی (جیسا کہ ہم نے برتنے دیا نافرمان انسانوں اور جنوں کو ایک دوسرے سے) ہم مسلط کرتے ہیں (لفظ نولی، الولایۃ مصدر سے ہے) ظالموں میں ایک کو دوسرے پر......۱۲۹......(بعضا، علی بعض کے معنی میں ہے) بدلہ انکے لیے (ان کی نافرمانی) کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿اومن کان میتا فاحیینه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمت لیس بخارج منها﴾.

همزه: حرف استفہام......و: عاطفہ معطوف علی محذوف "انتم مثلهم" ...... من: موصولہ......کان میتا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......فاحیینه: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ......جعلنا بمعنی خلقنا: فعل با فاعل......له: ظرف مستقر حال مقدم، نورا: موصوف......یمشی: فعل ہو ضمیر ذوالحال......فی الناس: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......به: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ثانی اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، ملکر مبتدا......کاف: جار...... من: موصولہ...... مثله: مبتدا...... فی: جار...... الظلمت: ذوالحال......لیس بخارج منها: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک زین للکافرین ماکانوا یعملون﴾..

کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق مقدم......زین للکفرین: فعل مجہول وظرف لغو...... ماکانوا یعملون: موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکذلک جعلنا فی کل قریة اکبر مجرمیها لیمکروا فیها وما یمکرون الا بانفسهم وما یشعرون﴾

و: مستانفہ، کذلک: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق مقدم، جعلنا:

فعل بافاعل، فی کل قریۃ : ظرف مستقر مفعول ثانی، اکبر مجرمیھا: مفعول اول، لام: جار، یمکروا: فعل واوضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، یمکرون: فعل واوضمیر ذوالحال، ومایشعرون: جملہ فعلیہ حال ملکر فاعل، الا: اداۃ حصر، بانفسھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، فیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا جاء تھم اٰیۃ قالوا لن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ﴾.

و: عاطفہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء تھم اٰیۃ: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول...... لن نؤمن: فعل نفی بافاعل...... حتی : جار...... نؤتی: فعل بانائب الفاعل...... مثل : مضاف...... ماواوتی رسل اللہ : موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ﴾.

اللہ: مبتدا...... اعلم: اسم تفضیل بافاعل...... حیث : مضاف......یجعل رسالتہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب شدید بما کانوا یمکرون﴾.

س: حرف استقبال...... یصیب : فعل، الذین اجرموا: موصول صلہ ملکر مفعول، صغار: موصوف...... عند اللہ : ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف علیہ......وعذاب شدید: معطوف، ملکر فاعل، بماکانوا یمکرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام﴾.

ف: مستانف، من: شرطیہ مبتدا...... یرد اللہ : فعل وفاعل، ان یھدیہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یشرح صدرہ للاسلام: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السمآء﴾.

و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا، یرد : فعل بافاعل، ان یضلہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یجعل: فعل بافاعل...... صدرہ: ذوالحال...... کانما: حرف مشبہ وماکافہ...... یصعد فی السماء: جملہ فعلیہ حال ملکر مفعول اول...... ضیقاحرجا مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم......یجعل اللہ الرجس

: فعل وفاعل ومفعول اول...... علی الذین لا یومنون: ظرف مستقر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهذا صراط ربک مستقیما قد فصلنا الایت لقوم یذکرون﴾.

و: مستانفہ...... هذا : مبتدا...... صراط ربک : ذوالحال...... مستقیما: حال ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......

قد: تحقیقیہ...... فصلنا الایت: فعل بافاعل ومفعول...... لقوم یذکرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لهم دارالسلام عند ربهم وهو ولیهم بما کانوا یعملون﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... دار السلام: ذوالحال......عند : مضاف...... ربهم: ذوالحال......و: حالیہ......هو: مبتدا...... ولی: صفت مشبہ بافاعل...... هم: ضمیر مضاف الیہ مفعول...... بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف متعلق بحذوف حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویوم یحشرهم جمیعا یمعشر الجن قد استکثرتم من الانس﴾.

و: مستانفہ...... یوم: مضاف...... یحشر: فعل بافاعل...... هم : ضمیر ذوالحال...... جمیعا : حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل محذوف "نقول" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... یمعشر الجن: جملہ ندائیہ...... قد: تحقیقیہ ،استکثرتم من الانس: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا اپنی نداء سے ملکر جملہ قولیہ مستانفہ 'ای یوم یحشرهم جمیعا نقول یمعشر الجن الخ"۔

﴿وقال اولیوهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا﴾.

و: عاطفہ، قال: فعل، اولیائهم : ذوالحال، من الانس : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ربنا: جملہ ندائیہ، استمتع بعضنا ببعض: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، بلغنا: فعل بافاعل، اجلنا: موصوف ،الذی اجلت لنا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال النار مثوکم خلدین فیها الا ما شاء الله﴾.

قال: فعل ہو ضمیر راجع بسوئے "الله" فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... النار: مبتدا...... مثوی: مضاف...... کم: ضمیر ذوالحال...... خلدین: اسم فاعل بافاعل...... فی: جار......ها: ضمیر مستثنی منہ......الا: اداۃ استثناء......ماشاء الله : موصول صلہ، ملکر مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "ای خلدین فی کل زمان من الازمن مشیئة الله" یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان ربک حکیم علیم وکذلک نولی بعض الظلمین بعضا بما کانوا یکسبون﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم...... حکیم: خبر اول...... علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ...... و: مستانفہ، کذلک: ظرف مستقر "تولیۃ" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... نولی: فعل بافاعل...... بعض الظلمین: مفعول اول...... بعضا: مفعول ثانی...... بما کانوا یکسبون: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اومن کان میتافاحیینہ......☆ابوجہل نے ایک روز سید عالم ﷺ پر کوئی نجس چیز پھینکی اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گو ابھی تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سن کر ان کو نہایت طیش آیا وہ ابوجہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابوجہل عاجزی وخوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اے ابو یعلی (حضرت امیر حمزہ کی کنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد ﷺ کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بدعقل بتایا اس پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفی ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اسی وقت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مردہ تھا ایمان نہ رکھتا تھا اللہ عزوجل نے اس کو زندہ کیا اور نور باطن عطا فرمایا اور ابوجہل کی شان یہی ہے کہ وہ کفر وجہل کی تاریکیوں میں گرفتار ہے اور طرح طرح سے حیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکاتے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆......واذا جاء تھم ایۃ......☆ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سید عالم ﷺ سے زیادہ ہے اور مال بھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منصب رسالت کا اہل کون؟

ا......قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ ضحاک کا قول ہے کہ کافروں کی قوم میں سے ہر ایک کی یہ تمنا تھی کہ اسے منصب رسالت ووحی سے نوازا جائے جیسا کہ اللہ عزوجل نے انکے بارے میں فرمایا کہ ﴿بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (المدثر:۵۲)﴾ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیے جائیں۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص۲۶۸)۔

☆......اخرج احمد عن ابن مسعود قال: "ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسہ فابعثہ برسالتہ، ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب اصحابہ خیر

قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون على دينه ، فما رأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن ، وما رأوه سيئاً فهو عند الله سیء". احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''اللہ عزوجل نے لوگوں کے دلوں پر نگاہ فرمائی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو سب سے بہتر پایا چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے لئے چن لیا، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگر لوگوں کے دلوں کی طرف نگاہ فرمائی تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو بہتر پایا اور انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا جو اللہ عزوجل کے دین کے لئے قتال کریں گے، تو جو بات مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جسے مسلمان بُرا جانیں وہ بات اللہ عزوجل کے نزدیک بھی بُری ہے۔ (الدر المنثور، ج۳،ص ۸۲)

مذکورہ بالا حدیث پاک سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ منصب رسالت کوئی معمولی چیز نہیں جو ہر خواہش کرنے والے شخص کو دے دیا جائے بلکہ یہ ایسا منصب ہے جسے اللہ عزوجل پاک ہستیوں کو ہی عطا فرماتا ہے۔

شرح صدر کا بیان:

۲......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ عزوجل مومن کے دل میں رکھ دیتا ہے جس سے اس کا سینہ کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ فرمایا ''ہاں دار الخلود یعنی ہمیشہ کے گھر کی جانب متوجہ ہو جانا اور دار الغرور یعنی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا، اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا اور ایک روایت میں قبل نزول الموت کے بجائے قبل لقی الموت کے الفاظ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۱۸، ملخصاً)

عماد الدین ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں اسی قسم کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ......الخ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کیسے شرح صدر فرماتا ہے؟ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل مومن کے دل میں نور ڈال دیتا ہے جس سے اسکا دل کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے''۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا اسکی پہچان کے لئے کوئی نشانی بھی ہے؟ فرمایا: ''وہ شخص کہ جس کا سینہ اللہ عزوجل کشادہ کرے وہ آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کی کوشش کرنے لگتا ہے''۔ ایک قول کے مطابق آیت میں موجود صیغہ حَرَجًا اور راء کی فتح کے ساتھ ہیں یعنی اس سے مراد وہ دل ہے جو کہ ہدایت کے لئے کشادہ نہیں ہے اور ایمان جیسی قابل نفع چیز اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بدوی سے جو کہ بنی مدلج قبیلے کا تھا پوچھا کہ حَرَجَة کیا ہے؟ اس بدوی نے کہا کہ ایسا درخت جو مختلف درختوں کے مابین ہو کہ اس طرف نہ تو کوئی چرواہا جا سکے اور نہ ہی کوئی وحشی جانور اور کوئی اور چیز بھی اس تک نہ پہنچ سکتی ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہی حال منافق کا ہے

کہ اس کے دل تک کوئی خیر کی چیز داخل نہیں ہوتی، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل اسکے لئے اسلام کو تنگ کر دیتا ہے حالانکہ اسلام تو بہت وسیع چیز ہے۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۱۷، ۲۱۸، ملخصاً)

تفسیر صاوی میں مزید یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے ازل میں مخلوق کے دو حصے فرمائے شقی اور سعید، اور ہر حصہ کے لئے جدا علامت بھی بنائی جو اس کی سعادت یا شقاوت پر دلالت کرے۔ پس سعادت کی علامت اسلام کے لئے شرح صدر ہونا ہے اور وارد ہونے والے نور اور احکام کو قبول کرنا ہے اور شقاوت کی علامت دل کا تنگ ہونا ہے اور اس کے مطابق باتوں کو قبول کرنا ہے، اور دونوں قسم کے لوگوں کے لئے آخرت میں رہنے کے لئے گھر بنایا ہے پس اہل سعادت کے لئے جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور اہل شقاوت کے لئے عذاب نار۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۱۸، ملخصاً)

انسان اور جنات ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں :

۳۔۔۔۔۔حسن، جریج اور زجاج وغیرہ فرماتے ہیں کہ انسان کا جنوں سے نفع اٹھانا یہ ہے کہ انسانوں میں سے جب کوئی سفر کرتا اور اسے جنوں سے خوف ہوتا تو کہتا کہ میں اس وادی کے سردار جن سے پناہ مانگتا ہوں، اور جن انسانوں سے اس طرح نفع اٹھاتے کہ جن اس بات کا اعتراف کرتے کہ وہ انسان کو پناہ دینے اور انکی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ اور محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان اور جن ایک دوسرے کی طاعت اور موافقت کے ذریعے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۳۷۵)

ظالم ایک دوسرے پر مسلط ہیں:

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الانعام: ۱۲۹)﴾ علامہ خازن فرماتے ہیں کہ کذلک میں کاف تنبیہ کے لئے ہے اور مقصود ما قبل کلام پر تنبیہ کا تقاضا کرنا ہے کہ جس طرح انسان اور جن ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اسی طرح ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر عذاب کی صورت میں مسلط کرتے ہیں جیسا کہ آثار میں ہے کہ جو کسی ظالم کی مدد کرے گا اللہ عزوجل اسے اس شخص پر مسلط کر دے گا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم ان میں ایک کو دوسرے کا حمایتی بنا دیں گے چنانچہ مؤمن مؤمن کا حمایتی ہوگا چاہے وہ مؤمن کہیں پر بھی ہو، اور کافر کافر کا حمایتی (دوست) ہوگا چاہے وہ کہیں پر بھی ہو۔ اور دوسری روایت میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ جہنم میں ایک دوسرے کی پیروی کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں خیر کی جانب پھیر دیتا ہے اور جب کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرمائے تو انہیں شر کی جانب پھیر دیتا ہے چنانچہ اس قول کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ جب رعایا ظالم ہو تو اللہ عزوجل ان پر انہی کی مثل ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے پھر جب اللہ ظالم کے ظلم کی نجات کا ارادہ کرے تو وہ ظالم ظلم چھوڑ دیتا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۱۵۷)۔

☆۔۔۔۔۔بیہقی نے حسن سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمیں بتائیں کہ اللہ عزوجل کی

رضا اور ناراضگی کی علامت کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العالمین کی جانب سے جواب ملا کہ جب میں ان سے راضی ہوتا ہوں تو ان میں کے اچھے لوگوں کو ان پر حکمران بناتا ہوں اور جب ان سے ناراض ہوتا ہوں تو ان میں سے بُرے لوگوں کو ان پر حکمران بناتا ہوں۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۸٦)

☆......حضرت کعب احبار روایت کرتے ہیں: ''ہر زمانے میں اللہ لوگوں کے دلوں کے مطابق بادشاہ مقرر کر دیتا ہے۔ جب اللہ ان کی بہتری کا ارادہ کرے تو نیک بادشاہ مقرر فرماتا ہے اور جب ان کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو عیش پرست بادشاہ مقرر فرماتا ہے''۔ (شعب الایمان، رقم۷۳۸۹، ج٦، ص)

☆......حضرت ابراہیم بن ہمش روایت کرتے ہیں کہ میرے والد کہتے تھے، اے اللہ! تو نے ہمارے اعمال کے مطابق ہم پر حکمران مسلط کر دیئے، جو نہ ہم کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی رحم کرتے ہیں۔ (شعب الایمان، رقم۷۳۹۰، ج٦، ص)

☆......حضرت یونس بن اسحاق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جیسے تم ہو گے ویسے تم پر حاکم بنائے جائیں گے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ (شعب الایمان، رقم۷۳۹۱، ج٦، ص)

☆......☆لا: یعنی مومن اور کافر برابر نہیں ہے لفظ لا نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری ہے۔

مثل زائدۃ: مثل کو زائدہ اس لیے مانا ہے کہ مثل صفت ہے اور ظلمات میں رہنے والی ان کی ذوات ہیں نہ کہ ان کی صفات۔

لفعل دل علیہ اعلم: یہ عبارت نکال کر اس اشکال کو دور کیا گیا ہے کہ ''حیث مفعول بہ ہے ظرف نہیں ہے کیونکہ کنایۃً اس سے مراد وہ ذات ہے جس کے ساتھ رسالت قائم ہے اور یہاں اسم تفضیل مفعول بہ کو نصب دے رہا ہے حالانکہ اسم تفضیل مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا، مفسر نے اس کا جواب دیا کہ یہاں اسم تفضیل اسم فاعل کی تاویل میں ہے۔

ای بسبب مکرھم: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے 'بالسماء'' میں ''باء'' بسببیہ اور ''ما'' مصدریہ ہے۔

وخصوا بالذکر......الخ: بعض لوگ کہتے ہیں نیک لوگ اب نہیں رہے یونہی بعض حضرات کہتے ہیں میں نے کسی نیک آدمی کو نہیں دیکھا علامہ صاوی فرماتے ہیں: حضرت ابن عطاء اللہ نے فرمایا: اولیاء اللہ گویا کہ پردہ نشین دلہنیں ہیں اور مجرموں کو دلہنیں دکھائی نہیں جاتیں۔

باغوائکم: یہ الفاظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلام باری تعالیٰ میں مضاف محذوف ہے، تقدیری عبارت یہ ہوگی: ﴿قد استکثرتم من اغواء الانس﴾۔ والموضع الصالح لوضعھا فیہ: یعنی وہ ذات جو رسالت کی حقدار ہے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے۔ فساق مکۃ: مراد مکہ مکرمہ کے مجرمین وگناہ گار، مفسر نے عبارت کا حل یوں نکالا ہے کہ مجرمیھا مفعول اول مؤخر ہے اور اکبر مفعول ثانی مقدم ہے اور فی کل قریۃ ظرف لغو ہے جو کہ جعلنا کے متعلق ہے۔

لان وبال علیھم: یعنی مکر کرنے والے کے مکر کا وبال اسی پر ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ولا یحیق المکر السیء الا

باھلہ﴾،﴿سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ ﴾۔شدید الضیق: یعنی اصلاً ھدایت قبول نہ کرنے والا امر ادہے۔

لشدتہ علیہ: جس طرح آسمان پر چڑھنا مشکل کام ہے اسی طرح بدبخت شخص پر ایمان کا قبول کرنا بھی مشکل امر ہے، دل اللہ ﷻ کے دست بے مثل میں ہے جس امر پر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، انسان کا اس پر بس نہیں چلتا کہ اپنے دل کو (اللہ ﷻ کے چاہنے کے باوجود) اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان ومحبت سے روک سکے اسی لیے اللہ ﷻ نے ہمیں ہدایت کی طلب کا حکم ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے رب ﷻ سے ھدایت کا سوال کرتا رہے اور﴿اھدنا الصراط المستقیم ﴾﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا ﴾کہتا رہے۔سید عالم ﷺ کی تعلیم بھی اس بارے میں یہی ہے چنانچہ حضور ﷺ فرمایا کرتے:''اے دلوں اور آنکھوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ''۔اسی لیے عارفین خوف زدہ رہا کرتے تھے اور اپنے علم وعمل پر اتراتے نہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دل اللہ کے دست بے مثل میں ہیں اور وہ انہیں جس طرح چاہے پھیر دے، اور انہیں ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت ہی میں امن حاصل ہوتا تھا اور یہ اللہ ﷻ کی شان ہے کہ جس پر نعمتوں کا اتمام فرمادے اس کا ایمان سلب نہیں فرماتا کیونکہ اللہ ﷻ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(الصاوی، ج۲، ص ۶۱۶ وغیرہ)۔

بالصد عن الایمان: منقول ہے کہ کفار کے چار، چار افراد مکۃ المکرمہ کے ہر رستے پر بیٹھے تھے اور لوگوں کو نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ ﷻ کذاب، ساحر اور کاہن کہا کرتے تھے۔

الحال المؤ کدۃ للجملۃ: صاحب جمل فرماتے ہیں''مستقیما''کو حال مؤکدہ قرار دینے میں مفسر سے تسامح ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس صورت میں اس کا عامل وجوبی طور پر پوشیدہ ہوتا حالانکہ یہاں ایسا نہیں۔ (الجمل: ج۲، ص ۴۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ اَیْ مِنْ مَجْمُوْعِکُمْ اَیْ بَعْضُکُمُ الصَّادِقُ بِالْاِنْسِ اَوْ رُسُلُ الْجِنِّ ، نُذُرُھُمُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ الرُّسُلِ فَیُبَلِّغُوْنَ قَوْمَھُمْ﴿ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا ﴾ اَنْ قَدْ بَلَغَنَا قَالَ تَعَالٰی ﴿وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا﴾ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿ وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ (۱۳۰)﴾﴿ذٰلِکَ﴾ اَیْ اِرْسَالُ الرُّسُلِ ﴿ اَنْ ﴾ اَللَّامُ مُقَدَّرَۃٌ وَھِیَ مُخَفَّفَۃٌ اَیْ لِاَنَّہٗ ﴿لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ﴾مِنْھَا ﴿ وَّاَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ (۱۳۱)﴾ لَمْ یُرْسَلْ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا یُبَیِّنُ لَھُمْ ﴿وَلِکُلٍّ﴾ مِنَ الْعَامِلِیْنَ ﴿ دَرَجٰتٌ ﴾ جَزَاءٌ ﴿مِّمَّا عَمِلُوْا ﴾ مِنْ خَیْرٍ وَشَرٍّ ﴿وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ (۱۳۲)﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ﴾ عَنْ خَلْقِہٖ وَعِبَادَتِھِمْ ﴿ذُو الرَّحْمَۃِ اِنْ

یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ ﴾ یا اَھلَ مکّۃَ بالاِھلاکِ ﴿وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِکُمْ مَّا یَشَآءُ ﴾ مِنَ الخَلقِ ﴿کَمَآ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ ذُرِّیَّۃِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ (۱۳۳)﴾ اَذھَبَھُم وَلٰکِنَّہٗ اَبقَاکُم رَحمَۃً لَّکُم ﴿اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴾ مِنَ السَّاعَۃِ وَالعَذَابِ ﴿لَاٰتٍ ﴾ لَامُحَالَۃَ ﴿وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ (۱۳۴)﴾ فَائِتِینَ عَذَابَنَا ﴿قُلْ ﴾ لَھُم ﴿یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ ﴾ حَالَتِکُم ﴿اِنِّیْ عَامِلٌ ﴾ عَلٰی حَالَتِی ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ ﴾ مَوصُولَۃٌ مَفعُولُ العِلمِ ﴿تَکُوْنُ لَہٗ عَاقِبَۃُ الدَّارِ ﴾ اَیِ العَاقِبَۃُ المَحمُودَۃُ فِی الدَّارِ الاٰخِرَۃِ اَنَحنُ اَم اَنتُم ﴿اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ ﴾ یُسعِدُ ﴿الظّٰلِمُوْنَ (۱۳۵)﴾ اَلکَافِرُونَ ﴿وَجَعَلُوْا ﴾ اَی کُفَّارُ مَکَّۃَ ﴿لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ ﴾ خَلَقَ ﴿مِنَ الْحَرْثِ ﴾ اَلزَّرعِ ﴿وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا ﴾ یَصرِفُونَہٗ اِلَی الضِّیفَانِ وَالمَسَاکِینِ وَلِشُرَکَائِھِم نَصِیبًا یَصرِفُونَہٗ اِلٰی سَدَنَتِھَا ﴿فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ ﴾ بِالفَتحِ وَالضَّمِّ ﴿وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا ﴾ فَکَانُوا اِذَا سَقَطَ فِی نَصِیبِ اللّٰہِ شَیْءٌ مِن نَصِیبِھَا اِلتَقَطُوہُ اَو فِی نَصِیبِھَا شَیْءٌ مِن نَصِیبِہٖ تَرَکُوہُ وَقَالُوا اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَن ھٰذَا کَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ ﴾ اَی لِجِھَتِہٖ ﴿وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ سَآءَ ﴾ بِئسَ ﴿مَا یَحْکُمُوْنَ (۱۳۶)﴾ حُکمُھُم ھٰذَا ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا زُیِّنَ لَھُم مَاذُکِرَ ﴿زَیَّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِھِمْ ﴾ بِالوَأدِ ﴿شُرَکَآؤُھُمْ ﴾ مِنَ الجِنِّ بِالرَّفعِ فَاعِلُ (زَیَّنَ) وَفِی قِرَاءَ ۃٍ بِبِنَائِہٖ لِلمَفعُولِ وَرَفعِ قَتلَ وَنَصبِ الاَولَادِ بِہٖ وَجَرِّ شُرَکَائِھِم بِاِضَافَتِہٖ، وَفِیہِ الفَصلُ بَینَ المُضَافِ وَالمُضَافِ اِلَیہِ بِالمَفعُولِ، وَلَا یَضُرُّ، وَاِضَافَۃُ القَتلِ اِلَی الشُّرَکَاءِ لِاَمرِھِم بِہٖ ﴿لِیُرْدُوْھُمْ ﴾ یُھلِکُوھُم ﴿وَلِیَلْبِسُوْا ﴾ یَخلِطُوا ﴿عَلَیْھِمْ دِیْنَھُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ (۱۳۷)﴾ ﴿وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ﴾ حَرَامٌ ﴿لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ ﴾ مِن خَدَمَۃِ الاَوثَانِ وَغَیرِھِم ﴿بِزَعْمِھِمْ ﴾ اَی لَاحُجَّۃَ لَھُم فِیہِ ﴿وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا ﴾ فَلَا تُرکَبُ کَالسَّوَائِبِ وَالحَوَامِی ﴿وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا ﴾ عِندَ ذَبحِھَا بَل یَذکُرُونَ اسمَ اَصنَامِھِم وَنَسَبُوا ذٰلِکَ اِلَی اللّٰہِ ﴿افْتِرَآءً عَلَیْہِ ؕ سَیَجْزِیْھِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (۱۳۸)﴾ عَلَیہِ ﴿وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ ھٰذِہِ الْاَنْعَامِ ﴾ اَلمُحَرَّمَۃِ وَھِیَ السَّوَائِبُ وَالبَحَائِرُ ﴿خَالِصَۃٌ ﴾ حَلَالٌ ﴿لِّذُکُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓی اَزْوَاجِنَا ﴾ اَیِ النِّسَاءِ ﴿وَاِنْ یَّکُنْ مَّیْتَۃً ﴾ بِالرَّفعِ وَالنَّصبِ مَعَ تَانِیثِ الفِعلِ وَتَذکِیرِہٖ ﴿فَھُمْ فِیْہِ شُرَکَآءُ ؕ سَیَجْزِیْھِمْ ﴾ اَللّٰہُ ﴿وَصْفَھُمْ ﴾ ذٰلِکَ بِالتَّحلِیلِ وَالتَّحرِیمِ اَی جَزَاءَہٗ ﴿اِنَّہٗ حَکِیْمٌ ﴾ فِی صُنعِہٖ ﴿عَلِیْمٌ (۱۳۹)﴾

بِخَلْقِهٖ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿اَوْلَادَهُمْ﴾ بِالْوَادِ ﴿سَفَهًا﴾ جَهْلًا ﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ(۱۴۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے (یعنی تمہارے مجموعہ میں سے جو صرف انسانوں پر صادق آئے......۱......یا جنات کے رسول سے مراد وہ ڈرانے والے ہیں جو رسول کا کلام سن کر اپنی قوم میں تبلیغ کرتے ہیں) تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے وہ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی (کہ انہوں نے ہم تک پہنچادیا اللہ ﷻ نے فرمایا) اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈالا (تو وہ ایمان نہ لائے) اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے یہ (یعنی رسولوں کا بھیجنا) اسلئے کہ (ان سے ما قبل لام مقدر ہے اور ان مخففہ ہے اور ضمیر شان محذوف، اصل میں لانہ تھا) تیرا رب بستیوں کو ظلم سے (یعنی ان میں سے کسی کو ان کے ظلم کے سبب سے) تباہ نہیں کرتا کہ انکے لوگ بے خبر ہوں (جب تک کہ انکے پاس رسول کوئی نہ بھیج دے جو انہیں بیان کردے) اور ہر ایک کیلئے (عالمین میں سے) جزا ہے (درجت بمعنی جزاء ہے) انکے کاموں کی (اچھے ہو یا بُرے) اور تیرا رب انکے اعمال سے بے خبر نہیں (یعلمون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے......۲......(اپنی مخلوق سے اور انکی عبادت سے) رحمت والا ہے، اے لوگوں وہ چاہے تو تمہیں لے جائے (یعنی اے اہل مکہ وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کردے) اور جسے چاہے تمہاری جگہ لا دے (خلق میں سے) جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا (کہ انہیں لے گیا اور تمہیں اپنی رحمت سے باقی رکھا) بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی قیامت اور عذاب کا) ضرور آنے والا ہے (لامحالۃ) اور تم تھکا نہیں سکتے (ہمارے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے) تم فرماؤ (ان سے) اے میری قوم تم اپنی حالت پر کام کئے جاؤ (مکانتکم بمعنی حالکم ہے) میں اپنا کام کرتا ہوں (اپنی حالت پر) تو اب جاننا چاہتے ہو کہ کس کا (من موصولہ ہے اور علم کا مفعول بن رہا ہے) رہتا ہے آخرت کا گھر (آخرت میں عاقبت محمودہ کے ہم حقدار ہیں یا تم) بیشک فلاح (یفلح بمعنی یسعد ہے) نہیں پائینگے ظالم......۳......(یعنی کافر) اور انھوں نے بنائے (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کے لیے جو اس نے پیدا کیا (ذرا بمعنی خلق ہے) کھیتی (الحرث بمعنی الزرع ہے) اور مویشی میں حصہ......۴......(جسے وہ مہمانوں اور مساکین پر صرف کرتے تھے اور ان کے شرکاء کے لئے حصہ تھا جسے وہ پجاریوں پر خرچ کرتے تھے) تو بولے یہ اللہ کا ہے انکے خیال میں (بزعمهم زاء کے فتح وضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور یہ ہمارے شریکوں کا (شرکاء کے حصہ میں سے کچھ حصہ اللہ ﷻ کے حصہ میں شامل ہوجاتا تو اسے اٹھالیتے اور اگر اللہ ﷻ کے حصے میں سے کچھ حصہ شرکاء کے حصہ میں مل جاتا تو اسے رہنے دیتے اور پھر کہتے کہ اللہ ﷻ اس سے بے پرواہ ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) تو وہ جو انکے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا (یعنی اسکی جہت میں) اور جو خدا کا ہے وہ انکے

شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی برا (سـاء بمعنی بـئـس ہے) حکم لگاتے ہیں (یعنی ان کا یہ حکم کیا ہی بُرا ہے) اور یوں ہی (جیسا کہ انکے لیے مزین کیا جو ذکر ہوا) بہت مشرکوں کی نگاہ میں اولاد کا قتل یعنی انہیں زندہ درگور کرنا......۵......) انکے شریکوں نے بھلا کردکھایا......٦......(یعنی جنوں نے شـر کـاء رفع کے ساتھ زین کا فاعل ہے اور ایک قرأت میں مجہول ہے اور نائب فاعل قتل ہے اور لفظ اولاد منصوب ہے اور شـر کـائهم اضافت کیوجہ سے مجرور ہے اس صورت میں مضاف اور مضاف الیہ کے مابین مفعول قتل سے فاصلہ ہوجائے گا اور یہ قـتـل چونکہ شرکاء کے حکم سے ہوتا ہے اسلئے شرکاء کی طرف قـتـل کی اضافت میں کوئی اشکال نہیں) کہ انہیں ھلاک کردیں (یر دوھم بمعنی یھلکوھم ہے) اور مشتبہ کردیں (یلبسوا بمعنی یخلطوا ہے) انکا دین ان پر اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دووہ ہیں اور انکے افتراء اور بولے یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی (یعنی حرام) ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں (یعنی بتوں کے خادم وغیرہ) اپنے جھوٹے خیال سے (یعنی اس معاملے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں) اور کچھ مویشی ہیں کہ جن پر سواری حرام کی گئی (تو اس پر سوار نہیں ہوتے، جیسا کہ سوائب اور حوامی) اور کچھ مویشی کہ اس پر اللہ کا نام نہیں لیتے (بوقت ذبح بلکہ بتوں کا نام لیتے ہیں اور تقسیم مذکورہ کو وہ اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں) یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے عنقریب وہ انہیں بدلہ دے گا انکے افتراؤں کا (عـــلـيـــــه جار مجرور صلہ محذوف ہے) اور بولے جو کچھ ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے (جو حرام کئے گئے ہیں، مراد سائبہ اور بحائر ہیں) حلال (خالصة بمعنی خلال ہے) ہمارے مَردوں کے لیے اور ہماری ازواج (یعنی عورتوں) پر حرام ہے اور مرا ہوا نکلے (میتہ رفع اور نصب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یکن فعل کو تذکیر و تانیث کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو وہ سب اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا (یعنی تـحـلـیـل و تـحـریـم پر بدلہ دے گا) بیشک وہ حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) بیشک تباہ ہوئے جنہوں نے قتل کیا (قـتـلـوا تخفیف و تشدید دونوں کے ساتھ ہے) اپنی اولاد کو (یعنی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا) جہالت سے (سـفـهـا بمعنی جهلا ہے) اور حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے انہیں روزی دی (جو مذکور ہوا یعنی کھیتیاں اور چوپائے) اللہ پر جھوٹ باندھنے کو وہ بہکے اور راہ نہ پائی۔

﴿ترکیب﴾

﴿يمعشر الجن والانس الم ياتكم رسل منكم يقصون عليكم ايتي وينذرونكم لقاء يومكم هذا﴾.

يـمعشر الجن والانس: جملہ ندائیہ...... همزه: حرف استفہام...... لـم يـاتـكم: فعل نفی ومفعول......رسـل: موصوف ،منکم: ظرف مستقر صفت اول......يـقـصـون عليكم ايتي: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ينذرونكم: فعل با فاعل و مفعول اول...... لقاء: مضاف...... يومكم: موصوف...... هذا: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر قول محذوف "یقال لهم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا شهدنا على انفسنا وغرتهم الحيوة الدنيا وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كفرين﴾.

قالوا: قول......شهدنا على انفسنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ متانفہ ،و: اعتراضیہ...... غرتهم الحيوة الدنيا: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... و: عاطفہ...... شهدوا على انفسهم: فعل با فاعل وظرف لغو......انهم كانوا كفرين: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غفلون﴾.

ذلک: مبتدا......ان: مخففہ با"ھو" ضمیر شان محذوف اس کا اسم......لم: حرف نفی...... یکن ربک: فعل ناقص با اسم...... مھلک: اسم فاعل با فاعل مضاف...... القری: ذوالحال...... بظلم: ظرف مستقر حال اول...... و: حالیہ ،اھلھا غفلون: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مضاف الیہ مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر "ب" جار مجرور ملکر ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ولكل درجت مما عملوا وما ربك بغافل عما يعملون﴾.

و: متانفہ،لکل: ظرف مستقر خبر مقدم، درجت: موصوف، مما عملوا: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ،و: متانفہ،ما: مشابہ بلیس،ربک: اسم، ب: زائد، غافل عمایعملون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿وربك الغني ذو الرحمة ان يشا يذهبكم ويستخلف من بعدكم ما يشاء﴾.

و: متانفہ...... ربک: مبتدا......الغنی: خبر اول......ذوالرحمۃ: خبر ثانی......ان: شرطیہ...... یشاء: جملہ فعلیہ شرط ......یذھبکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یستخلف: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......من بعدکم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل...... مایشاء: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ثالث،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿كما انشاكم من ذرية قوم اخرين﴾.

کاف: جار،ما: مجرور،ملکر ظرف مستقر "انشاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم ،انشاکم: فعل فاعل ومفعول،من: جار،ذریۃ: مضاف،قوم اخرین: مرکب توصیفی مضاف الیہ مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ان ما توعدون لات وما انتم بمعجزين﴾.

ان: حرف مشبہ......ماتوعدون: موصول صلہ،ملکر اسم......لام: تاکیدیہ...... ات: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ،ما: مشابہ بلیس......انتم: اسم......ب: زائد......معجزین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل يقوم اعملوا على مكانتكم اني عامل﴾.

قل : قول......یقوم : جملہ ندائیہ......اعملوا : فعل امر با فاعل...... علی مکانتکم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... انی : حرف مشبہ واسم...... عامل : خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ للامر۔

﴿فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار انه لا یفلح الظلمون﴾۔

ف : عاطفہ للتعلیل...... سوف : حرف استقبال......تعلمون : فعل با فاعل......من : استفہامیہ مبتدا......تکون له : فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم......عاقبة الدار : اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ ،انه : حرف مشبہ واسم...... لایفلح الظلمون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وجعلوا لله مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا﴾۔

و : مستانفہ......جعلوا : فعل با فاعل...... لله : ظرف مستقر مفعول ثانی......مماذرا : جار مجرور ظرف مستقر حال مقدم، من : جار......الحرث والانعام : معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم ثانی......نصیبا : ذوالحال اپنے حالین سے ملکر مفعول اول ملکر جملہ علیہ مستانفہ۔

﴿فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشرکائنا﴾۔

ف : عاطفہ......قالوا : قول......هذا : مبتدا...... لله : ظرف مستقر "کائن" محذوف کیلئے......بزعمهم : ظرف لغو کائن شبہ فعل اسم فاعل اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و : عاطفہ ،هذا : مبتدا......لشرکائنا : ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما کان لله فهو یصل الی شرکائهم ساء ما یحکمون﴾۔

و : عاطفہ...... ما : موصولہ...... کان لله : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... ف : جزائیہ......هو : مبتدا...... یصل الی شرکائهم : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "فما کان لشرکائهم" پر معطوف ہے...... ساء : فعل ذم ،مایحکمون : موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "حکمهم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

﴿وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادهم شرکاؤهم لیردوهم ولیلبسوا علیهم دینهم﴾۔

و : مستانفہ...... کذلک : ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم ،زین : فعل......لام : جار...... کثیر : موصوف...... من المشرکین : ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو "قتل اولادهم" مفعول......شرکاءهم : فاعل...... لام : جار...... یردوهم : جملہ فعلیہ......و : عاطفہ...... لام : جار......یلبسوا علیهم دینهم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور،ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولو شاء الله ما فعلوه فذرهم وما يفترون﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... شاء الله: فعل وفاعل ہوکر بتاویل مصدر ہوکر "عدم فعلهم" مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......مافعلوه: فعل نفی با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... ف: فصیحہ...... ذر: فعل امر با فاعل......هم: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... مايفترون: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاكان الامر كذلک" کی جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم﴾.

و: مستانفہ...... قالوا: فعل واوضمیر ذوالحال...... بزعمهم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول...... هذه: مبتدا، انعام: معطوف علیہ......وحرث: معطوف،ملکر موصوف...... حجر: صفت اول......لايطعمها: فعل نفی ومفعول،الا: اداۃ حصر، من نشاء: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وانعام حرمت ظهورها وانعام لا يذكرون اسم الله عليها افتراء عليه﴾.

و: عاطفہ...... انعام: موصوف......حرمت ظهورها: فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر،مرکب توصیفی،ہوکر مبتدا محذوف "هذه" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "هذه انعام" پر معطوف اول...... و: عاطفہ...... انعام: موصوف...... لايذكرون اسم الله عليها: فعل با فعل ومفعول وظرف لغو......افتراء عليه: شبہ جملہ مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا محذوف "هذه" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "هذه انعام" پر معطوف ثانی۔

﴿سيجزيهم بما كانوا يفترون وقالوا ما في بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا﴾.

سيجزيهم: فعل با فاعل ومفعول، بماكانوايفترون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ،قالوا: قول،ما: موصولہ، في: جار،بطون: مضاف، هذه: مبدل منہ، الانعام: بدل،ملکر مضاف الیہ،مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر صلہ،ملکر مبتدا، خالصةلذكورنا: شبہ جملہ معطوف علیہ،ومحرم على ازواجنا: شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وان يكن ميتة فهم فيه شركاء﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......يكن: فعل ناقص ہو ضمیر راجع بسوئے "مافي بطونها" اسم...... ميتة: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ...... هم: مبتدا...... فيه: ظرف مستقر حال مقدم...... شركاء: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل "مافي بطون هذه" پر معطوف ہے۔

﴿سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم﴾.

س : حرف استقبال...... یجزیھم: فعل بافاعل ومفعول......وصفھم: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انہ: حرف مشبہ واسم......حکیم علیم: خبران ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم وحرموا ما رزقھم اللہ افتراء علی اللہ﴾.

قد: تحقیقیہ...... خسر : فعل......الذین : موصول...... قتلوا: فعل واوضمیر ذوالحال...... بغیر علم : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......اولادھم: مفعول......سفھا: مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و : عاطفہ......حرموا: فعل بافاعل ، ما: موصولہ......رزقھم اللہ : فعل ومفعول وفاعل......افتراء علی اللہ : شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر صلہ،ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد ضلوا وما کانوا مھتدین﴾.

قد: تحقیقیہ...... ضلوا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قد خسر" کی تاکید ہے......و: عاطفہ......ما: نافیہ ،کانوا: فعل ناقص بااسم......مھتدین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قد خسر الذین قتلوا...... ☆ زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی لڑکیوں کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ کتوں کی پرورش کرتے اور اولاد کو قتل کرتے تھے ان کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ تباہ ہوئے اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ ﷻ کی نعمت ہے اور اس کی ہلاکت سے اپنی تعداد کم ہوتی ہے اپنی نسل مٹتی ہے یہ دنیا کا خسارہ ہے گھر کی تباہی ہے اور آخرت میں اس پر عذاب عظیم ہے تو یہ عمل دنیا اور آخرت دونوں میں تباہی کا باعث ہوا اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لینا اور اولاد جیسی عزیز اور پیاری چیز کے ساتھ اس قسم کی سفاکی اور بے دردی گوارا کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسان اور جن میں سے رسول کا ھونا:

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ علماء کا اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے کہ جنوں میں سے رسول ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نہیں ہوسکتے۔ اور رسول انسانوں میں سے ہوسکتے ہیں اور انہوں نے اس آیت ﴿رسل منکم﴾ کا جواب یہ دیا کہ ان دونوں میں سے ایک میں رسول بھیجے اور مراد اس سے انسان ہیں اور مضاف محذوف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے کہ ﴿یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان (الرحمن:۲۲)﴾ اور موتی و مرجان دونوں سمندروں میں سے نکلتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک یعنی نمکین سمندر

سے نکلتا ہے نہ کہ میٹھے سے اور یہ جائز ہے، کہ ان دونوں کا ذکر اللہ عزوجل نے ساتھ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿مرج البحرین یلتقیان﴾ (الرحمن ۱۹:) جائز ہے، اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اسی طرح انسانوں اور جنوں کا ذکر ایک ساتھ کر کے اور دونوں کو مخاطب کر کے ایک کی یعنی انسان کی طرف کلام کو پھیرا گیا ہے یہ قول فراء، زجاج اور جمہور اہل علم کا ہے، ضحاک کا قول ہے کہ جنوں میں سے بھی رسول ہوتے ہیں جیسا کہ انسانوں میں سے رسول ہوتے ہیں کیونکہ آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۱۵۸ ملتقطاملخصا)

اللہ عزوجل غنی ھے!

۲..... علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل بندوں سے اور انکی عبادت سے بے پرواہ ہے اللہ عزوجل اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے اور نافرمانی کے باوجود بھی انہیں مہلت دیتا ہے۔ اور اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ رسولوں کو بھیجنے کی احتیاج اس رب العالمین کو نہیں کہ وہ تو غنی ہے بلکہ یہ اسکی اپنے بندوں پر رحمت ہے اور مابعد قول ﴿ان یشا یذھبکم﴾ بھی اسی بات کی تاسیس کے لئے ہے۔

(البیضاوی، ج۱، ص۵۱۹)

ظالم فلاح نہ پائیں گے!

۳..... علامہ سید محمود آلوسی ارشاد فرماتے ہیں کہ ظالم اپنے مطلوب میں کامیاب نہ ہونگے اور ظلم کو کفر کی جگہ میں رکھا گیا کیونکہ ظلم کفر سے عام ہے۔ جب ظالم فلاح نہیں پاسکے گے تو کافر کیسے پاسکے گا؟ جو کہ ظلم کے بڑے درجے پر ہے۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص۳۸۲)

کھیتی اور مویشی میں حصہ:

۴..... مشرکین تمام کھیتیوں، جانوروں، پھلوں اور ہر قسم کے مالوں میں اللہ عزوجل کے لئے حصہ مقرر کیا کرتے تھے اور بتوں کے لئے بھی، چنانچہ جو حصہ اللہ عزوجل کے لئے مقرر کرتے اسے کمزوروں اور مساکینوں پر خرچ کرتے اور جو حصہ بتوں کے لئے مقرر کرتے اسے بتوں اور اسکے خدام پر خرچ کرتے، پھر اگر ایسا ہوتا کہ اللہ عزوجل کے لئے مقرر کردہ حصے میں سے کچھ حصہ بتوں کے مقررہ حصے میں گر جاتا تو اسے چھوڑ دیتے اور کہتے کہ اللہ عزوجل اس سے بے پرواہ ہے اور جو حصہ بتوں کے لئے مقرر ہے اس میں سے کچھ اللہ عزوجل کے لئے مقرر کردہ حصہ میں گر جاتا تو اسے بتوں کے لئے متعین کردہ حصہ میں شامل کر دیتے اور کہتے کہ یہ محتاج ہیں۔ (البغوی، ص۲۸٤)

بیٹیوں کے فضائل:

۵..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان کی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کی معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ برقم ۱۹۲۳، ص۵۷۰)

☆......ایک روایت میں ہے: ''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: ''پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے''۔

(ایضا، رقم ١٩١٩، ص ٥٦٩)

خاندانی منصوبہ بندی:

ے......عصر حاضر کے ممتاز عالم دین علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تصنیف تبیان القرآن کی جلد نمبر ٣، ص ٦٦٢ پر خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

شیطان نے جو انکے لئے قتل اولاد کو مزین کیا تھا اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ شیاطین نے انکے دلوں میں یہ خوف ڈالا کہ اگر بچے زیادہ ہوگئے تو انکی پرورش مشکل ہوگی سو وہ تنگی رزق کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل کر دیتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (الاسراء:٣١)﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دینگے اور تمہیں بھی۔ آج کل حکومتی ذرائع نشر و اشاعت سے ضبط تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کا بہت زبردست پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ کم بچے خوش حال گھرانا اور یہ کہا جاتا ہے کہ قیام پاکستان سے (٤٧ء تا ٩٧ء) تک ملک کی آبادی تقریبا چار گناہ ہوگئی ہے اور ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنا ضروری ہے۔ ملک کے وسائل آبادی کے اس سیلاب کے متحمل نہیں ہوسکتے اس لئے بچے دو ہی اچھے، لیکن خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کی بنیاد تنگی رزق کا خوف ہے اور یہی زمانہ جہالت میں کافروں اور مشرکوں کا نظریہ تھا جس کا قرآن مجید نے سختی کے ساتھ رد کیا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس پر زور دیا ہے کہ بچے زیادہ پیدا کئے جائیں۔

امام ابو موسی اشعث ﷜ متوفی ٥٧٢ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، مجھے ایک عورت ملی ہے جو بہت خوبصورت اور عمدہ خاندان کی ہے لیکن اس سے بچے نہیں ہوتے (یعنی وہ بانجھ ہے) کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' وہ دوبارہ آیا اور پھر اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے پھر منع فرمایا، اس نے تیسری مرتبہ آکر اجازت طلب کی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''محبت کرنے والی اور بچہ دینے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ بے شک میں کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا''۔

(السنن نسائی، کتاب النکاح، باب کراهية تزويج العقيم، رقم: ٣٢٢٤، ص ٧٧٤)

قرآن مجید کی اس صاف آیت اور حدیث صحیح کا صاف منشا اور صریح منشا اولاد کی کثرت ہے نہ کہ اولاد کی قلت! اس لئے خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کا وسائل پیداوار میں کمی کی بنیاد پر پروپیگنڈہ کرنا اسلام کے خلاف ہے اور اسکو کسی جبری قانون کے ذریعے عوام پر لاگو کرنا شرعا جائز نہیں البتہ کسی صحیح شرعی عذر کی بناء پر جدید طبی طریقہ سے ضبط ولادت کو روکا جائے تو وہ جائز ہے۔

ضبط تولید کے بارے میں مصنف کی تحقیق :

خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ جبراً تمام مسلمانوں پر لاگو کردینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اول تو اسکی اباحت تمام مکاتب فقہ کے نزدیک متفق نہیں ہے شیخ حزم اور علامہ رویانی عزل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور بعض فقہاء کراہت کے ساتھ اسکی اجازت دیتے ہیں اور جو فقہاء اسکی بلا کراہت اجازت دیتے ہیں وہ اس کو بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط کرتے ہیں اس لئے خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ ہر شخص پر لازم کردینا شرعاً جائز نہیں ہے اور انفرادی طور پر بھی دو صورتوں میں خاندانی منصوبہ بندی اصلاً جائز نہیں ہے۔

☆ کوئی شخص تنگی رزق (خشیة املاق) کے خوف کی وجہ سے ضبط تولید کرے، یہ اسلئے ناجائز ہے کہ اس کا حرمت کی علت ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے کہ ﴿وَلَاتَقْتُلُوْااَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (الاسراء:۳۱)﴾۔

☆ کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبط تولید کرے، کیونکہ ان کی تزویج میں مشقت اور عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور یہ نیت زمانہ جاہلیت کے مشرکین عرب کی تھی قرآن وحدیث میں اس کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔

جن صورتوں میں مخصوص حالات کے تحت انفرادی طور پر ضبط تولید جائز ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱......لونڈیوں سے ضبط تولید کرنا تاکہ اولاد مزید غلام ولونڈی بننے سے محفوظ رہے، ہرچند کہ اب لونڈی غلاموں کا رواج نہیں ہے لیکن اسلام کے احکام دائمی اور کلی ہیں اگر کسی زمانہ میں یہ رواج ہوجائے تو لونڈیوں کے ساتھ ضبط تولید کا عمل جائز ہوگا۔

۲......اگر سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کے شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو ضبط تولید جائز ہے۔

۳......اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفے سے پیدائش کے لئے ضبط تولید جائز ہے کیونکہ جب گھر میں صرف ایک عورت ہو اور نو دس ماہ بعد دوسرا بچہ آجائے تو اس کے لئے دونوں بچوں کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔

۴......حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے دوران بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کرسکتا اس لئے زیادہ عرصے تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا جائز ہے۔

۵......بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لئے یہ عمل جائز ہے۔

۶......جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے جس سے سلسلہ تولید بالکلیہ بند ہوجائے۔

۷......اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرہ میں پڑجائے گی تب بھی سلسلہ تولید کو بند کرنا واجب ہے۔

☆......☆ای منه مجموعکم: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس اعتراض کا جواب دیا کہ ظاہر آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جنات میں بھی رسل گزرے ہیں حالانکہ رسالت انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ مفسر نے اس کے دو جواب دیئے ہیں (۱) ذکر دونوں کو کیا گیا لیکن

اس مجموعہ سے مرادانسان ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان﴾ حالانکہ یہ دونوں اشیاء میٹھے نہیں بلکہ کھاری سمندر سے نکلتی ہیں (۲) یہاں جن کے لیے لفظ "رسل" استعمال کیا گیا ہے لیکن مراد "رسل الرسل" ہیں یعنی وہ جنات جو انبیاء کرام سے دین سیکھ کر ان کے سفیر و مبلغ بن کر دیگر جنات کی طرف گئے انہیں "رسل" کہا گیا ہے۔

منھا: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ جار مجرور محذوف سے متعلق ہو کر لفظ "قوی" سے حال بن رہا ہے۔

ولکنہ ابقاکم رحمۃ لکم: یعنی تمہارے نبی ﷺ کے موجود ہونے کی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کو رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے نہ کہ عذاب بنا کر۔ بالاھلاک: یعنی یک بارگی سب کو ھلاک فرمادے ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے جیسا کہ عاد وثمود کو ھلاک کردیا۔

من العاملین: سے مراد فرمانبردار و نافرمان ہیں۔ ای العاقبۃ المحمودۃ فی الدار: اضافت فیوی کی جانب اشارہ ہے، مراد یہ ہے کہ انجام کار کامل سرور و راحت سے مزین ہوگا۔

انحن ام انتم: یہاں یہ مناسبت پائی جارہی ہے کہ مَن استفہامیہ ہے نہ کہ موصولہ، اگر مَن کو موصولہ بنایا جائے تو کلام یوں ہونا چاہیے کہ "فسوف تعلمون الفریق الذی لہ عاقبۃ الدار". الی سدنتھا: بمعنی خدمتھا ہے۔ الزرع: دانہ وغیرہ جو بھی بویا جاتا ہے۔ فکانوا اذا سقط فی نصیب اللہ شیء من نصیبھا التقطوہ: شرکاء کے حصہ میں سے کچھ حصہ اللہ عزوجل کے حصہ میں شامل ہوجاتا تو اسے اٹھالیتے یعنی کسی چیز کو پاکیزہ جان کر اپنے معبودوں کے حصے سے بدل دیتے ورنہ رہنے دیتے کہ اللہ تو بے پرواہ ہے، یونہی کسی چیز کے ہلاک ہوجانے پر بھی کرتے۔ ونسبوا ذلک: سائبہ، حامی، بحیرہ کے اعتبار سے تقسیم کی گئی کہ بالکلیہ نفع اٹھانا ممنوع قرار دیا جائے، یا سواری کرنا ممنوع قرار دیا جائے کہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے اس جانور کا دودھ تو حاصل کرلیں مگر سواری نہیں کرسکتے، یا یہ قسم ہو کہ بوقت ذبح بتوں کے نام لیے جائیں، ملخصا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۲۱ وغیرہ)۔

جزاء: درجات کی تفسیر جزاء سے کرکے مفسر نے اس اشکال کو دور کیا ہے کہ لفظ "درجات" نیکوکاروں کے لیے استعمال ہوتا ہے حالانکہ مذکورہ آیت نیک وبد سب کو شامل ہے، پس مفسر نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہاں "درجات" سے مراد "جزاء" ہے اور یہ لفظ "درجات" پانے والے اور اس سے نچلے طبقات دونوں پر صادق آتا ہے۔

حکمھم ھذا: حکمھم نکال کر مفسر نے مخصوص بالذم جو کہ محذوف تھا اسے بیان کردیا اور لفظ ھذا نکال کر بیان کردیا کہ حکمھم مبدل منہ ہے ھذا اس کا بدل ہے یہ مل کر مبتداء اور ماقبل جملہ اس کی خبر ہے۔ وغیرھم: یعنی دیگر مرد کہ عورتوں کے لیے ان جانوروں سے کسی طرح کا نفع اٹھانا انہوں نے حرام کر رکھا تھا۔

مع تانیث الفعل وتذکیرہ: فعل ناقص یکن کو اگر علامتِ مضارع تاء کے ساتھ پڑھیں تو وجہ تانیث مافی بطون ھذہ الانعام کا معنی یعنی الاجنۃ ہوگا اس قراءت کے مطابق لفظ میتۃ منصوب ہوگا اور فعل ناقص کو علامتِ مضارع یاء کے ساتھ پڑھیں تو وجہ تذکیر

لفظ مـــا کا اعتبار کرنا ہوگا اس صورت میں میتۃ منصوب ہوگا اور اگر لفظ میتۃ کی تانیث مجازی کا اعتبار کرتے ہوئے فعل ناقص کی علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں لفظ میتۃ مرفوع ہوگا۔ (الجمل، ج۲، ص ٤٤٠ وغیرہ)

رکوع نمبر:۴

﴿وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ﴾ خلق ﴿جَنّٰتٍ﴾ بساتین ﴿مَّعْرُوْشٰتٍ﴾ مبسوطات علی الارض کالبطیخ ﴿وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ﴾ بان ارتفعت علی ساق کالنخل ﴿وَّ﴾ انشا ﴿النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ﴾ ثمرہ وحبہ فی الھیئۃ والطعم ﴿وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا﴾ ورقھما حال ﴿وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ طعمھما ﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ﴾ قبل النضج ﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ﴾ زکاتہ ﴿یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ بالفتح والکسر من العشر او نصفہ ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ باعطاء کلہ فلا یبقی لعیالکم شیء ﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ(۱۴۱)﴾ المتجاوزین ماحد لھم ﴿وَ﴾ انشا ﴿مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً﴾ صالحۃ للحمل علیھا کالابل الکبار ﴿وَّفَرْشًا﴾ لا تصلح لہ کالابل الصغار والغنم سمیت فرشا لانھا کالفراش الارض لدنوھا منھا ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ﴾ طرائقہ فی التحریم والتحلیل ﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۱۴۲)﴾ بین العداوۃ ﴿ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ﴾ اصناف بدل من حمولۃ وفرشا ﴿مِنَ الضَّاْنِ﴾ زوجین ﴿اثْنَیْنِ﴾ ذکرا وانثی ﴿وَمِنَ الْمَعْزِ﴾ بالفتح والسکون ﴿اثْنَیْنِ قُلْ﴾ یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ واناثھا اخری ونسب ذلک الی اللہ ﴿ءٰٓالذَّكَرَیْنِ﴾ من الضان والمعز ﴿حَرَّمَ﴾ اللہ علیکم ﴿اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ﴾ منھما ﴿اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ﴾ ذکرا کان او انثی ﴿نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ﴾ عن کیفیۃ تحریم ذلک ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۱۴۳)﴾ فیہ المعنی من این جاء التحریم؟ فان کان من قبل الذکورۃ فجمیع الذکور حرام، او الانوثۃ فجمیع الاناث، او اشتمال الرحم فالزوجان، فمن این التخصیص؟ والاستفھام للانکار ﴿وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ اَمْ﴾ بل ﴿كُنْتُمْ شُهَدَآءَ﴾ حضورا ﴿اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا﴾ التحریم فاعتمدتم ذلک لا بل انتم کاذبون فیہ ﴿فَمَنْ﴾ ای لا احد ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بذلک ﴿لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ(۱۴۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

وہی ہے جس نے پیدا کیے......١......(انشا بمعنی خلق ہے) باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) بچھے ہوئے (زمین پر پھیلے ہوئے جیسا کہ خربوزے) اور کچھ بے بچھے (جیسے کھجور کے درخت اپنے تنوں پر کھڑے ہوئے) اور (پیدا کیے) کھجور کے درخت اور کھیتیاں اگائیں جس کے کھانے مختلف ہیں (یعنی اسکے پھل اور دانے شکل وصورت اور ذائقے میں مختلف ہیں) اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے (یعنی زیتون اور انار کے پتے ملتے جلتے ہوتے ہیں، متشبھا حال ہے) اور کسی میں الگ (یعنی دونوں ذائقے میں الگ ہیں) کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے (پکنے سے پہلے) اور اسکا حق (یعنی زکوۃ) دو جس دن کٹے (حصادہ حاء کی فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے عشر یا نصف عشر......٢......مراد ہے) اور بے جا نہ خرچ کرو......٣......(کہ تمام ہی دے ڈالو اور اپنے عیال کیلئے کچھ باقی نہ رکھو) بیشک اسے اسراف کرنے والے پسند نہیں (یعنی اپنی حد سے تجاوز کرنے والے) اور (پیدا کیے) مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے (جو سامان لادنے میں کام آتے ہیں جیسا کہ بڑے اونٹ) اور کچھ زمین پر بچھے (جو سامان لادنے کے کام نہ آئیں جیسا کہ چھوٹے اونٹ اور بکری انہیں فرشا زمین سے قریب ہونے کیوجہ سے کہا) کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو (یعنی اس کے طریقے پر حلال وحرام کرنے کے معاملے میں نہ چلو) بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (اس کی دشمنی واضح ہے) آٹھ نر ومادہ......٤......(ازواج بمعنی اصناف، بدل ہے حمولۃ وفرشا سے) ایک جوڑ بھیڑ کا (یعنی نر ومادہ) اور ایک جوڑ بکری کا (المعز عین کے فتح اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ ان سے جو کبھی نر چوپایہ حرام قرار دیتے ہیں اور کبھی مادہ چوپایہ اور اسے اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں) کیا دو نر (بھیڑ وبکر) حرام کیے (اللہ ﷻ نے تم پر) یا دونوں مادہ (دونوں قسموں سے) یا جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں (نر ہو یا مادہ) کسی علم سے بتاؤ (اس تحریم کی کیفیت کے بارے میں) اگر تم سچے ہو (اس معاملے میں، معنی آیت یہ ہے کہ یہ تحریم کہاں سے ثابت ہے اگر یہ تحریم نر ہونے کی سے ہے تو سارے نر حرام ہونے چاہیے اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہو تو ساری مادہ حرام ہونی چاہیے اور جو رحم میں ہے اس کیوجہ سے تحریم ہو تو نر ومادہ دونوں حرام ہونے چاہیے پھر یہ تخصیص کیسی؟ اور ءالذکرین میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے) اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں کیا (ام بمعنی بل ہے) تم موجود (یعنی شھداء بمعنی حضورا ہے) تھے جب اللہ نے تمہیں حکم دیا (اس حرمت کا جس پر تم نے اعتماد کر لیا، نہیں بلکہ تم اس معاملے میں جھوٹے ہو) پس کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (حرمت کے بارے میں) کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بیشک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھو الذی انشا جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا

وغیر متشابھا ﴾.

و: مستانفہ،ھو: مبتدا،الذی: موصول،انشا: فعل بافاعل، جنت: موصوف،معروشات وغیرمعروشات: معطوف علیہ ومعطوف ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،النخل والزرع: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال، مختلفا اکلہ: اسم فاعل "اکلہ" فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر معطوف اول،والزیتون والرمان: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال ،متشابھاو غیر متشابہ: معطوف علیہ ومعطوف ملکر حال،ملکر معطوف ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتو حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا ﴾.

کلوامن ثمرہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اتوا حقہ: فعل امر بافاعل ومفعول،یوم حصادہ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،و: عاطفہ،لاتسرفوا: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر جواب شرط مقدم،اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، اثمر: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مؤخر،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿انہ لا یحب المسرفین ومن الانعام حمولۃ وفرشا ﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم...... لایحب المسرفین: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: عاطفہ...... من الانعام: ظرف مستقر حال مقدم...... حمولۃ وفرشا: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال،ملکر ماقبل "ھو الذی انشاجنت معروشات" میں "جنت معروشات" پر معطوف ثالث۔

﴿کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدومبین ﴾.

کلوا: فعل امر بافاعل...... ممارزقکم اللہ: ظرف لغو،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... لاتتبعوا: فعل نہی بافاعل...... خطوت الشیطن: مفعول،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انہ. حرف مشبہ واسم...... لکم: ظرف مستقر حال مقدم...... عدو مبین: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ثمنیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین ﴾.

ثمنیۃ ازواج: مرکب اضافی مبدل منہ...... اثنین: معطوف علیہ......و: عاطف...... اثنین: معطوف،ملکر بدل اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول،فعل محذوف "انشاء" کیلئے......من الضان: جار مجرور معطوف علیہ،......و: عاطفہ......من المعز: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف لغو فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ء الذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین ﴾.

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... الذکرین: معطوف علیہ......ام: عاطفہ...... الانثیین: معطوف اول،ام:

عاطفہ......ما: موصولہ...... اشتملت علیہ ارحام الانثیین: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول...... حرم: فعل بافاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معترضہ۔

﴿نبئونی بعلم ان کنتم صدقین﴾.

نبئونی بعلم: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "نبئونی بعلم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿ومن الابل الاثنین ومن البقر الاثنین﴾.

و: عاطفہ، من الابل: جارمجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من البقر: جارمجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو فعل محذوف "انشا" کیلئے، اثنین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثنین: معطوف، ملکر ماقبل "ثمنیة ازواج" سے بدل ہے، ملکر مفعول، فعل محذوف "انشاء" اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ومن الابل...... اثنین: ماقبل "من الضأن اثنین ومن المعز اثنین" پر معطوف ہے۔

﴿قل ء الذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین﴾. اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۴۳ میں گزری ہے۔

﴿ام کنتم شھدآء اذ وصکم اللہ بھذا﴾.

ام: منقطعہ استفہامیہ بمعنی بل...... کنتم: فعل ناقص بااسم...... شھداء: اسم فاعل جمع ھم ضمیر مستتر فاعل...... اذ: مضاف...... وصکم اللہ بھذا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا لیضل الناس بغیر علم﴾.

ف: فصیحہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل بافاعل، ممن: جار، من: موصولہ، افتری: فعل ھو ضمیر ذوالحال، بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، کذبا: مفعول، لیضل الناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا عرفتم ھذا ورسخ فی عقدلکم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

توحید کا بیان:

۱......رکوع کے آغاز ہی میں اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے کمالات ذکر فرمائے، اور یہی پھل پھول، پرندے، درندے بلکہ انسان اپنے وجود ہی پر غور کرلے تو واحد رب العالمین کی وحدانیت کا درس ملتا ہے لیکن اقوام عالم کی تہذیب وتمدن اور معاشرے میں

اصولی اور بنیادی اختلافات کی سب سے بڑی وجہ توحید باری ﷻ کے عقیدے میں اختلاف کا پایا جانا ہے، بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر لانے کا کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں ہوسکتا کہ انہیں معبود واحد کی وحدانیت کے اعتقادی مرکز پر جمع کر دیا جائے لیکن فطرت انسانی محض عقل کی روشنی میں اس مرکز وحدت تک پہنچنے میں ایسی دلیل کی محتاج تھی جو صحیح معنی میں اسے منزل مقصود تک پہنچادے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے ایسی کامل اور قطعی دلیل حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس دلیل کو دعوی سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واو عاطفہ تک کی گنجائش نہیں، معلوم ہوا کہ قُربِ الٰہی کا ذریعہ صرف اور صرف قرب مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔

کھیتی کا حق!

۲......کھیتی کے حق سے مراد اس کا عشر اور نصف عشر ہے چنانچہ کس صورت میں عشر لازم ہوگا اور کس صورت میں نصف عشر ہوگا اس بارے میں ہم فقہائے کرام کی تحقیق کو بحوالہ ذکر کرتے ہیں:

☆......جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کھیت کی سیرابی چرسے یا ڈول وغیرہ سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔ اور پانی خرید کر آبپاشی کی گئی ہے تو نصف عشر واجب ہوگا اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول وغیرہ سے تو غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اکثر مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کبھی ڈول وغیرہ سے تو عشر واجب ہوگا اور اکثر ڈول سے سیراب ہوتا ہے اور کبھی مینہ کے پانی سے تو ایسی صورت میں نصف عشر واجب ہوگا۔

(الدر المختار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج۳، ص ۲٦٤)

☆......امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک زمین سے نکلنے والا ہر پودا مثلاً گیہوں، جو، باجرا، دھان، اور ہر قسم کے غلے، لوبیے، پھول، ہری سبزیاں، تربوز، خربوزہ، کھیرا، ککڑی، بوٹیاں، السی وغیرہ کا بیج، دیگر بیج، اخروٹ، بادام، زیرہ، دھنیا کے بیج وغیرہ پر عشر واجب ہے۔

(عالمگیری کتاب الزکوۃ، باب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار، ج۱، ص ۲۰٤)

☆......عشر اور نصف عشر جس چیز میں واجب ہوتا ہے اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا یہ نہیں ہوگا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، نہروں کے کرائے، حفاظت کرنے والوں کی اجرت وغیرہ نکال کر عشر یا نصف عشر لیا جائے۔

(رد المحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، مطلب: مھم فی حکم اراضی، ج۳، ص ۲٦۹)

☆......جو چیزیں ایسی ہیں کہ جنگی پیداوار سے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو، اور نہ عادۃً اس زمین سے غلہ حاصل کیا جاتا ہو اس پر عشر واجب نہ ہوگا جیسے لکڑی، گھاس اور بانس وغیرہ کیونکہ ان اشیاء سے زمین کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(بدائع صنائع، کتاب الزکوۃ، فصل اما شرائط المحلیۃ، ج۲، ص۸۸)

☆...... جس زمین سے شہد حاصل ہو اس پر عشر واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک شہد پر عشر واجب نہیں ہے انکی دلیل یہ ہے کہ شہد حیوان کا مُتَوَلِّد (پیدا کردہ مادہ) ہے اور انہوں نے اسے ابریسم سے تشبیہ دی ہے جبکہ ہمارے نزدیک اس پر عشر واجب ہوگا اور دلیل حضور ﷺ کا فرمان جو کہ (نصب الرایہ ج۲، ص ۳۹۰) میں مذکور ہے کہ شہد میں عشر واجب ہے۔(الهداية، كتاب الزكوة، باب الزرع، ج۲، ص ٦١)

☆...... عشر واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا شرط نہیں ہے کیونکہ یہاں زمینی پیداوار سے منافع مقصود ہے، امام وقت جبراً بھی عشر لے سکتا ہے اور ترکے میں سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور عشر دین کی موجودگی میں بھی واجب ہوگا اور چھوٹے بچے، پاگل، مکاتب، ماذون اور وقف کی زمین پر بھی عشر واجب ہوگا اور اسکو مجازاً زکوۃ کا نام دیا گیا ہے۔(الدر المختار، كتاب الزكوة، باب العشر، ج۳، ص ٢٦٥ وغيره)

☆...... کھیتیوں اور پھلوں سے عشر کس وقت لیا جائے گا اس بارے میں ائمہ میں اختلاف پایا گیا ہے چنانچہ امام اعظم اور امام زفر کے نزدیک جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا زمانہ بھی گزر جائے اگرچہ ابھی توڑنے کے قابل نہ ہوئے ہوں، عشر واجب ہو جائے گا۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الزكوة، باب الزرع والثمار، الجزء الاول، ص ١٥٤)

اسراف نہ کرو!

۳...... حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو مال تو اللہ ﷻ کی طاعت میں خرچ نہ کرے وہ اسراف ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اللہ ﷻ نے پہلے یہ فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تمہارے لئے پھل، میوے اور کھیتیاں پیدا کیں تو تم ان میں سے کھاؤ اور جب کھیتیاں پک جائیں اور اپنا پھل لے آئیں تو جس دن کھیتی کٹے اسکا حق ادا کرو یعنی عشر ادا کرو، مطلب یہ کہ جو مال تمہیں اللہ ﷻ نے دیا ہے اس میں سے اللہ ﷻ کی راہ میں بھی خرچ کرو، ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ بے جا نہ خرچو، پتہ چلا کہ جو مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ ہوا وہی صحیح جگہ پر خرچ ہوا لہذا بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے میں سستی اور تنگ دلی کا مظاہرہ نہ کرے۔

آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں:

۴...... یہاں اللہ ﷻ نے آٹھ قسم کے جانوروں کا ذکر فرمایا ہے، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے کے نر و مادہ سب حلال ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ ان میں سے بعض کو اپنے اوپر یا اپنی عورتوں پر محض ہوائے نفس کی خاطر حرام کر لیتے تھے۔ اللہ ﷻ نے آٹھ جوڑوں کا مفصل بیان کر کے اس مسئلے کو واضح کر دیا کہ ان جانوروں میں کوئی نر و مادہ کسی پر حرام نہیں ہے۔

☆...... ☆انشا: فعل مقدر نکال کر مفسر اشارہ کیا ہے کہ النخل والزرع، جنت پر معطوف ہے۔

طعمها: یعنی رنگ، بو اور سائز بھی مختلف ہوتی ہے۔ **لا احد:** یہ عبارت نکال کر بتادیا کہ استفہام بیان نفی کے لیے ہے۔

بالفتح والكسر: لفظ حصاد کو ایک قرأت میں حاء مفتوحہ کے ساتھ اور ایک قرأت میں حاء مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

صالحة للحمل عليها: اس عبارت کو ذکر کر کے مفسر نے حمولة کا معنی بیان کیا ہے اور زیادہ مناسب یہ تھا کہ حمولة کی

تفسیر کبار سے اور فرش کی تفسیر صغار سے کرتے تاکہ یہ لفظ اونٹ کے ساتھ ساتھ، گائے بکری کو بھی شامل ہو جاتا۔

زکــاتــه :یہ حضرت ابن عباس اور انس بن مالک کی تفسیر ہے، اشکال یہ ہے کہ سورۃ الانعام مکی ہے جب کہ فرضیت زکوۃ کا تعلق ہجرت کے تیسرے سال مدینہ منورہ سے ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ متذکرہ آیت مدنی ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حاضر لوگوں کو حق طعام دے دیا جائے اور باقی کھیتی اور پھل وغیرہ کو فقراء کے لیے چھوڑ دیا جائے (یعنی ضرورت کے تحت غلہ وغیرہ رکھ کر باقی فقراء کو دے دیا جائے) اور یہ قول حسن، عطاء اور مجاھد کا ہے لیکن جب فرضیت زکوۃ کی آیت نازل ہوئی تو یہ قول بھی منسوخ قرار پایا، ملخصا۔

صــالــحة للحمل عليها :مفسر اس جانب گئے ہیں کہ مویشیوں میں چھوٹے اور بڑے قد کے علاوہ بھی ہوتے ہیں اور حمولة کی تفسیر الكبار سے کرتے تو عمومی طور پر اونٹ، گائے، بکری وغیرہ اور فرشا کی تفسیر الصغار سے کرتے کہ جن جانوروں سے اون اور بال وغیرہ حاصل ہوتے ہیں سب شامل ہو جاتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حمولة سے مراد وہ جانور ہیں جن پر سواری ہوتی ہے جیسے اونٹ، ملخصا۔

بيـن العداوة: ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان کی عداوت ظاہر ہے، اور یہ عداوت ان کی ذریت سے بھی چلتی چلی آرہی ہے، ایک قول کے مطابق جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا معاملہ ہوا تو شیطان شدت عداوت سے (بیخ اور یصرخ صیغے کا معنی نکال لیں)۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۲۲٦ وغیرہ)

قبل النضج: یعنی پکنے سے قبل ان میں سے کھایا جاسکتا ہے کیونکہ پک جانے کے بعد چونکہ اس سے عشر متعلق ہوتا ہے اس لیے عشر کی ادائیگی سے قبل اس میں سے کھانا ممنوع ہے، وضاحت تشریح وتوضیح میں دیکھیے۔ (الحمل، ج ۲، ص ٤٥١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ﴾ شَیْئًا﴿ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مَیْتَةً﴾ بِالنَّصْبِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ مَعَ التَّحْتَانِیَّةِ ﴿ اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ﴾ سَائِلًا بِخِلَافِ غَیْرِهٖ كَالْكَبِدِ وَالطِّحَالِ ﴿اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ ﴾ حَرَامٌ ﴿اَوْ﴾ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ ﴿ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ اِلٰی شَیْءٍ مِّمَّا ذُكِرَ فَاَكَلَهٗ ﴿ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ ﴾ لَهٗ مَا اَكَلَ ﴿رَّحِیْمٌ(۱۴۵)﴾ بِهٖ وَیَلْحَقُ بِمَا ذُكِرَ بِالسُّنَّةِ كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَمِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ ﴿وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا ﴾ اَیِ الْیَهُوْدِ ﴿حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ﴾ وَهُوَ مَالَمْ تُفَرَّقْ اَصَابِعُهٗ كَالْاِبِلِ وَالنَّعَامِ ﴿ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَا ﴾ اَلثُّرُوْبَ وَشَحْمَ الْكُلٰی ﴿اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا﴾ اَیْ مَاعَلِقَ بِهَا مِنْهُ﴿ اَوِ ﴾ حَمَلَتْهُ ﴿الْحَوَایَآ ﴾ اَلْاَمْعَاءُ جَمْعُ حَاوِیَاءٍ اَوْ حَاوِیَةٍ ﴿اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ﴾ مِنْهُ هُوَ شَحْمُ الْاَلْیَةِ فَاِنَّهٗ

اُحِلَّ لَهُمْ ﴿ ذٰلِکَ ﴾ التَّحْرِيمُ ﴿جَزَيْنٰهُمْ﴾ بِه ﴿ بِبَغْيِهِمْ﴾ بِسَبَبِ ظُلْمِهِمْ بِمَا سَبَقَ فِى سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (۱۴۶) ﴾فِى اَخْبَارِنَا وَمَوَاعِيْدِنَا ﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ﴾ فِيْمَا جِئْتَ بِه ﴿ فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ﴾ حَيْثُ لَمْ يُعَاجِلْكُمْ بِالْعُقُوْبَةِ وَفِيْهِ تَلَطُّفٌ بِدُعَائِهِمْ اِلَى الْاِيْمَانِ﴿وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ﴾ عَذَابُهٗ اِذَا جَاءَ ﴿ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۴۷) ﴾﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا ﴾ نَحْنُ ﴿وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَىْءٍ ﴾ فَاِشْرَاكُنَا وَتَحْرِيْمُنَا بِمَشِيَّتِه فَهُوَ رَاضٍ بِه قَالَ تَعَالٰى ﴿كَذٰلِكَ ﴾ كَمَا كَذَّبَ هٰٓؤُلَاءِ ﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ رُسُلَهُمْ ﴿حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ﴾ عَذَابَنَا ﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاضٍ بِذٰلِكَ ﴿ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا﴾ اَىْ لَا عِلْمَ عِنْدَكُمْ ﴿ اِنْ﴾ مَا ﴿تَتَّبِعُوْنَ﴾ فِى ذٰلِكَ ﴿ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ﴾ مَا ﴿ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ (۱۴۸) ﴾ تَكْذِبُوْنَ فِيْهِ ﴿قُلْ ﴾ اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ حُجَّةٌ ﴿فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ اَلتَّامَّةُ ﴿ فَلَوْ شَآءَ﴾ هِدَايَتَكُمْ ﴿ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۱۴۹) ﴾﴿قُلْ هَلُمَّ ﴾ اَحْضِرُوْا ﴿شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ﴾الَّذِىْ حَرَّمْتُمُوْهُ ﴿فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (۱۵۰) ﴾يُشْرِكُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر (کوئی) چیز حرام مگر یہ کہ ہو (یکون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مردار (میتۃ نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ایک قرأت میں یکون کو علامتِ مضارع یاء کے ساتھ اور لفظ "میتۃ" کو رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یا رگوں کا بہتا خون (مسفوحا بمعنی سائلا ہے، برخلاف ایسے خون کے جو بہنے والا نہ ہو جیسے کلیجی اور تلی......۱......) یا خنزیر کا گوشت کہ وہ حرام ہے (نجس بمعنی حرام ہے) یا (مگر یہ کہ وہ جانور) بے حکمی کا ہو جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو (اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے وہ ذبیحہ جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے) تو جو مجبور ہو (مذکورہ بالا چار چیزوں میں سے کسی جانب، تو اسے کھائے......۲......) نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے (اسے اس ممنوعہ چیزوں کے کھانے پر جو اس نے کھایا) مہربان ہے (اس پر، اور سنت کی رو سے ہر دانت رکھنے والے جانور کو درندہ اور پنجہ سے زخمی کرنے والے کو پرندہ کہتے ہیں) اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا (ھادوا بمعنی یہود ہے) ہر ناخن والا جانور (جنکی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ اور شترمرغ......۳......) اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی (آنتوں کی باریک جھلی اور گردوں کی چربی) مگر جو انکی پیٹھ میں لگی ہو (یعنی جو دونوں جانوروں کی کمر میں لگی ہو) یا (جو ملی ہوئی ہو) آنتوں سے (امعاء بمعنی

الحوایا ہے اور امعاء حاویاء یا حاویۃ کی جمع ہے) یا ہڈی سے ملی ہو (مراد اس سے الیۃ یعنی سُرین کی چربی ہے اور یہ انکے لیے مذکورہ تینوں چیزوں میں حلال تھی) یہ (حرام کرنا) ہم نے انکی سرکشی کا بدلہ دیا (انکے ظلم کے سبب جیسا کہ سورۂ نساء......میں گزر چکا) اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں (اپنی خبروں اور وعیدوں میں) پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں (آپ ﷺ کے لائے ہوئے لائحہ عمل حلت وحرمت کے بارے میں تو) تم فرماؤ (ان سے) کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے (کہ وہ سزا دینے میں عجلت یعنی جلدی نہ کرے گا اس کلام میں نرم طریقے سے انہیں ایمان کی طرف بلانا ہے) اور اس کا عذاب نہ پھیر جائے گا (جب وہ آجائے) مجرموں پر سے، اب کہیں گے مشرک کہ اللہ چاہتا تو (ہم) شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے (تو ہمارا شریک ٹھہرانا اور حرام کرنا اس کی مشیت سے ہے اور وہ اس سے راضی ہے......۵......اللہ ﷻ نے فرمایا) ایسا ہی (جیسا کہ ان لوگوں نے جھٹلایا) ان سے اگلوں نے (اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا (باسنا بمعنی عذابنا ہے) تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے (کہ اللہ اس (تکذیب انبیاء) سے راضی ہے) تو اسے ہمارے لیے نکالو (یعنی تمہارے پاس کوئی علم نہیں ہے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) پیروی کرتے تم (تکذیب انبیاء کے معاملے میں) مگر گمان کی اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) تم مگر تخمینے لگاتے (یعنی انبیائے کرام کے جھٹلانے کے بارے میں جھوٹ کہتے ہو) تم فرماؤ (اگر تمہارے پاس دلیل نہ ہو) تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے......۶......(البالغہ بمعنی التامہ ہے) تو وہ چاہتا (تمہاری ھدایت) تو تم سب کو ھدایت فرماتا تم فرماؤ لاؤ (ھلم بمعنی احضروا کے معنی میں ہے) اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا (جسے تم حرام کرتے ہو) پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تو اے سننے والے انکے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں (یعدلون بمعنی یشرکون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر﴾۔

قل: قول......لا اجد: فعل نفی با فاعل......فی: جار......ما اوحی الی: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، محرما: اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل......علی: جار......طاعم: موصوف......یطعمہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو شبہ جملہ ہو کر مستثنی منہ......الا: حرف استثناء......ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص با اسم، او دما مسفوحا او لحم خنزیر: معطوف علیہ ومعطوفان، ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنی، ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ﴾۔

ف: تعلیلیہ، انہ رجس: جملہ اسمیہ تعلیلیہ، او: عاطفہ، فسقا: موصوف، اھل: فعل مجہول ھو ضمیر مستتر ذوالحال

،لغیر الله: ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل، به: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر ماقبل "او لحم خنزیر" پر معطوف ہے۔

﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم﴾.

ف: استئنافیہ...... من: شرطیہ مبتدا...... اضطر: فعل مجہول ہو ضمیر ذوالحال...... غیر: مضاف...... باغ: معطوف علیہ ،و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... عاد: معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فلا مؤخذة" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: تعلیلیہ......ان ربک غفور رحیم: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر﴾.

و: مستانفہ...... علی الذین هادوا: ظرف لغو مقدم،حرمنا: فعل بافاعل، کل ذی ظفر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن البقر والغنم حرمنا علیهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوایا او ما اختلط بعظم﴾.

و: عاطفہ...... من البقر والغنم: ظرف لغو مقدم، حرمنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... شحومهما: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء...... ما: موصولہ، حملت: فعل...... ظهورهما: معطوف علیہ، اوالحوایا: معطوف اول، او: عاطفہ،ما اختلط بعظم: موصول صلہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مستثنیٰ،ملکر مفعول،حرمنا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک جزینهم ببغیهم وانا لصدقون﴾.

ذلک: مبتدا،جزینهم ببغیهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: مستانفہ،انالصدقون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان کذبوک فقل ربکم ذو رحمة واسعة ولا یرد باسه عن القوم المجرمین﴾.

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ...... کذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ......قل: قول......ربکم مبتدا، ذو: مضاف، رحمة واسعة: مرکب توصیفی ہوکر مضاف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لایرد باسه: فعل نفی مجہول ونائب الفاعل...... من القوم المجرمین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿سیقول الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء﴾.

سین: حرف استقبال......یقول الذین اشرکوا: قول،لو: شرطیہ...... شاء الله: فعل وفاعل مفعول محذوف "عدم اشراکنا" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ما اشرکنا: فعل نفی نا ضمیر معطوف علیہ و: عاطفہ......لا: نافیہ، اباء نا: معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لا: نافیہ......حرمنا: فعل بافاعل......من: زائدہ......شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کذلک کذب الذین من قبلهم حتی ذاقوا باسنا﴾.

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر "تکذیبا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، کذب: فعل، الذین من قبلھم: موصول صلہ، ملکر فاعل، حتی: جار...... ذاقوا باسنا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا﴾.

قل: قول...... ھل: حرف استفہام...... عندکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم...... من: جارہ زائدہ، علم: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ف: سببیہ...... تخرجوا: فعل با فاعل ہ ضمیر مفعول...... لنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون﴾.

ان: نافیہ...... تتبعون: فعل با فاعل...... الا: اداۃ حصر...... الظن: مفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... ان: نافیہ، انتم: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... تخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل فللہ الحجۃ البالغۃ فلو شاء لھدکم اجمعین﴾.

قل: قول...... ف: فصیحہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الحجۃ البالغۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان لم تکن لکم حجۃ" کیلئے جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ، لو: شرطیہ...... شاء: فعل با فاعل مفعول محذوف "ھدایتکم"، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ...... ھدی: فعل با فاعل...... کم: مؤکد...... اجمعین: تاکید ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ھلم شھدائکم الذین یشھدون ان اللہ حرم ھذا﴾.

قل: قول، ھلم: اسم فعل امر بمعنی "احضروا" با فاعل، شھداء کم: موصوف، الذین موصولہ یشھدون: فعل با فاعل، ان اللہ حرم ھذا: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فان شھدوا فلا تشھد معھم﴾.

ف: عاطفہ...... ان: شرطیہ...... شھدوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ...... لاتشھد: فعل نہی با فاعل...... معھم: ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتبع اھواء الذین کذبوا بایتنا والذین لا یومنون بالاخرۃ وھم بربھم یعدلون﴾.

و: عاطفہ...... لاتتبع: فعل نہی با فاعل...... اھواء: مضاف، الذین کذبوا بایتنا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... الذین: اسم موصول...... لایومنون بالاخرۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وھم بربھم یعدلون: جملہ اسمیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر معطوف ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "فلاتشھد معھم" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حرام خون کا بیان:

۱......مسفوحا مصدر السفح کامفعول مطلق ہے، اس سے مراد سیلان (بہتا خون) یا اوپر سے پانی انڈیلنا ہے اور دم مسفوح تمام جانوروں کا حرام ہوتا ہے اگر چہ مچھلی یا مکھی کا ہو اور امام اعظم کے نزدیک مچھلی میں دراصل خون ہوتا ہی نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس خون کو خشک کیا جائے تو وہ سفید ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف دوسرے خون جو کہ جگر اور تلی میں ہوتا ہے پاک ہے، سید عالم ﷺ نے دو قسم کے مردار اور دو ہی قسم کے خون حلال فرمائے اور وہ مچھلی، ٹڈی، کلیجی اور تلی ہے (الصاوی، ج۲، ص ۲۲۹)۔

جان بچانے کے لئے حرام چیز بھی کھانا جائز ہے!

۲......اللہ ﷻ نے مردار، بہتا خون، خنزیر اور بے حکمی کا جانور جسکے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا ہو حرام فرمایا، ہاں یہ ضرور ہے کہ انسان حالت اضطرار میں پہنچ جائے اور اضطراری کیفیت میں حرام بقدر ضرورت حلال ہو جاتا ہے یہاں سے پتہ چلا کہ اللہ ﷻ انسان پر ظلم نہیں فرماتا بلکہ انسان پر رحم و کرم فرماتا ہے اور اضطراری حالت میں حرام کے کھانے پر بھی مواخذہ نہ کرے گا۔

یہود کے لئے حرمت:

۳......یہود پر ہر جانور جس کی انگلیاں آپس میں جڑی ہو چاہے چوپایہ ہو یا پرندہ حرام کیا گیا تھا اس میں اونٹ اور شتر مرغ داخل ہیں۔ (المدارك، ج۱، ص ٥٤٥)

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ہر انگلی رکھنے والے جانور مثلا اونٹ، درندے اور پرندے یہود پر حرام کئے گئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر پنجہ اور کھر رکھنے والا جانور حرام کیا گیا اور کُھر کو مجازا ظفر کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ (البیضاوی، ج۱، ص ٥٢٤)۔

یہود کی سرکشی :

۴......یہود کی سرکشی کا کچھ بیان سورۃ النساء کی ان دو آیات میں ہے ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللّٰهِ...... (النساء:١٥٥)﴾ تو ان کی کیسی بدعہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی، اور اس لئے کہ اللہ کی آیات کے منکر ہوئے ......الخ، ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ...... (النساء:١٦٠)﴾ تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام فرما دیں......۔

مشیئت الٰہی کا بیان :

۵......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ بات بنالی تھی کہ اگر اللہ ﷻ چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے، اور یہ بات انکے (یعنی مشرکین کے) کفر اور شرک پر قائم رہنے کی دلیل تھی، اور مشرکین کا یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ ﷻ اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے اور

ہمارے باطل عقیدے (یعنی کفروشرک) کے مابین حائل ہوجاتا یہاں تک کہ ہم ایسا نہ کرتے اور جبکہ اللہ ﷻ نے ایسا نہیں کیا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہے، اوراس نے ہمیں اس کا حکم دیا۔ (الخازن، ج٢، ص١٦٩)

اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْشَآءَ اللّٰہُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ (النحل:٣٥)﴾ علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے بات محض اپنے آپ کو حق پر ظاہر کرنے کیلئے کہی تھی نہ کہ قبائح پر عذر کرتے ہوئے وہ دعوی کرتے تھے کہ اسکی مشیت اس کی رضا کو مستلزم ہے۔ پس اللہ ﷻ وہی چاہتا ہے جو اسکی رضا ہوتی ہے اور کفار سے کفر اس کی مشیت سے واقع ہوا ہے تو وہ اس سے راضی بھی ہے تو اے محمد ﷺ آپ یہ کیسے کہتے ہو کہ اللہ ﷻ ہمیں اس کام پر عذاب دے گا جس سے وہ راضی ہے؟ اس شبہ کے ازالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ اگرچہ قبائح اسکی مشیت میں داخل ہیں مگر وہ قبیح باتوں سے راضی نہیں ہے اور حسن بھی اس کی مشیت میں داخل ہے اور وہ اس سے راضی بھی ہوتا ہے پس ہر چیز اس کی مشیت میں داخل ہے۔ (الصاوی، ج٢، ص٢٣١)

﴿فلله الحجة البالغة﴾ کے معنی:

٦.....تم پر اللہ ﷻ کی حجت پوری ہوئی یعنی اوامر اور نواھی کے سلسلے میں حجتیں پوری ہوئیں، اسکی مشیت تمہارے حق میں کوئی دلیل نہیں اسلئے کہ اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اور جس چیز کا اپنی حکمت کے مطابق چاہے حکم کرے، اور اس سے اس کی حکمت کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا جبکہ لوگوں سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس آیت مبارکہ سے معتزلہ نے دلیل پکڑی ہے کہ کفر اللہ ﷻ کی مشیت اور ارادے سے نہیں ہوتا ورنہ اللہ ﷻ ان کے قول ﴿لو شاء الله ما اشركنا﴾ پر ناراضگی کا اظہار نہ کرتا، اور ان کے قول پر ان کی تکذیب نہ کرتا اللہ ﷻ نے ان کے قول (عموم مشیت) کی تکذیب نہیں کی بلکہ ان کا قول تو اللہ ﷻ کے اس فرمان کے موافق ہے ﴿ولو شاء لهدكم اجمعين﴾ اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنے اس قول میں جھوٹے ہو، بلکہ اس بات پر ناراضگی فرمائی کہ انہوں نے رسولوں کی اس پیغام میں تکذیب کی، اور رسولوں کا پیغام یہ تھا کہ اللہ ﷻ کفر سے راضی نہیں اور جو اللہ ﷻ نے حرام نہیں کیا وہ یہ حرام کرتے ہیں۔ اور بحائر وغیرہ کی تحریم کو اپنے گمان کے مطابق اللہ ﷻ کی مشیت جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس حرمت پر راضی ہے۔ (المظھری، ج٢، ص٥٠٨)

☆......☆شیئا: یہ لفظ نکال کر "محرما" کے موصوف محذوف کی طرف اشارہ کر دیا۔

بالیاء والتاء: "یکون" کو یاء کے ساتھ پڑھنے کی وجہ تو ظاہر ہے اسے علامت مضارع تاء کے ساتھ پڑھنا رعایتِ خبر کی بناء پر ہے۔

فیما ذکر: مذکورہ بالا چار اشیاء مراد ہیں۔ کل ذی ناب: جیسے تمام درندے لومڑی، بلی، بھیڑیا وغیرہ۔

ما علق بهامنه: "منه" ضمیر کا مرجع "الشحم" ہے۔ (الجمل، ج٢، ص٤٥٦ وغیرہ)۔

مخلب من الطیر: جیسا کہ چیل، گدھ، چگادڑ وغیرہ، اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک چگادڑ کے سوا تمام پرندے کھانا جائز ہے، اور تمام درندے مکروہ ہیں ماسوا کتے، الانسی اور قرد کے، اور ان کے کراہت اور حرمت کے بارے میں دو اقوال ہیں، پس امام مالک کے مشہور مذہب کے مطابق گھوڑے، خچر اور گدھے کا کھانا حرام ہے اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق گھوڑے (خیل) کا کھانا مباح ہے اور خچر اور گدھے کا کھانا غیر مباح ہے۔

ثروب: ثرب کی جمع ہے بمعنی باریک چربی جو کرش اور آنتوں وغیرہ پر چڑھی ہوتی ہے، اور یہاں فقط اسی چربی کے حلال ہونے کا بیان ہے جو کرش پر لگی ہوتی ہے۔ کالابل: مرغابی، بطخ وغیرہ بھی ان پر حرام تھیں۔

فی اخبارنا و مواعیدنا: حرمت کا سبب ان کی بغاوت تھی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرق النساء کی وجہ سے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کرلیا تھا جس کا بیان قرآن میں موجود ہے ﴿کل الطعام حلا لبنی اسرائیل﴾ الختصر۔

ای ذبح علی اسم غیرہ: جیسا کہ قربانی کے ذریعے قُربِ الٰہی مقصود ہوتا ہے اسی طرح بتوں وغیرہ سے قُرب کے حصول کو مانا جائے۔

وفیہ تلطف الخ: مفسر کے متذکرہ جملے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿ربکم ذو رحمۃ واسعۃ﴾ یعنی اللہ عزوجل وسیع رحمت فرمانے والا ہے لہذا اس فرمان مقدس نشان ﴿ربکم ذو عقاب شدید﴾ کا کیا جواب ہوگا؟ میں کہتا ہوں کہ اللہ چاہتا ہے کہ بندہ توبہ کے ذریعے ایمان کی جانب سبقت کرے اور اس رحیم ذات سے مایوس نہ ہو۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۲۹ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سید المبلغین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا اور آخرت دونوں طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی، پس جو آخرت کو طلب کرتا ہے دنیا اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس میں سے اپنا پورا پورا حصہ لے لیتا ہے اور جو دنیا کا طلبگار ہوتا ہے آخرت اسے ڈھونڈتی رہتی ہے یہاں تک کہ موت اسے آکر دبوچ لیتی ہے۔ (الفتوحات المکیہ، الباب الموفی ستین وخمسمائۃ، ج۸، ص ٤٥٧، دارالفکر بیروت)۔

رکوع نمبر: ٦

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ﴾ اَقْرَءُ ﴿مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ﴾ اَحْسِنُوْا ﴿اِحْسَانًاۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ﴾ بِالْوَاْدِ ﴿مِّنْ﴾ اَجَلِ ﴿اِمْلَاقٍؕ﴾ فَقْرٍ تَخَافُوْنَهُ ﴿نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ﴾ اَلْكَبَائِرَ كَالزِّنَا ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ اَىْ عَلَانِيَتَهَا وَسِرَّهَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ كَالْقَوَدِ وَحَدِّ الرِّدَّةِ وَرَجْمِ الْمُحْصِنِ ﴿ذٰلِكُمْ﴾ اَلْمَذْكُوْرُ ﴿وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(١٥١)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ﴾ اَىْ بِالْخَصْلَةِ الَّتِىْ ﴿هِىَ اَحْسَنُ﴾ وَهِىَ مَافِيْهِ صَلَاحُهُ ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾ بِاَنْ يَحْتَلِمَ ﴿وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِۚ﴾ بِالْعَدْلِ وَتَرْكِ الْبَخْسِ ﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ طَاقَتَهَا فِىْ ذٰلِكَ فَاِنْ اَخْطَأَ فِى الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ صِحَّةَ نِيَّتِهٖ فَلَا مُؤَاخَذَةَ عَلَيْهِ كَمَا وَرَدَ فِىْ حَدِيْثٍ ﴿وَاِذَا قُلْتُمْ﴾ فِىْ حُكْمٍ اَوْ غَيْرِهٖ ﴿فَاعْدِلُوْا﴾ بِالصِّدْقِ ﴿وَلَوْ كَانَ﴾ اَلْمَقُوْلُ لَهٗ اَوْ عَلَيْهِ ﴿ذَا قُرْبٰى﴾ قَرَابَةٍ ﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(١٥٢)﴾ بِالتَّشْدِيْدِ تَتَعِظُوْنَ وَالسُّكُوْنِ ﴿وَاَنَّ﴾ بِالْفَتْحِ عَلٰى تَقْدِيْرِ اللَّامِ وَالْكَسْرِ اِسْتِئْنَافًا ﴿هٰذَا﴾ الَّذِىْ وَصَّيْتُكُمْ بِهٖ ﴿صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا﴾ حَالٌ ﴿فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ الطُّرُقَ الْمُخَالِفَةَ لَهٗ ﴿فَتَفَرَّقَ﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّاءَيْنِ تَمِيْلُ ﴿بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ دِيْنِهٖ ﴿ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(١٥٣)﴾ ﴿ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ التَّوْرَاةَ وَثُمَّ لِتَرْتِيْبِ الْاَخْبَارِ ﴿تَمَامًا﴾ لِلنِّعْمَةِ ﴿عَلَى الَّذِىْ اَحْسَنَ﴾ بِالْقِيَامِ بِهٖ ﴿وَتَفْصِيْلًا﴾ بَيَانًا ﴿لِّكُلِّ شَىْءٍ﴾ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِى الدِّيْنِ ﴿وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ﴾ اَىْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ﴿بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿يُؤْمِنُوْنَ(١٥٤)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں (اتل بمعنی اقرء ہے) جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ (الا دراصل ان لا ہے ان مفسرہ ہے) اسکا کوئی شریک ......۱...... نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (احسنوا فعل محذوف ہے) ......۲...... اور اپنی اولاد قتل نہ کرو (یعنی بچیوں کو زندہ درگور نہ کرو) تنگدستی کے باعث (من بمعنی اجل ہے ای لاتقتلوا اولادکم لاجل الاملاق) ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ (یعنی کبیرہ گناہ کے، جیسا کہ زنا) جو ان میں کھلے ہیں اور جو چھپے (ظاہر اور

باطن بمعنی اعلانیہ اور پوشیدہ ہے) اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے قتل نہ کرو سوائے حق کے......۳......(جیسا کہ قصاص، مرتد کی حد اور شادی شدہ کو رجم کرنا) یہ (مذکورہ احکام) ہیں کہ اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ کہیں تم غور کرو (تعقلون بمعنی تتدبرون ہے) یتیموں کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس (یعنی خصلت کے ساتھ جو) بہت اچھی ہو (جس میں ان کی بھلائی ملحوظ ہو) جب تک وہ اپنی قوت کو پہنچیں (یوں کہ جوان ہو جائیں......۴......) اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو......۵......(یعنی دیانت داری کے ساتھ اور مال گھٹانے کو ترک کرنے کے ساتھ، قسط بمعنی عدل ہے) ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکے مقدور بھر (پھر اگر وہ ناپ و تول میں غلطی کر جائے تو اللہ ﷻ اس کی نیت جانتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے وسیع بمعنی طاقۃ ہے) اور جب بات کرو (فیصلہ کرو یا کسی اور بارے میں کہو) تو انصاف کی کہو (سچائی کے ساتھ) اگر چہ ہو وہ (جس کے موافق یا مخالف بات کی ہو) قریبی رشتے دار (قربی بمعنی قرابۃ ہے) اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو (تذکرون تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی تتعظون ہے) اور یہ کہ (ان فتح کے ساتھ، لام مقدر ہے یعنی لان اور کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو مستانفہ ہے) یہ ہے (جس کی تمہیں تاکید کی) میرا سیدھا راستہ (مستقیما حال ہے) تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو (جو اللہ ﷻ کے راستے کے مخالف ہو) کہ جدا کریں گے (فتفرق میں ایک تاء حذف ہے یہ بمعنی تمیل ہے) تمہیں اسکی راہ (یعنی اس کے دین) سے یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی (توریت اور لفظ ثم خبر کی ترتیب کیلئے ہے) پورا کرنے کو (نعمت) اس پر جو بھلائی کرے (جو اس بھلائی پر قائم رہے) اور تفصیل (یعنی بیان) ہر کسی چیز کا (جس کی دین میں ضرورت ہو) اور ھدایت اور رحمت کہ کہیں وہ (یعنی بنی اسرائیل) اپنے رب سے ملنے (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) ایمان لائیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا﴾۔

قل: قول...... تعالوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... اتل: فعل بافاعل......ما: موصولہ......حرم ربکم علیکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبدل منہ...... ان: مصدریہ......لاتشرکوا به شیئا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر بدل ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، اپنے امر سے ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وبالوالدین احسانا و لا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم﴾۔

و: عاطفہ......بالوالدین: ظرف مستقر "احسنوا" فعل مقدر کیلئے......احسانا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتشرکوا به شیئا" پر معطوف ہے۔و: عاطفہ...... لاتقتلوا اولادکم من املاق: فعل نہی بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتدا، نرزق: فعل بافاعل......کم: معطوف علیہ...... وایاھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔۔۔۔لاتقربوا: فعل نہی باقاعل۔۔۔۔۔۔الفواحش: مبدل منہ۔۔۔۔۔۔ماظہر منہا: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، وما بطن: موصول صلہ ملکر معطوف ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔۔۔۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔۔۔۔لاتقتلوا: فعل و ضمیر ذوالحال۔۔۔۔۔۔النفس: موصوف، التی حرم اللہ: موصول صلہ ملکر صفت ملکر مفعول۔۔۔۔۔۔الا: اداۃ حصر۔۔۔۔۔۔بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون﴾۔

ذلکم: مبتدا۔۔۔۔۔۔وصی: فعل با فاعل۔۔۔۔۔۔کم: ضمیر ذوالحال۔۔۔۔۔۔لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔۔۔۔لاتقربوا: فعل نہی با فاعل۔۔۔۔۔۔مال الیتیم: مفعول۔۔۔۔۔۔الا: اداۃ حصر۔۔۔۔۔۔ب: جار۔۔۔۔۔۔التی: موصول ھی احسن: جملہ اسمیہ صلہ ملکر "الخصلۃ" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو اول "ای بالخصلۃ التی ھی احسن"۔۔۔۔۔۔حتی: جار۔۔۔۔۔۔یبلغ اشدہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعھا﴾۔

و: عاطفہ، اوفوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، بالقسط: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الکیل والمیزان: معطوف علیہ و معطوف ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ، لانکلف: فعل نفی با فاعل، نفسا: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، وسعھا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربی وبعھد اللہ اوفوا﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔۔۔۔اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم۔۔۔۔۔۔قلتم: فعل با فاعل، ملکر شرط۔۔۔۔۔۔ف: جزائیہ، اعدلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال۔۔۔۔۔۔و: حالیہ۔۔۔۔۔۔لو: شرطیہ غیر جازمہ۔۔۔۔۔۔کان: فعل ناقص با اسم۔۔۔۔۔۔ذاقربی: خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، وبعھد اللہ: جار مجرور متعلق "اوفوا"، اوفوا: فعل امر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم وصکم بہ لعلکم تذکرون وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ﴾۔

ذلکم: مبتدا۔۔۔۔۔۔وصی: فعل با فاعل۔۔۔۔۔۔کم: ضمیر ذوالحال۔۔۔۔۔۔لعلکم تذکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔۔۔۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔۔۔۔ان ھذا: حرف مشبہ واسم۔۔۔۔۔۔صراطی: ذوالحال۔۔۔۔۔۔مستقیما: حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔۔۔۔۔۔ف: فصیحہ۔۔۔۔۔۔اتبعوہ: جملہ فعلیہ شرط محذوف۔۔۔۔۔۔"اذا اردتم الفوز والنجاۃ من مھاوی البدع ومساقط الضلالات" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله﴾.

و: عاطفہ،لا: نافیہ،تتبعوا: فعل بافاعل،السبل: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: سببیہ،تفرق: فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال،عن سبیله: ظرف مستقر"ای متنائیة عن سبیله" ملکر فاعل بکم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر جواب نہی واقع ہے۔

﴿ذلکم وصکم به لعلکم تتقون﴾.اس آیت کی نظیر کی ترکیب ماقبل آیت نمبر۱۵۱ میں گزرچکی۔

﴿ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وهدی ورحمة﴾.

ثم: عاطفہ،اتینا موسی الکتب: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، تماما: مصدر بافاعل محذوف...... علی: جار،الذی احسن: موصول صلہ ملکر مجرور ملکر ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، تفصیلا: مصدر بافاعل محذوف،لکل شیء: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف اول،وهدی: معطوف ثانی،ورحمة: معطوف ثالث،ملکر مفعول لہ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لعلهم بلقاء ربهم یؤمنون﴾.

لعلهم: حرف مشبہ واسم...... بلقاء ربهم: ظرف لغو مقدم......یومنون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شرک کی حقیقت:

۱......صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی اپنی کتاب"اطیب البیان فی ردّ تقویة الایمان میں شرح عقائد کے حوالے سے شرک کی تعریف نقل کرتے ہیں:الاشراک هو اثبات الشریک فی الالوهیّة یعنی وجوب الوجود کما للمجوس اوبمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا کہ مجوس کرتے ہیں،یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔کذا فی شرح الفقه الاکبر للملاّ علی القاری.

مزید صدرالافاضل نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے سے شرک کی تین اقسام نقل کی ہیں:ایک تو یہ کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے،دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے،تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔

سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ نے فرمایا:"کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا"۔ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان الکبائر واکبرها،رقم:۸۷،ص۵۳)۔

پیکر حسن جمال صاحب خوش خصال ﷺ نے فرمایا:"سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو،ان میں آپ ﷺ نے شرک کو بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان الکبائر واکبرها،رقم:۸۹،ص۵۳)۔

سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ باعث نزول سکینہ فیض گنجینہ صاحب معطر معبر پسینہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنا دین بدل ڈالا تم اسے قتل کر دو''۔ (صحیح بخاری، کتاب المرتدین والمعاندین، باب حکم المرتد والمرتدۃ، رقم: ۶۹۲۲، ص ۳۱۳)۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۲...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو گیا''۔ (ریاض الصالحین، ص ۱۱۵)

☆...... نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرھا، رقم: ۸۷، ص ۵۳)۔

☆...... سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم: ۱۹۰۷، ص ۵۶۶)۔

☆...... نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک ﷺ نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت اور اگر چاہے تو اسے ضائع کر دے، اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ایضاً، رقم: ۱۹۰۶، ص ۵۶۵)۔

☆...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' یعنی والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخول جنت کا سبب ہے۔ (الفیض القدیر، ج ۳ ص ۴۷۷)

☆...... شہنشاہ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! ارشاد فرمایا: تو ان دونوں کی خدمت میں کوشش کر''۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الابوین، رقم: ۳۰۰۴، ص ۴۹۶)۔

احترام مسلم:

۳...... قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق﴾ جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق نہ مارو، لیکن چند امور ایسے ہیں کہ جن میں قتل کرنا مباح ہوتا ہے وہ یہ ہیں مرتد ہونا، قصاص پایا جانا، بیاہے ہوئے کا زنا کرنا، بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین سببوں میں سے کسی ایک سبب سے، یا تو بیاہے ہونے کے باوجود اس سے زنا سرزد ہوا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور اس کا قصاص اس پر آتا ہو یا وہ دین چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہو۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳۱۳)

یتیموں کے مال کی حفاظت ان کے جوان ہونے تک!

۴.....قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے یتیموں کے مال کی حفاظت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے زیر سرپرست یتیم کے مال کی حفاظت کرے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے، شعبی اور مالک نے کہا کہ اس عمر تک پہنچ جائے جس میں اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں، ابوالعالیہ نے کہا کہ اس عمر کو پہنچے کہ سمجھدار اور صاحب قوت ہو جائے، کلبی کا قول ہے کہ اشد سے مراد اٹھارہ سال کی عمر ہے، ایک قول کے مطابق تیس یا چالیس یا ساٹھ سال کی عمر بھی بتائی گئی ہے، ضحاک کے قول کے مطابق اشد سے مراد بیس سال کی عمر ہے، سدی کے قول کے مطابق تیس سال کی عمر ہے، اور مجاہد فرماتے ہیں کہ تینتیس (۳۳) سال کی عمر مراد ہے، یہ وہ اقوال ہیں جو مفسرین کرام سے اس آیت مبارکہ میں مذکور لفظ اشد کے تحت نازل ہوئے اور ان اقوال میں جو مدت ذکر کی گئی ہے اس جوانی کی نہایت مدت کا بیان ہے نہ کہ مدت ابتداء کا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۱۷۲)

صحیح ناپ تول کا حکم:

۵.....صاحب حق کو اس کا حق عدل اور بغیر کسی کمی کے ادا کرے، تفسیر کبیر میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ناپ اور تول پورا کرنا دونوں انصاف کے معنی میں ہیں تو تکرار کا کیا فائدہ ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اللہ ﷻ نے معطی (دینے والے) کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ حقدار کو بغیر کسی نقصان کے اس کا حق ادا کرے، اور اسی طرح صاحب حق کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنا حق لیتے وقت زیادتی نہ چاہے۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٤١٤)

☆......☆اجل: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کر دیا کہ یہاں "من" سببیہ ہے۔ المذکور: یعنی مذکورہ چار امور۔ ای علانیتھا: کھلے اور ظاہر گناہ جیسے قتل، زنا، چوری وغیرہ۔ الطرق المخالفة: یعنی مخالف ادیان۔ بان یحتلم: یہ اشد کی تفسیر ہے، ابتدائی ایام کے اعتبار سے جب کہ عمر تینتیس ۳۳ سال کو پہنچ جائے اور جوانی کی انتہائی عمر مراد ہے جب کہ انسان کی قوت وحرارت میں تیزی آجاتی ہے، پس ابتدائی جوانی کی عمر بلوغت سے اور اختتامی عمر تینتیس ۳۳ سال تک ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ٤٦٥ وغیرہ)۔
وسرّھا: چھپے ہوئے گناہ جیسے عجب، ریا، تکبر، حسد وغیرہ۔ الطرق المنحالفة: یعنی اس سے مراد اسلام کے مابین ادیان ہیں۔
بالخصلة: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے التی ھی احسن موصول صلہ ملکر "الخصلة" مصدر کی صفت ہے۔
وثم لترتیب الاخبار: ثم ترتیب ذکری کے لیے ہے، ترتیب زمانی کے لیے نہیں ہے یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نزول قرآن سے پہلے کتاب دی گئی تو پھر یہاں ثم کے ساتھ عطف کیسے درست ہوگا کہ ثم ترتیب مع التراخی کے لیے آتا ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ثم محض عطف کے لیے آیا ہے جیسا کہ واو عاطفہ ہوتا ہے یہاں ترتیب وتراخی کا قصد نہیں پایا جا رہا۔ للنعمة: یعنی دنیاوی واخروی نعمتیں مراد ہیں۔ بالقیام بہ: یعنی نیک شخص کے نیکی پر قائم رہنے کا

سبب، کہ ان امور کی اتباع کر کے نیکی پر جمار ہتا ہے اور برائی سے اجتناب کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿وَهٰذَا﴾ القُرآنُ ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ بِالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِ ﴿وَاتَّقُوْا﴾ الْكُفْرَ ﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(۱۵۵)﴾ اَنْزَلْنٰهُ لِ﴿اَنْ﴾ لَا ﴿تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ﴾ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَىْ اِنَّا ﴿كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ﴾ قِرَاءَ تِهِمْ ﴿لَغٰفِلِيْنَ(۱۵۶)﴾ لِعَدَمِ مَعْرِفَتِنَا لَهَا اِذْ لَيْسَتْ بِلُغَتِنَا ﴿اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ﴾ لِجَوْدَةِ اَذْهَانِنَا ﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ بَيَانٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ﴾ لِمَنِ اتَّبَعَهُ ﴿فَمَنْ﴾ اَىْ لَا اَحَدَ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ﴾ اَعْرَضَ ﴿عَنْهَا سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ اَىْ اَشَدَّهُ ﴿بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ(۱۵۷)﴾ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ﴾ مَا يَنْتَظِرُ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ لِقَبْضِ اَرْوَاحِهِمْ ﴿اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ﴾ اَىْ اَمْرُهُ بِمَعْنٰى عَذَابِهِ ﴿اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ اَىْ عَلَامَاتُهُ الدَّالَّةُ عَلَى السَّاعَةِ ﴿يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ وَهِىَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا كَمَا فِىْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ اَلْجُمْلَةُ صِفَةُ نَفْسٍ ﴿اَوْ﴾ نَفْسًا لَمْ تَكُنْ ﴿كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ طَاعَةً اَىْ لَا تَنْفَعُهَا تَوْبَتُهَا كَمَا فِى الْحَدِيْثِ ﴿قُلِ انْتَظِرُوْٓا﴾ اَحَدَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ ﴿اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ(۱۵۸)﴾ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ﴾ بِاخْتِلَافِهِمْ فِيْهِ فَاَخَذُوْا بَعْضَهُ وَتَرَكُوْا بَعْضَهُ ﴿وَكَانُوْا شِيَعًا﴾ فِرَقًا فِىْ ذٰلِكَ وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَارَقُوْا اَىْ تَرَكُوْا دِيْنَهُمُ الَّذِىْ اُمِرُوْا بِهِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ﴿لَسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ﴾ فَلَا تَتَعَرَّضْ لَهُمْ ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ﴾ يَتَوَلَّاهُ ﴿ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ﴾ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ(۱۵۹)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهِ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ اَىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴿فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اَىْ جَزَاءُ عَشْرِ حَسَنَاتٍ ﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ اَىْ جَزَاؤُهُ ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ(۱۶۰)﴾ يَنْقُصُوْنَ مِنْ جَزَائِهِمْ شَيْئًا ﴿قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ وَيُبْدَلُ مِنْ مَحَلِّهِ ﴿دِيْنًا قِيَمًا﴾ مُسْتَقِيْمًا ﴿مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ(۱۶۱)﴾ ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ﴾ عِبَادَتِىْ مِنْ حَجٍّ وَغَيْرِهٖ ﴿وَمَحْيَاىَ﴾ حَيَاتِىْ ﴿وَمَمَاتِىْ﴾ مَوْتِىْ ﴿لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ(۱۶۲)﴾ ﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ فِىْ ذٰلِكَ ﴿وَبِذٰلِكَ﴾ اَىِ التَّوْحِيْدِ ﴿اُمِرْتُ وَاَنَا

اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ(۱۶۳)﴾ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ﴿قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا﴾ اِلٰهًا اَیْ لَااَطْلُبُ غَیْرَهٗ ﴿وَّهُوَ رَبُّ﴾ مَالِکُ ﴿کُلِّ شَیْءٍ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ﴾ ذَنْبًا ﴿اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ﴾ تَحْمِلُ نَفْسٌ ﴿وَازِرَةٌ﴾ آثِمَةٌ ﴿وِّزْرَ﴾ نَفْسٍ ﴿اُخْرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ(۱۶۴)﴾ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ﴾ جَمْعُ خَلِیْفَةٍ اَیْ یُخْلِفُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فِیْهَا ﴿وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾ بِالْمَالِ وَالْجَاهِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿لِّیَبْلُوَکُمْ﴾ لِیَخْتَبِرَکُمْ ﴿فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ﴾ اَیْ اَعْطَاکُمْ اِیَّاهُ لِیَظْهَرَ الْمُطِیْعُ مِنْکُمْ وَالْعَاصِیْ ﴿اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ﴾ لِمَنْ عَصَاهُ ﴿وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ﴾ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿رَّحِیْمٌ(۱۶۵)﴾ بِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور یہ (قرآن) برکت والی کتاب......۱......ہم نے اتاری تو اسکی پیروی کرو (اے اہل مکہ اس میں موجود احکام پر عمل کرو) اور بچو (کفر سے) کہ تم پر رحم ہو (ہم نے یہ کتاب اسلئے نازل کی) کہ (نہ) کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں (یعنی یہود ونصاری) پر نازل ہوئی تھی اور تحقیق (ان مخففۃ ہے اسکا اسم انا ضمیر متکلم محذوف ہے) اور ہمیں انکے پڑھنے پڑھانے (دراستھم بمعنی قراءتھم ہے) کی کچھ خبر نہ تھی (کہ ہماری زبان نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اس کی کچھ معرفت نہ تھی) یا کہو کہ ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے (اپنی ذہنی عمدگی کی وجہ سے) تو تمہارے پاس روشن بیان (بینة بمعنی بیان ہے) تمہارے رب کی طرف سے آیا اور ھدایت اور رحمت (اس کی پیروی کرنے والے کیلئے) تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے زیادہ ظالم جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور منہ پھیرے (یعنی اعراض کرے) اس سے عنقریب وہ جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں ہم انہیں برے (یعنی سخت) عذاب کی سزا دیں گے بدلہ انکے منہ پھیرنے کا کس انتظار میں ہیں (یعنی جھٹلانے والے منتظر نہیں ہیں) مگر یہ کہ آئے انکے پاس (تاتیھم علامتِ مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) فرشتے (انکے روحیں قبض کرنے) یا تمہارا رب (اس کا حکم یعنی اس کا عذاب آئے) یا تمہارے رب کی نشانی آئے (یعنی قیامت کی علامتیں......۲......) جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی (مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے) کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی (یہ جملہ لم تکن امنت من قبل نفس کی صفت ہے) یا (کوئی جان کہ نہ) اپنے ایمان میں کوئی بھلائی کمائی تھی (یعنی اس جان کو توبہ کرنا فائدہ نہ دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے) تم فرماؤ راستہ دیکھو (ان چیزوں میں سے کسی ایک کا) ہم بھی دیکھتے ہیں (راستہ) وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں (دین میں اختلاف کیا تو انہوں نے دین کے بعض حصہ کو پکڑلیا اور بعض کو ترک کردیا) اور کئی گروہ ہوگئے

(شیعا بمعنی فرقا ہے......۳......اور ایک قرأت میں فارقوا ہے یعنی اپنے دین کو ترک کردیا جس کا حکم کیے گئے تھے مراد اس سے یہود و نصاری ہیں) اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں (تو آپ ﷺ انکے درپے نہ ہوں) ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے (یعنی اللہ عزوجل ان کا والی ہے) پھر وہ انہیں بتادے گا (آخرت میں) جو کچھ وہ کرتے تھے (وہ انہیں اس پر جزا دے گا اور یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے) جو ایک نیکی لائے (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہے) تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں (یعنی اس کے لیے دس نیکیوں کی جزا ہے ......۴......) اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر (یعنی اسے اسی کی جزا ملے گی) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (ان کی جزا سے کچھ کمی نہ ہوگی) تم فرماؤ بیشک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی (صراط مستقیم کے محل نصب سے دینا قیما بدل واقع ہورہا ہے) ٹھیک دین (قیما بمعنی مستقیما ہے) ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میرے (یعنی میری عبادت حج وغیرہ) اور میرا جینا (محیای بمعنی حیاتی ہے) اور میرا مرنا (مماتی بمعنی موتی ......۵...... ہے) سب اللہ کیلئے ہے جو رب سارے جہاں کا اس کا کوئی شریک نہیں (چاروں امور مذکورہ میں) اور اسی کا (یعنی توحید کا) مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (اس امت میں) تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں (میں کوئی اور رب طلب نہیں کرتا رب بمعنی الٰہ ہے) حالانکہ وہ رب (یعنی مالک) ہے ہر چیز کا اور جو کوئی کمائے (گناہ) وہ اسی کے ذمہ ہے اور نہ اٹھائے گی (کوئی جان تزر بمعنی تحمل ہے) بوجھ (یعنی گناہ) دوسری جان کا......۶......پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے وہ تمہیں بتادے گا جس میں اختلاف کرتے تھے اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا (خلئف جمع ہے خلیفۃ کی یعنی وہ زمین میں بعض کو بعض پر خلیفہ کرتا ہے) اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی (مال و جاہ وغیرہ سے) کہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم بمعنی لیختبرکم ہے) اس چیز میں جو تمہیں عطا کی (تاکہ تم میں فرمانبردار اور نافرمان کو ظاہر کردے اتکم بمعنی اعطاکم ہے) بیشک تمہارے رب کو اسے عذاب کرتے دیر نہیں لگتی (جو اس کی نافرمانی کرے) اور بیشک ضرور بخشنے والا ہے (مومنین کو) مہربان ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھذا کتب انزلنہ مبرک فاتبعوہ﴾۔

و: مستانفہ...... ھذا: مبتدا...... کتب: موصوف...... انزلنہ: جملہ فعلیہ صفت اول...... مبارک: صفت ثانی، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: فصیحہ...... اتبعوہ: جملہ فعلیہ "اذا اردتم ان تنتفعوا ببرکتہ" شرط محذوف کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا لعلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغفلین﴾۔

و: عاطفہ...... اتقوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... ان: مصدریہ، تقولوا: قول، انما: حرف مشبہ و ما کافہ...... انزل الکتب: فعل مجہول و نائب الفاعل...... علی: جار...... طائفتین: ذوالحال...... من: جار...... قبل

: مضاف ...... نا: ضمیر ذوالحال ......و: حالیہ ...... ان: مخففہ مہملہ ...... کنا: فعل ناقص با اسم ......عن دراستھم لغفلین: شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر بتاویل مصدر "کراھیۃ" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ...... اتقوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿او تقولوا لو انا انزل علینا الکتب لکنا اھدی منھم﴾.

او: عاطفہ ...... تقولوا: قول ...... لو: شرطیہ ...... انا: حرف مشبہ و اسم ...... انزل علینا الکتاب: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ...... لام: تاکیدیہ ...... کنا: فعل ناقص با اسم ...... اھدی منھم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "ان تقولوا" پر معطوف ہے۔

﴿فقد جاء کم بینۃ من ربکم وھدی ورحمۃ﴾.

ف: فصیحہ ...... قد: تحقیقیہ ...... جاء کم: فعل ومفعول ...... بینۃ: موصوف ...... من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ ...... وھدی: معطوف اول ...... ورحمۃ: معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "صدقتم فیما تمنون بی انفسکم من وعود مزیفۃ" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن اظلم ممن کذب بایت اللہ وصدف عنھا﴾.

ف: عاطفہ ......من: استفہامیہ مبتدا ...... اظلم: اسم تفضیل با فاعل ......من: جار من: موصولہ ...... کذب بایت اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... وصدف عنھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سنجزی الذین یصدفون عن ایتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون﴾.

سنجزی: فعل با فاعل ......الذین یصدفون عن ایتنا: موصول صلہ، ملکر مفعول اول ......سوء العذاب: مفعول ثانی ،بما کانوا یصدفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملئکۃ اویاتی ربک او یاتی بعض ایت ربک﴾.

ھل: حرف استفہام نفی ینظرون: فعل با فاعل، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ تاتیھم الملئکۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اویاتی ربک: جملہ فعلیہ معطوف اول، او یاتی بعض ایت ربک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم یاتی بعض ایت ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا﴾.

یوم: مضاف ...... یاتی بعض ایت ربک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم ...... لاینفع: فعل نفی ...... نفسا: ذوالحال ......لم تکن: فعل نفی ناقص با اسم ...... امنت من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... او کسبت فی ایمانھا خیرا: جملہ

فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول ـــــ ایمانھا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل انتظروا انا منتظرون﴾۔

قل: قول ـــــ انتظروا: جملہ فعلیہ مقول، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ـــــ انا: حرف مشبہ واسم ـــــ منتظرون: اسم فاعل بافاعل خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا لست منھم فی شیء﴾۔

ان: حرف مشبہ ـــــ الذین: موصول ـــــ فرقوا دینھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ـــــ و کانوا شیعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لست: فعل ناقص بااسم ـــــ منھم: ظرف مستقر "مستقر" شبہ فعل محذوف کیلئے ـــــ فی شیء: ظرف، اسم فاعل بافاعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون﴾۔

انما: حرف مشبہ واسم ـــــ امرھم: مبتدا ـــــ الی اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ـــــ ثم: عاطفہ ـــــ ینبئھم: فعل بافاعل ومفعول ـــــ بما کانوا یفعلون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا﴾۔

من: شرطیہ مبتدا، جاء بالحسنۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، عشر امثالھا: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ہو: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، جاء بالسیئۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لایجزی: فعل نفی مجہول بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر مثلھا: مفعول ثانی، ملکر جملہ جزاء، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھم لا یظلمون قل اننی ھدانی ربی الی صراط مستقیم دینا قیما ملۃ ابراھیم حنیفا﴾۔

و: عاطفہ ـــــ ھم: مبتدا ـــــ لا یظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ـــــ قل: قول ـــــ اننی: حرف مشبہ واسم ھدنی ربی: فعل ومفعول وفاعل ـــــ الی صراط مستقیم: ظرف مستقر مبدل منہ ـــــ دینا قیما: مرکب توصیفی مبدل منہ ملۃ: مضاف ـــــ ابراھیم: ذوالحال ـــــ حنیفا: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر پھر بدل، مبدل منہ سے ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقول، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وما کان من المشرکین﴾۔

و: عاطفہ ـــــ ما: نافیہ ـــــ کان: فعل ناقص بااسم ـــــ من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ﴾۔

قل: قول......ان: حرف مشبہ......صلاتی :معطوف علیہ......ونسکی ومحیای ومماتی :معطوفات،ملکراسم،لام: جار......اللہ: موصوف......رب العلمین: مرکب اضافی ذوالحال......لاشریک لہ: جملہ اسمیہ حال،ملکرصفت،ملکرمجرور، ملکرظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وبذلک امرت وانا اول المسلمین﴾.

و: عاطفہ......بذلک : ظرف لغومقدم...... امرت : فعل مجہول بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... و : عاطفہ......انا : مبتدا......اول المسلمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اغیر اللہ ابغی ربا وھو رب کل شیء﴾.

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... غیر اللہ: ذوالحال...... ربا: حال اول...... و: حالیہ......ھو رب کل شیء: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکرمفعول مقدم...... ابغی: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزروازۃ وزر اخری﴾.

و: عاطفہ......لاتکسب : فعل نفی......کل نفس: ذوالحال...... الا : اداۃ حصر...... علیھا: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... لاتزر : فعل نفی...... وازرۃ : فاعل...... وزراخری: مرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون﴾.

ثم: عاطفہ......الی ربکم: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتداموخرملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......ینبئکم: فعل بافاعل ومفعول......ب: جار...... ما: موصولہ......کنتم فیہ تختلفون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتکم﴾.

و: عاطفہ،ھو: مبتدا،الذی : موصول، جعلکم: فعل بافاعل ومفعول اول، خلئف الارض: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمعطوف علیہ،و: عاطفہ،رفع بعضکم : فعل بافاعل ومفعول،فوق بعض: ظرف،لام: جار، یبلوکم: فعل بافاعل ومفعول، فی ما اتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکرصلہ،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک سریع العقاب وانہ لغفوررحیم﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم......سریع العقاب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......انہ لغفور رحیم: جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل اغیراللہ ابغی ربا ......☆ کفار نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آیئے اور ہمارے

معبودوں کی عبادت کیجئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ میرا رستہ اختیار کرو اس میں اگر کچھ گناہ ہے تو میری گردن پر اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ وہ رستہ باطل ہے خدا شناس کس طرح گوارا کرسکتا ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کو رب بتائے اور یہ بھی باطل ہے کہ کسی کا گناہ دوسرا اٹھا سکے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

برکت والی کتاب:

۱......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب بُرکت والی ہے یعنی خیر کثیر اور دینی ودنیاوی منافع کو لئے ہوئے ہے۔ مطلب یہ کہ یہ عظیم کتاب ہے جسے لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی جانب بیت العزت میں نازل کیا گیا پھر حسب مصلحت بتدریج اتارا گیا، یہ کتاب اپنے اندر خیر کثیر اور دنیا میں بیماری وغیرہ سے شفایابی جیسے منافع لئے ہوئے ہے۔ اور خسف (زمین میں دھنسائے جانے) مسخ (یعنی شکل وصورت کے بگڑ جانے)، اور ضلال (یعنی گمراہی) جیسے امور سے امن دلاتی ہے۔ اور آخرت میں اپنے ماننے والے کو سوالاتِ قیامت کے جوابات بتائے گی اور اس کے ایمان پر شھادت دیگی اور میدانِ حشر کی گرمی میں اپنے ماننے والے کے لئے سایہ فراہم کرے گی اور اسے اونچے درجے تک پہنچائی گی۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۵)

قیامت کی بعض نشانیاں:

۲......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا گفتگو کررہے تھے''؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم قیامت کے بارے میں بات کررہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ دس نشانیاں نہ ظاہر ہوجائیں۔ اور وہ دس نشانیاں یہ ہیں مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب کا دھنسنا، دھوئیں کا نکلنا، دجال، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور قعرۂ عدن سے ایک آگ نمودار ہوگی جو کہ وہاں سے لوگوں کو بھگائے گی''، اور ایک روایت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے اور آخری نشانی یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو دھکیل کر سمندوں کی طرف لے جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب فی آیات التی تکون قبل الساعۃ، رقم ۲۹۰۱/۷۱۷۹: ص ۱۴۲۰)

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کوئی اور بیان نہیں کرے گا، اور وہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ یہ باتیں ظاہر نہ ہوجائیں علم اٹھالیا جائے گا، جہل ظاہر ہوجائے گا، شراب عام پی جائے گی، زنا عام ہوجائے گا، مَردوں کی تعداد کم اور عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں

ہونگیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب اثم الزنا، رقم:٦٨٠٨، ص١١٧)

فرقہ بندی:

۳......فرقہ بندی کی مذمت قرآن مجید میں جگہ جگہ کی گئی ہے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہود و نصاریٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اختلاف میں پڑے اور فرقے میں بٹ گئے پھر جب سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ان کے متعلق یہ آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا﴾(الانعام:۱۰۹) نازل ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا﴾(الانعام:۱۰۹) سے مراد اہل بدعت اور خواہشات کے پیروکار گمراہ لوگ ہیں۔

حضرت ابن ابی حاتم اور نحاس اور ابن مردویہ حضرت ابی غالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آیت میں مذکور افراد سے مراد خوارج ہیں''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص١١٧)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ''کہ بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور سارے ہی جہنمی ہونگے سوائے ایک کے''، صحابۂ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جنتی فرقہ کونسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: ''ما انا علیه و اصحابی یعنی جو میری اور میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل کرتا ہوگا وہ جنتی فرقہ ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة، رقم: ٢٦٥٠، ص٧٥٩)

اسلام میں نیکی کا صله:

۴......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ یَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَ كُلُّ سَیِّئَةٍ یَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِمِثْلِهَا"، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو اچھا کر لے تو اسکے لئے اسکی ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک لکھ دیا جائے گا اور جو گناہ کرے تو اس کے لیے ہر گناہ کے بدلے میں ایک ہی گناہ لکھا جائیگا''۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حسن اسلام المرء، رقم:٤٢، ص١٠)

میرا هر عمل بس تیرے واسطے هو!

۵......یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں مشرکوں سے فرما دیجئے کہ میری نماز، تمام عبادتیں، زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ مجاہد، سعید بن جبیر، ضحاک اور سدی رحمہم اللہ کا قول صحیح کہ اس مقام پر نسک سے حج

اورعمرہ کاذبیحہ مراد لیا گیا ہے،ایک قول یہ ہے کہ نسک سے مراد عبادات اور ناسک سے مراد عابد ہے،ایک قول یہ ہے کہ مناسک سے مراد اعمال حج ہیں،ایک قول کے مطابق نسک سے مراد ہر وہ عمل ہے جو اللہ ﷻ کے قرب کا سبب بنے جیسے نماز، حج، ذبح اور عبادات وغیرہ،اور واحدی نے ابو اعرابی سے روایت کیا ہے کہ نسک اس ڈھلی ہوئی چاندی کو کہتے ہیں جو میل کچیل وغیرہ سے صاف ہوتی ہے اسی مناسبت سے عبادت گزار کو ناسک کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنے نفس کو گناہوں کی گندگی سے پاک وصاف کر لیتا ہے۔

صلاتی و نسکی کو ذکر کرنے میں اس بات کی دلیل ہے کہ تمام عبادات جو بندہ کرتا ہے وہ خالص اللہ ﷻ کے لیے ہونی چاہیے اور اس کی مزید تاکید اس فرمان ﴿لله رب العالمین لاشریک له﴾ سے ہوتی ہے۔ مزید یہ فرمان ومحیای ومماتی اس بات کی طرف رہنمائی کر رہی ہے کہ میری حیات اور موت اللہ ﷻ کی تخلیق اور اسکی قضاء اور قدر سے ہے اسی نے مجھے زندگی دی اور وہی مجھے موت دے گا،ایک قول کے مطابق حیاتی سے مراد عمل صالح ہے اور مماتی سے مراد اللہ ﷻ پر ایمان رکھنا ہے ،ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ''حیاتی'' سے مراد طاعت گزاری ہے یعنی میری طاعتیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں اور ''مماتی'' یعنی میرے مرنے کے بعد میری جزا بھی اللہ ﷻ ہی کے ذمہ کرم پر ہے اس کلام کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس بات کا حکم دیا کہ ان کافروں مشرکوں کو یہ بتادیں کہ میری نماز،قربانی اور ساری عبادات،میری زندگی اور میری موت اللہ ﷻ کی خلق اسکی قضاء وقدر سے واقع ہوتی ہیں اور یہی مراد اس فرمان ﴿لله رب العالمین لاشریک له﴾ کی ہے کہ معبود ہونے،خلق،قضاء وقدر اور تمام افعال میں کسی کو اسکا شریک نہیں کیا جا سکتا۔ (الخازن،ج۲،ص۱۷۸)

☆......☆قرأتهم: یعنی اہل کتاب کی سابقہ کتابوں کو پڑھنے سے غافل تھے۔ایها: یہ لفظ ''رب'' کی تفسیر ہے۔

لا احد: یہ لفظ نکال کر اشارہ کردیا کہ دیگر استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔فی ذلک: ذلک کا مشار الیہ ''دینھم'' ہے۔

فاخذوا ابعضه: جیسا کہ اللہ ﷻ نے سورۂ نساء میں ان کے قول کی حکایت کی: ﴿ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض﴾

امره: لفظ ''امر'' نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں کلام میں مضاف محذوف ہے اور اسی سے یہ وہم دور ہو گیا کہ ''اتیان'' ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے اور یہ معنی اللہ ﷻ کے حق میں محال ہے۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۵۳وغیرہ)

بالتاء و الیاء: علامتِ مضارع یاء کے ساتھ ''تاتی'' فعل کو پڑھنا اس لیے درست ہے کہ یہاں ''الملئکة'' کی تانیث حقیقی نہیں۔

الجملة: ''لم تکن آمنت من قبل'' یہ لفظ ''نفس'' کی صفت ہے۔

لا اطلب: یہ عبارت ذکر کرکے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ (الجمل،ج۲،ص۷۲،وغیرہ)

سورة الاعراف مكية الا ﴿واسألهم عن القرية﴾ الثمان او الخمس آيات و هي مائتان و خمس او ست آيات

سورہ اعراف مکی ہے سوائے ﴿واسالھم عن القریۃ﴾ سے آٹھ یا پانچ آیتوں کے، اس سورۃ میں دوسو پانچ یا چھ آیتیں ہیں۔

اس میں چوبیس رکوع، تین ہزار تین سو پچیس کلمے اور چودہ ہزار دس حروف ہیں۔

تعارف سورۃ الاعراف و فضائل

کہا جاتا ہے کہ سورۂ انعام اور اعراف کا زمانہ قریب قریب ہے یعنی ہجرت سے پہلے مکی دور کے آخری سالوں میں اس کا نزول ہوا۔ اس سورۃ میں بھی خطاب انہیں لوگوں سے ہے جو سورۃ الانعام میں مخاطب تھے یعنی مشرکین عرب، اس لئے انہیں کے عقائد باطلہ کی تردید، انہیں کے اوہام فاسدہ کا بطلان، انہیں کی غلط کاریوں کا ازالہ اور انہیں کی کج فہمیوں کی اصلاح پر سارا زور دیا گیا ہے فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے، سابقہ سورت میں جو مسائل اجمالاً مذکور ہوئے تھے یہاں انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے یہ بھی بتا گیا تھا کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے جب اپنی اپنی قوموں کو توحید کی دعوت دی تھی اور اس کے لئے ناقابل تردید دلائل پیش کئے تو ان میں غور وفکر کرنے کی بجائے انکی قوموں نے انکا مذاق اڑایا، انکی تکذیب کی اور نہیں اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس سورت میں متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کا نام لے کر انکا ذکر کیا گیا ہے اور انکی قوموں کا ان سے ناروا سلوک اور برتاؤ بھی بیان کیا گیا ہے، کیونکہ جب مزاج بگڑ جاتا ہے اور فطرت سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے تو اس وقت حق پذیری کی استعداد بیکار اور مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ صداقتوں کا آفتاب اپنی تمام تر تابنا کیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے لیکن آنکھیں اس کے نور کو نہیں دیکھ سکتیں، دلائل کی زبان اعلان حق کر رہی ہوتی ہے مگر کان اسے سن نہیں سکتے، اور دل و دماغ حق سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں، افہام و تفہیم، ترغیب و ترہیب کوئی چیز کارگر ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کا تفصیلاً بیان بھی ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام کو دو قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ایک فرعون اور اسکے حواری اور دوسرے قوم بنی اسرائیل، فرعونی طبقہ حکمران تھا، بے شمار مراعات اور اختیارات اسے حاصل تھیں، ملک کی ساری دولت و ثروت اسے حاصل تھی، عیش و عشرت کے سب سامان انہیں میسر تھے اور کسی قیمت پر ان سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہ تھے، یہاں تک کہ جب جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے آگے اپنا گھٹنا ٹیک دیا اور تائب ہو کر ایمان لے آئے تب بھی فرعونی ذہنیت نے انہیں قبول نہ کیا، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے ناجائز اختیارات اور مراعات سے محروم ہو جائیں، ان کی لوٹ کھسوٹ پر پابندیاں لگا دی جائیں، اور انکی عیش و نشاط کی بساط الٹ دی جائے، اور وہ اسکے لئے کسی طرح آمادہ نہ تھے۔

دوسرا گروہ بنی اسرائیل کا تھا جو ذلت کی پستیوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے انکی ہمتیں پست اور حوصلے سرد پڑ چکے تھے، انکی خواہش تھی کہ بغیر لڑے ان پر فتوحات کے دروازے کھول دئے جائیں حتی کہ انہیں کھانے پینے تک کے لئے ہاتھ پاؤں نہ چلانے پڑیں بلکہ آسمانی دسترخوان انکے لئے نازل ہو جائے ان تمام واقعات کا ذکر اس سورت مبارکہ میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

☆...... حضرت ابوایوب اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ مغرب کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ الاعراف پڑھتے تھے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۱۲۵)

رکوع نمبر: ۸

﴿الٓمّٓصٓ (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ هٰذَا ﴿كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْکَ﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِکَ حَرَجٌ﴾ ضِيْقٌ ﴿مِّنْهُ﴾ اَنْ تُبَلِّغَهٗ مَخَافَةَ اَنْ تُكَذَّبَ ﴿لِتُنْذِرَ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاُنْزِلَ اَیْ لِلْاِنْذَارِ ﴿بِهٖ وَذِكْرٰی﴾ تَذْكِرَةٌ ﴿لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۲)﴾ بِهٖ قُلْ لَهُمْ ﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا﴾ تَتَّخِذُوْا ﴿مِنْ دُوْنِهٖ﴾ اَیِ اللّٰهِ اَیْ غَيْرِهٖ ﴿اَوْلِيَآءَ﴾ تُطِيْعُوْنَهُمْ فِیْ مَعْصِيَتِهٖ تَعَالٰی ﴿قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (۳)﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ تَتَّعِظُوْنَ وَفِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِهَا وَمَا زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ الْقِلَّةِ ﴿وَكَمْ﴾ خَبَرِيَّةٌ مَفْعُوْلٌ ﴿مِّنْ قَرْيَةٍ﴾ اُرِيْدَ اَهْلُهَا ﴿اَهْلَكْنٰهَا﴾ اَرَدْنَا اِهْلَاكَهَا ﴿فَجَآءَهَا بَاْسُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿بَيَاتًا﴾ لَيْلًا ﴿اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (۴)﴾ نَائِمُوْنَ بِالظَّهِيْرَةِ وَ(الْقَيْلُوْلَةُ) اِسْتِرَاحَةُ نِصْفِ النَّهَارِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهَا نَوْمٌ، اَیْ مَرَّةً جَاءَهَا لَيْلًا، وَمَرَّةً نَهَارًا ﴿فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ﴾ قَوْلُهُمْ ﴿اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۵)﴾ ﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ﴾ اَیِ الْاُمَمَ عَنْ اِجَابَتِهِمُ الرُّسُلَ وَعَمَلِهِمْ فِيْمَا بَلَّغَهُمْ ﴿وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (۶)﴾ عَنِ الْاِبْلَاغِ ﴿فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ﴾ لَنُخْبِرَنَّهُمْ عَنْ عِلْمٍ بِمَا فَعَلُوْهُ ﴿وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (۷)﴾ عَنْ اِبْلَاغِ الرُّسُلِ وَالْاُمَمِ الْخَالِيَةِ فِيْمَا عَمِلُوْا ﴿وَالْوَزْنُ﴾ لِلْاَعْمَالِ اَوْ لِصَحَائِفِهَا بِمِيْزَانٍ لَهٗ لِسَانٌ وَكِفَّتَانِ كَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِيْثٍ كَائِنٌ ﴿يَوْمَئِذِ ن﴾ اَیْ يَوْمَ السُّؤَالِ الْمَذْكُوْرِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿اَلْحَقُّ﴾ اَلْعَدْلُ صِفَةُ الْوَزْنِ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ﴾ بِالْحَسَنَاتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸)﴾ اَلْفَائِزُوْنَ ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ﴾ بِالسَّيِّئَاتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ بِتَصْيِيْرِهَا اِلَی النَّارِ ﴿بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ (۹)﴾ يَجْحَدُوْنَ ﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ﴾ يَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ﴿فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ﴾ بِالْيَاءِ اَسْبَابًا تَعِيْشُوْنَ بِهَا جَمْعُ مَعِيْشَةٍ ﴿قَلِيْلًا مَّا﴾ لِتَاكِيْدِ الْقِلَّةِ ﴿تَشْكُرُوْنَ (۱۰)﴾ عَلٰی ذٰلِکَ.

﴿ترجمہ﴾

المص (اللہ ﷻ ہی اس کی مراد جانتا ہے ......) یہ کتاب تمہاری طرف اتاری گئی (خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) تو

تمہارے جی میں تنگی نہ ہو(حرج بمعنی ضیق ہے)اس سے(بوقت تبلیغ جھٹلائے جانے کے خوف سے) تاکہ ڈرسناؤ(لتنذر،انزل کے متعلق ہے لتنذر بمعنی للانذار ہے)اس سے اور نصیحت کرو(ذکری بمعنی تذکرۃ ہے)مسلمانوں کے لئے (قرآن سے،فرمادیجئے ان سے اے لوگو!)اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا(یعنی قرآن)اور نہ بناؤ(تتبعوا بمعنی تتخذوا ہے)اسے چھوڑ کر(یعنی اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اس کے سوا)دوستوں کو(کہ تم ان کی اطاعت کرنے لگو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرنے میں)بہت ہی کم سمجھتے ہو(تذکرون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ تتعظون کے معنی میں ہے اور اس میں تاء کا ادغام ذال میں ہو رہا ہے اصل میں تتذکرون ہے اور ایک قرأت میں ذال کے سکون کے ساتھ ہے اور ما زائدہ قلت کی تاکید کیلئے ہے)اور کتنی ہی(کم خبریہ مفعول ہے)بستیاں(مراد اہل بستی ہیں)ہم نے ہلاک کیں(انکی ہلاکت کا ارادہ کیا)توان پر ہمارا عذاب آنا(باسنا بمعنی عذابنا ہے......۲......)رات میں(بیاتا بمعنی لیلا ہے)یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے(اور قیلولہ نصف نہار میں آرام کرنے کو کہتے ہیں اگرچہ نیند نہ آئے یعنی کبھی رات میں عذاب آیا کبھی دن میں)توان کے منہ سے کچھ نہ نکلا(دعواھم بمعنی قولھم ہے)جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے(رسولوں کی دعوت قبول کرنے اور ان کی تبلیغ پر عمل کرنے کے بارے میں)اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے(تبلیغ رسالت کے بارے میں......۳......)تو ضرور ہم ان کو بتادیں گے اپنے علم سے(ہم انہیں اپنے علم سے خبر دیں گے جو انہوں نے کیا ہے)اور ہم کچھ غائب نہ تھے(رسولوں کی تبلیغ اور گذشتہ امتوں کے اعمال سے)اور تول......۴......(اعمال یا ان صحائف کا جن پر اعمال درج ہیں،میزان پر جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہونگے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے،ہوگا)اس دن(یعنی مذکورہ سوال کئے جانے والے دن،مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے)ضرور ہونی ہے(الحق،الوزن کی صفت ہے)تو جن کے پلے(نیکیوں کے)بھاری ہوئے تو وہی مراد کو پہنچے(المفلحون بمعنی الفائزون ہے)اور جن کے پلے(برائیوں کے سبب)ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی(یعنی اپنی جان کو آگ کے قریب کردیا)ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر ظلم کرتے تھے(یظلمون بمعنی یجحدون ہے)اور بیشک ہم نے تمہیں(اے بنی آدم)زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے جن کے ذریعے تم زندگی گزارتے ہو(معایش......۵......یاء کے ساتھ ہے بمعنی اسباب یہ معیشۃ کی جمع ہے)بہت ہی کم کرتے ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿المص، کتب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ وذکری للمومنین﴾.

المص: مبتدا محذوف "ھذا" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... کتب: موصوف...... انزل الیک: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو...... لام: جار......تنذربہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،

ذکری للمومنین: شبہ جملہ معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: عاطفہ......لا: نافیہ......یکن: فعل ناقص، فی صدرک: ظرف مستقر خبر مقدم...... حرج: موصوف......منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون﴾.

اتبعوا: فعل امر با فاعل...... ماانزل الیکم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال......من ربکم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لاتتبعوا: فعل نہی با فاعل......من دونہ: ظرف لغو، اولیاء: مفعول ملکر جملہ فعلیہ...... قلیلا: مصدر محذوف "تذکرا" کیلئے صفت ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم......ما: زائدہ...... تذکرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکم من قریۃ اھلکنھا فجاءھا باسنا بیاتا اوھم قائلون﴾.

و: مستانفہ...... کم: خبریہ ممیز......من قریۃ: ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا...... اھلکنھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......جاء: فعل......ھا: ضمیر ذوالحال...... بیاتا: معطوف علیہ...... ھم قائلون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، باسنا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اھلکنھا" پر معطوف ہے۔

﴿فما کان دعوھم اذ جاءھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین﴾.

ف: مستانفہ ما: نافیہ کان: فعل ناقص......دعوی: مصدر مضاف......ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل......اذ: مضاف، جاءھم باسنا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم...... الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ...... قالوا: قول......انا کنا ظلمین: جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین﴾.

ف: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، نسئلن: فعل با فاعل، الذین ارسل الیھم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف، "نقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لنسئلن المرسلین: جملہ فعلیہ ماقبل، "لنسئلن الذین" پر معطوف ہے۔

﴿فلنقصن علیھم بعلم وما کنا غائبین﴾.

ف: عاطفہ............لام: تاکیدیہ......نقصن: فعل......نحن ضمیر مستتر ذوالحال......بعلم: ظرف مستقر حال اول و: حالیہ...... ماکنا غائبین: جملہ فعلیہ حال ثانی ملکر فاعل...... علیھم ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون﴾.

و: مستانفہ...... الوزن: موصوف......الحق: صفت، ملکر مبتدا......یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا...... ثقلت موازینہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اولئک ھم المفلحون:

جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن خفت موازینه فاولئک الذین خسروا انفسهم بما کانوا بایتنا یظلمون﴾۔

و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا......خفت موازینه: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اولئک: مبتدا......

الذین: موصول......خسروا انفسهم: فعل بافاعل ومفعول...... بما کانوا بایتنا یظلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیها معایش قلیلا ما تشکرون﴾۔

وَ: مستانفہ......لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... مکنکم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......جعلنا: فعل بافاعل...... لکم: ظرف لغو...... فیها: ظرف مستقر حال مقدم......معایش: ذوالحال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قسم محذوف "نقسم" قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،قلیلا: شکرا مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم......ما: زائدہ......تشکرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿المص﴾ کی تحقیق:

۱......علامہ جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں کہ سورتوں کی ابتداء میں یہ متشابہات ہیں۔اور مختار قول اس بارے میں یہ ہے کہ یہ قرآن مجید فرقان حمید کے اسرار ہیں،جس کے بارے میں اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ابن منذر وغیرہ نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ ان سے سورتوں کے افتتاحی کلمات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: کہ ہر کتاب کے کچھ راز ہوتے ہیں اور قرآن مجید کے راز یہ سورتوں کے افتتاح ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ (الاتقان،ج۲، ص ۱۵)۔

☆......ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان المص کا معنی انا اللہ افصل یعنی میں اللہ فیصلہ کرتا ہوں۔ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ المص کا معنی ہو المصور یعنی اللہ مصور (یعنی تصویر بناتا) ہے۔محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمۃ اللہ الغنی المص کا معنی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ الف سے اللہ،میم سے مراد رحمٰن ہے اور صاد سے مراد صمد ہے۔ابوشیخ نے ضحاک علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے کہ المص کے معنی انا اللہ الصادق یعنی میں اللہ صادق (سچا) ہوں۔

(الدر المنثور،ج۳، ص ۱۲۵)

اللہ کا عذاب:

۲......قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں اور ان پر ہمارا عذاب رات یا دوپہر کے

وقت میں آیا چنانچہ قوم لوط وقت سحر میں ہلاک ہوئی اور قوم شعیب وقت قیلولہ میں ہلاک ہوئی۔ (المدارک، ج ۱، ص ۵۵۵)

امتوں اور رسولوں سے پوچھنے کا کیا مطلب ھے؟

س۔۔۔۔امتوں سے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ اے امتوں! تم نے کیا عمل کئے؟ جب تمہارے پاس رسول رسالت دے کر بھیجے گئے، اور رسولوں سے بھی پوچھنا ہے کہ اے رسولوں کیا تم نے اپنی رسالت کا پیغام امت تک پہنچا دیا یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے معنی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل لوگوں سے دریافت فرمائے گا رسولوں کی دعوت قبول کرنے کے بارے میں اور رسولوں سے بھی پوچھے گا پیغام رسالت پہنچانے کے بارے میں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ قیامت کے روز کتاب کو میزان پر رکھ دیا جائے گا اور وہ کتاب جس نے جو عمل کیا ہوگا اس کے مطابق کلام کرے گی۔ سدی کا قول ہے کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا عمل کئے؟ جب رسول تمہارے پاس پیغام حق لائے، اور رسولوں سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو رسالت کا پیغام پہنچا دیا؟ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ لوگوں نے تو اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اس قول کے ذریعے کہ ﴿انا کنا ظالمین﴾ تو پھر اس سوال کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اگرچہ انہوں نے اپنے ظلم کا اعتراف کر لیا ہے مگر یہاں سوال کرنے سے کافروں کو ملامت کرنا اور زجر کرنا مقصود ہے۔ مزید یہ کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ علم ہونے کے باوجود کہ رسولوں نے رسالت کا پیغام پہنچا دیا ہے سوال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر اس بات کا انکار کریں گے کہ رسولوں نے انہیں پیغام رسالت پہنچایا ہے، بلکہ وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا آیا ہی نہیں، چنانچہ رسولوں سے پوچھنے میں اس بات کی گواہی ہو جائے گی کہ انہوں نے امتوں کو پیغام پہنچا دیا ہے اور اس پوچھنے میں ان کافر امتوں کو ملامت اور زجر ہوگی اور ان پر مزید ذلت و رسوائی اور عذاب ہوگا۔

(الخازن، ج ۲، ص ۱۸۱ وغیرہ)

یاد رہے کہ قیامت کے دن ہر حاکم سے اس کی رعایا کے بارے میں اور عورت سے اس کے شوہر کے مال و متاع کی محافظت کے بارے میں سوال ہوگا، بلکہ ہر شخص سے اسکے اعمال اور کردار کے بارے میں سوال ہوگا، متعدد احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں ہم ان میں سے چند احادیث پیش کرتے ہیں:

☆۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ دوجہاں مکی مدنی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے اور ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں بروز قیامت پوچھا جائے گا، امام اپنی قوم کا نگران ہے اور اس سے اس کی قوم کے بارے میں سوال ہوگا، آدمی اپنے اہل کا نگران ہے اس سے اس کے اہل کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے مال اور متاع کی نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے بارے

میں سوال ہوگا، جو شخص اپنے باپ کے مال کا نگران ہو اس سے اس کے باپ کے مال کے بارے میں سوال ہوگا اور ہر ایک نگران سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا"۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری، رقم:۸۹۳، ص۱۴۳)۔

یہ حدیث امام بخاری نے مزید سات مقامات پر ذکر کی ہے جس کی قدرے تفصیل ہم یہاں قارئین کی سہولت کے لئے ذکر کردیتے ہیں۔ کتاب الاستقراض رقم ۲۴۰۹، کتاب العتق رقم ۲۵۵۴، ۲۵۵۸، کتاب الوصایا رقم ۲۷۵۱، کتاب النکاح رقم ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، کتاب الاحکام رقم ۷۱۳۸۔

☆...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوعالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن بندہ اپنے رب کے حضور سے اس وقت تک اپنے قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک کہ چار سوالوں کے جواب نہ دے لے، اس شخص نے اپنی عمر کن کاموں میں بسر کی، جوانی کن کاموں میں گزاری، مال کہاں سے حاصل کیا اور اسے کہاں خرچ کیا، اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر کہاں تک عمل کیا۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب فی القیامة، رقم:۲٤۲٤، ص٦۹۹)

میزان عمل :

☆...... اس دن میزان ضرور قائم ہوگی، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ میزان پر اعمال کے وزن کرنے کا ارادہ کیا جائے گا اور اللہ ﷻ ایک میزان یعنی ترازو جس کے ایک پلڑے کی لمبائی چوڑائی مشرق و مغرب جتنی ہوگی نصب فرمائے گا، علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ وزن کرنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ چنانچہ اس ضمن میں بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعمال جن صحائف پر مذکور ہیں انہیں وزن کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کے ننانوے دفتر ہونگے جو حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ہونگے اس میں سے ایک پرچی جس پر کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں باقی دفاتر رکھے جائیں گے تو کلمۂ طیبہ والی پرچی جس پلڑے میں ہوگی اس کا وزن بڑھ جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا وزن کیا جائے گا جیسا کہ روایت میں ہے کہ کل بروز قیامت ایک موٹے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ اپنے وزن میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نیک اعمال اچھی صورت میں لائے جائیں گے اور بُرے اعمال بُری صورت میں لائے جائیں گے اور انہیں میزان میں رکھا جائے گا، اور اعمال کو میزان میں رکھ کر وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا میں بندوں کا اللہ ﷻ پر ایمان لانے کے سلسلے میں امتحان ہوجائے اور لوگوں پر عقبیٰ کی حجت بھی تمام ہوجائے۔ (البغوی، ص ۲۹۵ وغیرہ)

جاننا چاہیے کہ قیامت میں لوگوں کے تین گروہ ہونگے ایک متقون، دوسرے مخلطون اور تیسرے کفار، بہر حال متقی پرہیزگاروں کی نیکیاں، روشن و چمکدار پلڑے میں رکھی جائیں گی اور انکے صغیرہ گناہ دوسرے یعنی گناہوں والے پلڑے میں رکھے جائیں

گے اور انکے صغائر کے وزن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑھنے نہ دیگا اور کبائر سے اجتناب کرنے کی برکت سے ان کے صغائر بھی مٹا دیگا اور انہیں جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا اور ہر ایک جنتی پر اس کے اعمال کے حساب سے انعام کیا جائے گا، کافروں کے کفر یہ اعمال کو اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھا جائے گا اور ان کے اعمال نامے میں کوئی نیکی ہوگی ہی نہیں کہ جسے نیکی والے پلڑے میں رکھا جائے لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے بارے میں جہنم کا فیصلہ دے گا ان دونوں قسموں کا بیان قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیات وزن میں مذکور ہے، تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو مخلطین کہلاتے ہیں ان کے بارے میں احادیث طیبہ میں مضامین ملتے ہیں چنانچہ ان کی نیکیاں روشن و چمکدار پلڑے میں اور بُرائیاں اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھی جائیں گی تو اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا اگرچہ نیکیاں کم ہوں یا برابر ہوں ایسے لوگوں کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کے گناہوں کا بوجھ بھاری ہوا اگرچہ گناہ کم ہی کیوں نہ ہوں انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے جسے چاہے معاف کردے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۴۳)

معایش سے کیا مراد ہے؟

۵...... قاموس میں ہے کہ اس سے مراد دنیاوی عیش وعشرت ہے، کہاجاتا ہے کہ عاش یعیش عیشا و معاشاً اور معیشة و عیشة عین کی کسرہ کے ساتھ، اور اسی طرح عیشوشة اور العیش بھی عین کی کسرہ کے ساتھ ہے مراد اس سے وہ کھانا ہے جس سے انسان تلذذ حاصل کرے اور اس کھانے میں روٹی بھی داخل ہے اور المعیشة سے بھی وہ کھانا اور مشروب مراد ہے کہ جس سے انسانی زندگی تعیش میں گزرے اور جس کے ذریعے زندگی سہولت کے ساتھ گزارنے کا سامان حاصل ہو، اس کی جمع معایش ہے۔

(الجمل، ج ۳، ص ۱۰ ملخصاً)

شکر کی تعریف مع چند مفید ابحاث:

۶...... شکر کے لغوی معنی یہ ہیں کہ منعم کی زبان، دل اور دیگر اعضاء پر ہونے والی نعمتوں کی تعظیم و تکریم کرے۔ اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ سمع، بصر اور دیگر نعمتیں جو بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دی ہیں انہیں ان کے تخلیق کے حقیقی مقاصد کے لیے خرچ کرے۔

(التعریفات، ص ۱۳۱)

☆...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کو اہل، مال اور اولاد کی صورت میں کوئی نعمت عطا کرے، پھر وہ کہے ﴿ما شاء الله لا قوة الا بالله﴾ یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے، نیکی کرنے کی طاقت اسی کی توفیق سے ہے۔ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے) تو وہ موت کے علاوہ کوئی آفت نہیں دیکھے گا''۔ (المعجم الاوسط، ج ۳، رقم: ۴۲۶۱، ص ۱۸۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لئن شکرتم لا زیدنکم﴾ (ابراھیم: ۷) یعنی اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہیب نے عید الفطر کے دن کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد

فرمایا: ''اگر ان لوگوں کے روزے قبول کر لئے گئے ہیں تو یہ شاکرین کا طریقہ نہیں ہے اور اگر ان کے روزے قبول نہیں کئے گئے تو یہ خائفین کا طریقہ نہیں ہے''۔ (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصیام، ج۳، رقم: ۳۷۲۷، ص ۳٤٦)۔

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ''نعمت کا بکثرت ذکر کیا کرو کیونکہ اس کا ذکر اس کا شکر ہے''۔ (فضیلۃ الشکر، باب فی الانحراف عن......الخ، رقم: ۷۰، ص ۵۷)۔

حضرت صدقہ بن یسار فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام محراب میں تشریف فرما تھے، اچانک ان کے پاس سے ایک چھوٹا سا طوطا گزرا، آپ علیہ السلام اسے دیکھ کر اس کی خلقت میں غور و خوض کرنے لگے اور تعجب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے اس کی تخلیق کیوں فرمائی؟'' اللہ عزوجل نے اس طوطے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے عرض خدمت کی: ''اے داؤد علیہ السلام! کیا آپ کو تعجب ہو رہا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! آپ علیہ السلام پر اللہ نے جو عظیم فضل فرمایا ہے، اس کے مقابلے میں مجھے ملنے والے فضل پر میں بہت زیادہ اللہ عزوجل کا شکر کرتا ہوں'' (تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم: ۲۰۳۷، داؤد بن ایشا، ج۱۷، ص ۹۵)۔

☆......☆ ھذا: اسم اشارہ محذوف نکال کر بتا دیا کہ ''کتب الخ'' یہ سب ملکر مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔

ان تبلغه: یہ عبارت مقدر مان کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے، مراد ای من تبلیغه ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ضمیر عائد المنزل، الانزال یا الانذار کی جانب لوٹے گی۔ مرّۃ جاء ھا لیلا: جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر رات میں عذاب آیا۔ قول المفسر: ''ومرّۃ نھارا'' جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر دن میں عذاب آیا۔

اردنا اھلاکھا: اگر یہ کہا جائے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عذاب (اُن لوگوں کی) ھلاکت کا مسبب بن رہا ہے (نہ کہ سبب)، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے۔

والقیلولة استراحة نصف النھار: حاصل کلام یہ ہے کہ قیلولہ کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک یہ کہ دوپہر کے وقت کی نیند یا دن کے درمیانی حصے کا آرام جس میں نیند نہ ہو صرف لیٹنا ہو۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲٤١ وغیرہ)۔

للاعمال او بصحائفھا: یہ دو اقوال ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ وزن عاملین کا ہوگا جیسا کہ تشریح و توضیح کے تحت اس قول کا ذکر گزرا۔

خبریة: کم خبریہ ہے یعنی ''کم'' بمعنی کثیر ہے۔ (الحمل، ج۳، ص ۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ﴾ اَیْ اٰبَاءَ کُمْ اٰدَمَ ﴿ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ﴾ اَیْ صَوَّرْنَاہُ وَاَنْتُمْ فِیْ ظَھْرِہٖ ﴿ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ ﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ﴾ اَبَا الْجِنِّ کَانَ بَیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ(۱۱)﴾ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا﴾ زَائِدَۃٌ ﴿تَسْجُدَ اِذْ﴾ حِیْنَ ﴿اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَیْرٌ

مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ (۱۲)﴾ ﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا﴾ اَیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ مِنَ السَّمٰوٰتِ ﴿فَمَا يَكُوْنُ﴾ يَنْبَغِيْ ﴿لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ﴾ مِنْهَا ﴿اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (۱۳)﴾ اَلذَّلِيْلِيْنَ ﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْ﴾ اَخِّرْنِيْ ﴿اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۱۴)﴾ اَیِ النَّاسُ ﴿قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (۱۵)﴾ وَفِيْ آيَةٍ اُخْرٰى (قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ) اَیْ وَقْتِ النَّفْخَةِ الْاُوْلٰى ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ﴾ اَیْ بِاِغْوَائِكَ لِيْ وَالْبَاءُ لِلْقَسَمِ وَجَوَابُهُ ﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ﴾ اَیْ لِبَنِيْ آدَمَ ﴿صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱۶)﴾ اَیْ عَلَى الطَّرِيْقِ الْمُوْصِلِ اِلَيْكَ ﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾ اَیْ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ فَاَمْنَعُهُمْ عَنْ سُلُوْكِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّاْتِيَ مِنْ فَوْقِهِمْ لِئَلَّا يَحُوْلَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (۱۷)﴾ مُؤْمِنِيْنَ ﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا﴾ بِالْهَمْزَةِ مَعِيْبًا اَوْ مَمْقُوْتًا ﴿مَّدْحُوْرًا﴾ مُبْعَدًا عَنِ الرَّحْمَةِ ﴿لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ﴾ مِنَ النَّاسِ وَاللَّامُ لِلْاِبْتِدَاءِ اَوْ مُوَطِّئَةٌ لِلْقَسَمِ وَهُوَ ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۱۸)﴾ اَیْ مِنْكَ بِذُرِّيَّتِكَ وَمِنَ النَّاسِ، وَفِيْهِ تَغْلِيْبُ الْحَاضِرِ عَلَى الْغَائِبِ، وَفِي الْجُمْلَةِ مَعْنٰى جَزَاءٍ مِنَ الشَّرْطِيَّةِ اَیْ مَنِ اتَّبَعَكَ اُعَذِّبُهُ ﴿وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ﴾ تَاْكِيْدٌ لِلضَّمِيْرِ فِيْ اُسْكُنْ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ ﴿وَزَوْجُكَ﴾ حَوَّاءُ بِالْمَدِّ ﴿الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ بِالْاَكْلِ مِنْهَا وَهِيَ الْحِنْطَةُ ﴿فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۹)﴾ ﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ﴾ اِبْلِيْسُ ﴿لِيُبْدِيَ﴾ يُظْهِرَ ﴿لَهُمَا مَا وُرِيَ﴾ فُوْعِلَ مِنَ الْمُوَارَاةِ ﴿عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا﴾ كَرَاهَةَ ﴿اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ﴾ وَقُرِئَ بِكَسْرِ اللَّامِ ﴿اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ (۲۰)﴾ اَیْ وَذٰلِكَ لَازِمٌ عَنِ الْاَكْلِ مِنْهَا كَمَا فِيْ آيَةٍ اُخْرٰى (هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى) ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ اَیْ اَقْسَمَ لَهُمَا بِاللّٰهِ ﴿اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (۲۱)﴾ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَدَلّٰهُمَا﴾ حَطَّهُمَا عَنْ مَنْزِلَتِهِمَا ﴿بِغُرُوْرٍ﴾ مِنْهُ ﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ﴾ اَیْ اَكَلَا مِنْهَا ﴿بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا﴾ اَیْ ظَهَرَ لِكُلٍّ مِنْهُمَا قُبُلُهُ وَقُبُلُ الْآخَرِ وَدُبُرُهُ، وَسُمِّيَ كُلٌّ مِنْهُمَا (سَوْاَةً) لِاَنَّ اِنْكِشَافَهُ يَسُوْءُ صَاحِبَهُ ﴿وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ﴾ اَخَذَا يَلْزِقَانِ ﴿عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ لِيَسْتَتِرَا بِهِ ﴿وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۲۲)﴾ بَيِّنُ الْعَدَاوَةِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ ﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا﴾ بِمَعْصِيَتِنَا ﴿وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۲۳)﴾ ﴿قَالَ اهْبِطُوْا﴾ اَیْ آدَمَ وَحَوَّاءَ بِمَا

اشْتَمَلَتَا عَلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمَا ﴿بَعْضُكُمْ﴾ بَعْضُ الذُّرِّيَّةِ ﴿لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ مِنْ ظُلْمِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ مَكَانُ اسْتِقْرَارٍ ﴿وَّمَتَاعٌ﴾ تَمَتُّعٌ ﴿إِلَى حِيْنٍ (۲۴)﴾ تَنْقَضِي فِيْهِ آجَالُكُمْ ﴿قَالَ فِيْهَا﴾ أَيِ الْأَرْضِ ﴿تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (۲۵)﴾ بِالْبَعْثِ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو.....۱.....) پھر تمہارے نقشے بنائے (یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کی صورت بنائی اور تم اس کی پشت میں تھے) پھر ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو (یعنی سجدۂ تعظیمی کرو یعنی جھک جاؤ) تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (جو جنوں کا سردار تھا، اور ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا) یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا.....۲..... فرمایا (اللہ جل جلالہ نے) کس چیز نے تجھے روکا کہ (الا میں لام زائدہ ہے) تو نے سجدہ نہ کیا جب (یعنی جس وقت) میں نے تجھے حکم دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا فرمایا تو یہاں سے اتر جا (یعنی جنت سے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان سے اتر جا) پس نہیں لائق (یکون بمعنی ینبغی ہے) تجھے کہ یہاں رہ کر غرور کرے نکل (اس جنت یا آسمان سے) تو ہے ذلت والوں میں (الصغرین بمعنی الذلیلین ہے) بولا مجھے فرصت دے (انظرنی بمعنی اخرنی ہے) اس دن تک کہ (لوگ) اٹھائے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے (اور دوسری آیت میں الی یوم الوقت المعلوم ہے یعنی نفخة اولی کے وقت تک) بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا (یعنی تیرے مجھے گمراہ کرنے کی قسم، باء قسمیہ ہے اور لاقعدن جواب قسم ہے) میں ضرور بیٹھوں گا ان کی (یعنی بنی آدم کی) تاک میں تیرے سیدھے راستے پر (یعنی تجھ تک پہنچنے والے راستے پر) پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے (یعنی ہر جہت سے آؤں گا اور انہیں تیری راہ سے روکوں گا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ شیطان اوپر سے حملہ آور ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا کہ بندے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مابین حائل ہو جائے) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار (یعنی مومنین) نہ پائے گا فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا (لفظ مذء وما ہمزہ کے ساتھ ہے یعنی عیب دار، غضب کا شکار ہو کر) رحمت سے دور (مدحورا بمعنی مبعص عن الرحمة ہے) جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا (یعنی ان لوگوں میں سے، لمن میں لام ابتدائیہ ہے، پھر تاکید قسم کے لیے ہے جواب قسم لاملئن ہے) میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا (یعنی تجھے تیری ذریت سمیت اور دیگر لوگوں سے بھی، اس جملے میں حاضر کی غائب پر تغلیب ہے اور جملہ لاملئن میں من شرطیہ کی معنوی طور پر جزاء ہے یعنی جو تیری پیروی کرے گا میں اسے عذاب دوں گا) اور (فرمایا) اے آدم تو (انت، اسکن کی ضمیر پر تاکید کیلئے ہے تاکہ اس کا لاملئن..... پر عطف صحیح ہو سکے) اور تیرا جوڑ (حواء، لفظ حواء کا تلفظ مد کے ساتھ ہے) جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے قریب نہ جانا (کہ اس سے کھاؤ، مراد گندم ہے.....۳.....) کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان (یعنی ابلیس) نے ان کے جی میں وسوسہ ڈالا.....۴..... کہ کھول

کردے (یبدی بمعنی یظھر ہے) جوان پر چھپی ہیں (وُرِی بروزن فوعل ہے جوکہ موارلۃ الستر سے ماخوذ ہے) انکی شرم کی چیزیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی (کراہت) کی وجہ سے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دوفرشتے ہوجاؤ (اور ملکین کولام کی کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) یا ہمیشہ جینے والے ہوجاؤ (یعنی اس درخت سے کھانے کا یہ لازم اثر ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے ہل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لا یبلی) اوران سے قسم کھائی......۵......(یعنی ان سے اللہ ﷻ کی قسم کھائی) کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں (اس معاملے میں) تو اتارلایا انہیں (ان دونوں کو جنت سے نیچے اتارلایا) فریب سے پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا (یعنی اس پیڑ سے کھایا) ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں (یعنی ان میں سے ہرایک پر ان کا قبل اور دوسرے کا قبل اور دبر ظاہر ہوگیا اور شرم گاہوں کو سوأۃ کہا اسلئے کہ اس کا انکشاف اس کے صاحب کو برالگتا ہے) اور جوڑنے لگے (یخصفان بمعنی یلزقان ہے) اپنے بدن پر جنت کے پتے (کہ ان پتوں سے بدن چھپائیں) اورانہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا تھا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (اس کی دشمنی ظاہر ہے اور لفظ الم میں ہمزہ استفہام تقریری ہے) دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ برا کیا (اپنی معصیت کے ساتھ) تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے فرمایا اترو (یعنی آدم اور حوا اپنی ذریت سمیت) تمہارے بعض (یعنی تمہاری بعض ذریت) بعض کے دشمن ہیں (ان میں بعض دوسرے بعض پر ظلم کریں گے) اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھرنا ہے (یعنی ٹھرنے کی جگہ ہے) اور برتنا ہے (متاع بمعنی تمتع ہے) ایک وقت تک (اپنی عمروں کے پورا ہونے تک اس میں رہنا ہے) فرمایا اسی میں (یعنی زمین میں) جیوگے اور اسی میں مروگے اور اسی میں اٹھائے جاؤگے (قیامت کے دن، تخرجون کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد خلقنکم ثم صورنکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم﴾.

و: مستانفہ......لام: تاکید......قد: تحقیقیہ...... خلقنکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم صورنکم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... ثم: عاطفہ......قلنا الملئکۃ: قول...... اسجدوا لادم: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف ثانی، ملکر "نقسم" قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فسجدوا الا ابلیس لم یکن من السجدین﴾.

ف: عاطفہ......سجدوا: فعل واؤ ضمیر مستثنی منہ......الا: حرف استثناء......ابلیس: ذوالحال......لم یکن من السجدین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنی اپنے مستثنی منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ما منعک الا تسجد اذا امرتک﴾.

قال: قول......ما: استفہامیہ مبتدا...... منعک: فعل بافاعل ومفعول...... ان: مصدریہ......لا: زائدہ لتاکید ،تسجد: فعل بافاعل...... اذ: مضاف......امرتک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انا خیر منه ،خلقتنی من نار و خلقته من طین ﴾.

قال: قول......انا: مبتدا......خیر منه: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......خلقتنی من نار: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر معطوف علیہ......من طین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال فاهبط منها فما یکون لک ان تتکبر فیها﴾.

قال: قول...... ف: عاطفہ......اهبط منها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......ما: نافیہ......یکون: بمعنی یصح فعل تام...... لک: ظرف لغو......ان: مصدریہ......تتکبر: فعل انت ضمیر ذوالحال......فیها: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخرج انک من الصغرین قال انظرنی الی یوم یبعثون ﴾.

ف: عاطفہ،اخرج: فعل انت ضمیر ذوالحال،انک من الصاغرین: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول،انظرنی: فعل امر بافاعل ومفعول،الی: جار،یوم یبعثون: مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم ﴾.

قال: قول،انک من المنظرین: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، قال: قول،ف: عاطفہ،ب: جار،ما: مصدریہ، اغویتنی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کیلئے ملکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ، اقعدن لهم: فعل بافاعل وظرف لغو،صراطک: موصوف،المستقیم: صفت،ملکر مفعول فیہ،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ﴾.

ثم : عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... اتینهم: فعل بافاعل ومفعول......من بین ایدیهم: جار مجرور،ملکر معطوف علیہ،ومن خلفهم: جار مجرور،ملکر معطوف اول...... وعن ایمانهم : جار مجرور معطوف ثانی......عن شمائلهم: جار مجرور معطوف ثالث،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم"،قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولا تجد اکثرهم شکرین قال اخرج منها مذؤما مدحورا﴾.

و: مستانفہ،لاتجد: فعل نفی بافاعل،اکثرهم : ذوالحال،شکرین: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قال: قول،

اخرج: فعل بافاعل ذوالحال، مذء وما: حال اول، مدحورا: حال ثانی، ملکر فاعل، منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین﴾.

لام: تاکیدیہ...... من: شرطیہ مبتدا...... تبع: فعل ھو ضمیر ذوالحال...... منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ...... املئن جنھم: فعل بافاعل ومفعول......من: جار...... کم: ضمیر ذوالحال ماجمعین: حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ویادم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما﴾.

و: عاطفہ...... یادم: جملہ ندائیہ...... اسکن: فعل امر انت ضمیر مستتر مؤکد...... انت: تاکید، ملکر معطوف علیہ وزوجک: معطوف، ملکر فاعل......الجنۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ...... و: عاطفہ، کلا: فعل امر بافاعل...... من: جار......حیث: مضاف......شئتما: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین﴾.

و: عاطفہ...... لاتقربا: فعل نہی بافاعل...... ھذہ الشجرۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: سببیہ......تکونا: فعل ناقص بااسم......من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب نہی واقع ہورہا ہے۔

﴿فوسوس لھما الشیطن لیبدی لھما ماوری عنھما من سواتھما﴾.

ف: عاطفہ...... وسوس لھما الشیطن: فعل، وظرف لغووفاعل...... لام: جار...... یبدی لھما: فعل بافاعل وظرف لغو......ما: موصول وری: فعل مجہول بانائب الفاعل...... عن: جار......ھما: ذوالحال......من سواتھما: ظرف مستقر حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال ما نھکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین﴾.

و: عاطفہ...... قال: قول......ما: نافیہ......نھکما: فعل ومفعول......ربکما: فاعل، عن ھذہ الشجرۃ: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ...... تکونا ملکین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ...... تکونا من الخالدین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر "کراھیۃ" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقاسمھما انی لکما لمن النصحین﴾.

و: مستانفہ...... قاسمھما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انی: حرف مشبہ واسم۔...... لکما: ظرف لغو

مقدم،......النصحین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور......، من : جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفسرہ ماقبل جملہ "قاسمهما" کیلئے۔

﴿فدلهما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سواتهما﴾.

ف: عاطفہ......دلهما بغرور: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......لما: ظرفیہ شرطیہ، ذاقا الشجرة: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ شرط...... بدت لهما سواتهما: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وطفقا يخصفن عليهما من ورق الجنة﴾.

و : عاطفہ......طفقا: افعال شروع میں سے ہے، اس میں الف اس کا اسم ہے،......یخصفان: فعل الف تثنیہ ذوالحال ......علیهما: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، من ورق الجنة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وناداهما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة واقل لكما ان الشيطن لكما عدومبين﴾.

و : عاطفہ......ناداهما ربهما: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... همزه: حرف استفہام...... لم: حرف جازم...... انهكما: فعل بافاعل ومفعول...... عن تلكما الشجرة : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... و : عاطفہ......اقل لكما: قول......ان الشيطن: حرف مشبہ واسم...... لكما: ظرف مستقر حال مقدم......عدو مبين: مرکب توصیفی، حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر مفسرہ ماقبل جملہ "نادهما" ہے۔

﴿قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن من الخسرين﴾.

قالا: قول......ربنا: نداء......ظلمنا انفسنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و : عاطفہ......ان: شرطیہ......لم : حرف جازم، تغفرلنا: معطوف علیہ......وترحمنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط...... لنكونن من الخسرين: جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف، ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض مستقر ومتاع الى حين﴾.

قال: قول...... اهبطوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... بعضكم : مبتدا......لبعض: ظرف مستقر حال مقدم......عدو: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... و : عاطفہ......لكم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الارض: ظرف لغو مقدم...... مستقر: اسم مفعول باھو ضمیر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر معطوف علیہ...... ومتاع الى حين: شبہ جملہ ہو کر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال فيها تحيون وفيها تموتون و منها تخرجون﴾.

قال: قول......فیھا تحیون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وفیھا تموتون: جملہ فعلیہ معطوف اول ،ومنھا تخرجون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تخلیق آدم وحوا:

۱......عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِیْ فَقَالَ:" خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْ آخِرِ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ"، حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ ﷻ نے ہفتے کے دن مٹی کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن پہاڑوں کو، پیر کے دن درختوں کو، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، بدھ کے روز نور کو، جمعرات کے دن زمین میں چوپائے بسائے اور جمعہ کے دن سب سے آخر میں عصر کی وقت کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم ﷺ کو پیدا فرمایا''۔ (صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ ،باب ابتداء الخلق و خلق آدم برقم :۷۰۵۴/۲۷۸۹، ص۱۳۷٤)

اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی، پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدرے پانی کے خلاصہ سے، قرار پکڑنے کی جگہ میں پھر اسے سننے اور دیکھنے والا کر دیا، کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اور انسان کو علم اور تعلیم سے شرف بخشا اور اللہ ﷻ نے حضرت آدم ﷺ کو اپنے عزت والے بے مثل ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس مجسمے کو صورت دی، اور اس میں اپنی روح پھونکی، اور فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے اس کا جوڑا بی بی حوام البشر کو بنایا اور حضرت آدم ﷺ کو ان سے مانوس کر دیا، اور دونوں جنت میں رہنے لگے۔ اللہ ﷻ نے ان دونوں پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائیں، پھر ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا جس میں اس حکمت والے رب ﷻ کی حکمت کارفرما تھی، اور آدم وحوا علیہما السلام سے زمین میں کئی مرد وعورتیں پھیلا دیں اور اپنی قدرت عظیمہ سے انہیں بادشاہ اور رعایا، فقراء اور غرباء، آزاد اور غلام کر دیا۔ (البدایہ والنھایہ، ج ۱ ،ص ٥)

ابلیس کا سجدہ نہ کرنا:

۲......بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ فرشتوں کو ہم نے آدم ﷺ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ اس حکم سے عدول نہ کریں اور یہ حکم سجدہ آدم ﷺ کی تخلیق سے قبل کیا گیا تھا اور اس بات پر اللہ ﷻ کا کلام شاہد ہے ﴿فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین﴾ (الحجر:۲۹) اور اس کا وقوع بعد میں ہوا ﴿اسجدوا لآدم﴾ اور یہ فرمان اس بات پر بین دلیل ہے کہ فرشتوں کو اس بات کا حکم پہلے ہی دے دیا گیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرشتوں کو پہلے ہی سجدہ کا حکم دے دیا گیا تھا لیکن یہ حکم معلق تھا پھر دوبارہ سابق

حکم کی مطابقت کے لئے فرشتوں کو ﴿اسجدوا لآدم﴾ کے خطاب سے نوازا گیا (روح المعانی، الجزء الثامن ،ص ٤٥٦)

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کے دخول جنت سے پہلے تھا اور سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور آخر میں عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اسکے بعد دیگر مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور فرشتوں کے مدت سجدہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر تک سجدہ میں رہے اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ سو سال تک سجدہ میں رہے اور دوسرا قول پانچ سو سال کا ہے اور اسکے علاوہ اور بھی اقوال پائے جاتے ہیں اور یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ (الصاوی، ج ۲،ص ۲٤٥)

حسن کا قول ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا اور فرشتے نور سے اور اس کا استثناء فرشتوں سے اس لئے کر دیا گیا کہ وہ بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کے ساتھ شامل تھا، پھر جب اس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿لم یکن من الساجدین (الاعراف:۱۲)﴾ یہی وجہ ابلیس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنے کی تھی۔ (الخازن، ج ۲،ص ۱۸٤)

ابونعیم نے حلیہ میں اور دیلمی نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”دین کے بارے میں سب سے پہلے اپنی رائے سے قیاس کرنے والا ابلیس تھا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے جواب میں کہا ﴿انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین (ص:۷٦)﴾ ابوجعفر فرماتے ہیں کہ جس نے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ابلیس کے ساتھ کر دے گا کیونکہ اس نے ابلیس کی پیروی کی۔ (الدر المنثور، ج ۳،ص ۱۳٤)

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس نے اللہ عزوجل سے اسی وقت یہ کہہ دیا تھا کہ میں لوگوں کو بہکاؤں گا ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں سے۔ شیطان انسان کو بہکاتا ہے اور جن چار سمتوں سے بہکاتا ہے اس کا ذکر بھی فرما دیا جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ چار سمتوں کا ذکر فرمایا گیا لیکن دو سمتوں کا ذکر نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیطان نے اوپر اور نیچے دو سمتوں کا ذکر نہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اوپر سے اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نیچے سے آنا غیر معروف ہے۔ (المظهری، ج ۳،ص ۱٤)

درخت کی نشاندھی:

۳......علامہ ناصر الدین بیضاوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ وہ درخت جسے حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے کھایا تھا وہ یا تو گندم کا درخت تھا یا انگور کا یا انجیر کا۔ (البیضاوی، ج ۱،ص ۸۹)

وسوسہ اور اس کا علاج:

۴......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ وسوسہ کہتے ہیں برے اور گھٹیا خطرے (یعنی خیال) کو اور اس کی اصل وسواس ہے اور اس سے مراد زیور کی آواز یا ہلکی آواز ہے۔ (المفردات، ص ٥۳۷)

فَقَالَ (النبی ﷺ): "یَا اَبَا ذَرٍّ ؓ تَعَوَّذْ مِنْ شَرِّ شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ"، قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَهَلْ لِلْاِنْسِ شَیَاطِیْنُ؟ قَالَ: "نَعَمْ شَیَاطِیْنُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا"، نبی پاک ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "اے ابوذر ؓ شیاطین جن اور انس سے پناہ مانگو"، حضرت ابوذر ؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا انسانوں کے بھی شیطان ہوتے ہیں؟ فرمایا: "ہاں، جو ایک دوسرے (کے دلوں میں) دھوکے سے بات ڈالتے ہیں"۔

اسی حدیث پاک میں آگے سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! کیا میں تمہیں جنت کا خزانہ نہ بتاؤں اور وہ خزانہ یہ ہے کہ تو لاحول ولا قوة الا باللہ کہا کر"۔ (مسند احمد، مسند الانصار، مسند ابو امامہ الباھلی برقم: ۲۱۷۸۵، ص ۳۵۵)

رد شیعت:

۵.....قرآن مجید میں ہے کہ ﴿وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین﴾ اس آیت سے شیعہ حضرات کا تقیہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ سب سے پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں آدم کی دشمنی رکھ کر زبان سے ان کی دوستی ظاہر کی اس کا نام تقیہ ہے

(تفسیر نعیمی، ج۸، ص ۳۴۷)

☆......☆ اباکم: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے۔

سجود تحیة بالانحناء: اس عبارت سے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں سجدہ سے مراد لغوی سجدہ ہے یعنی فقط جھکنا سجدہ شرعی جو پیشانی زمین پر رکھ کر کیا جاتا ہے وہ مراد نہیں سجدہ تعظیمی کرنا یعنی معظم افراد کے آگے جھکنا پچھلی شرائع میں مشروع تھا، بعض حضرات نے اسے باقاعدہ سجدہ کہا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھیں اس تقریر پر یہ سجدہ اللہ عزوجل کو تھا اور حضرت آدم علیہ السلام مثل کعبہ ان کے لیے قبلہ تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام ہی کو تھا لیکن یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ نوٹ: سجدۂ تعظیمی ہماری شریعت میں حرام ہے امام اہلسنت نے اس کی حرمت پر ایک مستقل رسالہ بنام "الزبدة الزکیة فی تحریم سجود التحیة" تحریر فرمایا ہے۔ ابا الجن: دوسرا قول یہ ہے کہ ابلیس ابوالشیاطین ہے یعنی کافر جنوں کا باپ ہے۔

حطهما عن منزلتهما: یعنی شیطان کا دھوکا ان دونوں کے جنت سے اترنے کا ظاہری سبب بنا یہاں منزلت سے مراد آپ کی برگزیدگی میں کمی ہو جانا نہیں کہ آپ کی شان و رفعت میں اللہ عزوجل نے مزید اضافہ فرمادیا۔

او انتم فی ظهره: بعض نسخوں میں او انتم اور بعض میں و انتم ہے، پس اول ثانی کا جواب ہوگا، حاصل کلام یہ ہے کہ لوگوں کا دونوں مقامات ﴿ثم صورنکم﴾، ﴿ثم قلنا ......﴾ میں اختلاف ہے، پس بعض ان دونوں جملوں میں کوئی ترتیب لازم نہیں کرتے اور اسے بمنزلہ واو بیان کرتے ہیں اور آیت کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ثم ترتیب زمانی کے لیے ہے اور خلق و تصویر کے اعتبار سے کلام میں مضاف کو حذف مانا ہے۔ واللام للابتداء: لمن میں لام ابتدائیہ ہے اور من اسم موصول مبتداء ہے۔

حواء: بی بی حوا کا نام حوا اس لیے رکھا ہے انہیں حی (زندہ) سے پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا گیا۔

الذلیلین: الصاغرین کی تفسیر ہے، مراد اس سے ذال کی فتح اور ضمہ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۴۴ وغیرہ)۔

صورناہ: "صورنکم" کی تفسیر صورناہ سے کر کے اس سوال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم آپ علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق سے پہلے دیا گیا تھا حالانکہ آیت تو اس کے عکس پر دلالت کر رہی ہے؟ تو اس کا جواب دیا یہاں اولادِ آدم کی نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائے جانے کا بیان ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۱۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا﴾ اَیْ خَلَقْنَاهُ لَكُمْ ﴿یُّوَارِیْ﴾ یَسْتُرُ ﴿سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا﴾ هُوَ مَا یُتَجَمَّلُ بِهٖ مِنَ الثِّیَابِ ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى﴾ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ وَالسَّمْتُ الْحَسَنُ ، بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰى لِبَاسًا وَالرَّفْعِ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ جُمْلَةُ ﴿ذٰلِكَ خَیْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ﴾ دَلَائِلُ قُدْرَتِهٖ ﴿لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ(۲۶)﴾ فَیُؤْمِنُوْنَ فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ﴾ لَا یُضِلَّنَّكُمْ ﴿الشَّیْطٰنُ﴾ اَیْ لَا تَتَّبِعُوْهُ فَتُفْتَنُوْا ﴿كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ﴾ بِفِتْنَتِهٖ ﴿مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ﴾ حَالٌ ﴿عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ﴾ اَیِ الشَّیْطَانُ ﴿یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ﴾ جُنُوْدُهٗ ﴿مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ لِلَطَافَةِ اَجْسَادِهِمْ اَوْ عَدَمِ اَلْوَانِهِمْ ﴿اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ﴾ اَعْوَانًا وَقُرَنَاءَ ﴿لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ(۲۷)﴾ ﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً﴾ كَالشِّرْكِ وَطَوَافِهِمْ بِالْبَیْتِ عُرَاةً قَائِلِیْنَ لَا نَطُوْفُ فِیْ ثِیَابٍ عَصَیْنَا اللّٰهَ فِیْهَا فَنُهُوْا عَنْهَا ﴿قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَآ اٰبَآءَنَا﴾ فَاقْتَدَیْنَا بِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾ اَیْضًا ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۲۸)﴾ اَنَّهٗ قَالَهٗ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ﴾ اَلْعَدْلِ ﴿وَاَقِیْمُوْا﴾ مَعْطُوْفٌ عَلٰى مَعْنٰى بِالْقِسْطِ اَیْ قَالَ اَقْسِطُوْا وَاَقِیْمُوْا اَوْ قَبْلَهٗ فَاَقْبِلُوْا مُقَدَّرًا ﴿وُجُوْهَكُمْ﴾ لِلّٰهِ ﴿عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اَیْ اَخْلِصُوْا لَهٗ سُجُوْدَكُمْ ﴿وَّادْعُوْهُ﴾ اُعْبُدُوْهُ ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿كَمَا بَدَاَكُمْ﴾ خَلَقَكُمْ وَلَمْ تَكُوْنُوْا شَیْئًا ﴿تَعُوْدُوْنَ(۲۹)﴾ اَیْ یُعِیْدُكُمْ اَحْیَاءً یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴿فَرِیْقًا﴾ مِنْكُمْ ﴿هَدٰى وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ(۳۰)﴾ ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ﴾ اَیْ مَا یَسْتُرُ عَوْرَتَكُمْ ﴿عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ عِنْدَ الصَّلٰوةِ وَالطَّوَافِ ﴿وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا﴾ مَا شِئْتُمْ ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ(۳۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری لیے ایک لباس وہ بنایا کہ (انزلناہ علیکم بمعنی خلقناہ لکم ہے) کہ چھپائے (یواری بمعنی یستر ہے) تمہاری شرم کی چیزیں اور ایک لباس وہ کہ تمہاری آرائش ہو......۱...... (مراد وہ کپڑے ہیں جن سے زیب و زینت ہو) اور پرہیزگاری کا لباس (عمل صالح یا سنجیدگی ووقار، لباس التقوی، منصوب ہوگا لباسا پر عطف کرتے ہوئے اور مرفوع کی صورت میں مبتداء ہوگا اور جملہ ذلک خیرا اسکی خبر ہے) وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے (یعنی اس کی قدرت کے دلائل ہیں) کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (اور وہ ایمان لے آئیں لعلھم میں خطاب سے غیوبت کی طرف التفات پایا گیا ہے......۲......) اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے (یعنی گمراہ نہ کردے) شیطان (یعنی تم اس کی پیروی نہ کرو کہ فتنہ میں جا پڑو) جیسا تمہارے ماں باپ کو (اپنے فتنہ میں مبتلا کر کے) جنت سے نکالا اتروادیئے (ینزع، ابویکم سے یا اخرج کے فاعل سے حال ہے) ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بیشک وہ (یعنی شیطان) اور اس کا کنبہ دیکھتا ہے تمہیں (قبیلہ بمعنی جنودہ ہے) کہ تم انہیں نہیں دیکھتے (ان کے لطیف جسم ہونے یا بے رنگت ہونے کی وجہ سے......۳......) بیشک ہم نے شیطانوں کو ان کا ولی (یعنی مددگار اور ان کا ساتھی) بنادیا جو ایمان نہیں لاتے اور جب کوئی بے حیائی کریں (جیسا کہ شرک اور برہنہ طواف کرنا یہ کہتے ہوئے کہ جس کپڑے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کی ہے اس میں ہم طواف کعبہ نہیں کریں گے انہیں جب اس سے روکا جائے) تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا (لہذا ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں) اور اللہ نے ہمیں اسکا حکم دیا ہے تو فرماؤ (ان سے) بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں (کہ اللہ ﷻ نے ایسی بات کا حکم دیا ہو اتقولون میں ہمزہ استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ میرے رب نے انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) کا حکم دیا ہے اور سیدھے کرو (اسکا عطف بالقسط کے معنی پر ہے یعنی اصل عبارت قال اقسطوا و اقیموا یا اس سے پہلے اقبلو مقدر مانیں گے) اپنے چہرے (اللہ ﷻ کیلئے) ہر نماز کے وقت (یعنی اپنے سجدوں کو اسی کیلئے خالص کرو) اور اس کی عبادت کرو (وادعوہ بمعنی اعبدوہ ہے) اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے (شرک سے) جیسا کہ اس نے تمہارا آغاز کیا (کہ تمہیں عدم سے وجود میں لایا) ویسے ہی پلٹو گے (یعنی وہ قیامت میں تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا) ایک فرقے کو (تم میں سے) راہ دکھائی اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو والی بنایا (دون بمعنی غیر ہے) اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو (جو تمہارے شرم کی چیزیں چھپائے......۴......) جب مسجد میں جاؤ (نماز و طواف کے وقت) اور کھاؤ اور پیو (جو چاہو......۵......) اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ......قد: تحقیقیہ......انزلنا علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو......لباسا: موصوف......یواری سواتکم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف علیہ......وریشا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ

﴿ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون﴾.

و: مستانفہ......لباس التقوی: مبتدا......ذلک خیر: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ذلک: مبتدا......من ایت اللہ: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... لعلھم: حرف مشبہ واسم......یذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یبنی ادم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھما﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ، لایفتنن: فعل نہی، کم: ضمیر مفعول، الشیطن: فاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، اخرج: فعل ہو ضمیر ذوالحال، ینزع عنھما لباسھما: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر "فتنۃ" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿انہ یرکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، یری: فعل ھو ضمیر مستتر مؤکد، ھو: تاکید، ملکر معطوف علیہ، وقبیلہ: معطوف ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، من: جار، حیث: مضاف، لاترونھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یومنون﴾.

انّا: حرف مشبہ واسم...... جعلنا الشیطین: فعل بافاعل ومفعول اول......اولیاء: موصوف...... للذین لایومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا اباء نا واللہ امرنا بھا﴾.

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... فعلوا فاحشۃ: جملہ فعلیہ شرط...... قالوا: قول، وجدنا علیھا اباء نا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اللہ: مبتدا......امرنا بھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ مالا تعلمون﴾.

قل: قول...... ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لایامر بالفحشاء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ہمزہ: استفہامیہ تقولون: فعل بافاعل......علی اللہ: ظرف لغو......مالاتعلمون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عن کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین﴾.

قل: قول،امر ربی بالقسط: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقسطوا"، اقیموا وجوھکم: فعل امر بافاعل ومفعول، عند کل مسجد : ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال،مخلصین: اسم فاعل بافاعل،له :ظرف لغو،الدین: مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ہ: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿كما بداكم تعودون فريقا هدى وفريقا حق عليهم الضللة﴾.

کاف: جار......مابداکم: موصول جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "عودا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم......تعودون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ......فریقا: مفعول مقدم......ھدی: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ......فریقا: موصوف......حق علیهم الضللة: جملہ فعلیہ صفت،ملکر "اضل "فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انهم اتخذوا الشيطين اولياء من دون الله ويحسبون انهم مهتدون﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم...... اتخذوا الشیطن: فعل بافاعل ومفعول اول......اولیاء: موصوف...... من دون الله : ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یحسبون: فعل بافاعل......انھم مھتدون: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿يبني ادم خذوا زينتكم عند كل مسجد وكلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ...... خذوا: فعل امر بافاعل...... زینتکم: مفعول......عند کل مسجد : ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......وکلوا واشربوا ولاتسرفوا: جملہ فعلیہ معطوفات،ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿انه لا يحب المسرفين﴾.

انه : حرف مشبہ واسم ......لایحب المسرفین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یبنی ادم خذوا زینتکم...... ☆مسلم شریف میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دن میں مرد اور عورتیں رات میں ننگے ہوکر طواف کرتے تھے اس آیت میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز وطواف اور ہر حال میں واجب ہے۔

☆......وکلوا واشربوا ولاتسرفوا ...... ☆کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ کھاؤ پیو، گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ ﷻ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اسراف اور تکبر سے بچتا رہ مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیل حرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع نے ممانعت فرمائی ہو اور اس کی حرمت دلیل مستقل سے ثابت ہو۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ستر عورت فرض ھے !

ا......قرآن مجید میں ہے کہ ﴿یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا﴾ اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا، اس آیت مبارکہ میں ستر عورت کی اہمیت، فرضیت اور ضرورت کا مفصل بیان ہے۔ انسان اپنے اعضائے بدن کو لباس سے چھپائے خواہ مرد ہو کہ عورت یہ سب کے لئے ضروری ہے۔ انسان اور جانور میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ جانوروں میں لباس نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی اور انسان کو اللہ عزوجل نے لباس سے زینت دی ہے کہ وہ اپنے ستر کو لباس کے ذریعے چھپائے، اور اسی لباس کے ذریعے مناسب طور پر زینت بھی کرے۔ ہم نے مناسب طور پر اس لئے کہا کہ جو حدود و قیود شریعت نے ہمارے لئے متعین کی ہیں ان کا پاس رکھنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لباس تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب تنگ لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں اِلا ماشاء اللہ۔ ایک دور تھا کہ لباس سے بھی مرد و عورت کی تمیز ہوتی تھی، مگر آجکل کے دور میں یہ تمیز بھی جاتی رہی اور مَردوں نے عورتوں کے اور عورتوں نے مَردوں کے لباس پہننے شروع کر دیئے ہیں۔ کل تک مرد پینٹ شرٹ پہن کر اغیار کی سنت پر عمل کر کے اتراتا تھا آج عورتوں نے بھی چونکہ مَردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے پینٹ اور شرٹ پہننا شروع کر دیا ہے۔ جب جسم پر ظاہری لباس ہی مکمل نہ ہو تو پھر لباس تقویٰ کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور عورتوں نے تو لفظ عورت کے معنی ہی پر غور نہ کیا کہ عورت کے معنی ہی چھپانے کی چیز ہیں چنانچہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے“۔

تقویٰ اور پرہیز گاری کا لباس ایسا لباس ہے کہ جو انسان اسے زیب تن کر لیتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہتا ہے اور یہی قرآن و سنت اور بزرگان دین کی سیرت سے مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین بی بی سَودہ نے فرض حج ادا فرما لیا تھا جب ان سے نفلی حج کے بارے میں کہا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ”میں فرض حج کر چکی ہوں میرے رب عزوجل نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے قسم خدا کی! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا“ راوی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ (الجامع الترمذی کتاب الرضاع عن برقم:۱۱۷۶، ص۳۵۸)،(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۴۹)۔

لعلھم کے ذریعے خطاب کیوں؟

۲......یہاں یؤمنون کے خطاب سے التفات حاصل کرنے کے لئے لعلھم کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ یہ مقام لعلکم کے صیغے کا تقاضا کرتا ہے۔ (الجمل، ج۳،ص۲۳)

شیطان کا دور سے دیکھنا :

۳......اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بے شک شیطان اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم اسے نہیں دیکھتے، اس کی وجہ مفسرین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کے جسم ہوا کی مانند ہیں، ان کے جسموں کی لطافت کی وجہ سے ہم نہ تو انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا تحقق کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں لیکن جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے وہ شیطان اور اس کے کنبے کو دیکھ لیتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے بات ثابت ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ حضرات انبیائے واولیاءِ کرام جنات کو انکی اصل حالت میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس حوالے سے چند روایات ملاحظہ فرمایئے:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گزشتہ رات ایک بہت بڑا جن مجھ پر حملہ آور ہوا تاکہ میری نماز فاسد کردے میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں یہاں تک کہ صبح تم سب اس کو دیکھ لیتے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الایسر او الغریم، رقم: ٤٦١، ص ٨٠)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "شیطان مجھ پر بلی کی شکل میں پیش کیا گیا" اور مسلم نے حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "شیطان میرے پاس آگ کا شعلہ لے کر آیا تاکہ میرے چہرے کو جلا دے" اور نسائی نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ "میں نے اس کو پکڑ کر پچھاڑ ڈالا اور اسکا گلا گھونٹا یہاں تک کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں اس کے لعاب کی ٹھنڈک پائی"۔

(فتح الباری، کتاب الصلاۃ، باب الایسر او الغریم، ج۱، ص ۷۳۰)

☆......صحابیِ رسول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی جن کو دیکھا چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول پاک علیہ السلام نے مجھے زکوۃ کی حفاظت پر مامور فرمایا پھر ایک شخص آیا اور مٹھی بھر کر لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تجھے رسول اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اور اس کے فریاد رسی کرنے پر میں نے اسے چھوڑ دیا، حضور پر نور علیہ السلام نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ پھر آئے گا، ایسا تین مرتبہ ہوا، اور تیسری رات جب وہ آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسے پکڑ لینے پر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آیۃ الکرسی کی تعلیم دی کہ جو یہ پڑھ لے وہ صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا، حضور علیہ السلام نے فرمایا "اگرچہ وہ جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی ہے اے ابو ہریرہ! تم جانتے ہو کہ تین راتوں سے کون تم سے باتیں کر رہا تھا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو سرکار

علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجل ،رقم: ۲۳۱۱، ص ۳۷۰ ملخصاً)

زینت جائز ہے!

۴۔۔۔۔۔اے اولادِ آدم زینت کرو جس سے تمہاری ستر پوشی ہو، معلوم ہوا زینت جائز ہے خواہ وہ لباس کے ذریعے حاصل کی جائے یا سامانِ زینت سے، ہاں فحاشی ممنوع ہے آج مسلمان زینت اور فحاشی میں فرق نہیں کرتے اور نیم عریاں لباس کو زینت کا نام دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بدامنی اور بے راہ روی اور فحاشی کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے یہ بھی حکم دیا کہ جب مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت لو! مطلب یہ کہ مسجد اللہ عزوجل کا گھر ہے انسان جس کے پاس نوکری کرتا ہے اس کے پاس جاتے ہوئے اپنے لباس اور طور اطوار ٹھیک کرلیتا ہے تو مسجد میں جاتے ہوئے ان باتوں کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیے، جہاں تک زینت کا تعلق ہے مرد و عورت کے لئے زینت کرنا جائز ہے جبکہ شرعی قیود کا خیال رکھا جائے۔

کھانے پینے کے آداب:

۵۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے حلال چیزوں سے متعلق حکم ارشاد فرمایا ہے کہ کھاؤ اور پیو جو چاہو اور اسراف نہ کرو، اب ہم کھانے پینے سے متعلق چند احادیث و آداب ذکر کرتے ہیں۔ امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے احیاء علوم الدین میں کھانا کھانے کے سات آداب ذکر فرماتے ہیں جس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کھانے سے پہلے بھوک لگی ہونا ضروری ہے جو کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور ابھی بھوک باقی ہو اور ہاتھ کھینچ لے تو وہ ہرگز طبیب کا محتاج نہ ہوگا۔ (احیائے علوم الدین، کتاب اداب الاکل ، ج۲، ص ٦)

انسان کے لئے پیٹ بھر کر کھانا پینا جائز ہے لیکن اپنے پیٹ کو حرام اور شبہات سے بچاتے ہوئے حلال غذا بھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بیشمار فوائد ہیں۔ کھانا میسر نہ ہونے کی صورت میں مجبوراً بھوکا رہنا کوئی کمال کی بات نہیں، ہاں کمال تو یہ ہے کہ انسان کھانا موجود ہوتے ہوئے محض اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے حصول کی نیت سے بھوکا رہ جائے، پانی یا ٹھنڈے مشروب کا گلاس سامنے ہوتے ہوئے بھی امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کی پیاس کو یاد کرتے ہوئے سخت گرمی میں سادہ پانی پی لے، یا کم پر اکتفاء کرلے، شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ کو رات کا کھانا میسر نہ آتا اور اکثر جو کی روٹی کھاتے۔

(الجامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی مشیئۃ النبی ،رقم: ۲۳٦۷، ص ٦۸٤)

اہل اللہ قلیل الکلام، قلیل الطعام اور قلیل المنام ہوتے ہیں اور یہی درس وہ دوسروں کو بھی دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا اس حوالے سے عمل ملاحظہ فرمائیں مولانا محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان کچھ اس طرح ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی بیس تاریخ سے اعتکاف کیا، اعلیٰ حضرت مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا کہ جی تو چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر دینی مشاغل کے باعث فرصت نہیں ملتی، آخر کار چھبیس رمضان المبارک کو فرمایا ''آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں''۔ مولانا محمد حسین میرٹھی فرماتے ہیں کہ

شام کو کھجور وغیرہ سے افطار تو فرما لیتے مگر اعلیٰ حضرت کو میں نے کسی دن کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا، سحر کو ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک چھوٹی پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہی نوش فرما لیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے دریافت کیا حضور! فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟ فرمایا ”نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اس لئے چٹنی آتی ہے“۔ (حیات اعلی حضرت، ج۱، ص۴۱)

بعض لوگوں کی بار بار کھانے بلکہ یوں کہا جائے کہ جو جی میں آتا ہے چرتے رہنے اور بے سمجھے پیٹ میں انڈیل لینے کی عادت تشویش کا باعث بن سکتی ہے۔ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”صرف ایک خراب لقمہ دل کی کیفیت کو بسا اوقات اس طرح خراب کر دیتا ہے کہ پھر عمر بھر دل راہِ راست پر نہیں آتا اور بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ وہی لقمہ سال بھر تک تہجد کی نعمت سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے۔ نیز بعض اوقات ایک بار بدنگاہی کرنے والا عرصہ تک تلاوت قرآن مجید کی سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (منهاج العابدين، ص۱۵۷)

☆......☆خلقناه لکم: لباس کو نازل کیا یعنی ہم نے تمہارے لیے لباس کو آسمانی تدبیر کے ساتھ یعنی آسمان سے نازل ہونے والے سبب بارش وغیرہ سے پیدا کیا کہ روئی وغیرہ دیگر اشیاء پانی سے پیدا ہوتی ہیں۔

العمل الصالح: لباس التقوی کی تفسیر العمل الصالح سے کی کہ جس طرح لباس سردی گرمی وغیرہ سے بچاتا ہے عمل صالح انسان کو عذاب الٰہی سے بچاتا ہے۔

کالشرک: ”فاحشة“ کی تفسیر کالشرک سے کرکے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں اس سے مراد عمومی گناہ ہیں خاص ”زنا“ مراد نہیں۔

استفهام انکار: مالاتعلمون استفہام انکاری ہے لیکن اس میں نہی کا معنی پایا جا رہا ہے۔

معطوف علی معنی......الخ : یہ عبارت نکال کر اس وہم کو دور کیا ہے کہ ”اقیموا“ جملہ انشائیہ ہے، اس کا عطف ماقبل کے لفظ پر درست نہیں معنی پر درست ہے اور یہاں عطف معنی ہی کے اعتبار سے ہو رہا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۲ وغیرہ)

فيه التفات عن الخطاب: ”لعلھم“ میں خطاب سے غیوبۃ کی طرف التفات کیا گیا ہے جب کہ ظاہر کا تقاضا تو یہی تھا کہ لعلکم تذکرون کہا جاتا۔ جنوده: ”قبیل“ کی تفسیر ”جنود“ سے کی کیونکہ قبیل مختلف افراد کے اجتماع کو کہتے ہیں جبکہ قبیلہ ان افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں جن کا باپ ایک ہو۔

مایستر عورتکم : راعی اس مقام پر سبب نزول کی وجہ سے ہے، اور اصل یہ ہے کہ (بقدر ضرورت جو اعضائے شرم چھپائے) فرض ہے، اور لفظ اپنے عموم کی وجہ سے نماز، طواف اور دیگر کار خیر میں اچھے کپڑے پہننے کی ترغیب دیتا ہے جو کہ شرعاً مستحب ہیں، غور کرو۔

للطافة اجسامهم: شیاطین کے اجسام ہوا کی مانند لطیف ہیں، ہم اسے جانتے تو ہیں اور اس کا تحقق بھی کر لیتے ہیں کہ لیکن ان کی لطافت کی وجہ سے انہیں دیکھ نہیں سکتے اور ان کا ہمیں دیکھ لینا ہماری جسمانی کثافتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۵۰)۔

رکوع نمبر: ١١

﴿قُلْ﴾ اِنْكَارًا عَلَيْهِمْ ﴿مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿وَالطَّيِّبٰتِ﴾ اَلْمُسْتَلَذَّاتِ ﴿مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ بِالْاِسْتِحْقَاقِ وَاِنْ شَارَكَهُمْ فِيْهَا غَيْرُهُمْ ﴿خَالِصَةً﴾ خَاصَّةً بِهِمْ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ حَالٌ ﴿يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ﴾ نُبَيِّنُهَا مِثْلَ ذٰلِكَ التَّفْصِيْلِ ﴿لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (٣٢)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ فَاِنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ﴾ اَلْكَبَائِرَ كَالزِّنَا ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ اَيْ جَهْرَهَا وَسِرَّهَا ﴿وَالْاِثْمَ﴾ اَلْمَعْصِيَةَ ﴿وَالْبَغْيَ﴾ عَلَى النَّاسِ ﴿بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ هُوَ الظُّلْمُ ﴿وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ﴾ بِاِشْرَاكِهٖ ﴿سُلْطٰنًا﴾ حُجَّةً ﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (٣٣)﴾ مِنْ تَحْرِيْمِ مَالَمْ يُحَرَّمْ وَغَيْرِهٖ ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ مُدَّةٌ ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ عَنْهُ ﴿سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (٣٤)﴾ عَلَيْهِ ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى﴾ اَلشِّرْكَ ﴿وَاَصْلَحَ﴾ عَمَلَهٗ ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (٣٥)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا﴾ تَكَبَّرُوْا ﴿عَنْهَا﴾ فَلَمْ يُؤْمِنُوْا بِهَا ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (٣٦)﴾ ﴿فَمَنْ﴾ اَيْ لَا اَحَدٌ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ اِلَيْهِ ﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ﴾ يُصِيْبُهُمْ ﴿نَصِيْبُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ ﴿مِّنَ الْكِتٰبِ﴾ مِمَّا كُتِبَ لَهُمْ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مِنَ الرِّزْقِ وَالْاَجَلِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا﴾ اَيِ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴿يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا﴾ لَهُمْ تَبْكِيْتًا ﴿اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ﴾ تَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا﴾ غَابُوْا ﴿عَنَّا﴾ فَلَمْ نَرَهُمْ ﴿وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ عِنْدَ الْمَوْتِ ﴿اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ (٣٧)﴾ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿ادْخُلُوْا فِيْٓ﴾ جُمْلَةِ ﴿اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِادْخُلُوْا ﴿كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ﴾ النَّارَ ﴿لَّعَنَتْ اُخْتَهَا﴾ اَلَّتِيْ قَبْلَهَا لِضَلَالِهَا بِهَا ﴿حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا﴾ تَلَاحَقُوْا ﴿فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ﴾ وَهُمُ الْاَتْبَاعُ ﴿لِاُوْلٰىهُمْ﴾ اَيْ لِاَجْلِهِمْ وَهُمُ الْمَتْبُوْعُوْنَ ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا﴾ مُضَعَّفًا ﴿مِّنَ النَّارِ قَالَ﴾ تَعَالٰى ﴿لِكُلٍّ﴾ مِّنْكُمْ وَمِنْهُمْ ﴿ضِعْفٌ﴾ عَذَابٌ مُضَعَّفٌ ﴿وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ (٣٨)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مَا لِكُلِّ فَرِيْقٍ ﴿وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ لِاَنَّكُمْ لَمْ تَكْفُرُوْا بِسَبَبِنَا فَنَحْنُ وَاَنْتُمْ سَوَاءٌ، قَالَ تَعَالٰى لَهُمْ

﴿فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ﴿۳۹﴾﴾

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (انہیں انکار کرتے ہوئے) کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت (یعنی لباس) جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک (یعنی لذیذ) رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دنیا میں (استحقاق کے اعتبار سے اگر چہ اس میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں) اور خالص (مومنوں کے لئے خاص ہیں، خالص مرفوع ہونے کی صورت میں خبر ثانی اور منصوب ہونے کی صورت میں حال ہے) قیامت میں تو انہیں کی ہے یوں ہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں (ہم اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں) تدبر کرنے والوں کیلئے (کہ نفع تدبر کرنے والے ہی اٹھاتے ہیں "یعلمون" بمعنی یتدبرون ہے) تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں......۱......حرام فرمائی ہیں (یعنی کبائر جیسا کہ زنا) جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی (یعنی ظاہری اور پوشیدہ) اور گناہ (یعنی معصیت) اور (لوگوں پر) ناحق زیادتی (مراد ظلم ہے) اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو اسے جس کی (یعنی جس کے شریک ہونے کی) اس نے سند (سلطان بمعنی حجۃ ہے) نہ اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے (یعنی تحریم وغیرہ کے حوالے سے اسے حرام کہو جو اس نے حرام نہ کیا) اور ہر گروہ کی ایک اجل (یعنی مدت) ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی (اس سے) نہ پیچھے ہو اور نہ (اس پر) آگے......۲......اے آدم کی اولاد اگر (لفظ اما میں ان شرطیہ کے نون کا ادغام ما زائدہ میں ہو رہا ہے) تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں میری آیتیں پڑھتے تو جو بچے (شرک سے) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) تو نہ اس پر کچھ خوف اور نہ کچھ غم (آخرت میں) اور جنہوں نے میری آیتیں جھٹلائیں اور اس کے مقابل (پر ایمان نہ لائے) تکبر کیا......۳......(استکبروا بمعنی تکبروا ہے) وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا (اس کی طرف شریک اور اولاد منسوب کرکے) یا اس کی آیتیں (یعنی آیاتِ قرآن کو) جھٹلایا انہیں ان کا حصہ (نصیبھم بمعنی حظھم ہے) لکھا (جو ان کے لیے لوح محفوظ میں رزق، موت وغیرہ لکھا ہے) پہنچے گا یہاں تک کہ ان کے پاس آئیں ہمارے بھیجے ہوئے (یعنی ملائکہ) ان کی جان نکالنے......۴......تو ان سے کہیں (ڈانٹتے ہوئے) کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے (تدعون بمعنی تعبدون ہے) اللہ کے سوا کہتے ہیں وہ گم گئے (یعنی غائب ہوگئے) ہم سے (ہم نے انہیں نہ دیکھا) اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں (بوقت موت) کہ وہ کافر تھے فرمائے گا (اللہ عزوجل ان سے قیامت کے دن) داخل ہو جاؤ (تمام) امتوں میں جو تم سے پہلے جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں (فی النار، ادخلوا کے متعلق ہے) جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے (آگ میں) دوسرے پر لعنت کرتا ہے (جو اس سے پہلی جماعت تھی کہ وہ ان کی وجہ سے گمراہ ہوئی) یہاں تک کہ جب جا پڑے (ایک دوسرے سے مل گئے) سب اس میں تو پچھلے (جو تابع تھے) پہلوں کو (یعنی اپنے سرداروں کو) کہیں گے (لاولھم بمعنی لاجلھم ہے) اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا (ضعفاً بمعنی مضعفاً ہے) عذاب دے......۵......فرمائے گا (

اللہ ﷻ) سب کو (تم کو اوران کو) دونا ہے (یعنی دو دو نا عذاب ہے) مگر تمہیں خبر نہیں (جو تم سے ہر فریق کے لیے تیار کیا گیا ہے تعلمون ،تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور پہلے پچھلے سے کہیں گے تو تم ہم سے کچھ اچھے نہ رہے (کہ تم نے ہماری وجہ سے کفر نہیں کیا تو ہم اور تم برابر ہیں اللہ ﷻ ان سے فرمائے گا) تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کئے کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق﴾.

قل: قول......من: استفہامیہ مبتدا......حرم : فعل با فاعل......زینة اللہ : موصوف......التی اخرج لعبادہ: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ......و : عاطفہ......الطیبت: ذوالحال......فی الرزق: ظرف مستقر حال ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل ھی للذین امنوا فی الحیوة الدنیا خالصة یوم القیمة﴾.

قل: قول......ھی: ذوالحال......فی الحیوة الدنیا: ظرف مستقر حال اول......خالصة یوم القیمة: شبہ جملہ حال ثانی ،ملکر مبتدا......للذین امنوا، ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کذلک نفصل الایت لقوم یعلمون﴾

کذلک: ظرف مستقر "تفصیلا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مطلق مقدم......نفصل الایت: فعل با فاعل ومفعول......لقوم یعلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا ومابطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون﴾.

قل: قول...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... حرم ربی : فعل وفاعل......الفواحش : مبدل منہ......ماظھر منھا: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ......ومابطن: موصول صلہ ملکر معطوف اول......والاثم والبغی: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال، بغیر الحق: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف ثانی......وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا: مصدر مؤول معطوف ثالث،وان تقولوا علی اللہ مالاتعلمون: مصدر مؤول معطوف رابع،ملکر بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولکل امة اجل فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون﴾.

و: مستانفہ......لکل امة : ظرف مستقر خبر مقدم......اجل: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ف: مستانفہ...... اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......جاء اجلھم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایستاخرون: فعل نفی با فاعل...... ساعة: ظرف زمان

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... لایستقدمون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ینبی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن تقی و اصلح فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون﴾.

ینبی ادم: جملہ ندائیہ...... ان: شرطیہ...... ما: زائدہ...... یاتینکم: فعل ومفعول...... رسل: موصوف...... منکم: ظرف مستقر صفت اول...... یقصون علیکم ایتی: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... من: شرطیہ مبتدا...... اتقی و اصلح: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف، ملکر شرط...... ف: جزائیہ...... لا: نافیہ...... خوف: مبتدا...... علیهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و لاهم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جوب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنها اولئک اصحب النار هم فیها خلدون﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واستکبروا عنها: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، اصحب النار: ذوالحال، هم فیها خلدون: جملہ اسمیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او کذب بایته﴾.

ف: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل بافاعل، من: جار، من: موصول، افتری علی الله کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او کذب بایته: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک ینالهم نصیبهم من الکتب حتی اذا جاء تهم رسلنا یتوفونهم قالوا این ما کنتم تدعون من دون الله﴾

اولئک: مبتدا...... ینالهم: فعل ومفعول...... نصیب: ہم: ذوالحال...... من الکتب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... حتی: جار...... اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم...... جاء تهم: فعل ومفعول...... رسلنا: ذوالحال...... یتوفونهم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، قالوا: قول...... این: اسم استفہام ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم...... ما: موصولہ، کنتم: فعل ناقص بااسم...... تدعون من دون الله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا ضلوا عنا شهدوا علی انفسهم انهم کانوا کفرین﴾.

قالو: قول...... ضلوا عنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... و: عاطفہ...... شهدوا علی انفسهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... انهم کانوا کفرین: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار﴾.

قالوا: قول ادخلوا: فعل امر واو ضمیر ذو الحال فی: جار امم: موصوف قد خلت: جملہ فعلیہ صفت اول من قبلکم: ظرف مستقر صفت ثانیہ من الجن و الانس: ظرف مستقر صفت ثالثہ، فی النار: ظرف مستقر صفت رابعہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کلما دخلت امة لعنت اختها حتی اذا ادارکوا فیها جمیعا قالت اخرٰهم لاولٰهم ربنا هؤلاء اضلونا﴾.

کلما: ظرف شرطیہ دخلت امة: جملہ فعلیہ شرط لعنت اختها: فعل بافاعل ومفعول حتی: جار ماذا: ظرفیہ شرطیہ، ادارکوا: فعل واو ضمیر ذو الحال جمیعا: حال، ملکر فاعل، فیها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط قالت اخرٰهم لاولٰهم: فعل وفاعل ومتعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ربنا: جملہ ندائیہ، هؤلاء: مبتدا اضلونا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاٰتهم عذابا ضعفا من النار قال لکل ضعف ولکن لا تعلمون﴾.

ف: فصیحہ اٰتهم: فعل بافاعل ومفعول عذابا: موصوف ضعفا: صفت اول من النار: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا اضلونا" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالت اولٰهم لاخرٰهم فما کان لکم علینا من فضل﴾.

و: عاطفہ قالت اولٰهم لاخرٰهم: جملہ فعلیہ قول ف: عاطفہ ما: نافیہ کان: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم علینا: ظرف لغو مقدم من: زائدہ فضل: مصدر بافاعل محذوف، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ مقول، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون﴾.

ف: فصیحہ ذوقوا العذاب: فعل امر بافاعل ومفعول، بما کنتم تکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا تبین لکم وعلمتموه ثم اصررتم علی موقفکم المغایر" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

فحاشی حرام ہے!

۱..... فحاشی اسے کہتے ہیں جس سے سلیم الطبع شخص نفرت کرے اور یہ فحاشی عقل میں نقص پیدا کردے۔ (التعریفات، ص ۱۶۷)

قرآن مجید میں لفظ "فاحشة" زنا کے لیے استعمال ہوا ہے امام جلال الدین سیوطی نے یہاں "فاحشة" سے کبیرہ گناہ مثلاً زنا وغیرہ

مراد لیے ہیں۔مشرکین مکہ برہنہ کعبہ معظمہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اللہ عزوجل کی حلال کردہ اشیاء کو اپنی مرضی سے حرام کرلیا کرتے تھے ،اس آیت میں اللہ عزوجل نے اثم کا لفظ بھی ذکر کیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فاحشة اور اثم میں کیا فرق ہے؟ اللہ عزوجل نے دونوں کا الگ الگ کیوں ذکر فرمایا؟ اس بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ایک قول کے مطابق فاحشة سے مراد کبیرہ گناہ ہیں اور اثم سے مراد صغیرہ گناہ،لہذا اب آیت مبارکہ کا معنی یہ ہوگا کہ اے محبوب ان کافروں سے فرمادیجئے کہ میرے رب عزوجل نے کبیرہ اور صغیرہ دونوں ہی گناہ حرام فرمادیے،ایک قول یہ بھی ہے کہ فاحشة سے مراد وہ گناہ ہیں جس پر حدلازم آئے اور اثم سے مراد وہ گناہ ہیں جس پر حدلازم نہ آئے اور یہ قول پہلے قول کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۱۹۵)

فرشتے جان نکالتے ہیں:

۲......آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے اس قانون کی وضاحت کی ہے کہ زندگی اور موت اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے مگر موت کے وقت روح قبض کرنا یہ ملک الموت اور ان کے اعوان کا کام ہے۔اس آیت مبارکہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ اللہ عزوجل کے کام میں اللہ عزوجل جسے چاہے تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمائے۔

یہاں تک کہ یہ فرشتے یعنی ملک الموت اور اس کے اعوان جب ان لوگوں کے پاس آتے ہیں جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہے تاکہ انکی عمریں اور انکے رزق کے ختم ہونے پر ان کی روحیں قبض کریں،اور فرشتے ان کافروں سے کہیں گے جن کی یہ لوگ اللہ عزوجل کے سوا عبادت کیا کرتے تھے اور فرشتوں کا یہ کہنا زجر وتوبیخ کے لئے ہوگا نہ کہ بطور استعلاء (یعنی بڑائی جتانے کے لئے)،مطلب یہ کہ وہ کہاں ہیں؟ جن کی تم اللہ عزوجل کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے؟ انہیں بلاؤ کہ وہ تم سے نازل شدہ عذاب کو دور کریں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲)

آخرت میں (سب کیلئے) دونا عذاب ہے!

۳......ابن جریر،ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے سدی سے روایت کیا ہے اللہ عزوجل کا فرمان قد خلت بمعنی قد مضت ہے ۔جب ایک گروہ جہنم میں داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے یعنی مشرک مشرکین پر لعنت کرتے ہیں،یہود یہود پر،نصاری نصاری پر ،ستارہ پرست ستاروں کو پوجنے والوں پر اور آگ کی عبادت کرنے والے آگ پوجنے والوں پر،یعنی ہر بعد میں آنے والا پہلے آنے والے پر لعنت کرتا ہے ﴿حتی اذاادّاركوا فيها جميعا قالت اخراهم ﴾ یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑیں تو جو آخری زمانے میں ہوئے ہوں ﴿لاولهم ﴾ اپنے پہلوں کو کہیں گے جن کے لئے یہ دین (یعنی اسلام) مشروع کیا گیا تھا ﴿ربناهؤلاء اضلونا...... قال لكل ضعف ﴾ اے رب ہمارے انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے،اللہ عزوجل فرمائے گا سب کے لئے دونا عذاب ہے چاہے وہ پہلے ہوں یا کہ پچھلے ﴿وقالت اولاهم لاخراهم فما كان لكم علينا من فضل ﴾ اور پہلے پچھلے سے کہیں گے کہ تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے یعنی تم بھی اسی طرح گمراہ ہوئے جس طرح ہم گمراہ ہوئے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۱۵۴)

☆......☆من اللباس: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر مفسرنے یہاں زینۃ کی تفسیر لباس سے کی ہے لیکن خصوصی سبب کے بجائے عموم لفظ کی طرف نظر کرتے ہوئے جمیع اقسام کی جائز زینتیں مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔(الجمل: ج۳،ص۲۸ وغیرہ)

بالاستحقاق: یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ مشاہدہ ہے کہ کفار بھی نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں تو مفسر نے جواب دیا کہ ان نعمتوں کے دنیا میں حقیقی حقدار مسلمان ہیں کفار بالتبع ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

الشرک: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں تقوی سے مراد عام تقوی ہے یعنی شرک سے بچنا، دوسرا التقوی سے گناہوں سے بچنا اور سب سے اعلیٰ درجہ کا تقوی ہے ماسوی اللہ سے بچنا۔

استکبروا: کی تفسیر "تکبروا" سے کرکے اشارہ کردیا کہ یہاں استفعال اپنے مشہور خاصہ طلب ماخذ کے لیے مستعمل نہیں۔

مالکل فریق: یہ عبارت نکال کر یعلمون کے مفعول بہ محذوف کی طرف اشارہ کردیا۔(الصاوی، ج۲،ص ۲۰۳ وغیرہ)

ایک اہم بات

بندے کا خود کو بڑا سمجھنا اور اپنے اعمال کو اچھا خیال کرنا خود پسندی کہلاتا ہے، اس کی وجہ سے عمل پر ناز، لوگوں پر بڑائی اور نفس سے راضی رہنے کی وبائیں جنم لیتی ہیں۔اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "غفلت، شہوت اور نفس کی کارستانیوں پر راضی رہنا تمام بُرائیوں کی جڑ ہے"۔ (ایقاظ الھمم شرح متن الحکم، الجزء الاول، ص ۵۰، المکتبۃ الشاملۃ)۔

رکوع نمبر ۱۲

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا﴾ تَكَبَّرُوْا ﴿عَنْهَا﴾ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا بِهَا ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ﴾ اِذَا عَرَجَ بِاَرْوَاحِهِمْ اِلَیْهَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَیُهْبَطُ بِهَا اِلٰی (سِجِّیْن) بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِ فَتُفْتَحُ لَهٗ وَیُصْعَدُ بِرُوْحِهٖ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ كَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِیْثٍ ﴿وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ﴾ یَدْخُلَ ﴿الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ﴾ ثُقْبِ الْاِبْرَةِ وَهُوَ غَیْرُ مُمْكِنٍ فَكَذَا دُخُوْلُهُمْ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ الْجَزَاءُ ﴿نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ(۴۰)﴾ بِالْكُفْرِ ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ﴾ فِرَاشٌ ﴿وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ اَغْطِیَةٌ مِّنَ النَّارِ جَمْعُ غَاشِیَةٍ وَتَنْوِیْنُهٗ عِوَضٌ مِّنَ الْیَاءِ الْمَحْذُوْفَةِ ﴿وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ(۴۱)﴾ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ مُبْتَدَاءٌ وَقَوْلُهٗ ﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ طَاقَتَهَا مِنَ الْعَمَلِ اِعْتِرَاضٌ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ خَبَرِهٖ وَهُوَ ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(42)﴾ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ حِقْدٍ كَانَ بَیْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا ﴿تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ﴾ تَحْتَ قُصُوْرِهِمْ ﴿الْاَنْهٰرُ وَقَالُوْا﴾ عِنْدَ الْاِسْتِقْرَارِ فِیْ مَنَازِلِهِمْ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا﴾ الْعَمَلِ الَّذِیْ هٰذَا جَزَاؤُهٗ ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ حُذِفَ جَوَابُ لَوْلَا لِدَلَالَةِ مَاقَبْلِهٖ عَلَیْهِ ﴿لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَیْ اَنَّهٗ اَوْمُفَسِّرَةٌ فِی الْمَوَاضِعِ الْخَمْسَةِ ﴿تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۴۳)﴾ ﴿وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ﴾ تَقْرِیْرًا وَتَبْكِیْتًا ﴿اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا﴾ مِنَ الثَّوَابِ ﴿حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ﴾ كُمْ ﴿رَبُّكُمْ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ﴾ نَادٰی مُنَادٍ ﴿بَیْنَهُمْ﴾ بَیْنَ الْفَرِیْقَیْنِ اَسْمَعَهُمْ ﴿اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ(۴۴)﴾ ﴿الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ دِیْنِهٖ ﴿وَیَبْغُوْنَهَا﴾ اَیْ یَطْلُبُوْنَ السَّبِیْلَ ﴿عِوَجًا﴾ مُعَوَّجَةً ﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ(۴۵)﴾ ﴿وَبَیْنَهُمَا﴾ اَیْ اَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ﴿حِجَابٌ﴾ حَاجِزٌ قِیْلَ هُوَسُوْرُ الْاَعْرَافِ ﴿وَعَلَی الْاَعْرَافِ﴾ وَهُوَ سُوْرُ الْجَنَّةِ ﴿رِجَالٌ﴾ اِسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُمْ سَیِّئَاتُهُمْ كَمَا فِی الْحَدِیْثِ ﴿یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا﴾ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ﴿بِسِیْمٰهُمْ﴾ بِعَلَامَتِهِمْ وَهِیَ بَیَاضُ الْوُجُوْهِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوَادُهَا لِلْكَافِرِیْنَ لِرُؤْیَتِهِمْ لَهُمْ اِذْ مَوْضَعُهُمْ عَالٍ ﴿وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ﴾ قَالَ تَعَالٰی ﴿لَمْ یَدْخُلُوْهَا﴾ اَیْ اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ الْجَنَّةَ ﴿وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ(۴۶)﴾ فِیْ دُخُوْلِهَا قَالَ الْحَسَنُ لَمْ یُطْمِعْهُمْ اِلَّا لِكَرَامَةٍ یُرِیْدُهَا بِهِمْ وَرَوَی الْحَاكِمُ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ (بَیْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ طَلَعَ

عَلَيْهِمْ رَبُّكَ فَقَالَ قُوْمُوْا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ﴿وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ﴾ اَىْ اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ ﴿تِلْقَآءَ﴾ جِهَةَ ﴿اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا﴾ فِى النَّارِ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ(۴۷)﴾

﴿ترجمہ﴾

وہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور انکے مقابل تکبر (یعنی غرور) کیا (ان پر ایمان نہ لائے) انکے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے (جب مرنے کے بعد ان کی روحیں آسمان کی طرف بلند ہوں گی تو انہیں سجین کی طرف دھکیل دیا جائے گا بخلاف مومن کے کہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسکی روح ساتویں آسمان تک بلند ہوجائے گی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے......۱...) اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک داخل (یلج بمعنی یدخل ہے) نہ ہوسوئی کے ناکے میں اونٹ (سوئی کے سوراخ میں، اور یہ ناممکن ہے تو ایسے ہی ان کا جنت میں داخلہ بھی ناممکن ہے......۲......) اور ایسی ہی (جزا) ہم مجرموں کو (کفر کا) بدلہ دیتے ہیں انہیں آگ ہی بچھونا (مھاد بمعنی فراش ہے) آگ ہی لحاف (آگ کا اوڑھنا، غواش جمع ہے غاشیۃ کی اور تنوین یائے محذوفہ کے عوض میں ہے) اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کیئے ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے (والذین امنوا......الخ مبتداء ہے اور اللہ کا فرمان لا نکلف......الخ مبتداء اور خبر کے مابین جملہ معترضہ ہے، اور اس کی خبر اولٰئک اصحٰب ......الخ ہے) وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے (ان کے مابین قلبی عداوت جو دنیا میں تھی......۳......) ان کے نیچے (یعنی ان کے محلوں کے نیچے) نہریں بہیں گی اور کہیں گے (اپنے ٹھکانوں میں پہنچ جانے کے بعد) سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی (یعنی اس عمل کی جس کی جزا جنت ہے) اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر وہ ہمیں راہ نہ دکھاتا (لولا کا جواب حذف ہے جس پر اس کا ماقبل جملہ وما کنا لنھتدی...... الخ دلالت کررہا ہے) بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے اور ندا ہوئی کہ (ان مخففہ یعنی اصل میں انہ تھا یا مفسرہ ہے پانچوں مواقع میں......۴......) یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا ......۵......(فرحت اور دلیل کے غالب ہوجانے کے طور پر) کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا (یعنی ثواب) تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا (عذاب کا) بولے ہاں اور اعلان کرنے والے (منادی نے پکار دیا) اعلان کردیا بیچ میں (فریقین کے درمیان انہیں سناتے ہوئے) کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر جو (لوگوں کو) روکتے ہیں اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین) سے اور چاہتے ہیں (طلب کرتے ہیں راستہ کی) کجی (ٹیڑھا پن) اور آخرت کا انکار رکھتے ہیں اور (جنت و دوزخ) کے بیچ ایک پردہ (روک ہے، اور کہا گیا کہ مراد اعراف کی دیوار ہے) اور اعراف......۶......پر (مراد جنت کی دیوار ہے) کچھ مرد ہونگے (جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہونگی جیسا کہ حدیث میں ہے) ہر ایک کو پہچانتے ہونگے (اہل جنت و دوزخ میں سے) ان کی

پیشانیوں سے (بسیمھم بمعنی بعلامتھم ہے، مراد مومنین کے چہرے سفید اور کافروں کے سیاہ ہونگے کہ وہ انہیں ان کی علامات سے پہچان لیں گے اپنے بلند مقام کی وجہ سے) اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام تم پر (اللہ ﷻ فرمائے گا) یہ (یعنی اصحب اعراف جنت میں) نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں (اس میں داخلے کی، حسن نے کہا کہ اعراف والوں میں جنت کی طمع صرف اس کی جنت کی کرامت کی وجہ سے پیدا ہوگی اور حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اعراف پر ہوں گے کہ رب العالمین جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں) اور جب ان کی آنکھیں (یعنی اعراف والوں کی آنکھیں) دوزخیوں کی طرف (یعنی سمت ہوں گی) کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں (آگ میں) ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واستکبروا عنها: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لاتفتح لهم ابواب السماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لایدخلون الجنة: فعل نفی ومفعول فیہ، حتی: جار، یلج الجمل فی سم الخیات: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک نجزی المجرمین لهم من جهنم مهاد ومن فوقهم غواش﴾.

و: مستانفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المجرمین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من جهنم: ظرف مستقر حال مقدم، مهاد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من فوقهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... غواش: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک نجزی الظلمین﴾.

و: عاطفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نجزی الظلمین: فعل بافاعل ومفعول۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها اولئک اصحب الجنة هم فیها خلدون﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... امنوا وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... لانکلف نفسا: فعل نفی بافاعل ومفعول...... الا: اداۃ حصر...... وسعها: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... اولئک: مبتدا...... اصحب الجنة: ذوالحال...... هم فیها خلدون: جملہ اسمیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونزعنا ما فی صدورهم من غل تجری من تحتهم الانهر﴾۔

و: عاطفہ،نزعنا: فعل بافاعل،ما: موصول،فی : جار،صدور: مضاف،هم: ضمیر ذوالحال،تجری من تحتهم الانهر: جملہ فعلیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صلہ،ملکر ذوالحال،من غل: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا الحمد لله الذی هدنا لهذا﴾۔

و: عاطفہ...... قالوا: قول...... الحمد : مبتدا...... لام: جار...... الله : موصوف...... الذی: موصول،هدنالهذا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله﴾۔

و: مستانفہ،ما: نافیہ...... کنا: فعل ناقص بااسم...... لام: جار......نهتدی: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ...... لولا: حرف امتناع شرطیہ...... ان: مصدریہ...... هدنا الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر محذوف "موجودة" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط،جواب لولا محذوف "مااهتدینا" ای لولا هدایة الله موجودة "اهتدینا" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لقد جاء ت رسل ربنا بالحق﴾۔

لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ......جاء ت رسل ربنا بالحق: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون﴾۔

و: مستانفہ، نودوا: فعل مجہول بانائب الفاعل،ان: مفسرہ،تلکم: مبتدا،الجنة: ذوالحال،اورثتموها: فعل مجہول ونائب الفاعل ومفعول، بماکنتم تعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ونادی اصحب الجنة اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا﴾۔

و: مستانفہ،اصحب الجنة : فعل وفاعل،اصحب النار : مفعول......ان: مفسرہ...... قد : تحقیقیہ،وجدنا: فعل بافاعل، ماوعدنا ربنا: موصول صلہ،ملکر مفعول اول، حقا: مفعول ثانی،ملکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ حرف استفہام،وجدتم: فعل بافاعل،ماوعد ربکم: موصول صلہ،ملکر مفعول اول......حقا: مفعول ثانی،ملکر معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نعم فاذن مؤذن بینهم ان لعنة الله علی العلمین﴾۔

قالوا: قول،نعم: حرف ایجاب "وجدناه حقا" جملہ فعلیہ محذوف مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ،ف: عاطفہ،اذن مؤذن بینهم: فعل وفاعل وظرف، ان : مفسرہ، لعنة الله: مبتدا، علی الظلمین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کفرون﴾.

الذین: موصول، یصدون عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یبغون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، وھم بالاخرۃ کفرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ھا: ضمیر ذوالحال...... عوجا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف "ھم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیمھم﴾.

و: عاطفہ، بینھما: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، حجاب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ و: عاطفہ، علی الاعراف رجال: موصوف، یعرفون کلا بسیمھم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادوا اصحب الجنۃ ان سلم علیکم﴾.

و: مستانفہ...... نادوا اصحب الجنۃ: فعل با فاعل ومفعول...... ان: مفسرہ...... سلم: مبتدا...... علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ان مفسرہ کے ساتھ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لم یدخلوھا وھم یطمعون واذا صرفت ابصارھم تلقاء اصحب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین﴾.

لم یدخلوھا: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ ھم یطمعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ہو: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ، صرفت ابصارھم: فعل مجہول ونائب الفاعل، تلقاء اصحب النار: ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، لاتجعلنا مع القوم الظلمین: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سجین، علیین اور مرنے کے بعد کے کچھ احوال:

ا...... سورۃ المطففین کے تحت محلی کی عبارت ہے کہ سجین سے مراد شیاطین اور کفار کے اعمال کی جامع کتاب ہے اور یہ قول بھی کیا گیا ہے کہ سجین سے مراد ساتوں زمین کے نیچے ایک مکان ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر کی قیام گاہ ہے۔ اور علیین سے مراد ملائکہ اور مؤمن الثقلین کے اعمال خیر کی جامع کتاب ہے اور اس بارے میں دوسرا قول ساتویں آسمان پر تحت العرش مکان کا نام علیین ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۶ ملخصاً)

آسمانوں کے دروازے کافروں کے لئے نہ کھولے جائیں گے اس سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفصل کلام یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب ﷺ سے ایک طویل روایت ہے جسے ہم کچھ اختصار کرتے ہوئے پیش کررہے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم نے اسے قبر میں دفن کردیا، نبی پاک ﷺ اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ہم

بھی حضور پرنور ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، ہمارے سروں پر پرندے جمع ہو گئے تھے نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے سر کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا: ''عذاب قبر سے پناہ مانگو''، پھر فرمایا ''مؤمن بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا استقبال کیا جاتا ہے، آسمانی فرشتے ان پر سورج کی طرح چمکدار شکلوں میں نازل ہوتے ہیں، انکے پاس جنتی کفن ہوتے ہیں، اور جنتی خوشبو یہاں تک کہ وہ مؤمنین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس مؤمن مردے کے پاس ملک الموت آتا ہے جو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے پاکیزہ روح اپنے رب کی رضا اور مغفرت کی جانب بڑھ ہو پانی کے قطرے کے بہاؤ کی سی تیزی سے نکلتی ہے پھر اس کے کفن اور خوشبو کو جنتی کفن اور خوشبو میں بدل دیا جاتا ہے، وہ پاکیزہ روح فرشتوں کے ہمراہ فرشتوں کے سرداروں کے پاس سے گزرتی ہے اور سردار کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی، اور ہر آسمان پر اس کی اچھی داد و تحسین ہوتی ہے۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو علیین میں لکھ دو، اور اسے زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میں نے ہی اسے زمین سے پیدا کیا اور میں ہی اسے اس میں پھر لے جاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا چنانچہ پھر اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔

قبر میں دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں من ربک؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ جواب دیگا کہ ربی اللہ یعنی میرا رب اللہ ہے، پھر فرشتے کہیں گے مادینک؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟ تو نیک مردہ جواب دے گا کہ دینی الاسلام پھر مردے سے تیسرا سوال ہوگا کہ ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم یعنی تیرے پاس یہ پیاری صورت والا کون بھیجا گیا؟ تو مردہ جواب دے گا کہ ھو رسول اللہ ﷺ کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتے اس مرد مؤمن سے پوچھے گے ماعملک؟ کہ دنیا میں تیرا عمل کیا تھا؟ مردہ جواب دیگا کہ قرآن پڑھنا، اس پر ایمان لانا، اور اس کی تصدیق کرنا، پھر منادی آسمان سے یہ ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، اس کے کفن کو جنتی کفن سے بدل دو، اور اسکے لئے جنتی کھڑکی کھول دو، پھر اس مردے کی روح اس کے پاس پاکیزہ صورت میں آئے گی اور اس کی قبر حد نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی اور اس کے پاس ایک بندہ حسن شکل و صورت میں اور پاکیزہ کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے مبارک ہو جس دن کے بارے میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے۔ مردہ اس سے کہے گا کہ اے حسین چہرے والے! تو کون ہے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تیرا نیک عمل ہوں پھر وہ مردہ کہے گا کہ اے رب ﷻ قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

اور کافر بندہ کہ جب وہ دنیا سے منقطع ہو کر آخرت کی جانب بڑھے گا تو اس کے پاس بُری شکل میں فرشتے آئیں گے، اور فرشتے اس کے سامنے بیٹھ جائیں گے، اور ملک الموت اس کے سر کی جانب بیٹھ جائیں گے، اور کہیں گے کہ اے خبیث روح! اللہ ﷻ کے غضب اور اس کی ناراضگی کے ساتھ جسم سے نکل! اور اس کے ساتھ وہ تمام معاملات جو مؤمن کے ساتھ اچھے انعام و اکرام کے

ساتھ ہوئے تھے وہ اس کے ساتھ بُرے طریقے سے پیش آئیں گے یہاں تک کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اللہ ﷻ ایسے بندے کے متعلق فرمائے گا کہ اے میرے فرشتوں اس کو زمین کے سب سے نچلے طبقے میں رہنے والے سجّین میں لکھ دو پھر اس کی روح (سختی سے) نکال لی جاتی ہے، پھر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے یہ آیت ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج: ۳۱)﴾

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھ کر سولات کریں گے کہ من ربک؟ مادینک؟ ماھذا الرجل الذی بعث فیکم؟ اور کافر مردہ ہر سوال کے جواب میں یہ کہے گا کہ ھاہ ھاہ (یعنی میں نہیں جانتا) پھر اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دیا جائے گا اور اس کے واسطے آگ کے دروازے کھول دئے جائیں گے، اس کی گرمی اس شخص کی جانب بڑھے گی، اس کی قبر اس کے لئے تنگ کردی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کے پاس ایک بدصورت آدمی، گندے بدبودار کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے بشارت ہو آج کے دن کے بُرے عذاب کی جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا مردہ اس بدشکل آدمی سے کہے گا کہ تو بدصورت شخص کون ہے جو بُری خبر لے کر آیا ہے؟ بدصورت شکل والا شخص کہے گا کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں، مردہ کہے گا کہ اے رب قیامت قائم نہ کرنا"۔

☆......ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ نہ تو کافروں کا کلام آسمان کی جانب بلند ہوسکے اور نہ ہی عمل"۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ نہ تو ان کے عمل آسمان کی جانب بلند ہوں اور نہ ہی ان کی دعا"۔ ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ آسمان کے دروازے نہ تو ان کی روحوں کے لئے کھولے جائیں گے اور نہ ہی ان کے اعمال کے لئے"۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۱۵۵)

کافر کا دخول جنت ہونا ناممکن ہے!

۲......اونٹ ایک بڑی جسامت والا جانور ہے اور سوئی کا ناکہ یعنی سوراخ انتہائی کم ہوتا ہے فقط اتنا کہ اس میں دھاگہ ڈالا جاسکے، ہمارا مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دھاگہ موٹا ہو تو سوئی کے ناکے میں اس کا داخل ہونا مشکل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ موٹے دھاگے کے لئے قدرے بڑے سوراخ والی سوئی استعمال کی جاتی ہے۔ بہر حال کسی نہ کسی صورت میں دھاگے کے پتلے یا موٹے ہونے پر سوئی کا انتظام کرلیا جاتا ہے مگر سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا یہ ناممکن ہے کہ اونٹ ایک عظیم الجثہ جانور ہے اور سوئی کا ناکہ اس کے مقابلے میں انتہائی باریک، جس طرح سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا ناممکن ہے بالکل اسی طرح کافر کا جنت میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔

﴿حقد کان بینھم فی الدنیا﴾کے معنی:

۳......حقد کے معنی ہیں کہ کسی کے لئے دل کا تنگ ہونا اور یہ بیماری حسد کی بنیاد ہے اور اس سے مراد قلبی نافرمانی ہے جس سے توبہ واجب ہوتی ہے۔اور نفس کا مجاہدہ بھی تا کہ اس بیماری سے خلاصی حاصل کی جاسکے۔مذکورہ آیت میں صالحین کے کبائر کا ان کے صغائر سے فرق کرنا مراد ہے۔اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں،ایک وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے دل باطنی امراض سے خالص (پاک) کر لئے ،یہ لوگ دنیا میں ایسے ہیں جیسے جنتی جنت میں ہوتے ہیں یہ لوگوں کے لئے وہ پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں ان لوگوں سے مراد حضرات انبیائے کرام علیہم السلام ہیں اور وہ جو ان کے نقش قدم پر تھے،دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو خالص نہیں کر پائے اور وہ اپنے جی میں موجود بیماریوں پر راضی نہیں ہیں،اور اپنے نفس کو ان بیماریوں پر ملامت کرتے رہتے ہیں،یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کا مجاہدہ کرتے ہیں اور ان لوگوں سے اس بات کا مواخذہ نہ کیا جائے گا،تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے دل کو خالص نہیں کر پائے،اپنے باطن میں موجود بیماریوں پر راضی ہیں،اس سے مراد فساق ہیں کہ جن پر مجاہدہ کرنا واجب ہے تا کہ اپنے نفوس کو ان آفات سے پاک کر سکیں۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۰۸)

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ فرماتے ہیں:''دل چار طرح کے ہوتے ہیں (۱) قلب اجرد اس کی مثال روشن چراغ جیسی ہے کہ جس میں نہ تو کینہ ہوتا ہے نہ ہی دھوکا اور یہ مومن کے دل کی مثال ہے۔اس کے چراغ سے مراد اس کے دل میں موجود نور ایمانی ہے۔(۲) قلب اغلف:اس سے مراد وہ دل ہے جو غلاف میں لپیٹا ہوا ہو اور یہ کافر کے دل کی مثال ہے۔(۳) قلب منکوس:اس سے مراد منافقوں کا دل ہے جو پہچان کرنے کے باوجود بھی انکار کرتا ہے۔(۴) قلب مصفح:یہ وہ دل ہے کہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوتا ہے۔پس اس دل میں موجود ایمان کی مثال اس بڑی کشتی کی طرح ہے جس میں صاف ستھرا پانی بھر جائے اور نفاق کی مثال اس زخم کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بھر جائے پس جو بھی صفت دل پر غالب آجائے وہ اسی کا مظہر بن جاتا ہے

(المعجم الصغیر للطبرانی، باب من اسمہ موسی،حصہ ۲، ص ۱۱۰)

مواضع خمسہ کا بیان:

۴......وہ پانچ مواضع جو اعراف والوں کے کلام کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہیں یہ ہیں (۱)......ان تلکم الجنة، (۲)......او ان اورثتموھا......الخ،(۳)......ان قد وجدنا ......الخ ،(۴)......ان لعنة اللہ ......الخ؛(۵)......ان افیضوا علینا من الماء.

جنتی جھنمی کو پکاریں گے:

۵......یعنی جنتی لوگ دوزخیوں کو آواز دیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے ثواب کا وعدہ واقعتاً پالیا ہے۔کیا تم سے تمہارے

رب نے عذاب کا وعدہ کیا تم نے بھی واقعتاً پالیا ہے؟ مومنین یہ سوال اپنی حالت پر مسرت کے اظہار اور دشمن کی تکلیف پر خوشی کے اظہار کیلئے کریں گے۔ جس طرح اللہ ﷻ نے پہلے ماوعدنا فرمایا تھا لیکن بعد میں وعدکم نہیں فرمایا تا کہ یہ اس تمام کو شامل ہو جائے جس کا اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا تھا مثلاً بعث، حساب اور اہل جنت کی نعمتیں، کیونکہ ان سے جو وعدہ تھا وہ صرف ان کو تکلیف دینا ہی نہ تھا بلکہ وہ تمام چیزیں تھیں جو ان کے لئے تکلیف کا باعث تھیں۔ جس طرح ان کو عذاب ملنا ان کے لئے تکلیف دہ تھا اسی طرح مومنین کو نعمتوں کا ملنا بھی ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ اس لئے دوسرے کلام میں مفعول کو حذف کیا گیا ہے تا کہ تمام امور کو شامل ہو جائے۔

(المظهری، ج:۳، ص ۳۱)

اعراف کیا ھے؟

۲...... جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ ہے، ایک قول یہ ہے کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے مابین پردہ ہوگا اور اس سے مراد وہ آڑ ہے جس کا ذکر اللہ ﷻ نے اس آیت ﴿فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (الحدید:۱۳)﴾ اور اعراف پر کچھ لوگ ہونگے، اعراف سے مراد وہ آڑ ہے جو جنت اور دوزخ کے مابین ہوگی، ایک قول کے مطابق اعراف، عرف کی جمع ہے اور اس سے مراد اونچا مکان ہے، اور اس سے مراد مرغ کی کلغی ہے جو اس کے جسم سے بلند اٹھی ہوئی ہوتی ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس آڑ کو اعراف اس لئے کہا گیا کہ اس مقام پر موجود اصحاب دیگر لوگوں کو پہچانیں گے۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے یہ فرمایا کہ اعراف پر کھڑے ہونگے۔ حضرت حذیفہ ﷜ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر تھیں، ان لوگوں کی بدیاں جہنم میں جانے کے مقابلے میں کم ہونگی اور انکی نیکیاں اتنی زیادہ ہونگی کہ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں نہ جائیں گے پس وہ اعراف پر کھڑے ہونگے یہاں تک کہ اللہ ﷻ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے، پھر وہ اللہ ﷻ کے فضل و رحمت سے جنت میں داخل ہونگے، اور یہ لوگ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونگے۔ عبد العزیز بن یحیی کنانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین فطرت پر پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے دین کو نہ بدلا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد مشرکین کے بچے ہیں، حسن کا قول ہے کہ اس سے مراد اعراف پر کھڑے ہوئے وہ اعلیٰ مرتبے کے مومنین ہونگے جو جنت اور دوزخ پر مطلع ہیں اور یہ لوگ دونوں فریقین کے احوال کو جانتے ہیں۔

(البغوی، ص ۳۰٤)

☆......☆غاشية: کی اصل غواشی یاء کی تنوین کے ساتھ، یاء پر ضمہ کی تنوین زبان پر ثقل تھی اس لئے اسے حذف کر دیا گیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی حذف کر دیا۔

اذا عرج بارواحهم: یعنی ان کی دعائیں اور اعمال، جیسا کہ مومنین کی روحیں، دعائیں اور اعمال بلند ہوتے ہیں۔

فی المواضع الخمسة: کا بیان ماقبل کردیا ہے۔ النار: سے مراد اصحاب نار ہیں، مضاف کے حذف کے ساتھ۔
معوجة: خازن کی عبارت میں ہے کہ یہاں کجی کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام اور اس طریقے کو جو مشروع کیا گیا ہے بدلنا چاہتے تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جس کی تعظیم کا اللہ نے حکم نہ دیا اس کی تعظیم کیا کرتے تھے، پس یہی وجہ ان کی گمراہی کی ہوئی۔ وھو سور الجنة: کا بیان ماقبل ''اعراف کیا ہے'' عنوان کے تحت ہو چکا ہے۔
اذا طلع علیھم ربک: یعنی جب اعراف والوں کے لیے ان کے رب نے ظاہر کردیا، مطلب یہ ہے کہ ان سے پردہ ہٹادیا کہ جس کی وجہ سے وہ جنتیوں کو دیکھ سکیں گے۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۵ وغیرہ)
اعتراض: مبتدا اور خبر کے مابین جملہ معترضہ ہے، جملہ معترضہ لانے میں حکمت یہ ہے کہ کافروں پر تنبیہ ہو جائے کہ جنت اگرچہ عظیم نعمت ہے اور بندہ اس میں بغیر کسی کلفت و مشقت کے آسان اعمال بجالانے سے چلا جائے گا، اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ جنت مکروہات کو چھوڑ دیتی ہے، (یعنی مکروہ اعمال کر کے جنت میں نہیں جایا جاسکتا)، پھر یہ کیسے کہا جائے کہ جنت آسان اعمال کے بجالانے سے مل جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں بالکارہ سے مراد خواہش نفس کی مخالفت کرنا ہے، اور یہ معاملہ بندے کی طاقت کے مطابق ہوتا ہے، پس آسان عمل سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنی طاقت کے مطابق کسی فعل صالح کو کرے اور غیر صالح کو ترک کردے۔ نادی مناد: مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں، ایک قول کے مطابق دیگر فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ مراد ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۵۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۳

﴿وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا﴾ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ﴿یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ قَالُوْا مَا اَغْنٰی عَنْكُمْ﴾ مِنَ النَّارِ ﴿جَمْعُكُمْ﴾ اَلْمَالُ اَوْ كَثْرَتُكُمْ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ(۴۸)﴾ اَیْ وَاسْتِكْبَارُكُمْ عَنِ الْاِیْمَانِ وَیَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مُشِیْرِیْنَ اِلٰی ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ﴾ قَدْ قِیْلَ لَهُمْ ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ(۴۹)﴾ وَقُرِئَ اُدْخِلُوْا بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَدَخَلُوْا فَجُمْلَةُ النَّفْیِ حَالٌ اَیْ مَقُوْلًا لَهُمْ ذٰلِكَ ﴿وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ مِنَ الطَّعَامِ ﴿قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا﴾ مَنَعَهُمَا ﴿عَلَی الْكٰفِرِیْنَ(۵۰)﴾ ﴿الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ﴾ نَتْرُكُهُمْ فِی النَّارِ ﴿كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا﴾ بِتَرْكِهِمُ الْعَمَلَ لَهٗ ﴿وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ(۵۱)﴾ اَیْ وَكَمَا جَحَدُوْا ﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بِكِتٰبٍ﴾ قُرْاٰنٍ ﴿فَصَّلْنٰهُ﴾ بَیَّنَّاهُ بِالْاَخْبَارِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ ﴿عَلٰی عِلْمٍ﴾ حَالٌ اَیْ عَالِمِیْنَ بِمَا فُصِّلَ فِیْهِ ﴿هُدًی﴾ حَالٌ مِّنَ

الْهَاءِ ﴿وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۵۲)﴾ بِهٖ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ﴾ مَا يَنْتَظِرُوْنَ ﴿اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ﴾ عَاقِبَةَ مَافِيْهِ ﴿يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ﴾ تَرَكُوا الْاِيْمَانَ بِهٖ ﴿قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ﴾ هَلْ ﴿نُرَدُّ﴾ اِلَى الدُّنْيَا ﴿فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ﴾ نُوَحِّدُ اللّٰهَ وَنَتْرُكُ الشِّرْكَ فَيُقَالُ لَهُمْ لَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ اِذْ صَارُوْا اِلَى الْهَلَاكِ ﴿وَضَلَّ﴾ ذَهَبَ ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۵۳)﴾ مِنْ دَعْوَى الشَّرِيْكِ.

﴿ترجمہ﴾

اوراعراف والے کچھ مردوں کو(دوزخیوں میں سے......۱......) پکاریں گے جنھیں ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں کہیں گے نہ دفع کرسکا تم سے(آگ) تمہارا جتھا (یعنی مال یا تمہاری کثیر تعداد) اور وہ جو تم غرور کرتے تھے(یعنی تمہارا ایمان لانے سے تکبر کرنا اور غریب مسلمانوں کے واسطے اشارہ کرکے کہنا کہ) کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا (ان کے واسطے کہا جائے گا کہ) جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ اور نہ کچھ غم (ایک قرأت میں ادخلوا مجہول بڑھا گیا ہے اور دخلوا بھی پڑھا گیا ہے اور لاخوف......الخ جملہ نفی حال ہے یعنی یہ کہ ان سے کہا جائے لاخوف......الخ) اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پینے کا پانی دو یا اس رزق......۲......(یعنی کھانے) کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے اللہ نے ان دونوں کو حرام (یعنی ممنوع) کیا ہے کافروں پر جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا تو آج ہم انہیں بھلا دینگے (یعنی انہیں چھوڑ دینگے آگ میں) جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا......۳......(کہ اس کے دن کیلئے عمل چھوڑ دیئے) اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (یعنی جیسا کہ وہ انکار کرتے تھے) اور بیشک ہم ان کے (یعنی اہل مکہ) کے پاس کتاب (یعنی قرآن) لائے ہم نے جسے مفصل بیان کردیا (یعنی ہم نے اس کی خبریں وعدے وعیدیں بیان کردیں) ہم نے بڑے علم سے (علی علم، فصلناہ کے فاعل سے حال ہے، یعنی اس کی تفصیلات سے باخبر ہیں) ھدایت (ھدی حال ہے بکتب سے) اور رحمت ایمان والوں کیلئے (جو اس پر ایمان لائیں) نہیں راہ دیکھتے (یعنی انتظار کرتے) مگر اس کے انجام (یعنی کتاب کے انجام کی) جس دن اس کا بتایا انجام (مراد قیامت کا دن ہے) وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے (یعنی ایمان چھوڑ بیٹھے تھے) بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تو ہے، کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں یا (او بمعنی ھل ہے) ہم واپس بھیجے جائیں (دنیا میں) کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں (اللہ ﷻ کی وحدانیت مانیں اور شرک چھوڑیں، ان سے کہا جائے گا نہیں اللہ ﷻ فرماتا ہے) انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں (کہ وہ ھلاکت میں پڑے) اور گم ہوگیا (یعنی گزر گیا) ان سے جو بہتان اٹھاتے تھے (یعنی شریک ہونے کے دعوے کرتے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ونادی اصحب الاعراف رجالا یعرفونھم بسیمھم قالوا ما اغنی عنکم جمعکم وما کنتم تستکبرون﴾.

و: مستانفہ، نادی اصحب الاعراف: فعل وفاعل، رجال: موصوف، یعرفونھم بسیمھم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، اغنی عنکم: فعل با فاعل وظرف لغو، جمعکم: معطوف علیہ، و ما کنتم تستکبرون: جملہ فعلیہ ماصدریہ سے ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اھؤلاء الذین اقسمتم لا ینالھم اللہ برحمۃ﴾.

ھمزہ: استفہامیہ...... ھؤلاء: مبتدا...... الذین: موصول...... اقسمتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ...... لا ینالھم اللہ برحمۃ: فعل نفی ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ادخلوا الجنۃ لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون﴾.

ادخلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... لا: نافیہ مہملہ...... خوف: مبتدا...... علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... ولا انتم تحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل...... الجنۃ: مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قد قیل لھم" کیلئے مقولہ، ملکر ماقبل "ھؤلاء" اسم اشارہ کیلئے خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادی اصحب النار اصحب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ﴾.

و: عاطفہ......نادی اصحب النار اصحب الجنۃ: فعل وفاعل ومفعول،......ان: مفسرہ...... افیضوا علینا: فعل با فاعل وظرف لغو...... من الماء: معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... مما رزقکم اللہ: معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ان مفسرہ کے ساتھ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ان اللہ حرمھما علی الکفرین الذین اتخذوا دینھم لھوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا﴾.

قالوا: قول...... ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... حرمھما: فعل با فاعل ومفعول...... علی: جار......الکفرین: موصوف......الذین: موصول......اتخذوا دینھم: فعل با فاعل ومفعول اول...... لھوا ولعبا: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......وغرتھم: فعل ومفعول......الحیوۃ الدنیا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فالیوم ننسھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا وما کانوا بایتنا یجحدون﴾.

ف: فصیحہ...... الیوم: ظرف مقدم...... ننسھم: فعل با فاعل ومفعول...... کاف: جار...... ما: مصدریہ......نسوا:

فعل بافاعل...... لقاء: مضاف، یومھم: موصوف، ھذا: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... ما: مصدریہ، کانوا بایتنا یجحدون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "نسیا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد جئنھم بکتب فصلنہ علی علم ھدی ورحمۃ لقوم یومنون﴾۔

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جئنھم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، کتاب: موصوف، فصلنہ: فعل بافاعل ۂ ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ لقوم یومنون: شبہ جملہ معطوف، ملکر حال ثانی ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ھل ینظرون الا تاویلہ یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاء ت رسل ربنا بالحق﴾۔

ھل: حرف استفہام للانکار...... ینظرون: فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... تاویلہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... یوم: مضاف...... یاتی تاویلہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم...... یقول: فعل...... الذین نسوہ من قبل: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول...... قد: تحقیقیہ...... جاء ت رسل ربنا بالحق: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا﴾۔

ف: مستانفہ...... ھل: حرف استفہام...... لنا: ظرف مقدم...... من: زائدہ...... شفعاء: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: سببیہ...... یشفعوا لنا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب استفہام واقع ہے۔

﴿او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل﴾۔

او: عاطفہ...... نرد: فعل مجہول بانائب الفاعل...... ف: سببیہ...... نعمل: فعل بافاعل...... غیر: مضاف...... الذی کنا نعمل: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب استفہام واقع ہے۔

﴿قد خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾۔

قد: تحقیقیہ...... خسروا انفسھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... ضل عنھم: فعل وظرف لغو...... ما کانوا یفترون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قد خسر" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جہنمی جنتی کو پکاریں گے:

۱...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب اعراف پر کھڑے ہوئے لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اہل جہنم

چاہیں گے کہ ان کی کلفت جنتیوں کے صدقے دور ہو، لہٰذا اس مقصد کے لئے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں فریاد رسی کریں گے کہ مولا! ہمارے قرابت دار جنت میں ہیں تو ہمیں اجازت دے تو ہم انہیں دیکھیں، اور ان سے کلام کریں، انہیں اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے عزیزوں کو جنت میں دیکھیں گے اور ان پر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام واکرام ہوا ہے اسے جان لیں گے۔ اور جنتی اپنے عزیزوں کو جہنم میں دیکھیں گے اور وہ انہیں انکے سیاہ چہروں کی وجہ سے نہ پہچان پائیں گے۔ جہنمی جنتی کو انکے ناموں سے پکاریں گے اسی طرح آدمی اپنے باپ اور بھائی کو پکارے گا کہ میں جل چکا ہوں مجھ پانی ڈالو تو ان جنتیوں سے کہا جائے گا کہ انہیں جواب دو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پانی اور کھانے کو جہنمیوں پر حرام کیا ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۴۰۵)

مکالمہ گوئی کا مقصد :

۲......یہ مکالمہ گوئی جو اہل اعراف اور اہل جہنم کے مابین ہوئی یا جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین ہوئی اس کے بیان کرنے کا مقصد محض قصہ گوئی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اے انسانوں! تم ان باتوں سے عبرت حاصل کرو، اور وہ قصور اور لغزشیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے نامور جہنم کے حقدار قرار پائے ان سے اجتناب کرو، ورنہ انجام تمہارا بھی وہی ہے جو ان کا ہوا اور ان غلطیوں میں سب سے بڑی بڑی غلطیاں یہ ہیں (۱) احکام الٰہی کو لہو لعب سمجھنا یعنی سنجیدگی سے ان کو قبول نہ کرنا بلکہ ان کو مذاق اور کھیل بنائے رکھنا جی چاہا تو عمل پیرا ہوئے اور جی نہ چاہے تو ہم کسی کے پابند نہیں ہیں معاذاللہ۔ (۲) انسان دنیا کی محبت میں ایسا منہمک ہو جائے کہ اسے حلال وحرام کی تمیز ہی نہ رہے۔ (۳) قیامت کے دن کا انکار کرے۔

اگر اللہ نے بھلا دیا تو!

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرے گا جیسا معاملہ فراموش کئے گئے لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بھول جائے اور اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں جیسا کہ فرمایا ﴿قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى (طٰہٰ:۵۲)﴾ ان (قوموں) کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب نہ بھولے نہ بہکے، اس آیت میں ننسٰھم کما نسوا بطور مقابلہ و مشاکلہ کہا جیسا کہ ﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ (التوبۃ:۶۷)﴾ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے تو اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا ہے، اور فرمایا کہ ﴿قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ:۱۲۶)﴾ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تجھے بھلا دیا جائے گا، اسی طرح ﴿وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا (الجاثیۃ:۳۴)﴾ اور ان سے کہہ دیا گیا کہ آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کو فراموش کر دیا ہے اور انہیں عذاب دینا فراموش نہیں کیا ایک اور روایت میں آپ یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی انہیں اسی طرح ترک کر دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی

ملاقات کو ترک کیے رکھا، مجاہد یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ ہم انہیں آگ میں چھوڑ دیں گے، سدی کا قول ہے کہ ہم انہیں اپنی رحمت سے ترک کر دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کے لئے اعمال کو ترک کیے رکھا۔ (ابن کثیر، ج ٢، ص ٢٧٣)

☆...... اللہ عزوجل قیامت کے دن بندے سے پوچھے گا کیا میں نے تمہیں بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تم پر اپنا کرم نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہارے لئے گھوڑے، اونٹ اور مویشی مسخر نہیں کیے تھے؟ تو سرداری کرتا تھا اور خوشحال زندگی بسر کرتا تھا، وہ عرض کرے گا کیوں نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تجھے یقین تھا کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہوگی؟ وہ کہے گا نہیں، تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ آج میں بھی تمہیں اسی طرح فراموش کرتا ہوں جس طرح تم نے مجھے بھلائے رکھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقاق، باب الدنیا سجن المؤمن رقم: ٢٩٦٨/٧٣٣٢، ص١٤٥٦)

☆......☆من الطعام: پانی اور کھانے دونوں کو شامل ہے جس طرح افیضوا، القوا کے معنی کو متضمن ہے۔

عاقبة ما فيه: یعنی قیامت میں، ان کافروں کے عذاب سے متعلق جو خبریں قرآن میں ہیں۔ بتر کھم فی النار: یعنی اللہ ان کی دعا کو قبول نہ کرے گا اور نہ ہی ان کی کمزوری و رسوائی پر رحم کرے، بلکہ انہیں آگ میں جلتا چھوڑ دیگا جیسا کہ انہوں نے اعمال صالحہ بجالانا چھوڑ دیئے تھے۔

بالاخبار والوعد ......الخ: یعنی مجید میں ہم نے نو اقسام کی تفاصیل رکھی ہیں جسے کسی شاعر نے یوں تعبیر کیا ہے۔

حلال حرام محكم متشابه: بشير نظير قصة عظة مثل.

من دعوى الشريك: جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ شریک بھی کچھ نفع دیتے ہیں، اور جب کفار ان بتوں کی عبادت انہیں اللہ عزوجل کا شریک جان کر کرتے ہیں تو پھر ان بتوں کو اللہ عزوجل کے حضور ان کافروں کی شفاعت بھی کرنی چاہیے۔ (الجمل، ج ٣، ص ٤٥ وغیرہ)۔

بتركهم العمل له: میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف حذف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی ﴿كما نسوا العمل للقاء يومهم هذا﴾۔ الى ضعفاء المسلمين: جنہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دیتے تھے، اور مشرکین ان پر سختی کرتے تھے، جیسا کہ حضرت صہیب، بلال حبشی، سلمان، خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ اصحاب کے ساتھ ہوا۔ منعهما: جنتیوں کا دوزخیوں سے یوں کہنا کہ اللہ نے ہمیں تم پر پانی اور رزق وغیرہ ڈالنے سے منع کیا ہے، یہ ممانعت مجاز کے قبیلے سے ہے تاکہ ان سے موت کی تکلیف منقطع ہو جائے اور یہ بھی جان لیں کہ جنتی دوزخی کے مابین اسباب منقطع ہو چکے ہیں اور اللہ جنتی کے دل سے دوزخی کے بارے میں پیدا ہونے والے رحم کو کھینچ لیتا ہے تاکہ دوزخیوں پر جو عذاب متحقق ہو چکا ہے وہ اس کا مزہ چکھ لیں۔ (الصاوی، ج ٢، ص ٢٦٠ وغیرہ)

رکوع نمبر ١۴

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا ، اَىْ فِىْ قَدْرِهَا لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ ثَمَّ

شَمْسٍ، وَلَوْ شَاءَ خَلَقَهُنَّ فِي لَمْحَةٍ، وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِيْمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتَ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ هُوَ فِي
اللُّغَةِ سَرِيْرُ الْمَلِكِ اسْتِوَاءً يَلِيْقُ بِهِ ﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ﴾ مُخَفَّفًا وَمُشَدَّدًا اَيْ يُغَطِّيْ كُلًّا مِّنْهُمَا بِالْاٰخَرِ
﴿يَطْلُبُهُ﴾ يَطْلُبُ كُلٌّ مِّنْهُمَا الْاٰخَرَ طَلَبًا ﴿حَثِيْثًا﴾ سَرِيْعًا ﴿وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ﴾ بِالنَّصْبِ عَطْفًا
عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالرَّفْعِ مُبْتَدَاءً خَبَرُهُ ﴿مُسَخَّرَاتٍ﴾ مُذَلَّلَاتٍ ﴿بِاَمْرِهٖ﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ﴾ جَمِيْعًا ﴿
وَالْاَمْرُ﴾ كُلُّهٗ ﴿تَبٰرَكَ﴾ تَعَاظَمَ ﴿اللّٰهُ رَبُّ﴾ مَالِكُ ﴿الْعٰلَمِيْنَ (٥٤)﴾ ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا﴾ حَالٌ
تَذَلُّلًا ﴿وَّخُفْيَةً﴾ سِرًّا ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (٥٥)﴾ فِي الدُّعَاءِ بِالتَّشَدُّقِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي
الْاَرْضِ﴾ بِالشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ ﴿بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ بِبَعْثِ الرُّسُلِ ﴿وَادْعُوْهُ خَوْفًا﴾ مِّنْ عِقَابِهٖ ﴿وَّطَمَعًا﴾
فِيْ رَحْمَتِهٖ ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (٥٦)﴾ الْمُطِيْعِيْنَ وَتَذْكِيْرُ قَرِيْبٍ الْمُخْبَرِ بِهٖ عَنْ رَحْمَةٍ
لِاِضَافَتِهَا اِلَى اللّٰهِ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ﴾ اَيْ مُتَفَرِّقَةً قُدَّامَ الْمَطَرِ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِسُكُوْنِ الشِّيْنِ تَخْفِيْفًا وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا وَفَتْحِ النُّوْنِ مَصْدَرًا وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا وَضَمِّ الْمُوَحَّدَةِ بَدَلَ
النُّوْنِ اَيْ بُشْرًا، وَمُفْرَدُ الْاُوْلٰى (نُشُوْرًا) (كَرَسُوْلٍ) وَالْاٰخِرَةِ (بَشِيْرٌ) ﴿حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ﴾ حَمَلَتِ الرِّيٰحُ ﴿
سَحَابًا ثِقَالًا﴾ بِالْمَطَرِ ﴿سُقْنٰهُ﴾ اَيِ السَّحَابَ وَفِيْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ﴾ لَا نَبَاتَ بِهٖ اَيْ لِاِحْيَائِهَا
﴿فَاَنْزَلْنَا بِهِ﴾ بِالْبَلَدِ ﴿الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ﴾ بِالْمَاءِ ﴿مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذٰلِكَ﴾ الْاِخْرَاجِ ﴿نُخْرِجُ
الْمَوْتٰى﴾ مِنْ قُبُوْرِهِمْ بِالْاِحْيَاءِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (٥٧)﴾ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ﴾ الْعَذْبُ التُّرَابُ ﴿
يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ﴾ حَسَنًا ﴿بِاِذْنِ رَبِّهٖ﴾ هٰذَا مَثَلٌ لِلْمُؤْمِنِ يَسْمَعُ الْمَوْعِظَةَ فَيَنْتَفِعُ بِهَا ﴿وَالَّذِيْ خَبُثَ﴾ تُرَابُهٗ
﴿لَا يَخْرُجُ﴾ نَبَاتُهٗ ﴿اِلَّا نَكِدًا﴾ عُسْرًا بِمَشَقَّةٍ وَهٰذَا مَثَلٌ لِلْكَافِرِ ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا بَيَّنَّا مَا ذُكِرَ ﴿نُصَرِّفُ﴾
نُبَيِّنُ ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ (٥٨)﴾ اللّٰهَ، فَيُؤْمِنُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان وزمین چھ دن......١...... میں بنائے (یعنی دنیاوی دنوں کے اعتبار سے یعنی اتنے وقت میں، اس وقت سورج تو تھا نہیں اگر اللہ ﷻ چاہتا تو ایک لمحہ میں ایسا کر دیتا لیکن اس نے مہلت سے کام لیکر مخلوق کو جلدی نہ کرنے کی تعلیم دی) پھر عرش پر استواء فرمایا (لغت میں عرش شاہی تخت کو کہتے ہیں اور استواء ایسا جو اس کی شان کے لائق ہو......٢......) رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے (لفظ یغشی تخفیف وتشدید دونوں لغتوں کے ساتھ ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کو چھپاتے

ہیں) طلب کرتا ہے (ان میں سے ہر ایک دوسرے کو طلب کرتا ہے) جلد (حثیثاً بمعنی سریعا ہے) سورج چاند ستارے کو (والنجوم، سموت پر عطف ہونے کی صورت میں منصوب ہے اور مرفوع مبتداء کی وجہ سے ہے اور اس کی خبر مسخرات ہے) پابند ہیں (مسخرات بمعنی مذللات ......۳...... ہے) اس کے حکم کے (یعنی اس کی قدرت کے) سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا (سب کا) اور حکم دینا (سب کو) بڑی برکت والا ہے (تبارک بمعنی تعاظم ہے) اللہ رب (یعنی مالک) سارے جہاں کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ......۴...... (تضرعا حال ہے بمعنی تذللا) اور آہستہ (خفیۃ بمعنی سرا ہے) بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں (دعا میں کثرت کلام تو ہو حضوریٔ قلب نہ ہو، اور آواز بھی بلند ہو) اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ (شرک اور معصیت کرکے) اس کے سنور جانے (یعنی رسول کو بھیجنے) کے بعد اور اس سے دعا کرو ڈرتے (اس کے عذاب سے) اور طمع کرتے (اس کی رحمت کی) بیشک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے (محسنین بمعنی مطیعین ہے اور لفظ قریب کا مذکر لانا جس سے مراد رحمت ہے اسم جلالت اللہ ﷻ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ہے) اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی (یعنی بارش سے پہلے ہی پھیل جاتی ہیں اور لفظ بشراً ایک قرأت میں شین کے سکون کی حالت میں اور دوسری قرأت میں نون مفتوح اور سکون شین کے ساتھ بطور مصدر ہے اور ایک قرأت میں سکون شین اور باء کی ضمہ کے ساتھ بشرا کے معنی میں ہے اور اول قرأت کا مفرد نشور بروزن رسول ہے اور آخری قرأت پر بشیر ہے) یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں (ہوائیں) بھاری بادل (بارش کے) چلاتے ہیں ہم اسے (یعنی بادل، سقنہ میں غائب یعنی وھو الذی یرسل سے التفات ہے) مردہ شہر کی طرف (جس میں سبزہ نہیں ہوتا یعنی اسے حیات حاصل نہیں) پھر ہم نے (مردہ شہر میں) پانی اتارا پھر ہم نے اس (پانی) سے طرح طرح کے پھل نکالے اسی طرح (نکالنا ہے) ہم ارا مردوں کو (انہیں قبروں سے زندہ کرکے) کہیں تم نصیحت مانو (ایمان لاؤ) اور جو پاک زمین ہے (یعنی خوشگوار مٹی ہے) اس کا سبزہ (اچھا) نکلتا ہے اللہ کے حکم سے (یہ مومن کی مثال ہے کہ وہ نصیحت سنتے اور اس سے نفع اٹھاتے ہیں) اور جو (مٹی) خراب ہے اس میں نہیں نکلتا (اس کا سبزہ) مگر تھوڑا (مشقت کے ساتھ، یہ کافر کی مثال ہے ......۵......) یوں ہی (جیسا کہ ہم نے بیان کیا جو مذکور ہوا) ہم بیان کرتے ہیں (نصرف بمعنی نبین ہے) آیتیں ان کے لیے جو احسان مانیں (اللہ ﷻ کا اور ایمان لائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یغشی الیل النھار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ﴾۔

ان ربکم: حرف مشبہ واسم ...... اللہ: موصوف ...... الذی: موصول ...... خلق: فعل بافاعل ...... السموت: معطوف علیہ ...... والارض: معطوف اول ...... و: عاطفہ ...... الشمس: معطوف علیہ ...... والقمر والنجوم: معطوفان، ملکر ذوالحال،

مسخرت بامرہ: شبہ جملہ حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، فی ستة ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ ......استوی: فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال......یغشی: فعل بافاعل...... الیل: ذوالحال......یطلبہ: فعل بافاعل ومفعول، حثیثا: مصدر محذوف "طلبا" کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول اول، النہار: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، علی العرش: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا لہ الخلق والامر تبرک اللہ رب العلمین﴾۔

الا: اداۃ تنبیہ...... لہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الخلق: معطوف علیہ...... والامر: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... تبارک: فعل...... اللہ: موصوف...... رب العلمین: صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انہ لا یحب المعتدین﴾۔

ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... تضرعا: معطوف علیہ...... وخفیة: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل،......ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انہ: حرف مشبہ واسم...... لایحب المعتدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ خوفا وطمعا﴾۔

و: مستانفہ...... تفسدوا: فعل نہی بافاعل......فی الارض: ظرف لغو......بعد اصلاحہا: ظرف، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......خوفا وطمعا: ملکر حال، ملکر فاعل......ہ: ضمیر مفعول، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان رحمت اللہ قریب من المحسنین﴾۔

ان رحمة اللہ: حرف مشبہ واسم...... قریب من المحسنین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنہ لبلد میت﴾۔

و: عاطفہ......ھو: مبتدا......الذی: موصول......یرسل: فعل بافاعل...... الریح: ذوالحال......بشرا: حال، ملکر مفعول...... بین یدی رحمتہ: ظرف...... حتی: جار...... اذا: ظرفیہ شرطیہ...... اقلت: فعل بافاعل...... سحابا ثقالا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سقنہ لبلد میت: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات﴾۔

ف: عاطفہ...... انزلنا بہ الماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اخرجنابہ: فعل بافاعل وظرف لغو...... من کل الثمرت: ظرف مستقر "رزقا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿كذلك نخرج الموتى لعلكم تذكرون﴾.

كذلك: ظرف مستقر "تصريفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نخرج الموتى: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لعلكم: فعل رجاء بااسم...... تذكرون: جملہ خبر، ملکر جملہ۔

﴿والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذى خبث لا يخرج الا نكدا﴾.

و: مستانفہ...... البلد الطيب: مرکب توصیفی ہوکر مبتدا...... يخرج: فعل، نباته: ذوالحال ...... باذن ربه: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو: عاطفہ...... الذى خبث: موصول صلہ، ملکر "البلد" موصوف کیلئے صفت ملکر مبتدا، لا يخرج: فعل نفی ہو ضمیر مستتر ذوالحال...... الا: اداۃ حصر، نكدا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذلك نصرف الايت لقوم يشكرون﴾.

كذلك: ظرف مستقر "تصريفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نصرف الايت: فعل بافاعل ومفعول...... لام: جار...... قوم: موصوف...... يشكرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

لفظ یوم کی تحقیق:

لے...... اللہ عزوجل نے فرمایا کہ فی ستة ايام یعنی چھ دنوں میں، علامہ راغب اصفہانی علیہ رحمۃ الغنی فرماتے ہیں کہ یوم کا لفظ طلوع شمس سے غروب شمس تک کا کہلاتا ہے اور کبھی یوم سے مراد مطلقاً زمانہ بھی ہوتا ہے۔ (المفردات، ص٥٥٤)

علامہ زبیدی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ یوم کا مشہور و معروف معنی طلوع شمس سے لیکر غروب شمس تک کا ہے، جبکہ منجمین کے نزدیک اس کا معنی ایک طلوع شمس سے لیکر دوسرے طلوع شمس تک کی مقدار کا نام یوم ہے یا ایک غروب سے لیکر دوسرے غروب تک کی مقدار اور مطلقاً زمانہ کے معنی میں بھی یوم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے (تاج العروس، ج ٩، ص ١١٥)

عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ چھ دنوں سے مراد اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ ہیں اور انہی دنوں میں ساری مخلوق مجتمع ہوئی، اور انہی دنوں میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ ان دنوں کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے ہر دن دنیا کی مقدار کے برابر تھا یا ہزار سال کا، جیسا کہ مجاہد اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ نے تصریح کی ہے اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی ہے۔ بہر حال ہفتے کے روز مخلوق کی پیدائش نہیں ہوئی کیونکہ یہ ساتواں دن ہے اور اسے سبت کا نام دیا گیا ہے اور سبت کے معنی ہیں قطع کرنا۔ (ابن کثیر، ج ٢، ص ٢٧٤)

☆...... عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِیْ فَقَالَ: "خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ

وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ عليه السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ". حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اللہ عزوجل نے ہفتے کے دن مٹی (یعنی زمین) کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے، پیر کے دن درخت اور منگل کے روز ناپسندیدہ چیزیں، بدھ کے دن نور اور جمعرات کے روز جانور پیدا کئے اور جمعہ کے دن کی آخری ساعتوں میں عصر سے مغرب کے مابین حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا"۔ (صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة و الجنة، باب ابتداء الخلق، رقم: ۷۰۵۴/۲۷۸۹، ص ۱۳۷۴)۔

حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کے بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ امام بخاری اور دیگر حفاظ حدیث نے اس حدیث پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے یعنی یہ مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ اسرائیلیات میں سے ہے۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ۲۷٤)

حضرت عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اتوار اور پیر کے روز زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں منگل اور بدھ کو دو دنوں میں اس کے باشندوں کی روزی مقرر کی اور جمعرات اور جمعہ کو دو دنوں میں آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کی آخری ساعتوں میں یعنی عصر سے مغرب کے درمیانی وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کو عجلت میں پیدا کیا اور یہی وہ ساعت ہے کہ جس میں قیامت قائم ہوگی۔ (کتاب الاسماء و صفات للبیہقی، ص ۳۸۳)

زمین و آسمان کی پیدائش کے بارے میں متعدد مضطرب اور متعارض روایات مروی ہیں ان میں وہی روایت معتبر ہیں جو قرآن مجید کے مطابق ہوں۔

"اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے" کے معانی:

۲..... علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد۳، ص۱۵۸ وغیرہ پر استوائے باری عزوجل کے بارے میں فرماتے ہیں، اس مسئلے میں کہ اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے اس بارے میں شیخ ابن تیمیہ کے باطل عقیدے کا رد اور ساتھ ہی ساتھ صحیح اسلامی عقیدے کا پرچار کرتے ہوئے ہم درج ذیل ایک اہم اور تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں چنانچہ شیخ ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ "اللہ عزوجل پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اپنی صفات بیان کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ عزوجل کی صفات بیان کی ہیں ان پر بغیر کسی تحریف و تکییف اور تمثیل کے ایمان لایا جائے، مطلب یہ کہ ان صفات کی نہ تو کوئی تاویل کی جائے اور نہ ہی ان کی مخلوق کے ساتھ کوئی مثال دی جائے، بلکہ یہ ایمان رکھا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے جس چیز کے ساتھ خود کو موصوف کیا ہے اس کی نفی نہ کی جائے، اور اللہ عزوجل کے کلمات کو نہ بدلا جائے، اور اس کے اسماء اور آیات کو نہ بدلا جائے، اور

نہ ہی ان کا کوئی معنی متعین کیا جائے، اور نہ مخلوق کی صفات سے ان کی مثال دی جائے کیونکہ اللہ ﷻ کا کوئی ہم نام ہے نہ کوئی کفو ہے، نہ کوئی اس کا مثل ونظیر ہے، نہ اس کا مخلوق پر قیاس کیا جائے، کیونکہ اللہ ﷻ خود اپنے کو اور دوسروں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا قول سب سے زیادہ سچا ہے پھر اس کے تمام رسول سچے ہیں نہ خلاف ان لوگوں کے جو بغیر علم کے اللہ ﷻ کے متعلق باتیں کرتے ہیں اسی لئے اللہ ﷻ نے فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ ٥وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ٥وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥(الصافات، ١٨٠تا١٨٢)﴾

رسولوں کے مخالفین اللہ ﷻ کی جو صفات بیان کرتے ہیں اللہ ﷻ نے ان سے اپنی برائت فرمائی ہے۔ اور رسولوں نے جو اللہ ﷻ کی نقص وعیب سے جو برائت بیان کی تھی ان پر سلام بھیجا ہے اللہ ﷻ کے لئے سمع اور بصر ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ انه هو السمیع البصیر ٥ اللہ ﷻ کے لئے چہرہ ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام ٥اور کل شیء هالک الا وجهه ٥ اور اللہ ﷻ کے دو ہاتھ ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ٥اور اللہ ﷻ کے لئے دو آنکھیں ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا و اصبر لحکم ربک فانک باعیننا ٥اور اللہ ﷻ کے لئے عرش پر استواء ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا الرحمن علی العرش استوی ٥اور اس طرح کی سات آیتیں ہیں۔

(العقیدة الواسطیه مع شرحه، ص ٦٣۔١٥ ملخصاً مطبوعه دار السلام ریاض)

اس کے بعد احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ ﷻ آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے لائق نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات کے آخری تہائی حصے میں ہمارا رب ﷻ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اور اللہ ﷻ خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو گم شدہ اونٹنی کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ کی ٹانگ اور قدم ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا حتی کہ وہ کہے گی کہ کیا اور زیادہ بھی ہیں حتی کہ اللہ ﷻ اس میں اپنی ٹانگ رکھ دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)۔ (العقیدة الواسطیه مع شرحه، ص ٨٣۔٨٠ ملخصاً مطبوعه دار السلام ریاض)۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، شیخ ابن تیمیہ کے نظریے ''استواء'' اور صفات میں اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ ﷻ کے لئے ہاتھ پیر چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں۔ اور اللہ ﷻ عرش پر بذاتہ مستوی ہے اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہیں، اسی وجہ سے ابن تیمیہ کے متعلق کہا گیا کہ وہ اللہ ﷻ کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے''۔

(الدرر الکامنه، ج١، ص ١٥٤، مطبوعه دار الجلیل بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اللہ ﷻ جسمیت، جہت اور انتقال سے موصوف ہے اور وہ عرش کے برابر ہے، نہ چھوٹا، نہ بڑا، اللہ ﷻ اس قبیح افتراء سے پاک ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

(الفتاوی الحدیثیہ، ص ۱۰۰، مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی و اولادہ بہ مصر)

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں: اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور یہ ایسا استواء نہیں ہے جیسا ایک جسم کا دوسرے پر استواء ہوتا ہے کہ وہ اس سے مماس ہوتا ہے یا اس کی محاذات (سمت) میں ہوتا ہے۔ بلکہ جو استواء اس کی شان کے لائق ہو جس کو اللہ ﷻ ہی زیادہ جاننے والا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور مخلوق کے ساتھ اس کی مشابہت کی نفی کی جائے، رہا یہ کہ استواء علی العرش سے مراد عرش پر غلبہ ہو تو یہ ارادہ بھی جائز ہے۔ البتہ اس ارادہ کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور واجب وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے البتہ اگر یہ خدشہ ہو کہ عام لوگ استواء سے وہی معنی سمجھیں گے کہ جو جسم کے لوازم سے ہے کہ اللہ ﷻ عرش سے متصل ہے یا عرش کی محاذات میں ہے تو استواء کو غلبہ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کتاب اور سنت میں جو ایسے الفاظ ہیں جس سے جسمیت ظاہر ہوتی ہے مثلاً انگلی، قدم اور ہاتھ اس پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ انگلی اور ہاتھ وغیرہ اللہ ﷻ کی صفت ہیں ان سے مراد مخصوص اعضاء نہیں ہیں بلکہ وہ معنی مراد ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور اللہ ﷻ ہی اس معنی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہاتھ اور انگلی کی تاویل قدرت اور قہر سے کی جاتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حجر اسود اللہ ﷻ کا دایاں ہاتھ ہے اس کی تاویل کی جاتی ہے تاکہ عام لوگوں کی عقلیں اللہ ﷻ کی جسمیت کی طرف نہ منتقل ہوں اس تاویل سے یہ ارادہ بھی ممکن ہے لیکن اس پر جزم اور یقین نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے اصحاب (ماتریدیہ) کے قول کے مطابق یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا میں اس کی مراد متوقع نہیں۔

(مسائرہ مع شرح المسامرہ، ج ۱، ص ۳۶۔۳۱ ملخصاً، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مکران)

☆...... امام مالک نے عمر بن الحکم سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ایک باندی بکریوں کو چراتی تھی۔ ایک دن ایک بکری گم ہوگئی میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے مجھے اس پر افسوس ہوا میں بھی آخر انسان ہوں میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، اور مجھ پر پہلے سے ایک غلام آزاد کرنا تھا کیا میں اس غلام کی جگہ اس باندی کو آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اللہ ﷻ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، آپ ﷺ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آزاد کردو۔ (الموطا رقم: ۱۵۱۱، ابو داؤد برقم: ۹۳۰)

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے اس باندی سے جو سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، تمام اہل سنت (یعنی محدثین) اس پر متفق ہیں اور وہ یہی کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اللہ عرش پر مستوی ہے اور اللہ ﷻ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے اور یہ قرآن مجید کی ان آیات سے بالکل ظاہر ہے ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ

بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ (الملک:۱۶)﴾ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعاً اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر:۱۰)﴾ ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:۴)﴾.

قرآن مجید میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں اور ہم نے اپنی کتاب التمھید میں اس سے زیادہ بیان کی ہیں۔

(الاستذکار، ج۲۳، ص۱۶۸-۱۶۷ ملخصاً، مطبوعہ بیروت)

امام ابوبکر بن فورک نے بعض سے روایت کیا ہے کہ استواء کے معنی بلند ہے، یعنی اللہ ﷻ عرش پر بلند ہے اور اس بلندی سے مسافت اور مکان کی بلندی مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ ہو جو جگہ دوسری جگہ سے بلند ہو، بلکہ اس سے مراد وہ بلندی ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور ثم کا تعلق مستوی علیہ کے ساتھ ہے نہ کہ الاستواء کے ساتھ۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے سلف صالحین میں یہ مشہور ہے کہ اس کی مراد اللہ ﷻ پر چھوڑ دی جائے، صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ عرش پر اس طرح مستوی ہے جیسا اس نے ارادہ کیا ہے اگرچہ وہ ٹھہرنے اور جگہ پکڑنے سے پاک ہے۔ اور استواء کی تفسیر استیلاء سے کرنا بُری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ استواء کا معنی استیلاء ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا غالب ہونا اللہ ﷻ کے غالب ہونے کی طرح ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ ایسا غالب ہے جیسا کہ اس کی شان ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ عرش پر ایسا مستوی ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۵۲۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے تحت صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ "یہ استواء متشابہات میں سے ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب، حضرت مترجم قدس سرہ العزیز نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۹۹)

دھریت کا رد:

۳.....آیت مبارکہ ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثاً وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف:۵۴)﴾ میں دھریت کا رد ہے کیونکہ وہ اللہ ﷻ کو مانتے ہی نہیں اور اللہ ﷻ کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں گویا کہ یہ کائنات یونہی بن گئی ہے۔ متذکرہ آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ کی شان کا بیان ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہی عالمین کا رب ہے

دعا عبادت کا مغز ہے:

ے……اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی بارگاہ میں دعا مانگی جائے انسان نے جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان جان لی کہ وہ مالک ہے اور تمام کائنات کا پالنے والا ہے تو اب چاہئے کہ بندہ دعا کا سہارا لیتے ہوئے اپنی جائز حاجتوں اور پریشانیوں کے دفع کے لئے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ صمدیت میں دعا کرے، اور اس کی بارگاہ میں خوف اور طمع دونوں کی امید رکھے، کیونکہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ"، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا عبادت کا مغز ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب ومنہ، رقم: ۳۳۸۲، ص ۹۷۳)

☆……حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرو اور قبولیت کا یقین رکھو اور جان لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ غافل دل سے مانگی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا"۔ (ایضا، باب ما جاء فی جامع الدعوات، رقم: ۳۴۹۰، ص ۱۰۰۱)

علماء فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مصیبت دور کرنے کے لئے دعا میں اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت آسمان کی جانب بلند کرے اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی جانب بلند کرے۔

(فتح الباری، کتاب الاستسقاء، باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء، ج ۲، ص ۶۵۸)

اچھی زمین کی پیداوار اچھی:

۵……اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا کہ جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا، اچھی زمین سے مراد مومنین ہیں اور اس کے سبزہ سے ان کا عمل مراد ہے۔ مومنین کے قلب پر نزول قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے پاک زمین پر بارش، جب مومن پر قرآن پڑھا جائے تو وہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور ان سے ان قرآن کے نتیجے میں طاعات، عبادات اور اخلاق حمیدہ کا صدور ہوتا ہے۔ اور کافر کی مثال اس ردی اور بنجر زمین کی طرح ہے کہ جس سے بارش ہونے پر فائدہ نہ اٹھایا جائے، یہی وجہ ہے کہ جب کافر قرآن کو سنتا ہے تو اس سے اس کے کفر اور سرکشی میں زیادتی ہی ہوتی ہے اور وہ قرآن سے نفع نہیں اٹھاتا

(الجمل، ج ۳، ص ۵۴)

یہاں موضوع کی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کرنا چاہوں گا جسے میں نے معتبر علماء سے سنا ہے لیکن (تادم بیان کہیں کسی کتاب پڑھا نہیں ہے) ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے ان کی گھنی داڑھی کے بارے میں پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور میری داڑھی (یعنی سائل کی) مختصر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ "اے شخص کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی کہ جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ زیادہ اگاتی ہے اور جو پلید ہوتی ہے وہ کم اگاتی ہے، تیری زمین پلید ہے اس لئے اس نے کم اگایا اور میری زمین اچھی ہے اس لئے اس نے زیادہ اگایا"۔ یہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمی استطاعت کا بخوبی پتہ چل گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن پر کتنا عبور حاصل تھا۔

☆……☆مذللات: بمعنی مسخرات ہیں یعنی وہ (امور یا چیزیں) جن سے تسخیر کا ارادہ کیا جائے مثلاً طلوع، غروب، رجوع، مسیرو

غیرہ۔ (الجمل،ج۳،ص۴۹)

استواء یلیق بہ: ماقبل مفصل کلام ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ کیجئے۔ای یغطی کلا منهما بالاخر: یہاں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ میں کچھ محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے''ویغشی النهار اللیل''،اور مذکورہ جملے کی تائید اس فرمان ﴿یکور اللیل علی النهار ویکور النهار علی اللیل﴾ سے بھی ہوتی ہے۔سرا: یعنی دل میں پکارے، کیونکہ جس طرح قرائت کے ذریعے اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی ہے بالکل اسی طرح دعا کے ذریعے بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی ہے، پس دل میں دعا کا خیال آنا ہی کافی ہے۔یہ بھی جانا جائے کہ جب انسان تنہا ہے تو افضل طریقہ یہ ہے کہ دل میں دعاوزاری کرے اور جب کسی مجمع میں ہے تو بلند آواز سے التجائیں کرے۔

بالتشدق: اس سے مراد حضوری قلب کے بغیر کثرت کلام ہے اور یہ قول مفسر ﴿تضرعا﴾ کی جانب راجع ہے۔

المطیعین: اگرچہ توبہ کے ذریعے طاعت بجالائے، توبہ کو دعا پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد دعا کرے تاکہ دعا پاک دل سے کی جائے، پس پاک دل سے کی ہوئی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

لانبات به: زمین کے مردہ ہوجانے کو بطور کنایہ نبات کے نہ ہونے سے تشبیہ دی ہے۔(الصاوی، ج۲، ص ۲٦۲ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۵

﴿لَقَدْ﴾جَوَابُ قَسَمٍ مَحْذُوْفٍ ﴿ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ﴾ بِالْجَرِّ صِفَةً لِاِلٰهٍ وَالرَّفْعِ بَدَلٌ مِّنْ مَحَلِّهٖ ﴿ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ ﴾ اِنْ عَبَدْتُّمْ غَیْرَهٗ ﴿عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ(۵۹)﴾ هُوَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ ﴿ قَالَ الْمَلَاُ ﴾ الْاَشْرَافُ ﴿مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۶۰)﴾ بَیِّنٍ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ﴾هِیَ اَعَمُّ مِنَ الضَّلَالِ فَنَفْیُهَا اَبْلَغُ مِنْ نَّفْیِهٖ ﴿ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۶۱)﴾ ﴿اُبَلِّغُكُمْ﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ﴾ اُرِیْدُ الْخَیْرَ ﴿ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۶۲)﴾ ﴿ اَ﴾ كَذَّبْتُمْ ﴿وَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ﴾ مَوْعِظَةٌ ﴿ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی ﴾ لِسَانِ ﴿رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ﴾ الْعَذَابَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا﴿ وَلِتَتَّقُوْا ﴾ اللّٰهَ ﴿وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(۶۳)﴾ بِهَا ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ﴾ مِنَ الْغَرَقِ ﴿ فِی الْفُلْكِ ﴾ السَّفِیْنَةِ ﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ بِالطُّوْفَانِ ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ(۶۴)﴾عَنِ الْحَقِّ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک (لقد محذوف قسم واللہ کا جواب قسم ہے،اصل واللہ لقد ہے) ہم نے نوح......! کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو

اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پو جو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (لفظ غیرہ جر کے ساتھ الہ کی صفت اور رفع کی صورت میں بدل ہوگا، الہ کے مبتدا ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے) بیشک مجھے خوف ہے (کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت کر کے) بڑے دن کے عذاب (مراد قیامت کا دن ہے) میں نہ پڑ جاؤ اس کی قوم کے سردار (یعنی شرفاء) بولے بیشک ہم تمہیں کھلی (مبین بمعنی بین ہے) گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں (لفظ ضلالۃ، الضلال سے عام ہے اس لئے ضلالۃ عام کی نفی الضلال خاص کی نفی سے زیادہ بلیغ ہے) میں تو رب العالمین کا رسول ہوں میں تمہیں پہنچاتا ہوں (ابلغکم تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) اپنے رب کی رسالتیں اور تمہارا بھلا (یعنی خیر) چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے کیا (تم جھٹلاتے ہو) تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس ذکر (یعنی نصیحت) آئی تمہارے رب کے پاس سے تم میں سے ایک مرد کی (زبان) پر کہ وہ تمہیں ڈرائے (عذاب سے، اگر تم ایمان نہ لاؤ) اور ڈرو (اللہ ﷻ سے) اور کہیں تم پر رحم ہو (پرہیزگاری کی وجہ سے) تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے نجات دی (غرق ہونے سے) کشتی (یعنی سفینے) میں اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا (طوفان میں) بیشک وہ (حق سے) اندھا گروہ تھا۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ﴾۔

لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... ارسلنا نوحا الی قومه: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... قال: قول...... یقوم: جملہ ندائیہ...... اعبدوا اللہ: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم...... من: زائدہ...... الہ: موصوف...... غیرہ: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم﴾۔

انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف علیکم: فعل با فاعل وظرف لغو...... عذاب: مضاف...... یوم عظیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال الملا من قومه انا لنرک فی ضلل مبین﴾۔

قال: فعل، الملا: ذوالحال، من قومه: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، نرک: فعل با فاعل ومفعول، فی ضلل مبین: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال یقوم لیس بی ضللة ولکنی رسول من رب العلمین﴾۔

قال: قول...... یقوم: جملہ ندائیہ...... لیس: فعل ناقص...... بی: خبر مقدم...... ضللة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ

ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لکنی: حرف مشبہ واسم...... رسول: موصوف...... من رب العلمین: ظرف مستقر صفت بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، بلکر مقصود بالنداء، بلکر مقولہ، بلکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ابلغکم رسلت ربی و انصح لکم و اعلم من الله ما لا تعلمون﴾.

ابلغکم: فعل بافاعل ومفعول...... رسلت ربی: مفعول، بلکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انصح لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، بلکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... اعلم: فعل بافاعل...... من الله: ظرف لغو...... ما لا تعلمون: موصول صلہ بلکر مفعول، بلکر معطوف ثانی، بلکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿او عجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم ولتتقوا﴾.

همزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ معطوف علی محذوف "کذبتم و عجبتم"...... عجبتم: فعل بافاعل...... ان: مصدریہ...... جاء کم: فعل ومفعول...... ذکر: موصوف...... علی: جار...... رجل: موصوف...... منکم: ظرف مستقر صفت، بلکر "لسان" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، بلکر مجرور، بلکر ظرف مستقر ہوکر صفت، بلکر فاعل "ای ذکر علی لسان رجل منکم"...... من ربکم: ظرف لغو...... لام: جار...... ینذرکم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، بلکر معطوف علیہ...... ولتتقوا: جار مجرور، بلکر معطوف، بلکر ظرف لغو ثانی، بلکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولعلکم ترحمون فکذبوہ﴾.

و: عاطفہ...... لعلکم: حرف مشبہ واسم...... ترحمون: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ...... ف: فصیحہ...... کذبوہ: فعل بافاعل ومفعول، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذ اردت ان تعلم مغبۃ امرھم فقد کذبوہ" کیلئے جزا، بلکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانجینہ والذین معہ فی الفلک و اغرقنا الذین کذبوا بایتنا﴾.

ف: عاطفہ، انجینہ: فعل فاعل ۃ ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین معہ: موصول صلہ، بلکر معطوف، بلکر مفعول، فی الفلک: ظرف لغو، بلکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل، الذین کذبو بایتنا: موصول صلہ بلکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم کانوا قوما عمین﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، قوما عمین: مرکب توصیفی خبر، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت نوح علیہ السلام:

ا...... ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام اپنے آپ پر کثرت سے نوحہ (یعنی گریہ وزاری) کرتے

تھے اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۱۷٤)

☆......حضرت سعد بن مسعود ثقفی فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کپڑے پہنتے تو اللہ عزوجل کی حمد فرماتے اور جب کھاتے پیتے تو شکر ادا فرماتے اسی وجہ سے ان کا نام عبداً شکوراً پڑ گیا۔ (اسد الغابہ،سعد بن مسعود الثقفی، ج۲،ص۲۳۸)

آپ علیہ السلام کا نام نوح بن لامک ہے اور ایک قول کے مطابق لمک بن متشولخ اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام عونہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ قینوس بنت براليک بن قشولخ ہے جبکہ بعض نے کہا کہ متوشخ بن خنوخ ہ اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اخنوخ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور یہی پہلے نبی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور یہ مھلیل کے صاحبزادے تھے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مھلائیل تھا اور یہ قنین کے بیٹے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام قینان تھا، اور ایک قول کے مطابق قانن بن انوش اور دوسرے قول کے مطابق ان کا نام مانیش بن شیث تھا جو کہ آدم کے صاحبزادے تھے۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیوں کا زمانہ ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اسی سلسلہ نسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد تشریف لائے ہیں جیسا کہ امام بغوی نے ذکر کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام سکن تھا کیونکہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے پاس آ کر سکون پاتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کا نام شاکر تھا اور بعض کے مطابق یشکر بھی کہا جاتا ہے۔ امام سیوطی نے الاتقان میں مستدرک للحاکم سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام عبد الغفار تھا، اور اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خیال ہے کہ انہیں ادریس کہا جاتا ہے، اور آپ علیہ السلام کو نوح کہنے کی وجہ آپ علیہ السلام کا اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے کثرت سے گریہ وزاری کرنا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کا رونا قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہے، بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک کتے کو دیکھا جو کہ بدصورت تھا تو فرمایا کہ بدصورت کتا! تو اللہ عزوجل نے اس کتے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ یہ عیب میری طرف سے ہے یا میرے خالق کی جانب سے؟ کتے کے کلام کو سن کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی اور جب افاقہ ہوا تو خوب گریہ وزاری فرمائی۔ بغوی کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام ایک جزامی کتے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ دور ہو، اے بدصورت کتے! اللہ علیہ السلام نے وحی نازل فرمائی کہ اے نوح! تو نے مجھ پر عیب لگایا ہے یا کتے پر؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کی بددعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے زیادہ روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے اپنے بیٹے کی سفارش کی تھی، واللہ تعالی اعلم، ایک قول کے مطابق جس وقت اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مستدرک میں ان سے مرفوع حدیث ہے کہ جس وقت آپ علیہ السلام مبعوث ہوئے اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی، آپ علیہ السلام اپنی قوم میں پچپانوے

(950) سال رہے، اور طوفان کے بعد آپ علیہ السلام ساٹھ سال زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ کثیر ہو گئے اور کئی علاقوں میں پھیل گئے۔

(المظھری، ج۳، ص ٤٤ وغیرہ)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (یعنی چوڑائی) پچاس اور چھت کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے میں انسان اور سب سے اوپر کے درجے میں پرندے تھے۔ آپ علیہ السلام اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اترے۔

(الجمل، ج۳، ص٥٨)

حضرت نوح علیہ السلام پوری زندگی روزے رکھتے سوائے عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اور حضرت داؤد علیہ السلام نصف دہر روزے رکھتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ تین دن روزے رکھتے یا ایک دہر روزہ رکھتے اور ایک دہر افطار کرتے۔ جہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کی قبر کا تعلق ہے تو ابن جریر اور ازرقی نے عبد الرحمٰن بن سابط اور دیگر تابعین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ اور یہ قول زیادہ صحیح اور قوی ترین ہے کیونکہ اسے کثیر متاخرین نے نقل کیا ہے۔ (البدایة والنهایة، جزء ١، ج ١، ص ١٣٣ وغیرہ)

نوٹ: دہر کے معنی ہیں زمانۂ دراز، دنیاوی زندگی کا پورا زمانہ، ایک ہزار سال، ایک لاکھ سال۔

☆......☆ھی اعم من الضلال: اس لئے کہ الضلال ہر جہت سے حق سے باہر ہونے کا نام ہے اور الضلالة سے مراد یہ ہے کہ حق سے باہر ہو جانا اگرچہ کسی بھی جہت سے ہو۔ السفینة: ماقبل ذکر ہو چکا ہے۔

موعظة: یعنی تمہیں عذاب الٰہی کا خوف دلاتے ہیں اگر تم ایمان نہ لاؤ تو گرفتار عذاب ہو جاؤ۔ (الصاوی، ج٢، ص ٢٦٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ١٦

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی عَادٍ﴾ الْاُوْلٰی ﴿اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحْدَهٗ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (٦٥)﴾ تَخَافُوْنَهٗ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ﴾ جَهَالَةٍ ﴿وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ (٦٦)﴾ فِیْ رِسَالَتِكَ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (٦٧)﴾ ﴿اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (٦٨)﴾ مَامُوْنٌ عَلَی الرِّسَالَةِ ﴿اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی﴾ لِسَانِ ﴿رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ﴾ فِی الْاَرْضِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً﴾ وَقُوَّةً وَطُوْلًا وَكَانَ طَوِیْلُهُمْ مِائَةَ ذِرَاعٍ وَقَصِیْرُهُمْ سِتِّیْنَ ﴿فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ﴾ نِعَمَهٗ ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (٦٩)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ﴾ نَتْرُكَ ﴿مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (٧٠)﴾ فِیْ قَوْلِكَ

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ﴾ وَجَبَ ﴿عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ﴾ عَذَابٌ ﴿وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ﴾ اَيْ سَمَّيْتُمْ بِهَا ﴿اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ﴾ اَصْنَامًا تَعْبُدُوْنَهَا ﴿مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا﴾ اَيْ بِعِبَادَتِهَا ﴿مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ ﴿فَانْتَظِرُوْٓا﴾ الْعَذَابَ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۷۱)﴾ ذٰلِكُمْ بِتَكْذِيْبِكُمْ لِيْ فَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ﴾ اَيْ هُوْدًا ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ﴾ الْقَوْمِ ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ اَيْ اِسْتَاْصَلْنَاهُمْ ﴿وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۷۲)﴾ عَطْفٌ عَلٰى كَذَّبُوْا.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) عاد (یعنی عاد اولی......۱......) کی طرف ان کی برادری سے ھود......۲......کو کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو (ایک اللہ ﷻ پر ایمان لاؤ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں (کہ تم اس سے ڈر کر ایمان لے آؤ) قوم کے سردار بولے بیشک ہم تمہیں بیوقوف (شفاھۃ بمعنی جہالۃ ......۳......ہے) سمجھتے ہیں اور بیشک ہم تمہیں (تمہاری رسالت کے معاملے میں) جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں کہا اے میری قوم مجھے بیوقوفی سے کیا علاقہ! میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں میں تمہیں پہنچاتا ہوں (ابلغکم تشدید وتخفیف دونوں کے ساتھ ہے) اپنے رب کی رسالتیں اور میں تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں (رسالت پر امین ہوں) اور کیا تمہیں اس بات کا اچنبھا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں ایک مرد کی (زبان) پر کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں جانشین کیا (زمین میں) قوم نوح کا اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا (قوت اور طول کے اعتبار سے، چنانچہ ان کا لمبا قد ۱۰۰ ہاتھ اور چھوٹا قد ۶۰ ہاتھ ہوتا تھا) تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو (الاء بمعنی نعم ہے) کہ کہیں تمہارا بھلا ہو (یعنی تم کامیاب ہو) بولے کیا تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور چھوڑ دیں (نذر بمعنی نترک ہے) جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ جس (عذاب) کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو (اپنی بات میں) کہا ضرور پڑ گیا (یعنی واجب ہو گیا) تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا (رجس بمعنی عذاب ہے) کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو ایجاد کر لئے (یعنی رکھ لیے) تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (ان بتوں کے جنہیں تم پوجتے ہو......۴......) اللہ نے نہ اتاری ان کے ساتھ (یعنی ان کی عبادت پر) کوئی سند (حجت اور دلیل) تو راستہ دیکھو (عذاب کا) میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں (تمہارا میری تکذیب کرنے کے سبب تو ان پر زوردار ہوا بھیجی گئی) تو ہم نے نجات دی اسے (یعنی ھود علیہ السلام کو) اور اس کے ساتھ والے (مومنوں) کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی (یعنی انہیں تباہ و برباد کر دیا) اور وہ ایمان والے نہ تھے (مومنین کا عطف کذبوا پر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی عاد اخاھم ھودا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ﴾.

و: عاطفہ...... الی: جار......عاد: مجرور، ملکر ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے...... اخاھم: مبدل منہ......ھودا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... قال یقوم: جملہ فعلیہ "ف" حرف عطف کے حذف کیساتھ ماقبل آیت نمبر ۵۹ پر معطوف ہے۔

﴿افلا تتقون قال الملا الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاھة وانا لنظنک من الکذبین﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اتغفلون"......، لاتتفکرون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... قال: فعل...... الملأ: موصوف...... الذین کفروا من قومہ: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: حرف مشبہ واسم......لنرک فی سفاھة: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انا: حرف مشبہ واسم ، لنظنک من الکاذبین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال یقوم لیس بی سفاھة ولکنی رسول من رب العلمین﴾۔ اس آیت کی مثل ترکیب ماقبل آیت نمبر ۶۱ میں گزری ہے۔

﴿ابلغکم رسلت ربی وانا لکم ناصح امین﴾۔

ابلغکم: فعل با فاعل ومفعول...... رسلت ربی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... انا: مبتدا ،لکم ناصح: شبہ جملہ خبر اول......امین: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اوعجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم﴾۔

اس آیت کی ترکیب کیلئے ماقبل آیت نمبر ۶۳ ملاحظہ کریں۔

﴿واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطة﴾۔

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "تدبروا فی امرکم" فعل با فاعل...... اذ: مضاف...... جعلکم: فعل با فاعل ومفعول اول...... خلفاء: ذوالحال...... من بعد قوم نوح: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... زاد: فعل با فاعل...... کم: ضمیر ذوالحال...... فی الخلق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول اول...... بصطة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون﴾۔

ف: فصیحہ......اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... الاء اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاعرفتم ھذا حق المعرفة" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ ونذر ماکان یعبد اباؤنا﴾

قالوا: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... جئتنا: فعل با فاعل ومفعول...... لام: جار...... نعبد: فعل با فاعل، اللہ:

ذوالحال، وحدہ: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... نذر: فعل بافاعل......ما کان یعبداباء نا: موصول صلہ، ملکر مفعول: ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین﴾۔

ف: فصیحہ...... اتنا: فعل امر بافاعل ومفعول...... بما تعدنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ان: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص بااسم......من الصدقین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا محذوف "فاتنا" کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال قد وقع علیکم من ربکم رجس وغضب﴾۔

قال: قول...... قد: تحقیقیہ......وقع علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو...... من ربکم: ظرف مستقر حال مقدم، رجس وغضب: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿اتجادلوننی فی اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما نزل اللہ بھا من سلطن﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، تجادلوننی: فعل بافاعل ومفعول، فی: جار، اسماء: موصوف، سمیتموھا: فعل واو ضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر معطوف علیہ، واباء کم: معطوف، ملکر فاعل، ھا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت اول...... ما نزل اللہ: فعل نفی وفاعل، بھا: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، سلطن: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾۔

ف: فصیحہ...... انتظروا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ واسم...... معکم: ظرف مقدم......المنتظرین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور......من: جار، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانجینہ والذین معہ برحمۃ منا﴾۔

ف: عاطفہ......انجینا: فعل بافاعل...... ہ: ضمیر معطوف علیہ...... والذین معہ: معطوف ملکر مفعول......ب: جار، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنا دابر الذین کذبوا بایتنا وما کانوا مؤمنین﴾۔

و: عاطفہ......قطعنا: فعل بافاعل......دابر: مضاف...... الذین: موصول......کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وما کانو مومنین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱......یہاں عادِ اولیٰ مراد ہے، یہ پہلی قوم تھی جس نے طوفانِ نوح کے بعد بتوں کی عبادت کی۔

(البداية والنهاية، قصة هود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳۵)

حضرت ہود علیہ السلام:

۲......حضرت ہود علیہ السلام کا نام هود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کو عابر بن شالخ بن ارفکشد بن سام بن نوح بھی کہا جاتا ہے۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کو هود بن عبدالله بن رباح بن جارود بن عاد بن عوص بن ارم جو کہ سام بن نوح کے بیٹے ہیں بھی کہا جاتا ہے۔ ابن جریر نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو عاد بن عوص بن سام بن نوح اس قبیلے کی وجہ سے کہتے تھے جس میں آپ علیہ السلام رہائش پزیر تھے۔ وہ قوم عربا کہلاتے تھے جو کہ احقاف یعنی ریت کے پہاڑوں میں رہتے تھے جو کہ عمان کے دائیں جانب کا علاقہ تھا۔ (البداية والنهاية، قصةهود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳٤ وغيره)

حضرت ہود علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا۔ جب لوگوں نے اس نور کو دیکھا تو کہا کہ یہ شخص ایک خدا کی عبادت کرے گا اور بتوں کو توڑے گا۔ لوگوں نے آپ علیہ السلام کی بڑی تعظیم کی اور آپ علیہ السلام کے بعد سو سال تک حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے تک کوئی نبی نہ آیا۔ اور وہ زمانہ ملوکیت کا تھا اور بادشاہ اور ان کی رعایا بتوں کو پوجتے تھے اور ایسے بھی تھے جو سورج اور آگ کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں پیدا ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السلام، نوح علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے۔ آپ علیہ السلام کی عمر چار سو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق چار سو ساٹھ سال تھی۔ تاریخ شامی میں ابن حبیب کا قول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چونتیس سال تھی، اور ابن کلبی کا قول ہے کہ چار سو تریسٹھ سال زندہ رہے اور ان کی ماں کا نام مرجانہ تھا جو کہ پاک باز عورت تھیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت میں ہے، ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ میں ہے۔ بغوی کہتے ہیں کہ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت کی علاقے کثیب احمر میں ہے اور عبدالرحمٰن بن سابط فرماتے ہیں کہ رکن مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیانی حصے میں ننانوے (99) انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ اور حضرت ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی قبریں بھی اسی خطے میں ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم ہلاک ہوتی تو وہ نبی اور ان کے نیک ساتھی مکہ مکرمہ میں آ کر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کی وفات کا وقت آ جاتا۔ ابن اسحاق نے اخ سے نسبی بھائی مراد لیا ہے۔ اور شیخ ابو بکر نے جنس کا اعتبار کیا ہے۔ آپ علیہ السلام کو ان میں اس لئے شامل کیا کیونکہ وہ لوگ آپ علیہ السلام کی بات سمجھتے تھے اور آپ علیہ السلام کی حالت سے واقف تھے اور آپ علیہ السلام کی پیروی کرنے میں رغبت رکھتے تھے۔ (المظهری، ج ۳، ص ٤٧)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک بلاد یمن میں ہے اور متاخرین علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر دمشق میں ہے۔ (البداية والنهايةقصة هود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱٤٦)

حضرات انبیائے کرام کو گالی دینا جرم ہے! :

۱؎......حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کی جانب جہالت کو منسوب کیا۔اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرات انبیائے کرام علیہم الرضوان کی قدر و قیمت نہ جانی اور ان کی شان کو نہ سمجھ سکے۔ نبی کی شان میں ادنی سی بے ادبی ایمان کے ضائع ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری عام ہے۔بظاہر اچھے خاصے پڑھے لکھے مذہبی ذہن رکھنے والے بھی بسا اوقات اس لعنت میں گرفتار نظر آئے ہیں۔بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی تبلیغ کا دار و مدار ہی ان نفوس قدسیہ کی شان گھٹانا ہے میری مراد وہابی ،دیوبندی اور غیر مقلد حضرات ہیں لگتا ہے کہ ان لوگوں نے نبی کی شان میں گستاخی کرنا پچھلی قوموں سے سیکھا ہے کیونکہ ہر ایک کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتا ہے انہوں نے **شیطانوں** کو اپنا آئیڈیل بنالیا۔ہم نے جا بجا ان عبارات کا پرچار عطائین جلد اول میں بھی کیا ہے اور زیرِ دست جلد ثانی میں بھی کئی مقامات پر ذکر کر دیا ہے۔

۲؎......حضرت ہود کی قوم جن بتوں کی عبادت کرتی تھی وہ تین تھے جن کے نام یہ ہیں صداً،صموداً،ھراً۔

(البداية والنهاية،جزء ۱، ج۱،ص ۱۳٤ وغيره)

☆......☆**مامون علی الرسالة:** حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے عرض کی کہ میں نہ تو وحی الٰہی میں سے کچھ کمی کرتا ہوں اور نہ ہی زیادتی کرتا ہوں بلکہ وحی مکمل پہنچانے پر مامون کیا گیا ہوں۔**مائة ذراع ......الخ:** قوم نوح کے لمبے قد والے چار سو ذراع یا پانچ سو ذراع ،اور چھوٹے قد والے تین سو ذراع کے ہوتے تھے ،ان کے قد بڑے قبہ کی مانند ہوتے ،اور مرنے کے بعد ان کی آنکھیں حلقے سے باہر پھیل جاتی تھیں۔

تفوزون: یعنی اللہ عزوجل کی رضا اور نعمت کی زیادتی پر کامیابی پاؤ گے،اس لئے کہ نعمت پر شکر اسے دوام بھی دیتا ہے اور بڑھاتا بھی ہے۔

وجب: بمعنی حق وثبت ہے، وجب کو ماضی سے تعبیر کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ دشمنان خدا پر ضرور مصیبت واقع ہوگی۔

فارسلت علیہم الریح العقیم: بغیر بارش کے سخت تیز ہوا،اور اس ہوا کا آغاز شام ڈھلے صبح کے طلوع کے وقت میں بدھ کے دن شوال المکرم سے آٹھ روز پہلے ہوا،اور یہ ہوائیں ان پر سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہیں،پس ان کے مرد،عورتیں، بچے اور اموال ہلاک ہوگئے،ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے سرد ہوا بھیجی، آدمی اور اونٹ ان ہواؤں میں زمین و آسمان میں تیرتے معلوم ہوتے،لوگ ان ہواؤں کو دیکھ کر گھروں میں داخل ہو جاتے اور دروازے بند کر دیتے، یہ ہوائیں ان کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں ہلاک کر ڈالتیں، پھر انہیں گھروں سے نکالا دیا اور اللہ نے کالے رنگ کے پرندے بھیج کر انہیں دریاؤں میں پھنکوا دیا،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان پر ریت کا عذاب بھیجا جس میں وہ سات راتیں اور آٹھ دن مبتلا رہے اور ان کی سنسناہٹ ریت کے نیچے سے سنائی دیتی تھی، پھر ہواؤں نے بحکم خداوندی ان سے ریت کو دور کر دیا، پھر انہیں اٹھا کر دریا میں ڈال دیا گیا۔

عطف علی کذبوا: اس جملے کا فائدہ یہ ہے کہ اس جانب اشارہ ہو جائے کہ اللہ ﷻ حق والوں کے ایمان نہ لانے سے باخبر تھا، اور صاحب ایمان لوگ عذاب سے بچ جائیں گے، تو اسے سننے والے تو ہلاک ہونے والوں کا غم نہ کرے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۶۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۷

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی ثَمُوْدَ﴾ بِتَرْکِ الصَّرْفِ مُرَادًا بِهِ الْقَبِيْلَةُ ﴿اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰـهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ مُعْجِزَةٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ عَلٰی صِدْقِيْ ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ حَالٌ عَامِلُهَا مَعْنَی الْاِشَارَةِ وَكَانُوْا سَاَلُوْهُ اَنْ يُّخْرِجَهَا لَهُمْ مِنْ صَخْرَةٍ عَيَّنُوْهَا ﴿فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ﴾ بِعَقْرٍ اَوْ ضَرْبٍ ﴿فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۷۳)﴾ ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ﴾ فِي الْاَرْضِ ﴿مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ﴾ اَسْكَنَكُمْ ﴿فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا﴾ تَسْكُنُوْنَهَا فِي الصَّيْفِ ﴿وَّتَنْحِتُوْنَ﴾ مِنَ ﴿الْجِبَالَ بُيُوْتًا﴾ تَسْكُنُوْنَهَا فِي الشِّتَآءِ وَنَصْبُهٗ عَلَی الْحَالِ الْمُقَدَّرَةِ ﴿فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۷۴)﴾ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ تَكَبَّرُوْا عَنِ الْاِيْمَانِ بِهٖ ﴿لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ﴾ اَيْ مِنْ قَوْمِهٖ بَدَلٌ مِّمَّا قَبْلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِ ﴿اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ اِلَيْكُمْ ﴿قَالُوْٓا﴾ نَعَمْ ﴿اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (۷۵)﴾ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (۷۶)﴾ وَكَانَتِ النَّاقَةُ لَهَا يَوْمٌ فِي الْمَاءِ وَلَهُمْ يَوْمٌ فَمَلُّوْا ذٰلِكَ ﴿فَعَقَرُوا النَّاقَةَ﴾ عَقَرَهَا قُدَارٌ بِاَمْرِهِمْ بِاَنْ قَتَلَهَا بِالسَّيْفِ ﴿وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ عَلٰی قَتْلِهَا ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۷۷)﴾ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيْدَةُ مِنَ الْاَرْضِ وَالصَّيْحَةُ مِنَ السَّمَآءِ ﴿فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۷۸)﴾ بَارِكِيْنَ عَلَی الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ ﴿فَتَوَلّٰی﴾ اَعْرَضَ صَالِحٌ ﴿عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (۷۹)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿لُوْطًا﴾ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ﴾ اَيْ اَدْبَارَ الرِّجَالِ ﴿مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰)﴾ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ﴿اِنَّكُمْ﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَی الْوَجْهَيْنِ ﴿لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (۸۱)﴾ مُتَجَاوِزُوْنَ الْحَلَالَ اِلَی الْحَرَامِ ﴿وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ﴾ اَيْ لُوْطًا وَاَتْبَاعَهٗ ﴿مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۸۲)﴾ مِنْ اَدْبَارِ الرِّجَالِ ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۸۳) اَلْبَاقِيْنَ فِى الْعَذَابِ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا﴾ هُوَ حِجَارَةُ السِّجِّيْلِ فَاَهْلَكْتَهُمْ ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (۸۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف (لفظ ثمود غیر منصرف ہے، اس سے مراد قبیلہ ہے) ان کی برادری سے صالح ......ا...... کو بھیجا کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس روشن دلیل (یعنی معجزہ) تمہارے رب کی طرف سے آیا (میری صداقت پر) یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی (اٰیۃ حال ہے، جس میں عمل معنی اشارہ ھذہ کر رہا ہے تقدیر عبارت انظروا الیھا فی ھذہ الحال ہے، قوم نے صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا کہ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے چٹان سے اونٹنی نکال کر دکھائیں) تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ (پاؤں کاٹنے یا مارنے کے ساتھ) کہ تمہیں درد ناک عذاب آئے گا اور یاد کرو جب تم کو جانشین کیا (زمین میں) عاد کا اور جگہ دی (مسکن دیا) زمین میں محل بناتے ہو (گرمیوں کے دنوں میں رہنے کیلئے) اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو (جاڑے کے دنوں میں رہنے کیلئے اور لفظ بیوتا پر نصب حال مقدرہ کی وجہ سے ہے) تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اس کی قوم کے تکبر والے (پیغمبر پر ایمان لانے کو عار جاننے والے) کمزور مسلمانوں سے بولے (یعنی اپنی قوم سے لمن امن منھم بدل ہے الذین استضعفوا سے، اعادۂ عامل کے ذریعے) کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں (تمہاری طرف) بولے (ہاں) وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے (اور ایک دن اونٹنی پانی پیئے اور ایک دن دوسرے لوگوں کیلئے مقرر ہے) پس ناقہ کی کونچیں (قدار نامی شخص نے لوگوں کے کہنے پر تلوار سے اس کی ٹانگیں ......۲......) کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو (ناقہ کے قتل پر عذاب ہونے کا) اگر تم رسول ہو تو انہیں زلزلہ سے آلیا (زمین میں سخت زلزلہ اور آسمان سے چنگھارنے ......۳......) تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (سرنگوں مردہ پڑے ہوئے رہ گئے) تو منہ پھیر لیا (یعنی اعراض کیا صالح نے) ان سے اور کہا اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی ہی نہیں ......۴...... اور (یاد کیجئے اے محمد ﷺ) لوط ......۵...... کو بھیجا (لوطا، اذ سے مبدل منہ ہے) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو (مردوں کے پاس آکر ......۶......) جو تم سے پہلے جہاں میں کسی (انسان اور جن) نے نہ کی تو تم (ءانکم دونوں ہمزہ کی تحقیق اور دوسرے کی تسہیل اور ان دونوں کے مابین الف کے ادخال کے ساتھ پڑھا گیا) مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے (کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کر گئے) اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ انکو نکال دو (یعنی لوط علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو) اپنی بستی سے یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں (مردوں سے دور رہ کر) تو ہم نے اسے

اوراس کے گھر والوں کونجات دی مگر اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہوئی (عذاب میں باقی رہنے والوں میں) اور ہم نے ان پر ایک مینہ (پتھر کی بارش کی،......ے......تو انہیں ھلاک کر دیا) تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی ثمود اخاهم صلحا قال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره﴾.

و: عاطفہ...... الی ثمود: جارمجرور، ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے......اخاهم: مبدل منہ......صلحا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال یقوم......الخ: اس آیت کی ترکیب کیلئے ماقبل آیت نمبر ۵۹ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿قد جاء تکم بینة من ربکم هذه ناقة الله لکم ایة﴾.

قد: تحقیقیہ...... جاء تکم: فعل ومفعول......بینة: موصوف......من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قال" کیلئے مقولہ ہے، هذه: مبتدا......ناقة الله: ذوالحال......آیة: حال، ملکر خبر اول، ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فذروها تاکل فی ارض الله ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب الیم﴾.

ف: تفریعیہ...... ذروها: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... تاکل: فعل بافاعل...... فی ارض الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے...... و: عاطفہ...... لاتمسوهابسوء: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ، یاخذکم عذاب الیم: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ جواب نہی واقع ہے۔

﴿واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبواکم فی الارض تتخذون من سهولها قصورا و تنحتون الجبال بیوتا﴾.

و: عاطفہ...... اذکروا: فعل امر بافاعل...... اذ: مضاف......جعلکم خلفاء من بعد عاد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ...... بوا: فعل بافاعل...... کم: ضمیر ذوالحال......تتخذون من سهولها قصورا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... تنحتون: فعل بافاعل...... الجبال: ذوالحال...... بیوتا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مفعول، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذکروا الاء الله ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾.

ف: فصیحہ...... اذکروا الاء الله: جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......لاتعثوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال......مفسدین: حال، ملکر فاعل...... فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال الملا الذین استکبروا من قومه للذین استضعفوا لمن امن منهم اتعلمون ان صالحا مرسل من ربه﴾.

قال: فعل......الملأ: موصوف......الـذين استـكبـروا من قومه: موصول صلہ،ملکرصفت،ملکرفاعل......لام: جار ،الذین: موصول......استضعفوا: فعل مجہول واؤضمیر مبدل منہ...... لمن امن منهم: ظرف مستقربدل،ملکرنائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......هـمـزه: حرف استفہام......تـعـلـمـون: فعل بافاعل......صـلـحا: حرف مشبہ واسم...... مرسل من ربه: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا انا بما ارسل به مؤمنون﴾.

قالوا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... بماارسل به : ظرف لغومقدم......مومنون: اسم فاعل بافاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال الذين استكبروا انا بالذى امنتم به كفرون﴾.

قال الذين استكبروا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... بالذى امنتم به : ظرف لغومقدم...... كفرون: اسم فاعل بافاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فعقروا الناقة وعتوا عن امر ربهم وقالوا يصلح ائتنا بما تعدنا ان كنت من المرسلين﴾.

ف: فصیحہ...... عقروا الناقة : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......عتوا: فعل واؤضمیر ذوالحال...... عن امر ربهم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "عقروا" پرمعطوف ہے......و: عاطفہ...... قالوا: قول......يصلح: جملہ ندائیہ ،ائتـنـابـمـا تعدنا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمقصود بالنداء،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ "عقروا" پرمعطوف ہے۔ ،ان: شرطیہ......كنت من المرسلين: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فائتنا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فى دارهم جثمين﴾.

ف: عاطفہ......اخـذتـهـم الرجـفـة: فعل بافعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص بااسم......فی دارهم جثمين: شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتولى عنهم وقال يقوم لقد ابلغتكم رسالة ربى ونصحت لكم ولكن لا تحبون النصحين﴾.

ف: عاطفہ،تولی عنهم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،قال: قول،يقوم: جملہ ندائیہ،لام: تاکیدیہ،قد: تحقیقیہ، ابغتكم رسالةربى: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،نصحت: فعل بافاعل،لام : جار...... کم: ضمیر ذوالحال،و: عاطفہ ،لکن: حرف استدراک،لا تحبون النصحين: جملہ حال،ملکر مفعول،ملکر معطوف،ملکرمقولہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة﴾.

و: عاطفہ، لوطا: مبدل منہ، اذ: مضاف، قال لقومہ: قول، ھمزہ: حرف استفہام، تاتون الفاحشۃ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما سبقکم بھا من احد من العلمین انکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء﴾۔

ماسبقکم: فعل نفی ومفعول......بھا: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ، احد: موصوف، من العلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ......تاتون: فعل واو ضمیر ذوالحال، من دون النساء: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......الرجال: مفعول......شھوۃ: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل انتم قوم مسرفون وما کان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوھم من قریتکم﴾۔

بل: حرف اضراب......انتم: مبتدا......قوم مسرفون: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ما: نافیہ، کان: فعل ناقص جواب......قومہ: خبر......الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......قالوا: قول......اخرجوھم من قریتکم: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم اناس یتطھرون فانجینہ واھلہ الا امراتہ کانت من الغبرین﴾۔

انھم: حرف مشبہ واسم...... اناس: موصوف......یتطھرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فحل علیھم العذاب"...... انجینا: فعل بافاعل......ہٗ: ضمیر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... اھلہ: مستثنیٰ منہ...... الاامراتہ: مستثنیٰ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......، کانت من الغبرین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وامطرنا علیھم مطرا فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین﴾۔

و: عاطفہ......امطرناعلیھم مطرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ...... انظر: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص......عاقبۃالمجرمین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم ثمود کے حالات:

۱......قوم ثمود کا سلسلہ نسب یہ ہے ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح اور یہاں ثمود سے مراد قبیلہ ثمود ہے۔ ابوعمرو بن العلاء فرماتے ہیں کہ اس بستی کا نام ثمود پانی کی قلت کی وجہ سے رکھا گیا اور الثمد کے معنی بھی ماء قلیل ہے ان لوگوں کے مکانات حجاز اور شام کے مابین حجر سے وادی القری تک ہیں اور قرآن مجید میں جو یہ کہا کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس سے نسبی بھائی مراد ہے دینی نہیں، اور اس سے مراد صالح بن عبید بن آسف بن ماشیح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہے۔ (البغوی، ص ۲۱۰)

حضرت صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کے مابین سو سال کا زمانہ ہے۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے دو سو اسی سال کی زندگی گزاری۔

(الجمل، ج ۳، ص ٦٢)

نووی کہتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس بیس سال رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٥٠٦)

اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ ایک دن قوم ثمود جمع ہوئی۔ ان کے پاس اللہ عزوجل کے رسول حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے اور انہیں نصیحت کی، اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا، وعظ کیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کو ماننے کا حکم دیا۔ قوم نے کہا کہ اگر آپ علیہ السلام ہمارے لئے اس پہاڑ (سامنے موجود پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) سے ایک زندہ اونٹنی نکال دیں جس میں فلاں فلاں خصوصیات ہونی چاہئیں، اور ساتھ ہی انہوں نے اس اونٹنی کے اوصاف ذکر کرنا شروع کر دیئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر میں تمہاری فرمائش کے مطابق کر دوں تو کیا تم میری دعوت کو قبول کر لو گے؟ اور میری نبوت کی تصدیق کرو گے؟" انہوں نے اقرار کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اس پر عہد و پیمان لئے (کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں کئی ایسے بھی ہونگے جو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں گے اور میری نبوت کی تصدیق نہ کریں گے) پھر آپ علیہ السلام نے نماز کی جانب توجہ فرمائی اور اللہ عزوجل کے حضور نماز میں مشغول ہو گئے، پھر اللہ عزوجل سے قوم کی طلب کے مطابق دعا گو ہوئے، اللہ عزوجل نے پہاڑ کو حکم عطا فرمایا کہ وہ پھٹے اور اس میں سے مطلوبہ خصوصیات کی حامل اونٹنی برآمد ہو، پھر جب انہوں نے امر عظیم، ڈرانے والا منظر، قدرت باہرہ، دلیل قاطعہ، برہان ساطعہ دیکھ لی تو ان میں اکثر ایمان لے آئے لیکن اکثر کفر، گمراہی اور عناد پر ہی ڈٹے رہے، اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فَظَلَمُوْا بِهَا﴾ یعنی وہ حد سے بڑھے اور حق کی پیروی نہ کی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ ناقہ کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب کی، یہ اضافت تشریفی اور تعظیمی ہے، جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ﴿بَيْتُ اللّٰهِ، عَبْدُ اللّٰهِ﴾ تمہارے لئے اللہ عزوجل کی نشانی ہیں یعنی یہ نشانی اس صدق پر دلیل ہے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، لہذا اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ عزوجل کی زمین سے کھائے ﴿وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ﴾ اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ ناقہ اپنے ظاہری حال پر برقرار رہے اور زمین میں جہاں چاہے چرتی پھرے، اور ایک دن چھوڑ کر ایک دن اسے پانی پر چھوڑ دیا جائے، جس دن اسے پانی پر چھوڑا جاتا تھا اس دن کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ دوسرے دن صبح لوگوں کی حاجت پوری کرنا دشوار ہوتا تھا، قوم سے کہا گیا کہ اس کا دودھ ان کے لئے کفایت کرے گا جیسا کہ باری عزوجل کا فرمان ہے ﴿لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ﴾ قوم سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دی جائیں، شیطان نے قوم کو ان کا عمل مزین کر کے دکھایا کہ یہی ان کے لئے بہتر ہے۔

(البداية والنهاية، قصة صالح بنى ثمود الجزء ١، ج ١، ص ١٥٠ وغيره)

ناقہ کی کونچیں کس بدبخت نے کاٹیں:

۲......قوم کے سردار قدار بن سالف بن جندع نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، یہ شخص بھورے رنگ کا مالدار آدمی تھا، اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زنا سے پیدا شدہ تھا، یہ کام اتفاق رائے سے ہوا اس لئے اس کے کام کو سب نہ ماننے والوں کی جانب منسوب کیا۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۱)

قوم صالح پر عذاب کی صورت:

۳......قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرۃ کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التأجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی اور نہ ہی کوئی حس وحرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

نصیحت کرے اگرچہ اس کا نتیجہ برآمد نہ ہو:

۴......اللہ عزوجل نے یہاں ایک قانون دے دیا کہ انسان خیر خواہی اور وعظ و نصیحت کو نہ چھوڑے، یہی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔ انسان پر اللہ عزوجل نے عمل کرانے اور منوانے کی ذمہ داری نہیں رکھی بلکہ اللہ عزوجل نے پہنچا دینے کی ذمہ داری رکھی ہے۔ انسان دین کی بات پہنچا دے چاہے سننے والا اس بات پر عمل کرے یا نہ کرے، یہاں آیت مبارکہ میں بھی حضرت صالح علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ "میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کی غرضی پسند نہیں کرتے" یہاں سے ان لوگوں کی سوچ کا بھی دربند ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نیکی کی دعوت دیتے ہیں مگر کوئی ہماری دعوت پر لبیک کہتا ہی نہیں، کوئی ہماری بات مانتا ہی نہیں اسلئے ہم لوگوں کو دین کی دعوت دینے سے اعراض کرتے ہیں۔ مسلمان کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے نیکی کی دعوت کو عام کرنا چاہیے چہ جائے کہ کوئی عمل نہ ہی کرے۔

حضرت لوط علیہ السلام:

۵......حضرت لوط علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے لوط بن هارون بن آزر، آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، آپ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سرزمین شام کی جانب ہجرت کی، آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے سدوم اور اس کے آس پاس

کے علاقے کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلاتے، انہیں نیکی کا حکم دیتے اور گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتے جو خود ان کی اپنی ایجاد تھے اور پہلے کسی نے ان کاموں کا ارتکاب نہ کیا تھا، وہ گناہ کا کام یہ تھا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے، اور یہ ایسی بُرائی تھی جس کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک ان کے سوا کسی کو خیال نہ آیا تھا اور نہ ہی پہلے یہ چیز معروف تھی۔ اہل سدوم نے اس برائی کو رواج دیا خلیفہ ولید بن عبدالملک بانی جامع مسجد دمشق فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل قرآن مجید میں قوم لوط کا قصہ بیان نہ کرتا تو مجھے اس بات کو گمان بھی نہ ہوتا کہ کوئی مرد بھی مرد سے ایسا فعل کرسکتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۲ ص ۲۸٦)

اکثر ناسبین کا یہ قول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ ابن عساکر نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٥٦٥)

غیر محل میں قربت کرنا جرم ہے!

٦.....اگر کوئی شخص غیر محل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالاجماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلادیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کردیا جائے، الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتی کہ مرجائے یا توبہ کرلے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج ٦، ص ٣٨)

آہ! قوم لوط کی بربادی:

٧.....حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیڑ کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سو انسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کرکے الٹا پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہونی تھی جیسا کہ اللہ کا فرمان بھی ہے کہ ﴿مُسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾۔ (البدایة والنهایة، ذکر اولاد ابراهیم، الجزء ١، ج ١، ص ٢٠١)

☆......☆بترک الصرف: اسباب منع صرف میں سے دو اسباب علمیۃ اور تانیث پائے جارہے ہیں۔

من صخرۃ عینوھا :قریب ترین پہاڑ جو کہ ایک ہی تھا، اشارہ کرکے کہا گیا کہ اس پہاڑ سے......ایک اونٹنی نکالیے جو کہ بڑے پیٹ والی (حاملہ)، بالوں والی، اور اون والی ہو، حضرت صالح نے دعا کی جس کی برکت سے معجزہ رونما ہوا، المختصر، باقی ماقبل دیکھ لیں۔

فی الارض :سے مفسر علیہ الرحمۃ اس جانب اشارہ فرمارہے ہیں کہ آیت میں حذف موجود ہے جس کی جانب مابعد والی آیت دلالت کررہی ہے۔تکبروا عن الایمان بہ:اس جملے میں جانب اشارہ ہے کہ استکبروا میں سین زائدہ ہے۔

عقرھاقدار :اس بدبخت کے بارے میں تحقیق ماقبل مذکور ہے۔ بان قتلھا بالسیف : العقر سے مراد النحر ہے، یہاں سبب کا مسبب پر اطلاق کیا جارہا ہے، اس لیے کہ العقر اونٹ یا اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کو کہتے ہیں، جس سے وہ مرنے کے قریب ہوجائے، مطلب یہ کہ اسے مارنا مقصود تھا۔والصیحۃ من السماء:عذاب کی کیفیت ماقبل مفصل بیان کردی گئی ہے۔

اذکر :یہ خطاب سید عالم ﷺ سے ہے۔الانس والجن :یعنی تمام ہی بہائم، اور یہی فعل قبیح صرف قوم لوط میں یا محمد عربی کی امت کے فساق میں موجود ہے، اور اسی طرح قوم لوط اپنی مجالس میں بخوشی فخریہ برائی کیا کرتے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے﴿وتاتون فی نادیکم المنکر﴾یعنی بڑی فحاشی کرتے ہیں۔

الباقین فی العذاب: الغبر باب قعد سے ہے، اور اس کا استعمال مستقبل میں البقاء کے معنی میں ہوتا ہے یا ماضی میں المکث کے معنی میں، اور یہاں اول معنی یعنی مستقبل والا معنی مراد ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۶۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۸

﴿وَ﴾اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ﴾ مُعْجِزَۃٌ ﴿مِّنْ رَّبِّکُمْ﴾ عَلٰی صِدْقِیْ ﴿فَاَوْفُوْا﴾ اَتِمُّوْا ﴿الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا﴾ تَنْقُصُوْا ﴿النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ بِالْکُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿بَعْدَ اِصْلَاحِھَا﴾ بِبَعْثِ الرُّسُلِ ﴿ذٰلِکُمْ﴾ الْمَذْکُوْرُ ﴿خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۸۵)﴾ مُرِیْدِی الْاِیْمَانَ فَبَادِرُوْا اِلَیْہِ ﴿وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ﴾ طَرِیْقٍ ﴿تُوْعِدُوْنَ﴾ تُخَوِّفُوْنَ النَّاسَ بِاَخْذِ ثِیَابِھِمْ اَوِ الْمَکْسِ مِنْھُمْ ﴿وَتَصُدُّوْنَ﴾ تَصْرِفُوْنَ ﴿عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ دِیْنِہٖ ﴿مَنْ اٰمَنَ بِہٖ﴾ بِتَوَعُّدِکُمْ اِیَّاہُ بِالْقَتْلِ ﴿وَتَبْغُوْنَھَا﴾ تَطْلُبُوْنَ الطَّرِیْقَ ﴿عِوَجًا﴾ مُعْوَجَّۃً ﴿وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ(۸۶)﴾ قَبْلَکُمْ بِتَکْذِیْبِھِمْ رُسُلَھُمْ اَیْ آخِرُ اَمْرِھِمْ مِنَ الْھَلَاکِ ﴿وَاِنْ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا﴾ بِہٖ ﴿فَاصْبِرُوْا﴾ اِنْتَظِرُوْا ﴿حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا﴾ وَبَیْنَکُمْ بِاِنْجَاءِ الْمُحِقِّ وَاِھْلَاکِ الْمُبْطِلِ ﴿وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ(۸۷)﴾ اَعْدَلُھُمْ ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب......۱......کو کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس روشن دلیل (یعنی معجزہ) تمہارے رب کی طرف سے آئی (میری صداقت پر) تو پورا (یعنی مکمل) کرو ناپ اور تول......۲......اور کم (تبخسوا بمعنی تنقصوا ہے) نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور زمین میں فساد (کفر ومعصیت کرکے) نہ پھیلاؤ انتظام (انبیاء کے بھیجنے) کے بعد یہ (ناپ تول میں کمی اور فساد نہ کرنے میں) تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ (ایمان کا ارادہ کرو تو جلد ایمان کی طرف بڑھو) اور ہر دانستہ (صراط بمعنی طریق ہے) پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ (لوگوں کو خوف دلاؤ ان سے ان کے کپڑے اور ٹیکس وغیرہ لے کر) اور روکتے رہو (تصدون بمعنی تصرفون ہے) اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین) سے جو اس پر ایمان لائے (یعنی جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لے آئے اسے قتل کی دھمکیاں دے کر) اور چاہتے ہو (یعنی راستہ طلب کرتے ہو) کجی (یعنی ٹیڑھے پن) کا اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا (تم سے پہلے تکذیب انبیاء کی وجہ سے، بالآخر ان کا انجام ھلاکت ہے) اور اگر تم میں ایک گروہ اس (حضرت شعیب علیہ السلام پر) ایمان نہ لایا تو صبر (فاصبروا بمعنی انتظروا ہے) کرو یہاں تک کہ اللہ ہم میں فیصلہ کردے (ہمارے مابین اھل حق کو نجات اور باطل کو ھلاک کردے) اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر (زیادہ انصاف والا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی مدین اخاهم شعیبا﴾۔

و: عاطفہ، الی مدین: ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے، اخاهم: مبدل منہ، شعیبا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره قد جاء تکم بینة من ربکم﴾. ترکیب کیلئے ماقبل آیت ۳ ے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء هم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها﴾۔

ف: فصیحہ......اوفوا: فعل امر با فاعل......الکیل والمیزان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، لاتبخسوا: فعل نہی با فاعل......الناس: مفعول اول...... اشیاء هم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ ...... لاتفسدوا: فعل نہی با فاعل......فی: جار......الارض: ذوالحال......بعد اصلاحها: ظرف زمان بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین﴾۔

ذلکم: مبتدا...... خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ......کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا

محذوف "فبادروا الی الایمان" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون عن سبیل اللہ من امن بہ وتبغونھا عوجا﴾۔

و: عاطفہ، لاتقعدوا: فعل نہی واوضمیر ذوالحال......توعدون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......تصدون عن سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......من امن بہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ، تبغون: فعل بافاعل......ھا: ضمیر ذوالحال......عوجا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل، بکل صراط: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم وانظروا کیف کان عاقبۃ المفسدین﴾۔

و: عاطفہ......اذکروا: فعل بافاعل...... اذ: مضاف......کنتم قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... فکثرکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... انظروا: فعل بافاعل...... کیف کان عاقبۃ المفسدین: جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کان طائفۃ منکم امنوا بالذی ارسلت بہ وطائفۃ لم یومنوا فاصبروا حتی یحکم اللہ بیننا﴾۔

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص، طائفۃ منکم: معطوف علیہ، و طائفۃ: معطوف، ملکر اسم، امنوا بالذی ارسلت بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یومنوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اصبروا: فعل امر بافاعل، حتی: جار، یحکم اللہ بیننا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وھو خیر الحکمین﴾۔

و: مستانفہ...... ھو: مبتدا......خیر الحکمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت شعیب علیہ السلام:

۱......حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے شعیب بن ثویب بن مدین بن ابراھیم اوران کی ماں کا نام میکیل تھا جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب شعیب بن یثرون بن ثویب بن مدین بن ابراھیم تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے انہیں ان کی قوم کی جانب حسن مراجعت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ان کی قوم کافر تھی اورناپ طول میں کمی کرتی تھی۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۲۶)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یوسف

علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔ وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مکہ میں وفات فرما گئے تھے اور ان کے ساتھ کے مؤمنین بھی، اور ان کی قبریں مکہ مکرمہ کے غربی جانب دارالندوہ اور دار بنی سھم کے مابین ہیں۔

(البداية والنهاية، قصة مدين قوم شعيب، الجزء ١، ج ١، ص ٢١٢)

اسلامی نظام معیشت کم ناپ تول حرام ہے!

ع......اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس کے اصول وقوانین پر عمل کرنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ اسلام نظام معیشت کے اصول میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ ناپ طول کا خاص خیال رکھا جائے۔ آج اسلامی معاشرے میں اس اصول پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل دیکھنے میں آرہے ہیں اور جرائم کی بھرمار نے ہمارے معاشرے کو ردی پر لگی ہوئی دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی نظام معیشت کے اصولوں پر عمل درآمد کرایا جائے اور حکومتی سطح پر اس سلسلے میں مناسب پیش رفت کی جائے۔

☆......☆معجزہ: حضرت شعیب علیہ السلام کے معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا گیا، ایک قول کے مطابق معجزہ سے مراد ان کی اپنی ذات مبارکہ ہے اس لئے کہ ان کو اللہ عزوجل نے ایسے اوصاف سے نوازا ہے کہ کوئی ان کا معارضہ پیش نہیں کرسکتا، اور اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ معجزہ سے مراد ان کا یہ قول ﴿فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ﴾ ہے۔

تطلبون الطريق: کو سبیل یعنی راستے سے تعبیر کیا گیا، مراد اس سے طریق معنوی یعنی دین ہے، مطلب یہ ہے کہ سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستے کی جانب عدول کر جاؤ۔ (الصاوی، ج ٢، ص ٢٧٣ وغیرہ)۔

المذكور: باپ تول پورا کرنے، کمی بیشی اور فساد نہ کرنا مراد ہے۔ قبلكم: قوم لوط، کہ اللہ عزوجل نے کیسے ان پر پتھروں کا عذاب آسمان سے بھیجا۔ (الجمل، ج ٣، ص ٧١ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سلف صالحین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ”گناہ کفر کے قاصد ہیں“۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، خاتمة في تحذير من جملة، ج ١، ص ٢٨، دار الفكر بيروت)۔

رکوع نمبر : ۱۱

﴿ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ
قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ﴾ تَرْجِعُنَّ ﴿ فِیْ مِلَّتِنَا ﴾ دِیْنِنَا وَغَلَّبُوْا فِی الْخِطَابِ الْجَمْعَ عَلَی الْوَاحِدِ لِاَنَّ شُعَیْبًا لَمْ
یَكُنْ فِیْ مِلَّتِهِمْ قَطُّ وَعَلٰی نَحْوِهٖ اَجَابَ ﴿قَالَ﴾ نَعُوْدُ فِیْهَا ﴿ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ (۸۸) ﴾لَهَا اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ ﴿
قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا یَكُوْنُ ﴾یَنْبَغِیْ ﴿لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ
اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا﴾ ذٰلِكَ فَیَخْذِلُنَا ﴿ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ اَیْ وَسِعَ عِلْمُهٗ كُلَّ شَیْءٍ وَمِنْهُ حَالِیْ وَ
حَالُكُمْ ﴿ عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ﴾ اُحْكُمْ ﴿ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ (۸۹) ﴾
اَلْحَاكِمِیْنَ ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ ﴾ اَیْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ﴿لَئِنِ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿ اتَّبَعْتُمْ
شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۹۰)﴾ ﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ﴾ اَلزَّلْزَلَةُ الشَّدِیْدَةُ ﴿فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ
جٰثِمِیْنَ (۹۱)﴾ بَارِكِیْنَ عَلَی الرُّكَبِ مَیِّتِیْنَ﴿الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا﴾ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ ﴿ كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا
مَحْذُوْفٌ اَیْ كَاَنَّهُمْ ﴿ لَّمْ یَغْنَوْا﴾ یُقِیْمُوْا ﴿ فِیْهَا﴾ فِیْ دِیَارِهِمْ ﴿ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ
الْخٰسِرِیْنَ (۹۲)﴾ اَلتَّاكِیْدُ بِاِعَادَةِ الْمَوْصُوْلِ وَغَیْرِهٖ لِلرَّدِّ عَلَیْهِمْ فِیْ قَوْلِهِمِ السَّابِقِ ﴿فَتَوَلّٰی﴾ اَعْرَضَ ﴿
عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ﴾ فَلَمْ تُؤْمِنُوْا ﴿فَكَیْفَ اٰسٰی ﴾ اَحْزَنُ ﴿عَلٰی
قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ (۹۳)﴾ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ .

﴿ترجمہ﴾

اس کی قوم کے (ایمان سے) متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم آجاؤ (تعودن بمعنی ترجعن ہے) ہمارے دین (ملتنا بمعنی دیننا ہے، مذکورہ خطاب میں جماعت کو واحد پر غالب کرلیا ہے اسلئے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کے دین پر نہ تھے......۱...... پھر جواب بھی اسی انداز میں ہے کہ) کہا کیا (ہم لوٹ جائیں دین کفر میں) اگرچہ ہم بیزار ہوں (اولو میں استفہام انکاری ہے) ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں بعد اسکے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے اور ہم مسلمانوں میں کسی کے لئے (مناسب) نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے (تو وہ ہمیں رسوا کردے) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے (یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہے......۲...... اور ایسی میں میرا اور تمہارا حال ہے) اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب فیصلہ (یعنی حکم) کر ہم میں......۳......اور

ہماری قوم میں حق اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے (الفتحین بمعنی الحاکمین ہے) اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے (یعنی انکے بعض نے بعض سے کہا) اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور نقصان میں رہوگے تو انہیں زلزلہ (یعنی شدید زلزلہ) نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے (گھٹنوں کے بل مردہ......ہے......) پڑے رہ گئے شعیب کو جھٹلانے والے (الـذیـن کذبوا......الخ ، مبتداء ہے اور اس کی خبر کان لم یغنوا فیھا ہے) گویا کہ (ان مخففہ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانھم ہے) کبھی نہ رہے (لم یغنوا بمعنی لم یقیموا ہے) وہ اس میں (یعنی ان گھروں میں) شعیب کو جھٹلانے والے ہی تباہی میں پڑے (الذین کذبوا......الخ ، موصول وغیرہ کو دوبارہ لاکر قول سابق کی تردید کرنا مقصود ہے) تو شعیب نے منہ پھیرا (یعنی اعراض کیا) ان سے اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی (تو تم ایمان نہ لائے) تو کیوں کر غم کروں (اسی بمعنی احزن ہے) کافروں کا (کیف استفہامیہ نفی کے معنی میں ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿قال الملا الذین استکبروا من قومه لنخرجنک یشعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا﴾

قال: فعل......الملأ: موصوف......الـذیـن استـکبروا من قومه: موصول صلہ ، ملکر صفت ، ملکر فاعل ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......لام: تاکیدیہ......تـخـرجـن: فعل با فاعل......ک: معطوف علیہ......و : عاطفہ......الـذیـن امنوا معک: موصول صلہ ، ملکر معطوف ، ملکر مفعول......مـن قـریـتـنـا: ظرف لغو ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......او: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......تعودن فی ملتنا: فعل با فاعل وظرف لغو ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ، ملکر قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم ، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقصود بالنداء......یشعیب : جملہ ندائیہ ، ملکر مقولہ ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اولو کنا کرھین﴾۔

قال: قول......ھمزہ: حرف استفہام......و: حالیہ......لو: شرطیہ غیر جازمہ......کنا کرھین: فعل ناقص با اسم وخبر ، ملکر جملہ فعلیہ فعل محذوف "نعود" کے فاعل سے حال ہے ای "انعود ولو کنا کرھین" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجنا اللہ منھا﴾۔

قد: تحقیقیہ......افـتـرینا علی اللہ کذبا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ان: شرطیہ......عدنا فی ملتکم: فعل مجہول با ضمیر ذوالحال ظرف لغو ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فـقـد افـترینا علی اللہ کذبا" کیلئے شرط ، ملکر جملہ شرطیہ......بعد: مضاف......اذ نجنا اللہ منھا: مرکب اضافی مضاف الیہ ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال ، ملکر نائب الفاعل۔

﴿وما یکون لنا ان نعود فیھا ان یشاء اللہ ربنا﴾۔

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... یکون لنا: فعل ناقص وظرف مستقر خبر...... ان: مصدریہ...... نعود فیھا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنیٰ منہ......الا: حرف استثناء......ان: مصدریہ...... یشاء: فعل...... اللہ: مبدل منہ...... ربنا: بدل،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنیٰ،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وسع ربنا کل شیء علما علی اللہ توکلنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفتحین﴾.

وسع: فعل......ربنا: ممیز...... علما: تمیز،ملکر فاعل...... کل شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... علی اللہ: ظرف لغو مقدم...... توکلنا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ربنا: جملہ ندائیہ......افتح: فعل امر بافاعل......بیننا وبین قومنا: ظرف ، بالحق: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......انت: مبتدا......خیر الفتحین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقال الملا الذین کفروا من قومہ لئن اتبعتم شعیبا انکم اذا لخسرون﴾.

و: مستانفہ...... قال الملأ الذین کفروا من قومہ: جملہ فعلیہ قول...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ،اتبعتم شعیبا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......انکم: حرف مشبہ واسم...... اذا: حرف جواب وجزا......لام: تاکیدیہ،خسرون: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین﴾.

ف: عاطفہ...... اخذتھم الرجفۃ: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص باسم ......فی دارھم جثمین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیھاالذین کذبوا شعیبا کانوا ھم الخسرون﴾.

الذین: موصول...... کذبو شعیبا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... کان: مخففہ ھو ضمیر شان اسم...... لم یغنوا فیھا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......الذین: موصول، کذبوا شعیبا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... کانوا: فعل ناقص بااسم ھم ضمیر فصل،الخسرون: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتولی عنھم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسلت ربی ونصحت لکم﴾.

ف: عاطفہ......تولی: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... قال: قول......یقوم: جملہ ندائیہ،لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... ابلغتکم: فعل بافاعل ومفعول......رسلت ربی: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......نصحت لکم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکیف اسی علی قوم کفرین﴾.

ف: مستانفہ...... کیف: اسم استفہام حال مقدم......اسی: فعل مضارع انا ضمیر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر فاعل قوم کفرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کبھی کافروں کے دین پر نہ تھے!

۱......اللہ عزوجل نے کافروں کا جملہ بیان فرمایا کہ "یا تمہیں لوٹ آنا ہوگا ہماری ملت میں"، اس جملے سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کافروں کے دین میں تھے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ﴿ان شعیبا لم یکن علی دینھم ولا فی ملتھم یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کے دین اور ملت میں نہ تھے﴾۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کافروں نے یہ کیوں کہا؟ اس کے کئی جوابات ہیں ہم یہاں تفسیر الجمل کے حوالے سے ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں چنانچہ پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ کافر سرداروں نے لوگوں کو گمراہ کرنے اور وہم میں ڈالنے کے لئے یہ کہا کہ پہلے کبھی وہ ان کے دین اور ملت میں تھے، دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ کافروں نے چاہا کہ وہ ان کے دین کی طرف واپس آجائیں کیونکہ جب حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی تو ابتداً آپ علیہ السلام نے اپنا ایمان مخفی رکھا تھا اور ان کا سکوت اختیار کرنا انہیں ان کافروں کے جھوٹے خداؤں سے بری کرتا ہے، تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا واحد پر جماعت کو غلبہ دینے کے لئے ہے کہ جب حضرت شعیب علیہ السلام ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں شریک ہوتے تھے تو اس وجہ سے کافروں نے قوم کی حالت پر ان کے بھی ہونے کا حکم لگا دیا، حضرت شعیب علیہ السلام کو جماعت پر غلبہ دینے کے لئے، اور بہتر یہ ہے کہ لتعودن کو لتصیرن کے معنی میں لیا جائے تاکہ کسی قسم کا اشکال نہ رہے۔ (الجمل، ج۳، ص۷٤)

اللہ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہے!

۲......حضرت شعیب علیہ السلام نے گویا اس طرح فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ عزوجل کے دین کی دعوت دے دی، اور اس کا پیغام پہنچا دیا، اب اگر تم نہ مانو تو اللہ عزوجل میرے عمل کو بھی جانتا ہے اور تمہارے عمل سے بھی واقف ہے۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور وہ کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم رکھتا ہے اس کی نگاہ بے مثال سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کا نیک عمل اسے جنت میں لے جائے گا؟ اور کون اپنی عمر کے آخری حصے میں شقاوت میں جا پڑے گا؟ کون سعادت مندیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا اس دنیائے ناپائیدار سے کامیاب ہو کر رخصت ہوگا؟ اور کون اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا؟ الغرض اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور ہمیں اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ نہ جانے اس نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ آیا ہم آخری دم تک سعادت مندوں میں داخل ہیں یا ہم بھی......؟ اللہ بُری موت سے بچائے آمین۔

﴿ربنا افتح بيننا﴾ کے معنی:

۳......یہاں فتح کا معنی حکم ہے،الفتاح قاضی کو کہتے ہیں کیونکہ وہ معاملہ کو واضح کرتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ معاملہ کو ظاہر فرمادے تاکہ جھوٹے اور سچے کا معاملہ منکشف ہوجائے،اس صورت میں یہ فتح المشکل سے مشتق ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے فلاں چیز کو منکشف کردیا۔ (المظھری،ج۳،ص ٦١)

قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت:

۴......شیخ الامام داعیۃ الاسلام محمد متولی الشعراوی فرماتے ہیں کہ اپنے پیٹوں کے بل ایسے پڑے رہ گئے کہ ان میں حرکت تک باقی نہ رہی،قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ وتری کل امة جاثية (الجاثية:٢٨) ﴾یعنی اپنے گھٹنوں کے بل گر گئے،اور ان کا اپنے گھٹنوں کے بل گرنا ان کی ذلت اور ان کے عاجز ہونے کی دلیل ہے۔شیخ الاسلام نے لسان العرب سے علامہ جمال الدین افریقی کا قول بھی ذکر کیا ہے کہ"ان کے جسم زمین پر پڑے رہ گئے،ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انہیں جب آزمائش پہنچی تو وہ زمین سے چمٹ کر رہ گئے،اور الجاثم کے معنی ہیں کہ کسی کا اپنے پاؤں کے بل زمین سے چمٹ جانا جیسا کہ پرندہ بیٹھتا ہے،یعنی جب انہیں عذاب آیا تو وہ مرگئے زمین سے لگتے ہوئے۔

ابن کثیر نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں شدید زلزلے نے آلیا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل گئیں،اور حیوانات زمین پر جمادات کی طرح ہوگئے،اور صبح ان کے جسم زمین پر ایسے پڑے تھے کہ نہ تو ان میں روح تھی،نہ حرکت اور نہ ہی حواس باقی رہے۔ (قصص الانبیاء،ص ١٥٤)

☆......☆وعلی نحوه اجاب:اس کا جواب ماقبل تشریح،حاشیہ نمبرا،میں مذکور ہے۔

ینبغی: یکون بمعنی ینبغی ہے،اللہ کی مشیت کے سوا احوال میں سے کسی حال میں اور نہ ہی اوقات میں سے کسی وقت میں ہمارا(تمہارے دین کی جانب)لوٹنا نہ تو صحیح ہوسکتا ہے اور نہ ہی ایسا تصور کیا جاسکتا ہے۔اور یہ قول ابوسعود کا ہے۔

احکم: کرخی کے قول کے مطابق احکم بمعنی اقض ہے،قوم شعیب قاضی کو الفتاح یا الفاتح کا نام دیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی حق کو واضح کرتا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ٧٤ وغیرہ)۔

آسی: اصل میں دو ہمزہ کے ساتھ أأسی تھا،دوسری ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔

وغلبوا فی الخطاب الجمع علی الواحد الخ: سوال قائم کیا جاتا ہے کہ حضرت شعیب سابقہ زندگی میں کبھی قوم کے دین میں داخل نہ تھے،تو پھر جمع کو واحد پر غلبہ کیوں دیا گیا؟مفسر نے اس جواب کو صرف رجوع کے ذریعے عود کرنے سے محمول کیا ہے،بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عاد کبھی کبھار صار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے،اور اس صورت میں جب کہ عاد بمعنی صار مستعمل ہو تو نہ ہی

اشکال بنے گا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب ہوگا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۷٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ﴾ فَكَذَّبُوْهُ ﴿اِلَّآ اَخَذْنَا﴾ عَاقَبْنَا ﴿اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ﴾ شِدَّةُ الْفَقْرِ ﴿وَالضَّرَّآءِ﴾ اَلْمَرَضِ ﴿لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ(۹۴)﴾ یَتَذَلَّلُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ ﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا﴾ اَعْطَیْنَا هُمْ ﴿مَكَانَ السَّیِّئَةِ﴾ اَلْعَذَابِ ﴿الْحَسَنَةَ﴾ اَلْغِنٰی وَالصِّحَّةَ ﴿حَتّٰی عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا ﴿وَّقَالُوْا﴾ كُفْرًا لِّنِعْمَةِ ﴿قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ﴾ كَمَا مَسَّنَا وَهٰذِهٖ عَادَةُ الدَّهْرِ وَلَیْسَتْ بِعُقُوْبَةٍ مِّنَ اللّٰهِ فَكُوْنُوْا عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ قَالَ تَعَالٰی ﴿فَاَخَذْنَاهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿بَغْتَةً﴾ فَجْاَةً ﴿وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ(۹۵)﴾ بِوَقْتِ مَجِیْئِهٖ قَبْلَهٗ ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی﴾ اَلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿اٰمَنُوْا﴾ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ ﴿وَاتَّقَوْا﴾ اَلْكُفْرَ وَالْمَعَاصِیَ ﴿لَفَتَحْنَا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَالْاَرْضِ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا﴾ اَلرُّسُلَ ﴿فَاَخَذْنٰهُمْ﴾ عَاقَبْنَاهُمْ ﴿بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ(۹۶)﴾ ﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی﴾ اَلْمُكَذِّبُوْنَ ﴿اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿بَیَاتًا﴾ لَیْلًا ﴿وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ(۹۷)﴾ غَافِلُوْنَ عَنْهُ ﴿اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی﴾ نَهَارًا ﴿وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ(۹۸)﴾ ﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾ اِسْتِدْرَاجَهٗ اِیَّاهُمْ بِالنِّعْمَةِ وَاَخْذَهُمْ بَغْتَةً ﴿فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ(۹۹)﴾:

﴿ترجمہ﴾

اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی (کہ بستی والوں نے اسے جھٹلایا) مگر پکڑا (اخذنا بمعنی عاقبنا ہے) ہم نے اس کے رہنے والوں کو سختی (شدت فقر سے) اور تکلیف (مرض......۱......) میں کہ وہ کسی طرح گریہ وزاری کریں (یعنی عاجزی کرتے ہوئے ایمان لے آئیں) پھر بدل دیا ہم نے (یعنی ہم نے عطا کیا انہیں) برائی (یعنی عذاب) کی جگہ بھلائی......۲......(یعنی غنا اور صحت) یہاں تک کہ بہت (یعنی کثیر) ہوگئے اور بولے (انکار نعمت کرتے ہوئے) بیشک ہمارے باپ دادو کو رنج وراحت پہنچے تھے (جیسا کہ ہمیں پہنچا اور یہ عادت زمانہ ہے اور یہ اللہ ﷻ کی طرف سے عذاب نہیں ہے لہذا تم جس طریقہ پر قائم ہو اسی پر قائم رہو فرمایا اللہ ﷻ نے) تو ہم نے پکڑلیا انہیں (عذاب کے ساتھ) اچانک (وہ عذاب آگیا) اور وہ شعور نہ رکھتے تھے (یعنی اس عذاب کے آنے سے پہلے اس کا وقت نہ جانتے تھے) اور اگر بستی والے (یعنی جھٹلانے والے) ایمان لاتے (اللہ ﷻ اور اسکے رسول علیہ السلام پر) اور ڈرتے......۳......(کفر اور معاصیت سے) تو ہم کھول دیتے (لفتحنا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) ان پر آسمان سے

برکتیں (بارش کے ذریعے) اور زمین سے ......۹۶ ......(سبزہ) مگر انہوں نے جھٹلایا (رسول اللہ ﷺ کو) تو ہم نے انہیں پکڑلیا (یعنی انہیں سزادی) ان کے کیے پر، کیا بستی والے نہیں ڈرتے (جھٹلانے پر) کہ ان پر ہمارا عذاب (باسنا بمعنی عذابنا ہے) رات (بیاتا بمعنی لیلا ہے) کو آئے جب وہ سوتے ہوں (غافل ہو کر عذاب سے) یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب (دن چڑھے) آئے اور وہ کھیل رہے ہوں کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں......۹۹......(کہ نعمتوں میں انہیں ڈھیل ملتی رہے اور اچانک پکڑ لیے جائیں) تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومآارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......ارسلنا: فعل بافعل: ......فی: جار......قریۃ: ذوالحال......الا: اداۃ حصر، اخذنا اھلھا: فعل بافاعل وذوالحال......ب: جار......الباساء: معطوف علیہ......والضراء: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لعلھم یضرعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "قد" حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......من: زائدہ......نبی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اباء نا الضراء والسراء فاخذناھم بغتۃ وھم لا یشعرون﴾.

ثم: عاطفہ......بدلنا: فعل بافاعل......مکان السیئۃ: مفعول اول......الحسنۃ: مفعول ثانی......حتی: جار، عفوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......قالوا: قول......قد: تحقیقیہ......مس اباء نا: فعل ومفعول......الضراء والسراء: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اخذنا: فعل بافاعل......ھم: ذوالحال......بغتۃ: حال اول......و: حالیہ......ھم لا یشعرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، بدلنا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنھم بما کانوا یکسبون﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ان اھل القری: حرف مشبہ واسم......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......واتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......لام: تاکیدیہ......فتحنا: فعل بافاعل......علی: جار......ھم: ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لکن: استدراکیہ......کذبوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اخذنھم بما کانوا یکسبون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......برکت: موصوف......من السماء والارض: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿افامن اھل القری ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ......امن: فعل......اھل القری: فاعل......ان: مصدریہ......یاتیھم: فعل،ھم ضمیرذوالحال...... باسنا: فاعل......بیاتا: ظرف......و: حالیہ......ھم نائمون: جملہ اسمیہ حال،ملکرمفعول، ملکرجملہ فعلیہ بتاویل مصدرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ ماقبل "اخذنھم بغتۃ" پرمعطوف ہے۔

﴿اوامن اھل القری ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ...... امن اھل القری: فعل وفاعل...... ان: مصدریہ...... یاتیھم: فعل وھم ضمیرذوالحال...... وھم یلعبون: جملہ اسمیہ حال،ملکرمفعول...... باسنا: فاعل......ضحی: ظرف زمان،ملکرجملہ فعلیہ بتاویل مصدرمفعول یہ سب ملکرجملہ فعلیہ۔

﴿افامنوا مکراللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون﴾.

ھمزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......امنوا مکراللہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکرجملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ ،لایامن: فعل نفی......مکراللہ: مفعول......الا: اداۃ حصر...... القوم الخسرون: مرکب توصیفی فاعل،ملکرجملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سختی اور مرض کے ذریعے پکڑ کرنا:

۱......ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بالباساکامعنی فقرہےاورالضراء کامعنی مرض ہےاوریہ معنی اس قول کے تحت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باسا یعنی تنگی مال میں ہوتی ہےاورضراءیعنی تکلیف انسانی جان میں ہوتی ہے۔ایک قول کے مطابق باس کے معنی محتاجی اورتنگ دستی کے ہیں اور ضراء کے معنی تنگی اور بدحالی کے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ تختی جنگ میں ہوتی ہے اورتکلیف قحط میں ہوتی ہے۔ (البغوی،ص ۳۱٤)

نیک اعمال نزول رحمت اوربد اعمال نزول عذاب کا باعث ھیں!

۲......سیئۃ فعل قبیح کوکہتے ہیں اوریہ حسنۃ کی ضد ہے۔آیت مبارکہ میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ لوگ اگرسختی اورمصیبت میں مبتلا ہونے کے بعدگریہ وزاری کریں،اللہ عزوجل کی جناب میں توبہ واستغفار بجالائیں،توہم برائی کی جگہ بھلائی بدل دیں اورایساہی ہوتا ہے کہ بندہ جب تائب ہوکراللہ عزوجل کےحضورپیش ہوتاہےتواللہ عزوجل اسے انعام واکرام سےنوازتاہےاوراگراسے مصیبتیں بھی پہنچیں تو یہ مصیبتیں انکےگناہوں کاکفارہ ہوجاتی ہیں۔

☆......عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَۃِ فِی نَفْسِہٖ وَوَلَدِہٖ

وَمَالِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ خَطِیْئَۃٌ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "مومن مرد اور عورت کی جان، مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبتیں آتی رہتی ہیں حتی کہ وہ اس حال میں اللہ عزوجل سے ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الصبر، رقم: ۲٤۰۷، ص ٦۹٥)

ایمان اور تقوی:

۳۔۔۔۔قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے دو الفاظ استعمال کئے ہیں ایک امنوا اور دوسرا اتقوا یعنی ایمان لاتے اور ڈرتے، یہاں ہم امنوا کے حوالے سے انتہائی نفیس نکتہ پیش کرتے ہیں جو کہ اہل ایمان کے لئے مسرت کا باعث ہوگا۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ حق ہے اس پاک کلام کا ایک ایک لفظ اور حرف حق ہے چاہے ان کے معانی ہمیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ یہ کلام ایک بحر عمیق ہے جو اس میں جتنا غوطہ زن ہوگا وہ اسی قدر ہیرے جواہرات نکال لے گا اب انسان جتنا چاہے اس پاک کلام سے مستفیض ہو اور اپنی دنیا اور آخرت کو سنوالے۔ ہم بات کر رہے ہیں کہ لفظ امنوا میں کیا اسرار و رموز پوشیدہ ہیں؟ علمائے ربانیین نے کہا کہ امنوا میں چار لفظ ہیں الف، میم، نون اور واو، اس میں الف سے اللہ رب العالمین کی طرف، میم سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف اور نون سے دیگر نبیوں کی جانب اور واو سے تمام ولیوں کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جب تک بندہ ان تمام پر ایمان نہ لے آئے اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

نوٹ: یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایمان کا دارومدار صرف انہی چار باتوں پر ہے بلکہ یہ نکتہ اہل محبت کے لئے ہے باقی جہاں تک ایمان مفصل اور ایمان مجمل کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔

شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ تقوی فی الطاعۃ سے اخلاص مراد لیا جاتا ہے اور تقوی فی المعصیۃ سے ترک اور حذر مراد لیا جاتا ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کے سوا کسی سے نہ ڈرے، ایک قول یہ ہے کہ آداب شریعت کی محافظت کرے، ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ اے انسان تو ہر اس چیز سے اجتناب کر جو تجھے اللہ عزوجل سے دور کردے، ایک قول کے مطابق نفس کو خوش کرنے والی باتوں سے بچائے اور ممنوعات کو چھوڑ دے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اے انسان تو اپنے جی میں اللہ عزوجل کی (رضا جوئی) کے سوا کوئی چیز نہ پائے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان کے سوا کسی اور کام میں خیر کو نہ پائے، ایک قول کے مطابق یہ بھی ہے کہ تقوی یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اقتداء ان کی قولی اور فعلی حدیثوں میں کرے۔ (التعریفات، ص ٦۹)

زمینی اور آسمانی برکتیں:

۴۔۔۔۔زمینی اور آسمانی برکتوں سے مراد بارشیں اور نباتات ہیں یا یہ مراد ہے کہ پرہیزگار لوگوں پر ہر جانب سے خیر نازل ہوتی ہے۔ (المدارک، ج ۱ ص ٥۸۸)

اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر!

۵.....انسان اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت لرزاں وترساں رہے، معلوم نہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمارے بارے میں کیا خفیہ تدبیر فرمائی ہے اس کی ڈھیل اور دنیاوی انعام اور اکرام پر انسان دلیر نہ ہو جائے، ہم نہیں جانتے کہ ہماری آئندہ کی زندگی کیسی ہوگی اور ہمارا انجام کیا ہوگا یہ بھی نہیں معلوم، اے کاش کہ ہم ان چند جملوں کو اپنی گرہ سے باندھ لیں۔

☆.....فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے مابین ایک ذراع کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔

(صحيح البخاری، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم:۳۲۰۸، ص۵۳۶)

☆.....☆ فکذبوہ: اس جملے سے مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ کلام میں حذف موجود ہے اس لئے کہ باری ﷻ کا فرمان ﴿الا اخذنا اهلها﴾ کا ترتب ارسال پر نہیں بلکہ تکذیب پر ہوتا ہے۔

العذاب: یعنی فقر وفاقہ اور مرض۔ کفرا للنعمة: یعنی حضرات انبیائے کرام کی تکذیب کرنا، نعمت کی ناشکری کرنے کے مترادف ہے۔ رسلهم: یعنی بستی والوں کے رسول، ایک قول رسله یعنی اللہ ﷻ کے رسول بھی کیا گیا ہے۔(الصاوی، ج۲، ص ۲۷۵ وغیرہ)۔

كما مسنا: یعنی مذکورہ دونوں امور (فقر ومرض)، اور یہی اللہ ﷻ کا مبارک طریقہ ہے.....الخ۔

والمعاصي: یعنی قوم کے تمام تر اقوال کہ ہمارے آباء کو سختی پہنچی، آخر تک جو معاملات ہوئے، نافرمانی میں شامل ہیں۔

استدراجه اياهم الخ: کیا لوگ اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو گئے، المکر کو اس معنی میں استعمال کرنا مجاز البطور استعارہ ہے، اس لیے کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا، اور مختار میں ہے کہ المکر بمعنی الخديعة ہے، اور کبھی مکر باب نصر سے ماکر مکار کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۷۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۳

﴿اَوَلَمْ يَهْدِ﴾ يَتَبَيَّنْ ﴿لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ﴾ بِالسُّكْنٰى ﴿مِنْ بَعْدِ﴾ هِلَاكِ ﴿اَهْلِهَا اَنْ﴾ فَاعِلٌ مُخَفَّفَةٌ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ فَاعِلٌ اَىْ اَنَّهُ ﴿لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ كَمَا اَصَبْنَا مَنْ قَبْلَهُمْ وَالْهَمْزَةُ فِى الْمَوَاضِعِ الْاَرْبَعَةِ لِلتَّوْبِيْخِ، وَالْفَاءُ وَالْوَاوُ الدَّاخِلَةُ عَلَيْهِمَا لِلْعَطْفِ، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ

الْوَاوِ فِی الْمَوْضِعِ الْاَوَّلِ عَطْفًا بِاَوْ ﴿وَ﴾ نَحْنُ ﴿نَطْبَعُ﴾ نَخْتِمُ ﴿عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (۱۰۰)﴾
اَلْمَوْعِظَةَ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ ﴿تِلْكَ الْقُرٰی﴾ اَلَّتِیْ مَرَّ ذِكْرُهَا ﴿نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿مِنْ
اَنْبَآئِهَا﴾ اَخْبَارِ اَهْلِهَا ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ ﴿فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا﴾
عِنْدَ مَجِيْئِهِمْ ﴿بِمَا كَذَّبُوْا﴾ كَفَرُوْا بِهٖ ﴿مِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ مَجِيْئِهِمْ بَلْ اِسْتَمَرُّوْا عَلَی الْكُفْرِ ﴿كَذٰلِكَ﴾
اَلطَّبْعِ ﴿يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ (۱۰۱)﴾ ﴿وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ﴾ اَیِ النَّاسِ ﴿مِّنْ عَهْدٍ﴾ اَیْ
وَفَاءٍ بِعَهْدِهِمْ يَوْمَ اَخْذِ الْمِيْثَاقِ ﴿وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ (۱۰۲)﴾ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ
﴾ اَیِ الرُّسُلِ الْمَذْكُوْرِيْنَ ﴿مُّوْسٰی بِاٰيٰتِنَآ﴾ اَلتِّسْعِ ﴿اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ﴾ قَوْمِهٖ ﴿فَظَلَمُوْا﴾ كَفَرُوْا
﴿بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (۱۰۳)﴾ بِالْكُفْرِ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ ﴿وَقَالَ مُوْسٰی يٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۰۴)﴾ اِلَيْكَ فَكَذَّبَهٗ فَقَالَ اَنَا ﴿حَقِيْقٌ﴾ جَدِيْرٌ ﴿عَلٰٓی اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿لَّآ اَقُوْلَ عَلَی
اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّشْدِيْدِ الْيَاءِ فَحَقِيْقٌ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ اَنْ وَمَا بَعْدَهٗ ﴿قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
فَاَرْسِلْ مَعِیَ﴾ اِلَی الشَّامِ ﴿بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۱۰۵)﴾ وَكَانَ اِسْتَعْبَدَهُمْ ﴿قَالَ﴾ فِرْعَوْنُ لَهٗ ﴿اِنْ كُنْتَ جِئْتَ
بِاٰيَةٍ﴾ عَلٰی دَعْوَاكَ ﴿فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۰۶)﴾ فِيْهَا ﴿فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ
مُّبِيْنٌ (۱۰۷)﴾ حَيَّةٌ عَظِيْمَةٌ ﴿وَّنَزَعَ يَدَهٗ﴾ اَخْرَجَهَا مِنْ جَيْبِهٖ ﴿فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ﴾ ذَاتُ شُعَاعٍ ﴿
لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۰۸)﴾ خِلَافَ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْاُدْمَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اورکیاہدایت (واضح) نہ ہوئی انہیں جوزمین کے وارث ہوئے (سکونت کے اعتبار سے) بعد اسکے رہنے والوں کی (ہلاکت) کے (ان مخففہ ہے اوراس کافاعل محذوف ہے اصل عبارت انہ ہے) اگر ہم چاہیں تو انہیں آفت (یعنی عذاب) پہنچائیں گناہوں پر(جیسا کہ ہم نے ان سے پہلوں کو پہنچائی اور ھمزہ ان چاروں مواقع پر توبیخ کیلئے ہے اور فاء اور واو ان دونوں افامن اھل القری کا فاخذنھم بغتۃ اور اومن اھل القری کا اولم یھد پر عطف کیلئے داخل ہوا ہے اور ایک قرأت میں واو ساکنہ اول وضع میں واو عاطفہ کے ساتھ ہے) اور (ہم نے) مہر لگادی (نطبع بمعنی نختم ہے) ان کے دلوں پر کہ وہ کچھ نہیں سنتے (نصیحت کی باتیں غور وفکر کے کان سے) یہ بستیاں ہیں (جن کا ذکر گزر چکا) جن کے احوال (اس کے رہنے والوں کی خبریں......۱......) بیان کرتے ہیں ہم (اے محمد ﷺ) آپ پر اور بیشک ان کے پاس انُ کے رسول روشن دلیلیں (ظاہر معجزات......۲......) لیکر آئے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ

وہ اس پر ایمان لاتے (ان نشانیوں کے آنے کے وقت میں) جسے جھٹلا چکے تھے (یعنی اس کا انکار کر چکے تھے) پہلے سے (ان نشانیوں کے آنے سے پہلے بلکہ وہ کفر پر برقرار رہے) یونہی (مہر لگاتا ہے) اللہ چھاپ لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر اور ان میں اکثر (لوگوں) کو ہم نے قول میں سچا نہ پایا (یعنی اپنے کئے عہد کو پورا کرتے نہ پایا جس دن ان سے عہد لیا گیا تھا) اور ضرور (ان مخففہ ہے) ان میں اکثر کو بیوقوف ہی پایا پھر اسکے بعد (یعنی مذکورہ رسولوں کے بعد) ہم نے موسی......۳......کو اپنی (نو) نشانیوں......۴......کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں (یعنی اس کی قوم) کی طرف بھیجا تو انہوں نے زیادتی......۵......(کفر) کیا ان نشانیوں پر تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کا (ان نشانیوں کے انکار کے سبب ان کی ہلاکت ہوئی) اور موسی نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں (تیری طرف، تو فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کو جھٹلایا تو موسی علیہ السلام نے کہا کہ مجھے) سزاوار ہے (حقیق بمعنی جدیر ہے کہ (ان بمعنی بان ہے) اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات (اور ایک قرأت میں یاء کی تشدید کے ساتھ علیّ ہے اور حقیق مبتدا ہے اور ان لا اقول اس کی خبر ہے) میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں تو میرے ساتھ (ملک شام تک) بنی اسرائیل کو چھوڑ دے (اور وہ فرعون غلامی کرتے تھے) بولا (فرعون حضرت موسی علیہ السلام سے) اگر تم کوئی نشانی لیکر آئے ہو (اپنے دعوے پر) تو لاؤ اگر سچے ہو (اپنے دعوے میں) تو موسی نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا (یعنی بڑا سانپ) بن گیا اور اپنا ہاتھ نکالا (اپنے گریبان سے) تو وہ سفید روشن (شعاع کی طرح) دیکھنے والوں کیلئے ہو گیا (بخلاف اپنی گندمی رنگت کے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اولم یهد للذین یرثون الارض من بعد اهلها ان لو نشاء اصبنهم بذنوبهم﴾.

همزه: حرف استفہام...... و: عاطفہ......لم یهد: فعل نفی......لام: جار......الذین: موصول...... یرثون الارض من بعد اهلها: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو......ان: مخففہ ضمیر شان محذوف "ھو" اسم...... لو: شرطیہ...... نشاء: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... اصبنهم بذنوبهم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونطبع علی قلوبهم فهم لا یسمعون تلک القری نقص علیک من انبائها﴾.

و: مستانفہ...... نطبع علی قلوبهم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ للتعقیب...... هم: مبتدا...... لایسمعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... تلک: مبدل منہ...... القری: بدل، ملکر مبتدا...... نقص علیک: فعل با فاعل وظرف لغو اول......عن انبائها: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد جاء تهم رسلهم بالبینت فما کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل﴾.

و: مستانفہ......لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ ...... جاء تھم رسلھم بالبینت: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......ما: نافیہ......کانوا: فعل ناقص بااسم،لام: جار......یومنوا: فعل بافاعل......ب: جار......ما: موصولہ......کذبوا من قبل: جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یطبع اللہ علی قلوب الکفرین وما وجدنا لاکثرھم من عھد﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......یطبع اللہ: فعل وفاعل......علی قلوب الکفرین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و: اعتراضیہ......ما: نافیہ......وجدنا: فعل بافاعل ،لاکثرھم: ظرف مستقر حال مقدم......من عھد: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿وان وجدنا اکثرھم لفسقین﴾۔

و: عاطفہ،ان: مخففہ غیر عاملہ، وجدنا اکثرھم: فعل بافاعل ومفعول اول، لام: فارقہ، فسقین: مفعول ثانی، جملہ فعلیہ

﴿ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا الی فرعون وملائہ فظلموا بھا﴾۔

ثم: عاطفہ...... بعثنا: فعل بافاعل...... من بعدھم: ظرف مستقر حال مقدم......موسی: ذوالحال،ملکر مفعول،بایتنا: ظرف لغو......الی فرعون وملائہ: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ظلموا بھا: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین﴾۔

ف: عاطفہ...... انظر: فعل بافاعل...... کیف: اسم استفہام خبر مقدم...... کان: فعل ناقص ...... عاقبۃ المفسدین: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال موسی یفرعون انی رسول من رب العالمین حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق قد جئتکم بینۃ من ربکم﴾۔

و: مستانفہ...... قال موسی: قول...... یفرعون: جملہ ندائیہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... رسول: موصوف ......من رب العلمین: ظرف مستقر صفت اول......قد: تحقیقیہ ......جئتکم: فعل بافاعل ومفعول...... ب: جار......بینۃ: موصوف...... من ربکم: ظرف مستقر،صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......حقیق: اسم فاعل بافاعل...... علی: جار......ان: مصدریہ...... لااقول علی اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......الا: اداۃ حصر......الحق: "قولا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر "انا" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فارسل معی بنی اسرائیل﴾

ف: فصیحہ......ارسل معی: فعل امر بافاعل وظرف...... بنی اسرائیل: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا استمعت کلامی وثبت الی الرشد" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ان کنت جئت بایة فات بها ان کنت من الصدقین﴾.

قال: قول......ان: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص بااسم...... جئت بایة: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، فات بها: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ...... کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ شرط جزا محذوف "فات بها"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالقی عصاه فاذا هی ثعبان مبین ونزع یده فاذا هی بیضاء للنظرین﴾.

ف: عاطفہ......القی عصاه: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اذا: فجائیہ......هی: مبتدا......ثعبان مبین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......نزع یده: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اذا: فجائیہ...... هی: مبتدا...... بیضاء للنظرین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبر اللہ نے دی:

۱......اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ "یہ بستیاں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں" تا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم جان لو کہ ہم اپنے رسولوں کی اوران پر جو بھی ایمان لائے ان لوگوں کی اپنے اوران کے دشمنوں یعنی کافروں پر مدد کرتے ہیں۔اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرات انبیائے کرام اورخصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دینے والی ذات کوئی اورنہیں بلکہ خود خالق کائنات ہے جوکہ اپنے نبی کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔سابقہ مقامات پر علم غیب کے حوالے سے ہم گفتگو کر چکے ہیں اس لئے یہاں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔

معجزہ :

۲......وہ خرق عادت کام جو خیر وسعادت کی دعوت پر مبنی ہو اوراس خرق عادت کام کا دعوی کرنے والا وصف نبوت سے متصف ہو اوراس دعوے کے اظہار سے اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کا رسول ہے۔ (التعریفات،ص ۲۱۷)

☆......عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِی اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُو اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جسے اس قدر معجزات نہ دئے گئے ہوں کہ اس کی وجہ سے

کوئی بشر اس پر ایمان لے آئے اور مجھے اللہ عزوجل نے وحی (یعنی قرآن مجید) عطا فرمایا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد دیگر نبیوں کے پیروکار سے زیادہ ہوگی۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی برقم: ٤٩٨١، ص ۸۹۳)۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے قرآن بطور معجزہ دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ہر نبی کو خاص معجزہ عطا فرمایا اور اس معجزہ جیسا بعینہ کمال کسی اور کو نہ دیا اور یہ اسلئے کیا تاکہ قوم اس معجزہ کے ذریعے نبی کے تابع ہو جائے۔ اور ہر نبی کا معجزہ اس کی قوم کی حسب حالت ہوا کرتا تھا جیسا کہ فرعون کے دور سلطنت میں جادو کا دور دورہ تھا لہذا موسی علیہ السلام کو عصاء والا معجزہ دیا گیا، جس نے فرعونیوں کی تمام بناوٹیں نگل لیں اور ایسا کسی جادوگر سے نہ ہو پایا، اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام نے مردے زندہ کئے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں طب اپنے عروج پر تھی اسی لئے حضرت عیسی علیہ السلام کو اسی مناسبت سے معجزہ دیا گیا کہ ان جیسی قدرت کسی طبیب میں نہ پائی جاتی تھی، اسی طرح جس زمانے میں نبی پاک ﷺ عرب میں مبعوث ہوئے اس وقت عرب کے لوگ بلاغت میں غایت درجے کا کمال رکھتے تھے، سید عالم ﷺ کو قرآن (بطور معجزہ) دیا گیا اور انہیں چیلنج کیا گیا کہ اس کی مثل کوئی ایک سورت لائیں مگر وہ نہ لا سکے، قرآن مجید کی عظمت کے حوالے سے ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن کا مثل کچھ بھی نہیں ہو سکتا نہ صورتاً اور نہ ہی حقیقتاً بخلاف دیگر معجزات کے کہ وہ (کسی نہ کسی اعتبار سے) مثل ہونے سے خالی نہیں ہیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ہر نبی کو جو معجزات دیئے گئے ان کی مثل ان سے پہلے کہیں نہ کہیں صورتاً یا حقیقتاً ضرور موجود تھی لیکن قرآن کے مثل کسی کو پہلے کبھی نہ دیا گیا اسی لئے یہ کہا گیا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت میرے متبعین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی"۔ (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی برقم: ٤٩٨١، ج ۹، ص ۸)

علامہ احمد بن محمد قسطلانی معجزہ کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱) معجزہ وہ کام ہوتا ہے جو عادتاً محال ہو جیسے کسی کا چاند کے دو ٹکڑے کرنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، لاٹھی کا اژدھا بن جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا، اس قید سے وہ کام خارج ہو گئے جو عادت کے مطابق ہوں۔ (۲) اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو پیش کیا جائے اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس فعل کے ساتھ رسالت کا دعوی مقرون ہو۔ (۳) رسالت کا دعوی کرنے والے نے جس فعل کو صادر کیا ہے کوئی اور شخص اس فعل کی مثل نہ لا سکے، بعض نے یہ بھی کہا کہ معارضہ سے مامون ہونے کی ساتھ دعوی رسالت کا ہونا بھی شرط ہے۔ اس قید سے وہ امور نکل گئے جو خلاف عادت ہوں اور دعوی نبوت سے پہلے ہوئے ہوں جیسے اعلان نبوت سے پہلے ہمارے پیارے نبی ﷺ پر بادل کا سایہ کرنا اور شق صدر وغیرہ ان کو ارہاص کہتے ہیں اس طرح اس قید سے اولیاء اللہ کی کرامات بھی خارج ہو گئیں کیونکہ ان کے ساتھ بھی دعوی نبوت مقرون نہیں ہوتا۔ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ معجزہ کی تعریف میں جو تحدی کی شرط لگائی گئی ہے یعنی اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جانا، اس کی دلیل نہ تو کہیں کتاب میں ہے اور نہ ہی کہیں حدیث میں اور نہ ہی اس پر اجماع ہے اور بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کے صدور پذیر ہونے میں نہ تو معارضہ کی طلب ہوئی اور نہ ہی مقابلہ کی مثلاً کنکریوں

کا کلمہ پڑھنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، ایک صاع (چار کلوگرام) کھانا دو سو آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا، آنکھ میں لعاب دھن ڈالنا، بکری کے گوشت کا کلام کرنا، اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا، اور یہ تحقیق ہے کہ سوائے قرآن مجید کے اور کسی معجزہ میں تحدی نہ کی گئی۔ (۴) ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ فعل مدعی نبوت کے دعویٰ کے موافق ہو اگر وہ خلاف عادت فعل مدعی نبوت کے دعویٰ کے خلاف ہو تو اسے معجزہ نہیں بلکہ اہانت کہتے ہیں۔ (شرح زرقانی، کتاب فی المعجزات والخصائص، باب المقصد الرابع، ج۶، ص۴۰۶ وغیرہ ملخصاً)

ہم طلباء کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ کہیں نہیں ذکر ہوا بلکہ اس کے بجائے برھان، آیۃ اور بینہ کے لفظ ذکر کئے گئے ہیں۔ المواھب اللدنیہ کی متذکرہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خرق عادت کام اگر نبی سے اعلان نبوت سے پہلے صادر ہو تو اسے ارھاص اور اگر اعلان نبوت کے بعد صادر ہو تو معجزہ اور غیر نبی (یعنی ولی اللہ) سے ایسا فعل جو عادتاً محال ہوتا ہے صادر ہو تو اسے کرامت اور کافر سے خرق عادت کا صدور اس کے کفر میں اضافے کا باعث ہوتا ہے اور اس کے اس فعل کو استدراج کہا جاتا ہے اور اگر کوئی خلاف عادت فعل کسی نبی سے اس کے دعویٰ نبوت کے خلاف صادر ہو تو اسے اہانت کہیں گے۔

ہمارے اس پرفطن دور میں جہاں اور دینی اور شرعی معاملات میں اختلاف ہو چلا اور بدمذہبوں نے بھولے بھالے مسلمانو کی دین سے متعلق عدم توجہی اور کم علمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے غلط نظریات وعقائد کو عوام میں پھیلانا شروع کیا، وہاں اس بارے میں بھی کہ معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں ہوتا اور نبی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہے وغیرہ باتیں عوام میں پھیلانا شروع کر دیں اور آج حال یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کے مسائل میں اتنا الجھا دیا گیا کہ بسا اوقات بھولا بھالا مسلمان حقائق کو خواہ مخواہ ہی رد کرتا جاتا ہے۔ ہم نے مناسب خیال کیا کہ لگے ہاتھوں اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا جائے تاکہ نہ صرف ہمارے طلباء بلکہ ہر پڑھنے والا شخص اس مسئلے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو جائے اللہ عزوجل اپنے پاک کلام کی برکت سے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ "مسجد (نبوی) کی چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی سید عالم ﷺ ان میں سے ایک تنہ پر ٹیک لگائے خطبہ فرماتے تھے پھر جب منبر بنا دیا گیا تو حضور ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے ہم نے سنا کہ اس لکڑی کے سوکھے تنے سے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتی کہ سید عالم نبی محتشم ﷺ نے اس سوکھے تنے پر اپنا دست شفقت پھیرا تو اس کا رونا بند ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ۳۵۸۶، ص ۶۰۲)

☆...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس ریگستان سے آتا دکھائی دیا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ "کن ابا خیثمة" یعنی اے پیچھے آنے والے ابو خیثمہ ہو جا تا! وہ ابو خیثمہ انصاری ہو گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك، رقم: ۲۷۶۹/۶۹۱۰، ص ۱۳۵۷)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کن تحقیق اور وجود کے لئے آتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس آنے والے شخص سے یہ فرمایا کہ اے شخص تو حقیقتاً ابا خیثمة ہوجا! قاضی عیاض نے جو کچھ کہا ہے یہی صحیح ہے اور یہاں حضور ﷺ کے فرمان کے معنی کو سمجھنے کے لئے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ اللھم اجعله ابا او ابو خیثمة یعنی اے اللہ ﷻ تو اسے ابو خیثمہ کردے!۔ (شرح نووی علی مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك، رقم: ۶۹۱۰، ص ۱۶۱۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اسی حدیث مذکورہ کے تحت شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۷ صفحہ ۵۴۶ پر فرماتے ہیں کہ شیخ انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا شیخ عبدالغنی نابلسی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عارف جامی کی دعوت کی اور عمداً مردہ مرغی پکادی، عارف جامی نے کہا ''اللہ کے اذن سے زندہ ہو'' وہ مرغی زندہ ہوگئی، اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کے وعظ میں ایک چیل نے شور مچا کر خلل ڈالا، آپ ﷜ نے فرمایا ''اللہ تیری گردن کاٹ دے، وہ اسی وقت مر کر زمین پر گرگئی، وعظ کے بعد آپ نے فرمایا ''اللہ کے اذن سے اٹھ جا'' وہ اٹھ گئی۔

شیخ بنوری کا کہنا ہے کہ: میں نے شیخ بدر عالم میرٹھی سے سنا ہے کہ ایک طالب علم جو کی روٹی کھا رہا تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی بھنی ہوئی مرغی کھا رہے تھے، طالب علم کی ماں اس سے ملنے آئی تو اس کہا آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے! حضرت شیخ نے مرغی کی طرف اشارہ کر کے کہا ''اللہ کے اذن سے کھڑی ہوجا'' وہ زندہ ہوگئی، شیخ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی مرغی کھالے گا۔ (فیض الباری، ج ۲، ص ۶۱، مطبوعه مجلس علمی سورت هند مع حاشیه شیخ محمد یوسف بنوری)

مولانا رشید احمد گنگوہی اور دیگر علمائے دیوبند کا نظریہ اس بارے میں جدا ہے۔ چنانچہ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں فتاوی رشیدیه کامل کی عبارت نقل کریں تاکہ ان کے نظریے کی مزید وضاحت ہوجائے ''بعض اولیاء کو اللہ ﷻ آلہ تکمیل اور ارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعے سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگرچہ حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے، پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ (فتاوی رشیدیه کامل، ص ۲۰۳)

مولانا صاحب کی عبارت سے یہ بات سامنے آئی کہ حضرات اولیائے کرام و (انبیائے کرام) سے معجزات و کرامات کا صدور ہونا محض اللہ ﷻ کی مرضی و اختیار سے ممکن ہے، ان حضرات کو خود کوئی اختیار نہیں ہے اور ان کی حیثیت قدرت الٰہی کے سامنے ایک آلہ کی سی ہے اور بس، ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر ان کی مان لی جائے تو ان تمام روایات اور اختیارات کا انکار لازم آئے گا جو ان حضرات کے حوالے سے ہم نے بھی ذکر کئے اور دیگر کتب صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور نووی نے شرح نووی میں حدیث جریج کے حوالے سے لکھا کہ بعض اوقات حضرات اولیاء کرام سے کرامات ان کی اپنی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں۔

حضرت موسی علیہ السلام کی ذات پاک:

۳؎......آپ علیہ السلام کا نام موسی بن عمران بن قاہث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم تھا ۔آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں کئی مقامات پر طوالت اور اختصار کے ساتھ آیا ہے۔اکثر اقوال کے مطابق آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔(البدایة والنهایة، قصة موسی کلیم الجزء ۱، ج ۱ ص ۲۶۳ وغیرہ،ملتخصاًو ملطقتاً)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''شب معراج میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسی علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار،باب ذکر صلاة نبی الله موسی ،رقم:۱۶۲۷،ص ٤١٦)

اس حدیث سے حضرات انبیائے کرام علیہم اسلام کی حیات بعداز ممات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی زندگی گزاری، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سالوں کا زمانہ ہے۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا زمانہ ہے۔حضرت موسی علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور فرعون اس کا لقب تھا اور اصل میں فرعون کسی شخص کا نام ہے پھر اس علم (نام) کو بطور لقب زمانہ جاہلیت میں مصر کے ہر بادشاہ کے لئے بولا جانے لگا،فرعون نے چھ سو بیس سال کی زندگی بسر کی اور اس نے چار سو سال حکومت کی،اور اس دوران اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اس کی کنیت ابو مرۃ تھی،ایک قول کے مطابق اس کی کنیت ابو عباس تھی اور اس سے مراد دوسرا فرعون ہے اور فرعون اول اس کا بھائی ہے اور اس کا نام قابوس بن مصعب عمالقہ کا بادشاہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے فرعون کا لقب نمرود ہے اور اس امت کا فرعون ابوجہل ہے۔ (الصاوی، ج ۲،ص ۲۷۷ ملتقطاًوملخصاً)

حضرت موسی علیہ السلام کے نو معجزات:

۴؎......اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی،طوفان ،ٹڈی، جوں، مینڈک،خون، مال کی بربادی۔یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ۲،ص ۲۷۷)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسی علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہو جاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسی علیہ السلام اُسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا،اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام

بھی کرتے۔اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆......روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسّی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تا دم مرگ دور نہ ہو سکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا، ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ)

ظلم کی تعریف اہل لغت کے نزدیک!

۵......اہل لغت اور کثیر علماء کے نزدیک کسی چیز کو اس کی غیر وضع میں رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔کبھی اسے نقصان اور کبھی زیادتی کے ساتھ مختص کیا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اسے اس کے وقت اور مکان کے عدول سے بھی مختص کیا جاتا ہے۔بعض حکماء کے نزدیک ظلم تین طرح کا ہوتا ہے۔(۱) بندے اور اللہ عزوجل کے مابین، اور اس کا بڑا درجہ کفر، شرک اور نفاق ہے اسی لئے اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمٰن:۱۳)، ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (الھود:۱۸)، ﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ﴾ (الزمر:۳۲)، ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾ (الانعام:۲۱): (۲) بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا، اور اس تعریف کا خاص قصد ان فرامین سے ہوتا ہے ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ (الشوریٰ:۴۰)، ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ﴾ (الشوریٰ:۴۲)، ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا﴾ (الاسراء:۳۳)۔ (۳) بندے کا اپنی ذات پر ظلم کرنا، اور اس تعریف کا خاص قصد ان فرامین سے ہوتا ہے ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ﴾ (الفاطر:۳۲)، ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (البقرہ:۲۳۱)، ﴿فَمَا كَانَ اللَّهُ

لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (الروم:۹)﴾۔ (المفردات،ص۳۱۸، ۳۱۹ ملتقطاً و ملخصاً)

فرعونیوں نے ایمان کی جگہ پر کفر کو رکھا اس لئے اللہ ﷻ نے ان کے اس اقدام کو کفروا بہا کے بجائے ظلموا بہا فرمایا

☆......☆للذین یرثون: وہ لوگ جو زمین کے مالک ہوئے، اس سے مراد اہل مکہ اور اس کے اردگرد کے لوگ تھے۔

فی المواضع الاول: یعنی واو کی وضع میں، مراد یہ قول ہے: او امن اھل القری، یا باو کے عطف کے ساتھ، اس صورت میں ہمزہ عاطف کا جزء ہوگی نہ کہ استفہامیہ، اس لیے کہ ہمزہ استفہامیہ کی فقط تین ہی صورتیں ہوتی ہیں۔

عند مجیئھم: یعنی حضرات رسل کرام ان بستی والوں کے پاس واضح نشانیات و معجزات لے کر آئے، یعنی انہوں نے حضرات رسل کرام کی شریعت کو جھٹلایا، یعنی جس طرح رسل کرام کے آنے سے پہلے انہوں نے اپنی من مانی کر کے زندگی گزاری تھی بالکل اسی طرح ان حضرات کے تشریف لانے کے بعد اور واضح معجزات ظاہر کرنے کے بعد بھی ان کا یہی حال رہا۔ (الجمل، ج۳، ص۸۰ وغیرہ)۔

فی المواضع الاربعۃ: یعنی چار مقامات جن میں سے دو فاء کے ساتھ اور دو واو کے ساتھ مذکور ہیں، (۱) افامن اھل القری، (۲) اوامن اھل القری، (۳) افامنوا مکر اللہ، (۴) اولم یھد للذین۔

التی مر ذکرھا: یعنی ماقبل قوم نوح، عاد، ثمود، لوط اور شعیب کی قوم کا ذکر گزر چکا ہے۔ الی الشام: یعنی مصر میں ان کے رہائش پذیر ہونے کے سبب، اگرچہ ان کی اصل سرزمین شام ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے مصر میں اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کو آئے، پھر یہیں رہائش پذیر ہوئے اور ان کی نسلیں یہیں بسنے لگیں، پھر فرعون کے قہر و غضب کی وجہ سے حضرت موسیٰ نے انہیں اس قید سے نجات دلائی۔ استعبدھم: یعنی فرعون نے مصر کی قوم کو خاص غلام بنالیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (۱۰۹)﴾ فَائِقٌ فِیْ عِلْمِ السِّحْرِ وَفِی الشُّعَرَاءِ اَنَّهٗ مِنْ قَوْلِ فِرْعَوْنَ نَفْسَهٗ فَكَاَنَّهُمْ قَالُوْهُ مَعَهٗ عَلٰی سَبِيْلِ التَّشَاوُرِ ﴿يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (۱۱۰)﴾ ﴿قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ﴾ اَخِّرْ اَمْرَهُمَا ﴿وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (۱۱۱)﴾ جَامِعِيْنَ ﴿يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ سَحَّارٍ ﴿عَلِيْمٍ (۱۱۲)﴾ يَفْضُلُ مُوْسٰی فِیْ عِلْمِ السِّحْرِ فَجَمَعُوْا ﴿وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَی الْوَجْهَيْنِ ﴿لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ (۱۱۳)﴾ ﴿قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (۱۱۴)﴾ ﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ﴾ عَصَاكَ ﴿وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ (۱۱۵)﴾ مَا مَعَنَا ﴿قَالَ اَلْقُوْا﴾ اَمْرٌ لِلْاِذْنِ بِتَقْدِيْمِ اِلْقَائِهِمْ تَوَصُّلًا بِهٖ اِلٰی اِظْهَارِ الْحَقِّ ﴿فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا﴾ حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ ﴿سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ صَرَفُوْهَا عَنْ

حَقِيقَةِ اِدْرَاكِهَا ﴿وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ خَوَّفُوْهُمْ حَيْثُ خَيَّلُوْهَا حَيَّاتٍ تَسْعٰى ﴿وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ(۱۱۶)﴾

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ﴾ بِحَذْفِ اِحْدَى التَّاءَيْنِ فِي الْاَصْلِ تَبْتَلِعُ ﴿مَا

يَاْفِكُوْنَ(۱۱۷)﴾ يَقْلِبُوْنَ بِتَمْوِيْهِهِمْ ﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ﴾ ثَبَتَ وَظَهَرَ ﴿وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۱۱۸)﴾ مِنَ

السِّحْرِ ﴿فَغُلِبُوْا﴾ اَيْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ ﴿هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ(۱۱۹)﴾ صَارُوْا ذَلِيْلِيْنَ ﴿وَاُلْقِيَ

السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ(۱۲۰)﴾ ﴿قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ(۱۲۱)﴾ ﴿رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ(۱۲۲)﴾ لِعِلْمِهِمْ بِاَنَّ

مَاشَاهَدُوْهُ مِنَ الْعَصَا لَا يَتَاَتّٰى بِالسِّحْرِ ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا ﴿

بِهٖ﴾ بِمُوْسٰى ﴿قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ﴾ اَنَا ﴿لَكُمْ اِنَّ هٰذَا﴾ الَّذِيْ صَنَعْتُمُوْهُ ﴿لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(۱۲۳)﴾ مَايَنَالُكُمْ مِنِّيْ ﴿لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾ اَيْ

يَدَ كُلِّ وَاحِدٍ اَلْيُمْنٰى وَرِجْلَهُ الْيُسْرٰى ﴿ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ(۱۲۴)﴾ ﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا﴾ بَعْدَ مَوْتِنَا بِاَيِّ

وَجْهٍ كَانَ ﴿مُنْقَلِبُوْنَ(۱۲۵)﴾ رَاجِعُوْنَ فِي الْآخِرَةِ ﴿وَمَا تَنْقِمُ﴾ تُنْكِرُ ﴿مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَ

تْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾ عِنْدَ فِعْلِ مَاتُوْعِدُهٗ بِنَا لِئَلَّا نَرْجِعَ كُفَّارًا ﴿وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ(۱۲۶)﴾

﴿ترجمہ﴾

قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے (جو کہ علم سحر......۱ یعنی جادو میں ماہر ہے، سورۃ الشعراء میں ہے کہ یہ بات فرعون نے اپنے جی میں کہی تھی گویا کہ یہ درباری بھی مشورہ میں فرعون کے ساتھ تھے) تمہیں تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے بولے انہیں اوران کے بھائی کو ٹھرالو (یعنی دونوں کو مہلت دے دو) اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دو (حشرین بمعنی جامعین ہے) کہ وہ تیرے پاس جادوگر (ایک قرأت میں سحار ہے) بہت جاننے والے کو (جو موسیٰ علیہ السلام سے علم سحر میں فضیلت رکھتا ہو، تو وہ جمع ہو گئے) اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے (ء ان دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسری ہمزہ کی تسہیل اور دونوں صورتوں میں دونوں کے درمیان الف کے ساتھ آیا ہے) کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر ہم غالب آئیں بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں (اپنا عصا) یا ہم ڈالنے والے ہوں (جو ہمارے پاس ہے......۲) کہا تمہیں ڈالو (انہیں ڈالنے میں پہل کرنے کا حکم دیا تا کہ پہلے ڈالنے کو اظہار حق کا وسیلہ بنایا جا سکے) جب انہوں نے ڈالا (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (لوگوں کی آنکھیں حقیقت کے ادراک سے پھیر دیں) اور انہیں ڈرایا (خوفزدہ کر دیا اس حیثیت سے لوگ ایسے بھاگتے سانپ خیال کرنے لگے) اور بڑا جادو لائے اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی اپنا عصا ڈال تو نگلنے لگا (تلقف

اصل میں ایک تاء کے حذف کے ساتھ تبتلع کے معنی میں ہے) انکی بناوٹوں کو (یعنی ان کی باطل تزیین شدہ بناوٹوں کو) تو حق ثابت (وقع بمعنی ثبت اور ظھر ہے) ہوا اور ان کا کام (یعنی جادو) باطل ہوا پس مغلوب ہوئے (یعنی فرعون اور اس کی قوم) اور ذلیل ہوکر پلٹے (انقلبوا صاغرین بمعنی صاروا ذلیلین ہے) اور جادوگر سجدے میں گرادیے گئے......۱۲۰......بولے ہم ایمان لائے جہاں کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا (اپنے علم کے ذریعے کہ جس چیز کا مشاہدہ انہوں نے کیا ہے وہ جادو کے ذریعے نہیں ہوسکتا) فرعون بولا تم ایمان لے آئے (ء امنتم دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسری ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ آیا ہے) اس (یعنی موسیٰ علیہ السلام) پر قبل اس کے کہ (میں) اجازت دوں بیشک یہ (جو کچھ تم نے کیا) بڑا جعل ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو تو اب جان جاؤ گے (جو تمہیں مجھ سے پہنچے گا) قسم ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا (یعنی ہر ایک کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹوں گا) پھر تم سب کو سولی دوں گا بولے ہم اپنے رب کی طرف (بعد ہماری موت کے جہاں کہیں ہوں) پھرنے والے ہیں (لوٹنے والے ہیں آخرت میں) اور تجھے کیا بُرا لگا (تنقم بمعنی تنکر ہے) ہمارا یہی نہ کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے (اس تکلیف دینے کے وقت میں جس کا فرعون نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ کہیں ہم کفر کی طرف پھر نہ جائیں) اور ہمیں مسلمان اٹھا......۱۲۶......۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال الملا من قوم فرعون ان ھذا لسحر علیم﴾.

قال: فعل......الملأ: موصوف......من قوم فرعون: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر قول......ان ھذا: حرف مشبہ واسم......لسحر علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿یرید ان یخرجکم من ارضکم فما ذا تامرون﴾.

یرید: فعل با فاعل......ان: مصدریہ......یخرجکم من ارضکم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لسحر" کیلئے صفت ثانی...... ف: عاطفہ......ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، تامرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ارجہ واخاہ وارسل فی المدائن حشرین یاتوک بکل سحر علیم﴾.

قالوا: قول......ارج: فعل امر با فاعل......ہ: ضمیر معطوف علیہ......واخاہ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ارسل فی المدائن: فعل با فاعل وظرف لغو......حشرین: "رجالا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......یاتوک: فعل با فاعل ومفعول......بکل

سحر علیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿وجاء السحرة فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان كنا نحن الغلبين﴾.

و: مستانفہ...... جاء السحرة فرعون: فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... قالوا: قول......ان: حرف مشبہ......لنا: ظرف مستقر خبر مقدم...... لاجرا: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......ان: شرطیہ...... كنا: فعل ناقص بااسم...... نحن الغلبين: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فان لنا لاجرا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال نعم وانكم لمن المقربين﴾.

قال: قول......نعم: حرف ایجاب قائم مقام جملہ محذوف "ان لكم لاجرا" ...... و: عاطفہ......انكم: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......من المقربين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر محذوف جملہ "ان لكم لاجرا" پر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا يموسى اما ان تلقى واما ان نكون نحن الملقين﴾.

قالوا: قول...... يموسى: جملہ ندائیہ......اما: حرف شرط......ان تلقى: مصدر مؤول مبتدا محذوف "نامرک" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "مهمايكن من شيء في الدنيا" شرط محذوف کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ و: عاطفہ اما: حرف شرط......ان: مصدریہ...... تكون نحن الملقين: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا محذوف "فامرنا" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "مهمايكن من شيء في الدنيا" شرط محذوف کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال القوا فلما القوا سحروا اعين الناس واسترهبوهم وجاء وا بسحر عظيم﴾.

قال: قول......القوا: فعل امر با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ...... ف: مستانفہ......لما: شرطیہ،القوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سحروا اعين الناس: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واسترهبوهم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... وجاء وبسحر عظيم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واوحينا الى موسى ان الق عصاک فاذا هي تلقف ما يافكون﴾.

و: مستانفہ...... اوحينا الى موسى: فعل با فاعل وظرف لغو......ان: مصدریہ...... الق عصاک: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فالقاها" ...... اذا: فجائیہ...... هي: مبتدا...... تلقف: فعل با فاعل ......ما يافكون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوقع الحق وبطل ما كانوا يعملون فغلبوا هنالک وانقلبوا صغرين﴾.

ف: عاطفہ......وقع الحق: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......بطل: فعل......ما کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......غلبوا ھنالک: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... انقلبوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... صغرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والقی السحرۃ سجدین قالوا امنا بوب العلمین رب موسی وھرون﴾۔

و: عاطفہ......القی: فعل مجہول...... السحرۃ: ذوالحال......سجدین: حال ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... قالوا: قول...... امنا: فعل بافاعل......ب: جار...... رب العلمین: مبدل منہ......رب موسی وھرون: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال فرعون امنتم بہ قبل ان اذن لکم﴾۔

قال فرعون: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......امنتم بہ: فعل بافاعل وظرف لغو...... قبل: مضاف......ان: مصدریہ......اذن لکم: فعل نا ضمیر فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلھا﴾۔

ان ھذا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......مکر: موصوف......مکرتموہ: فعل بافاعل ومفعول......فی المدینۃ: ظرف لغو اول......لام: جار......تخرجوا: فعل بافاعل......منھا: ظرف لغو......اھلھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فسوف تعلمون لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین﴾۔

ف: فصیحہ......سوف: حرف استقبال...... تعلمون: فعل بافاعل مفعول محذوف "تعلمون مایحل بکم من قوارع العذاب" ملکر جملہ فعلیہ......لام: قسمیہ......اقطعن: فعل بافاعل...... ایدیکم وارجلکم: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول......من خلاف: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ......ثم: عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... اصلبن: فعل بافاعل...... کم: مؤکد...... اجمعین: تاکید، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا انا الی ربنا منقلبون﴾۔

قالوا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... الی ربنا: ظرف لغو مقدم...... منقلبون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وما تنقم منا الا ان امنا بایت ربنا لما جاء تنا﴾.

و: عاطفہ ...... ما: نافیہ...... تنقم: فعل وانت ضمیر فاعل...... منا: ظرف لغو......الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......

امنا بایت ربنا: فعل با فاعل وظرف لغو...... لما: ظرفیہ مضاف......جاء تنا: جملہ فعلیہ جزا محذوف "امنا بھا من غیر تردد" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین﴾.

ربنا: جملہ ندائیہ، افرغ علینا صبرا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، توفنا: فعل با فاعل و ناضمیر ذوالحال، مسلمین: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سحر کیا ھے؟

۱......شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخیل (کوئی چیز مشتبہ کرنا)، ملمع سازی اور اس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی متکلمین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۱)

جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسی علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادوگروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، کلبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نینوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، عکرمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادوگر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادوگروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادوگروں کا سردار تھا۔ (البغوی، ص ۳۱۷)

باادب با نصیب!

۲......جادوگر بولے اے موسی علیہ السلام یا تو آپ علیہ السلام اپنا عصا ڈالیں یا ہم ابتدا کریں، یعنی اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈالیں۔ اس آیت مبارکہ میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جادوگروں نے ادب کرتے ہوئے حضرت موسی علیہ السلام کی رعایت فرمائی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے اوپر مقدم کیا اور کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے ادب کے صدقے میں ان پر ایمان اور ھدایت کے ذریعے احسان فرمایا ہو کہ انھوں نے اولا ادب کی رعایت فرمائی اور اپنی رغبت اس بارے میں ظاہر فرمائی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ تم اپنی ذات کو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالنے میں مقدم کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جادوگروں کو ابتدا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ جب کہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ جادو ہے اور جادو کرنا جائز نہیں ہے؟ میں یہ کہوں گا

کہ اس بارے میں علماء نے کئی جوابات دیے ہیں، ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اگر تم اپنے فعل کو سچ جانتے ہو تو ڈالو اور اگر ایسا نہیں ہے تو نہ سہی، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنے کا حکم دیا تا کہ اپنا معجزہ عصاء ظاہر کر سکیں کیونکہ اگر وہ ابتداء نہ کرتے تو آپ علیہ السلام کو معجزہ ظاہر کرنے کا موقع نہ ملتا، تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان لوگوں کا رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنا ضروری ہے اور تخییر (یعنی دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کرنے) کا وقوع تقدیم و تاخیر سے ہوتا ہے لہذا آپ علیہ السلام نے انہیں تقدیم کا حکم دیا تا کہ ان پر معجزہ کا ظہور بھی اسی طرح غلبے سے ہو اسلئے کہ اگر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ابتدا کرتے تو انہیں غلبہ و ظہور حاصل نہ ہوتا اس لئے آپ علیہ السلام نے انہیں (یعنی جادوگروں کو) ابتداء کرنے کا حکم دیا۔ جب جادوگروں نے ابتداء کی تو لوگوں کی آنکھوں کو حقیقت کے ادراک کرنے سے اپنی ملمع سازی اور تخییل کے ذریعے پھیر دیا اور یہی جادو ہے۔ اور یہی واضح فرق جادو اور معجزہ کے مابین ہے کہ جادو بشر کا فعل ہے اور معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ عزوجل کی جناب سے، اور ایک فرق جادو اور معجزہ میں یہ بھی ہے کہ جادو میں آنکھوں کی نظر بندی ہوتی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو جان لینے سے نظر کو پھیر دیا جائے جبکہ معجزہ میں کسی چیز کی حقیقت نفس ہی کو پھیر دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا دوڑنے والا اژدھا بن گیا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳۵)

جادوگروں کا اظہار ایمان سے قبل سجدہ کرنا!

س......یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جادوگروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لانا واجب تھا نہ کہ سجدہ، انہوں نے سجدہ کو ایمان لانے پر کیوں مقدم کیا؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ایمان اور معرفت کو ڈال دیا تو وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی ہدایت اور ایمان باللہ اور تصدیق رسول پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑے پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جادوگروں نے اللہ عزوجل کی عظیم قدرت اور امر عصاء پر اس کا غلبۂ اقتدار دیکھا کہ اس عظیم کارنامے پر کسی بشر کو قدرت نہیں ہوسکتی اور جادوگروں کے تمام شبہات زائل ہو گئے جو کہ ان کے دلوں میں تھے اور اس عظیم قدرت کو دیکھ کر اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں اس کی شان کی تعظیم کی خاطر سجدے میں گر گئے اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب جادوگروں نے معجزہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ امر سماوی ہے جادو نہیں ہے لہذا وہ سجدے میں گر گئے اور بولے ہم عالمین کے رب عزوجل اور موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب عزوجل پر ایمان لائے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳۷)

یہاں ہم ضمناً سجدے کا طریقہ بھی ذکر کر دیتے ہیں چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرے منہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود و النھی، رقم: ۹۸۷، ص ۲۳۵)

وقتِ مصیبت دعا کرنا:

۔۔۔۔۔یہاں جادوگروں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ ﷻ تو ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا! جادوگروں نے صبر اس لئے مانگا تھا کہ فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کاٹوں گا اور تمہیں سولی دونگا۔ فرعون کی جانب سے آنے والی اس آزمائش پر انہوں نے صبر کی دعا مانگی اور یہ بھی دعا مانگی کہ اللہ ﷻ انہیں دینِ حق پر ثابت قدم رکھے آمین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرعونی دن کے اول وقت میں جادوگر تھے اور آخر وقت میں شھید۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۷)

☆۔۔۔۔۔☆علم السحر: مفسر کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سحر میں محض خیال بندیاں ہوتی ہیں۔ انسان کی آنکھوں کو حقیقت کے پہچاننے سے روک دیا جاتا بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ نظر بندی کردی جاتی ہے اور انسان کسی چیز کی حقیقت کو جاننے سے قاصر رہتا ہے جیسا کہ ہم نے سحر کی تعریف میں مذکورہ بالا حاشیہ نمبر''۱'' کے تحت کلام کیا ہے۔ ذات شعاع: ایسا نور جو سورج کی روشنی پر غالب آجائے۔ فکانھم قالوہ معہ: فرعون کا یہ بیان وہاں موجود فرعونی اور آنے والے جادوگروں کے حوالے سے ہے۔

فجمعوہ: فرعون نے بہتر، ایک ہزار بارہ، ایک ہزار پندرہ، ستر ہزار، اسی ہزار جادوگر جمع کر لئے۔

ان ما تلقی۔۔۔۔۔ الخ: ان مصدر یہ ہے اور مفعول محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے: اختر اما القائک۔

امـــر لـلاذن: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو کرنے کی اجازت کیوں مرحمت فرمائی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا: تاکہ حق ظاہر ہوجائے۔ فی الاصل: اصل عبارت تتلقف ہے، دو تاء میں سے ایک کو بوجہ تخفیف حذف کردیا گیا ہے، اور یہ جمہور کی قراءت ہے۔

ماینالکم منی: اس جملے میں اشارہ ہے کہ مفعول تعلمون محذوف ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ﴾ لَهُ ﴿اَتَذَرُ﴾ تترک ﴿مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ بِالدُّعَاءِ اِلٰى مُخَالِفَتِكَ ﴿وَيَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ﴾ وَكَانَ صَنَعَ لَهُمْ اَصْنَامًا صِغَارًا يَعْبُدُوْنَهَا وَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ وَرَبُّهَا وَلِذَا قَالَ (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) ﴿قَالَ سَنُقَتِّلُ﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ ﴿اَبْنَآءَ هُمْ﴾ اَلْمَوْلُوْدِيْنَ ﴿وَنَسْتَحْىٖ﴾ نَسْتَبْقِىْ ﴿نِسَآءَ هُمْ﴾ كَفِعْلِنَا بِهِمْ مِنْ قَبْلُ ﴿وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ (۱۲۷)﴾ قَادِرُوْنَ فَفَعَلُوْا بِهِمْ ذٰلِكَ فَشَكَا بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ ﴿قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ج﴾ عَلٰى اَذَاهُمْ ﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا﴾ يُعْطِيْهَا ﴿مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ﴾ اَلْمَحْمُوْدَةُ ﴿لِلْمُتَّقِيْنَ (۱۲۸)﴾ اَللّٰهَ ﴿قَالُوْا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۲۹)﴾ فِيْهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور قوم فرعون کے سردار (فرعون سے) بولے کیا تو چھوڑتا ہے (اتذر بمعنی تترک ہے) موسی اور اس کی قوم کو کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں (تیری مخالفت کی طرف بلانے کے ذریعے......ا......) اور موسی تجھے اور تیرے ٹھرائے ہوئے رب کو چھوڑ دے (اور فرعون نے لوگوں کیلئے چھوٹے چھوٹے بت بنا رکھے تھے اور قوم ان بتوں کی عبادت کرتی تھی اور فرعون کہتا تھا کہ میں تمہارا اور ان بتوں کا بھی رب ہوں اور یہ بھی کہ میں بڑا رب ہوں......۲......) بولا اب ہم قتل کریں گے (سنقتل تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) ان کے (نومولود پیدائشی) بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے (یعنی باقی رکھیں گے) ان کی بیٹیوں کو (جیسا کہ ہم نے ان کے ساتھ پہلے کیا تھا) اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں (یعنی قادر ہیں پھر انہوں نے ایسا کیا تو بنی اسرائیل نے شکایت کی) موسی نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو اور صبر کرو (فرعونیوں کی تکلیفوں پر) بیشک زمین کا مالک اللہ ہے (وہ عطا فرماتا ہے) اپنے بندوں میں جسے چاہے اور انجام (محمودہ) پرہیزگاروں کیلئے ہے......۳......(اللہ ﷻ کے پاس) بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے تشریف لانے کے بعد قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ھلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا مالک تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے انجام کرتے ہو (زمین میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملا من قوم فرعون اتذر موسی وقومه لیفسدوا فی الارض ویذرک والھتک﴾۔

و: مستانفہ...... قال: فعل...... الملأ: ذوالحال...... من قوم فرعون: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... ھمزہ: حرف استفہام...... تذر: فعل بافاعل...... موسی وقومه: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول...... لام: جار...... یفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یذر: فعل بافاعل...... ک: ضمیر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... الھتک: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال سنقتل ابناء ھم ونستحی نساء ھم وانا فوقھم قھرون﴾۔

قال: قول...... سنقتل: فعل بافاعل...... ابناء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، نستحی: فعل بافاعل...... نساء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... فوقھم قاھرون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال موسی لقومه استعینوا باللہ واصبروا﴾۔

قال موسی لقومه: فعل وفاعل ومتعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... استعینوا: فعل امر بافاعل...... باللہ: ظرف لغو، ملکر

جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اصبروا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین﴾.

ان الارض: حرف مشبہ واسم......لام: جار......الله: ذوالحال......یورثها: فعل با فاعل ومفعول...... من: موصولہ، یشاء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال...... من عباده: ظرف مستقر حال ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ......و: مستانفہ...... العاقبة: مبتدا...... للمتقین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا﴾.

قالوا: قول......اوذینا: فعل مجہول و ناضمیر نائب الفاعل...... من: جار......قبل: مضاف......ان تاتینا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من: جار......بعد: مضاف......ما جئتنا: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال عسی ربکم ان یهلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض﴾.

قال: قول......عسی: فعل مقارب......ربکم: اسم......ان یهلک عدوکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......یستخلفکم فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فینظر کیف تعملون﴾.

ف: عاطفہ للتعقیب...... ینظر: فعل با فاعل...... کیف: اسم استفہام حال مقدم...... تعملون: فعل واو ضمیر ذوالحال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یستخلفکم" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کی پیروکار بن گئی:

۱......زمین سے مراد مصر کی سرزمین ہے اور فساد سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے فساد مراد ہیں یعنی موسی علیہ السلام اور ان کی قوم اپنے دین کی دعوت عام کر کے لوگوں کو تجھ سے دور کریں گے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نقل کیا ہے کہ جس وقت جادوگر حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے اس وقت بنی اسرائیل کے ستر ہزار افراد حضرت موسی علیہ السلام کے پیروکار ہو گئے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ٤١)

فرعون کے معبود کون تھے؟

۲......قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر المظہری میں اس بارے میں کئی اقوال نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں فرعون کے پاس ایک گائے تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا اور جب لوگ اس خوبصورت گائے کو دیکھتے تو فرعون انہیں اس کی عبادت کا حکم دیتا، اسی لئے سامری جادوگر نے فرعونیوں کے لئے بچھڑا بنایا تھا، حسن کا قول ہے کہ فرعون نے اپنے گلے میں ایک صلیب لٹکایا ہوا تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا، سدی کا قول ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنا رکھے تھے جس کی عبادت کرنے کا وہ قوم کو حکم کرتا تھا اور اپنی قوم سے کہتا یہ تمہارے معبود ہیں اور میں تمہارا رب ہوں اور ان کا بھی اور یہ بھی کہتا کہ میں تمہارا بڑا رب ہوں، ایک قول اس بارے میں یہ بھی ملتا ہے کہ فرعونی ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے، اور ابن مسعود، ابن عباس، شعبی اور ضحاک رضی اللہ عنہم نے ویذرک و الھتک کو الف کی کسرہ کے ساتھ عبادک کے وزن پر پڑھا ہے اور الھتک کا معنی بھی عبادتک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ الھتک سے مراد سورج ہے اور فرعونی سورج کی عبادت کرتے تھے۔ (المظھری، ج۳، ص۶۸)

﴿عاقبت﴾ پرہیزگاروں کیلئے:

ع...... بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے بھی ظلم وستم کے شکار ہوا کرتے تھے اور بعثت کے بعد بھی، حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد بھی فرعون نے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رکھا اور لڑکوں کو بے دریغ ذبح کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو امید دلائی کہ فتح اور کامیابی پرہیزگاروں کی ہوگی اور فرعون مع اپنے لشکر ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ پتہ چلا کہ وقتی طور پر آنے والی پریشانی سے انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے اور ہر حال میں امید اللہ عزوجل کی ذات پر ہونی چاہیے یہ سختیاں، پریشانیاں اور آزمائشیں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہ جاتیں بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

☆......☆ من قبل: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۸۱)

ففعلوا ذلک بھم: بیٹوں کو قتل اور عورتوں یعنی بچیوں کو زندہ رکھا۔ اصناما صغارا: یعنی صورتاً ستاروں کی مانند۔ (الجمل، ج۳، ص۹۵)

رکوع نمبر: ۶

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ﴾ بِالْقَحْطِ ﴿وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (۱۳۰)﴾ یَتَّعِظُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ﴾ اَلْخِصْبُ وَالْغِنٰی ﴿قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ﴾ اَیْ نَسْتَحِقُّهَا وَلَمْ یَشْكُرُوْا عَلَیْهَا ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ﴾ جَدْبٌ وَّبَلَاءٌ ﴿یَّطَّیَّرُوْا﴾ یَتَشَاءَمُوْا ﴿بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ط﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ﴾ شُؤْمُهُمْ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ یَاْتِیْهِمْ بِهٖ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۳۱)﴾ اَنَّ مَا یُصِیْبُهُمْ مِنْ عِنْدِهٖ ﴿وَقَالُوْا﴾ لِمُوْسٰی ﴿مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ (۱۳۲)﴾ فَدَعَا عَلَیْهِمْ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ﴾ وَهُوَ مَاءٌ دَخَلَ بُیُوْتَهُمْ وَوَصَلَ اِلٰی حُلُوْقِ الْجَالِسِیْنَ سَبْعَةَ اَیَّامٍ ﴿

وَالْجَرَادُ﴾ فَاكَلَ زَرْعَهُمْ وَثِمَارَهُمْ كَذٰلِكَ ﴿وَالْقُمَّلَ﴾ اَلسُّوْسَ اَوْ هُوَ نَوْعٌ مِنَ الْقِرَادِ فَتَتَبَّعَ مَاتَرَكَهُ الْجَرَادُ ﴿وَالضَّفَادِعَ﴾ فَمَلَاَتْ بُيُوْتَهُمْ وَطَعَامَهُمْ ﴿وَالدَّمَ﴾ فِيْ مِيَاهِهِمْ ﴿اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ﴾ مُبَيِّنَاتٍ ﴿فَاسْتَكْبَرُوْا﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا ﴿وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ(۱۳۳)﴾ ﴿وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ﴾ اَلْعَذَابُ ﴿قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ﴾ مِنْ كَشْفِ الْعَذَابِ عَنَّا اِنْ آمَنَّا ﴿لَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ(۱۳۴)﴾ ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا﴾ بِدُعَاءِ مُوْسٰى ﴿عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ(۱۳۵)﴾ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ وَيُصِرُّوْنَ عَلٰى كُفْرِهِمْ ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ﴾ اَلْبَحْرِ الْمِلْحِ ﴿بِاَنَّهُمْ﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ(۱۳۶)﴾ لَايَتَدَبَّرُوْنَهَا ﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ﴾ بِالْاِسْتِعْبَادِهِمْ وَهُمْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ ﴿مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا﴾ بِالْمَاءِ وَالشَّجَرِ صِفَةٌ لِّلْاَرْضِ وَهِيَ الشَّامُ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى﴾ وَهِيَ قَوْلُهُ (وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا...... الخ) ﴿عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ عَلٰى اَذٰى عَدُوِّهِمْ ﴿وَدَمَّرْنَا﴾ اَهْلَكْنَا ﴿مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ﴾ مِنَ الْعِمَارَةِ ﴿وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ(۱۳۷)﴾ بِكَسْرِ الرَّاءِ وَضَمِّهَا يَرْفَعُوْنَ مِنَ الْبُنْيَانِ ﴿وَجٰوَزْنَا﴾ عَبَرْنَا ﴿بِبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا﴾ فَمَرُّوْا ﴿عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ﴾ بِضَمِّ وَكَسْرِهَا ﴿عَلٰى اَصْنَامٍ لَّهُمْ﴾ يُقِيْمُوْنَ عَلٰى عِبَادَتِهَا ﴿قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا﴾ صَنَمًا نَعْبُدُهُ ﴿كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ(۱۳۸)﴾ حَيْثُ قَابَلْتُمْ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بِمَا قُلْتُمُوْهُ ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ﴾ هَالِكٌ ﴿مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۱۳۹)﴾ ﴿قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا﴾ مَعْبُوْدًا وَاَصْلُهُ اَبْغِيْ لَكُمْ ﴿وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ(۱۴۰)﴾ فِيْ زَمَانِكُمْ بِمَا ذَكَرَهُ فِيْ قَوْلِهِ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ اَنْجَاكُمْ ﴿مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾ يُكَلِّفُوْنَكُمْ وَيُذِيْقُوْنَكُمْ ﴿سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ اَشَدَّهُ وَهُوَ ﴿يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ﴾ يَسْتَبْقُوْنَ ﴿نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ﴾ اَلْاِنْجَاءِ اَوِ الْعَذَابِ ﴿بَلَآءٌ﴾ اِنْعَامٌ اَوْ اِبْتِلَاءٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ(۱۴۱)﴾ اَفَلَا تَتَّعِظُوْنَ فَتَنْتَهُوْنَ عَمَّا قُلْتُمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے فرعون والوں کو برسوں کے (قحط) اور پھلوں کے گھاٹے سے پکڑا کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (یعنی نصیحت

پکڑتے ہوئے ایمان لائیں) تو جب انہیں بھلائی ملتی (یعنی سرسبزی اور مال) کہتے یہ ہمارے لیے ہے (کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور وہ اس کا شکر نہ کرتے) اور جب بُرائی پہنچتی (یعنی خشک سالی اور آزمائش آپڑتی) تو فال (یعنی بدشگونی......لـ......) لیتے موسیٰ اور اس کے ساتھ والے (مومنین) سے سن لو انکے نصیبے کی شامت (یعنی نحوست) تو اللہ کے یہاں ہے (جو اللہ عزوجل کی طرف سے ان کے پاس آئی) لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں (کہ انہیں جو مصیبت پہنچی وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے) اور بولے (موسیٰ علیہ السلام سے) تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں (تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے عذاب کی دعا فرمائی) تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان......۲......(مراد پانی ہے جو ان کے گھروں میں داخل ہوگیا اور بیٹھنے والوں کے حلق تک پہنچ گیا یہ عذاب سات دن تک رہا) اور ٹڈی (جو ان کے کھیت اور پھل کھا گئی اسی طرح) اور جوئیں (گھن یا چیچڑی کی ایک قسم ہے تو اس نے ٹڈی کا چھوڑا ہوا کھالیا) اور مینڈک (جو ان کے گھروں اور کھانوں سب میں بھر گئے) اور خون (ان کے پانی میں) جدا جدا (مفصلات بمعنی مبینات ہے) نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا (ان نشانیوں پر ایمان لانے سے) اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا (زجر بمعنی عذاب ہے) کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے (ہم سے عذاب دور کرنے کا، اگر ہم ایمان لائیں) اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ہم پر عذاب اٹھادو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کردیں گے پھر جب ہم (موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ان سے عذاب اٹھالیتے ایک مدت کیلئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے (یعنی عہد توڑ دیتے اور اپنے کفر پر مصر رہتے) تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا (یعنی نمکین سمندر) میں ڈبو دیا اسلئے (یعنی اس سبب سے کہ) ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر تھے (وہ ان آیتوں میں غور و فکر نہیں کرتے تھے) اور ہم نے اس قوم کو جو دبالی گئی تھی (غلامی کے سبب مراد بنی اسرائیل ہیں) وارث کیا اس زمین کے مشرق اور مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی (پانی اور درخت کی کثرت سے التی، ارض کی صفت ہے مراد سرزمین شام ہے) اور تیرے رب کا اچھا وعدہ (کلمہ حسنہ سے مراد اس کا فرمان ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا ......الخ ہے) پورا ہوا بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا (یعنی ان کا دشمنوں کی اذیت پر صبر کرنے کا بدلہ پورا ہوا) اور ہم نے برباد (یعنی ہلاک) کردیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم (عمارتیں) بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے تھے (یعرشون راء کی کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے یعنی وہ جو عمارتیں بلند کرتے تھے) اور ہم نے پار اتارا (جاوزنا بمعنی وعدنا ہے) بنی اسرائیل کو دریا سے......۳......تو وہ آئے (یعنی گزرے) ایسی قوم کے پاس جو جمے بیٹھے تھے (یعکفون کاف کی ضمہ اور کسرہ کے ساتھ ہے) اپنے بتوں کے آگے (وہ لوگ اس کی عبادت پر قائم تھے) بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنادے (بت جس کی ہم عبادت کریں) جیسا ان کے لیے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو (اللہ عزوجل کی نعمتوں کا مقابلہ ایسی باتوں سے کرتے ہو جو تم کہتے ہو) یہ حال تو بربادی (یعنی ھلاکت) کا ہے جس میں یہ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بڑا باطل ہے کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں (یعنی معبود اور

ابـغیکم بمعنی ابـغی لکم ہے) حالانکہ ہم نے تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی (تمہارے زمانے میں جیسا کہ اللہ ﷻ نے اس بات کو اپنے فرمان ﴿علی العالمین﴾ میں ذکر فرمایا) اور (یاد کرو) جب اس نے تمہیں نجات دی (اور ایک قرأت میں انجاکم ہے) فرعون والوں سے کہ وہ تمہیں چکھاتے (یعنی وہ تمہیں تکلیف دیتے اور مزہ چکھاتے) بُری مار کا (جو زیادہ شدید ہے اور وہ یہ ہے کہ) وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور زندہ چھوڑتے (یعنی باقی رکھتے تھے) تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں (یعنی نجات دینے یا عذاب کرنے میں) آزمائش ہے (جو انعام دے کر ہو یا امتحان لیکر ہو) تمہارے رب کی بڑی (تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑو گے اور اپنے کہے سے باز نہیں آؤ گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اخذنا ال فرعون بالسنین ونقص من الثمرات لعلهم یذکرون﴾۔

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ ...... اخذنا: فعل بافاعل...... ال فرعون: ذوالحال...... لعلهم یذکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... بِ: جار......السنین: معطوف علیہ ......ونقص من الثمرت: شبہ جملہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فاذا جاء تهم الحسنة قالوا لنا هذه﴾۔

ف: عاطفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء تهم الحسنة: فعل ومفعول وفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، قالوا: قول، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، هذه: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبهم سیئة یطیروا بموسی ومن معه﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تصبهم سیئة: جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... یطیروا: فعل بافاعل...... ب: جار......موسی: معطوف علیہ...... ومن معه: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الا انما طئرهم عند الله ولکن اکثرهم لا یعلمون﴾۔

الا: حرف تنبیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، طئر: مضاف، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لکن اکثرهم: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مبتداء، عند الله: ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا مهما تاتنا به من ایة لتسحرنا بها فما نحن لک بمومنین﴾۔

و: عاطفہ، قالوا: قول، مهما: اسم شرط جازم مبتدا...... تاتنا: فعل هی ضمیر ذوالحال، من اية: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل نا ضمیر مفعول، به: ظرف لغو، لتسحرنا بها: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... ف: جزائیہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، لک بمومنین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایت مفصلت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین﴾.

ف: عاطفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، علیھم: ظرف لغو، الطوفان: معطوف......والجراد والقمل والضفادع والدم: معطوفات، ملکر ذوالحال...... ایت: موصوف، مفصلت: صفت: ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، استکبروا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارسلنا" پر معطوف ہے......و: عاطفہ کانوا: فعل ناقص بااسم، قوما مجرمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما وقع علیھم الرجز قالوا یاموسی ادع لنا ربک بما عھد عندک﴾.

و: عاطفہ......لما: شرطیہ......وقع علیھم الرجز: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، قالوا: قول، یموسی: جملہ ندائیہ......ادع لناربک: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول......بماعھد عندک: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لئن کشفت عنا الرجز لنومنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل﴾.

لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... کشفت عناالرجز: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، لام: تاکیدیہ...... نومنن لک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... نرسلن: فعل بافاعل...... معک: ظرف......بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما کشفنا عنھم الرجز الی اجل ھم بلغوہ اذاھم ینکثون﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ...... کشفناعنھم: فعل بافاعل وظرف لغو......الجزا: ذوالحال...... الی: جار...... اجل: موصوف...... ھم بالغوہ: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا...... ینکثون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانتقمنا منھم فاغرقناھم فی الیم بانھم کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین﴾.

ف: عاطفہ...... انتقمنامنھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اغرقنھم: فعل بافاعل ومفعول، فی الیم: ظرف لغو......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... کانوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم......عنھاغفلین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی برکنا فیھا﴾.

و: مستانفہ، اورثنا: فعل بافاعل......القوم: موصوف، الذین : موصول...... کانوا: فعل ناقص بااسم، یستضعفون: فعل واوضمیر نائب الفاعل......مشارق الارض: معطوف علیہ، ومغاربھا: معطوف، ملکر موصوف......التی: موصول، برکنافیھا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا﴾.

و: عاطفہ......تمت: فعل...... کلمت ربک: موصوف......الحسنی: صفت، ملکر فاعل...... علی بنی اسرائیل: ظرف لغو...... بماصبروا: ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اورثنا" پر معطوف ہے۔

﴿ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومہ وما کانوا یعرشون﴾.

و: عاطفہ......دمرنا: فعل بافاعل......ما: موصولہ...... کان: فعل ناقص واسم......یصنع فرعون وقومہ: فعل وفاعل، ملکر خبر، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ما: موصولہ...... کانوا یعرشون: صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم﴾.

و: عاطفہ...... جوزنا: فعل بافاعل...... ببنی اسرائیل: ظرف لغو......البحر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، اتوا: فعل بافاعل......علی : جار......قوم: موصوف......یعکفون: فعل بافاعل......علی: جار...... اصنام: موصوف......لھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یموسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ﴾.

قالو: قول......یموسی: جملہ ندائیہ......اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو...... الھۃ: موصوف...... کاف: جار، ما: کافہ...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... الھۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال انکم قوم تجھلون﴾.

قال: قول، انکم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، تجھلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ھولاء متبرما ھم فیہ وبطل ما کانوا یعملون﴾.

ان ھؤلاء: حرف مشبہ واسم......متبر: اسم مفعول، ماھم فیہ : موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، بطل : اسم فاعل...... ما کانوا یعملون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال اغیر اللہ ابغیکم الھا وھو فضلکم علی العلمین﴾.

قال: قول......همزه: حرف استفهام...... غیر: مضاف......الله: ذوالحال،و: حالیہ...... هو: مبتدا...... فضلکم علی العلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال مقدم......ابغیکم: فعل با فاعل ومفعول......الها: ذوالحال مقدم سے ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذ انجینکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یقتلون ابناء کم ویستحیون نساء کم﴾.

و: مستانفہ، اذا: مضاف،انجینکم: فعل بافعل ومفعول،من: جار،ال فرعون: ذوالحال ،یسومونکم سوء العذاب: جملہ فعلیہ مبدل منہ،یقتلون ابناء کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویستحیون نساء کم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بدل، ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف مستقر،فعل محذوف "اذکروا" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم﴾.

و: مستانفہ...... فی ذلکم: ظرف مستقر خبر مقدم......بلاء: موصوف...... من ربکم: ظرف مستقر صفت اول عظیم صفت ثانیہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بدفالی اوربدشگونی لینا:

لِ......یطیرو بمعنی یتشاء موا ہے۔پیر کرم شاہ صاحب ازہری فرماتے ہیں "بدفالی اور بدشگونی کو عربی زبان میں تطیر کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب اکثر پرندوں سے بدفالی پکڑتے اس لئے یہ لفظ طیر سے مشتق ہوا،مشرک قوموں میں فال گیری کی رسم بہت قدیم سے ہے ان کے اوہام پرست ہر چیز سے اثر قبول کرتے ہیں،کسی کام کو نکلے راستے میں کوئی جانور سامنے سے گزر گیا،کسی پرندہ کی آواز کان میں پڑ گئی فوراً گھر واپس لوٹ آئے۔اسلام نے جہاں اور مشرکانہ رسموں کی ممانعت کی وہاں اس نے تطیر (بدفالی) کا خاتمہ کردیا چنانچہ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "من رجعت الطیرة عن حاجته فقد اشرک یعنی جو کسی چیز سے بدفالی پکڑ کر اپنے مقصد سے لوٹ آیا اس نے شرک کیا"،عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! ایسا شخص کیا کفارہ دے تا کہ اس کی توبہ قبول ہو؟ فرمایا یہ کہے "اللهم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا اله غیرک ثم یمضی لحاجته یعنی اے اللہ ﷻ تیری فال کے بغیر کوئی فال نہیں ہے تیری بھلائی کے بغیر کوئی بھلائی نہیں اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں،یہ الفاظ کہہ کر اپنے کام کو چلا جائے اس کی توبہ قبول ہوگی"۔ (ضیاء القرآن،ج۲،ص۷٤)

☆......عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ ذَکَرُوْا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:"اِنْ کَانَ الشُّؤْمُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ"، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:"بدشگونی کوئی چیز نہیں

ہوتی اور اگر ہوتی تو گھر، عورت اور سواری میں ہوتی"۔(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی المال، رقم:۵۰۹۴، ص۹۱۱)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ طبرانی میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کسی کیلئے دنیا میں شقاوت، بُرا گھر، عورت اور سواری ہے اور طبرانی ہی کی روایت میں ہے کہ بُرا گھر وہ ہے جو تنگ ہو اور اس کے پڑوسی اچھے نہ ہوں، بُری سواری وہ کہ جس پر سوار نہ ہوا جا سکے، اور بُری عورت وہ ہوتی ہے جو بانجھ ہو اور اس کے اخلاق بھی اچھے نہ ہوں۔

(فتح باری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی المال، رقم:۵۰۹۶ ج۱۱، ص۱۷۱)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا "بدشگونی میں کچھ نہیں ہاں نیک شگون میں بھلائی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ نیک شگون کیا ہے؟ فرمایا: "اچھی بات جو تم میں سے کسی سے سنی جائے"۔

(ادب المفرد، باب الطیرۃ، رقم:۹۱۰، ص۱۷۱)

فرعونیوں پر پے در پے عذاب:

۲...... جب جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعونی اپنے کفر و سرکشی پر جمے رہے تو ان پر آیات الٰہیہ پیاپے وارد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ یا اللہ عزوجل فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا ہے، اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار فرما جو ان کے لئے سزاوار ہو، اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت، تو اللہ عزوجل نے طوفان بھیجا، ابر آیا، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی، قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر آیا یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آ گیا، ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا نہ ہل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے سنیچر سے سنیچر سات دن تک اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھر ان کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہ آیا، جب یہ لوگ عاجز ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ علیہ السلام پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو آپ علیہ السلام کے ساتھ بھیج دیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی طوفان کی مصیبت رفع ہوئی، زمین میں وہ سرسبزی و شادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی تھی، کھیتیاں خوب ہوئیں درخت خوب پھلے تو فرعونی کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ ایک مہینہ تو عافیت سے گزرا پھر اللہ عزوجل نے ٹڈی بھیجی، وہ کھیتیاں اور پھل درختوں کے پتے مکان کے دروازے چھتیں تختے سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں، اب قبطیوں نے پریشان ہو کر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا اس پر عہد و پیمان کیا سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک ٹڈی کے عذاب میں مبتلا رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نجات پائی، کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ ایمان نہ لائے، عہد وفا نہ کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک مہینہ عافیت سے گزرا پھر اللہ عزوجل نے

قمل بھیجے، اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قمل گھن ہے، بعض کہتے ہیں کہ جُوں، بعض کہتے ہیں ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے، اس کیڑے نے جو کھیتیاں اور پھل باقی رہے تھے وہ کھالئے، کپڑوں میں گھس جاتا تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا، اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا باقی سب کیڑے کھا جاتے، یہ کیڑے فرعونیوں کے بال بھویں پلکیں چاٹ گئے، جسم پر چیچک کی طرح بھر جاتے، سونا دشوار کر دیا تھا اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سات روز کے بعد دعا کی درخواست کی اور آپ علیہ السلام کی دعا سے یہ مصیبت بھی رفع ہوئی لیکن فرعونیوں نے پھر عہد شکنی کی اور پہلے سے زیادہ خبیث تر عمل کرنے شروع کئے۔ ایک مہینہ امن میں گزرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی تو اللہ عزوجل نے مینڈک بھیجے اور حال یہ ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے، بات کرنے کو منہ کھولتا تو مینڈک کود کر منہ میں پہنچتا، ہانڈیوں میں مینڈک، کھانوں میں مینڈک، چولھوں میں مینڈک بھر جاتے تھے، آگ بجھ جاتی تھی بیٹھتے تھے تو مینڈک اوپر سوار ہوتے تھے، اس مصیبت سے فرعونی رو پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم پکی توبہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور ایک مہینہ عافیت سے گزرا، لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور اپنے کفر کی طرف لوٹے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا فرمائی تو تمام کنوؤں کا پانی نہروں اور چشموں کا پانی، دریائے نیل کا پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی، انہوں نے کہا کیسی نظر بندی! ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان نہیں تو فرعون نے حکم دیا کہ قبطی بنی اسرائیل کے ساتھ ایک ہی برتن میں پانی لیں تو جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا قبطین نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعونی عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور ان سے پانی مانگا تو وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون بن گیا تو فرعونی عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ میں کلی کر دے، جب تک وہ پانی اسرائیلی عورت کے منہ میں رہا پانی تھا جب فرعونی عورت کے منہ میں پہنچا خون ہو گیا، فرعون خود پیاس سے مضطر ہوا تو اس نے تر درختوں کی رطوبت چوسی وہ رطوبت منہ میں پہنچتے ہی خون ہو گئی، سات روز تک خون کے سوا کوئی اور چیز پینے کو میسر نہ آئی، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۴۳)

بنی اسرائیل کا دریا پار کرنا:

۳......جس دریا کو بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا وہ کون سا دریا تھا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "دریائے قلزم" تھا اور مجمع البیان میں ہے کہ اس سے مراد "دریائے نیل" تھا لیکن بحر المحیط میں اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ کلبی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دریا کو

عاشورہ کے دن فرعون کی ہلاکت کے بعد عبور کیا اور ان کی قوم نے شکر کے طور پر روزہ رکھا۔(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۵٦)

☆......☆ بالقحط: مراد بارش کا روک لینا ہے۔ونقص من الثمرات: باری ﷻ کے فرمان کا معنی ہے آفات کے ذریعے غلے کا تلف ہونا مراد ہے۔بدعاء موسی: پانچوں (یعنی طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون) ہر ایک عذاب کے آنے کی دعا۔

فدعا علیھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے رب ﷻ! تیرا بندہ فرعون زمین میں سرکش ہو گیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے، اور اس کی قوم نے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے، اے رب ﷻ! تو انہیں عذاب کے ذریعے رسوا کر اور یہ عذاب ان پر بطور سزا ہو، اور میری قوم کے لئے نصیحت، اور میرے بعد والوں کے لئے نشانی۔

ینقضون عھدھم: مراد وہ عہد ہے جسے فرعونیوں نے اپنے قول ﴿لنؤمنن ولنرسلن معک بنی اسرائیل﴾ کے ذریعے ذکر کیا تھا۔فی زمانکم: مراد قبطی قوم ہے کہ بنی اسرائیل کو قوم قبط پر ابتلاء اور اغراق سے نجات کے ذریعے فضیلت دی۔

یقیمون علی عبادتھم: گائے کی صورت میں مورتیاں ہیں، ایک قول کے مطابق پتھروں کی بنی ہوئی مورتیاں مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقی گائے (گوشت پوست) کی مراد ہے۔

متبر بمعنی ھالک: اس جملے ﴿ان ھؤلاء متبر ماھم فیہ﴾ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ وہ بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے ہیں، اور صیغہ متبر میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ما موصولہ بمعنی الذی نائب الفاعل ہو اور جملہ اسمیہ اس کا صلہ اور ضمیر عائد ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ ما موصولہ مبتدا ہو اور متبر اس کی خبر مقدم اور جملہ ان کی خبر۔ (الجمل، ج ۳، ص ۹٦ وغیرہ)۔

صنما نعبدہ: کہا گیا ہے کہ وہ اس قول ﴿اجعل لنا الھا﴾ کے ذریعے مرتد ہو گئے کہ انہوں نے اس قول کے ذریعے بتوں کی عبادت کا قصد کیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوئے بلکہ وہ جاہل ہیں کہ تقرب الی اللہ کے لئے بتوں کی عبادت کا قصد کر بیٹھے اور ایسا قصد دین کے معاملے میں نقصان نہیں دیتا، ہماری شریعت میں یہ دونوں صورتیں مردود ہیں۔

البحر الملح: مراد غرق ہونے کا وقت ہے۔اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فانتقمنا منھم﴾ یعنی ہم نے ان پر انتقام وارد کر دیا، اور اس انتقام سے مراد غرق ہونا ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۸۴)۔

رکوع نمبر: ۷

﴿وَوٰعَدْنَا﴾ بِاَلِفٍ وَدُوْنِهَا ﴿مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً﴾ نُكَلِّمُهُ عِنْدَ اِنْتِهَائِهَا بِاَنْ يَّصُوْمَهَا ، وَهِيَ (ذُو الْقَعْدَةِ) فَصَامَهَا ، فَلَمَّا تَمَّتْ اَنْكَرَ خُلُوْفَ فَمِهِ فَاسْتَاكَ ، فَاَمَرَهُ اللّٰهُ بِعَشْرَةٍ اُخْرٰى لِيُكَلِّمَهُ بِخُلُوْفِ فَمِهِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ﴾ مِنْ ذِى الْحَجَّةِ ﴿فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ﴾ وَقْتُ وَعْدِهٖ بِكَلَامِهٖ اِيَّاهُ ﴿اَرْبَعِيْنَ﴾ حَالٌ ﴿لَيْلَةً﴾ تَمْيِيْزٌ ﴿وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ﴾ عِنْدَ ذَهَابِهٖ اِلَى الْجَبَلِ لِلْمُنَاجَاةِ ﴿اخْلُفْنِيْ﴾ كُنْ خَلِيْفَتِيْ ﴿

فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ﴾ اَمْرَهُمْ ﴿وَلَاتَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (۱۴۲)﴾ بِمُوَافَقَتِهِمْ عَلَى الْمَعَاصِىْ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا﴾ اَىْ لِلْوَقْتِ الَّذِىْ وَعَدْنَاهُ بِالْكَلَامِ فِيْهِ ﴿وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ بِلَاوَاسِطَةٍ كَلَامًا سَمِعَهٗ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ ﴿قَالَ رَبِّ اَرِنِىْ﴾ نَفْسَكَ ﴿اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰنِىْ﴾ اَىْ لَا تَقْدِرُ عَلٰى رُؤْيَتِىْ وَالتَّعْبِيْرُ بِهٖ دُوْنَ لَنْ اُرٰى يُفِيْدُ اِمْكَانَ رُؤْيَتِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ﴾ الَّذِىْ هُوَ اَقْوٰى مِنْكَ ﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ﴾ ثَبَتَ ﴿مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِىْ﴾ اَىْ تَثْبُتُ لِرُؤْيَتِىْ وَاِلَّا فَلَا طَاقَةَ لَكَ ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ﴾ اَىْ ظَهَرَ مِنْ نُوْرِهٖ قَدْرُ نِصْفِ اَنْمِلَةِ الْخِنْصَرِ كَمَا فِىْ حَدِيْثٍ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ ﴿لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ بِالْقَصْرِ وَالْمَدِّ اَىْ مَدْكُوْكًا مُسْتَوِيًا بِالْاَرْضِ ﴿وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ لِهَوْلِ مَارَاٰى ﴿فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ﴾ تَنْزِيْهًا لَكَ ﴿تُبْتُ اِلَيْكَ﴾ مِنْ سُؤَالِ مَالَمْ اُوْمَرْ بِهٖ ﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۴۳)﴾ فِىْ زَمَانِىْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى ﴿يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ﴾ اخْتَرْتُكَ ﴿عَلَى النَّاسِ﴾ اَهْلَ زَمَانِكَ ﴿بِرِسٰلٰتِىْ﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ ﴿وَبِكَلَامِىْ﴾ اَىْ تَكْلِيْمِىْ اِيَّاكَ ﴿فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ﴾ مِنَ الْفَضْلِ ﴿وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (۱۴۴)﴾ لِاَنْعُمِىْ ﴿وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ﴾ اَىْ اَلْوَاحِ التَّوْرَاةِ وَكَانَتْ مِنْ سِدْرِ الْجَنَّةِ اَوْ زَبَرْجَدٍ اَوْ زُمُرُّدٍ سَبْعَةً اَوْ عَشَرَةً ﴿مِنْ كُلِّ شَىْءٍ﴾ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِى الدِّيْنِ ﴿مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا﴾ تَبْيِيْنًا ﴿لِّكُلِّ شَىْءٍ﴾ بَدَلٌ مِّنَ الْجَارِ وَالْمَجْرُوْرِ قَبْلَهٗ ﴿فَخُذْهَا﴾ قَبْلَهٗ قُلْنَا مُقَدَّرًا ﴿بِقُوَّةٍ﴾ بِجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ ﴿وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ (۱۴۵)﴾ فِرْعَوْنَ وَاَتْبَاعَهٗ وَهِىَ مِصْرُ لِتَعْتَبِرُوْا بِهِمْ ﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ﴾ دَلَائِلِ قُدْرَتِىْ مِنَ الْمَصْنُوْعَاتِ وَغَيْرِهَا ﴿الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ بِاَنْ اُخْذِلَهُمْ فَلَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهَا ﴿وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ﴾ طَرِيْقَ ﴿الرُّشْدِ﴾ الْهُدٰى الَّذِىْ جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا﴾ يَسْلُكُوْهُ ﴿وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ﴾ الضَّلَالِ ﴿يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ﴾ الصَّرْفُ ﴿بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (۱۴۶)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾ الْبَعْثِ وَغَيْرِهٖ ﴿حَبِطَتْ﴾ بَطَلَتْ ﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ مَاعَمِلُوْهُ فِى الدُّنْيَا مِنْ خَيْرٍ كَصِلَةِ رَحِمٍ وَصَدَقَةٍ فَلَاثَوَابَ لَهُمْ لِعَدَمِ شَرْطِهٖ ﴿هَلْ﴾ مَا ﴿يُجْزَوْنَ اِلَّا﴾ جَزَاءَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۷)﴾ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَالْمَعَاصِىْ.

﴿ترجمہ﴾

اور ہم نے وعدہ فرمایا(واعــدنــا الف اور بغیر الف دونوں طرح سے ہے) موسیٰ سے تیس رات کا......۱......(کہ ہم ان راتوں کے اختتام پر ان سے کلام کریں گے اور وہ ان دنوں کو روزے سے گزاریں اور مراد اس سے ذو القعدہ کا مہینہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے روزے رکھے پھر جب روزے کی مدت مکمل ہوئی تو منہ کی بو ناپسند جانتے ہوئے مسواک کی تو اللہ عزوجل نے دس دن اور روزے کا حکم دیا تاکہ منہ کی بو والی حالت میں ان سے کلام فرمائے چنانچہ فرمایا) تو دس دن اور بڑھا کر (ذو الحجۃ کے) مدت پوری کی اس کے رب نے (یعنی ہم کلام ہونے کے وعدے کا وقت) چالیس راتوں کا (اربعین حال ہے......۲......اور لیلۃ تمیز ہے) اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا (پہاڑ کی طرف مناجات کیلئے جاتے وقت) میرے نائب رہنا (یعنی میرے خلیفہ ہونا) میری قوم پر اور اصلاح کرنا (ان کے کاموں کی) اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا (یعنی گناہ پر ان کی موافقت نہ کرنا) اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا (یعنی اس وقت میں کہ جس میں ہم نے ان سے کلام کرنے کا وعدہ کیا تھا) اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا......۳......(بلا واسطہ کلام فرمایا اور آپ علیہ السلام نے اسے ہر جہت سے سماعت فرمایا......۴......) عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا (یعنی اپنا آپ دیکھا) کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا (یعنی تو مجھے دیکھنے پر قدرت نہیں رکھتا اور لن اری کے بجائے لن ترانی فرمانے کی تعبیر یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ ممکن ہے......۵......) ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ (جو تجھ سے قوی ہے......۶......) یہ اگر ٹھہرا (یعنی ثابت رہا) اپنی جگہ پر تو، تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا (یعنی تو میری رویت پر ثابت رہے گا اگر ایسا نہ ہوا تو تجھ میں رویت کی طاقت نہیں) پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا (یعنی چھوٹی انگلی کی پورے کی مقدار میں اپنا نور ظاہر فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے) اسے پاش پاش کر دیا (لفظ دکــا قصر اور مد دونوں کے ساتھ ہے یعنی ریزہ ریزہ زمین کے برابر ہو گیا) اور موسیٰ گرا بے ہوش (یعنی رویت کی دہشت پر غشی کھاتے ہوئے......۷......) پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے (یعنی تیرے لیے پاکی ہے) میں تیری طرف رجوع لایا (یعنی اس سوال سے جس کا مجھے حکم نہ دیا گیا) اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (اپنے زمانے میں) فرمایا (اللہ عزوجل نے اس سے) اے موسیٰ میں نے تجھ چن لیا (یعنی تجھے منتخب کیا......۸......) لوگوں پر (تیرے زمانے کے) اپنی رسالتوں (لفظ رسلتی جمع اور مفرد دونوں کے ساتھ ہے) اور اپنے کلام سے (یعنی اپنی ہم کلامی سے تجھے شرف بخشا) تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا (یعنی فضل) اور شکر والوں میں ہو (میری نعمتوں پر) اور ہم اس کے لیے تختیوں میں لکھ دیں (یعنی توریت کی تختیاں جو کہ جنت کے بیری کے درخت کی یا زبرجد یا زمرد کی سات یا دس تھیں......۹......) ہر چیز کی (جس کی طرف انہیں دین میں ضرورت ہے) نصیحت اور تفصیل (تــفــصــیــلا بمعنی تبیینا ہے) ہر چیز کی (لکل شئی ماقبل جار مجرور سے بدل ہے) تو اے موسیٰ اسے پکڑ (فخذھا سے قبل فقلنا مقدر ہے) مضبوطی سے (یعنی کوشش اور سعی کر کے) اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں......۱۰......عنقریب میں تجھے دکھاؤں گا بے

حکموں کا گھر (یعنی فرعون اوراس کے متبوعین کا گھر، مراداس سے شہر مصر والے ہیں تاکہ تم ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو) اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیردوں گا (یعنی اپنی قدرت کے دلائل مصنوعات وغیرہ کے ذریعے) جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں (چنانچہ ان کی اس بڑائی کے سبب سے میں انہیں ذلیل کردوں گا تو وہ زمین میں غوروفکر نہیں کرتے) اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر (سبیل بمعنی طریق ہے) ھدایت کی راہ دیکھیں (ہدایت وہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آئے) اس میں چلنا پسند نہ کریں (یعنی وہ اس راستے کی اتباع نہ کریں) اور گمراہی (ضلال) کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہوجائیں یہ (غلط روی) اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے غفلت برتی (اس کلام کی مثل ماقبل گزر چکا) اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی پیشی کی تکذیب کی (یعنی بعث وغیرہ کی) اکارت (یعنی باطل) گئے اس کے اعمال (یعنی جو خیر کے اعمال انہوں نے دنیا میں کیے جیسا کہ صلہ رحمی اور صدقہ تو ان کے لیے شرط ایمان نہ پائی جانے کی وجہ سے ثواب نہ ہوگا) نہیں (ھل بمعنی ما نافیہ ہے) بدلہ ملے گا مگر وہی (بدلہ) جو وہ کرتے تھے (یعنی آیات کی تکذیب اور معصیت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وو عدنا موسی ثلثین لیلۃ و اتممنھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ﴾.

و: مستانفہ...... وعدنا موسی: فعل وفاعل ومفعول...... ثلثین لیلۃ: ممیز تمیز، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... اتممنھا بعشر: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "وعدنا" پر معطوف ہے...... ف: عاطفہ...... تم: فعل...... میقات ربہ: مرکب اضافی ذوالحال...... اربعین لیلۃ: ممیز تمیز ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال موسی لاخیہ ھرون اخلفنی فی قومی و اصلح و لا تتبع سبیل المفسدین﴾.

و: عاطفہ...... قال: فعل وفاعل...... لام: جار...... اخیہ: مبدل منہ...... ھرون: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... اخلفنی فی قومی: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اصلح: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... لاتتبع: فعل نہی بافاعل...... سبیل المفسدین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک﴾.

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء موسی لمیقاتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکلمہ ربہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، ارنی: فعل امر بافاعل ومفعول اول ومفعول ثانی محذوف "نفسک"، ملکر جملہ فعلیہ، انظر الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال لن ترنی ولکن انظر الی الجبل﴾.

قال : قول...... لن ترانی: فعل نفی با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لکن: حرف استدراک......انظر الی الجبل: فعل امر با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فان استقر مکانہ فسوف ترنی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا﴾.

ف: عاطفہ...... ان: شرطیہ......استقرمکانہ: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلہ ہوکرشرط، ف: جزائیہ......سوف: حرف استقبال،ترانی : فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ...... ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،تجلی ربہ للجبل: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط...... جعلہ: فعل با فاعل ومفعول، دکا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......خر: فعل......موسی : ذوالحال......صعقا: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... افاق: جملہ فعلیہ ہوکرشرط...... قال: قول......سبحنک: فعل محذوف "اسبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ...... تبت الیک: فعل با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انا: مبتدا اول المومنین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسلتی وبکلامی﴾.

قال: قول......یموسی: جملہ ندائیہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... اصطفیتک: فعل با فاعل ومفعول...... علی الناس: ظرف لغو......برسلتی: جارمجرور معطوف علیہ......وبکلامی : جارمجرور، معطوف،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فخذ ما اتیتک وکن من الشکرین﴾.

ف: فصیحہ، خذ: فعل امر با فاعل......مااتیتک: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... کن: فعل ناقص با اسم...... من الشکرین: ظرف مستقر خبر،ملکر معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء﴾.

و: مستانفہ......کتبنالہ: فعل با فاعل وظرف لغو...... فی الالواح: ظرف لغو ثانی...... من کل شیء : ظرف مستقر مفعول......موعظۃ: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... تفصیلا لکل شیء: شبہ جملہ معطوف،ملکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فخذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنھا﴾.

ف: فصیحہ...... خذ: فعل امر انت ضمیر ذوالحال...... بقوۃ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... ھا: ضمیر مفعول، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... امر قومک: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزاء، ملکر جملہ شرطیہ......یاخذوا: فعل با فاعل......باحسنھا: ظرف لغو، ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿ساوریکم دار الفسقین ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق﴾۔

ساوریکم: فعل با فاعل ومفعول،دار الفسقین: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ساصرف عن ایتی: فعل با فاعل و ظرف لغو،الذین یتکبرون فی الارض: موصول صلہ، ملکر ذوالحال،بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......یروا کل ایۃ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایومنوا بھا: فعل نفی با فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یروا سبیل الرشد: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،لایتخذوہ سبیلا: فعل نفی با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذلک بانھم کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین﴾۔

و: عاطفہ......ان: شرطیہ...... یروا سبیل الغی: جملہ فعلیہ شرط...... یتخذوہ سبیلا: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... کانوا عنھا غفلین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا ولقاء الاخرۃ حبطت اعمالھم﴾۔

و: مستانفہ...... الذین: موصول، کذبوا: فعل با فاعل......ب: جار، ایتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لقاء الاخرۃ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا...... حبطت اعمالھم: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿ھل یجزون الا ما کانوا یعملون﴾۔

ھل: استفہامیہ...... یجزون: فعل واؤ ضمیر نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر......ما کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

تیس راتوں کا وعدہ:

لے......اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا کہ اگر وہ ان میں روزے رکھیں تو ان کے اختتام پر ہم ان

سے کلام کریں گے۔علامہ صاوی اس آیت اور اس کے تحت جلالین کے تفسیری نکات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں صرف تیس راتوں کا اعتبار کیا گیا نہ کہ تیس دنوں کا، جبکہ روزے دنوں میں ہوا کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اس مدت میں رات اور دن دونوں کا روزہ رکھا کرتے تھے اس لئے کہ صوم وصال کی حرمت غیر نبی کے لئے ہے۔یہاں روزے کو رات کے ساتھ تعبیر کر کے محض دن کے ساتھ اختصار کرنے کے وہم کو دور کیا گیا ہے۔مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب اللہ عزوجل ان کے دشمن فرعون کو ہلاک کردے گا تو ان کے لئے اللہ عزوجل کی جناب سے کتاب لائیں گے جس میں (ان کے بعض باتوں پر ایمان لانے اور بعض کو چھوڑ دینے) کا بیان ہے۔پھر جب اللہ عزوجل نے فرعون کو ہلاک کردیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ ان پر کتاب کو اتارے جس کا اس نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا،لہذا اللہ عزوجل نے انہیں حکم فرمایا کہ تیس دن روزے رکھیں،جب حضرت موسی علیہ السلام نے تیس دن (ورات) کے روزے مکمل کر لئے تو اپنے منہ کی بو(جو کہ روزے رکھنے سے ہوتی ہے) کو ناپسند فرمایا تو آپ علیہ السلام نے عود کی لکڑی سے مسواک کیا،ایک قول یہ ہے کہ درخت کے پتے کھائے،ایک قول یہ بھی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم ان کے منہ کی بو کو مشک کی خوشبو کی مانند سونگھتے تھے جسے حضرت موسی علیہ السلام نے مسواک کے ذریعے ختم کردیا پھر اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ ذی الحجۃ کے دس دن کے روزے رکھے اور بنی اسرائیل کا فتنہ بھی ان دس دنوں میں ہوا۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۸۵)

آیت مبارکہ میں اس بات کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے کہ اسلام میں تاریخ کا اعتبار دنوں کے بجائے راتوں سے ہوتا ہے اور تاریخ کا آغاز رات سے ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قمری مہینہ کہ ابتداء رات سے ہوتی ہے۔ (تبیان القرآن،ج٤،ص۲۹۳ ملخصاً)

اربعین کے منصوب ہونے کی وجوہات:

۲......اربعین کے منصوب ہونے کی تین وجوہات ہیں۔(۱) یہ حال ہے،علامہ زمخشری نے فرمایا کہ اربعین حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مراد یہ ہے کہ تم بالغاھذا العدد،شیخ نے کہا کہ اس بناء پر اربعین خال نہیں ہے بلکہ حال ھو کے محذوف ہونے کی وجہ سے ہے۔(۲) مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اربعین کو منصوب کہا گیا ہے۔(۳) ظرفیت کی وجہ سے اربعین منصوب ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۱۰٦)

حضرت موسی علیہ السلام کا اللہ سے کلام فرمانا:

۳......سعید بن منصور،ابی منذر،حاکم،مردویہ اور بیہقی نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جس دن حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کلام فرمایا اس وقت آپ علیہ السلام نے اونی جبہ،اونی چادر،اونی شلوار اور دراز گوش کی کھال کی جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

☆......ابو شیخ عبدالرحمٰن بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں جس وقت حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے کلام فرمایا

انہوں نے خود کو چالیس دن تک روکے رکھا کہ انہیں کوئی نہ دیکھ پائے حتی کہ رب العالمین کے نور کے جلوؤں میں وصال فرمایا۔

(الدر منثور، ج۳، ص۲۱٦)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: لمیقاتنا میں لام تخصیص کے لئے ہے اس سے مراد وہ مقررہ وقت ہے جو ہم نے ان سے کلام کرنے کے لئے مختص کیا تھا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں ملاقات کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بدن مبارک اور کپڑوں کی صفائی کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ اس قصہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے سات فرسخ تک تاریکی پیدا کردی اور شیاطین کو ان سے دور بھگادیا، حشرات الارض کو نکال دیا اور کراماً کاتبین فرشتوں کو بھی آپ علیہ السلام سے دور کردیا، آسمان آپ علیہ السلام کے سامنے کھول دیا گیا کہ آپ علیہ السلام نے آسمان کے فرشتوں کو ہوا میں کھڑا ہوتا ہوا دیکھا اور عرش کو اپنے سامنے دیکھا پھر اللہ عزوجل سے مناجات ہوئی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی آواز سنی، اور جبرئیل علیہ السلام بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے، مگر وہ اس کلام کو جو آپ علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے فرمایا اسے نہ سنا یہاں تک ہوا کہ آپ علیہ السلام نے عرش پر قلم چلنے کی آواز بھی سن لی۔ (المظھری، ج۲، ص۷۷)

ہر سمت سے کلام سننے کی توجیہ:

۴......بیضاوی فرماتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کا کلام ہر سمت سے سن رہے تھے، میں اس روایت کی توجیہ میں یہ کہوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل کے کلام کو کسی خاص جہت سے نہ سنا بلکہ آپ علیہ السلام جس جہت کی جانب متوجہ ہوتے بلا کسی فرق کے آپ علیہ السلام کو اللہ جل جلالہ کا کلام سنائی دیتا، یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو اپنے رب عزوجل سے ملاقات کا شوق ہوا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آخرت کی رویت پر قیاس کرتے ہوئے دنیا میں رویت کا سوال کیا۔ (المظھری، ج۲، ص۷۷)

کیا نبی غیر ضروری سوال کرسکتا ہے؟

۵......اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں کسی بشر میں یہ کمال نہیں کہ میرے دیدار کی تاب لاسکے، جس نے دنیا میں میری طرف دیکھا وہ مرگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی "الٰہی میں نے تیرا کلام سنا تو مجھے تیرے دیدار کا شوق ہوگیا ہے اور مجھے تجھے دیکھ کر مرجانا بہتر معلوم ہوتا کہ میں تجھے نہ دیکھ کر زندہ رہوں"، امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے لن ترانی فرمایا لا ادری نہیں فرمایا جس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اسلوب رویت باری کے امکان کے لئے مفید ہے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ پہاڑ یعنی مدین کا بڑا پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا اس پہاڑ کو زبیر کہا جاتا ہے۔ سدی نے کہا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کلام فرمایا تو شیطان زمین میں گھس گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں کے پاس سے نکلا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وسوسہ دیا کہ جس نے تجھ سے کلام کیا ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات بے مثال نہیں ہے بلکہ وہ تو شیطان ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کا سوال کیا۔ اس آیت مبارکہ میں دنیا میں امکان رویت پر بھی دلیل ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے ناممکن اور لغو

بات کا سوال کرنا محال ہے خاص کروہ سوال جو اللہ ﷻ کی ذات کے بارے میں غیر معرفت کا مقتضی ہو، اور لن ترانی کا جملہ اس بات پر دلیل ہے جب تک دنیا قائم ہے اس میں آپ علیہ السلام کے لئے رویت کا وقوع نہ ہوگا اور اس میں کسی دوسرے کے لئے عدم وقوع کی دلیل نہیں پائی جاتی۔ (المظہری، ج۲، ص۷۷)

یہاں ایک ایمان افروز نکتہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے دیدار کی خواہش کی تھی، میرے آقا سرور دوجہاں ﷺ کو بغیر خواہش کے دیدار کرایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر تجلی دیکھی میرے آقا ﷺ نے بے حجاب دیدار کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام چھنگلیا کے نصف پورے کی مقدار نور کی تجلی دیکھ کر از خود رفتہ ہوگئے میرے سرکار ﷺ نے دیدار بے حجاب کیا اور رب الانام نے اپنی قدرت کا دست بے مثال آپ ﷺ کے دونوں ثدیین کے مابین رکھ دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سننے کے بعد رویت کا شوق ہوا جبکہ حضور پر نور ﷺ نے دیدار کے بعد کلام فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ پر بلایا گیا جبکہ میرے سرکار کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے نوازنے کے لئے کائنات کا نظام نہ روکا گیا جبکہ حضور ﷺ کے لئے کائنات کا نظام روک دیا گیا۔ ان باتوں سے کسی کے ذہن میں یہ بات ہرگز نہ آئے کہ ہم نے معاذ اللہ ﷻ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان کم کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور ﷺ تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں افضل ہیں۔ جس کا ثبوت قرآن مجید میں ﴿تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (البقرۃ: ۲۵۳)﴾، سے بھی ملتا ہے، ماقبل روایت سے کوئی یہ ذہن نہ بنالے کہ شیطان کا حضرات انبیائے کرام پر زور چل جاتا ہے جبھی تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وسوسے میں مبتلا کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ کلام فرمانے والی ذات رب ﷻ ہی کی ہے، آپ علیہ السلام نے علم الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کرنے کے لئے دیدار کی خواہش ظاہر کی۔

پتھروں کا ادراک:

۶......پس دیکھنے کی طاقت اللہ ﷻ کی رحمت نے پہاڑ میں نہ رکھی، تاکہ پہاڑ کی طاقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں معدوم رہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۸۶)

پہاڑ پتھر کی جنس سے ہے اور پتھر میں یہ طاقت ہے کہ اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے ہیں جیسا کہ کلام باری ﷻ ہے کہ ﴿وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (البقرۃ:۷۴)﴾ دیکھتے بھی ہیں اور اللہ ﷻ سے ڈرتے بھی ہیں، نہ یہ بھی جان لیں کہ پہاڑ دیدار الٰہی سے ریزہ ریزہ ہوگیا کہ اگرچہ عظیم الجثہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے جو کہ بشری عوارض بھی رکھتے ہیں اگرچہ نبی ہیں۔ پتہ چلا کہ نبی کی طاقت پہاڑ سے بہت زیادہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہونا:

۷......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی، قتادہ کا قول ہے کہ آپ

علیہ السلام نے انتقال فرمایا لیکن پہلا قول اصح ہے اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فلما افاق﴾ اور مرنے والے کو موت سے افاقہ نہیں ہوا کرتا اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے افاقہ پایا۔ کلبی کا قول ہے کہ جمعرات کے دن حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوئے جو کہ عرفہ کا دن تھا اور انہیں جمعہ کے دن جو کہ یوم نحر تھا توریت عطا فرمائی۔ واقدی کا قول ہے جب حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوئے تو آسمان کے فرشتوں نے کہا کہ ابن عمران کے رویت کے سوال کا کیا ہوا؟ بعض کتابوں میں یہ ہے کہ آسمان کے فرشتے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے جبکہ وہ بے ہوش تھے انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کو ایڑی ماری اور کہا اے حیض والی عورت کے بیٹے! کیا تو نے رب العزت کی رویت کی خواہش کی تھی؟ پھر جب حضرت موسی علیہ السلام کو غشی سے افاقہ ہوا اور جانا کہ انہوں اس امر عظیم کا سوال کیا تھا جو ان کے لئے جائز نہ تھا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۴۷)

حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا:

۸......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے موسی علیہ السلام! بے شک ہم نے تمہیں تیرے زمانے میں موجود لوگوں میں سے چن لیا، اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے مگر وہ حضرت موسی علیہ السلام کے پیروکار تھے اور باوجود نبی ہونے کے کلیم (اللہ عزوجل سے کلام فرمانے والے) نہ تھے اور نہ صاحب شریعت تھے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۵۷۱)

توریت کی تختیاں:

۹......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق توریت کی تختیاں مراد ہیں۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے توریت کی تختیوں میں لکھ دیا۔ بغوی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ یہ تختیاں جنت کے بیری کے درخت کی تھیں اور اس کا طول بارہ ذراع تھا، حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دستِ بے مثال سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور اپنے دستِ بے مثال ہی سے توریت کی تختیاں لکھیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ یہ تختیاں لکڑی کی تھیں، کلبی کہتے ہیں کہ یہ تختیاں سبز زبرجد کی تھیں، سعید بن جبیر کا قول ہے کہ سرخ یاقوت کی تھیں، ابن جریج نے کہا کہ زمرد کی تھیں اللہ عزوجل نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا تو وہ جنت عدن سے لے آئے پھر اسے اس قلم سے لکھا جس سے ذکر لکھا تھا اور نور کی نہر کی روشنائی استعمال کی تھی، ربیع بن انس کا قول ہے کہ یہ تختیاں زبرجد کی تھیں اور وہب کے قول کے مطابق اللہ عزوجل نے ایک چٹان سے تختیاں تراشنے کا حکم دیا تھا جسے اللہ عزوجل نے نرم کردیا، پھر اپنے بے مثال ہاتھ سے انہیں تراشا پھر اپنے بے مثال ہاتھ سے انہیں چیرا اور حضرت موسی علیہ السلام نے ان دس کلمات کو لکھنے کے وقت قلم کے چلنے کی آواز سنی تھی اور یہ معاملہ دس ذی الحجۃ کا تھا۔ یہ تختیاں موسی علیہ السلام کے قد کے مطابق دس ہاتھ لمبی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام عرفہ کے دن بے ہوش ہوئے تھے اور یوم النحر کے دن آپ علیہ السلام کو یہ تختیاں دی گئی تھیں اور یہ قول قریب بہ صحیح ہے۔ اہل علم کا تختیوں کی تعداد کے بارے میں بھی اختلاف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ کل سات تختیاں تھیں اور انہیں سے یہ بھی منقول ہے کہ دو تختیاں تھیں، فراء کا قول ہے کہ اہل عرب جمع کا اطلاق ایک سے زائد میں کرتے ہیں، وہب کے مطابق دس تختیاں تھیں، مقاتل کے قول کے مطابق چھ تختیاں تھیں، ربیع بن انس کہتے ہیں کہ توریت نازل ہوئی تو وہ ستر اونٹوں کا بوجھ تھی اور اس کا ایک بوجھ ایک سال میں پڑھا جاتا تھا سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام، یوشع علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے، مطلب یہ کہ اس کو کسی نے ان چار کے علاوہ حفظ نہ کیا، حسن کے مطابق توریت میں یہ آیت ﴿وکتبنا له فی الالواح ......الخ﴾ ہزارویں آیت ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۰۹)

توریت کی اچھی باتیں اختیار کرنے کا معنی :

۱...... توریت کی اچھی باتیں اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے اور اس کی مثالوں پر غور وفکر کرے اور اس کے احکام پر عمل پیراہ ہو اور اس کے متشابہات پر توقف کرے۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسے عطاء نے بیان کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وہ حکم دیا جس کا قوم کو حکم نہ کیا گیا تھا، قطرب کے مطابق باحسنها سے مراد بحسنها ہے یعنی یہ سارا کا سارا حسن ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کی اچھی باتیں فرائض اور نوافل ہیں جس پر حصول ثواب کا استحقاق ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مباح ہے کہ جس پر ثواب مرتب نہیں ہوتا، اچھی بات سے مراد یہ ہے کہ ہر دو احکام میں سے اچھا حکم اختیار کرے یعنی قصاص کے معاملے میں معاف کر دینا اور انتقام لینے کے معاملے میں صبر کرنا۔ (البغوی، ص ٣٢٤)

☆...... ☆امرهم: بنی اسرائیل کے کاموں کی اصلاح کرنا اور ان سے غفلت نہ برتنا۔

ذلائل قدرتی : میں ان کے دلوں کو سخت کر دوں گا اور اپنی آیتوں کے سمجھنے کا خدوخال ان کے دل و دماغ سے مٹا دوں گا، پس وہ نہ تو تفکر کریں گے اور نہ ہی تدبر۔

لعدم شرطه : مراد ثواب ہے یعنی ایمان شرط ہے۔ پس ایمان ثواب کے مرتب ہونے کے لئے شرط ہے جو کہ مومنوں کو انکے اعمال پر دیا جاتا ہے، پس کافروں کے نیک اعمال جس پر نیت موقوف نہیں ہوتی ان کو دنیا ہی میں جزا دے دی جاتی ہے یا ان کافروں سے کفر کے سوا دوسرے بُرے اعمال کی سزا میں کمی کی جائے گی۔ لیکن کافروں کے حق میں اس بات کو ثواب نہ کہا جائے گا جیسا کہ مشائخ کرام نے فرمایا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص٢٨٦، وغیرہ ملخصاً)

مستویا بالارض : کلبی کہتے ہیں کہ طور پہاڑ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گیا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پہاڑ چھ ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا، اس میں سے تین مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں احد، ورقان اور رضوی کے نام سے پائے جاتے ہیں اور باقی تین مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں ثور، ثبیر اور حراء کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۱۰۸)

رکوع نمبر:۸

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ﴾ اَیْ بَعْدَ ذَهَابِهٖ اِلَى الْمُنَاجَاةِ ﴿مِنْ حُلِیِّهِمْ﴾ اَلَّذِیْ اِسْتَعَارُوْهُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ بِعِلَّةِ عُرْسٍ فَبَقِیَ عِنْدَهُمْ ﴿عِجْلًا﴾ صَاغَهُ لَهُمْ مِنْهُ السَّامِرِیُّ ﴿جَسَدًا﴾ بَدَلٌ لَحْمًا وَدَمًا﴿لَّهٗ خُوَارٌ﴾ اَیْ صَوْتٌ یُسْمَعُ اِنْقَلَبَ كَذٰلِكَ بِوَضْعِ التُّرَابِ الَّذِیْ اَخَذَهٗ مِنْ حَافِرِ فَرَسِ جِبْرِیْلَ فِیْ فَمِهٖ فَاِنَّ اَثَرَهُ الْحَیَاةُ فِیْمَا یُوْضَعُ فِیْهِ وَمَفْعُوْلُ اِتَّخَذَ الثَّانِیْ مَحْذُوْفٌ اَیْ اِلٰهًا﴿اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا﴾ فَكَیْفَ یَتَّخِذُ اِلٰهًا ﴿اِتَّخَذُوْهُ﴾ اِلٰهًا ﴿وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ(۱۴۸)﴾ بِاتِّخَاذِهٖ ﴿وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ﴾ اَیْ نَدِمُوْا عَلٰى عِبَادَتِهٖ ﴿وَرَاَوْا﴾ عَلِمُوْا ﴿اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا﴾ بِهَا وَذٰلِكَ بَعْدَ رُجُوْعِ مُوْسٰى ﴿قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ فِیْهِمَا ﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ(۱۴۹)﴾ ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ﴾ مِنْ جِهَتِهِمْ ﴿اَسِفًا﴾ شَدِیْدَ الْحُزْنِ ﴿قَالَ﴾ لَهُمْ ﴿بِئْسَمَا﴾ اَیْ بِئْسَ خِلَافَةً ﴿خَلَفْتُمُوْنِیْ﴾ هَا ﴿مِنْۢ بَعْدِیْ﴾ خِلْفَتُكُمْ هٰذِهٖ حَیْثُ اَشْرَكْتُمْ ﴿اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ﴾ اَلْوَاحَ التَّوْرَاةِ غَضَبًا لِرَبِّهٖ فَتَكَسَّرَتْ ﴿وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ﴾ اَیْ بِشَعْرِهٖ بِیَمِیْنِهٖ وَلِحْیَتَهٗ بِشِمَالِهٖ ﴿یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ﴾ غَضَبًا ﴿قَالَ﴾ یَا ﴿ابْنَ اُمَّ﴾ بِكَسْرِ الْمِیْمِ وَفَتْحِهَا اَرَادَ اُمِّیْ وَذِكْرُهَا اَعْطَفُ لِقَلْبِهٖ ﴿اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا﴾ قَارَبُوْا ﴿یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ﴾ تُفْرِحْ ﴿بِیَ الْاَعْدَآءَ﴾ بِاِهَانَتِكَ اِیَّایَ ﴿وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(۱۵۰)﴾ بِعِبَادَةِ الْعِجْلِ فِی الْمُؤَاخَذَةِ ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ﴾ مَاصَنَعْتُ بِاَخِیْ ﴿وَلِاَخِیْ﴾ اَشْرَكَهٗ فِی الدُّعَاءِ اِرْضَاءً لَهٗ وَدَفْعًا لِلشَّمَاتَةِ بِهٖ ﴿وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۱۵۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور موسیٰ کے بعد (یعنی ان کے مناجات کیلئے جانے کے بعد) اس کی قوم نے اپنے زیوروں سے (جوانہوں نے فرعونی قوم سے شادی کیلئے ادھار لیے تھے......۱۔ اور فرعونی قوم کے غرق ہونے کے بعد انہی کے پاس رہ گئے تھے) بچھڑا بنالیا (یعنی سامری ......۲۔ نے ان زیوروں کو ڈھال کر ان کے لیے بچھڑا بنالیا تھا) بے جان کا دھڑ (جسدا بدل ہے، گوشت اور خون والا) گائے کی طرح آواز کرتا (یعنی آواز سنی جاتی تھی اور یہ انقلابی کیفیت اس مٹی کی برکت سے پیدا ہوئی تھی جو جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے کھر سے لگی ہوئی بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تھی تو مٹی کی برکت سے اس میں حیات کا اثر پایا جاتا تھا اور اتخذ کا مفعول ثانی الھا محذوف

ہے) کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انہیں کچھ راہ بتائے (تو کیسے انہوں نے ؟) اسے (معبود) بنالیا اور وہ ظالم تھے (اسے معبود بنالینے کی وجہ سے) اور جب پچھتائے (یعنی وہ اس کی عبادت پر نادم ہوئے ......۳......) اور سمجھے (یعنی جان لیا) کہ ہم بہکے (اس بچھڑے کی وجہ سے اور یہ موسی علیہ السلام کے لوٹنے کے بعد ہوا) بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے (یرحمنا اور یغفرلنا یہ دونوں لفظ یاء اور تاء دونوں کے ساتھ ہیں) تو ہم تباہ ہوئے اور جب موسی اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا (ان کی طرف جھنجلایا ہوا (شدید غم میں بھرا) کہا (ان سے) تم نے بری (خلافت یعنی) جانشینی کی میرے بعد (یعنی تمہاری یہ جانشینی بُری ہے کہ تم نے شرک کیا) کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں (توریت کی تختیاں، اپنے رب کی خاطر غصہ ہوتے ہوئے تو وہ تختیاں ٹوٹ گئیں ......۴......) اور اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو (یعنی اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور داڑھی ......۵......کو بائیں ہاتھ میں) پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا (غصہ فرماتے ہوئے) کہا (اے) میرے ماں جائے (ام میم کی کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے اور اصل یا ابن امی تھا اور ام کا لفظ دل کو نرم کرنے کیلئے کہا تھا) قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا (کادوا بمعنی قاربوا ہے) کہ مجھے مار ڈالیں تو تو خوش نہ کر (تشمت بمعنی تفرح ہے) مجھ پر دشمنوں کو (یعنی میری اہانت کر کے) اور مجھے ظالموں میں نہ ملا (یعنی بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مواخذہ کرتے ہوئے) کہا اے میرے رب مجھے بخش دے (جو کچھ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا) اور میرے بھائی کو (انہوں نے دعا میں بھائی کو اسلئے شریک کیا کہ ان کی دلجوئی ہو اور دشمن کی خوشی بھی دفع ہو جائے) اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتخذ قوم موسی من بعده من حلیهم عجلا جسدا له خوار﴾.

و: عاطفہ...... اتخذ قوم موسی: فعل وفاعل...... من بعده: ظرف لغو اول، من حلیهم: ظرف لغو ثانی...... عجلا جسدا: مبدل منہ وبدل، ملکر موصوف، له: ظرف مستقر خبر مقدم...... خوار: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم سبیلا اتخذوه وکانوا ظلمین﴾.

ہمزہ: حرف استفہام...... لم یروا: فعل نفی با فاعل...... انه: حرف مشبہ واسم...... لا یکلمهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ...... لا یهدیهم سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اتخذوه: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... کانوا ظلمین: فعل ناقص با اسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما سقط فی ایدیهم وراوا انهم قد ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا ویغفرلنا لنکونن من الخسرین﴾.

و: مستانفہ...... لما: شرطیہ...... سقط فی ایدیهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... راوا: فعل با فاعل

،الهم قد ضلوا : جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط...... قالوا: قول...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ،لم یرحمنا ربنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویغفرلنا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... نکونن: فعل ناقص بااسم، من الخسرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولما رجع موسى الى قومه غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی﴾.

و: مستانفہ......لما: شرطیہ......رجع: فعل...... موسى: ذوالحال......غضبان: حال اول......اسفا: حال ثانی،ملکر فاعل......الى قومه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... بئس: فعل ذم هو ضمیر ممیز......ما: نکرہ موصوفہ......خلفتمونی من بعدی: جملہ فعلیہ صفت،ملکر تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مبتدا محذوف "خلافتکم" کیلئے خبر مقدم،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اعجلتم امر ربكم والقى الألواح واخذ براس اخيه يجره اليه﴾.

همزه: حرف استفہام...... عجلتم: فعل بافاعل......امر ربكم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... القى الالواح: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قال" پر معطوف ہے......و: عاطفہ...... اخذ: فعل هو ضمیر ذوالحال......يجره اليه: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل......براس اخيه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ابن ام ان القوم استضعفونی و كادوا يقتلوننی﴾.

قال: قول...... ابن ام: جملہ ندائیہ...... ان القوم: حرف مشبہ واسم......استضعفونی: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... كادوا: فعل مقارب واسم......يقتلوننی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فلا تشمت بى الاعداء ولا تجعلنى مع القوم الظلمين﴾.

ف: فصیحہ...... تشمت: فعل نہی بافاعل......لی: ظرف لغو...... الاعداء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ......و: عاطفہ......لاتجعلنی: فعل نہی بافاعل ومفعول......مع القوم الظلمين: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا علمت عذری" کیلئے جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت ارحم الرحمین﴾.

قال: قول......رب: جملہ ندائیہ......اغفر: فعل امر بافاعل......لی: جارمجرور،ملکر معطوف علیہ......ولاخی: جار

مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔ و : عاطفہ...... ادخلنا فی رحمتک : فعل امر بافعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿تشریح و توضیح و اغراض﴾

زیورات بطور عاریت لے کر بچھڑا بنانا:

۱......اللہ ﷻ نے ان لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے جو بنی اسرائیل میں سے بچھڑے کی پوجا کرکے گمراہ ہوئے، یہ بچھڑا سامری نے قبطیوں سے زیور عاریتاً لے کر بنایا تھا اور سامری نے ان زیورات کو ڈھال کر بچھڑے کی سی صورت دے دی، پھر اس کے منہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں سے لگی ہوئی خاک ڈال دی جس کی وجہ سے اس میں گائے کی سی آواز پیدا ہوگئی اور یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات یعنی طور پر جانے کے بعد ہوا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۰۷)

سامری جادوگر کون تھا؟

۲......علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ سامری کا نام موسیٰ تھا (جبکہ البدایة والنهایه اور دیگر کتب میں اس کا نام ہارون بتایا گیا ہے)، یہ ولد الزنا تھا، اس کی ماں نے اسے پہاڑ کے دامن میں جنم دیا، اللہ ﷻ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجتا اور جبرئیل علیہ السلام اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے، پس اسی وجہ سے سامری حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچان لیتا جب وہ زمین میں اترتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام فرعون کے غرق ہونے کے دن اترے اور وہ گھوڑے پر سوار تھے، جو چیز بھی ان کے گھوڑے کے کُھر کے نیچے آتی اس جگہ سے سبزہ اور پھل اُگنے لگتا، سامری نے یہ بات تاڑ لی، اور جان لیا کہ اس مٹی میں اثر ہے، اس نے اس مٹی سے کچھ لے کر محفوظ کرلیا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کو گئے تو اس نے ایک بچھڑا بنایا اور اس میں وہ مٹی ڈال دی اور کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے (الصاوی، ج ۲، ص ۲۸۹)

عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے آل فرعون سے عاریتاً زیور لئے اور انہیں جمع کرکے ایک بچھڑے کی صورت میں ڈھالا تو اللہ ﷻ نے اسے جسم، گوشت، خون اور آواز والا کردیا۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۳٤)

نوٹ: سامری نے بھی یہ بات مانی کہ تبرکات میں برکت ہوتی ہے جبھی اس نے اس مٹی کو اٹھا کر اپنے پاس محفوظ کیا کہ اس مٹی میں برکت ہے۔

سقط فی ایدیهم کی تحقیق:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿سقط فی ایدیهم﴾ یعنی وہ نادم ہوئے، یہ لفظ قرآن سے پہلے کہیں نہیں سنا گیا اور نہ ہی اہل عرب اس لفظ کو پہچانتے تھے اور ان کے اشعار میں بھی یہ مستعمل نہ تھا، ابو عبیدہ نے کہا کہ جو کسی کام پر نادم ہو اور کسی کام سے عاجز آجائے تو اس کے بارے میں ﴿سقط فی ایدیهم﴾ کہا جاتا ہے، واحدی نے مذکورہ جملے میں ید کے ذکر کرنے کی دو صورتیں ذکر کی

ہیں جسے ہم اختصار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ ہاتھوں کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا ہے کہ گناہ براہ راست اور بلاواسطہ اسی سے ہوتے ہیں اور ملامت بھی اسی پر ہوتی ہے کیونکہ ہاتھ ہی کو جارحة العظمیٰ کہا جاتا ہے، چنانچہ جو گناہ ہاتھ سے نہ ہوں ان کو بھی انہیں کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے جیسے اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰکَ (الحج:۱۰)﴾ اور کئی گناہ ایسے ہیں جو کہ ہاتھوں سے نہیں ہوتے، دوسری صورت یہ ہے کہ ندامت تو دل میں ہوتی ہے اور اس کا اثر ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ نادم شخص اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْهِ (الکھف:۴۲)﴾ اور تقلیب کف کو ندامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۱۵)

توریت کی تختیاں زمین پر ڈال دینا :

☆...... علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تختیوں کو زمین پر ڈال دینا شدت غضب اور زجر اور حمیت دین کے لئے تھا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں زمین پر ڈالیں تو ان میں سے بعض ٹوٹ گئیں۔ امام بیضاوی کے اس قول پر متاخرین میں سے شیخ صبغۃ اللہ آفندی حیدری نے اعتراض کیا ہے کہ حمیت دین کتاب اللہ ﷻ کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے اور یہ بھی کہ اس کا احترام کیا جائے اور ٹوٹنے اور کسی وجہ سے نقص آجانے سے اس کی حفاظت کی جائے، اور صحیح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دینی حمیت اور شدت غضب کی وجہ سے بے قابو ہو گئے اور غیر اختیاری طور پر ان سے وہ تختیاں گر گئیں اور یہ ان سے ترک تحفظ صادر ہوا اور اس ترک تحفظ کو تغلیظاً ڈال دینے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور فرمایا کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے حق میں گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ علامہ صبغۃ اللہ آفندی کے قول کا تعقب کرتے ہوئے علامہ صالح آفندی نے ایک نحوی بحث کرنے کے بعد فرمایا اس آیت کی توجیہ یہی ہے جو علامہ قاضی ناصر الدین بیضاوی نے کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تختیاں ڈال دینا شدت غضب وحمیت کے منافی نہیں ہو سکتا جو کہ مخفی نہیں ہے۔

علامہ آلوسی کے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل پر کوئی عتاب نہیں کیا گیا چہ جائے کہ یہ کہا جائے کہ ان کے ترک تحفظ کو تغلیظاً ڈال دینے سے تعبیر کیا گیا اور یہ کہنا کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس آیت میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر زجر و توبیخ کی گئی ہے اور میرے نزدیک اس آیت کا حاصل یہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے شرک کو دیکھا تو وہ حمیت دین کی وجہ سے سخت غصہ میں آگئے اور اپنے ہاتھوں کو جلد فارغ کرنے کے لئے جلدی سے وہ تختیاں زمین پر ڈال دیں تاکہ وہ اپنے بھائی کا سر پکڑ سکیں جسے قرآن مجید میں ڈالنے سے تعبیر فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل میں کسی طرح بھی ان تختیوں کی بے ادبی نہیں ہے اور بعض تختیوں کا زمین پر ڈالنے کی وجہ سے ٹوٹ جانا صرف دینی دینی غیرت وحمیت کی وجہ سے تھا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۹۰، ۹۱)

سابقہ ادوار میں داڑھی کی حیثیت !

۵......داڑھی بڑھانا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''انھکوا الشوارب، واعفوا اللحی یعنی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، رقم:۵۸۹۳، ص۱۰۳۶)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ مونچھیں پست کرو اور داڑھیوں کو بڑھنے دو اور یہود کی مخالفت کرو''۔(مسند احمد،مسند باقی للانصار، حدیث ابو امام الباھلی ،رقم:۲۱۷۸۰، ج٦ ،ص۳۵٤)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں، حرام ہونے میں منڈانے کی مثل ہے اگرچہ منڈانا خبیث تر ہے۔ (الفتاوی الرضویة مخرجة، ج۲۲، ص٦٨٩)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارکہ کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا، معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے بھی داڑھی بڑھائی تھی اور یہ ہمارا خود ساختہ استدلال نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام سے ہیں ان میں لبیں ترشوانا اور داڑھی بڑھانا داخل ہے''۔(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب السواک من الفطرۃ، رقم: ۵۳، ص۲٤)

☆......الذی استعاروہ: یعنی فرعون کے غرق ہونے سے پہلے اور بعد میں وہ بچھڑا بنی اسرائیل کے پاس بطور غنیمت رہا، یعنی بنی اسرائیل کے سرزمین مصر سے نکلنے اور فرعون کے غرق ہونے تک ان کے پاس رہا، پھر قوم بنی اسرائیل سرزمین شام میں رہائش پذیر ہوئی۔ ای بعد ذھابہ الی المناجاۃ: یعنی قوم کے عہد کرنے کے بعد کہ قوم غیر خدا کی عبادت نہ کرے گی۔ صاغہ لھم منہ السامری: یعنی سامری جادوگر نے قوم کے لیے زیورات کی مدد سے بچھڑا بنایا، اس جادوگر کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور یہ منافق شخص تھا۔ انقلب: یعنی زیورات کی مدد سے بچھڑا بنایا، یعنی وہ بولنے والا بچھڑا تھا۔ فان اثرہ...... الخ: کس طرح بچھڑے سے آواز پیدا ہوتی تھی؟ اس کا بیان ماقبل میں مذکور ہے۔ فتکسرت: تختیاں کتنی تھیں اور کس طرح ٹوٹ گئیں مکمل تحقیق ماقبل موجود ہے۔(الجمل، ج۳، ص ۱۱۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

قَالَ تَعَالٰی ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ﴾ اِلٰھًا ﴿سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ﴾ عَذَابٌ ﴿مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ فَعُذِّبُوْا بِالْاَمْرِ بِقَتْلِ اَنْفُسِھِمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ﴿وَکَذٰلِکَ﴾ کَمَا جَزَیْنَاھُمْ ﴿نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ(۱۵۲)﴾ عَلَی اللّٰہِ بِالْاِشْرَاکِ وَغَیْرِہٖ ﴿وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا﴾ رَجَعُوْا عَنْھَا ﴿مِنْ بَعْدِھَا وَاٰمَنُوْا﴾ بِاللّٰہِ ﴿اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا﴾ اَیِ التَّوْبَةِ ﴿لَغَفُوْرٌ﴾ لَھُمْ ﴿رَّحِیْمٌ(۱۵۳)﴾ بِھِمْ ﴿وَلَمَّا سَکَتَ﴾ سَکَنَ ﴿عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ﴾ اَلَّتِیْ اَلْقَاھَا ﴿وَفِیْ نُسْخَتِھَا﴾ اَیْ مَا نُسِخَ فِیْھَا اَیْ کُتِبَ ﴿ھُدًی﴾ مِنَ الضَّلٰلَةِ ﴿وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ ھُمْ لِرَبِّھِمْ یَرْھَبُوْنَ(۱۵۴)﴾ یَخَافُوْنَ وَاُدْخِلَ اللَّامُ عَلٰی

الْمَفْعُولِ لِتَقَدُّمِهِ ﴿وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ﴾ اَیْ مِنْ قَوْمِهٖ ﴿سَبْعِیْنَ رَجُلًا﴾ مِمَّنْ لَمْ یَعْبُدُوا الْعِجْلَ بِاَمْرِهٖ تَعَالٰی ﴿لِّمِیْقَاتِنَا﴾ اَیْ لِلْوَقْتِ الَّذِیْ وَعَدْنَاهُ بِاِتْیَانِهِمْ فِیْهِ لِیَعْتَذِرُوْا مِنْ عِبَادَةِ اَصْحَابِهِمُ الْعِجْلَ فَخَرَجَ بِهِمْ ﴿فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ اَلزَّلْزَلَةُ الشَّدِیْدَةُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَنَّهُمْ لَمْ یَزَایَلُوْا قَوْمَهُمْ حِیْنَ عَبَدُوا الْعِجْلَ، قَالَ وَهُمْ غَیْرُ الَّذِیْنَ سَاَلُوا الرُّؤْیَةَ وَاَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ ﴿قَالَ﴾ مُوسٰى ﴿رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ خُرُوْجِیْ بِهِمْ لِیُعَایِنَ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ ذٰلِکَ وَلَا یَتَّهِمُوْنِیْ ﴿وَاِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا﴾ اِسْتِفْهَامُ اِسْتِعْطَافٍ اَیْ لَاتُعَذِّبْنَا بِذَنْبِ غَیْرِنَا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿هِیَ﴾ اَیِ الْفِتْنَةُ الَّتِیْ وَقَعَتْ فِیْهَا السُّفَهَاءُ ﴿اِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ اِبْتِلَاؤُکَ ﴿تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ﴾ اِضْلَالَهٗ ﴿وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿اَنْتَ وَلِیُّنَا﴾ مُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا ﴿فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ (۱۵۵)﴾ ﴿وَاكْتُبْ﴾ اَوْجِبْ ﴿لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ﴾ حَسَنَةً ﴿اِنَّا هُدْنَآ﴾ تُبْنَا ﴿اِلَیْكَ قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ﴾ تَعْذِیْبَهٗ ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ﴾ عَمَّتْ ﴿كُلَّ شَیْءٍ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿فَسَاَكْتُبُهَا﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۵۶)﴾ ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ بِاِسْمِهٖ وَصِفَتِهٖ ﴿یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ﴾ مَا حُرِّمَ فِیْ شَرْعِهِمْ ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ مِنَ الْمَیْتَةِ وَنَحْوِهَا ﴿وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ ثِقْلَهُمْ ﴿وَالْاَغْلٰلَ﴾ اَلشَّدَائِدَ ﴿الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ﴾ كَقَتْلِ النَّفْسِ فِی التَّوْبَةِ وَقَطْعِ اَثَرِ النَّجَاسَةِ ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَعَزَّرُوْهُ﴾ وَقَّرُوْهُ ﴿وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(فرمایا) بیشک وہ جنہوں نے بچھڑے کو (معبود بنالیا) عنقریب انہیں غضب (یعنی عذاب) اور ذلت پہنچنا ہے دنیا کی زندگی میں (یعنی اپنی جانوں کو قتل کرنے کے حکم کے ذریعے وہ عذاب دیئے جائینگے اور ان پر قیامت تک ذلت مسلط کردی جائے گی) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے انہیں بدلہ دیا) ہم بدلہ دیتے ہیں بہتان والوں کو (اللہ ﷻ کے ساتھ شرک وغیرہ کرنے والوں کو) اور جنہوں نے برائیاں لیں (یعنی ان برائیوں سے رجوع کیا) پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے (اللہ ﷻ پر) تو بے شک تمہارا رب اس کے بعد (یعنی توبہ کے بعد) بخشنے والا (ہے انہیں ......ا......) مہربان ہے (ان پر) اور جب موسیٰ کا غصہ تھا (سکت بمعنی سکن ہے) تھمایاں

اٹھالیں (جو زمین پر ڈال دی تھیں) اور ان کی تحریر میں (یعنی جو تختی میں تحریر کیا گیا ہے یعنی لکھا گیا ہے) ہدایت (گمراہی سے) اور رحمت ہے......۲......ان کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یعنی خوف کرتے ہیں اور الذین مفعول پر دخول لام اس کے مقدم ہونے کی وجہ سے ہے) اور موسیٰ نے اپنی قوم سے (یعنی اصل میں من قومہ تھا) ستر مرد (ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق بچھڑے کی عبادت نہ کی) ہمارے وعدے کیلئے چنے (یعنی اس وقت کے بارے میں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ آئیں اور اپنی قوم کی طرف سے بچھڑے کی عبادت پر معذرت کریں تو وہ ان کے ساتھ نکلے) پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا (یعنی سخت زلزلہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ بھی اپنی قوم کے ساتھ جڑے رہے جبکہ قوم نے بچھڑے کی عبادت کی اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رویت باری ﷻ کے بارے میں سوال نہ کیا تھا اور انہیں کڑک نے پکڑ لیا) عرض کی (موسیٰ علیہ السلام نے) اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی (یعنی میرے ساتھ نکلنے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل بھی دیکھ لیتے اور وہ مجھ پر تہمت نہ لگاتے) کیا تو ہمیں اس کام پر ھلاک فرمائے گا جو ہمارے بیوقوفوں نے کیا (اتھلکنا میں استفہام مہربانی طلب کرنے کیلئے ہے یعنی تو ہمیں دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہ فرما) نہیں (ان بمعنی مانافیہ ہے) وہ (یعنی وہ فتنہ جس میں بیوقوف پڑ گئے) مگر تیرا آزمانا (یعنی تیری طرف سے ابتلا) تو اس سے بہکائے (یعنی گمراہ کرے) جسے چاہے اور راہ دکھائے (یعنی ہدایت دے) جسے چاہے......۳......تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ دے (یعنی واجب کر دے) ہمارے لیے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں (بھلائی) بیشک ہم رجوع لائے (یعنی ہم نے توبہ کی) تیری طرف فرمایا (اللہ ﷻ نے) میرا عذاب، میں جسے چاہوں دوں (یعنی جسے عذاب دینا چاہوں) اور میری رحمت گھیرے ہے (وسعت بمعنی عمت ہے) ہر چیز کو (دنیا میں......۴......) تو عنقریب میں لکھ دوں گا نعمتوں کو (آخرت میں) ان کے لیے جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے بڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی (یعنی محمد ﷺ کی......۵......) جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں (مع ان کے نام و اوصاف کے......۶......) وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائیگا (جو ان کی سابقہ شریعتوں میں حرام تھیں) اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا (مردار وغیرہ......۷......) اور ان پر سے وہ بوجھ (اصرھم بمعنی ثقلھم ہے) اور طوق (شدید) گلے کے جو ان پر تھے......۸......اتارے گا (جیسا کہ توبہ کی صورت میں قتل نفس اور اثر نجاست کو کاٹ پھینکنا......۹......) تو وہ جو اس پر ایمان لائیں (ان میں سے) اور اس کی تعظیم کریں......۱۰......(عزوہ بمعنی وقروہ ہے) اور اسے مدد دیں اور اس نور (یعنی قرآن) کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین اتخذوا العجل: موصول صلہ،ملکر اسم...... س: حرف استقبال...... ینالھم: فعل ومفعول......غضب: موصوف......من ربھم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ذلۃ: موصوف......فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک نجزی المفترین﴾.

و: عاطفہ...... کذلک : ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم......نجزی المفترین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین عملوا السیات ثم تابوا من بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم﴾.

و: عاطفہ...... الذین: موصول......عملوا السیئات: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ...... تابوا من بعدھا: جملہ فعلیہ معطوف اول...... وامنوا : جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مبتدا...... ان: حرف مشبہ...... ربک: ذوالحال...... من بعدھا : ظرف مستقر حال،ملکر اسم...... لام: تاکیدیہ...... غفور: خبر اول......رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح وفی نسختھا ھدی ورحمۃ للذین ھم لربھم یرھبون﴾.

و: مستانفہ......سکت عن موسی الغضب: فعل وظرف لغو وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... اخذ: فعل بافاعل ،الالواح: ذوالحال...... و: حالیہ...... فی نسختھا: ظرف مستقر خبر مقدم......ھدی ورحمۃ: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر موصوف...... لام: جار......الذین: موصول...... ھم: مبتدا......لربھم یرھبون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا﴾.

و: مستانفہ...... اختار موسی قومہ: فعل وفاعل ومفعول...... وسبعین: ممیز......رجلا: تمیز ملکر ذوالحال،لمیقاتنا: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما اخذتھم الرجفۃ قال رب لو شئت اھلکتھم من قبل وایای﴾.

ف: عاطفہ...... لام: شرطیہ......اخذتھم الرجفۃ: جملہ فعلیہ شرط...... قال: قول......رب: جملہ ندائیہ...... لو: شرطیہ...... شئت : جملہ فعلیہ ہوکر شرط،اھلکت: فعل بافاعل......ھم: معطوف علیہ......و: عاطفہ، ایای: معطوف،ملکر مفعول......من قبل : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اتھلکنا بما فعل السفھاء منا﴾.

ہمزہ: حرف استفہام......تہلکنا: فعل بافاعل ومفعول...... ب: جار......ما: موصولہ......فعل السفہاء منا: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھی الا فتنتک تضل بھا من تشاءِ وتھدی من تشاء﴾۔

ان: نافیہ......ھی: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... فتنہ: مضاف......ک: ضمیر ذوالحال......تضل بھا: فعل بافاعل وظرف لغو......من یشاء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... تھدی من تشاء: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انت ولینا فاغفرلنا وارحمنا وانتَ خیر الغفرین﴾۔

انت: مبتدا......ولینا: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ...... اغفرلنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وارحمنا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: مستانفہ......انت: مبتدا...... خیر الغفرین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ انا ھدنا الیک﴾۔

و: عاطفہ...... اکتب لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو...... فی ھذہ الدنیا: جارمجرور،ملکر معطوف علیہ......وفی الاخرۃ: جارمجرور،ملکر معطوف،ملکر ظرف مستقر حال...... حسنۃ: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... ھدناالیک: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء﴾۔

قال: قول......عذابی: مبتدا......اصیب بہ: فعل بافاعل وظرف لغو......من اشاء: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... رحمتی: مبتدا...... وسعت کل شیء: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکاۃ والذین ھم بایتنا یومنون﴾۔

ف: مستانفہ......ساکتبھا: فعل بافاعل ومفعول......لام: جار......الذین: موصول......یتقون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ...... یوتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......الذین: موصول......ھم بایتنایومنون: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یتبعون الرسول النبی الامی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھھم

عن المنکر﴾.

الذین: موصول......یتبعون: فعل با فاعل......الرسول: موصوف......النبی: صفت اول ......الامی: صفت ثانی ،الذی : موصول......یجدونہ: فعل با فاعل ومفعول......مکتوبا : اسم مفعول با نائب الفاعل......عندھم: ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر ذوالحال......فی التوراۃ والانجیل: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر صفت ثالث،ملکر ذوالحال ،یامرھم بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ینھھم عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر ماقبل......"الذین ھم بایتنا یومنون" سے بدل ہے۔

﴿ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم﴾.

و: عاطفہ...... یحل لھم الطیبت: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل...... "یامرھم" پر معطوف ثالث......، و: عاطفہ...... یضع عنھم: فعل با فاعل وظرف لغو......اصرھم: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الاغلل: موصوف ......التی کانت علیھم: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یامرھم" پر معطوف رابع۔

﴿فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون﴾.

ف: مستانفہ...... الذین: موصول......امنوا بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وعزروہ: جملہ فعلیہ معطوف اول...... ونصروہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ......اتبعوا: فعل با فاعل......النور: موصوف...... الذی انزل معہ: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،اولئک ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح و توضیح و اغراض﴾

توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے!

ا......علامہ خازن فرماتے ہیں کہ جو شخص بُرے اعمال کرے اور ہر چھوٹا اور بڑا گناہ حتی کہ کفر بھی اختیار کرے، اور پھر ان بُرے اعمال کے کرنے کے بعد اللہ عزوجل کی جانب رجوع کرے اور اللہ عزوجل کی تصدیق کرے کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔اللہ عزوجل نے آگے مزید فرمایا "اے محمد یا اے توبہ کرنے والے انسان! بیشک تمہارا رب عزوجل تمہارے توبہ کرنے کے بعد گناہوں کو بخشنے والا ہے اور توبہ کرنے والے پر رحم فرماتا ہے"، اور اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ چھوٹے اور بڑے گناہ توبہ کرنے کے معاملے میں مشترک ہیں اور اللہ عزوجل تمام گناہوں کو اپنے فضل ورحمت سے معاف فرماتا ہے اور اس آیت میں تقدیر کلام یہ ہے کہ بندہ تمام گناہوں سمیت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو اور توبہ کرے اور توبہ کرنے میں اخلاص پیدا کرے کہ اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو معاف فرمادیگا اور اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور یہ مذنبین (گناہ گاروں) اور تائبین (توبہ کرنے والے) کے لئے عظیم بشارت ہے۔(الخازن،ج۲،ص۲۵۳)

توریت میں ہدایت اور رحمت ہے!

۲......حضرت موسیٰ علیہ السلام طبعاً غصے والے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام نرم مزاج، اسی وجہ سے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت ہارون علیہ السلام کو محبوب رکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غضب میں تختیاں زمین پر ڈالیں تو ٹوٹ گئیں، پھر ان میں سے چھ اٹھالی گئیں اور ایک باقی رہی، ہر چیز کی تفصیل ان چھ تختیوں میں تھی جو کہ اٹھالی گئیں اور ایک جو باقی رہی اس میں ہدایت اور رحمت ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۶۰۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لوگوں کو طور پر لے جانا اور ان کا اللہ عزوجل کے دیدار کی خواہش کرنا وغیرہ کے بارے میں ہم سورہ البقرۃ میں کلام کرچکے ہیں لہٰذا ہم دوبارہ یہاں اس بحث کو ذکر نہیں کرتے۔

ہدایت اور گمراہی اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے:

۳......یعنی گمراہ لوگوں کی گمراہی کے سبب تو جسے چاہے گمراہ کرے کہ وہ حد سے بڑھے یا گمان کی پیروی کرے یا اس جیسے دیگر گناہوں کا ارتکاب کرے، اور جسے چاہے ہدایت دے کہ اس کا ایمان (فتنے کے باوجود) قوی ہو، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے رجفۃ (زلزلہ) کے ذریعے عذاب پہنچائے اور جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے اس عذاب کو پھیر دے، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے فتنے پر ترک صبر اور ثواب کے حصول اور جنت کے دخول کے لیے اپنی رضا کو ترک کرنے کے ذریعے گمراہ کرے اور جس کے لئے چاہے اپنی رضا اور صبر کی دولت عطا کر کے ہدایت عطا فرمائے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص۱۰۱)

نوٹ: ہاتھ سے مراد قدرت الٰہی ہے۔

رحمت الٰہی کا آسرا:

۴......کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:۱۵۶)﴾ نازل ہوئی تو ابلیس خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میں اللہ کی رحمت میں داخل ہو گیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۹۳)

غور کرنے کی بات ہے کہ ابلیس جو کہ قطعی جہنمی ہے۔ اس کے جہنمی ہونے پر قرآن میں جابجا بیان موجود ہے لیکن پھر بھی وہ اللہ عزوجل کی رحمت پر امید لگائے بیٹھا ہے حالانکہ امید لگانا اس بدبخت کے حق میں بے سود ہے۔ ہم اہل ایمان ہیں اگرچہ لاکھ گناہ گار ہی سہی مگر اس کی رحمت بہت وسیع ہے، ہمیں اللہ عزوجل کی رحمت پر کتنا بھروسہ ہونا چاہیے؟ قرآن خود فرماتا ہے ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:۵۳)﴾ اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے فرمایا: "سبقت رحمتی علی غضبی یعنی میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے"۔

بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے:

۵......ہم جاننا چاہیں گے کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ لہذا اپنے موضوع پر مستقل بحث شروع کرنے سے پہلے ہم نبی اور رسول میں بنیادی فرق کو واضح کر دینا چاہیں گے علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ والرسول هو انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الاحكام وقد يشترط فيه الكتاب بخلاف النبى فانه اعم یعنی رسول وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل نے احکام کی تبلیغ کے لئے مخلوق کی جانب بھیجا ہو اور بسا اوقات اس میں کتاب کی شرط لگائی جاتی ہے بخلاف نبی کے، کہ وہ عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ (شرح عقائد، ص ۱۷)

صاحب کشاف کی تعریف سے لفظ نبی اور رسول میں یہ فرق سمجھ میں آتا ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جسے ایک خاص کتاب سے نوازا گیا ہو اور نبی عام ہوتا ہے (یعنی اس کے پاس کتاب کا ہونا ضروری نہیں) لیکن "کشف" میں اس تعریف پر تعقب کیا گیا ہے کہ اکثر رسولوں کے پاس مستقل کتاب نہیں تھی جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور کتنے ہی اور، پھر فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی وہ انسان ہوتا ہے جو اللہ عزوجل کی ذات وصفات کی بغیر کسی بشر کے واسطے خبر دے اور ان امور کی بھی خبر دے جنہیں محض عقل سے نہیں جانا جا سکتا اور رسول سے مراد وہ ذات ہے جو ان اوصاف کے علاوہ ان کی اصلاح پر بھی مامور ہو جن کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہو۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ١٠٦)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فرق مناسب نہیں ہے بلکہ فرق یہ ہونا چاہیے رسول کے پاس کتاب ہونا ضروری ہے خواہ کتاب جدید ہو یا کسی سابق رسول کی کتاب ہو، دوسرا فرق یہ ہے کہ رسول عام ہے وہ فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی اس کے برخلاف نبی صرف انسان ہی ہوتا ہے، تیسرا فرق یہ ہے کہ رسول کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پر فرشتہ وحی لائے اور نبی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے یہ جائز ہے کہ اسکے دل پر وحی کی جائے یا خواب میں اس پر وحی کی جائے۔ (تبیان القرآن، ج٤، ص٣٥٦)

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ النبى معناه المخبر من أنبأ ينبىء وقيل هو بمعنى الرفيع مأخوذ من النبوة وهو المكان المرتفع یعنی نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا یہ انباء ینبیء سے مشتق ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ رفیع یعنی بلند رتبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور النبوۃ سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد بلند جگہ ہے۔ (الخازن، ج١، ص٤٩)

دیگر مفسرین نے بھی یہی معنی لکھے ہیں ہم نے یہاں کچھ حوالے ذکر کر دیئے ہیں۔ ہم یہاں اُمی کی مختصر بحث کریں گے اس لئے کہ ہم اول جلد میں نبی کے موضوع پر کلام کر چکے ہیں چنانچہ شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ اُمی اسے کہتے ہیں جو قرأت (پڑھنا) اور لکھنا نہ جانے۔ (التعریفات، ص ٤١)

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب یعنی ہم ایک اُمی امت ہیں جو نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ حساب کر سکتے ہیں"۔ محققین نے لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا انکے بڑے معجزات میں سے ہے اور اس

بات کا بھی بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک ایسی کتاب لائے ہیں جس کی فصاحت و بلاغت نے مخلوق کو عاجز کر دیا ہے۔اور آپ ﷺ رات دن اس پاک کتاب کو لوگوں پر بغیر کسی زیادتی ،نقصان اور ردوبدل کے پڑھتے تھے اور یہ (پڑھنا) آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل ہے اوراس سے مراد اللہ ﷻ کا یہ فرمان ﴿سنقرئک فلا تنسی﴾ ہے۔ایک قول مفسرین نے یہ بھی کیا ہے کہ اگر سید عالم نورِ مجسم ﷺ کتابت وغیرہ جانتے (مطلب یہ کہ حضور پرنور ﷺ تو سب کچھ جانتے ہیں یہاں بات حضور کے امی ہونے کے حوالے سے ہورہی ہے) تو پھر حضور سید عالم نبی محتشم ﷺ ایسا مبارک کلام لاتے جس میں تہمت وغیرہ کا احتمال ہوتا کہ انہوں نے اپنی جانب سے لکھ لیا ہے اور کہیں اور سے منقول کیا ہے اور پھر جب کہ آپ ﷺ امی ہوں اور پھر ایسا عظیم قرآن لائیں جس میں اولین وآخرین کا علم ہو اور غیبی خبریں بھی مذکور ہوں تو یہ پڑھنا آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل بنتا ہے۔اور اسی طرح کتابت کرنا انسان کو علم کے حصول کی جانب مشغول ہونے کو متعین کرتا ہے پھر سید عالم ﷺ کا ایسی مبارک شریعت اور آداب حسنہ کے ساتھ ہی علوم کثیرہ اور حقائق دقیقہ بغیر کسی کتاب کے مطالعے اور کسی جانب مشغول ہونے کے لانا آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۵۷)

☆......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ''جمعرات کا دن کیسا تھا؟ وہ جمعرات کا دن! پھر وہ رونے لگے حتی کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے بھیگ گئے'' پس میں نے کہا اے ابن عباس! ''جمعرات کے دن میں کیا بات ہے''؟ انہوں نے کہا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا درد زیادہ ہو گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا، ''میرے پاس (کاغذ اور قلم) لاؤ، میں تمہیں ایک ایسا مکتوب لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے''، پس صحابہ کرام میں اختلاف ہوا اور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاس اختلاف نہیں ہونا چاہئے تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ ﷺ بیماری میں کچھ کہہ رہے ہیں؟ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، رقم: ۴۴۳۱، ص۷۵٤)

نبی آخرالزمان کے بارے میں بشارتیں:

ے......یعنی نبی پاک ﷺ کے نام واوصاف جنہیں وہ اپنے پاس لکھا ہوا پائیں کہ نبی پاک ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی، آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہ فرماتے اور یہ بات ان کے عظیم اخلاق اور اوصاف کی وجہ تھی۔ خمیس نے تاریخ میں لکھا ہے کہ توریت میں لفظ محمد سریانی زبان میں اَلْمُنْحَمِنَا لکھا ہوا ہے میم کی ضمہ، نون کے ساکن، حاء کی فتح دوسری میم کی کسرہ اور آخری نون کی تشدید اور اسکے بعد الف کے ساتھ مذکور ہے اور اس کا معنیٰ محمد ہے۔حسن نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا نام اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے اور اہل دوزخ کے نزدیک عبد الجبار، اہل عرش کے نزدیک عبد المجید، تمام ملائکہ کے نزدیک عبد الحمید، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے نزدیک عبدالوھاب، شیاطین کے نزدیک عبدالقاھر، جنات کے نزدیک عبدالرحیم، پہاڑوں میں آپ ﷺ کا نام عبدالخالق، دریاؤں میں عبدالقادر، سمندروں میں

عبدالمھیمن ،شیروں میں عبدالغیاث، وحشیوں میں عبدالرزاق، تورات میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب ، مصحف میں عاقب، زبور میں فاروق، اور اللہ عزوجل کے حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام طٰہٰ اور محمد ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۹۳)

نبی کیا کچھ نہیں کرسکتا؟

ے..... اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جو غلامی کرے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا (جو انکی شریعت میں حرام تھیں جیسے اونٹ کے گوشت، گائے بکری اور بھیڑ کی چربیاں وغیرہ) اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا (مردار وغیرہ جیسے خون اور خنزیر کا گوشت) اور ان پر سے وہ بوجھ (یہاں بوجھ سے مراد وہ عہد و پیان ہیں جو نبی اسرائیل سے توریت میں موجود احکام پر عمل کرنے کے حوالے سے لئے گئے تھے) اور گلے کے پھندے (لوہے کے طوق جو ان کے گلے میں پڑے ہیں) جو ان پر تھے اتارے گا۔ (الجمل، ج۳، ص۱۲٤)

یہاں ایک ایمان افروز نکتہ ذکر کرتا ہوں اور یہ محبت کی بات بھی ہے جو کہ اہل محبت کے لئے ایمان میں تازگی کا سبب بنے گی اور وہ بات یہ ہے کہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے اور عبادت بھی اللہ عزوجل ہی کی ہوتی ہے اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم اس دین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کروں گا اور خبیث اشیاء کو حرام کروں گا بلکہ فرمایا کہ جس طرح یہ نبی تمہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اسی طرح یہی نبی تمہارے لئے پاکیزہ اشیاء کو حلال اور غیر پاکیزہ کو حرام فرمائے گا ، گویا اللہ عزوجل یہ چاہتا ہے کہ شان میرے اس شان والے نبی کی ظاہر ہو جو کہ میرا محبوب بھی ہے اور میری جانب سے بھیجا ہوا پیغمبر بھی ، یہاں سے ان لوگوں کی باطنی گندگی بھی دور ہو جانی چاہیے جو نبی کو مجبور محض سمجھتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی اللہ عزوجل معاذ اللہ عزوجل محتاج ہے کہ ان باتوں کی نسبت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرے بلکہ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی چاہتا ہے اسی لئے ایسا مبارک فرمان ان کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا۔

بنی اسرائیل کے گلے کے پھندے:

۸..... اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی کہ یہ نبی کی شان ہے کہ اگر بنی اسرائیل ان پر ایمان لے آئیں تو یہ نبی ان کے گلے کے پھندے اتار دے گا۔ مذکورہ آیت میں گلے کے پھندے سے مراد بنی اسرائیل کی وہ دینی اور شرعی مشکلات تھیں جو ان پر شدید بوجھ بنی ہوئی تھیں مثلاً توبہ کے ضمن میں جان کو ہلاک کرنا، خطا کرنے والے عضو کو کاٹنا، بدن اور کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اسے کاٹنا، قتل کی صورت میں قصاص اور دیت کا متعین ہونا، ہفتے کے دن شکار وغیرہ سے اجتناب کرنا، کنائس کے علاوہ کسی اور جگہ پر نماز ادا نہ کرسکنا وغیرہ شدائد جو بنی اسرائیل کی شریعت میں ان پر بوجھ کی طرح تھے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۲٤)

توبہ کی مختلف صورت!

۹......بچھڑے کی پوجا کرنے کے سلسلے میں جو غضب بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ان کی توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ (البقرۃ:۵۴)﴾ جہاں تک ذلت کا تعلق ہے تو اس کے بعد انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۳۰۸)

حضور ﷺ کا ادب کرنا رکن ایمان ہے!

۱۰......اہل ایمان کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعمال سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ حضور ﷺ کا ادب کرنا یہ ایمان کا رکن ہے، وہ بشر ضرور ہیں مگر ہم جیسے نہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کی تعظیم و توقیر میں کہاں کمی چھوڑی؟ کئی واقعات ایسے ہیں کہ جن میں حضور ﷺ کی سواری مبارک کی تعظیم کا درس ملتا ہے، کہیں حضور ﷺ کے بول و براز اور خون مبارک کی برکتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پائیں اور ان کی بھی تعظیم کر کے جنت کی خوشخبریاں دنیا میں حاصل کیں۔ آیت مبارکہ میں بھی اللہ ﷻ نے یہی سبق دیا ہے کہ جو نبی (ﷺ) پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان پر اترا تو وہی مراد کو پہنچے۔ اس آیت قرآنی کے ضمن میں ہم حضور ﷺ کی تعظیم کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات اور آپ ﷺ کی بے ادبی کرنے پر موجود وعیدوں کو ذکر کرتے ہیں تا کہ اس موضوع کو صحیح معنوں میں سمجھا جا سکے، حضور ﷺ اگر چہ بظاہر دیکھنے میں ہماری مثل ہیں لیکن ان کی شان بڑی اعلیٰ ہے جبھی تو اللہ ﷻ نے قرآن پر عمل کرنے کا درس بعد میں دیا پہلے اپنے نبی کی تعظیم کا حکم دیا مولانا روم فرماتے ہیں: کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گر چہ ماند در نوشتن شیر و شیر

یعنی اے عزیز! پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کر، شیر اگر چہ لکھنے میں شیر (دودھ) کی مانند ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

☆......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں سید عالم ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا تو لب مبارک بھی زخمی ہوا جس سے خون بہنے لگا، حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں) نے دیکھ کر آپ ﷺ کے مبارک ہونٹ کو اپنے منہ میں لیکر دبانا شروع کر دیا اور اتنا دبایا کہ وہ جگہ سفید ہو گئی اور خون نکلنا بند ہو گیا، جب وہ حضور ﷺ کے مبارک ہونٹ کو چوس رہے تھے اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے سنان! اسے پھینک دو'' تو انہوں نے کہا واللہ! میں آپ ﷺ کے خون مبارک کو زمین میں پر نہ پھینکوں گا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خون نگل لیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ''من مس دمی لم تصبه وفی روایة لم تمسه النار یعنی تم میں سے جسے بھی میرا خون چھو جائے اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی''۔

☆......ابن سعد فرماتے ہیں کہ لو وقع منه شئ علی الارض ،لنزل علیهم العذاب من السماء یعنی اگر حضور پر نور ﷺ کے خون مبارک میں سے کچھ بھی حصہ زمین پر گرتا تو اللہ ﷻ اہل احد پر آسمان سے عذاب نازل فرما دیتا۔

ینابیع میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ نے خون مبارک کے قطرات کو آسمان کی جانب بلند فرمادیا، ینابیع کہتے ہیں کہ لو وقع منها شیء علی الارض لم ینبت علیها نبات یعنی ان خون مبارک کے قطرات میں سے کوئی بھی قطرہ زمین پر گرتا تو وہاں پر سبزہ نہ اگتا۔ (شرح زرقانی علی المواهب ،کتاب المغازی، ج۲،ص ٤٢٦، سبل الهدی والرشاد، کتاب المغازی، ج٤،ص ٢٠٠)۔

☆......بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید عالم ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا، میں اٹھی اور اسے پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ میں پیاسی تھی صبح کو حضور ﷺ کے پوچھنے پر جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی ہوں تو آپ ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نواجذ ظاہر ہونے لگے اور فرمایا 'اما إنک لا یفجع بطنک بعده أبدا یعنی آج کے بعد تجھے پیٹ میں کبھی بھی درد نہ ہوگا''۔ (مستدرك للحاكم، باب ذكر ام ايمن، رقم:٧٠١٣، ج،ص)

☆......اسی طرح برکت نامی ایک کنیز جو کہ ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہمراہ حبشہ سے آئی ہوئی تھیں، انہوں نے سید عالم ﷺ کا بول مبارک پی لیا تھا (جو کہ پاکیزہ تھا جس میں نہ تو بو تھی اور نہ ہی اس کا ذائقہ متغیر تھا) جس پر حضور ﷺ نے انہیں بشارت دی'' تو نے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچالیا''، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ولم یامر واحدامنهم بغسل فم و لانهاه عن عوده یعنی حضور نے ان دونوں خواتین سے یہ نہ کہا کہ اپنے منہوں کو دھو اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنا۔ (نسيم الرياض ،فصل :في نظافة جسمه، ج٢، ص ٣١)۔

☆......مسور بن مخرمہ اور مروان سے روایت کردہ طویل حدیث میں ہے کہ عروہ نے نبی پاک ﷺ کے اصحاب کو بغور ملاحظہ فرمایا اس نے کہا کہ بخدا محمد ﷺ جب تھوکتے تھے تو کوئی نہ کوئی صحابی اپنا ہاتھ آگے کر دیتا، پھر اس لعاب کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا اور جب آپ ﷺ کسی کام کا حکم دیتے تو سب ہی اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ،جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو لینے کیلئے اس طرح جھپٹ پڑتے کہ لگتا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے ،اور جب آپ ﷺ بات کرتے تو سارے ہی خاموش ہو جاتے آپ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کو گھور کر نہیں دیکھتے، جب عروہ بن مسعود کفار قریش کی جانب گئے تو کہا اے میری قوم خدا کی قسم! میں کئی بادشاہوں قیصر و کسری اور نجاشی کے دربار میں وفود لے کر گیا ہوں اور میں نے کسی با. ہ کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی انکے اصحاب کرتے ہیں، جب یہ تھوکتے ہیں تو کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا ہے، جب کسی کام کو کہیں تو صحابہ اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں تو ایک دوسرے پر بچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں ،جب بات کریں تو سارے ہی خاموش ہو کر سماعت کرتے ہیں تم ان کا مقابلہ ہرگز نہ کرسکو گے۔

(صحيح البخاري، كتاب الشروط، باب الشروط، رقم:٢٧٣١، ٢٧٣٢، ص ٤٤٧)

یہاں تک ہم نے حضور پرنور ﷺ کی تعظیم کے بارے میں بیان فرمادیا، اب لگے ہاتھوں یہ بھی جان لیا جائے کہ حضور ﷺ

کی ادنی سی گستاخی انسان کو کفر تک پہنچا سکتی ہے، تاہم فقہائے کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی علامہ ابن عابدین معروف علامہ شامی فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے، بہرحال اللہ عزوجل کی جناب میں (یعنی آخرت میں) اس کی توبہ مقبول ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں جو شخص اپنے قول کے ذریعے مقام رسالت مآب ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے یا اپنے فعل کے ذریعے ایسا کرے کہ اسے نبی ﷺ سے دلی بغض ہو، ایسے شخص کو بطور حد قتل کیا جائے گا جیسا کہ اسکی تصریح گزر چکی ہے۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦ ص ٣٧٠، ٣٧١)

ہمارے اسلاف حضور ﷺ کے مبارک فرامین کا بھی بے حد احترام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم اسی ضمن میں چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سید عالم ﷺ کا ذکر خیر ہوتا تو ان کا رنگ شدت خوف کے باعث متغیر ہو جاتا اور شدت خشوع کی وجہ سے جھک جاتے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر بمشکل بیٹھ پاتے، جب ان سے اس کیفیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ اگر تم ہمارے اسلاف کے خشوع کی وہ کیفیت دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی ہے تو میری اس حالت پر ضرور گواہی دیتے۔

حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن المنکدر رجو کہ اپنے دور کے سید القراء تھے، ہم ان سے جب بھی کسی حدیث کے بارے میں دریافت فرماتے تو وہ رونے لگتے یہاں تک کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا، آپ بہت زیادہ خوش طبعی کرنے والے اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب ان کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر وضو کے حدیث پاک بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا وہ ہمیں حدیث بیان کر رہے تھے انہیں بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا جس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زرد پڑ گیا لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی حدیث منقطع نہیں کی، جب مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے وجہ دریافت کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سولہ مرتبہ بچھو نے ڈنک مارا اور میں صبر کرتا رہا اور میرا صبر صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے احترام کی وجہ سے تھا۔ (نسيم الرياض شرح قاضي عياض، فصل: في تعظم النبي بعد موته، ج ٤، ص ٤٨٧ وغيره ملتقطاً ملخصاً)

آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جو اس نبی پر ایمان لائے ان کی تعظیم کرے اور انہیں مدد دیں اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اترا، متذکرہ آیت مبارکہ کے ترجمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ کی تعظیم کو قرآن پر عمل کرنے سے مقدم رکھا گیا، اس سے بھی حضور ﷺ کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ اگر حضور ہی نہ ہوتے تو قرآن کیسے ملتا؟ سب کچھ حضور ﷺ کی برکتوں سے ہی ملتا ہے اور ان کی تعظیم ہی میں فلاح و کامرانی ہے۔

☆......☆الھـــا: ان کی تعداد چھ لاکھ آٹھ ہزار تھی اور باقی بارہ ہزار وہ تھے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہ کی تھی، اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا عبور کرنے والوں کی کل تعداد چھ لاکھ بیس ہزار تھی۔ رجعوا عنھا: یعنی گناہوں سے توبہ کرے، اس میں سے ایک گناہ بچھڑے کی پرستش کرنا بھی ہے۔ فی الدنیا: یعنی کوئی مسلمان، کافر، فرمانبردار، نافرمان ایسا نہیں جو رحمت (الٰہی) میں الٹ پلٹ نہ ہوتا ہو۔ وھم غیر الذین سالوا الرویة: وہ لوگ مراد ہیں جو متذکرہ بالا میعاد کے حوالے سے شامل نہ تھے بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حصول تورات کے لئے ساتھ گئے تھے اور جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب عزوجل کا مکالمہ سنا تو کہا ﴿ارنا اللہ جھرة......﴾، تو انہیں کڑک نے آلیا۔ حسنة: سے مراد جنت ہے۔

مماحرم فی شرعھم: یعنی اونٹ کا گوشت، اور بکری، بھیڑ اور گائے کی چربی۔ من المیتة ونحوھا: یعنی خون اور خنزیر کا گوشت۔ کقتل النفس: یعنی قتل کے معاملے میں قصاص متعین کرنا یا دیت کی حرمت، اور ہفتہ کے دن کے شکار، نماز سوائے کنائس کے کہیں نہ ادا کرسکنا، اسی طرح کے دیگر دشوار گزار امور جس کی سابقہ امتیں مکلف بنائی گئیں تھیں، اور ان شدائد کو مجازاً اغلال کہا گیا۔

ای القرآن: قرآن کو نور کہا گیا، جس طرح قرآن معنوی گمراہی سے بچاتا ہے اسی طرح حسی گمراہی سے بھی بچاتا ہے۔

باسمه وصفته: یعنی محمد ﷺ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی، مدینہ منورہ میں ہجرت کریں گے، ہدیہ قبول کرینگے، صدقہ ادا کریں گے، اور یہ اوصاف سید عالم ﷺ کے ہونگے اور یہ اخلاق عظیمہ کے منصب پر فائز ہونگے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۹۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿قُلْ﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْآنِ ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۵۸)﴾ تَرْشُدُوْنَ ﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿يَّهْدُوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ(۱۵۹)﴾ فِي الْحُكْمِ ﴿وَقَطَّعْنٰهُمُ﴾ فَرَّقْنَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ﴿اثْنَتَيْ عَشْرَةَ﴾ حَالٌ ﴿اَسْبَاطًا﴾ بَدَلٌ مِنْهُ اَيْ قَبَائِلَ ﴿اُمَمًا﴾ بَدَلٌ مِمَّا قَبْلَهُ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ﴾ فِي التِّيْهِ ﴿اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ فَضَرَبَهُ ﴿فَانْۢبَجَسَتْ﴾ اِنْفَجَرَتْ ﴿مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ بِعَدَدِ الْاَسْبَاطِ ﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ﴾ سِبْطٍ مِنْهُمْ ﴿مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ﴾ فِي التِّيْهِ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ ﴿وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴾ هُمَا التَّرَنْجَبِيْنُ وَالطَّيْرُ السَّمَانِيْ بِتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ وَالْقَصْرِ وَقُلْنَا لَهُمْ ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ(۱۶۰)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

الْقَرْيَةَ﴾ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ﴿ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا﴾ اَمْرُنَا ﴿ حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ ﴾ اَیْ بَابَ الْقَرْيَةِ ﴿سُجَّدًا ﴾ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ ﴿نَغْفِرْ ﴾ بِالنُّوْنِ وَالتَّاءِ مَبْنِيًا لِلْمَفْعُوْلِ ﴿لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۶۱)﴾ بِالطَّاعَةِ ثَوَابًا ﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِیْ قِيْلَ لَهُمْ﴾ فَقَالُوْا حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَةٍ وَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰی اِسْتَاهِهِمْ ﴿ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا﴾ عَذَابًا ﴿مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (۱۶۲)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (نبی پاک ﷺ سے خطاب ہے) اے لوگوں میں تم سب کی طرف ......۱...... اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں (یعنی قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ (یعنی ہدایت......۲......) پاؤ اور موسیٰ کی قوم ......۳...... سے ایک گروہ (یعنی جماعت) ہے کہ ہدایت دیتے ہیں (لوگوں کو) حق کی اور اسی سے انصاف کرتے ہیں (حکم میں) اور ہم نے بانٹ دیا انہیں (یعنی بنی اسرائیل کو جدا جدا کر دیا) بارہ (عشرۃ حال......۴...... ہے) قبیلے (اسباطا بدل ......۵...... ہے اثنتی عشرۃ سے یعنی قبائل) گروہ گروہ (امما، اسباطا سے بدل ہے) اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا (مقام تیہ میں) کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو (تو انہوں نے عصا مارا) تو پھوٹ نکلے (یعنی بہہ پڑے) اس میں سے بارہ چشمے (یعنی قبیلوں کی گنتی کے برابر) ہر گروہ نے (یعنی ان میں سے ہر قبیلے نے) اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر ابر سایہ بان کیا (مقام تیہ میں سورج کی تمازت سے) اور ان پر من و سلویٰ اتارا (من ترنجبین کی طرح شریں چیز ہے......۶...... اور سلویٰ آسمانی پرندہ ہے من میم کی تخفیف اور قصر کے ساتھ ہے اور ہم نے ان سے کہا) کھاؤ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا برا کرتے ہیں اور (یاد کرو) جب ان سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو (یعنی بیت المقدس میں) اور اس میں جو چاہو کھاؤ اور کہو (ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ) گناہ اترے اور دروازے میں داخل ہو (یعنی بستی کے دروازے میں) سجدہ کرتے ہوئے (یعنی سجدۂ تعظیمی بجالاتے ہوئے......۷......) ہم بخش دیں گے (نغفر نون اور تاء دونوں کے ساتھ مبنی للمفعول ہے) تمہارے گناہ عنقریب نیکوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے (طاعت پر ثواب کرتے ہوئے) تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا (یعنی انہوں نے کہا حبة فی شعرة یعنی بال میں دانہ ہے اور سرین گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے) تو ہم نے ان پر عذاب (رجزا بمعنی عذابا ہے) بھیجا آسمان سے بدلہ ان کے ظلم کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموت والارض لا الٰہ الا ھو یحی ویمیت﴾.

قل: قول،انی : حرف مشبہ واسم ،رسول: صفت مشبہ مضاف ،اللہ: اسم جلالت موصوف،الذی : موصول،لہ ملک السموت والارض: جملہ اسمیہ مبدل منہ،لاالٰہ الاھو: جملہ اسمیہ بدل اول،یحی ویمیت: جملہ معطوف علیہ ومعطوف،ملکر بدل ثانی،ملکر صلہ ملکر صفت،ملکر فاعل،الی :جار کم: ضمیر ذوالحال،جمیعا: حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ،ملکر خبر،ملکر قول،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون﴾.

ف: فصیحہ......امنوا : فعل امر بافاعل......ب: جار،اللہ : معطوف علیہ......و: عاطفہ...... رسولہ: موصوف،النبی: صفت اول......الامی: صفت ثانی......الذی : موصول......یومن باللہ وکلمتہ: جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت ثالث،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و : عاطفہ...... اتبعوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال......لعلکم تھتدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......ۂ: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن قوم موسی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون﴾.

و: مستانفہ...... من قوم موسی: ظرف مستقر خبر مقدم......امۃ: موصوف......یھدون بالحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......بہ یعدلون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنھم اثنتی عشرۃ اسباطا امما﴾.

و : عاطفہ...... قطعنھم: فعل بافاعل ومفعول......اثنتی عشرۃ : مبدل منہ......اسباطا: مبدل منہ،بدل......امما: بدل،ملکر پھر بدل،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوحینا الی موسی اذ استسقہ قومہ ان اضرب بعصاک الحجر﴾.

و: عاطفہ...... اوحیناالی موسی: فعل بافاعل وظرف لغو......اذا: مضاف...... استسقہ قومہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف......، ان: مصدریہ......اضرب بعصاک الحجر: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانبجست منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربھم﴾.

ف: فصیحہ......انبجست منہ: فعل وظرف لغو، اثنتا عشرۃ: ممیّز،عینا: تمییز ،ملکر فاعل،ملکر شرط محذوف "اذاضرب بعصاک الحجر" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ...... قد: تحقیقیہ......علم کل اناس مشربھم: فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وظللنا علیھم الغمام وانزلنا علیھم المن والسلوی﴾.

و: عاطفہ......ظللنا: فعل بافاعل......علیهم: ظرف لغو......الغمام: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......انزلنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... المن والسلوی: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿كلوا من طيبت ما رزقنكم وما ظلمونا ولكن كانوا انفسهم يظلمون﴾.

كلوا: فعل بافاعل......من: جار......طيبت: مضاف......ما رزقنكم: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قلنا" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......و: مستانفہ...... ماظلموا: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ ......لكن: حرف استدراک......كانوا انفسهم يظلمون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل......نا: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذ قيل لهم اسكنوا هذه القرية وكلوا منها حيث شئتم وقولوا حطة﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف......قيل لهم: قول......اسكنوا: فعل بافاعل......هذه القرية: مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ...... كلوا منها: فعل بافاعل وظرف لغو......حيث شئتم: ظرف،ملکر معطوف اول،و: عاطفہ...... قولوا: قول...... حطة: مبتدا محذوف "مسألتنا" کیلئے خبر،ملکر مقولہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،فعل محذوف "اذكر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادخلوا الباب سجدا نغفر لكم خطيئتكم سنزيد المحسنين﴾.

و: عاطفہ......ادخلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... سجدا: حال،ملکر فاعل......الباب: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، نغفر لكم خطيئتكم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے، سنزيد المحسنين: مفعول ملکر جملہ فعلیہ

﴿فبدل الذين ظلموا منهم قولا غير الذى قيل لهم﴾.

ف: عاطفہ...... بدل: فعل......الذين: موصول......ظلموا: فعل واو ضمیر ذوالحال......منهم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر فاعل......قولا: موصوف......غير: مضاف......الذى قيل لهم: مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر مفعول اول "بالذى قيل لهم" ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فارسلنا عليهم رجزا من السماء بما كانوا يظلمون﴾.

ف: عاطفہ......ارسلنا عليهم: فعل بافاعل وظرف لغو......رجزا: موصوف......من السماء: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول......، بما كانو يظلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے!

۱......تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں، یہ آیت مبارکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ پر بین دلیل

ہے کہ آپ ﷺ ساری خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ ﷺ کی امت ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ و سیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھیں، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کر دی گئی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب، رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو عرب، عجم، کالے، گورے، ان کی قوم یا ان کے علاوہ قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سباء: ۲۸)

(عمدۃ القاری، کتاب التیمم، باب، رقم ۳۳۵، ج ۳، ص ۱۹۶)

امام ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: '' وبعثت الی کل احمر و اسود (رواہ مسلم) یعنی میں تمام گورے اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''، کہا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں عجم کے گورے اور عرب کے کالے سب لوگوں کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، ایک قول میں گورے سے مراد انسان اور کالے سے مراد جنات لیا گیا ہے۔

(فتح الباری، کتاب التیمم، باب، رقم ۳۳۵، ج ۱، ص ۵۷۸)

الرشد کی تعریف:

۲.....الرشد، الغی کا مخالف ہے، اور یہ ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ رَشَدَ یَرْشُدُ، وَرَشِدَ یَرْشَدُ۔

(المفردات، ص ۲۰۲)

قوم موسی سے مراد کون ہیں؟

۳.....قوم موسی کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بنی اسرائیل کے وہ لوگ ہیں جو ایمان لے آئے یعنی حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب، ایک قول کے مطابق وہ لوگ مراد ہیں جو دین حق پر قائم رہے اور اس دین حق سے مراد وہ دین ہے جو حضرت موسی علیہ السلام ان کے پاس تحریف اور تبدیل سے قبل لائے اور یہ لوگ اسی دین کی دعوت دیتے تھے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ لوگ تو قلیل تعداد میں تھے اور ''امة'' کا لفظ تو کثیر جماعت پر بولا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ لوگ دین میں خالص ہوئے تو ان کے لئے ''امة'' کا لفظ استعمال کرنا جائز ہوگا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ کَانَ اُمَّةً﴾ (النحل: ۱۲۰) (الجمل، ج ۳، ص ۱۲۶)

حال کا بیان:

۴......حال اس اسم نکرہ کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا(زید سوار ہونے کی حالت میں آیا) میں رَاکِبًا، جس فاعل یا مفعول کی حالت بیان کی جائے، اسے ذوالحال کہتے ہیں جیسے مذکورہ مثال میں زَیْدٌ۔ ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اسے حال سے پہلے لانا چاہیے تاکہ حالت نصبی کی وجہ سے صفت سے التباس نہ ہو جائے جیسے جَاءَ نِیْ رَاکِبًا رَجُلًا (میرے پاس ایک شخص سواری کی حالت میں آیا)۔ کبھی مفرد کی بجائے جملہ خبریہ حال واقع ہو رہا ہوتا ہے جیسے رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ (میں نے امیر کو سواری کی حالت میں دیکھا) اس صورت میں جملے میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو ذوالحال کی جانب لوٹے جیسے مذکورہ جملے میں ہو۔

بدل کا بیان:

۵......بدل، تابع کی قسم سے ہے اور یہ وہ تابع ہے کہ جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی جانب کی جائے اس نسبت سے دراصل یہ خود مراد ہوتا ہے۔ اس کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔ اس کی چار اقسام ہیں۔(۱) بدل الکل: وہ تابع ہے جس کا مدلول وہی ہو جو اس کے متبوع کا مدلول ہو، جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْکَ(آیا زید یعنی تیرا بھائی) میں اَخُوْکَ۔(۲) بدل البعض: وہ تابع ہے کہ جس کا مدلول اس کے متبوع کے مدلول کا جز ہو، جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا رَاْسَہٗ(میں نے زید کے سر کو مارا) میں رَاْسَہٗ۔(۳) بدل الاشتمال: وہ تابع ہے کہ جس کا مدلول متبوع کے مدلول سے ایسا تعلق رکھنے والا ہو جو کل یا جزو کے علاوہ ہو، جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ (زید کا کپڑا چھینا گیا) میں ثَوْبُہٗ۔(۴) بدل الغلط: وہ تابع ہے کہ جس کے مدلول کو غلطی سے ذکر کر دیا گیا ہو اور اسے غلطی کے ازالے کے طور پر لایا گیا ہو، جیسے صَلَّیْتُ الظُّھْرَ الْعَصْرَ (میں نے ظہر...... بلکہ عصر پڑھی) میں الْعَصْرَ۔

بنی اسرائیل پر انعامات کی ایک جھلک:

۶......وہ میٹھی چیز جو آسمان سے برف کی طرح طلوع فجر سے طلوع شمس تک اترتی، ہر انسان ایک صاع لیتا، اور جنوب کی سمت سے چلنے والی ہوا ان پر آسمانی پرندے گزارتی اور ہر شخص اپنی ضرورت کے تحت اس سے حاصل کر لیتا۔ (الجمل، ج۳، ص۱۲۷)

نوٹ: بنی اسرائیل پر اللہ عزوجل کے انعامات جس میں پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا، من و سلوی کا آسمان سے نازل ہونا (جس کا ماقبل ذکر کر دیا)، ایک مخصوص مقدار کے مطابق ہر ایک کا حاصل کر سکنا، ذخیرہ شدہ کا خراب ہو جانا، ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بیت المقدس میں سرین کے بل گھسٹ کر گزرنا وغیرہ کا ذکر ہم نے اول جلد میں سورۃ البقرۃ کے تحت کر دیا ہے یہاں ہم دوبارہ ذکر نہیں کر رہے۔

سجدۂ تعظیمی کا پچھلی شریعتوں میں حکم:

۷......یعنی زمین پر پیشانی رکھ کر کیا جانے والا شرعی سجدہ نہ تھا بلکہ اس سے مراد لغوی سجدہ یعنی سجدۂ انحناء تھا یعنی بنی اسرائیل کو چاہیے کہ وہ جھکنے والی ہیئت اختیار کریں۔ خطیب میں ہے کہ یہ قصہ سورۃ البقرۃ میں بھی اسی طرح گزر گیا لیکن سورۃ البقرۃ

میں موجود آیت اور اس سورۃ کی آیت کے الفاظ کچھ وجوہ کے اعتبار سے مختلف ہیں اول یہ کہ وہاں یعنی سورۃ البقرۃ میں فرمایا تھا ﴿ واذ قلنا ادخلوا هذه القرية ﴾ اور یہاں یعنی سورۃ الاعراف میں فرمایا ﴿اذقیل لهم اسكنوا هذه القرية ﴾ ثانی یہ ہے کہ وہاں فرمایا ﴿فكلوا﴾ ف کے لفظ کے ساتھ، اور یہاں فرمایا ﴿و كلوا ﴾ لفظ واو کے ساتھ، ثالث یہ کہ وہاں فرمایا ﴿رغداً﴾ اور یہاں اس لفظ یا اس کے متباور کا اسقاط کر دیا گیا، رابع یہ ہے کہ وہاں فرمایا ﴿وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة﴾ اور یہاں اس جملے کی تقدیم و تاخیر یعنی ﴿وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً ﴾ فرمایا، خامس یہ کہ وہاں فرمایا ﴿نغفر لكم خطاياكم﴾ اور یہاں فرمایا ﴿نغفرلكم خطيئاتكم ﴾، سادس یہ کہ وہاں فرمایا ﴿وسنزيد المحسنين ﴾ اور یہاں واو کے حذف کرنے کے ساتھ ﴿ سنزيد المحسنين ﴾ فرمایا، سابع یہ کہ وہاں فرمایا ﴿فانزلنا على الذين ظلموا ﴾ اور یہاں فرمایا ﴿فارسلنا عليهم ﴾، ثامن یہ کہ وہاں فرمایا ﴿بما كانوا يفسقون ﴾ اور یہاں فرمایا ﴿بما كانوا يظلمون﴾۔ (الجمل، ج۳، ص۱۲۸)

نوٹ: یہاں ہم طوالت کی بناء پر ان وجوہات کو نہیں بیان کر رہے قارئین چاہیں تو الجمل، جلد۳، صفحہ نمبر ۱۲۸ کا مطالعہ فرمائیں۔

☆......☆الترنجبين: ایک قسم کا میٹھا، جو کہ اُن پر برف کے اُولے کی طرح نازل ہوتا تھا، نزول کا وقت فجر سے لیکر طلوع شمس تک ہوتا تھا اور ہر شخص کے لئے ایک صاع ہوتا تھا۔

والطير السماني: جنوب کی جانب سے آنے والی ہوا آسمانی پرندہ لاتی تھی، اور ہر شخص اس سے اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کرتا تھا۔

بيت المقدس: جس بستی میں بنی اسرائیل کو رہنے کا حکم دیا تھا ایک قول کے مطابق اس سے مراد مقام اریحاء تھا، سورۃ البقرۃ میں اس بارے میں دونوں اقوال ملتے ہیں، پہلے قول کے قائل حضرت موسیٰ ہیں جب وہ مقام تیہ میں تھے اور دوسرے کے قائل حضرت یوشع بن نون ہیں، اور یہ قول بھی قابل اعتماد ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں گزرا۔ سجود الانحناء: مراد لغوی سجدہ ہے، جو کہ رکوع والی ہیئت پر ہوتا ہے۔ فقالوا حبه فى شعرة: سورۃ البقرۃ میں اس کا بیان موجود ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۹۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَاسْئَلْهُمْ ﴾ یَامُحَمَّدُ تَوْبِیخًا ﴿عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ﴾ مُجَاوِرَةَ بَحْرِ الْقُلْزَمِ وَهِيَ اَيْلَةُ مَاوَقَعَ بِاَهْلِهَا ﴿ اِذْ يَعْدُوْنَ ﴾ يَعْتَدُوْنَ ﴿فِي السَّبْتِ﴾ بِصَيْدِ السَّمَكِ الْمَاْمُوْرِيْنَ بِتَرْكِهِ فِيْهِ ﴿ اِذْ ﴾ ظَرْفٌ لِيَعْدُوْنَ ﴿تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا ﴾ ظَاهِرَةً عَلَى الْمَاءِ ﴿وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ﴾ لَا يُعَظِّمُوْنَ السَّبْتَ اَيْ سَائِرَ الْاَيَّامِ ﴿ لَا تَاْتِيْهِمْ ﴾ اِبْتِلَاءً مِّنَ اللّٰهِ ﴿كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۱۶۳)﴾ وَلَمَّا اصَادُوا السَّمَكَ اِفْتَرَقَتِ الْقَرْيَةُ اَثْلَاثًا ثُلُثٌ صَادُوْا مَعَهُمْ وَثُلُثٌ نَهَوْهُمْ وَثُلُثٌ اَمْسَكُوْا عَنِ الصَّيْدِ وَالنَّهْيِ ﴿وَاِذْ﴾ عَطْفٌ عَلَى اِذْ قَبْلَهُ ﴿ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ﴾ لَمْ تَصِدْ وَلَمْ تَنْهَ لِمَنْ نَهٰى ﴿ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ

مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا قَالُوۡا﴾ مَوۡعِظَتُنَا ﴿مَعۡذِرَةً ﴾ نَعۡتَذِرُ بِهَا ﴿اِلٰى رَبِّكُمۡ﴾ لِئَلَّا نُنۡسَبَ اِلَى
تَقۡصِيۡرٍ فِيۡ تَرۡكِ النَّهۡيِ ﴿ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ(۱۶۴)﴾ اَلصَّيۡدَ ﴿فَلَمَّا نَسُوۡا﴾ تَرَكُوۡا ﴿ مَا ذُكِّرُوۡا ﴾ مَاوُعِظُوۡا
﴿بِهٖ﴾ فَلَمۡ يَرۡجِعُوۡا ﴿ اَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا﴾ بِالۡاِعۡتِدَاءِ ﴿ بِعَذَابٍۭ بَئِيۡسٍ
﴾ شَدِيۡدٍ ﴿بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ(۱۶۵)﴾ ﴿فَلَمَّا عَتَوۡا﴾ تَكَبَّرُوۡا ﴿ عَنۡ ﴾ تَرۡكِ ﴿مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ
كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِئِيۡنَ(۱۶۶)﴾ صَاغِرِيۡنَ فَكَانُوۡهَا ، وَهٰذَا تَفۡصِيۡلٌ لِمَا قَبۡلَهٗ قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ مَا اَدۡرِيۡ مَا فُعِلَ
بِالۡفِرۡقَةِ السَّاكِتَةِ؟ وَقَالَ عِكۡرِمَةُ لَمۡ تَهۡلِكۡ لِاَنَّهَا كَرِهَتۡ مَا فَعَلُوۡهُ وَقَالَتۡ (لِمَ تَعِظُوۡنَ)؟ الخ وَرَوَى
الۡحَاكِمُ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَجَعَ اِلَيۡهِ وَاَعۡجَبَهٗ ﴿وَاِذۡ تَاَذَّنَ﴾ اَعۡلَمَ ﴿ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ ﴾ اَيِ الۡيَهُوۡدِ
﴿اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ﴾ بِالذُّلِّ وَاَخۡذِ الۡجِزۡيَةِ فَبَعَثَ عَلَيۡهِمۡ سُلَيۡمَانَ وَبَعۡدَهٗ بُخۡتَ
نَصَّرَ فَقَتَلَهُمۡ وَسَبَاهُمۡ وَضَرَبَ عَلَيۡهِمُ الۡجِزۡيَةَ فَكَانُوۡا يُؤَدُّوۡنَهَا اِلَى الۡمَجُوۡسِ اِلٰى اَنۡ بُعِثَ نَبِيُّنَا ﷺ
فَضَرَبَهَا عَلَيۡهِمۡ ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ﴾ لِمَنۡ عَصَاهُ ﴿ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ﴾ لِاَهۡلِ طَاعَتِهٖ ﴿ رَّحِيۡمٌ(۱۶۷)﴾
بِهِمۡ ﴿وَقَطَّعۡنٰهُمۡ﴾ فَرَّقۡنَاهُمۡ ﴿ فِي الۡاَرۡضِ اُمَمًا﴾ فِرَقًا ﴿ مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ﴾ نَاسٌ ﴿ دُوۡنَ ذٰلِكَ﴾
اَلۡكُفَّارُ وَالۡفَاسِقُوۡنَ ﴿ وَبَلَوۡنٰهُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ﴾ بِالنِّعَمِ ﴿ وَالسَّيِّاٰتِ﴾ بِالنِّقَمِ ﴿ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ(۱۶۸)﴾ عَنۡ
فِسۡقِهِمۡ ﴿ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ﴾ اَلتَّوۡرَاةَ عَنۡ آبَائِهِمۡ ﴿ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى﴾
اَيۡ حُطَامَ هٰذَا الشَّيۡءِ الدَّنِيِّ اَيِ الدُّنۡيَا مِنۡ حَلَالٍ وَحَرَامٍ ﴿ وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا﴾ مَافَعَلۡنَاهُ ﴿ وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ
عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ ﴾ اَلۡجُمۡلَةُ حَالٌ ، اَيۡ يَرۡجُوۡنَ الۡمَغۡفِرَةَ وَهُمۡ عَائِدُوۡنَ اِلٰى مَا فَعَلُوۡهُ مُصِرُّوۡنَ عَلَيۡهِ ،
وَلَيۡسَ فِي التَّوۡرَاةِ وَعۡدُ الۡمَغۡفِرَةِ مَعَ الۡاِصۡرَارِ ﴿اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ﴾ اِسۡتِفۡهَامُ تَقۡرِيۡرٍ ﴿ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ﴾
اَلۡاِضَافَةُ بِمَعۡنٰى فِيۡ ﴿ اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ وَدَرَسُوۡا﴾ عَطۡفٌ عَلٰى يُؤۡخَذُ قَرَءُوۡا ﴿ مَا فِيۡهِ﴾ فَلِمَ
كَذَبُوۡا عَلَيۡهِ بِنِسۡبَةِ الۡمَغۡفِرَةِ اِلَيۡهِ مَعَ الۡاِصۡرَارِ ﴿ وَالدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ﴾ اَلۡحَرَامَ ﴿ اَفَلَا
تَعۡقِلُوۡنَ(۱۶۹)﴾ بِالۡيَاءِ وَالتَّاءِ اَنَّهَا خَيۡرٌ فَيُؤۡثِرُوۡنَهَا عَلَى الدُّنۡيَا ﴿وَالَّذِيۡنَ يُمَسِّكُوۡنَ ﴾ بِالتَّشۡدِيۡدِ وَالتَّخۡفِيۡفِ
﴿بِالۡكِتٰبِ ﴾ مِنۡهُمۡ ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ كَعَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ سَلَامٍ وَاَصۡحَابِهٖ ﴿اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ
الۡمُصۡلِحِيۡنَ(۱۷۰)﴾ اَلۡجُمۡلَةُ خَبَرُ الَّذِيۡنَ وَفِيۡهِ وَضۡعُ الظَّاهِرِ مَوۡضِعَ الۡمُضۡمَرِ اَيۡ اَجۡرَهُمۡ ﴿ وَ﴾ اذۡكُرۡ ﴿اِذۡ
نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ﴾ رَفَعۡنَاهُ مِنۡ اَصۡلِهٖ ﴿ فَوۡقَهُمۡ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوۡا ﴾ اَيۡقَنُوۡا ﴿اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمۡ﴾ سَاقِطٌ عَلَيۡهِمۡ بِوَعۡدِ

اللّٰهِ اِيَّاهُمْ بِوُقُوْعِهٖ اِنْ لَّمْ يَقْبَلُوْا اَحْكَامَ التَّوْرَاةِ وَكَانُوْا اَبَوْهَا لِثِقْلِهَا فَقَبِلُوْا وَقُلْنَا لَهُمْ ﴿ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ بِجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ ﴿ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ﴾ بِالْعَمَلِ بِهٖ ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۷۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اوران سے حال پوچھو(اے محمد ﷺ سختی کرتے ہوئے) اس بستی کا کہ دریا کے کنارے آباد تھی (یعنی جو بحرقلزم کے کنارے آباد تھی مراد قوم ایلہ......۱...... ہے جو اپنے اہل کے ساتھ آباد تھے) جب وہ حد سے بڑھتے (یعدون بمعنی یعتدون ہے) ہفتہ کے بارے میں (مچھلی کے شکار کے بارے میں جبکہ اس دن میں شکار منع تھا) جب (اذ، یعدون کا ظرف ہے) ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں (یعنی پانی پر ظاہر ہو جاتیں......۲......) اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا (یعنی ہفتہ کے سوا باقی دنوں کی تعظیم کرتے) نہ آتیں (یہ اللہ ﷻ کی طرف سے آزمائش تھی) اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب (یعنی مچھلی کے شکار کے سلسلے میں قبیلے والوں کے تین گروہ ہو گئے تھے چنانچہ تہائی لوگ شکار کرتے تہائی لوگ شکار سے منع کرتے اور تہائی لوگ نہ شکار کرتے نہ منع کرتے) اور جب (اس اذ کا عطف ماقبل اذ پر ہے) ان میں سے ایک گروہ نے کہا (جو شکار نہ کرتے اور شکار سے منع کرنے والوں کو بھی نکیر نہ فرماتے) کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے بولے (ہمارا نصیحت کرنا) معذرت کرنے کیلئے ہے (یعنی ہم اس نصیحت کے ذریعے عذر پیش کریں گے) تمہارے رب کے حضور (یعنی تاکہ ہم نھی عن المنکر ترک کرنے والوں کی طرف نہ منسوب کیے جائیں) اور شاید انہیں ڈر ہو (شکار کرنے سے) پھر جب بھلا (نسوا بمعنی ترکوا ہے) بیٹھے جو نصیحت (ما ذکروا بمعنی ما وعظوا ہے) انہیں ہوئی تھی (اور نصیحت کی طرف نہ لوٹے) ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور پکڑا ظالموں (یعنی دشمنوں) کو برے عذاب (یعنی شدید عذاب) میں بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انہوں نے سرکشی (یعنی تکبر کیا) ممانعت (یعنی چھوڑنے) کے حکم سے ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے (یعنی ذلیل ہو کر چنانچہ ایسے ہی ہو گئے اور فلما عتوا یہ جملہ ماقبل واخذنا الذین کی تفصیل ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ خاموش رہنے والے گروہ کے ساتھ کیا ہوا اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ ہلاک نہ کیے گئے اسلئے کہ وہ شکار کرنے والوں کی حرکتوں کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے لم تعظون ...... الخ ......۳...... اور حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی عکرمہ کی رائے کو پسند کرتے ہوئے اختیار کر لیا ہے) اور جب حکم سنا دیا (تاذن بمعنی اعلم ہے) تمہارے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہوں گا ان پر (یعنی یہود پر) قیامت کے دن تک جو انہیں بری مار چکھائے (یعنی ذلیل کرے اور جزیہ لے چنانچہ اللہ ﷻ نے سلیمان علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے بعد بخت نصر کو جس نے ان کو قتل کیا، قید کیا اور ان پر ٹیکس مقرر کیے جو وہ نبی پاک ﷺ کے زمانے تک مجوسیوں کو ادا کرتے رہے اور نبی پاک ﷺ نے بھی ان پر جزیہ مکرر رکھا) بیشک تمہارا رب ضرور جلد عذاب

دینے والا ہے (اسے جواس کی نافرمانی کرے) اور بیشک وہ بخشنے والا (اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان ہے (ان پر) اور ہم نے بانٹ دیا (یعنی متفرق کردیا) زمین میں گروہ گروہ ان میں کچھ نیک ہیں اور کچھ (لوگ) اور طرح کے (یعنی کفار اور فاسق) اور ہم نے انہیں بھلائیوں (یعنی رحمتوں) اور برائیوں (یعنی سزاؤں) سے آزمایا کہ کہیں وہ (اپنی نافرمانی سے) رجوع لائیں پھران کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے ......۴...... کہ کتاب (یعنی توریت کے، اپنے آباء واجداد کی طرف سے) وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں (یعنی اس دنیا کی حقیر چیز بھی یعنی حلال ہو یا حرام لے لیتے ہیں ......۵......) اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی (یعنی جو ہم نے کیا ہے اس کی وجہ سے) اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں (یہ جملہ حال ہے یعنی مغفرت کی امید رکھتے ہیں اور بُرے کاموں کے عادی ہیں اور اُنہی پر مصر رہتے ہیں اور توریت میں گناہ پر اصرار کرنے والے کی مغفرت کا وعدہ نہیں ہے) کیا نہ لیا گیا (الم میں ہمزہ استفہام تقریری ہے) ان پر کتاب میں عہد (یا اضافت اضافتِ فِیْوِیُ کے معنی میں ہے......۶......) کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق اور انہوں نے پڑھا (درسوا کا عطف یوخذ پر ہے اور درسوا، فوء وا کے معنی میں ہے) جو کچھ اس میں ہے (یعنی پھر کیوں گناہ پر اصرار کرتے ہوئے اسے مغفرت کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں) اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو (یعنی انہیں جو حرام سے پرہیز کرتے ہیں) تو کیا تمہیں عقل نہیں (یعقلون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ ہے اور آخرت بہتر ہے تو چاہیے کہ وہ اسے دنیا پر ترجیح دیں) اور جو مضبوط تھامتے ہیں (یمسکون تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) کتاب کو (ان کتابیوں میں سے) اور انہوں نے (جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب نے) نماز قائم کی ہم نیکوں کا نیک اجر نہیں گنواتے (انا لا نضیع ......الخ، الذین کی خبر ہے اور اس جملے میں ضمیر ظاہر اجرھم کو مضمر کی جگہ لایا گیا ہے یعنی ان کا اجر......۷......) اور (یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ اٹھایا (یعنی ہم نے اسے اس کی اصل سے بلند کیا) ان پر گویا کہ وہ سائبان ہے اور سمجھے (یعنی یقین کرلیا) کہ وہ ان پر گر پڑے گا (یعنی آج کہ دن اللہ ﷻ کا وعدہ ہے اس کے گرنے کا، اگر وہ توریت کے احکام قبول نہ کریں اور وہ دن ان پر سخت تھا تو انہوں نے احکام قبول کیے اور ہم نے ان سے کہا) لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے (جستجو اور کوشش سے) اور یاد کرو جو اس میں ہے (اس پر عمل کرتے ہوئے) کہ کہیں تم پرہیزگار ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿وسئلهم عن القرية التى كانت حاضرة البحر اذ يعدون فى السبت اذ تاتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعا ويوما لا يسبتون لا تاتيهم﴾.

و: عاطفہ......اسئلهم: فعل بافاعل ومفعول......عن: جار......القرية موصوف......التى كانت حاضرة البحر: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......اذ: مضاف......يعدون فى السبت: فعل بافاعل وظرف لغو......اذ: مضاف

،تاتیھم: فعل ومفعول...... حیتانھم: ذوالحال...... شرعا: حال،ملکر فاعل...... یوم سبتھم: ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ...... یوم لایسبتون: ظرف مقدم...... لاتاتیھم: فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف،یعدون اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف، اسئل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نبلوھم بما کانوا یفسقون﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "بلاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... نبلوھم: فعل بافاعل ومفعول......بماکانوا یفسقون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قالت امة منھم لم تعظون قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا﴾۔

و: عاطفہ......اذ: مضاف......قالت امة منھم: جملہ فعلیہ ہوکر قول...... لام: جار......ما: استفہامیہ مجرور،ملکر ظرف لغومقدم......تعظون: فعل بافاعل......قوما: موصوف...... اللہ: مبتدا......مھلکھم: معطوف علیہ......او: عاطفہ......معذبھم: اسم فاعل بافاعل ومفعول......عذاب شدیدا: مفعول ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر مضاف الیہ ظرف ماقبل "اذیعدون" سے بدل واقع ہے۔

﴿قالوا معذرة الی ربکم ولعلھم یتقون﴾۔

قالوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لعلھم یتقون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، معذرة: مصدر بافاعل،الی ربکم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "تعتذر" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون﴾۔

ف: مستانفہ......لما: شرطیہ......نسوا: فعل بافاعل......ماذکروابہ: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، انجینا: فعل بافاعل......الذین: موصول......ینھون عن السوء: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......اخذنا: فعل بافاعل......الذین ظلموا: مفعول......ب: جار......عذاب بئیس: مجرور،ملکر ظرف لغواول ،بماکانوا یفسقون: ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فلما عتوا عن ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردة خسئین﴾۔

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ،عتوا: فعل بافاعل......عن مانھوا عنہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قلنا لھم: قول ،کونوا: فعل ناقص بااسم،قردة: موصوف،خاسئین: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ

﴿واذ تاذن ربک لیبعثن علیهم الی یوم القیمة من یسومهم سوء العذاب﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف......تاذن ربک: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ قائم مقام قسم...... لام: تاکیدیہ......یبعثن علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو......الی یوم القیمة: ظرف لغوثانی...... من: موصولہ......یسومهم سوء العذاب: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک لسریع العقاب وانه لغفور رحیم﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......سریع العقاب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......انه: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......غفور: خبراول......رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنهم فی الارض امما منهم الصلحون ومنهم دون ذلک﴾.

و: عاطفہ......قطعنهم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو......امما: موصوف......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... الصلحون: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......دون ذلک: ظرف مکان متعلق بمحذوف "ناس" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتدا مؤخر "ای منهم ناس دون ذلک" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبلونهم بالحسنت والسیات لعلهم یرجعون﴾.

و: عاطفہ،بلونا: فعل بافاعل......هم: ضمیر ذوالحال......لعلهم یرجعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول......ب: جار ،الحسنات: معطوف علیہ......والسیئات: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتب یاخذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفرلنا﴾.

ف: عاطفہ......خلف: فعل......من بعد هم: ظرف مستقر حال مقدم......خلف: موصوف......ورثوا الکتاب: جملہ فعلیہ صفت اول......یاخذون: فعل بافاعل، عرض هذاالادنی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... یقولون: قول، سیغفرلنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یاتهم عرض مثله یاخذوه﴾.

و: مستانفہ......ان: شرطیہ......یاتهم: فعل ومفعول......عرض: موصوف......مثله: صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یاخذوه: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿الم یوخذ علیهم میثاق الکتب ان لا یقولوا علی الله الا الحق ودرسوا ما فیه﴾.

همزه: حرف استفہام، لم یؤخذ: فعل نفی مجہول......علیهم: ظرف لغو......میثاق الکتب : مبدل منہ،ان : مصدریہ، لایقولوا علی الله: فعل نفی بافاعل وظرف لغو،الا: اداۃ حصر......الحق : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ...... درسوا: فعل بافاعل،مافیہ:موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم یؤخذ" پر معطوف ہے۔

﴿والدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون﴾.

و: مستانفہ......الدار الاخرۃ: مبتدا...... خیرا: اسم تفضیل بافاعل......للذین یتقون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... همزه: حرف استفہام...... ف: عاطفہ...... لاتعقلون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوۃ انا لا نضیع اجر المصلحین﴾.

و: مستانفہ......الذین: موصول،یمسکون بالکتب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ،اقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،انا: حرف مشبہ واسم...... لانضیع اجر المصلحین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ نتقنا الجبل فوقهم کانه ظلة﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......نتقنا: فعل بافاعل......الجبل: ذوالحال......فوقهم: ظرف مکان متعلق بمحذوف حال اول ......کانه ظلة: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وظنوا انه واقع بهم خذوا ما اتینکم بقوۃ واذکروا ما فیه لعلکم تتقون﴾.

و: عاطفہ......ظنوا: فعل بافاعل......انه: حرف مشبہ واسم...... واقع بهم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......خذوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......بقوۃ: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......مااتینکم: موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قول محذوف "وقلنالهم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......والذین یمسکون بالکتب......☆ یہ آیت اہل کتاب میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلی کتاب کا اتباع کیا اس کی تحریف نہ کی اسکے مضامین کو نہ چھپایا اور اس کتاب کے اتباع کی بدولت انہیں قرآن پاک پر ایمان نصیب ہوا۔

﴿تشریح و توضیح واغراض﴾

مقام ایلہ یا کوئی اور بستی؟

۱......اس بستی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کونسی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ بستی مصر و مدینہ کے درمیان ہے، ایک قول ہے کہ مدین وطور کے درمیان، زہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریہ شام ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ہے کہ وہ مدین ہے، بعض نے کہا کہ ایلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھے کہ باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز شکار کرتے اس بستی کے لوگ تین گروہ میں منقسم ہوگئے تھے، ایک تہائی ایسے لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع نہ کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے ایسی قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہلاک کرنے والا ہے ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکم الٰہی کی مخالفت کی اور شکار کیا اور کھایا اور بیچا۔ اور جب وہ اس معصیت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بود و باش نہ رکھیں گے اور گاؤں کو تقسیم کرکے ایک دیوار درمیان میں کھینچ دی، منع کرنے والوں کا ایک دروازہ الگ تھا جس سے آتے جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خطا کاروں پر لعنت کی، ایک روز منع کرنے والوں نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشے میں مدہوش ہوگئے ہونگے، انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو دیکھا کہ وہ بندروں کی صورتوں میں مسخ ہوگئے تھے اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے رشتے داروں کو پہچانتے تھے ان لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم لوگوں نے تم سے منع نہ کیا تھا انہوں نے سر کے اشارے سے کہا ہاں اور وہ سب ہلاک ہوگئے اور منع کرنے والے سلامت رہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳۱۳، ۳۱۴)

قوم ایلہ پر شکار کی حرمت:

۲......ہفتے کے دن میں قوم ایلہ پر جس طرح مچھلی کا شکار کرنا حرام تھا اسی طرح تمام کام کاج، تجارتیں اور کسب بھی ممنوع تھا۔ پس ہوتا یہ تھا کہ اس دن میں مچھلیاں سمندر کی سطح پر ادھر اُدھر سے آکر چھا جاتیں، قوم نے سمندر کے اطراف میں نالیاں ایسے بنالیں کہ مچھلیاں اس میں جمع ہوجائیں اور نکلنے نہ پائیں، اور یہ کام انہوں نے جمعہ کے دن کیا، جب ہفتے کے دن میں لگاتار مچھلیاں ان نالیوں میں جمع ہوجاتیں تو اہل ایلہ ان نالیوں کو بند کردیتے اور جب ہفتے کا دن نکل جاتا تو ساری مچھلیاں نکال لیتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر غضب فرمایا اور ان پر خلاف امر کام بجالانے پر لعنت فرمائی۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ اصحاب ایلۃ الذین، الجزء ۲، ج ۱، ص ۵۱۱ ملخصًا و ملتقطًا)

قوم ایلہ پر عذاب کی صورتیں:

۳......اصحاب ایلہ پر عذاب کے بارے میں کچھ بیان ہم نے حاشیہ نمبر "۱" میں کردیا ہے یہاں فقط چند اقوال موضوع کو تشنگی سے بچانے کی غرض سے ذکر کیے جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جب قوم پر عذاب آگیا اور قوم بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کردی گئی تو عذاب کردہ قوم نے اپنے عزیز و اقارب کو پہچانا اور اس بات کا اقرار کیا کہ انہیں نصیحت کی گئی تھی لیکن کارگر نہ ہوئی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس قول کو ذکر کرنے کے بعد رونے لگے اور فرمایا کہ ہم کئی منکرات دیکھتے ہیں لیکن اس پر نکیر نہیں فرماتے اور اس

بارے میں کچھ بھی نہیں کہتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ہی سے ایک قول یہ ملتا ہے کہ بستی والوں کے نوجوانوں پر عذاب یہ ہوا کہ وہ بندر بن گئے اور سرداروں پر یہ کہ وہ خنزیر ہو گئے، ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مسخ ہونے کی حالت میں تین دن سے زیادہ نہ زندہ رہے اور یہ لوگ نہ تو کھاتے تھے اور نہ ہی پیتے تھے اور نہ ہی ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور تحقیق ہم نے ان کے آثار کو سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاعراف میں بیان کر دیا ہے اور اللہ عزوجل ہی کے لئے ساری حمد و ستائش ہے، ابن حاتم اور ابن جریر نے ابن ابی نجیح کے طرق سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب ایلہ کے دل مسخ کئے گئے تھے اور ان کی صورتیں بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ نہ کی گئی تھیں اور اس کی مثال اللہ عزوجل کے فرمان مبارک میں ملتی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعة:۵)﴾۔ (البداية و النهاية، قصة اصحاب ايلة بالذين،الجز ۲، ج۱،ص ۵۱۳ ملخصًا و ملتقطًا)

حاشیہ جلالین میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے کہ اگر کہا جائے کہ وعظ کو ترک کرنا معصیت ہے، اور اسی طرح برائی سے نہ روکنا بھی معصیت ہے تو لازم ہوا کہ دونوں قسم کے لوگ اس قول ﴿وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ کے تحت داخل ہو جائیں، ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے اس لئے کہ نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور بعض کے اس پر عمل درآمد کرنے سے یہ بعض سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (جلالین جهازی سائز، حاشیہ نمبر ۱۹،ص۱٤۳)

ناخلف لوگ :

۱؎......ایک نسل کے بعد دوسری نسل کا آنا، قاموس میں اسی طرح ہے اور ابو حاتم نے کہا خلف لام کے سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اولاد ہے اس میں واحد و جمع دونوں برابر ہیں، اگر خلف لام کے فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اس کا معنی متبادل ہے چاہے وہ متبادل بیٹا ہو یا کوئی اور شخص، ابن الاعرابی نے کہا کہ خلف اگر فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد نیک اولاد ہے اور اگر سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اولادِ بد ہے۔ (المظهری، ج۳،ص۹٦)

آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ جب کسی قوم کے جانشین نااہل لوگ ہوں تو وہ قوم ترقی کیا کرے گی اپنے ساتھ سب کو لے ڈوبنا ہی اس کا مقدر ہوا کرتا ہے۔ حکومتی سطح سے نیچے تک اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو یہ بات ہمیں بخوبی سمجھ آتی ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی عہدے یا منصب پر نااہل لوگ متعین اور قابض ہوتے ہیں وہاں کا نظام درہم کا برہم اور برہم کا درہم ہی ہوا کرتا ہے، وہ قوم نہ تو معاشی و معاشرتی لحاظ سے ترقی کرتی ہے نہ ہی اسلامی اقدار و شعائر کا لحاظ و پابندی کر سکتی ہے، ملکی زر مبادلہ اور خزانے خالی نظر آتے ہیں کیونکہ ان پر نااہل لوگ قابض ہیں اور نچلی سطح کے لوگ اس کی لپیٹ میں آکر روٹی کپڑا اور مکان تک کی نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں، ملک آئے دن بحران کا شکار نظر آتا ہے، وسائل کم اور مسائل زیادہ ہو جاتے ہیں، ساتھ ہی یہ ناخلف و نادہندہ لوگ آئے دن ہونے والی لوٹ مار اور دہشت گردی کا پیش خیمہ بھی بنتے ہیں، ہمارے ہاں ایک رواج یہ بھی ہے کہ بعض سلاسل میں گدی نشین پے در پے چلتے

چلے آتے ہیں اس میں بھی اکثر اوقات نااہل لوگ دینی اقدار وشرعی تقاضوں کو پامال کرتے دیکھے گئے ہیں، کئی بار دیکھنے میں آیا کہ جدی پشتی گدی نشین لوگ کس طرح لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بات میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ دین کے نام پر لوٹنے والوں کی آج کی دنیا میں بڑی کثرت نظر آتی ہے میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ مجھے میرے ایک قریبی دوست جو کہ سرائیکی زبان بولنے والا ہے تاہم علمائے سے محبت کرنے والا اور عقیدت رکھنے والا ہے۔ ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ پنجاب کے کسی علاقے سے ایک پیر آیا ہے اور گھر کے اکثر افراد اُس کے اباجان کے مرید ہیں جو کہ ایک نیک پرہیزگار شخص تھے لیکن یہ ان کا بیٹا جو کہ ان کا گدی نشین آیا ہے اور ہر سال ایک آدھ مرتبہ آتا ہے اور تعویز وغیرہ کے ذریعے اور دیگر طور طریقوں سے اچھی خاصی رقم اکٹھی کر لیتا ہے۔ جب میں نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو مجھے بھی ملایا گیا جس کا چہرہ نبی پاک ﷺ کی سنت داڑھی شریف سے صاف تھا۔ میں نے کلام کرنا شروع کیا کہ حضرت آج جمعہ کا دن تھا آپ نے نماز تو پاس والی مسجد میں ہی ادا کی ہوگی؟ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ نہیں ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے جمعہ نہیں پڑھا دراصل ہمارے پیٹ میں درد تھا۔ اس بنے بنائے گدی نشین ناخلف پیر کی حالت دیکھ کر اور نماز جمعہ کے بارے میں یہ جواب سن کر میں نے مزید بات کرنے کی جسارت نہ کی کہ مبادا یہ اور حیلے بہانے بنا کر اپنا اعمال نامہ خراب کرے گا۔ کاش کہ یہ گدی نشینی کا سلسلہ ختم ہو اور خلیفہ بناتے وقت احتیاط برتی جائے تاکہ اس قسم کے لوگ بھولی بھالی عوام کو لوٹنے میں کامیاب نہ ہوں۔

دنیاوی زندگی کا سامان:

۵......اس دنیائے ناپائیدار کا سامان لیتے ہیں اور ادنی، دنو یا دنائة سے مشتق ہے اور عرض سے مراد ساز وسامان ہے اور اس کا اطلاق کم یا کثیر ہر مال پر ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عــرض اس مال کو کہتے ہیں جس کے لئے ثبات نہ ہو، اسی وجہ سے متکلمین ہر اس چیز کے لئے عرض کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو جوہر کے علاوہ ہو مثلاً رنگ، ذائقہ وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ دنیا کو عرض کہا جاتا ہے کیونکہ اسے بھی ثبات نہیں ہوتا، اور اس سے مراد وہ مال ہے جو علمائے یہود اپنے جاہلوں سے لیتے اور اسے کھاتے اور نبی پاک ﷺ کی نعت چھپانے کی بھی یہی وجہ تھی اور کلام پاک (توریت) میں تحریف کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ کہیں آمدنی بند نہ ہو جائے۔ (المظھری، ج۳، ص۹۷)

اضافت فیوی کا بیان:

۶......وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی محذوف ہو، اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہوتا ہے مثلاً مکر اللیل اصل میں مکر فی اللیل ہے۔

آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے!

۷......دنیا میں رہتے ہوئے دنیا اور اسباب دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے لوگ ہی آخرت کے عظیم انعامات پاتے ہیں جو

آخرت کے عمدہ محلات کی طرف نظر کرتے ہیں وہ اس دنیا کی آسائشیں اور خوش پوشیاں ترک کر دیتے ہیں اور جو اس دنیائے ناپائیدار میں ہی ہر قسم کی آسائشیں چاہیں ان لوگوں کی نظر آخرت کے انعام واکرام کی جانب بہت کم ہوا کرتی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ آخرت کے عظیم اور پائیدار اور نہ ختم ہونے والے انعام واکرام کی جانب توجہ دی جائے، اس معاملے میں سیدنا مالک بن دینار کا واقعہ بھی ہمارے لئے نہایت تسلی کا سامان مہیا کرتا ہے کہ دنیائے ناپائیدار کے عوض آخرت کا سودا کرنا گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار ایک مرتبہ بصرہ کے ایک محلے میں ایک زیر تعمیر عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین نوجوان مزدوروں، مستریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انہماک سے کام کی ہدایت کر رہا ہے۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے اپنے رفیق حضرت سیدنا **جعفر بن سلیمان** سے فرمایا" دیکھئے یہ نوجوان کتنی دلچسپی سے محل کی تعمیر وتزئین میں مصروف ہے، مجھے اس کے حال پر رحم آرہا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ ﷻ سے اس کے لئے دعا کروں کہ اللہ ﷻ اسے اس حال سے نجات دے، کیا عجب کہ یہ جنتی نوجوانوں میں سے ہو جائے''، یہ فرما کر حضرت مالک بن دینار حضرت سیدنا **جعفر بن سلیمان** کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے، سلام کیا، اس نے آپ کو نہ پہچانا، جب تعارف ہوا تو آپ کی خوب عزت وتوقیر کی اور تشریف آوری کا مقصد دریافت کیا، حضرت سیدنا مالک بن دینار نے فرمایا: آپ اس عالیشان محل پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ نوجوان نے کہا ایک لاکھ درہم، حضرت مالک بن دینار نے فرمایا اگر یہ رقم آپ مجھے دے دیں تو میں آپ کے لئے ایک ایسے محل کی ضمانت دیتا ہوں جو اس سے زیادہ خوبصورت اور پائیدار ہے، اس کی مٹی مشک وزعفران کی ہوگی، وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں اس کے ساتھ خادم خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ بھی ہوں گے، اور اس محل کو معماروں نے نہیں بنایا بلکہ وہ صرف اللہ ﷻ کے کــــــن کہنے سے بنا ہے، نوجوان نے جواباً عرض کی: مجھے اس بارے میں ایک شب غور کرنے کی مہلت عنایت فرمائیں، حضرت سیدنا مالک بن دینار نے فرمایا بہتر، اس مکالے کے بعد یہ حضرات وہاں سے چلے آئے، حضرت سیدنا مالک بن دینار کو رات میں بار بار اس نوجوان کا خیال آتا رہا اور آپ اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہے، صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو نوجوان کو اپنے دروازے پر منتظر پایا، نوجوان نے بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں عرض کی: کیا آپ کو کل کی بات یاد ہے؟ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! تو نوجوان ایک لاکھ دراہم کی تھیلیاں حضرت سیدنا مالک بن دینار کے حوالے کرتے ہوئے عرض گزار ہوا کہ یہ رہی میری پونجی اور یہ حاضر ہیں قلم دوات اور کاغذ۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس مضمون کا بیع نامہ تحریر فرمایا" بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار فلاں بن فلاں کے لئے اس کے دنیاوی مکان کے عوض اللہ ﷻ سے ایک ایسے شاندار محل دلانے کا ضامن ہے اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور بھی: وتو اللہ ﷻ کا فضل ہے، اس ایک لاکھ درہم کے بدلے میں میں نے ایک جنتی محل کا سودا فلاں بن فلاں سے کر لیا ہے جو اس کے دنیاوی مکان

سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ جنتی محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے''۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار نے بیع نامہ اس نوجوان کے ہاتھ میں دیکر ایک لاکھ دراہم شام سے پہلے پہلے فقراء اور مساکین میں صرف کر دیئے، اس عظیم عہد نامہ کو لکھے ہوئے ابھی چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت سیدنا مالک بن دینار کی نگاہ مسجد کی محراب کی جانب پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ اس نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے، اللہ عزوجل کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے پروانۂ برأت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس نوجوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا۔ حضرت مالک بن دینار اس تحریر کو لے کر جلدی سے اس نوجوان کے گھر گئے، وہاں سے رونے دھونے کا شور بلند ہو رہا تھا معلوم کرنے پر بتایا گیا کہ وہ نوجوان کل رات انتقال کر گیا ہے ،غسال کا کہنا ہے کہ اس نوجوان نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وصیت کی کہ میری میت کو تم غسل دینا اور ایک کاغذ مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی، چنانچہ حسب وصیت اس کی تدفین کی گئی، حضرت مالک بن دینار نے مسجد کی محراب سے ملا ہوا کاغذ اسے دکھایا تو اس نے بے اختیار کہا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا، یہ ماجرا دیکھ کر ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار کی جناب میں دو لاکھ درہم کے عوض میں جنت کی ضمانت لکھنے کی التجاء کی تو آپ نے فرمایا ''جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اللہ عزوجل جس کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے'' حضرت مالک بن دینار اس مرحوم نوجوان کو یاد کر کے اشک باری فرماتے رہے۔ (روض الریاحین، ص ۵۸، ۵۹)۔

☆......☆ ابتلاء من الله: اللہ عزوجل کے فرمان تاتیھم اور لا تاتیھم کے لئے علت ہے۔ فی ترک النھی: یہ جملہ لئلا ننسب الی ......الخ اس بات پر دلیل ہے کہ امر بالمعروف والنھی عن المنکر ہر شریعت میں مشروع تھا۔

عن الصید والنھی: یہاں ان تین گروہوں کا بیان ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر ایک میں ذکر کر دیا ہے۔ بالحسنات: ہم انہیں نعمتوں ، پیداوار میں کثرت اور عافیت کے ذریعے بھی آزمائیں گے اور قحط سالی اور شدائد کے ذریعے بھی، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنے رب عزوجل کی طاعت کی جانب آئیں بیشک حسنات اور سیئات دونوں اللہ عزوجل کی طاعت گزاری کی دعوت دیتی ہیں۔ بحرحال حسنات بھی ترغیب کے لئے ہیں اور سیئات بھی ترغیب کے لئے۔ اجر ھم: کی بجائے اجر المصلحین لائے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۳۰ وغیرہ)۔

وسباھم: مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۹۸)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ﴾ حِيْنَ ﴿اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِمَّا قَبْلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِّ ﴿ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ بِاَنْ اَخْرَجَ بَعْضَهُمْ مِنْ صُلْبِ بَعْضٍ مِنْ صُلْبِ آدَمَ، نَسْلًا بَعْدَ نَسْلٍ، كَنَحْوِ مَا يَتَوَالَدُوْنَ كَالذَّرِّ بِنُعْمَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَنَصَبَ لَهُمْ دَلَائِلَ عَلٰى رُبُوْبِيَّتِهٖ وَرَكَّبَ فِيْهِمْ عَقْلًا ﴿وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

﴿ قَالَ ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ﴾ اَنْتَ رَبُّنَا ﴿شَهِدْنَا ﴾ بِذٰلِكَ وَالْاِشْهَادُ لِ﴿اَنْ﴾ لَا ﴿ تَقُوْلُوْا﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ اَيِ الْكُفَّارُ ﴿ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا﴾ التَّوْحِيْدِ ﴿ غٰفِلِيْنَ (۱۷۲)﴾ لَانَعْرِفُهُ ﴿اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ﴾ اَيْ قَبْلَنَا ﴿ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ﴾ فَاقْتَدَيْنَا بِهِمْ ﴿ اَفَتُهْلِكُنَا﴾ تُعَذِّبُنَا ﴿ بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (۱۷۳)﴾ مِنْ آبَائِنَا بِتَاسِيْسِ الشِّرْكِ؟ اَلْمَعْنٰى لَا يُمْكِنُهُمُ الْاِحْتِجَاجُ بِذٰلِكَ مَعَ اِشْهَادِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالتَّوْحِيْدِ وَالتَّذْكِيْرُ بِهٖ عَلٰى لِسَانِ صَاحِبِ الْمُعْجِزَةِ قَائِمٌ مَقَامَ ذِكْرِهٖ فِي النُّفُوْسِ ﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ﴾ نُبَيِّنُهَا مِثْلَ مَابَيَّنَّا الْمِيْثَاقَ لِيَتَدَبَّرُوْهَا ﴿ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۱۷۴)﴾ عَنْ كُفْرِهِمْ ﴿وَاتْلُ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿ عَلَيْهِمْ﴾ اَيِ الْيَهُوْدِ ﴿ نَبَاَ ﴾ خَبَرَ ﴿الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا﴾ خَرَجَ بِكُفْرِهٖ كَمَا تَخْرُجُ الْحَيَّةُ مِنْ جِلْدِهَا وَهُوَ بَلْعَم بن بَاعُوْرَاءِ مِنْ عُلَمَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ، سُئِلَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى مُوْسٰى وَاُهْدِيَ اِلَيْهِ شَيْءٌ ، فَدَعَا فَانْقَلَبَ عَلَيْهِ وَانْدَلَعَ لِسَانُهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ ﴿ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ﴾ فَاَدْرَكَهٗ فَصَارَ قَرِيْنَهٗ ﴿ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (۱۷۵)﴾ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ﴾ اِلٰى مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ ﴿ بِهَا﴾ بِاَنْ نُوَفِّقَهٗ لِلْعَمَلِ ﴿ وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ﴾ سَكَنَ ﴿ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ اَيِ الدُّنْيَا وَمَالَ اِلَيْهَا ﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾ فِيْ دُعَائِهٖ اِلَيْهَا فَوَضَعْنَاهُ ﴿ فَمَثَلُهٗ﴾ صِفَتُهٗ ﴿ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ﴾ بِالطَّرْدِ وَالزَّجْرِ ﴿ يَلْهَثْ ﴾ يَدْلَعُ لِسَانَهٗ ﴿اَوْ﴾ اِنْ ﴿ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ﴾ وَلَيْسَ غَيْرُهٗ مِنَ الْحَيْوَانِ كَذٰلِكَ ، وَجُمْلَتَا الشَّرْطِ حَالٌ اَيْ لَاهِثًا ذَلِيْلًا بِكُلِّ حَالٍ ، وَالْقَصْدُ التَّشْبِيْهُ فِي الْوَضْعِ وَالْخِسَّةِ ، بِقَرِيْنَةِ (الْفَاءِ)الْمُشْعِرَةِ بِتَرْتِيْبِ مَا بَعْدَهَا عَلٰى مَا قَبْلَهَا مِنَ الْمَيْلِ اِلَى الدُّنْيَا وَاِتِّبَاعِ الْهَوٰى،وَبِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَثَلُ ﴿ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ﴾ عَلَى الْيَهُوْدِ ﴿ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (۱۷۶)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ فِيْهَا فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿ مَثَلًا الْقَوْمُ ﴾ اَيْ مَثَلُ الْقَوْمِ ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (۱۷۷)﴾ بِالتَّكْذِيْبِ ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۷۸)﴾ ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا﴾ خَلَقْنَا ﴿ لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا﴾ اَلْحَقَّ ﴿ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا﴾ دَلَائِلَ قُدْرَةِ اللّٰهِ بَصَرَ اِعْتِبَارٍ ﴿ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ﴾ اَلْآيَاتِ وَالْمَوَاعِظَ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاِتِّعَاظٍ ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ﴾ فِيْ عَدَمِ الْفِقْهِ وَالْبَصَرِ وَالْاِسْتِمَاعِ ﴿ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ مِنَ الْاَنْعَامِ لِاَنَّهَا تَطْلُبُ مَنَافِعَهَا وَتَهْرُبُ مِنْ مَّضَارِّهَا وَهٰؤُلَاءِ يُقْدِمُوْنَ عَلَى النَّارِ مُعَانِدَةً ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (۱۷۹)﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾ اَلتِّسْعَةُ

وَالتِّسْعُوْنَ الْوَارِدُ بِهَا الْحَدِيْثُ وَالْحُسْنٰى مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ ﴿فَادْعُوْهُ﴾ سَمُّوْهُ ﴿بِهَا وَذَرُوْا﴾ اُتْرُكُوْا ﴿الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ﴾ مِنْ "اَلْحَدَ" وَ"لَحَدَ" يَمِيْلُوْنَ عَنِ الْحَقِّ ﴿فِيْ اَسْمَآئِهٖ﴾ حَيْثُ اِشْتَقُّوْا مِنْهَا اَسْمَاءً لِاٰلِهَتِهِمْ كَاللَّاتِ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُزّٰى مِنَ الْعَزِيْزِ وَمَنَاةِ مِنَ الْمَنَّانِ ﴿سَيُجْزَوْنَ﴾ فِي الْاٰخِرَةِ جَزَاءَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۸۰)﴾ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (۱۸۱)﴾ هُمْ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب (یعنی جس وقت) تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے (من ظهورهم ماقبل من بنی ادم سے بدل اشتمال ہے، حرف جار مـــن کے اعادہ کے ساتھ) ان کی نسل نکالی (یعنی اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی اولاد در اولاد کو ایک دوسرے کی صلب سے نسل در نسل چیونٹیوں کی طرح ان کی پیدائش بڑھی، اللہ عزوجل نے اولادِ آدم سے عہد نعمان عرفہ کے دن لیا اور ان پر اپنی ربوبیت کے دلائل گاڑ دیئے اور ان میں عقل کو بھی رکھ دیا) اور انہیں خود ان پر گواہ کیا (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب بولے کیوں نہیں (تو ہمارا رب عزوجل ہے......۱......) ہم گواہ ہوئے (ان دلائل پر اور قبول کیا اسلئے کہ) کہیں (نہ) کہو (تقولوا یاء اور تاء دونوں کے ساتھ دونوں جگہوں پر ہے اور مراد اس سے کفار ہیں) قیامت کے دن کہ ہمیں اس (یعنی توحید) کی خبر نہ تھی (یعنی ہم اسے نہ پہچانتے تھے) یہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا (یعنی ہم سے پہلوں نے) اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے ہیں (تو ہم نے ان کی اقتداء کی) کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا (یعنی عذاب کرے گا) اس پر جو ہر باطل نے کیا (یعنی ہمارے آباء واجداد نے جو شرک کی بنیاد رکھی، مطلب یہ کہ لوگوں کا اپنی توحید کی گواہی دینے کے بعد اس قسم کے احتجاج کا موقع نہ رہے گا اور صاحبِ معجزہ کی زبان سے عہد یاد دلانا دلی یادداشت کے قائم مقام ہے......۲......) اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں (یعنی ہم آیتوں کو اسی طرح بیان کرتے ہیں جس طرح سے میثاق یعنی عہد کو بیان کیا ہے تاکہ وہ ان میں غور وفکر کریں) اور اسلئے کہ وہ پھر آئیں (اپنے کفر سے) اور سناؤ (اے محمد ﷺ!) انہیں (یعنی یہود کو) حال (نبـــاء بمعنی خبـــر ہے) اس کا جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا (جیسا کہ سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے مراد اس سے بلعم بن باعورا ہے جو کہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھا اسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کیلئے بددعا کا کہا گیا اور اس کی طرف ھدیہ پیش کئے گئے چنانچہ اس نے بددعا کی تو اسی پر پلٹی اور اس کی زبان سینے تک لٹک گئی......۳......) تو شیطان اس کے پیچھے لگا (یعنی شیطان اسے لاحق ہوا تو وہ اسی کے ساتھ مل گیا) تو گمراہوں میں ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اسے اٹھا لیتے (علماء کی منازل رفیعہ کی طرف) ان آیات کے سبب (عمل کی توفیق دے کر) مگر وہ تو پکڑا گیا (یعنی ٹھہر گیا) زمین (یعنی دنیا اور اس کے مال کی طرف) اور اپنی خواہش کے تابع ہوا (یعنی اپنی دعا میں خواہش کا پیروکار ہوا تو ہم نے

اسے کردیا) تو اس کا حال (یعنی اس کی شان) کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے (یعنی دھتکارے اور ڈانٹے) تو ہانپے (یعنی اپنی زبان نکالے) یا (او بمعنی ان ہے) چھوڑ دے تب بھی ہانپے (اور ایسا کتے کے سوا کسی اور جانور میں نہیں ہوتا اور دونوں شرطیہ جملے تطردوہ اور تنزجروہ حال ہیں یعنی ہر حال میں ہانپتا کانپتا ہے اور اس مثال کا مقصد بے حیثیت کرنے اور ذلت میں تشبیہ دینا ہے اور اس کا قرینہ فاء ہے جس میں اشارہ ہے کہ اس کے مابعد کا مضمون ماقبل المیل من الدنیا واتباع الھوی پر مرتب ہو رہا ہے اللہ ﷻ کا فرمان) یہ (یعنی کہاوت) حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ (یہود کو) کہ کہیں وہ دھیان کریں (یعنی اس میں تدبر کرکے ایمان لے آئیں) کیا بری (ساء بمعنی بئس ہے) کہاوت ہے ان کی (یعنی اس قوم کی) جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں کو برا کرتے تھے (تکذیب کرکے) جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہیں اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے اور بیشک ہم نے پیدا کئے (ذرانا بمعنی خلقنا ہے) جہنم کیلئے بہت جن اور آدمی ......۴...... وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں (حق کی) اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں (اللہ ﷻ کی قدرت کے دلائل اعتبار کی آنکھوں سے) اور وہ کان جن سے سنتے نہیں (یعنی آیات اور مواعظ تدبر اور نصیحت کے کان سے) وہ چوپایوں کی طرح ہیں......۵...... (سمجھنے، دیکھنے اور سننے کے معاملے میں) بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (یعنی جانور بھی قابل نفع چیز کی طلب اور قابل نقصان چیز سے بھاگتا ہے لیکن یہ لوگ محض عناد کی وجہ سے آگ کی طرف لپکتے جا رہے ہیں) وہی غفلت میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام (ننانوے نام......٦...... جس پر حدیث وارد ہوئی ہے اور الحسنی، الحسن کی مونث ہے) تو اسے پکارو (فادعوہ بمعنی سموہ ہے) اس سے اور چھوڑ دو (یعنی ترک کردو) انہیں جو حق سے نکلتے ہیں (اَلحد اور لَحَدَ دونوں قرائتیں ہیں یعنی حق سے اعراض کرتے ہیں) اس کے ناموں میں (اس طرح کے وہ اللہ ﷻ کے ناموں میں اپنے معبودوں کے نام کے مشتاق رہتے ہیں جیسا کہ ان کے بت کا نام لات ہے جسے وہ اللہ سے، العزی کو العزیز سے اور منات کو المنان سے تعبیر کرنے کے مشتاق ہیں) وہ جلد پائیں گے (یعنی آخرت میں جزاء) اپنا کیا (اور یہ حکم قتال سے پہلے کا تھا) اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں (مراد امت محمد یہ ﷺ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم﴾۔

و: عاطفہ......اذ: مضاف...... اخذ ربک: فعل وفاعل......من بنی ادم: جار مجرور مبدل منہ......من ظھورھم: جار مجرور بدل، ملکر ظرف لغو......ذریتھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اخذ" پر معطوف ہے......قالوا: قول......بلی: حرف جواب مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى﴾۔

و : عاطفہ...... اشهد: فعل ھو ضمیر ذوالحال...... ھمزہ: حرف استفہام...... لست : فعل ناقص با اسم...... ب: زائدہ ،بربکم: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قائلا" کیلئے مقولہ،ملکر حال،ملکر فاعل...... ھم: مفعول...... على انفسهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اخذ" پر معطوف ہے...... قالوا: قول...... بلى : حرف جواب مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غفلين او تقولوا انما اشرك اباؤنا من قبل﴾۔

شهدنا: فعل بافاعل...... ان: مصدریہ...... تقولوا يوم القيمة: جملہ فعلیہ ہوکر قول...... انا: حرف مشبہ واسم...... كنا: فعل ناقص با اسم...... عن هذا: ظرف لغو مقدم...... غفلين: اسم فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... تقولوا: قول...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... اشرك: فعل،اباء نا: ذوالحال...... من قبل: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر بتاویل مصدر "كراهية" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ،ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افتهلكنا بما فعل المبطلون وكذلك نفصل الايت ولعلهم يرجعون﴾۔

ھمزہ: استفہام...... ف: عاطفہ...... تهلكنا: فعل با فاعل ومفعول...... بما فعل المبطلون: ظرف لغو،ملکر جملہ...... و: عاطفہ...... كذلك: ظرف مستقر "تفصيلا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... نفصل الايت : فعل بافاعل ومفعول "لهم" متعلق محذوف...... لام: جار...... ھم: ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... لعلهم يرجعون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتل عليهم نبا الذى اتينه ايتنا فانسلخ منها فاتبعه الشيطن فكان من الغوين﴾۔

و: عاطفہ...... اتل عليهم : فعل بافاعل وظرف لغو...... نبا: مضاف...... الذى: موصول...... اتينه ايتنا: جملہ فعلیہ ومعطوف علیہ...... فانسلخ منها: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اتبعه الشيطن: فعل ومفعول وفاعل، "خطواته" مفعول محذوف ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ،كان: فعل ناقص با اسم...... من الغوين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو شئنا لرفعنه بها ولكنه اخلد الى الارض واتبع هواه﴾۔

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... شئنا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... رفعنه بها: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... لكنه: حرف مشبہ واسم...... اخلد الى الارض:

جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ...... اتبع هوه: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث﴾.

ف: فصیحہ...... مثله: مبتدا...... کاف: جار، مثل الكلب : مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذاكان الامر كذلك" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ...... ان: شرطیہ،تحمل عليه : جملہ فعلیہ شرط، يلهث: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر معطوف علیہ......او: عاطفہ،تتركه: جملہ فعلیہ شرط ، يلهث: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر معطوف،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلك مثل القوم الذين كذبوا بايتنا فاقصص القصص لعلهم يتفكرون﴾.

ذلک: مبتدا،مثل : مضاف،القوم: موصوف،الذين: موصول، كذبو بايتنا: جملہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اقصص: فعل امر انت ضمیر ذوالحال، لعلهم يتفكرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،القصص: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاتحققت ان المثل المذكور مثل هؤلاء المكذبين" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ساء مثلا القوم الذين كذبوا بايتنا وانفسهم كانوا يظلمون﴾.

ساء: فعل هو ضمیر ممیز...... مثلا: تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر مقدم...... القوم: موصوف...... الذين : موصول، كذبوا بايتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......انفسهم: مفعول مقدم......يظلمون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، كانوا: فعل ناقص بااسم ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر صلہ،ملکر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من يهد الله فهو المهتدى ومن يضلل فاولئك هم الخسرون﴾.

من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......يهد الله: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......هو: مبتدا ،المهتدى : خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......يضلل : فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......فاولئك هم الخسرون: جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها﴾.

و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ،قد: تحقیقیہ......ذرانا: فعل بافاعل...... لجهنم: ظرف لغو...... كثيرا: موصوف،من الجن والانس: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... قلوب : موصوف،لايفقهون بها: جملہ معطوف علیہ ،ولهم اعين...... الخ : جملہ اسمیہ معطوفات،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغفلون﴾.

اولئک: مبتدا......کالانعام: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......بل: حرف اضراب......هم: مبتدا......اضل: خبر ملکر جملہ اسمیہ......اولئک: مبتدا...... هم الغفلون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا﴾.

و: مستانفہ...... للہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الاسماء الحسنی: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ ...... ادعوہ بہا: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ...... ذروا: فعل با فاعل...... الذین: موصول، یلحدون فی اسمائہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، سیجزون: فعل با نائب الفاعل، ما کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون﴾.

و: عاطفہ......من: جار......من خلقنا: موصول صلہ، ملکر مجرور ظرف مستقر خبر مقدم......امۃ: موصوف......یہدون بالحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وبہ یعدلون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وللہ الاسماء الحسنی......☆ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کا دعوی تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمن دو کو کیوں پکارتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیاھمیں عالم ارواح کی گواھی یاد ھے!

۱......ہم دنیادار لوگ چونکہ دنیاوی گندگیوں اور کثافتوں میں گھرے ہوئے ہیں اسلئے ہم نے اس گواہی ﴿الست بربکم قالوا بلی شھدنا (الاعراف:۱۷۲)﴾ کو بھی بھلا دیا ہے جو ہم سے عالم ارواح میں لی گئی تھی، حالانکہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں کا معاملہ ہم سے بالکل مختلف ہے وہ یاد رکھتے ہیں چنانچہ حضرت ذوالنون سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ میثاق یاد ہے؟ انہوں نے کہا ایسے یاد ہے کہ گویا اب بھی میرے کانوں میں اس عہد کی آوازیں آرہی ہیں اور بعض عارفین نے کہا کہ لگتا ہے کہ یہ میثاق کل لیا گیا تھا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۴۱)

اصل سے مراد کون ھے؟ -

۲......اور صاحب معجزہ کی زبان حق ترجمان سے عہد یاد دلانا دلی یادداشت کے قائم مقام ہے، چنانچہ اس وقت سب سے

پہلے جس ذرہ نے جواب دیا وہ سید عالم ﷺ کا مبارک ذرہ تھا۔اور یہ کعبہ کی مٹی کا ذرہ تھا اور سب سے پہلے زمین کا یہی حصہ بنایا گیا، اور پھر اسی کو پھیلایا گیا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے، جب آپ ﷺ کی مٹی کعبہ مشرفہ کی تھی تو آپ ﷺ کا مزار فائز الانوار بھی کعبہ مشرفہ میں ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ روایت میں ہے کہ جس جگہ کی مٹی سے انسان بنایا جاتا ہے اسی جگہ اس کا مدفن ہوتا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ جب طوفان آیا تھا تو ایک جگہ کی مٹی اڑ کر دوسری جگہ پہنچ گئی تھی اور مٹی کا وہ مبارک اور پاک مبدء جو سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات کی تخلیق کا ذریعہ بنا اس جگہ کو پہنچ گیا جہاں اب مدینہ منورہ میں سید عالم ﷺ آرام فرما ہیں۔اس کلام سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ تخلیق کی اصل ہیں اور تمام کائنات آپ ﷺ کی تابع ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کیونکہ آپ ﷺ کا ذرہ مبارک تمام ہی مخلوق کی اصل ہے اس لئے آپ ﷺ کا لقب امی ہے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص۱۴۷)

اب یہ اشکال کیسے ہوسکتا ہے کہ صاحب معجزہ کی زبان مبارک سے عہد یاد دلانا دلی یاداشت کے قائم مقام نہ ہو، اس لئے کہ ساری مخلوق کی اصل حضور پرنور ﷺ ہیں اور جب اصل سے عہد کی یاد دہانی کروائی گئی تو گویا وہ ایسا ہوا جیسے سب سے یاد دہانی کروالی گئی

بالعم باعور کا واقعہ :

۳.....بلعم باعور جس کا واقعہ مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے جبارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسی علیہ السلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں اور ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں گے اور قتل کریں گے اور بجائے ہمارے، بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ عزوجل سے دعا کر اللہ عزوجل انہیں یہاں سے ہٹا دے، بلعم باعور نے کہا کہ تمہارا برا ہو حضرت موسی علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں، ایماندار لوگ ہیں، میں کیسے ان پر دعا کروں ؟، میں جانتا ہوں جو اللہ عزوجل کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے، اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی مگر قوم اس سے اصرار کرتی رہی اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب عزوجل کی مرضی معلوم کرلوں اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ جب بھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الٰہی معلوم کرلیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسی علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا، اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب عزوجل نے ان پر دعا کرنے کی ممانعت فرمادی، تب قوم نے اس کو ہدیئے اور نزرانے دیئے جو اس نے قبول کئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب عزوجل سے اجازت چاہی اس کا کچھ جواب نہ ملا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ عزوجل کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا الحاح و اصرار اور بھی زیادہ ہوا حتی کہ انہوں نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بددعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بددعا کرتا تھا اللہ عزوجل اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف

پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے نبی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آتا تھا قوم نے کہا اے بلعم! یہ کیا کر رہا ہے نبی اسرائیل کے لئے دعا کرتا ہے ہمارے لئے بددعا! کہا میرے اختیار میں میری زبان نہیں اور اس کی زبان باہر نکل پڑی تو اس نے اپنی قوم سے کہا میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ ۳۴۲)

معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کے بارے انسان کو زبان چلانے سے پہلے کئی مرتبہ سوچ لینا چاہیے مبادا ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے۔ اللہ عزوجل نے بلعم باعور کو کتے سے تشبیہ دی کہ اس کی زبان ایسی باہر نظر آتی ہے جیسے کہ کتے کی زبان ہوتی ہے۔

جنات کا ذکر پہلے کرنے کی وجوہات:

۴..... اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ میں جنات کا ذکر پہلے کیا اور اس کے بعد انسان کا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سے پہلے جنات پیدا ہوئے اور اس سرزمین میں آباد تھے جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرمایا ﴿(ویسفک الدماء) یریقها بالقتل کما فعل بنو الجان و کانوا فیها فلما افسدوا ارسل الله علیهم الملائکة فطردوهم الی الجزائر والجبال (البقرۃ:۳۰)﴾ یعنی اے اللہ تو انسان کو پیدا کرے گا تو خون بہائے گا، قتل کے ذریعے جیسا کہ جنات نے کیا اور وہ زمین میں رہتے تھے پھر جب انہوں نے زمین میں فساد کیا تو اللہ عزوجل نے فرشتوں کو ان پر بھیجا جنہوں نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی جانب دھکیل دیا۔ (الجمل، ج ۱، ص ۵۵)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزار سال قبل جنات موجود تھے اور زمین میں خون ریزیاں کرتے تھے، اللہ عزوجل نے فرشتوں کے لشکر کو ان کی جانب بھیجا جس نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی جانب دھکیل دیا۔ یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے۔ (قصص الانبیاء، ص ۹)

چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ کون؟

۵..... اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی یعنی کفار جو کہ حق سے اعراض کرتے ہیں وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں یعنی ان کے دل سمجھنے سے عاری ہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں یعنی ان کی آنکھیں حق نہیں دیکھ پاتیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں یعنی نصیحت کی باتیں سن نہیں سکتے ایسے لوگ چوپایوں کی مانند ہیں کہ کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں، اگر انسان بھی فقط اتنا ہی کرے گا تو پھر اسے جانور پر کیا فضیلت ہوئی بلکہ ان کافر انسانوں کا حال تو جانوروں سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور بھی اپنے نفع نقصان کو جانتا ہے لیکن یہ کافر تو ان سے بھی گئے گزرے ہو گئے کہ جہنم کی جانب بڑھے چلے جا رہے ہیں اور انہیں اس بات کی خبر بھی نہیں کہ وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں۔

اللہ عزوجل کے اچھے نام:

۶..... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا لَا یَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ

یُحِبُّ الْوَتْر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، انہیں کوئی یاد نہیں کرتا مگر وہ جو جنت میں داخل ہو، اور اللہ عزوجل طاق (یعنی وِتر) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم، رقم ٦٤١٠، ص١١١٣)

اللہ عزوجل کے مبارک نام قرآن مجید فرقان حمید کی اٹھائیس ۲۸ سورتوں میں سو سے زائد کی تعداد میں ذکر کئے گئے ہیں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کون کون سے ہیں؟ اور کن کن سورتوں میں مذکور ہیں؟ (۱) سورۃ الفاتحۃ: میں پانچ نام ذکر کئے گئے ہیں یااللہ، یارب، یا رحمن، یارحیم، یامالک ۔ (۲) سورۃ البقرۃ: میں تینتیس ۳۳ ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یامحیط، یاقدیر، یا علیم، یاحکیم، یاعلی، یاعظیم، یاتواب، یابصیر، یاولی، یاواسع، یاکافی، یارء وف، یابدیع، یاشاکر، یاواحد، یاسمیع، یاقابض، یاباسط، یاحی، یاقیوم، یاغنی، یاحمید، یاغفور، یاحلیم، یااله، یاقریب، یامجیب، یاعزیز، یانصیر، یاقوی، یاشدید، یاسریع، یاخبیر ۔ (۳) آل عمران: میں چھ مبارک ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یاوھاب، یاقائم، یا صادق، یا باعث، یامنعم، یامتفضل ۔ (۴) النساء: میں سات نام ذکر کئے گئے ہیں یارقیب، یاحسیب، یاشھید، یامقیت، یاوکیل، یاعلی، یاکبیر ۔ (۵) الانعام: میں چار نام ذکر کئے گئے ہیں یافاطر، یاقاھر، یالطیف، یا برھان ۔ (۶) الاعراف: میں دو نام مذکور ہیں یامحیی، یاممیت ۔ (۷) الانفال: میں بھی دو نام ذکر کئے گئے ہیں یانعم المولی اور یانعم النصیر ۔ (۸) ھود: میں چار نام یاحفیظ، یامجید، یاودود، یافعال لمایرید ذکر کئے گئے ہیں ۔ (۹) الرعد: میں دو نام مذکور ہیں یاکبیر، یامتعال ۔ (۱۰) ابراھیم: میں دو نام مذکور ہیں یامنان، یاوارث ۔ (۱۱) الحجر: میں فقط ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ ہے یاخلاق ۔ (۱۲) مریم: میں بھی ایک نام مذکور ہے یافرد ۔ (۱۳) طہ: میں بھی فقط ایک نام مذکور ہے اور وہ ہے یاغفار ۔ (۱۴) المؤمنون میں ایک نام یاکریم مذکور ہے ۔ (۱۵) النور: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یاحق، یامبین ۔ (۱۶) الفرقان: میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یاھادی (۱۷) سبا: میں ایک نام یافتاح مذکور ہے ۔ (۱۸) الزمر: میں ایک نام یاعالم مذکور ہے ۔ (۱۹) غافر: میں چار نام یاغافر، یاقابل التوبۃ، یاذاالطول، یارفیع ذکر کئے گئے ہیں ۔ (۲۰) الذاریات: میں تین نام ذکر کئے گئے ہیں یارزاق، یاذاالقوۃ، یامتین ۔ (۲۱) الطور: میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یابر ۔ (۲۲) القمر: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یاملیک، یامقتدر ۔ (۲۳) الرحمن: میں پانچ نام ذکر کئے گئے ہیں یاذی الجلال والاکرام، یارب المشرقین، یا رب المغربین، یاباقی، یامھیمن ۔ (۲۴) الحدید: میں چار نام ذکر کئے گئے ہیں یااول، یا آخر، یاظاھر، یاباطن ۔ (۲۵) الحشر: میں گیارہ نام ذکر کئے گئے ہیں یاملک، یاقدوس، یاسلام، یامؤمن، یامھیمن، یاعزیز، یاجبار، یامتکبر، یاخالق، یاباری، یامصور ۔ (۲۶) البروج: میں چار نام مذکور ہیں یامبدی، یامعید، العزیز، الحمید ۔ (۲۷) الفجر: میں ایک نام یاوتر مذکور ہے ۔ (۲۸) الاخلاص: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یااحد اور یاصمد ۔

(الدر المنثور، ج۳، ص۲۷۱)

نوٹ: البروج میں دونام العزیز اور الحمید کا اضافہ ہم نے قرآن کو دیکھ کر کیا ہے، قارئین مزید سورتوں میں بھی کمی پائیں تو درست کرلیں

☆...... ☆یوم عرفۃ عرفہ کے ایک جانب وادی کا نام نعمان ہے، علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ میثاق کب لیا گیا، ایک قول کے مطابق دخول جنت سے پہلے، دوسرے قول کے مطابق دخول جنت کے بعد اور تیسرے قول کے مطابق جنت میں یہ وعدہ لیا گیا۔

(جلالین جھازی سائز، حاشیہ ۱۶، ص ۱٤٤)

فادرکہ: یہ صیغہ ﴿فاتبعہ الشیطان﴾ بلعم باعور کی مذمت کرنے کے معاملے میں مبالغہ کے طور پر لایا گیا ہے، کہ وہ بڑا عالم تھا، پھر شیطان اس کے پیچھے ہوا۔ (الصاوی، ج۲، ص۳۰۳)

الی منازل العلماء: یہاں سے علماء کی قدر و منزلت معلوم ہوئی کہ اللہ ﷻ نے انہیں درجات رفیعہ سے نوازا ہے لیکن ان درجات کا حصول اس وقت ہوگا جب کہ ایمان محفوظ ہو، اگر ایمان ہی نہ ہو تو کسی کو عالم ہونا فائدہ نہ دیگا جیسا کہ بلعم باعور کو فائدہ نہ ہوا۔

کــذلک: جس طرح کتا کہ اس پر بوجھ ہو یا نہ ہو، وہ ہانپتا کانپتا ہے، اسی طرح وہ انسان کہ علم دین اس کے دامن گیر ہوا اور وہ دنیا کے مال کی جانب کوشاں رہے، دنیا کی لالچ اور آسائش اس کے پیش نظر ہوں، نفسانی خواہشات کا وہ پابند ہو، اسی کتے کی مثل ہے کہ چاہے اس پر بوجھ ہو یا نہ ہو، چاہے اس پر کوئی سختی نہ ہی کرے اس کی صفت ہانپتا کانپتا ہے اور یہ صفت صرف اسی کے ساتھ متصف ہے۔

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ اَلْقُرْآنَ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُھُمْ﴾ نَاْخُذُھُمْ قَلِیْلًا قَلِیْلًا ﴿مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۸۲)﴾ ﴿وَاُمْلِیْ لَھُمْ﴾ اُمْھِلُھُمْ ﴿اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (۱۸۳)﴾ شَدِیْدٌ لَا یُطَاقُ ﴿اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا﴾ فَیَعْلَمُوْا ﴿مَا بِصَاحِبِھِمْ﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿مِّنْ جِنَّۃٍ﴾ جُنُوْنٍ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۱۸٤)﴾ بَیِّنُ الْاِنْذَارِ ﴿اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ﴾ مُلْکِ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا﴾ فِیْ ﴿خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ﴾ بَیَانٌ لِمَا فَیَسْتَدِلُّوْا بِہٖ عَلٰی قُدْرَۃِ صَانِعِہٖ وَوَحْدَانِیَّتِہٖ ﴿وَ﴾ فِیْ ﴿اَنْ﴾ اَیْ اَنَّہٗ ﴿عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ﴾ قَرُبَ ﴿اَجَلُھُمْ﴾ فَیَمُوْتُوْا کُفَّارًا فَیَصِیْرُوْا اِلَی النَّارِ فَیُبَادِرُوْا اِلَی الْاِیْمَانِ ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ﴾ اَیِ الْقُرْآنِ ﴿یُؤْمِنُوْنَ (۱۸۵)﴾ ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَیَذَرُھُمْ﴾ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ مَعَ الرَّفْعِ اِسْتِئْنَافًا وَالْجَزْمِ عَطْفًا عَلٰی مَحَلِّ مَابَعْدَ الْفَاءِ ﴿فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (۱۸۶)﴾ یَتَرَدَّدُوْنَ تَحَیُّرًا ﴿یَسْئَلُوْنَکَ﴾ اَیْ اَھْلُ مَکَّۃَ ﴿عَنِ السَّاعَۃِ﴾ اَلْقِیَامَۃِ ﴿اَیَّانَ﴾ مَتٰی ﴿مُرْسٰھَا قُلْ﴾ لَھُمْ ﴿اِنَّمَا عِلْمُھَا﴾ مَتٰی تَکُوْنُ ﴿عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا﴾ یُظْھِرُھَا ﴿لِوَقْتِھَآ﴾ اَللَّامُ بِمَعْنٰی فِیْ ﴿اِلَّا ھُوَ ثَقُلَتْ﴾ عَظُمَتْ ﴿فِی السَّمٰوٰتِ

وَالۡاَرۡضِ ﴾ عَلٰی اَھۡلِہَا لِھَوۡلِھَا ﴿لَا تَاۡتِیۡکُمۡ اِلَّا بَغۡتَۃً ﴾ فُجَاۃً ﴿یَسۡـَٔلُوۡنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ ﴾ مُبَالِغٌ فِی السُّؤَالِ ﴿عَنۡھَا﴾ حَتّٰی عَلِمۡتَھَا ﴿قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُھَا عِنۡدَ اللّٰہِ ﴾ تَاۡکِیۡدٌ ﴿وَلٰـکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ(۱۸۷)﴾ اَنَّما عِلۡمُھَا عِنۡدَہٗ تَعَالٰی ﴿قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا﴾ اَجۡلِبُہٗ ﴿وَّلَا ضَرًّا﴾ اَدۡفَعُہٗ ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ﴾ مَاغَابَ عَنِّیۡ ﴿لَاسۡتَکۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَیۡرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوۡٓءُ ﴾ مِنۡ فَقۡرٍ وَّغَیۡرِہٖ لِاحۡتِرَازِیۡ عَنۡہُ بِاجۡتِنَابِ الۡمَضَارِ ﴿اِنۡ﴾ مَا ﴿اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ﴾ بِالنَّارِ لِلۡکَافِرِیۡنَ ﴿وَّبَشِیۡرٌ ﴾ بِالۡجَنَّۃِ ﴿لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ(۱۸۸)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں (یعنی قرآن کی مراد اہل مکہ ہیں) جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے (یعنی ہم انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے عذاب کے قریب کریں گے......۱) جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا (یعنی انہیں مہلت دوں گا) بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے (یعنی سخت ہے کہ جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا) کیا سوچتے نہیں (کہ جان جاتے) کہ ان کے صاحب (محمد ﷺ کو) جنون (یعنی پاگل پن) سے کچھ علاقہ نہیں (ان بمعنی مـــا نافیہ ہے) وہ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں (یعنی کھلا ڈرانے والے ہیں) کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمان اور زمین کی سلطنت (یعنی بادشاہی) میں اور جو چیز اللہ نے بنائی (مـن شـی یہ جملہ مـا کا بیان ہے، تو چاہیے کہ ان چیزوں سے اس کے بنانے والے کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں) اور یہ کہ (ان بمعنی انـــہ ہے) شاید قریب آ گیا (یعنی نزدیک آ گیا) ان کا وعدہ (پھر اگر حالت کفر میں مریں تو آگ میں ڈالے جائیں گے پس چاہیے کہ ایمان کی طرف جلدی کریں) تو اس (یعنی قرآن) کے بعد اور کونسی بات پر یقین لائیں گے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے (یـذرھـم یاء اور نون دونوں کے ساتھ مرفوع ہوتے ہوئے جملہ مستانفہ ہوگا اور فـلا ھـادی کے محل پر عطف کرتے ہوئے جزم کے ساتھ بھی پڑھا ہے) کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں (یعنی حیران تردد میں رہیں) تم سے (اہل مکہ) قیامت کو پوچھتے ہیں (الساعۃ بمعنی القیامۃ ہے......۲) کہ کب کو (ایان بمعنی متی ہے) ٹھری ہے تم فرماؤ (ان سے) اس کا علم (کہ کب وہ واقع ہوگی) تو میرے رب کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا (یعنی قیامت کو ظاہر نہیں کرے گا) اس کے وقت پر (لوقتھا میں لام بمعنی فی ہے) مگر وہی بھاری پڑ رہی ہے (ثقلت بمعنی عظمت ہے) آسمانوں اور زمین میں (اس کے رہنے والوں پر اس کا خوف) تم پر نہ آئے گی مگر اچانک (ہی آجائے گی) تم سے ایسا پوچھتے ہیں (یعنی پوچھنے میں مبالغہ کرتے ہیں) گویا تم نے خوب تحقیق کر رکھا ہے (حتی کہ تم نے اسے جان لیا ہے) تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے (دوبارہ یہ جملہ تاکید ہے) لیکن بہت لوگ نہیں جانتے (اس کا علم صرف اللہ ﷻ کے پاس ہے) تم فرماؤ میں اپنی جان کے نفع (کمانے) اور نقصان (دور

کرنے) کرنے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا (جو مجھ سے پوشیدہ ہے) تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت سی بھلائی جمع کرلی......اور مجھے اور کوئی برائی نہ پہنچی (فقر وغیرہ سے محفوظ رہتا نقصانات سے اجتناب کرتے ہوئے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر میں تو ڈر (کافروں کو آگ کا) اور خوشی سنانے والا ہوں (جنت کی) انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون واملی لھم ان کیدی متین﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... سنستدرجھم: فعل بافاعل ومفعول، من حیث لایعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... املی لھم: جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "انا" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولم یتفکروا ما بصاحبھم من جنة ان ھو الا نذیر مبین﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ......لم: حرف نفی وجازم، یتفکروا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، بصاحبھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، جنة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم ینظروا فی ملکوت السموت والارض وما خلق اللہ من شیء وان عسی ان یکون قد اقترب اجلھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ......لم ینظروا: فعل نفی بافاعل...... فی: جار...... ملکوت السموت والارض: مرکب اضافی معطوف علیہ......و: عاطفہ...... ما: موصولہ...... خلق اللہ من شیء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ...... ان: مصدریہ...... عسی: فعل مقارب بافاعل، ان: مصدریہ...... یکون قد اقترب اجلھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای حدیث بعدہ یومنون من یضلل اللہ فلا ھادی لہ﴾.

ف: مستانفہ...... بای حدیث: ظرف لغو مقدم......بعدہ: ظرف مقدم...... یومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......یضلل اللہ: فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......لا: نفی جنس...... ھادی: اسم...... لہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویذرھم فی طغیانھم یعمھون یسئلونک عن الساعة ایان مرسھا﴾.

و: مستانفہ......یذر: فعل بافاعل......ھم: ضمیر ذوالحال......فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول......عن: جار......الساعة: مبدل...... ایان: ظرف مکان متعلق بمحذوف

خبر مقدم...... موسھا: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو﴾.

قل: قول......انما: حرف مشبہ وماکافہ...... علمها: مبتدا......عند: مضاف......ربی: ذوالحال......لایجلیها: فعل نفی ومفعول...... لوقتها: ظرف لغو......الا: اداۃ حصر...... هو: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثقلت فی السموت والارض لا تاتیکم الا بغتة﴾.

ثقلت: فعل بافاعل......فی السموت والارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... لاتاتی: فعل نفی هی ضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......بغتة: حال، ملکر فاعل...... کم: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یسئلونک کانک حفی عنها قل انما علمها عند الله ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾.

یسئلونک: فعل بافاعل......ک: ضمیر ذوالحال...... کانک: حرف مشبہ واسم......حفی عنها: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قل: قول، انما: حرف مشبہ وماکافہ......علمها: مبتدا......عندالله: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ،و: عاطفہ،لکن اکثر الناس: حرف مشبہ واسم،لایعلمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله﴾.

قل: قول......لااملک: فعل نفی بافاعل...... لنفسی: ظرف لغو، نفعا: معطوف علیہ......و: عاطفہ،لا: نافیہ،ضرا: معطوف، ملکر مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،ماشاء الله: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص بااسم...... اعلم الغیب: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،لام: تاکیدیہ...... استکثرت: فعل بافاعل......من الخیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ماعسی: فعل نفی ومفعول......السوء: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون﴾.

ان: نافیہ......انا: مبتدا...... الا: اداۃ حصر......نذیر: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... بشیر: صفت مشبہ بافاعل ،لام: جار......قوم: موصوف......یومنون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......اولم یتفکروا ما بصاحبھم ......☆جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر شب کے وقت قبیلہ کو پکارا اور فرمایا کہ میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور آپ ﷺ نے انہیں اللہ ﷻ کا خوف دلایا اور پیش آنے والے حوادث کا ذکر کیا تو ان میں سے کسی نے آپ ﷺ کی طرف جنون کی نسبت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کیا انہوں نے تفکر و تامل سے کام نہ لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی اور یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء ﷺ اقوال و افعال حکمت و قدرت کی روشن دلیلیں ہیں۔

☆......یسئلونک عن الساعة......☆حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......قل لا املک لنفسی......☆غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سید عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا حضور ﷺ نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

نعمتیں آزمائش کے طور پر!

ا......یعنی ہم انہیں ایک کے بعد دوسری چیز دیتے رہینگے، اور وہ ہماری نافرمانی میں مبتلا رہینگے، یہاں تک کہ ان کی انتہا ہلاکت کے فیصلہ پر ہو، اور وہ نعمتوں ہی کے گمان میں رہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ اے انسان جب تو یہ دیکھے کہ کسی بندے پر اللہ ﷻ کی نعمتیں ہو رہی ہیں اور وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی میں پڑا ہوا ہے تو جان لے کہ یہ اس کے حق میں استدراج ہے (الصاوی، ج ۲، ص ۳۰۵)

اللہ ﷻ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے علامہ صاوی علیہ الرحمۃ پر کہ انہوں نے کیسی عمدہ اور اہم بات سمجھا دی کہ مال اور ظاہری انعام و اکرام کی فراوانی سے انسان یہ نہ سمجھے کہ اس نے کسی نیکی کے ذریعے یہ سب پا لیا ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ استدراج ہو! بندے کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے کہ نہ جانے اس پر ہونے والی نعمتوں کی وجہ کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ استدراج ہو، حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''انسان کسی راستے پر ہو اور اس سے خوف نہ جاتا ہو پھر جب خوف زائل ہو جائے تو جان لے کہ وہ شخص راستے سے بھٹک گیا ہے''۔ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ''ہر چیز کے لئے زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے اور خوف کی علامت امید ہے''۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الخوف، ص ۲۰۰)

انسان خوف اور امید کی ملی جلی کیفیت میں رہے، اللہ ﷻ کی نعمتوں پر امید کرتے ہوئے شکر بھی بجا لائے اور خوف کرتے

ہوئے استدراج سے پناہ بھی مانگتا رہے۔

قیامت کا علم کس کے پاس ھے؟

۲۔۔۔۔۔قیامت کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے یہود نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ہیں تو بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قیامت کو ساعت کیوں کہتے ہیں ؟ علامہ مدارک نے فرمایا کہ القیامۃ کو الساعۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اچانک آئے گی یا اس دن میں حساب جلدی سے ہوگا یا یہ وجہ ہے کہ لانها عند الله علی طولها کساعة من الساعات عند الخلق یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک قیامت کی لمبائی (طوالت) اتنی ہے جتنی مخلوق کے نزدیک گھڑیوں میں سے ایک گھڑی۔ (المدارک، ج۱، ص۶۲۲)

محققین کہتے ہیں کہ قیامت کے وقت کو مخفی اس لئے رکھا گیا تا کہ وہ اس سے خوف کرتے رہیں اور ڈرتے رہیں، اس لئے کہ جب لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ قیامت کب آئے گی تو وہ خوف و امید اور اس دن کی ہولناکیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے، پس یہ بات انہیں طاعت اور توبہ کی جانب مائل کرے گی اور نافرمانیوں پر زجر بھی کرے گی۔ (الخازن، ج۲، ص۲۷۸)

ذیل میں نمبروار کچھ حدیثیں موضوع کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں:

(۱)۔۔۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی''؟ اس نے کہا کہ میں نے قیامت کے لئے اس کے سوا کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ محبت کرتے ہو''، ہم حاضرین نے پوچھا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''! تو ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب مناقب عمر، رقم: ۳۶۸۸، ص۶۱۹)

(۲)۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں مسلمانوں سے گفتگو فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام جاری رکھا، بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام سن لیا اور اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام نہیں سماعت فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت سے متعلق سوال کیا تھا''، اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امانتیں ضائع ہونے لگے گی تو قیامت کا انتظار کرنا''، اس شخص نے پوچھا کہ امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا: ''جب منصب نااہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو تم قیامت کا انتظار کرنا''۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، رقم: ۵۹، ص۱۴)

(۳)۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حجاز مقدس سے ایک ایسی آگ نمودار نہ ہو جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۱۸۳، ص ۱۴۲۱)

(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تین جھوٹوں کا خروج نہ ہو جائے اور یہ تینوں جھوٹے یہ گمان کریں گے کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۲۳۶، ص ۱۴۲۹)

(۵)......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ہم قیامت سے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: سورج مغرب سے طلوع ہوگا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا، تین جگہوں کا دھنس جانا ایک مشرق، دوسرا مغرب اور تیسرا جزیرۂ عرب، آگ عدن کے گڑھوں سے نکل کر لوگوں کو ہانکے گی، یا (فرمایا) جمع کرے گی جہاں وہ رات گزاریں گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ دوپہر کا قیلولہ کریں گے وہ بھی کرے گی''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخسف، رقم: ۲۱۹۰، ص ۶۳۷)

(۶)......حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ نہر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لے گا''۔ (مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعة، الفصل الاول، ص ۴۶۹)

(۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں شہنشاہ دو جہاں مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے کلام نہ کر لیں، اور اس وقت تک کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی کلام کرلے، اور جوتوں کے تسمے بھی کلام کریں گے، اور انسان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فکلام السباع برقم: ۲۱۸۸، ص ۶۳۷)

(۸)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانیاں ہیں کہ علم کم ہو جائے گا (یعنی علم اٹھ جائے گا)، جہالت ظاہر (عام) ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، مردوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں ہونگی۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم برقم: ۸۰، ص ۱۹)

(۹)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پھر جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سارے لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس

وقت کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ دو آمیوں نے کسی چیز کو خریدنے کے لئے کپڑے پھیلائے ہونگے لیکن خریدنے اور کپڑوں کو لپیٹنے نہ پائیں گے اور قیامت یوں قائم ہوجائے گی کہ ایک شخص دودھ لے کر چلا ہوگا لیکن اسے پینے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک آدمی جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض پر لے جائے گا لیکن پلانے نہیں پائے گا اور قیامت یوں قائم ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھانے نہیں پائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ، رقم: ٦٥٠٦، ص ١١٢٧)

(۱۰)......حضرت سلامہ بنت حر بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہل مسجد امامت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی امام نہیں ملے گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی کراھیۃ التدافع، رقم: ٥٨١، ص ١٢١)

(۱۱)......قیس بن ابی حاتم حضرت مرداس اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور تلچھٹ یعنی بھوسی باقی رہ جائے گی جیسے جو کی بھوسی یا ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ذھاب الصالحین، رقم: ٦٤٣٤، ص ١١١٦)

(۱۲)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک کون ومکاں مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات پاک کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدۃ الزمان، رقم: ٤٠٣٧، ص ٦٦٧)

(۱۳)......حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ دین کے لئے قتال کرتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی اور کسی کی مخالفت سے ان کو ضرر نہیں ہوگا حتی کہ ان پر قیامت آجائے گی اور اسی حال پر ہوں گے''، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا ہاں اللہ عزوجل ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور اس کا مس ریشم کی طرح ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس کی روح قبض کرلے گی پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٤٨٥٠، ص ٩٧٠)

(۱۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو عظیم گروہوں میں جنگ عظیم نہ ہوجائے اور دونوں جماعتوں کا دعوی ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تیس دجالوں کا ظہور نہ ہوجائے اور یہ سارے ہی خود کو اللہ عزوجل کا رسول گمان کریں گے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ٣٦٠٩، ص ٦٠٥)

(۱۵)......حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''مھدی میری عترت سے اولاد فاطمہ سے ہوگا''۔

(مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعۃ، الفصل الثانی، ص ۴۷۰)

(۱۶)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ متقارب نہ ہو جائے اور سال مہینے کی طرح گزرے، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ دن کی طرح، دن ایک گھنٹہ کی مانند، اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی مانند گزر جائے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی تقارب، رقم: ۲۳۳۹، ص ۶۷۷)

(۱۷)......حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو ان پر مصائب کا آنا حلال ہو جائے گا''، حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ پندرہ کام کیا ہیں؟ جواباً ارشاد فرمایا: ''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا، اور امانت مال غنیمت بنالی جائے گی، زکاۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیویوں کی فرمانبرداری کریں گے اور ماؤں کی نافرمانی کریں گے، دوست کے ساتھ تو بھلائی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، قوم کے ذلیل ترین شخص کو امام بنا لیا جائے گا، جب کسی شخص کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، گانے والیاں اور ساز رکھا جائے گا، امت کے آخری لوگ پہلوں کو گالی دیں گے، اس وقت میں تم سرخ آندھیوں، زلزلوں اور مسخ ہونے کے عذاب کا انتظار کرنا''۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ، رقم: ۲۲۱۷، ص ۶۴۵)

(۱۸)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم وہ شخص نہیں ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہے اس کا نام میرے نام کے مطابق یعنی محمد ہوگا'' اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ''اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ عزوجل اس دن کو اتنا لمبا کرے گا حتی کہ اس دن میں ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، وہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب المھدی، باب، رقم: ۴۲۸۲، ص ۷۹۶)

(۱۹)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے حتی کہ ایک شخص مال کی زکوۃ لے کر نکلے اور اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے جو اس کو قبول کرے جب تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ، رقم: ۲۲۲۸، ص ۴۶۰)

(۲۰)......حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''تخلیق آدم سے لیکر قیامت تک جو امر کبیر ہے وہ (خروج) دجال ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب علامات بین یدی الساعۃ، الفصل الاول، ص ۴۷۲)

(۲۱)......حضرت عبداللہ بن عمرو العاص سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت عیسی علیہ السلام زمین کی

جانب نزول فرمائیں گے، وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی، وہ پینتالیس ۴۵ سال عمر گزاریں گے پھر فوت ہونگے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیئے جائیں گے چنانچہ میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان سے اٹھائے جائینگے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب قرب الساعۃ، الفصل الثالث، ص ۴۸۰)

(۲۲)......اوس بن اوس نے سید عالم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں ان کی روح قبض کی جائے گی، اسی دن صور پھونکی جائے گی اور اسی دن میں صعقہ (گرج، آواز، موت) ہوگی تو تم اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب الجمعہ، باب اکثار الصلاۃ، رقم: ۱۳۷۰، ص ۳۴۷)

جاننا چاہیے کہ ایسا شخص جسے کچھ علم نہ ہو، کیا قیامت کے بارے میں اتنی خبریں دے سکتا ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو نہ جانتے ہوئے بھی اتنا جانتا ہو کہ بغیر اس کے بتائے کسی کو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوتا ہو؟، جہاں سید عالم ﷺ نے یہ فرمایا: ''کچھ نہیں جانتا'' یا یہ فرمایا: ''اے محبوب ان لوگوں سے کہہ دو کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا''، یہ اس لئے تھا کہ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ یہود کا یہ کہنا کہ ہم قیامت کا علم رکھتے ہیں غلط ہے، اور یہ واضح ہو جائے کہ نبوت کے لوازم میں یہ بات شامل ہی نہیں کہ نبی قیامت کے بارے میں بتائے کہ وہ کب قائم ہوگی؟ ہاں ہم اہل ایمان یہ جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو علم عطا فرمایا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کتنا عطا فرمایا، یہ دینے والا جانے اور جسے دیا گیا وہ جانے، ہمیں ناپ طول کرنے کی حاجت نہیں ہونی چاہیے۔ علامہ آلوسی کی ایک عبارت اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے علم عطا فرمایا چنانچہ آپ ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء: ۸۵)﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ فلم یقبض رسول اللہ ﷺ حتی علم کل شیء یمکن العلم بہ کما یدل علیہ ما اخرجہ الامام احمد و الترمذی یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا اس بات پر امام احمد اور ترمذی کی تخریج کردہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۹۶)

سید عالم ﷺ کی ذات سے علم غیب کی نفی جہالت کا پالندہ ھے!

س......اہل سنت و جماعت کا یہ دعوی ہے کہ سید عالم ﷺ غیب کا علم جانتے تھے اور یہ دعوی بے دلیل نہیں ہے۔ شیخ سلیمان الجمل اس بارے میں ایک اعتراض قائم کرکے اس کا جواب دیتے ہیں اعتراض یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ سید عالم ﷺ نے غیب کی خبریں دیں اور کئی احادیث اس مضمون پر موجود ہیں اور غیب کی خبریں دینا سید عالم ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے پھر

ان سب شواہد کو جو کہ علم غیب مصطفیٰ کے حوالے سے پائے جاتے ہیں انہیں اور اس آیت مبارکہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ میں کیسے تطبیق کی جائے؟ علامہ شیخ سلیمان الجمل فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بات سید عالم ﷺ نے بطریق تواضع اور آدب کہی ہو اور اس آیت کا معنی کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اتنا کہ جتنا اللہ ﷻ نے مجھے عطا فرمایا اور مجھے اس کی قدرت دی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ بات سید عالم ﷺ نے اس وقت کی ہو جب کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو غیب کے علم سے نہ نوازا ہو پھر جب آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے غیب سے نواز دیا تو آپ ﷺ نے اس کی خبریں دینا شروع کردیں۔ (الجمل، ج۳، ص ۱۵۳)

سید عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے مطلقاً علم غیب کی نفی کرنا جہالت کا پلندہ ہے۔ اور ایسا کوئی اہل ایمان نہیں کرسکتا ، یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اسلام سے کچھ علاقہ نہیں۔ کسی مفسر نے سید عالم ﷺ سے کہیں بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔ آئیں اب عبارتوں کا ترتیب وار ذکر کیے دیتے ہیں کہ جن میں علمائے دیوبند نے حضور پرنور ﷺ کے علم غیب کی نفی کی اور آپ ﷺ کی شان اقدس میں نامناسب الفاظ استعمال فرمائے۔

(۱) قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے تو نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کرلیں یہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و مرشد کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب نے اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دے دیتا ہے۔ (بلغة الحيران في ربط آيات الفرقان، ص ۱)

(۲) جب انبیائے علیہم السلام کو غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ بکفر ہے۔ (المرجع السابق)

(۳) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص ٦١)

(۴) تھانوی کی یہ عبارت متذکرہ بالا عبارت سے بالکل مختلف ہے وہ عبارت یہ ہے کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ (حفظ الایمان، ص ۷)

(۵) شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک

نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (البراھین قاطعہ، ص ۵۱)۔

نوٹ: وہابی، دیوبندی شرم کریں، اور اپنے بڑوں کی ان گستاخانہ عبارات سے رجوع کر کے اپنے ایمان کی فکر کریں، ورنہ.......۔

☆......☆ کید اصل میں مکر اور خدع کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اللہ ﷻ کے لئے یہ لفظ (مکر اور خدع کے معنی میں) استعمال ہونا باطل ہے، بلکہ اس سے مراد استدراج ہے جو کہ شدید ہے، اور اس استدراج کا ظاہر احسان ہے اور باطن خذلان (یعنی رسوائی) ہے۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۳۰۵)

فبارد و ا الی الایمان: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان نہ ماننے والوں (یعنی کافروں) کی موت قریب ہو، پھر ان کے لئے کیا بات ہے کہ موت سے پہلے قرآن پر ایمان لانے کی جلدی نہیں مچاتے، اور حق واضح ہونے کے بعد کس چیز کے انتظار میں ہیں، اور اس قرآن سے زیادہ کونسی حق چیز کی انہیں امید ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۵۰)

ایک اھم بات

حضرت سیدنا ضرار بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا اور اس کی زینت سے گھبراتے تھے، رات اور اس کے اندھیرے سے سکون پاتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بعض دفعہ انہیں دیکھا کہ جب رات کی تاریکی شدت اختیار کر جاتی، ستارے چمکنے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح بے قرار ہو جاتے اور غمزدہ کی طرح رونے لگتے اور اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر ارشاد فرماتے: "اے دنیا! تو مجھے دھوکا دینا چاہتی ہے، میری طرف سنور کر آتی ہے، جا! کسی اور کو دھوکہ دے میں نے تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، کیونکہ تیری عمر قلیل، تیری مجلس حقیر اور تو بڑی خطرناک ہے، ہائے! ہائے! زادِ راہ قلیل، سفر طویل اور راستہ پُرخطر ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، علی بن ابی طالب، حدیث: ۲۶۱، ج ۱، ص ۱۲۶، دارالکتب العلمیۃ)۔

رکوع نمبر: ۱۴

﴿هُوَ﴾ اَىِ اللّٰهُ ﴿الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ اَىْ آدَمَ ﴿وَجَعَلَ﴾ خَلَقَ ﴿مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ حَوَّاءَ ﴿لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ وَيَاْلِفُهَا ﴿فَلَمَّا تَغَشّٰهَا﴾ جَامَعَهَا ﴿حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا﴾ هُوَ النُّطْفَةُ ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ ذَهَبَتْ وَجَاءَتْ لِخِفَّتِهٖ ﴿فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ﴾ بِكِبَرِ الْوَلَدِ فِىْ بَطْنِهَا وَاَشْفَقَا اَنْ يَّكُوْنَ بَهِيْمَةً ﴿دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا﴾ وَلَدًا ﴿صَالِحًا﴾ سَوِيًّا ﴿لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (۱۸۹)﴾ لَكَ عَلَيْهِ ﴿فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا﴾ وَلَدًا ﴿صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالتَّنْوِيْنِ اَىْ شَرِيْكًا ﴿فِيْمَآ اٰتٰهُمَا﴾ بِتَسْمِيَتِهٖ عَبْدَ الْحَارِثِ وَلَا يَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا اِلَّا لِلّٰهِ وَلَيْسَ بِاِشْرَاكٍ فِى الْعُبُوْدِيَّةِ لِعَصْمَةِ آدَمَ وَرَوٰى سَمُرَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ وَكَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ ، فَقَالَ سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَاِنَّهٗ يَعِيْشُ ، فَسَمَّتْهُ فَعَاشَ ، فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَاَمْرِهٖ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۱۹۰)﴾ اَىْ اَهْلُ مَكَّةَ بِهٖ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْجُمْلَةُ مُسَبَّبَةٌ عَطْفٌ عَلٰى خَلَقَكُمْ وَمَا بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ ﴿اَيُشْرِكُوْنَ﴾ بِهٖ فِى الْعِبَادَةِ ﴿مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (۱۹۱)﴾ ﴿وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ﴾ اَىْ لِعَابِدِيْهِمْ ﴿نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۲)﴾ بِمَنْعِهَا مِمَّنْ اَرَادَ بِهِمْ سُوْءًا مِنْ كَسْرٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اَىِ الْاَصْنَامَ ﴿اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ﴾ اِلَيْهِ ﴿اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ (۱۹۳)﴾ عَنْ دُعَائِهِمْ وَلَا يَتَّبِعُوْهُ لِعَدَمِ سِمَاعِهِمْ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ﴾ تَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ﴾ مَمْلُوْكَةٌ ﴿اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ﴾ دُعَاءَكُمْ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۹۴)﴾ فِىْ اَنَّهَا آلِهَةٌ ثُمَّ بَيَّنَ غَايَةَ عِجْزِهِمْ وَفَضْلَ عَابِدِيْهِمْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اَيْدٍ﴾ جَمْعُ يَدٍ ﴿يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارِيٍّ اَىْ لَيْسَ لَهُمْ شَىْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ لَكُمْ فَكَيْفَ تَعْبُدُوْنَهُمْ وَاَنْتُمْ اَتَمُّ حَالًا مِّنْهُمْ ﴿قُلِ﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ ﴿ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ﴾ اِلٰى هَلَاكِىْ ﴿ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (۱۹۵)﴾ تُمْهِلُوْنَ فَاِنِّىْ لَا اُبَالِىْ بِكُمْ ﴿اِنَّ وَلِيِّ ىَ اللّٰهُ﴾ مُتَوَلِّىْ اُمُوْرِىْ ﴿الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ﴾ اَلْقُرْآنَ ﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (۱۹۶)﴾ بِحِفْظِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۷)﴾ فَكَيْفَ اُبَالِىْ ﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اَىِ

الْاَصْنَامَ ﴿ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰهُمْ﴾ اَىِ الْاَصْنَامَ يَامُحَمَّدُ ﴿ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ﴾ اَىْ يُقَابِلُوْنَكَ كَالنَّاظِرِ ﴿ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (۱۹۸)﴾ ﴿ خُذِ الْعَفْوَ﴾ اَىِ الْيُسْرَ مِنْ اَخْلَاقِ النَّاسِ وَلَا تَبْحَثْ عَنْهَا ﴿ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ اَلْمَعْرُوْفِ ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱۹۹)﴾ فَلَا تُقَابِلْهُمْ بِسَفَهِهِمْ ﴿وَاِمَّا﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿ يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ﴾ اَىْ اَنْ يَصْرِفُكَ عَمَّا اُمِرْتَ بِهٖ صَارِفٌ ﴿ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ جَوَابُ الشَّرْطِ وَجَوَابُ الْاَمْرِ مَحْذُوْفٌ يَدْفَعُهُ عَنْكَ ﴿ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿ عَلِيْمٌ (۲۰۰)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ﴾ اَصَابَهُمْ ﴿ طٰٓئِفٌ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ طَائِفٌ اَىْ شَىْءٌ اَلَمَّ بِهِمْ ﴿ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا ﴾ عِقَابَ اللّٰهِ وَثَوَابَهٗ ﴿فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (۲۰۱)﴾ اَلْحَقَّ مِنْ غَيْرِهٖ فَيَرْجِعُوْنَ ﴿ وَاِخْوَانُهُمْ﴾ اَىْ اِخْوَانُ الشَّيَاطِيْنِ مِنَ الْكُفَّارِ ﴿ يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ اَىِ الشَّيَاطِيْنَ ﴿ فِى الْغَىِّ ثُمَّ﴾ هُمْ ﴿ لَا يُقْصِرُوْنَ (۲۰۲)﴾ يَكُفُّوْنَ عَنْهُ بِالتَّبَصُّرِ كَمَا تَبْصُرُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ ﴾ اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بِاٰيَةٍ﴾ مِمَّا اقْتَرَحُوْا ﴿قَالُوْا لَوْلَا ﴾ هَلَّا ﴿اجْتَبَيْتَهَا﴾ اَنْشَاْتَهَا مِنْ قِبَلِ نَفْسِكَ ﴿ قُلْ ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ﴾ وَلَيْسَ لِىْ اَنْ آتِىَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِىْ بِشَىْءٍ ﴿ هٰذَا ﴾ الْقُرْآنُ ﴿بَصَآئِرُ ﴾ حُجَجٌ ﴿مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۲۰۳)﴾ ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ عَنِ الْكَلَامِ ﴿ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۲۰۴)﴾ نَزَلَتْ فِىْ تَرْكِ الْكَلَامِ فِى الْخُطْبَةِ وَعُبِّرَ عَنْهَا بِالْقُرْآنِ لِاشْتِمَالِهَا عَلَيْهِ وَقِيْلَ فِىْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ مُطْلَقًا ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ﴾ اَىْ سِرًّا ﴿ تَضَرُّعًا﴾ تَذَلُّلًا ﴿ وَخِيْفَةً﴾ خَوْفًا مِنْهُ ﴿ وَ﴾ فَوْقَ السِّرِّ ﴿دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ اَىْ قَصْدًا بَيْنَهُمَا ﴿ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴾ اَوَائِلِ النَّهَارِ وَاَوَاخِرِهٖ ﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (۲۰۵)﴾ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ ﴾ اَىِ الْمَلَائِكَةَ ﴿لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ يَتَكَبَّرُوْنَ لَهٗ ﴿ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ﴾ يُنَزِّهُوْنَهٗ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهٖ ﴿ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ (۲۰۶)﴾ اَىْ يَخُصُّوْنَهٗ بِالْخُضُوْعِ وَالْعِبَادَةِ فَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ .

﴿ترجمہ﴾

وہی (یعنی اللہ عزوجل ہے) جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے) اور بنایا (جعل بمعنی خلق ہے) اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا (یعنی بی بی حوا......) کہ اس سے چین پائے (یعنی اس سے الفت پائے) پھر جب مرد اس پر چھایا (یعنی اس سے مجامعت کی) اسے ایک ہلکا سا بوجھ رہ گیا (مراد نطفہ ہے) تو اسے لیے پھرا کی (یعنی گئی اور آئی اس کی خفت کی وجہ سے

پھر جب بوجھل پڑی (پیٹ میں بچہ کے بڑا ہونے سے، اور دونوں خوف کھاتے ہیں کہ کہیں جانور نہ ہو) دونوں نے اپنے رب سے دعا کی اگر تو ہمیں نیک (سلامت بدن والا) بچہ دے گا تو بیشک ہم شکر گزار ہونگے (تیرے، اس عطا پر) پھر جب اس نے انہیں نیک (بچہ) عطا فرمایا تو انہوں نے ساجھی ٹھرائے (اور ایک قرأت میں شر کاء، شین کی کسرہ اور تنوین کے ساتھ ہے یعنی شریک) اس کی عطا میں (اس بچہ کا نام عبد الحرث رکھا......۲......اور اللہ عزوجل کے سوا کسی کا بندہ نہیں ہوسکتا اور یہ شرک فی العبودیت نہیں کہ آدم علیہ السلام ایک معصوم نبی ہیں اور سمرۃ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: ''جب حوا نے بچے کو جنم دیا ابلیس ان کے گرد گھومتا تھا اور حوا کے بچے زندہ نہ رہتے تھے ابلیس نے کہا کہ اس کا نام عبد الحرث رکھو تو وہ زندہ رہے گا، انہوں نے اس کا نام عبد الحرث رکھا تو وہ زندہ رہا اور یہ شیطان کی طرف سے بی بی حوا کے دل میں بات ڈالنا تھا اور اس کا حکم'' اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی نے کہا کہ حسن غریب ہے) تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک سے (یعنی اہل مکہ کے بتوں کو شریک ٹھرانے سے اور جملہ فتعالی اللہ...... الخ کا عطف خلقکم پر ہے اور درمیان میں جملہ معترضہ ہے) کیا اسے شریک کرتے ہو (عبادت میں) جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور وہ طاقت نہیں رکھتے کہ ان کو (یعنی ان کی عبادت کرنے والوں کو) مدد پہنچائیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں (یعنی جوان کی توڑ پھوڑ کرنا چاہے اسے بھی روک نہیں سکتے......۳......اور أیشر کون میں استفہام توبیخی ہے) اور اگر تم انہیں (یعنی بتوں کو) راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں (یتبعو کم تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) تم پر ایک سا ہے چاہے تم انہیں پکارو (اپنی طرف) یا چپ رہو (پکارنے سے، وہ عدم سماعت کے باعث پیروی نہ کریں گے) بیشک وہ جن کو تم پوجتے ہو (یعنی عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا بندے ہیں (یعنی مملوک ہیں) تمہاری طرح تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں گے (تمہاری پکار کا) اگر تم سچے ہو (اس بارے میں کہ وہ معبود ہیں پھر اس کے بعد ان بتوں کی غایت عجز کو اور ان پر ان کے عبادت گزاروں کی فضیلت کو بیان کیا فرمایا) کیا ان کے پاؤں ہیں جس سے چلیں یا (بلکہ کیا) ان کے ہاتھ ہیں (اید جمع ہے ید کی) جس سے گرفت کریں یا (بلکہ کیا) ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا (بلکہ کیا) ان کے کان ہیں جن سے سنیں (چاروں مواضع استفہام انکاری ہیں یعنی انہیں ان چیزوں میں سے کچھ میسر نہیں جو تمہیں دی ہیں تو کیسے تم ان کی عبادت کرتے ہو؟ جبکہ تم ان سے حالت میں اتم میں ہو) تم فرماؤ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے) اپنے شریکوں کو پکارو (میری ھلاکت کیلئے) پھر مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو (تنظرون بمعنی تمھلون ہے، کہ مجھے تمہاری دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہیں) بیشک میرا ولی اللہ ہے (میرے امور کا والی) جس نے کتاب (یعنی قرآن) اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے (یعنی ان کی حفاظت کرتا ہے......۴......) اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں (تو کیسے میں ان کی پرواہ کروں؟) اور اگر تم انہیں (یعنی بتوں کو) راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے (یعنی بتوں کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں (یعنی دیکھنے والے کی طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں) اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا اے

محبوب معاف کرنا اختیار کرو (یعنی لوگوں سے آسان برتاؤ کرو اور ان سے بحث نہ کرو) اور بھلائی کا حکم دو (العرف بمعنی المعروف ہے) اور جاہلوں سے منہ پھیرلو......۵...... (یعنی ان کی بے وقوفیوں پر مقابلہ نہ کرو) اور اے سننے والے اگر (امــا میں نون شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہے) شیطان تجھے کوئی کونچادے......۶...... (یعنی آپ ﷺ کو حکم سے پھیرنے لگے) تو اللہ کی پناہ مانگ (فاستعذ بالله جواب شرط ہے اور جواب امر محذوف ہے یعنی یدفعه عنک ہے) بیشک وہی سنتا (بات کو) جانتا ہے (کام کو) بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں ٹھیس لگتی ہے (یعنی پہنچتی ہے) کسی شیطانی خیال کی (اور ایک قرأت میں طائف ہے ای شئی الم بهم) ہوشیار ہو جاتے ہیں (اللہ ﷻ کی سزا، اور اس کے ثواب سے) اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں (حق کے علاوہ امور سے) اور وہ جو بھائی ہیں (یعنی شیطان کے بھائی کفار وغیرہ) کھینچتے ہیں (شیطان) انہیں گمراہی میں پھر (وہ) کمی نہیں کرتے (یعنی غور وفکر کر کے اس سے رک نہیں جاتے جیسا کہ متقی رک جاتے ہیں) اور اے محبوب جب ان کے پاس (یعنی اہل مکہ) کوئی آیت (جس کی وہ خواہش کرتے ہوں) لائیں تو کہتے ہیں کیوں نہ بنائی (لولا بمعنی هــلا ہے) تم نے دل سے (یعنی تم نے اسے اپنے جی سے بنالیا ہے) تم فرماؤ (ان سے) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے (یعنی میں اپنے جی سے کوئی چیز نہیں لاتا) یہ (قرآن) روشن دلیلیں (یعنی حجتیں) تمہارے رب کی طرف سے ہیں اور ھدایت اور رحمت مسلمانوں کیلئے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو......ے...... (کلام کرنے سے) کہ تم پر رحم ہو (آیت مبارکہ خطبہ میں ترک کلام کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کی تعبیر قرآن سے کی گئی اسلئے کہ خطبہ قرآنی آیات پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ مطلقاً قرأت قرآن میں کلام کرنے سے منع کیا گیا) اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو (یعنی حالت سری میں) زاری (یعنی تذلل کرتے ہوئے) اور ڈر سے (اس سے ڈرتے ہوئے) اور (کچھ آواز سے) بے آواز بلند کیے (یعنی متوسط آواز سے) صبح اور شام (دن کے اول اور آخر وقت میں) اور غافلوں میں نہ ہونا (اللہ ﷻ کے ذکر سے) بیشک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) تکبر نہیں کرتے (یستکبرون بمعنی یتکبرون ہے) اس کی عبادت سے اور اس کی پاکی بولتے (ان باتوں سے جو اس کی شان کے لائق نہیں) اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (خاص اسی کی بندگی اور خضوع اختیار کرتے ہیں تو تم بھی انہیں کی مثل ہو جاؤ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هو الذی خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن اليها﴾.

هو: مبتدا...... الذی: موصول...... خلقكم: فعل با فاعل ومفعول...... من نفس واحدة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... جعل منها زوجها: فعل با فاعل وظرف ومفعول...... لام: جار...... يسكن اليها: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت به﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، تغشھا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، حملت : فعل بافاعل، حملا خفیفا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، مرت به: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما اثقلت دعوا الله ربھما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشکرین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... اثقلت : جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... دعوا: فعل بافاعل...... الله: مبدل منہ...... ربھما: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... لام: تاکیدیہ، ان: شرطیہ...... اتیتنا صالحا: فعل بافاعل ومفعول...... صالحا: "ولدا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ ...... نکونن من الشکرین: جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما اتھما صالحا جعلا له شرکاء فیما اتھما﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... اتھما صالحا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... جعلا: فعل بافاعل...... له: ظرف مستقر حال مقدم، شرکاء: موصوف...... فیما اتھما: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فتعلی الله عما یشرکون ایشرکون ما لا یخلق شیئا وھم یخلقون﴾.

ف: عاطفہ، تعالی الله: فعل بافاعل، علی : جار، ما :موصول، یشرکون : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، متعلق تعالی کے لیے، ھمزہ: استفہامیہ انکاری، یشرکون: فعل بافاعل، ، ما: موصولہ، لایخلق...... الخ: صلہ ملکر مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یستطیعون لھم نصرا ولا انفسھم ینصرون﴾.

و: عاطفہ...... لایستطیعون لھم نصرا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ، انفسھم: مفعول مقدم...... ینصرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تدعوھم الی الھدی لا یتبعوکم﴾.

و: مستانفہ...... ان: شرطیہ...... تدعوھم الی الھدی: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایتبعوکم : فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿سواء علیکم ادعوتموھم ام انتم صامتون﴾.

سواء علیکم: شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم...... ھمزہ: استفہامیہ، دعوتموھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ...... ام: عاطفہ...... انتم: مبتدا...... صامتون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم﴾۔

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، تدعون من دون اللہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم، عباد: موصوف،امثالکم: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین﴾۔

ف: فصیحہ...... ادعوھم: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف...... ف: عاطفہ...... لیستجیبوا: لام امر وفعل فاعل، لکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ٌ،ملکر شرط محذوف "اذا صح ذلک" کیلئے جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فادعوھم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... ارجل: موصوف...... یمشون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر،ملکر معطوف علیہ......ام: عاطفہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......اید: موصوف......یبطشون بھا: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر معطوف اول...... ام: عاطفہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... اعین: موصوف......یبصرون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر معطوف ثانی......ام: عاطفہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......اذان: موصوف......یسمعون بھا: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر معطوف ثالث،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ادعوا شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون﴾۔

قل: قول......ادعوا شرکاء کم: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ، کیدون: جملہ فعلیہ معطوف اول......ف: عاطفہ...... لاتنظرون: فعل نہی با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین﴾۔

ان ولی: حرف مشبہ واسم......اللہ: موصوف......الذی نزل الکتب: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، ھو: مبتدا......یتولی الصلحین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر معطوف،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون﴾۔

و: عاطفہ...... الذین: موصول......تدعون من دونہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... لایستطیعون نصرکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ...... انفسھم ینصرون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تدعوھم الی الھدی لا یسمعوا وترھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تدعوھم الی الھدی: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایسمعوا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: مستانفہ......تری: فعل با فاعل......ھم: ضمیر ذوالحال...... ینظرون الیک: جملہ فعلیہ حال اول......و: حالیہ، ھم لایبصرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجھلین﴾.

خذالعفو: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... امر بالعرف: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... اعرض عن الجھلین: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......ینزغنک: فعل ومفعول...... من الشیطن: ظرف مستقر حال مقدم...... نزغ: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......استعذباللہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......انہ: حرف مشبہ واسم...... سمیع: خبر اول......علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین اتقوا اذا مسھم طئف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین اتقوا: موصول صلہ، ملکر اسم......اذا: شرطیہ......مسھم: فعل ومفعول......طئف: موصوف، من الشیطن: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......تذکروا: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ...... اذا: فجائیہ......ھم: مبتدا......مبصرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون﴾.

و: مستانفہ......اخوانھم: مبتدا......یمدونھم فی الغی: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......لایقصرون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا لم تاتھم بایۃ لولا اجتبیتھا﴾.

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، لم تاتھم بایۃ: فعل نفی با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، لولا: حرف تحضیض، اجتبیتھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یومنون﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ......اتبع: فعل با فاعل، ما: موصولہ، یوحی الی من ربی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ھذا: مبتدا، بصائر: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، وھدی: معطوف اول، و:

عاطفہ، رحمة: مصدر بافاعل، لقوم یومنون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون﴾

و: مستانفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ...... قری القران: فعل مجہول ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ، استمعوا له: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انصتوا: فعل امر واؤضمیر ذوالحال...... لعلكم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تكن من الغفلين﴾

و: عاطفہ...... اذكر: فعل انت ضمیر ذوالحال...... في نفسك: جارمجرور ظرف مستقر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، دون: مضاف...... الجهر: ذوالحال...... من القول: ظرف مستقر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بحذوف معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل...... ربك: مفعول...... تضرعا وخيفة: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول لہ...... ب: جار...... الغدو: معطوف علیہ، والاصال: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، لاتكن: فعل نہی، من: جار، الغفلين: مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذين عند ربك لا يستكبرون عن عبادته ويسبحونه وله يسجدون﴾

ان: حرف مشبہ...... الذين عند ربك: موصول صلہ، ملکر اسم...... لايستكبرون عن عبادته: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ملکر جار، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... قل ادعوا شركاء كم ...... ☆سید عالم ﷺ نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں برباد ہو جاتے ہیں یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو مکر وفریب کر سکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین خاطر:

۱...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے نقل کی ہے کہ ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہائش پزیر تھے اور جنت میں تنہا چلتے پھرتے تھے اور جنت میں کوئی نہ تھا کہ جس سے آپ علیہ السلام سکون پاتے، پس آپ علیہ السلام سو گئے اور بیدار ہونے پر اپنے سامنے ایک عورت کو کھڑا پایا جسے اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا، آپ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تو کون

ہے؟ بولی: عورت، آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو کیوں پیدا کی گئی ہے؟ اس نے کہا اس لئے تاکہ آپ علیہ السلام مجھ سے سکون پائیں، فرشتوں نے اپنے علم سے مشاہدہ کرتے ہوئے فرمایا: اے آدم علیہ السلام اس عورت کا نام کیا ہے؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا حوّا، بولے حوّا کیوں؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اسے زندہ چیز سے پیدا فرمایا ہے۔ (قصص الانبیاء، ص ۱۳، البدایۃ والنھایۃ، باب خلق آدم، الجزء ۱، ج ۱، ص ۸۳)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم، رقم: ۳۳۳۱، ص ۵۵۳)

اولاد کو اچھا نام دیا جائے!

۲......عبد بن حمید اور ابوشیخ نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ بی بی حوا جب بھی حاملہ ہوتیں ان کا بچہ زندہ نہ رہتا تھا ان کے پاس شیطان آیا اور کہا: اس بچے کا نام عبد الحارث رکھو تو یہ زندہ رہے گا، چنانچہ بچہ کا نام عبد الحارث رکھا اور یہ شیطان کی جانب سے وحی (یعنی بات دل میں ڈالنے) اور حکم کرنے سے ہوا۔

☆......عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بی بی حوا حاملہ ہوئیں تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا: اگر تو میری بات مانے گی تو تیرا بچہ سلامت (یعنی زندہ) رہے گا، اس بچے کا نام عبد الحارث رکھنا، بی بی حوا نے ایسا نہ کیا تو بچہ مر گیا، دوسری مرتبہ جب بی بی صاحبہ حاملہ ہوئیں تو ایسا ہی ہوا اور بی بی صاحبہ نے بچے کا نام عبد الحارث نہ رکھا، پھر جب تیسری بار بی بی صاحبہ حاملہ ہوئیں تو شیطان پھر آیا اور کہا اگر تو میری بات مان تو تیرا بچہ سلامت رہے گا اور اگر ایسا نہ کرتو چوپائے کو جنے گی تو بی بی صاحبہ اس کی بات سے ڈر گئیں اور اس کی مان لی۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۷۷)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ملائکہ کے ہاں ابلیس لعین کا نام حارث تھا، علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ اسی آیت مبارکہ کے تحت تبیان القرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ آیات حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا کے متعلق ہیں تو یہ آیتیں مشرکین کے رد میں نازل ہوئی ہیں اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہاں ھمزہ، استفہام کا مقدر ہے یعنی اجعلا لہ شرکاء اور ان آیتوں کا معنی اس طرح ہوگا کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کی دعا کے موافق ان کو صحیح سالم بیٹا عطا کر دیا تو کیا انہوں نے اللہ عزوجل کے شریک گھڑ لئے تھے؟ تو اے مشرکو! تم کیوں اللہ کے لئے شریک گھڑتے ہو؟ اور اللہ عزوجل اس چیز سے بلند ہے جس میں یہ مشرک اللہ عزوجل کے لئے شریک بناتے ہیں۔

آج کل بُرے ناموں کی وبا چل پڑی ہے لوگ بغیر سوچے سمجھے اپنے بچوں کے نام فلمی اداکاروں، ایکٹروں، کھلاڑیوں کے نام پر رکھ لیتے ہیں، نئے اور انوکھے نام کی جستجو میں ایسے نام بھی رکھ لئے جاتے ہیں جن کے معنی ہی کچھ نہیں ہوتے، پھر ناموں کے

بُرے اثرات جب بچے کی شخصیت پر بُرے اثرات چھوڑتے ہیں تو یہی والدین سر پکڑ کر روتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ نام رکھنے سے پہلے کسی عالم دین اور مذہبی شخص سے مشورہ کرلیا جائے تاکہ بعد کی پریشانی اور پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اب ہم نام اچھے رکھنے سے متعلق کچھ احادیث ذکر کرتے ہیں جس میں یہ بیان کریں گے کہ والدین اپنی اولاد کو کیسا نام دیں؟ اور یہ بھی کہ اولاد کا والدین پر حق ہے کہ اسے اچھا نام دیا جائے۔

☆......بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، ج ١٦، رقم: ٤٥١٨٤، ص ١٧٣)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے ناموں میں اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں (صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النهی عن التکنی، رقم: ٥٤٨٠، ص ١٠٧٤)

☆......دیلمی نے بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو''۔ (المسند الفردوس، ج ٢، رقم ٢٣٢٩، ص ٥٨)

☆......ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام کی برکت حاصل کرنے کیلئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے''۔

(الفتاوی الرضویة مخرجه، ج ٢٤، ص ٦٨٦)

☆......حافظ ابو طاہر سلفی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن دو شخص اللہ ﷻ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے، الٰہی! ہم کس عمل کے سبب جنت کے قابل ہوئے؟، ہم نے تو جنت میں جانے کا کوئی کام نہیں کیا؟ فرمائے گا: جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا دوزخ میں نہ جائیگا'' (المرجع السابق)۔

☆......ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں کسی کا کیا نقصان ہے کہ اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(طبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الاولى من اهل المدينة من التابعين، محمد بن طلحه، ج ٥، رقم: ٦٢٢، ص ٤٠)

کیا کوئی عاجز محض بھی خدا ہوسکتا ہے؟

۳......اللہ ﷻ نے متذکرہ آیت مبارکہ میں فرمایا کہ یہ بت جنہیں لوگ اللہ کا شریک بنالیتے ہیں یہ تو عاجز محض ہیں یہ کچھ نہیں کرسکتے نہ کچھ بنا سکیں نہ کسی کو نفع دے سکیں، نہ کسی کی مدد کرسکیں اور نہ ہی اپنی مدد کرنے پر قادر ہوں، اگر ان کے ناک پر مکھی ہی بیٹھ

جائے تو ہٹا نہ سکیں کسی کو کیا فائدہ دیں گے، اگر انہیں اللہ ﷻ کی راہ کی جانب بلاؤ تو نہ آئیں گے انہیں پکارنا نہ پکارنا ایک ہی بات ہے، نہ ان کے پاؤں ہیں کہ جس سے چلیں اور نہ ہی ہاتھ کہ جس سے پکڑیں، نہ ہی آنکھیں کہ جس سے دیکھیں، نہ ہی کان کہ جس سے سنیں ،اب انہیں (یعنی کافروں کو) فیصلہ کر لینا چاہیے کہ جو اس قدر مجبور و عاجز ہو وہ خدا ﷻ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جسے کچھ اختیار ہی نہیں ہے ان عاجزوں کا حال تو یہ ہے کہ اگر کوئی انہیں توڑ پھوڑ ڈالے تو بھی یہ کچھ نہیں کر سکتے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ کیا تھا اور کلہاڑا ان کے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا تھا، جو ایسے عاجز محض ہوں وہ کسی اور کو کیا نفع پہنچائیں گے۔

حقیقی حفاظت کرنے والا اللہ ﷻ ہے!

۴......اللہ ﷻ صالحین کی حفاظت فرماتا ہے۔ انسان کے لئے اللہ ﷻ کی حفاظت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، بندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات ہمارے دل و دماغ کے ایک ایک خلیے میں موجود و متمکن ہے کہ سب سے بڑی حفاظت اللہ ﷻ کی ہے۔ جناب ابو القاسم القشیری النیسابوری فرماتے ہیں کہ اولیاء یعنی صالحین کو ہر سختی اور تکلیف میں اللہ ﷻ کی دائمی حفاظت ہوتی ہے، اور ولایت کی شرط میں سے یہ بھی ہے کہ ولی محفوظ ہو جیسا کہ نبی کا معصوم ہونا نبوت کی شرط میں سے ہے۔ (الرسالة القشيرية ،باب الولاية، ص ۳٦٥)

جاهل سے مُونہ پھیر لیا جائے!

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ عقلمند انسان جاہل سے بحث مباحثہ کبھی نہیں کرتا بلکہ ان سے اعراض کرنے ہی میں اپنا فائدہ جانتا ہے اور یہی قرآن کی تعلیم بھی ہے کہ جاہل کے منہ نہ لگا جائے کیونکہ اسے سمجھانا ناممکن اگرچہ نہ ہو مگر مشکل بہت ہے اس لئے ایسوں سے دور ہی رہا جائے۔ قرآن میں ایک اور مقام پر ہے کہ ﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ٦٣) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

شیطان کا وسوسہ ڈالنا!

٦......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے سننے والے اگر تجھے شیطان کوئی کونچا دے یعنی کسی بُرے کام کی جانب اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ اس ترجمے سے یہ معلوم ہوا کہ اس آیت کے مخاطب عام مومنین ہیں نہ کہ سید عالم ﷺ۔ تفسیر خازن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں خطاب سید عالم ﷺ کو ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ خازن علیہ الرحمۃ نے اعتراض قائم کر کے اس کا جواب بھی عطا فرمایا ہے چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں چلتا، یہاں تک کہ دل میں کونچا دینے اور استعاذہ (شیطان سے پناہ طلب کرنے) کی حاجت پڑے، اس کا جواب دو طرح سے ہو سکتے ہیں۔ اول صورت یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ اگر بالفرض شیطان آپ ﷺ کو کوئی وسوسہ ڈالے تو آپ ﷺ اللہ ﷻ کی پناہ مانگیں اور آپ ﷺ کو شیطان نے کبھی وسوسہ نہ ڈالا، جیسے اللہ ﷻ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ

لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ ﴿الزمر: ۶۵﴾ یعنی اگر بالفرض آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے (یہاں بھی اعلیٰ حضرت نے عام لوگ مراد لئے ہیں)، اور سید عالم ﷺ شرک سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ شیطان وسوسہ کیسے دے، جب کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کے دل مبارک کو شیطانی وسوسے کے قبول وثبوت سے پاک رکھا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۸۴)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کسی کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے اور فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھی لگا دیا گیا ہے''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: ''اللہ ﷻ نے میری اس کے مقابلے میں مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا، پس اب وہ مجھے خیر کے سوا کوئی اور حکم کرتا ہی نہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب تحریش الشیطان، رقم: ۲۰۰۷، ص ۱۳۸۵)

قرآن کا حق!

ے......اللہ ﷻ کے پاک کلام کی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہیں، انسان ان کو سمیٹے تاکہ اس کا ایمان مضبوط ہو، یقین پختہ اور دل انوار و تجلیات کا مخزن بنے۔ لیکن یہ اسی وقت ہو گا جب انسان قرآن کو پڑھے اور اگر پڑھنا نہیں جانتا تو سننے کی سعادت حاصل کرے۔ آج کل عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسلمان تلاوت قرآن کے وقت میں باتیں کرتے ہیں اور منع کرو تو مانتے بھی نہیں، اس طرح اپنے ہاتھوں اپنے لئے تباہی کا سامان کرتے ہیں۔ اکثر صبح کے اوقات میں دکانوں اور گاڑیوں میں تلاوت قرآن پاک کی کیسٹ چلا دی جاتی ہے اور اس کا مقصد صرف برکت کا حصول ہوتا ہے کہ صبح کے وقت میں قرآن سے ابتدا ہو گی تو برکتیں ملیں گی، اس بھولے بھالے مسلمان کو کس طرح سمجھایا جائے کہ تلاوت قرآن کو سننا واجب ہے اور یہ کیسٹ آن کر کے اپنے کاموں میں لگا ہوا ہے برکتیں کیا ملنی ہیں الٹا گناہ کا وبال اپنے کھاتے میں پڑ رہا ہے، قرآن مجید کا حق یہ ہے کہ اسے بغور سننا واجب ہے چنانچہ مفسرین کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ نماز اور علاوہ نماز میں قرآن کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نزول کے وقت قرآن پڑھیں تو تم اسے کان لگا کر سنو، جمہور صحابہ کرام اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سماع کے حق میں ہے اور ایک قول کے مطابق خطبہ کو سننے کے بارے میں اور ایک قول کے مطابق علاوہ خطبے کے بھی سماع واجب ہے اور یہی اصح ترین قول ہے۔ (المدارك، ج ۱، ص ۶۲۸)

☆......جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہوں ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، باب آداب، ج ۲۳، ص ۳۵۲)

☆......بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ

پڑھنے والے پر ہے، اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔

(غنية المستملی، القرائة خارج الصلوة، ص۴۹۷)

☆......قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (المرجع السابق)

ایک ضروری مسئلہ کی طرف عوام الناس کی توجہ دلانا چاہوں گا، علماء اگرچہ جانتے ہیں مگر انہیں بھی عوام کو اس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں دعا کے اختتام پر آیتِ درود ﴿ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا ......الخ﴾ پڑھی جاتی ہے اور ائمہ مساجد علی النبی پر رکتے ہیں اور عوام محبت میں حق نبی یا برحق نبی یا لبیک کہتے ہیں پھر امام یایھا الذین امنوا ......الخ پڑھتے ہیں اور اس مسئلے کی جانب توجہ نہیں ہوتی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرنی چاہیے، اے کاش کہ ہم اس جانب بھی توجہ فرمائیں۔

☆......☆واشفقا: یعنی حضرت آدم وحوا نے خوف محسوس کیا کہ پیٹ میں موجود حمل چوپائے کا ہے، پس دونوں حضرات کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں کتا یا بندر وغیرہ چوپایہ نہ ہو، اور انہیں یہ خوف اس لئے محسوس ہوا کہ انہیں سابقہ زندگی میں اس بات کا تجربہ نہ تھا اور نہ ہی حمل کی حقیقت حال سے واقف تھے، خصوصاً ابلیس لعین نے ان کے پاس آکر یوں کہہ دیا: تیرے پیٹ میں کیا ہے؟ بی بی حوا فرماتی ہیں: ''میں نہیں جانتی''، بولا: گمان ہوتا ہے کہ کتا، بندر یا کوئی اور جانور ہوگا، اور یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ تیری آنکھ، منہ، پیٹ کے پھٹ جانے کے سبب سے باہر نمودار ہوگا، بی بی حوا اس تمام بات سے خوف زدہ ہوئیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان باتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا، پس حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ ﴿لئن اتیتنا صلحا لنکونن من الشکرین﴾ دعا کی۔

شریکا: مراد ابلیس لعین ہے، یعنی حضرت آدم و بی بی حوا نے بچے کی پیدائش کے معاملے میں ابلیس کو اللہ عزوجل کا شریک جانا اسی مناسبت سے ابلیس نے بچے کا نام عبدالحارث رکھا اور ساتھ ہی وہ بچہ عبداللہ بھی ہے، پس اُس بچے کی مِلک وسیادت کی مناسبت سے ابلیس اللہ عزوجل کا شریک ہوگیا، اسی مناسبت سے مفسر نے شرکاء کی تفسیر شریکا سے کی۔

بتسمتہ: جب بچہ پیدا ہوا تو ابلیس ان حضرات کے پاس آیا اور عبدالحارث یا عبدالحرات نام تجویز کیے، کہ آسمانوں میں ابلیس کے یہی نام تھے، پھر جب انہیں چوپائے ہونے کا خوف لاحق ہوا تھا یا یہ خوف کہ پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہے گا تو ابلیس نے کہا کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گے تو زندہ رہے گا کہ میں اللہ کے مقابل (خدا) ہوں (معاذ اللہ)، مقرب ہوں تو میری بات مانو اور اس کا نام عبدالحارث رکھو تو بچہ زندہ رہے گا، اور اس بات سے ابلیس لعین کی غرض یہ تھی کہ وہ بچہ اس کا بندہ کہلائے اور وہ (ابلیس بدبخت) اللہ کی تخلیق میں اس کا شریک ہو جائے (معاذ اللہ)۔ روی السمرۃ ......الخ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس نے حضرت آدم

وہی بی حوا کو دو مرتبہ دھوکہ دیا، ایک مرتبہ جنت میں اور دوسری مرتبہ زمین پر"۔

ای الیسر من اخلاق ......الخ: یعنی لوگوں سے ان کے اخلاق واعمال کے حوالے سے بغیر کسی جستجو میں پڑے درگزر سے کام لو، اور ان کے عذر کو قبول کرو، اور چیزوں کے بارے میں بحث وتکرار سے گریز کرو، اور عفو کا معنی ہے کہ ہر معاملے میں نرمی وآسانی سے کام لو۔

فلا تقابلهم بسفههم: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت نہیں جو اخلاق کی اعلیٰ قدر ومنزلت کا درس دیتی ہو، جاھلوں سے اعراض کرنے کا معنی یہ ہے کہ قول وفعل کے ذریعے نہ تو انہیں پہچانو، نہ ان سے مقابلہ کرو۔

نزلت في ترك الكلام ......الخ: آیت مبارکہ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

ای سرا: یعنی صرف خود سنے، اور ایسا چاہے تلاوت قرآن مجید میں ہو یا دعا میں ہو یا تسبیح وتہلیل میں ہو، اس لئے کہ مخفی عمل میں اخلاص داخل ہو جاتا ہے اور تفکر بھی خوب ہو سکتا ہے۔

استفهام انكاری: ﴿أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا﴾ ان چاروں مقامات پر ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۱۰٤ وغیرہ)۔

ولا تبحث عنها: مجاہد فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اخلاق اور ان کے اعمال سے درگزر کرو اور تجسس نہ کرو، متذکرہ آیت میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے، ایک انسان کے ساتھ آسان گفتگو کرنے کا اور دوسرا امر بالمعروف و نهي عن المنكر جس کے بارے میں ہم عطائین کی اول جلد میں کلام کر چکے ہیں وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ **ای اخوان الشياطين:** شیطان کے بھائیوں سے مراد کفار اور فساق ہیں۔

ای يخصونه بالخضوع: یہاں خضوع کی تفسیر سجود سے کی گئی ہے، سجدہ مطلق عبادت ہے نہ کہ معروف سجدہ، اور سجدے کو خاص اس لئے کیا گیا کہ ساجد دیگر بندوں میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۱۱ وغیرہ)۔

سورة الانفال مدنية او الا «واذا يمكر بك» الآيات السبع مكية وهي خمس او ست او سبع و سبعون آية

سورۃ الانفال مدنی ہے سوائے ﴿واذا يمكر بك سے لیکر سات آیتیں﴾ جو کہ مکی ہیں اس میں پچھتر ۷۵، چھیتر ۷٦ یا ستتر ۷۷ آیتیں ہیں۔

اس سورۃ میں ایک ہزار پچھتر ۱۰۷۵ کلمے اور پانچ ہزار اسی ۵۰۸۰ حروف ہیں

تعارف سورۃ الانفال

اس سورۃ کا نام انفال اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کا آغاز انفال (یعنی مال غنیمت) کے بیان سے کیا گیا، اس سورۃ مبارکہ کا

نزول سن ۲ھ غزوۂ بدر کے فوراً بعد ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا اکثر حصہ اسی غزوہ سے متعلق ہے یہی وجہ ہے کہ اسے مکمل طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ غزوۂ بدر کے محرکات واسباب کو جان لیا جائے۔ آگے ہم غزوہ بدر کے بارے میں مختلف تفاسیر سے حاصل شدہ ایک خلاصہ پیش کررہے ہیں اس امید پر کہ قارئین اس سے استفادہ حاصل کریں گے اور یہ خلاصہ اس سورۃ مبارکہ کو سمجھنے اور جاننے میں معاون ومددگار رہے گا انشاءاللہ عزوجل۔

تاریخ اسلام میں کفر وایمان کی جنگ ہمیشہ سے رہی ہے ہر دور میں اگر اہل حق کا رعب ودبدبہ رہا ہے تو ساتھ ہی اسے مٹانے کے لئے کفر کا سرتوڑ حملہ بھی موجود رہا ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ رحمانی طاقتیں دین اسلام کی بقاء وسربلندی چاہیں اور اس کے مقابلے میں طاغوتی طاقتیں یکسر صفحۂ ہستی پر موجود ہی نہ ہوں، اگر ایسا ہوتا تو پھر اسلام وکفر کا فرق ہی کیسے معلوم ہوتا؟ خود پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرلیں انسان دم بخود رہ جاتا ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی جدوجہد کے بعد بھی ان کافروں میں سے کئی لوگوں کو اسلام کے زیور بے مایاں سے آراستہ وپیراستہ نہ کرسکے شاید ان کے مقدر میں ہی اسلام کا نور نہ تھا یہی وجہ رہے کہ حضور علیہ السلام گاہے بگاہے وعظ ونصیحت کے باوجود انہیں اسلام کی دولت نصیب نہ ہوسکی۔ غزوۂ بدر کا سبب بھی کچھ اسی طرح کا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضور علیہ السلام کی روز بروز کوششوں سے اسلام کو ترقی ملنی شروع ہوچکی تھی اور ہجرت کے بعد تو صورت حال بالکل ہی بدل گئی، مکہ مکرمہ کے مظلوم اور حالات کے ستائے ہوئے مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہونے لگے، وہاں کے دو بڑے قبیلوں میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا جن کے نام اوس وخزرج ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا اور چند عرصے میں اتنی کامیابی ملی جتنی مکی زندگی کے تیرہ سال ظلم وزیادتی برداشت کرنے کے بعد بھی نہ ملی تھی اور پھر حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ نے ان کے مابین اخوت وبھائی چارہ قائم کردیا، ساتھ ہی گردونواح کے یہود سے بھی کچھ معاہدے کئے گئے جن میں یہ بات سرفہرست کہ ہر ایک کو ان کے مذہب پر عمل پیراہ ہونے کی مکمل آزادی ہوگی اور کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں مل کر مقابلہ کیا جائے گا اور یہ حالات کفار مکہ سے پوشیدہ نہ تھے اور ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی اسلام کی روزافزوں ترقی کو روکا جائے اور اس مقصد میں کامیابی پانے کے لئے ان کے پاس دو راہیں تھیں ایک یہ کہ عبداللہ بن ابی کے ساتھ گٹھ جوڑ کرلی جائے دوسرے یہ کہ یہود کو کسی طریقے سے بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ ملا لیا جائے کیونکہ عبداللہ بن ابی کی شخصیت ایسی تھی کہ حضور علیہ السلام کی آمد سے پہلے اس کے لئے گورنری مانی جاچکی تھی اور تاج پوشی کا اعلان بھی ہوچکا تھا لیکن جیسے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں قدم رنجہ فرمایا سارا کیا دھرا اکارت گیا، بلکہ کل تک جو اس کی بادشاہی چاہتے تھے وہ آج حضور علیہ السلام کی خم دار زلفوں کے اسیر ہوچکے ہیں، دوسری جانب یہود نے یہ جان کر معاہدے کئے تھے کہ مسلمان چوں کہ کمزور ہیں، مالی حالت بھی درست نہیں ہے لہٰذا ان کے ساتھ مالی لالچ کے ذریعے انہیں اسلام سے پھیر کر اپنے دین میں داخل کرلیں گے لیکن وہ بھی ناکام رہے۔ اب ایسی حالت میں جب کہ ایک جانب

عبداللہ بن ابی پٹ چکا تھا دوسری طرف یہود اپنے منصوبے میں ناکام ہوتے دکھائی دے رہے تھے کفار مکہ کو ان دونوں کی مدد حاصل کر کے مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کرنے اور انہیں کسی طرح زیر کر کے اپنا تسلط جمانے کی ایک کرن نظر آنے لگی اور انہوں نے عملی اقدامات شروع کر دیئے اور ان دونوں گروہوں کی مدد سے گاہے بگاہے مسلمانوں میں فساد و فتنہ انگیزی کرنے لگے۔ اسلام صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والا مذہب نہیں ہے مسلمان ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والی قوم ہیں، حضور علیہ نے ابتدا تجارتی شاہراہ پر اپنی گرفت مضبوط کی جو کہ بحر احمر کے کنارے یمن سے شام کی طرف جاتی تھی جس پر اہل مکہ، طائف اور دوسرے قبائل کے تجارتی کاروان اپنا بیش قیمت سامان لے کر جایا کرتے تھے اور اہل مکہ کی تمام تر معیشت کا دارومدار اسی پر تھا لہذا حضور علیہ نے سب سے پہلے قبیلہ جہینہ، بنی ضمرہ، بنی مدلج جو کہ اس شاہراہ کے اطراف میں آباد تھے ان سے روابط قائم کر کے معاہدے کیئے اور گاہے بگاہے چھوٹے موٹے دستے بھیج کر کفار مکہ کو مرعوب کرنے کی کوشش بھی کی۔

قدرت کا ایسا کرنا ہوا کہ ۲ھ کا سال تھا، ابوسفیان کی قیادت میں ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ کی جانب لوٹ رہا تھا، اس کے پاس محافظ دستے کی تعداد کم تھی اور اسے یہ خوف کھائے جا رہا کہ کہیں مسلمان حملہ نہ کر دیں لہذا اس نے ایک شخص جس کا نام کتابوں میں ضمضم بن عمرو الغفاری بتایا جاتا ہے (اس کو) اجرت دے کر دوڑایا کہ جاؤ اور اہل مکہ سے کہو کہ تجارتی قافلے کو محمد علیہ اور ان کے ساتھیوں سے بچانے کیلئے اپنے گھروں سے نکلیں کہ مبادا مسلمان حملہ آور ہو کر تجارتی سامان لوٹ نہ لیں جائیں، اس شخص نے جا کر اپنے جاہلانہ دستور کے مطابق اونٹ کے کان چیر دئے، ناک کاٹ دی، پالان الٹ دیا، اپنی قمیض آگے یا پیچھے سے پھاڑ ڈالی اور زور زور سے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تجارتی قافلہ کو مسلمانوں نے لوٹ لیا لہذا امداد کو جاؤ وغیرہ کلمات کہے، چنانچہ ابوجہل نے یہ سنتے ہی لوگوں کو جنگ پر ابھارا مکہ مکرمہ کا ہر گھر اس مہم میں شریک ہوا کیوں کہ سارے مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کا اس میں ذاتی مفاد تھا لیکن راستے ہی میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سلامت پہنچ گیا ہے۔ ابوجہل اس موقع پر اس بات پر ڈٹ گیا کہ مسلمانوں کی اس مختصری جماعت کو آج ہی ٹھکانے لگا دیا جائے تا کہ ہر بار کا قصہ ہی تمام ہو جائے۔

حضور پرنور علیہ تین سو تیرہ مجاہدین کی قلیل تعداد لیکر نکلے۔ یہ سارے جاں نثار حضور علیہ کے ایک اشارے پر تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار تھے، یہ وہ قوم نہ تھی جو یہ کہنے والی ہو کہ اے محمد آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم یہاں کھڑے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا بلکہ یہ تو وہ تھے جو کہ کہتے تھے کہ آپ علیہ جو کہیں جہاں جس طرح ہم کرنے کے لئے تیار ہیں بہر حال مسلمانوں کے اس قلیل قافلے نے بدر پہنچ کر خیمے نصب کر دیئے، رات سارے لوگ محو استراحت تھے لیکن چشمان مصطفیٰ رب العزت کی یاد کے لئے بیدار تھیں۔ ساری رات اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت عرض و نیاز پیش کرتے رہے: "اے اللہ عزوجل! ہمارے سامنے قریش کا قافلہ ہے جو کہ ساز و سامان سے لیس ہے اور تیرے نبی کو جھٹلانے کے درپے ہے، اے اللہ عزوجل ہمیں تیری اس مدد کی

ضرورت ہے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے، اگر یہ مٹھی بھر جماعت جو کہ تیری یاد میں مصروف ہیں ہلاک ہوگئی تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا''۔ سترہ رمضان جمعہ کے دن کفر نے اپنے تمام زور اور قوت سے حق کو کچلنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی اور اس حالت میں اللہ عزوجل کی مدد و نصرت نہ ہوتی تو آج مسلمان کہیں نہ نظر آتے، الختصر مال غنیمت تقسیم کرنے کا طریقہ بھی اس سورۃ میں واضح بیان کردیا تاکہ مال غنیمت کے حوالے سے کبھی کوئی تنازع نہ ہو آخر میں حضور ﷺ کی شان بالا تار بھی بیان کردی گئی ہے۔

رکوع نمبر: ۱۵

لَمَّا اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ غَنَائِمِ بَدْرٍ فَقَالَ الشُّبَّانُ هِیَ لَنَا لِاَنَّا بَاشَرْنَا الْقِتَالَ وَقَالَ الشُّیُوْخُ کُنَّا رِدْءً لَکُمْ تَحْتَ الرَّایَاتِ وَلَوْ انْکَشَفْتُمْ لَفِئْتُمْ اِلَیْنَا فَلَا تَسْتَأْثِرُوْا بِهَا نَزَلَ ﴿یَسْئَلُوْنَکَ﴾ یَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ اَلْغَنَائِمِ لِمَنْ هِیَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ یَجْعَلَانِهَا حَیْثُ شَاءَ فَقَسَّمَهَا ﷺ بَیْنَهُمْ عَلَی السَّوَاءِ، رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ﴾ اَیْ حَقِیْقَةَ مَا بَیْنَکُمْ بِالْمَوَدَّةِ وَتَرْکِ النِّزَاعِ ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱)﴾ حَقًّا ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ اَلْکَامِلُوْنَ الْاِیْمَانُ ﴿الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ﴾ اَیْ وَعِیْدُهٗ ﴿وَجِلَتْ﴾ خَافَتْ ﴿قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ تَصْدِیْقًا ﴿وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (۲)﴾ بِهٖ یَثِقُوْنَ لَا بِغَیْرِهٖ ﴿الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ یَأْتُوْنَ بِهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ﴾ اَعْطَیْنَاهُمْ ﴿یُنْفِقُوْنَ (۳)﴾ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿اُولٰٓئِکَ﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ صِدْقًا بِلَا شَکٍّ ﴿لَهُمْ دَرَجٰتٌ﴾ مَنَازِلُ فِی الْجَنَّةِ ﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (۴)﴾ فِی الْجَنَّةِ ﴿کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَخْرَجَ ﴿وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِهُوْنَ (۵)﴾ اَلْخُرُوْجَ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنْ کَافِ اَخْرَجَکَ وَ کَمَا خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَحْذُوْفٍ اَیْ هٰذِهِ الْحَالُ فِیْ کَرَاهَتِهِمْ لَهَا مِثْلَ اِخْرَاجِکَ فِیْ حَالِ کَرَاهَتِهِمْ، وَقَدْ کَانَ خَیْرًا لَهُمْ، فَکَذٰلِکَ هٰذِهٖ اَیْضًا، وَذٰلِکَ اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ قَدِمَ بِعِیْرٍ مِنَ الشَّامِ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ لِیَغْنَمُوْهَا، فَعَلِمَتْ قُرَیْشٌ فَخَرَجَ اَبُوْ جَهْلٍ وَمُقَاتِلُوْا مَکَّةَ لِیَذُبُّوْا عَنْهَا وَهُمُ النَّفِیْرُ، وَاَخَذَ اَبُوْ سُفْیَانَ بِالْعِیْرِ طَرِیْقَ السَّاحِلِ فَنَجَتْ، فَقِیْلَ لِاَبِیْ جَهْلٍ اِرْجِعْ فَاَبٰی وَسَارَ اِلٰی بَدْرٍ، فَشَاوَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَصْحَابَهٗ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ، فَوَافَقُوْهُ عَلٰی قِتَالِ النَّفِیْرِ، وَکَرِهَ بَعْضُهُمْ ذٰلِکَ وَقَالُوْا لَمْ نَسْتَعِدَّ لَهٗ، کَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ﴾ اَلْقِتَالِ ﴿بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ﴾ ظَهَرَ لَهُمْ ﴿کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَهُمْ

يَنْظُرُوْنَ (۶)﴾ اِلَيهِ عَيَانًا فِي كَرَاهَتِهِم لَهُ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ﴾ اَلْعِيْرَ اَوِ النَّفِيْر
﴿ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ﴾ تُرِيْدُوْنَ ﴿ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ﴾ اَيِ الْبَاسِ وَالسِّلَاحِ وَهِيَ الْعِيْرُ ﴿ تَكُوْنُ لَكُمْ
﴾ لِقِلَّةِ عَدَدِهَا وَعَدَدِهَا بِخِلَافِ النَّفِيْرِ ﴿وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ ﴾ يُظْهِرَهُ ﴿بِكَلِمٰتِهِ﴾ اَلسَّابِقَةِ بِظُهُوْرِ
الْاِسْلَامِ ﴿ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ (۷)﴾ آخِرَهُمْ بِالْاِسْتِيْصَالِ فَاَمَرَكُمْ بِقِتَالِ النَّفِيْرِ ﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ﴾
يَمْحَقَ ﴿ الْبَاطِلَ﴾ اَلْكُفْرَ ﴿ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (۸)﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ ذٰلِكَ اُذْكُرْ ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ﴾
تَطْلُبُوْنَ مِنْهُ الْغَوْثَ بِالنَّصْرِ عَلَيْهِمْ ﴿فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ﴾ اَيْ بِاَنِّيْ ﴿ مُمِدُّكُمْ﴾ مُعِيْنُكُمْ ﴿ بِاَلْفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (۹)﴾ مُتَتَابِعِيْنَ يَرْدِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، وَعَدَهُمْ بِهَا اَوَّلًا ثُمَّ صَارَتْ ثَلٰثَةَ آلَافٍ ثُمَّ خَمْسَةً
كَمَا فِي آلِ عِمْرَانَ وَقُرِئَ بِاَلُفٍ كَاَفْلُسٍ جَمْعٌ ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ﴾ اَيِ الْاِمْدَادَ ﴿ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ
قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۱۰)﴾ .

﴿ترجمہ﴾

(جب مسلمانوں میں بدر کی غنیمتوں کے بارے میں اختلاف ہوا تو جوان کہتے کہ غنیمتیں ہمارے لیے ہونی چاہئیں کہ ہم نے کہ کفار کے ساتھ قتال کیا اور بوڑھے بولے کہ ہم تمہارے لیے جھنڈوں کے پاس کھڑے ہشت پناہی کرتے رہے، تم جب ہزیمت پاتے تو ہماری طرف لوٹتے ، لہذا مال غنیمت فقط اپنے لیے مخصوص نہ کرلو اس پر آیت نازل ہوئی کہ) تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ) غنیمتوں......۱...... کے بارے میں (کہ یہ غنیمتیں کس کے لئے ہیں) تم فرماؤ (ان سے) غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں (وہ جسے چاہیں دیں چنانچہ نبی پاک ﷺ نے نوجوان اور بوڑھے کے مابین برابر تقسیم فرما دیا......۲...... اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا) تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو (یعنی آپس میں دوستی رکھو اور جھگڑا ترک کرو) اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان (کامل) رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں (یعنی کامل ایمان والے) کہ جب اللہ یاد کیا جائے (یعنی اس کی وعید سنائی جائے) ڈر جائیں (یعنی خوف کھا جائیں......۳......) ان کے دل اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان (تصدیق کرنے کے سلسلے میں) ترقی پائے ......۴...... اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں (اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں) وہ جو نماز کے قائم رکھیں (یعنی اُسے اس کے حقوق کے ساتھ ادا کریں) اور ہمارے دیئے سے (یعنی جو ہم نے انہیں عطا کیا) کچھ (اللہ عزوجل کی راہ میں) خرچ کریں یہی (مذکورہ صفات کے حامل) سچے مسلمان ہیں......۵...... (بلاشک سچے ہیں) ان کے لیے درجے ہیں (یعنی جنت میں منازل) ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی (جنت میں) جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد

کیا......٦......(بالحق، اخرج کے متعلق ہے)اور بیشک مسلمانوں کاایک گروہ اس پرناخوش تھا(یعنی جنگ کے لیے نکلنے پرناخوش تھا،اور جملہ وان فریقا من ......الخ ،اخرجک کی ضمیر سے حال ہےاور کما مبتدائے محذوف کی خبر ہے،''تقدیرعبارت یوں ہے :الانفال ثابتة للہ ثبوتا کما اخرجک ''یعنی یہ حالت کہ غنیمت برابر تقسیم کرنا انہیں اسی طرح ناپسند ہے جس طرح اللہ ﷻ کا آپ ﷺ کو جنگ کیلئے نکالنا انہیں ناپسند ہے حالانکہ آپ ﷺ کا جنگ کیلئے نکلنا بھی ان کے لیے بہتر تھا اسی طرح تقسیم غنیمت بھی،واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ملک شام سے واپس آرہا تھا نبی پاک ﷺ اوران کے اصحاب قافلے سے مقابلے کیلئے نکلے تاکہ غنیمت بھی حاصل ہو،قریش کو کسی طرح یہ معلوم ہوا تو ابو جھل نکلا اوراس کی معیت میں اہل مکہ بھی قافلے کے بچاؤ کیلئے نکل پڑے،اس قسم کے گروہ کو نفیر کہتے ہیں۔ابوسفیان ساحلی راستے سے تجارتی مال لیکر نکلنے میں کامیاب ہوگیا،ابوجھل کو لوٹنے کا کہا گیا مگراس نے انکار کیا اور بدر کی طرف بڑھا،نبی پاک ﷺ نے اصحاب سے مشورہ......ے......فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھ سے دوگروہوں میں سے ایک کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے تو بعض صحابہ نے اس گروہ سے قتال کی تائید کی اور بعض نے ناپسند کیا اور بولے کہ ہم تیاری سے نہیں آئے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) سچی بات (قتال) میں تم سے جھگڑتے تھے بعداس کے کہ ظاہر ہوچکا (ان کے لیے) گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں(یعنی موت ان کی آنکھوں کے سامنے ہےاوروہ اسے ناپسند کرتے ہیں)اور(یادکرو) جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں (تجارتی قافلہ اور لشکر قریش) میں ایک تمہارے لیے ہےاورتم یہ چاہتے تھے(تودون بمعنی تریدون ہے) کہ جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں (یعنی ہتھیار کا خوف نہیں،مراد تجارتی قافلہ ہے) وہ تمہیں ملے (اپنی تعداد اور سامان جنگ کی کمی کی وجہ سے برخلاف نفیر کے) اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ سچ کو سچ کردکھائے (یعنی ظاہر کردے) اپنے کلام سے (جو پہلے اسلام کو ظاہر کرکے کیا) اور کافروں کی جڑ کاٹ دے (یعنی ان کی آخری بنیاد تک کو علیحدہ کردے تو اس نے قتال کا حکم دیا) کہ سچ کو سچ کردے اور باطل (یعنی کفر) کو جھوٹا کرے (یعنی مٹادے) اگرچہ مجرم (مشرکین اس کا) برا مانیں (یادکرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے (یعنی تم کفار پر مدد طلب کرتے تھے) تواس نے تمہاری سن لی (انی بمعنی بانی ہے) کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں (ممدکم بمعنی معینکم ہے) ہزاروں فرشتوں کی قطار سے (لگاتار پے در پے بعض کے بعد اور بعض،یعنی اولا ہزار پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار سے جیسا کہ ال عمران میں ذکر ہے اور ایک قرأت میں الف بروزن افلس جمع کے صیغہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور یہ تو اللہ نے کیا (یعنی امداد دی) مگر تمہاری خوشی کو اور اسلئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول﴾

یسئلونک عن الانفال: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قل: قول......الانفال: مبتدا،لام:

جار......الله: معطوف علیہ......والرسول: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم واطیعوا الله ورسوله ان کنتم مومنین﴾۔

ف: فصیحہ......اتقوا الله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......اصلحوا: فعل بافاعل......ذات بینکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......اطیعوا: فعل بافاعل......الله رسوله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ......کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "اتقوا الله" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما المومنین الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم ایته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... المومنون: مبتدا......الذین: موصول......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ذکر الله: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، وجلت قلوبهم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......اذا: شرطیہ......تلیت علیهم ایته: فعل وظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... زادتهم ایمانا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... علی ربهم: ظرف لغو مقدم......یتوکلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین یقیمون الصلوة ومما رزقناهم ینفقون اولئک هم المومنون حقا﴾۔

الذین: موصول......یقیمون الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ......ممارزقنهم ینفقون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا ثانی......هم: مبتدا، المومنون: اسم فاعل بافاعل......حقا: "ایمانا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا ثانی سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم درجت عند ربهم ومغفرة ورزق کریم﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......درجت: موصوف...... عند ربهم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......مغفرة: معطوف اول......و: عاطفہ......رزق کریم: معطوف ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنین لکرهون﴾۔

کاف: بمعنی "مثل" مضاف، ما: موصولہ، اخرج: فعل، ک: ذوالحال، و: حالیہ، ان فریقا من المومنین: حرف مشبہ واسم، لکرهون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ربک: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، عن بیتک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر مبتدا محذوف "هذه الحال" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون﴾۔

یجادلونک: فعل واؤضمیر ذوالحال...... کانما: حرف مشبہ و ماکافہ...... یساقون: فعل واؤضمیر ذوالحال......و: حالیہ، ھم: مبتدا...... ینظرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، الی الموت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ،ملکر فاعل......ک: ضمیر مفعول......فی الحق: ظرف لغو......، بعد: مضاف......ماتبین: جملہ فعلیہ مامصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم﴾۔

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یعد: فعل......کم: ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......تودون: فعل بافاعل......ان غیر ذات الشوکۃ: حرف مشبہ واسم......تکون لکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول ،اللہ: فاعل......احدی الطائفتین: مرکب اضافی مبدل منہ......انھا: حرف مشبہ واسم......لکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین﴾۔

و: عاطفہ، یرد اللہ: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یحق الحق بکلمتہ: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقطع: فعل بافاعل، دابر الکفرین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون﴾۔

لام: جار......یحق الحق: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یبطل: فعل ھو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ غیر جازمہ......کرہ المجرمون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل...... الباطل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "فعل ذلک" کیلئے فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین﴾۔

اذ: مضاف......تستغیثون ربکم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......استجاب لکم: فعل با فاعل وظرف لغو......انی: حرف مشبہ واسم......ممد: اسم فاعل بافاعل مضاف، کم: ضمیر مضاف الیہ مفعول......ب: جار......الف: موصوف......من الملئکۃ: ظرف مستقر صفت اول ،مردفین: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماجعلہ اللہ الا بشری ولتطمئن بہ قلوبکم﴾۔

و: مستانفہ......ماجعل : فعل نفی.......ہ: مفعول...... اللہ: فاعل......الا: اداۃ حصر......بشری: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لام: جار......تطمئن بہ قلوبکم: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ عزیز حکیم﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... النصر: مبتدا......الا: اداۃ حصر......من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......عزیز حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یسئلونک عن الانفال ......☆حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی تو اللہ عزوجل نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال برابر تقسیم کر دیا۔

☆......اذ تستغیثون ربکم ......☆مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب عزوجل سے یہ دعا کرنے لگے یارب عزوجل! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر یارب عزوجل جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یارب عزوجل اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا: یا نبی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات اپنے رب عزوجل کے ساتھ کافی ہوگئی وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال غنیمت کا بیان:

۱......شیخ ابوالحسن جرجانی فرماتے ہیں کہ نفل (جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انفال جمع ہے نفل کی) کے لغوی معنی زیادتی ہے اسی زیادتی کی وجہ سے مال غنیمت کو نفل کہتے ہیں اسلئے کہ مال غنیمت کی زیادتی، مقصود شرعی جہاد یعنی اللہ عزوجل کا نام بلند کرنے اور اس کے دشمنوں پر غضب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے وہ اسم ہے جو فرائض اور واجبات کی زیادتی سے مشروع ہوا اور شرع میں مندوب، مستحب اور تطوع کو بھی نفل کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۲۴۱)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ نفل غنیمت کے مال کو کہتے ہیں، لیکن مختلف اعتبار سے اس کے مختلف معنی لئے جاتے

ہیں کسی جنگ میں کامیابی کے اعتبار سے حاصل ہونے والے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں اور یہ اعتبار کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتداءً یہ مال اللہ عزوجل کی طرف سے عطیہ ہے اسی وجہ سے نفل اور غنیمت میں عموم خصوص کا فرق ہے چنانچہ جو مال مشقت یا بغیر مشقت، بطور استحقاق یا بغیر استحقاق کے حاصل ہو، جہاد میں کامیابی ملنے سے پہلے یا بعد میں حاصل ہو تو ایسے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق بغیر تقسیم سے پہلے ملنے والے مال کو بھی غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی قتال کے حاصل ہو اس سے مراد مال فیئے ہے۔ ایک قول کے مطابق مال غنیمت کی تقسیم کے بعد سامان سے جو چیزیں الگ کرلی جاتی ہیں اسے نفل کہتے ہیں جیسا کہ آیت قرآنیہ میں ہے ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الانفال:۱)﴾۔ (المفردات، ص ۵۰٤)

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھی، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک میل کی مسافت پر رعب طاری کردیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کردی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب، رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

اختیارات مصطفی در باب تقسیم مال غنیمت:

۲...... یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصا ہے کہ جس کے لئے چاہیں جو چاہیں عطا کردیں، مال غنیمت کی تقسیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ دیگر معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بااختیار ہیں۔ روایت میں ہے کہ بدر کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی دشمن کو قتل کرے اس کے لئے اتنا اتنا ہے اور جو قید کرائے تو اس کے لئے اتنا اتنا ہے''، نوجوان قتل کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنے کی جانب جلدی فرماتے تو بوڑھے ان سے کہتے کہ ہم بھی تمہارے معاون ومددگار تھے لہذا ہمیں بھی مال ملنا چاہئے، پس ان کے آپس کے تنازعے کی وجہ سے آیت مبارکہ اتری اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں برابر مال تقسیم فرمادیا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۱٤ ملخصاً)

اللہ عزوجل کا خوف:

۳...... اللہ عزوجل کے خوف کی سات علامتیں ہیں۔ (۱) وہ علامت جو زبان سے ظاہر ہو، پس انسان اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، فضول گوئی سے بچائے اور اللہ عزوجل کے ذکر، تلاوت قرآن مجید، اور علمی مذاکرے میں مشغول رہے۔ (۲) وہ علامت جو پیٹ کے حوالے سے پائی جائے، پس اپنے پیٹ میں حلال اور طیب بقدر ضرورت ہی داخل کرے۔ (۳) اللہ عزوجل کا وہ خوف جو آنکھوں کی حفاظت سے متعلق ہے، پس حرام کی طرف نظر نہ کرے اور نہ ہی دنیا کی طرف رغبت کی نظر سے دیکھے بلکہ دنیا کو عبرت کی نظر سے ملاحظہ کرے۔ (۴) ہاتھوں کے ذریعے خوف خدا عزوجل کی صورت یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہ بڑھائے اور صرف اللہ عزوجل کی

طاعت کی جانب ہی اپنے ہاتھوں کو بڑھائے۔(۵) پاؤں کے خوف خدا ﷻ کا تعلق اس طرح سے ہے کہ اپنے پاؤں کو اللہ ﷻ کی نافرمانی کی جانب نہ بڑھائے۔(۶) دل میں اللہ ﷻ کا خوف ایسا ہو کہ دل میں عداوت، بغض، اپنے بھائیوں کا حسد نہ پایا جائے اور نصیحت اور باہمی شفقت کا دور دورہ ہو۔(۷) اللہ ﷻ کے حکم کی نافرمانی سے خوف کرے اور اس کی طاعت بجالائے خاص اسی کی رضا کے لئے۔

(تنبیہ الغافلین ،باب ما جاء فی خوف الله ، ص ۲۱۹ ملخصاً)

شاہ کرمانی فرماتے ہیں کہ خوف کی علامت دائمی حزن ہے اور ابوالقاسم نے کہا کہ انسان جس چیز سے خوف کرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے خوف کرتا ہے تو وہ اللہ ﷻ کی طرف بھاگتا ہے۔ (الرسالة القشيرية،باب الخوف، ص ۱۰۹ ملخصاً)

ایمان میں زیادتی سے کیا مراد ھے؟

☆......ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد تصدیق کرنا ہے۔ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کی خشیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد یہ ہے کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے اور ایمان کی زیادتی اور کمی سے مراد قول اور عمل ہے۔

(الدر المنثور، ج ۳،ص ۲۹۷)

قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا﴾ یعنی جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے۔اس کا معنی یہ ہے کہ جب بھی کوئی نئی آیت ان پر تلاوت کی جاتی تو وہ اس آیت پر نئے سرے سے اقرار کرتے اور اس کی تصدیق کرتے، یہ ان کے ایمان کی زیادتی ہے۔لوگوں کا اس بات میں اختلاف ہے کہ ایمان میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے یا نہیں؟ پس وہ لوگ جن کا کہنا یہ ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے وہ کہتے ہیں کہ ایمان اہل لغت کے نزدیک زیادتی قبول نہیں کرتا اور ایمان سے مراد تصدیق اور اعتقاد قلبی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان زیادتی اور نقصان قبول نہیں کرتا۔اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان تین چیزوں کا مجموعہ ہے اور اس سے مراد تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور عمل بالجوارح اور ارکان ہے۔پس اس آیت پر دو طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے، یہ قول اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہے اور دوسرے طرز پر اس آیت پر اس وجہ سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ایمان میں زیادتی سے مراد فقط تصدیق قلبی ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:"ایمان کے تہتر ۷۳ سے شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ شعبہ لاالہ الا اللہ ہے اور ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے، اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے اس حدیث کو صحیحین نے روایت کیا ہے۔یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے ہوتے ہیں اور جب ایسا ہے تو پھر یہ زیادتی اور نقصان کو

قبول کرتا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۹۱ ملتقطاً و ملخصاً)

ایمان زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے اور اس بات سے متعلق امام بخاری کا قول ہے کہ میں اپنے شہر کے ایک ہزار سے زائد علماء سے ملا اور میں نے ان میں سے کسی ایک کو اس بات کے میں اختلاف کرتے نہ دیکھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ وہی معنی ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے دریافت کرنے پر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں ایمان میں کمی و زیادتی ہوتی ہے اور اس کی زیادتی یہ ہے کہ ایمان اتنا ترقی پائے کہ انسان جنت میں داخل ہو جائے اور اس کا نقصان یہ ہے کہ انسان اس نقصان کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے''۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۲۰)

سچے مسلمان کون؟

۵......ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ عزوجل کی یاد کی جائے ان کے دل ڈر جائیں، اور جب ان پر اللہ عزوجل کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر بھروسہ کریں، اور وہ لوگ جو نماز قائم کریں اور ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کریں تو یہی لوگ سچے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا آپ مومن ہیں؟ فرمایا اگر تم مجھ سے ایمان باللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں، آخرت پر ایمان، جنت، دوزخ، بعث اور حساب کے بارے میں پوچھتے ہو تو میں مومن ہوں اور اگر تو اس آیت ﴿انما المومنین﴾ کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو میں نہیں جانتا کہ میں مومنین میں شامل ہوں بھی یا نہیں۔

(المدارک، ج ۱، ص ۶۳۰)

☆......حضرت حارث بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نبی پاک ﷺ کے پاس سے ہوا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث! تم نے صبح کیسے کی''؟ میں نے عرض کی کہ میں نے ایک سچے مومن اور حقیقی مومن کی حیثیت سے صبح کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث غور کرلو کہ کیا کہہ رہے ہو، ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے بتاؤ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے''؟ میں نے عرض کی! میں نے دنیا سے ترک تعلق کرلیا ہے، رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھ کر پیاس برداشت کرتا ہوں، اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے رب عزوجل کے عرش کو نمایاں دیکھ رہا ہوں، گویا ایسا ہے کہ جنتیوں کو باہم ملاقات کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو بلبلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث! تم نے حقیقت ایمان کو پالیا ہے، اس پر کاربند رہنا اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا''۔

(ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۵۶)

اور ان لوگوں کے لئے (جو کہ سچے مسلمان ہیں) درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی

حضرت ربیع بن انس سے روایت ہے کہ جنت کے دو درجوں کے مابین ستر درجوں کا فاصلہ ہے جس کی جانب ایک گھوڑا سوار ستر سال میں پہنچے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۲۲)

اعلائے کلمۃ الحق اور بدر کے مقتولین کی خبریں:

۱۔۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب جس طرح تمہیں تمہارے رب نے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا اور اس کی وجہ مسلمانوں کے پاس افرادی قوت اور اسلحہ کی کمی تھی کہ مبادا مسلمان اس قلت کے باعث نقصان نہ اٹھائیں۔اس آیت مبارکہ کے ضمن میں ہم کچھ احادیث طیبہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کہ غزوۂ بدر سے متعلق نازل ہوئیں۔

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب بدر کی تعداد سے متعلق کلام کررہے تھے کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تھی جنھوں نے نہر کو پار کیا تھا اور نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے اور اصحاب بدر کی تعداد تین سو دس اور کچھ اوپر تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عدۃ اصحاب بدر برقم:۳۹۵۹، ص ۶۶۹)

☆......حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بدر کے روز کم عمر قرار دیئے گئے، اس دن مہاجرین کی تعداد ساٹھ اور کچھ تھی اور انصار کی تعداد دو سو چالیس اور کچھ اوپر تھی۔ (ایضا برقم:۳۹۵۶، ص ۶۶۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیان کے قافلے کی خبر پہنچی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور ان کے مشورے سے بھی اعراض کیا، پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم سمندر میں گھوڑے دوڑا دیں تو ہم ایسا کرلیں گے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم برک الغماد تک گھوڑے دوڑا دیں تو ہم ایسا بھی کرلیں گے، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، لوگ آئے اور وادیٔ بدر میں اترے۔وہاں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے پانی پلانے والے ملے جن میں قبیلہ بنی حجاج کا ایک سیاہ فام شخص بھی تھا صحابہ نے اسے پکڑلیا اور اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا۔اس نے جواب دیا کہ مجھے ابوسفیان کا تو کچھ علم نہیں ہے مگر یہ بتا دوں کہ یہاں ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف آئے ہیں۔جب اس نے یہ کہا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مارنا شروع کردیا اس نے کہا اچھا میں ابوسفیان کے متعلق بتاتا ہوں، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے ابوسفیان کا پتہ نہیں ہے مگر ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہاں ہیں اس کا یہ بیان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے پھر سے مارنا شروع کردیا اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو"۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر اس جگہ ہاتھ مبارک رکھتے جہاں جس کافر نے مرنا ہے"، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس کے بارے میں جہاں جہاں مرنے کی جگہ بتائی تھی وہاں سے کوئی کافر متجاوز نہ ہوا۔ (صحیح مسلم، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر برقم ۴۵۱۲، ص ۹۰۰)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا پھر ان کی لاشوں کے پاس آ کر کہا) ''اے فلاں کے بیٹے فلاں! اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا تم نے اس وعدے کو پالیا جو تم سے تمہارے رب عزوجل نے کیا تھا؟ اسلئے کہ میں نے اپنے رب سے کئے ہوئے وعدے کو پالیا ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان خالی جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ نور کے پیکر نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں جانتے، البتہ اتنا ہے کہ وہ (یعنی مقتولین بدر) جواب دینے پر قادر نہیں ہیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ، باب عرض مقعد المیت، رقم: ۷۱۱۶، ص ۱۴۰۶)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا ہوا تھا، میں نے اپنی دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دائیں بائیں دو انصاری کم سن بچے کھڑے تھے، میرے دل میں اس وقت یہ خواہش ہوئی کہ کاش ان کی بجائے میرے آس پاس ان سے زیادہ طاقتور لوگ کھڑے ہوتے، اچانک ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اے میرے بھائی جائے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک الگ نہیں ہوگا حتی کہ وہ مرجائے جس کی موت پہلے مقرر ہو چکی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی باتوں پر تعجب ہوا لیکن ساتھ ہی دوسرے نے بھی یہی کہا ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے دیکھا کہ ابوجہل لوگوں کے درمیان پھر رہا ہے، میں نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے وہ شخص جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ وہ دونوں ابو جہل پر باز کی طرح لپکے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے''؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لیں''؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا: ''تم دونوں نے اسے قتل کیا'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے جسم سے چھینا ہوا سامان معاذ بن عمرو بن الجموع کو دیا جائے اور ان دونوں کے نام معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن الجموع تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس، برقم: ۳۱۴۱، ص ۵۲۱)

مشورہ کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ﷺ......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بدر میں قتال کے لئے جانے کے حوالے سے مشورہ لیا۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۷)

مشورہ کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اگر اس موقع پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ نہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوتا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اور صرف اللہ عزوجل کے محتاج ہیں کسی اور سے مشورہ کرنا تعلیم امت کے لئے ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ مشورہ انسان اپنے ہم مراتب اور سمجھ بوجھ رکھنے والے

شخص سے لے، ہر چلتے پھرتے اور غیر اہم شخص سے مشورہ لینا سنت مبارکہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا اپنے اصحاب سے مشورہ لینا آپ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی ہے۔ مشورہ کے ذریعے انسانی اہمیت، رواداری اور باہمی تعلقات کو فروغ بھی حاصل ہوتا ہے۔

☆......☆تحت الروایات: یعنی ہم اپنی رائے، تدبیر اور ثابت قدمی کے ذریعے تمہارے جھنڈے تحت شامل تھے کہ تم ہزیمت کے وقت میں ہمارے پاس ہی آتے تھے۔ ومقاتلوا مکۃ: ان کی تعداد ایک ہزار میں پچاس کم تھی، نفیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور اس سے مراد ہر وہ لشکر ہے جو لڑنے کے لئے اکٹھا ہوا ہو بحقوقھا: میں باء ملابست کے لئے ہے۔ وقد کان خیرا لھم: جملہ حالیہ ہے، یعنی مسلمانوں کے لیے جہاد کے لیے نکلنا بہتر ہے تا کہ ان پر مدد اور کامیابی کا ترتب ہو سکے۔

فابی وسار الی بدر: ابو جہل نے انکار کیا اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے قتل کے ارادے سے نکلا، سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے قتل کرنے کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا اور یہ مشورہ بدر کے قریبی علاقے میں ہوا۔

ظھر لھم: مسلمانوں کے لیے حق یعنی قتال کرنا ظاہر ہو گیا یعنی انہیں پتہ چل گیا کہ وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں اور علامتیں ظاہر ہونے لگیں کہ انہیں کامیابی ملنے والی ہے جہاں کہیں توجہ کریں۔ (الجمل، ج۳، ص۱٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱٦

اُذْکُرْ ﴿اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً﴾ اَمْنًا مِمَّا حَصَلَ لَکُمْ مِنَ الْخَوْفِ ﴿مِنْهُ﴾ تَعَالٰی ﴿وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ﴾ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَالْجَنَابَاتِ ﴿وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ﴾ وَسْوَسَتَهٗ اِلَیْکُمْ بِاَنَّکُمْ لَوْ کُنْتُمْ عَلَی الْحَقِّ مَا کُنْتُمْ ظَمَاءً مُحْدِثِیْنَ وَالْمُشْرِکُوْنَ عَلَی الْمَاءِ ﴿وَلِیَرْبِطَ﴾ یَحْبِسَ ﴿عَلٰی قُلُوْبِکُمْ﴾ بِالْیَقِیْنِ وَالصَّبْرِ ﴿وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (۱۱)﴾ اَنْ تَسُوْخَ فِی الرَّمْلِ ﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ﴾ اَلَّذِیْنَ اَمَدَّ بِهِمِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿اَنِّیْ﴾ اَیْ بِاَنِّیْ ﴿مَعَکُمْ﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ بِالْاِعَانَةِ وَالتَّبْشِیْرِ ﴿سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ﴾ اَلْخَوْفَ ﴿فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ﴾ اَیِ الرُّءُوْسَ ﴿وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ (۱۲)﴾ اَیْ اَطْرَافَ الْیَدَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ فَکَانَ الرَّجُلُ یَقْصِدُ ضَرْبَ رَقَبَةِ الْکَافِرِ فَتَسْقُطُ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْهِ سَیْفُهٗ وَرَمَاهُمْ ﷺ بِقَبْضَةٍ مِنَ الْحَصٰی فَلَمْ یَبْقَ مُشْرِکٌ اِلَّا دَخَلَ فِیْ عَیْنَیْهِ مِنْهَا شَیْءٌ فَهُزِمُوْا ﴿ذٰلِکَ﴾ الْعَذَابُ الْوَاقِعُ بِهِمْ ﴿بِاَنَّهُمْ شَآقُّوْا﴾ خَالَفُوْا ﴿اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (۱۳)﴾ لَهٗ ﴿ذٰلِکُمْ﴾ الْعَذَابُ ﴿فَذُوْقُوْهُ﴾ اَیْ اَیُّهَا الْکُفَّارُ فِی الدُّنْیَا ﴿وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿عَذَابَ النَّارِ (۱۴)﴾ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

زَحْفًا ﴾ اَیْ مُجْتَمِعِیْنَ کَاَنَّھُمْ لِکَثْرَتِھِمْ یَزْحَفُوْنَ ﴿ فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ (۱۵) ﴾ مُنْھَزِمِیْنَ ﴿وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ﴾ اَیْ یَوْمَ لِقَائِھِمْ ﴿ دُبُرَہٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا﴾ مُنْعَطِفًا ﴿ لِّقِتَالٍ ﴾ بِاَنْ یُّرِیَھُمُ الْفِرَّۃَ مَکِیْدَۃً وَّھُوَ یُرِیْدُ الْکَرَّۃَ ﴿اَوْ مُتَحَیِّزًا﴾ مُنْضَمًّا ﴿ اِلٰی فِئَۃٍ﴾ جَمَاعَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَسْتَنْجِدُ بِھَا ﴿ فَقَدْ بَآءَ﴾ رَجَعَ ﴿ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۱۶) ﴾ اَلْمَرْجِعُ ھِیَ وَھٰذَا مَخْصُوْصٌ بِمَا اِذَا لَمْ یَزِدِ الْکُفَّارُ عَلَی الضِّعْفِ ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ ﴾ بِبَدْرٍ بِقُوَّتِکُمْ ﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ ﴾ بِنَصْرِہٖ اِیَّاکُمْ ﴿وَمَا رَمَیْتَ ﴾ یَامُحَمَّدُ اَعْیُنَ الْقَوْمِ ﴿اِذْ رَمَیْتَ ﴾ بِالْحَصٰی لِاَنَّ کَفًّا مِنَ الْحَصٰی لَایَمْلَاُ عُیُوْنَ الْجَیْشِ الْکَثِیْرِ بِرَمْیَۃِ بَشَرٍ ﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ بِاِیْصَالِ ذٰلِکَ اِلَیْھِمْ فَعَلَ ذٰلِکَ لِیَقْھَرَ الْکَافِرِیْنَ ﴿ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَاءً ﴾ عَطَاءً ﴿حَسَنًا ﴾ ھُوَ الْغَنِیْمَۃُ ﴿اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ ﴾ لِاَقْوَالِھِمْ ﴿عَلِیْمٌ (۱۷) ﴾ بِاَحْوَالِھِمْ ﴿ذٰلِکُمْ﴾ اَلْاِبْلَاءُ حَقٌّ ﴿ وَاَنَّ اللّٰہَ مُوْھِنُ﴾ مُضْعِفُ ﴿ کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ (۱۸) ﴾ ﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا﴾ اَیُّھَا الْکُفَّارُ اَیْ تَطْلُبُوا الْفَتْحَ اَیِ الْقَضَاءَ حَیْثُ قَالَ اَبُوْ جَھْلٍ مِنْکُمْ اَللّٰھُمَّ اَیُّنَا کَانَ اَقْطَعَ لِلرَّحِمِ وَاٰتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ فَاَحِنْہُ الْغَدَاۃَ اَیْ اَھْلِکْہُ ﴿ فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ﴾ اَلْقَضَاءُ بِھَلَاکِ مَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ وَھُوَ اَبُوْ جَھْلٍ وَمَنْ قُتِلَ مَعَہٗ دُوْنَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ وَاِنْ تَنْتَھُوْا﴾ عَنِ الْکُفْرِ وَالْحَرْبِ ﴿ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا﴾ لِقِتَالِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿ نَعُدْ ﴾ لِنَصْرِہٖ عَلَیْکُمْ ﴿وَلَنْ تُغْنِیَ﴾ تَدْفَعَ ﴿ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ ﴾ جَمَاعَتُکُمْ ﴿شَیْئًا وَّلَوْ کَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۹) ﴾ بِکَسْرِ اِنَّ اِسْتِئْنَافًا وَفَتْحِھَا عَلٰی تَقْدِیْرِ اللَّامِ.

﴿ترجمہ﴾

(یادکرو) جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس (اللہ ﷻ) کی طرف سے چین تھی (جس کی وجہ سے تمہیں خوف سے ......۱...... امن حاصل ہوا) اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس (یعنی حدث اور جنابت) سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے (تمہاری طرف سے اس کے وسوسے دور فرمادے ......۲...... کہ اگر تم حق پر ہوتے تو پیاسے، بے وضو نہ رہتے اور مشرکین پانی پر قابض نہ ہوتے) اور ڈھارس بندھائے (یربط بمعنی یحبس ہے) تمہارے دلوں کو (یقین اور صبر دے کر) اور اس سے تمہارے قدم جمادے (کہ ریت میں دھنس نہ جائیں) اے محبوب جب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا (جن کے ذریعے مسلمانوں کو مدد پہنچائی گئی تھی) کہ میں (انی بمعنی بانی ہے) تمہارے ساتھ ہوں (مدد و نصرت کے ذریعے) تم مسلمانوں کو ثابت رکھو (مدد اور خوشخبری دے کر ......۳......) عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت (یعنی خوف) ڈال دوں گا اور کافروں کی گردنوں (یعنی سروں)

سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ (یعنی ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے اطراف پر، چنانچہ جب کوئی شخص کافر کے سر پر ضرب مارنا چاہتا تو قبل اسکے کہ اس تک تلوار پہنچتی وہ کٹ کر گر جاتا اور نبی پاک ﷺ ان پر مٹھی میں موجود کنکریاں پھینکتے تو کوئی مشرک ایسا نہ بچا کہ جس کی آنکھ میں کنکر نہ گئے ہوں......۴...... پس نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ذلیل ہوئے) یہ (عذاب جوان پر واقع ہوا) اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی (شاقوا بمعنی خالفوا ہے) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے لیے) یہ (عذاب) تو چکھو (اے کافر دنیا میں) اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو (آخرت میں) آگ کا عذاب ہے اے ایمان والو جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو (یعنی دونوں لشکر جمع ہو جاؤ اور کافروں کا لشکر اپنی کثرت کی وجہ سے قریب ہو) تو انہیں پیٹھ نہ دو (شکست کھا کر) اور جو اس دن (ان کے ملنے کے دن) انہیں پیٹھ دے گا مگر ہنر کرنے (متحرفا بمعنی منعطفا ہے) لڑائی کا (کہ دھوکے سے بھاگتا دکھائی دے اور مقصد لڑائی کی جانب لوٹنا ہو) یا اپنی جماعت میں (یعنی مسلمانوں کی جماعت میں حصول مدد کیلئے) جاملنے کو (متحیزا بمعنی منضما ہے) تو وہ پلٹا (باء بمعنی رجع ہے) اللہ کے غضب میں اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (وہ، اور یہ حکم خاص اس وقت ہے جب کفار کی تعداد دو چند سے زائد نہ ہو) تم نے انہیں قتل نہ کیا (بدر میں اپنی قوت سے) بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا (خاص اس جنگ میں تمہاری مدد فرما کر) اور وہ خاک جو (اے محمد ﷺ قوم کی آنکھوں میں) تم نے پھینکی (مٹھی بھر کنکریاں اور وہ بھی ایک انسان کی طرف سے بڑے لشکر کی آنکھوں میں نہیں بھر سکتیں) بلکہ اللہ نے پھینکی (یعنی کنکریاں کافروں تک پہنچائیں......۵...... اور یہ اسلئے کیا تاکہ کافروں کو ذلیل کرے) اور اسلئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام......۶...... (مال غنیمت مراد ہے) عطا فرمائے بیشک اللہ سنتا (ان کے اقوال کو) اور جانتا ہے (ان کے احوال کو) یہ (انجام حق ہے) اور اللہ سست کرنے والا ہے (موھن بمعنی مضعف ہے) کافروں کے داؤ کو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو (اے کافرو تم فتح طلب کرتے ہو یعنی فیصلہ جیسا کہ تم میں سے ابوجہل نے کہا کہ اے اللہ ہم میں سے جو رشتوں کو توڑ رہا ہو اور نئی باتیں لا رہا ہو کل تو اسے ہلاک کر دینا) تو یہ فیصلہ تم پر آچکا (یعنی ہلاکت کا فیصلہ جو ایسا تھا اور وہ ابوجہل تھا اور جو اس کے ساتھ قتل ہوئے نہ کہ نبی پاک ﷺ اور مومنین) اور اگر باز آؤ (کفر اور جنگ سے) تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو (نبی کریم ﷺ سے جنگ کرنے کی) تو ہم پھر سزا دینگے (انہیں تم پر مدد دے کر) اور تمہیں کچھ کام نہ دے گا (تغنی بمعنی تدفع ہے) تمہارا جتھا (یعنی تمہاری جماعت) چاہے کتنا ہی ہو اور اس کے ساتھ یہ کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے (ان کسرہ کے ساتھ مستانفہ اور فتح کے ساتھ ہونے کی صورت میں لام کی تقدیر کے ساتھ ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذ یغشیکم النعاس امنة منه وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم به ویذھب عنکم رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام﴾.

اذ: مضاف......یغشیکم النعاس: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی...... امنة منه: مرکب توصیفی مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ینزل علیکم من السماء ماء: فعل بافاعل وظرف لغواول وثانی ومفعول......لام: جار یطھرکم بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یذھب عنکم رجز الشیطن: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: جار......یربط علی قلوبکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ثبت بہ الاقدام: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ہوکر ماقبل آیت نمبر ۷ میں "اذ یعدکم" سے بدل ہے۔

﴿اذ یوحی ربک الی الملئکة انی معکم﴾.

اذ: مضاف......یوحی ربک الی الملئکة: فعل وفاعل وظرف لغو......انی معکم: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ہوکر ماقبل "اذیعدکم" آیت نمبر ۷ سے بدل ثالث واقع ہے۔

﴿فثبتوا الذین امنوا﴾.

ف: فصیحہ......ثبتوا: فعل بافاعل......الذین امنوا: جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا ثبت ھذا" کیلئے جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان﴾.

سالقی: فعل بافاعل......فی: جار......قلوب: مضاف...... الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، الرعب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ، اضربوا: فعل بافاعل......فوق الاعناق: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ...... اضربوا: فعل بافاعل......منھم: ظرف مستقر حال مقدم......کل بنان: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب﴾.

ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم...... شاقوا اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......من: شرطیہ مبتدا......یشاقق اللہ و رسولہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......ان اللہ شدید العقاب: جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلکم فذوقوہ وان للکفرین عذاب النار﴾.

ذلکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب النار: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مبتدا محذوف "العقاب" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، ذوقوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یایها الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوهم الادبار﴾.

یایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ......اذا: شرطیہ......لقیتم: فعل بافاعل......الذین کفروا: ذوالحال......زحفا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......لاتولوهم: فعل نہی بافاعل ومفعول......الادبار: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله﴾.

و: مستانفہ......من: شرطیہ مبتدا...... یول: فعل ہو ضمیر ذوالحال...... الا: اداۃ حصر......متحرفا لقتال: شبہ جملہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......متحیزا الی فئة: شبہ جملہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل......هم: ضمیر مفعول......یومئذ: ظرف، دبره: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ......باء: فعل بافاعل......ب: جار......غضب: موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماواه جهنم وبئس المصیر﴾.

و: مستانفہ......ماوه: مبتدا......جهنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......بئس المصیر: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم "مصیرهم" مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم﴾..

ف: فصیحہ......لم تقتلوهم: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا افتخرتم بقتلهم فلم تقتلوهم" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......لکن الله: حرف مشبہ واسم...... قتلهم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی﴾.

و: عاطفہ......ما رمیت: فعل نفی بافاعل......اذ: مضاف......رمیت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ......لکن الله: حرف مشبہ واسم...... رمی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیبلی المومنین منه بلاء حسنا ان الله سمیع علیم﴾.

و: عاطفہ......لام: جار......یبلی المومنین: فعل بافاعل ومفعول......منه: ظرف مستقر حال مقدم......بلاء حسنا: مرکب توصیفی ذوالحال ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "فعل ذلک" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حروف مشبہ واسم......سمیع علیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم وان الله موهن کید الکفرین﴾.

ذلکم: خبر محذوف "الابلاء حق" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ "ای ذلکم الابلاء حق"......و: عاطفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم، موھن کید الکفرین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فعل محذوف "واعلموا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

﴿ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم وان تعودوا نعد﴾.

ان: شرطیہ......تستفتحوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......جاء کم الفتح: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تنتھوا: جملہ فعلیہ شرط...... فھو خیر لکم: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ،و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تعودوا: جملہ فعلیہ شرط نعد: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین﴾.

و: عاطفہ......لن تغنی: فعل نفی......عنکم: ظرف لغو......فئتکم: فاعل......شیئا: ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ غیر جازمہ...... کثرت: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... ان اللہ مع المومنین: جملہ اسمیہ فعل محذوف "اعلموا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فلم تقتلوھم ولکن اللہ ......☆ جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا دوسرا کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور و قوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ در حقیقت اللہ عزوجل کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔

☆......ان تستفتحوا فقد جاء ......☆ یہ خطاب مشرکین کو ہے جنہوں نے بدر میں سید عالم ﷺ سے جنگ کی اور ان میں سے ابو جہل نے اپنی اور حضور کی نسبت یہ دعا کی کہ یارب ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہو اس کی مدد کر اور جو بُرا ہو اسے مبتلائے مصیبت کر اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ سے بدر کو چلتے وقت کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹ کر یہ دعا کی تھی کہ یارب اگر محمد ﷺ حق پر ہوں تو انکی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہوں تو ہماری مدد کر اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو فیصلہ تم نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا اور جو گروہ حق پر تھا اس پر فتح دی گئی یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا طلب کیا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی ابو جہل بھی اس جنگ میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر کیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیند کہ خوف سے امن کا سامان کرتی ہے!

ا......اور یاد کرو جب اس نے تم پر نیند ڈال دی اور اس سے مراد ہلکی نیند ہے اس کی جانب سے امن، یعنی تمہیں تمہارے

دشمن سے تمہارے رب عزوجل کی جانب سے امان ہے کہ وہ تمہیں غالب کرے گا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ میں نیند کا آنا اللہ عزوجل کی جانب سے امن ہے اور نماز میں نیند کا آنا شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اور جنگ میں نیند کے آنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جسے اپنی جان کا خوف ہو اسے نیند نہیں آیا کرتی تو جسے شدید خوف کے وقت میں نیند آگھیرے تو یہ امن کے نزول اور خوف کے زائل ہونے پر دلیل ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب مسلمانوں کو اپنی تعداد کے کم ہونے اور دشمنوں کی تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے خوف ہوا تو ایسا خیال آتے ہی انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی، اللہ عزوجل نے ان پر نیند کو طاری کر دیا تا کہ انہیں راحت حاصل ہو جائے اور ان سے سخت پیاس کا غلبہ دور ہو جائے اور وہ دشمن کے قتال پر متمکن رہیں، یہ نیند کا طاری ہونا ان کے حق میں ایک نعمت تھی اس لئے کہ وہ ہلکی تھی اس حیثیت سے کہ اگر وہ دشمن کا قصد کرتے تو اسے پہچان لیتے اور اس تک پہنچ جاتے اور اسے اپنے سے دور بھی کر سکتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ نیند اللہ عزوجل کی جانب سے امن تھی جو ان پر یک دم طاری ہوئی اور وہ سارے کے سارے اپنی کثرت کے ساتھ سو گئے اور اس طرح تمام مجاہدین کا باوجود شدید خوف کے سو جانا عادتاً محال فعل ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ نیند معجزہ کے حکم میں ہے اس لئے کہ امرِ خارق عن العادۃ ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷۳، ملخصاً)

رجز بمعنی عذاب :

۲.....قرآن مجید فرقان حمید میں رجز کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اصل میں رجز عذاب شدید کو کہتے ہیں اور یہاں مجازاً نفس میں آنے والے شیطانی وسوسے کو اہل ایمان کے مشقت میں پڑنے کی وجہ سے رجز کہا گیا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ مشقت جو انسانی نفس کو پہنچے وہ رجز ہے۔خطیب فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو شیطان نے وسوسہ دلایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ حق پر ہو اور تم میں اللہ عزوجل کے نبی جلوہ گر ہیں اور تم اللہ عزوجل کے ولی ہو، جبکہ حال یہ ہے کہ مشرک تمہارے پانی پر غالب ہیں اور تم بے وضو اور بے غسل ہو کر نمازیں پڑھ رہے ہو، تم کیسے گمان کرتے ہو کہ تم دشمن پر غالب آجاؤ گے؟ اور وہ تمہیں مہلت نہ دیں گے مگر اتنی کہ تمہیں پانی کی مشقت میں مبتلا کریں پھر جب تم سے پانی کی تنگی دور ہو تو تمہاری جانب آجائیں گے اور تم میں جسے چاہیں گے قتل کریں گے اور تمہارے بقیہ کو مکہ کی جانب لے چلیں گے مسلمان ان وسوسوں سے شدید غمگین ہوئے اور ڈر گئے تو اللہ عزوجل نے بارش اتاری جس سے وادی بھر گئی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷٤)

مسلمانوں کے دلوں کو تقویت دینا:

۳.....اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قلوب کو کس طرح تقویت دی اس کی کیفیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس طرح شیطان کو قوت حاصل ہے کہ وہ ابن آدم کے قلب میں برا وسوسہ ڈال سکتا ہے اسی طرح فرشتے کو بھی قوت حاصل ہے کہ وہ ابن آدم کے قلب میں خیر کا الہام کر سکتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس ثابت قدمی سے مراد یہ ہے کہ فرشتے مومنین کے ساتھ قتال کے لئے حاضر ہونگے اور قتال پر بالفعل ان کی مدد و نصرت کریں گے، ایک قول یہ ہے کہ ایمان والوں کی ثابت قدمی کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے انہیں

مدد اور کامیابی کی بشارت دیتے ہیں پس فرشتے صفوں میں چلتے تھے اور کہتے کہ خوشخبری ہو اللہ عزوجل تمہارا مددگار ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۹)

مٹھی بھر کنکر تباہی کا سبب بن گئیں:

۴..... مٹھی بھر کنکریوں کا سارے کافروں کی آنکھوں میں چلے جانا معجزہ ہے، علامہ صاوی اور صاحب جمل یہاں منہ اور ناک میں کنکریاں جانا مراد لیتے ہیں۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حکیم بن حزام سے روایت کیا ہے کہ بدر کے دن ہم نے آسمان سے کچھ گرنے کی آواز سنی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کنکریاں ہوں اور وہ سفلچی یعنی ہاتھ دھونے کے برتن میں گری ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں پھینکیں کہ جس سے کافروں کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن میں نے آسمان سے کنکر گرنے کی آواز سنی کہ وہ سفلچی میں گر رہی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ مجھے مٹھی بھر کنکریاں دی گئیں۔ ایک قول میں یہ ہے کہ تین کنکریاں تھیں۔

(شرح زرقانی علی المواھب باب غزوۃ بدر الکبری، ج ۲، ص ۲۹۵)

خدا مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں!

۵..... اللہ عزوجل نے متذکرہ آیت مبارکہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے کہ یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے کیا، ابن عساکر نے مکحول سے روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ پر حملہ کیا تو مشرکین غصے میں آگئے اور بولے ایک پر دو حملہ آور ہوئے؟ پھر قتال میں مشغول ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ عزوجل! تو نے مجھے ان سے قتال کا حکم دیا اور مدد کا وعدہ بھی کیا اور تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی میں کنکر لئے پھر ان کافروں کے چہروں کی جانب پھینکا اور اللہ عزوجل کے اذن سے انہیں شکست دی۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۳۱۷)

علامہ صاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ بظاہر آیت مبارکہ میں تناقض ہے اس لئے کہ اس آیت ﴿ومارميت اذرميت﴾ میں نفی اور اثبات دونوں موجود ہیں۔ جواب یہ ہے کہ نفی کافروں کی آنکھوں میں کنکریاں پہنچانے کی کی گئی ہے اور اثبات کنکریوں کو پھینکے جانے کا کیا گیا ہے جس کی جانب مفسر کا جواب ﴿بایصال ذلک الیھم﴾ سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۱)

کسی بشر میں یہ وسعت و کمال نہیں ہوتی کہ وہ ایک مٹھی کنکر کسی لشکر کی جانب پھینکے اور ہر آنکھ میں وہ کنکر داخل ہو جائے چنانچہ کنکر کا پھینکنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا اور اس کی تاثیر (کہ وہ ہر ایک کی آنکھ میں پہنچ جائے) اللہ عزوجل کی طرف سے ہوئی اور اس لئے آیت کا یہ معنی (یعنی توجیہ) نفی اور اثبات دونوں کے حوالے سے درست ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۰۱)

بلا بمعنی نعمت:

۶..... یعنی اللہ عزوجل تم پر عظیم نعمت مدد اور غنیمت کے ذریعے فرمائے اور نشانیوں کا مشاہدہ۔ (البیضاوی، ج ۲، ص ۱۳)

اس آیت میں بلاء کونعمت کی طرف محمول کیا ہے پھر یہ کہ بلاء کا اطلاق نعمت اور محنت (سخت مصیبت) دونوں پر ہوتا ہے اور بلاء کی اصل اختبار یعنی آزمائش ہے اور مَحنَة کے ساتھ آزمائش اظہارِ صبر کے لئے ہے اور نعمة کے ساتھ آزمائش اظہارِ شکر لے لئے ہوگا۔

(الجمل، ج ۳، ص ۱۸۰)

☆......☆فی الرمل: تمہارے قدموں کو جمادے کہ ریت پر چلنا آسان ہوجائے، اسلئے کہ عادتاً ریت پر چلنا تنگی کا باعث ہوتا ہے پھر جب اس ریت پر بارش کا پانی برسا اور ریت بیٹھ گئی تو اس پر چلنا آسان ہوگیا، اور ریت کا غبار تک باقی نہ رہا کہ اس پر چلنا تشویش کا باعث بنے، اسی وجہ سے مفسر علیہ الرحمۃ نے ان تسرخ فی الزمل یعنی ان تغوص و تذھب فی الرمل فرمایا۔

الخوف: رعب سے مراد خوف ہے کہ جس کی وجہ سے کافر ٹھہر نہ سکیں، اور یہ اللہ کی طرف سے مومنین کے لئے نعمت ہے کہ اس نے مشرکین کے دلوں میں خوف ڈال دیا۔ رقبة الکافر: ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں کہ میں بدر میں موجود تھا، انہوں نے کہا کہ میں مشرکین کے کسی آدمی کے درپے ہوا کہ اسے ماروں میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر گر گیا پس میں نے جان لیا کہ اس کا قتل کسی اور نے کیا ہے۔ حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ بدر کے دن ہم دیکھتے کہ ہماری تلوار مشرک تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر جسم سے جدا ہوجاتا۔ الواقع بھم: کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب، قتل اور قید کیا جانا اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی وجہ سے ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے یعنی آج بدر کے دن ان پر نازل ہونے والا عذاب قلیل ہے اس کی بہ نسبت جو اللہ ﷻ نے ان کے لئے قیامت کے دن کے لئے جمع کیا ہے۔ بنصرہ ایاکم: یعنی اللہ ﷻ ان کی روحیں لے گیا یا یہ مراد ہے کہ تم نے انہیں اپنی قوت سے قتل نہ کیا جیسا کہ شارح نے کہا یعنی تمہاری قوت ان کے قتل میں مؤثر نہ ہوئی بلکہ تاثیر اللہ کی تھی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷٤ وغیرہ)۔

ایھا الکفار: اہل مکہ سے یہ خطاب ان کی بے عزتی کرنے کے لئے ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر ہلاکت واقع ہوگی اور فتح ان کے علاوہ یعنی مومنین کی ہوگی۔

ابوجہل اور دیگر اہل قریش نے جب بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا، تو کعبہ کی اوٹ میں یہ دعا کی جسے مفسر نے ذکر فرمایا۔

فیصلہ اہل مکہ اور محمد عربی ﷺ کے مابین ہوگا کہ اہل حق کی مدد اور اہل باطل کی ذلت و رسوائی ہوگی۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۱، ملخصاً)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا﴾ تُعرِضُوا ﴿عَنْهُ﴾ بِمُخَالَفَةِ اَمْرِه ﴿وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾﴾ اَلْقُرْآنَ وَالْمَوَاعِظَ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاِتِّعَاظٍ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ﴾ عَنْ سِمَاعِ الْحَقِّ ﴿الْبُكْمُ﴾ عَنِ النُّطْقِ بِه ﴿الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾ ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا﴾ صَلَاحًا بِسِمَاعِ الْحَقِّ ﴿

لَاَسْمَعَهُمْ﴾ سماعَ تفهُّمٍ ﴿وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ﴾ فرضًا وقد علم ان لا خير فيهم ﴿لَتَوَلَّوْا﴾ عنه ﴿وَّهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ(۲۳)﴾ عن قبوله عنادًا وجحودًا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ بالطاعة ﴿اِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ من امر الدين لانه سبب الحياة الابدية ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ
وَقَلْبِهٖ﴾ فلا يستطيع ان يؤمن او يكفر الا بارادته ﴿وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ(۲۴)﴾ فيجازيكم باعمالكم ﴿
وَاتَّقُوْا فِتْنَةً﴾ ان اصابتكم ﴿لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ بل تعمهم وغيرهم واتقاؤها بانكار
موجبها من المنكر ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ(۲۵)﴾ لمن خالفه ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ
مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ارض مكة ﴿تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾ ياخذكم الكفار بسرعة
﴿فَاٰوٰىكُمْ﴾ الى المدينة ﴿وَاَيَّدَكُمْ﴾ قواكم ﴿بِنَصْرِهٖ﴾ يوم بدر بالملئكة ﴿وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾
الغنائم ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۲۶)﴾ نعمه ونزل في ابي لبابة مروان بن عبد المنذر وقد بعثه ﷺ الى بني
قريظة لينزلوا على حكمه، فاستشاروه فاشار اليهم انه الذبح لان عياله وماله فيهم ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ﴾ لا ﴿تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ﴾ ما اؤتمنتم عليه من الدين وغيره ﴿وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ(۲۷)﴾ ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ لكم صادة عن امور الآخرة ﴿وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ
اَجْرٌ عَظِيْمٌ(۲۸)﴾ فلا تفوتوه بمراعاة الاموال والاولاد والخيانة لاجلهم .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور نہ پھرو (تولوا بمعنی تعرضوا ہے) اس سے (رسول کریم ﷺ کے حکم کی مخالف کرنے سے) حالانکہ تم سنتے ہو (قرآن اور نصیحت کی باتیں) اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے (یعنی تدبر اور نصیحت حاصل کرنے کے ارادے سے مراد اس سے منافقین اور مشرکین ہیں ......۱......) بیشک سب جانوروں میں بدتر ......۲...... اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے (حق سننے سے) گونگے (حق بولنے سے) ہیں جن کو عقل نہیں اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی (خیرا بمعنی صلاحا ہے، حق سننے کی) جانتا تو انہیں سنا دیتا (سمجھنے والا سننا) اور اگر سنا دیتا (بالفرض، اور وہ جانتا تھا کہ ان میں کوئی خیر نہیں ......۳......) جب بھی انجام کار منہ پھیر دیتے (حق سے) پلٹ جاتے (حق قبول کرنے سے عناد اور سرکشی کے باعث) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ ......۴...... (طاعت بجالاتے ہوئے) جب رسول تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی (دین کے معاملے میں کیوں کہ دین ہی حیات ابدی کا سبب ہے) اور جانو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے (

پس وہ ایمان یا انکار کی استطاعت نہیں رکھتا مگر اسکے ارادے سے) اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے (تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزادے گا) اور اس فتنہ سے (اگر تمہیں پہنچے) ڈرو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا (بلکہ تم بھی اور دوسرے بھی سب اس کی لپیٹ آجائیں گے......۵......اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ منکرات سے اجتناب کرے) اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے لیے جو اس کی مخالفت کرے) اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے دبے ہوئے تھے ملک (سرزمین مکہ) میں دبے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ (یعنی کفار جلدی سے تمہیں پکڑ) اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی (مدینہ میں) اور زور دیا (یعنی قوی) کیا اپنی مدد سے (بدر کے دن ملائکہ کے ذریعے) اور ستھری چیزیں (غنیمتیں) تمہیں روزی دی کہ کہیں تم احسان مانو (اس کی نعمتوں کا اور آیت ابولبابہ مروان بن عبدالمنذر کے بارے میں نازل ہوئی کہ جسے نبی پاک ﷺ نے بنو قریظہ کی طرف بھیجا تو وہ نبی پاک ﷺ کا حکم لے کر گئے انہوں نے ابولبابہ سے مشورہ کیا تو ابولبابہ نے اشارتاً ان سے کہہ دیا کہ حضور ﷺ ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ ابولبابہ کے عیال اور مال ان ہی کے پاس تھے) اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور (نہ) اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت (دین وغیرہ کے معاملے جس میں تم امین بنائے گئے ہو) اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں (جو امور آخرت میں تمہارے لیے رکاوٹ ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (لہذا مال واولاد کی خاطر بڑے ثواب کو نہ چھوڑو اور نہ ان کی وجہ سے خیانت کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا اطیعوا الله ورسوله ولا تولوا عنه وانتم تسمعون﴾.

یایهاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... اطیعوا: فعل با فاعل......الله ورسوله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......لاتولوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......انتم تسمعون: جملہ اسمیہ حال فعل محذوف "اعلموا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ ہوکر معطوف ملکر مقصود بالنداء۔

﴿ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وهم لا یسمعون﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......تکونوا: فعل ناقص با اسم......کاف: جار......الذین موصول......قالوا: قول......سمعنا: فعل وضمیر ذوالحال......وهم لایسمعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذین لا یعقلون﴾.

ان: حرف مشبہ......شر الدواب: ذوالحال......عند الله: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم......الصم: خبر اول ،البکم: موصوف......الذین لایعقلون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو علم الله فيهم خيرا لا سمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......علم الله فيهم خيرا: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......اسمعهم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ مستانفہ...... و: عاطفہ......لو: شرطیہ......اسمعهم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،لام: تاکیدیہ،تولوا: فعل واوضمیر ذوالحال،وهم معرضون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿يايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم﴾.

يايها الذين امنوا: جملہ ندائیہ...... استجيبوا: فعل امر بافاعل......لله: جارمجرور معطوف علیہ......وللرسول: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف......دعاكم: فعل بافاعل ومفعول......لما يحييكم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه وانه اليه تحشرون﴾.

و: عاطفہ...... اعلموا: فعل بافاعل...... ان الله: حرف مشبہ واسم......يحول بين المرء وقلبه: ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ،انه: حرف مشبہ واسم......اليه تحشرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استجيبوا" پرمعطوف ہے۔

﴿واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة﴾.

و: عاطفہ......اتقوا: فعل بافاعل......فتنة: موصوف، لاتصيبن: فعل نہی انت ضمیر ذوالحال، خاصة: حال، ملکر فاعل ،الذين ظلموا منكم: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استجيبوا" پرمعطوف ہے

﴿واعلموا ان الله شديد العقاب واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس﴾.

و: عاطفہ......اعلموا: فعل بافاعل......ان الله: حرف مشبہ واسم...... شديد العقاب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......، و: عاطفہ...... اذكروا: فعل بافاعل......اذ: مضاف......انتم: مبتدا......قليل: خبراول......مستضعفون في الارض: شبہ جملہ خبر ثانی......تخافون: فعل بافعل......ان يتخطفكم الناس: مصدر مؤول، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاوكم وايدكم بنصره ورزقكم من الطيبت لعلكم تشكرون﴾.

ف: عاطفہ......اوكم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......ايدكم بنصره: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......رزقكم: فعل بافاعل...... كم: ضمیر ذوالحال......لعلكم تشكرون: جملہ اسمیہ حال،

ملکر مفعول……من الطیبت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ…… لاتخونوا: فعل نہی با فاعل……اللہ والرسول: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ……و: عاطفہ……تخونوا: فعل واو ضمیر ذوالحال……وانتم تعلمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل…… امنتکم: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ وان اللہ عندہ اجر عظیم﴾.

و: عاطفہ……اعلموا: فعل وفاعل……انما: حرف مشبہ وما کافہ…… اموالکم واولادکم: مبتدا خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ……و: عاطفہ……ان اللہ: حرف مشبہ واسم…… عندہ: مرکب اضافی خبر مقدم……اجر عظیم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆……ان شر الدواب عند اللہ ……☆یہ آیت بنی عبدالدار بن قصی کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ جو کچھ محمد ﷺ لائے ہم اس سے بہرے گونگے اندھے ہیں یہ سب لوگ جنگ احد میں مقتول ہوئے اور میں سے صرف دو شخص ایمان لائے مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ۔

☆……یایھاالذین امنوا لاتخونوا ……☆یہ آیت ابولبابہ ہارون بن عبدالمنذر انصاری کے حق میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ نے یہود بنی قریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا وہ اس محاصرہ سے تنگ آگئے اور ان کے دل خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم ﷺ کی تصدیق کرو اور ان کی بیعت کرلو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے ان پر ایمان لے آ ؤ جان،مال،اہل واولاد سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو لوگوں نے نہ مانا کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل واولاد کا غم تو نہ رہے اس پر قوم نے کہا کہ اہل واولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا؟ تو کعب نے کہا یہ بھی منظور نہیں ہے تو سید عالم ﷺ سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابو لبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اوان کے عیال سب قریظہ کے پاس تھے حضور نے ابوالبابہ کو بھیج دیا بنی قریظہ

نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کرلیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت واقع ہوئی یہ سوچ کر وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور اللہ عزوجل کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے یہاں تک کہ مرجائیں یا اللہ عزوجل ان کی توبہ قبل کرے وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آکر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: ''ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں انکے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل ان کی توبہ قبول نہ کرے''، وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نا پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر گئے پھر اللہ عزوجل نے انکی توبہ قبول کی صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کھلوں گا جب تک رسول کریم علیہ السلام مجھے خود نہ کھلویں حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے کھول دیا، ابولبابہ نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں گا جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کل مال کو اپنے ملک سے نکال دوں سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ''تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے'' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

چوپایوں جیسے کون؟

۱......علامہ ابوالبرکات نسفی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نہ سننے والوں سے مراد منافقین اور اہل کتاب لئے ہیں، اس لئے کہ وہ تصدیق کرنے والے نہیں گویا ایسا ہے کہ وہ سنتے ہی نہیں، مطلب یہ کہ تم قرآن اور نبوت کی تصدیق کرو پھر جب تم بعض امور میں رسول علیہ السلام کی طاعت سے منہ پھیرو تو تم چوپاؤں اور اس جیسوں کی طرح ہوئے اور تمہارا سننا ایمان نہ لانے والوں کے سننے کی طرح ہوگیا۔

(المدارك، ج١، ص٦٣٨)

کائنات کی بدترین مخلوق:

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بنی عبدالدار بن قصی کے لوگ تھے، وہ کہتے تھے کہ ہم صم بکم عمی ہیں جب نبی پاک علیہ السلام ہمارے پاس آئے، یہ سارے لوگ بدر میں قتل کئے گئے ان میں سے صرف دو اصحاب مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملۃ ایمان لائے۔ دابۃ کا اطلاق حقیقی انسان پر کیا، اس لئے کہ کتب لغت میں ہر حیوان چاہے وہ آدمی ہی کیوں نہ ہو اسے مطلق دواب کہا جاتا ہے اور مصباح میں ہے کہ زمین پر موجود ہر حیوان کو دابۃ کہا جاتا ہے چاہے وہ ممیز ہو یا غیر ممیز۔ (الجمل، ج٣، ص١٨١)

علم باری عزوجل کا بیان:

۳؎......اس آیت کا معنی اس طرح ہے کہ اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سنا دیتا، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم نہیں ہے اور اللہ ﷻ کو جس چیز کے ہونے کا علم نہ ہو اس کا ہونا محال ہے، یعنی اللہ ﷻ کو اس چیز کے متعلق یہ علم ہوگا کہ وہ نہیں ہے، کیونکہ اگر کوئی چیز فی نفسہ نہ ہو اور اللہ ﷻ کو یہ علم ہو کہ وہ ہے تو یہ علم خلاف واقع ہوگا، اور جو علم خلاف واقع ہو وہ جہل ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کا علم واقع کے مطابق ہوتا ہے لہذا جو چیز ہے اس کے متعلق اللہ ﷻ کو علم ہوگا کہ وہ ہے اور جو چیز نہیں ہے اس کے متعلق اللہ ﷻ کو علم ہوگا کہ وہ نہیں ہے اور چونکہ ان میں کوئی خیر نہیں تھی اس لئے اللہ ﷻ کو علم تھا کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہے اس کو اللہ ﷻ نے یوں تعبیر فرمایا: اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا یعنی اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم نہیں ہے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا تو وہ ان کو دین حق کے دلائل اور آخرت کے متعلق نصیحتیں سناتا اور ان کے ذہنوں اور دماغوں میں اس کی فہم پیدا کر دیتا، اور اگر وہ یہ جاننے کے باوجود کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہے اور وہ دلائل اور نصائح سے کوئی نفع حاصل نہیں کریں گے، پھر بھی ان کو دلائل اور نصائح سنا دیتا تو وہ ضرور اعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر دیتے۔ (تبیان القرآن، ج ٤ ص ٦٠٠)

نماز میں حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا:

۴؎......فرض نماز میں حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا قرآن کی نص سے، اسی آیت سے ثابت ہے اور فرض نماز میں سوائے حضور ﷺ کے بلانے کے کسی کے بلانے پر حاضر نہ ہوا جائے۔ حضرت سعید بن معلّٰی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا میں نے جواب نہ دیا (بعد نماز مکمل کرنے کے میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا) میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم (الانفال:۲۴)﴾''۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحۃ الکتاب، رقم: ٥٠٠٦، ص٨٩٧)

☆......بیہقی نے مکحول سے تخریج کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تمہاری ماں تجھے بلائے اس حال میں کہ تم نماز (یعنی نفلی نماز) پڑھ رہے ہو تو اس کے پاس حاضر ہو، اور جب تمہیں تمہارا باپ بلائے تو حاضر نہ ہو حتی کہ تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔
(الدر المنثور، ج ٤، ص ٣١٥)

اس آیت مبارکہ سے حضور ﷺ کی فرمانبرداری کا درس ملتا ہے کہ اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نبی کے حکم کی بجا آوری کرے چاہے اللہ ﷻ کی عبادت یعنی نماز کی حالت ہی میں کیوں نہ ہو، انسان اس بات پر غور وخوض کرے کہ حضور ﷺ کی فرمانبرداری واجب ہے اور یہ ایسا واجب ہے کہ نماز کی تکمیل بعد میں، پہلے حضور ﷺ کے حکم کی بجا آوری، پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی اطاعت پہلے اور نماز کی تکمیل بعد میں اور ایسا کرنے پر انعام یہ ملے گا کہ مسلمان اس سے زندگی پائے گا۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کا حکم ماننا واجب ہے جب کسی کو حضور ﷺ بلائیں اور وہ حالت نماز میں ہو

،علامہ شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی نماز باطل ہی نہیں ہوتی کہ حضور ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری بھی اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل میں داخل ہے ۔اور امام رویانی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں کہ نماز میں حضور ﷺ کی اطاعت واجب نہیں ہے اور حاضر ہونے سے نماز باطل ہو جائے گی ۔اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۵۱)

سارے ہی گرفتار عذاب ہوں گے:

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ ﷻ کا عذاب سخت ہے ۔اب ہم اس بارے میں کچھ حدیثیں ذکر کرتے ہیں جن سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا، اور ہم اللہ ﷻ کی نافرمانی ترک کرتے ہوئے عذاب الٰہی سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

☆......نبی پاک ﷺ سے سنا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ کسی خاص عمل کی وجہ سے عام عذاب نہ کرے گا حتی کہ اپنی پس پشت بُرائی دیکھے گا اور اس بات پر بھی قادر ہوگا کہ اسے دور کرے اور وہ اسے دور نہ کرے گا اور جب ایسا ہو جائے گا تو اللہ ﷻ عام وخاص سب پر عذاب کرے گا۔ (مسند احمد، مسند شامیین، حدیث عدی ابن عمیرۃ، برقم: ۱۷۷۶۷، ج ۵، ص ۲۱۳)

☆......ابن جریر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آقائے دوجہاں کی مدنی مصطفٰی ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ کسی قوم میں رہتا ہو اور اس قوم کے لوگ بُرائی میں مبتلا ہوں اور وہ شخص اس بُرائی کو بدلنے پر قادر ہوتے ہوئے نہ بدلے تو اللہ ﷻ ان کے مرنے سے پہلے اِن پر عذاب بھیجے (ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی برقم: ۴۳۳۹، ص ۸۰۸)

ایک اشکال کا جواب شیخ سلیمان الجمل نے دیا ہے اور وہ اشکال یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ولا تزر وازرۃ وزر اخری (الانعام: ۱۶۴، الاسراء: ۱۵، الزمر: ۷، فاطر: ۱۸)﴾ کوئی جان کسی دوسری جان کو بوجھ نہ اٹھائے گی۔ شیخ سلیمان فرماتے ہیں کہ میں اس کا جواب کہ یہ دوں گا کہ جب لوگ برائی کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کریں تو قدرت رکھنے والے پر اسے بدلنا واجب ہے، پھر جب اس پر سکوت اختیار کرے تو سارے ہی نافرمان ہیں، اس برائی کو کرنے والے اور اس پر راضی ہونے والے یعنی اس پر خاموشی اختیار کرنے والے، لہذا اللہ ﷻ نے اپنی حکمت سے برائی پر راضی رہنے والے کو برائی کے کرنے والے کی منزلت میں کر دیا اور سزا کے معاملے میں سب کو شامل کر دیا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۸۴)

☆......☆بمخالفۃ الامر: یعنی رسول کے حکم کی مخالفت کرنے سے، التولی کی نسبت فقط رسول کی جانب کی گئی اس لئے کہ کوئی شخص مخالفت نہیں کرتا مگر رسول کے حکم کی، معنی یہ ہے کہ نہ تو رسول کے حکم سے اعراض کرو نہ ہی جہاد میں ان کی معاونت کرنے سے۔

فلا تفوتوہ: اس لئے کہ آخرت کی سعادت دنیاوی سعادت سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخروی سعادت کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے جبکہ دنیاوی سعادت ختم ہو جائے گی اور کم ہو جائے گی۔

صادة عن امور الاخرة: بمعنی مانعة عن امور الاخرة ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۱۸۱وغیرہ)۔

الا بـارادتــه: اس کے ارادے سے کفر اور ایمان مراد نہیں ہے بلکہ سمع، بصر، شم، ذوق اور لمس مراد ہیں کہ یہ پانچوں حواس خمسہ اللہ ﷻ کے قبضہ قدرت میں ہیں، اگر اللہ ﷻ چاہے تو انہیں باقی رکھے اور چاہے تو لے جائے اور ایمان اور کفر کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ سعادت اور شقاوت کی علت یہی ہیں۔ من المنکر: پس ظالم پر عذاب اس کے ظلم کی وجہ سے ہوگا اور غیر ظالم پر اس گناہ کے اقرار، اس پر سکوت اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ (الصاوی،ج ۳،ص۱۳)

رکوع نمبر:۱۸

وَنَـزَلَ فِـیْ تَـوْبَتِهٖ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا﴾ بِالْاَمَانَةِ وَغَیْرِهَا ﴿اللّٰهَ یَجْعَل لَّکُمْ فُرْقَانًا﴾ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ مَـاتَـخَـافُوْنَ فَتَنْجُوْنَ ﴿وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ﴾ ذُنُوْبَکُمْ ﴿وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۲۹)﴾ ﴿ وَ﴾ اذْکُرْ یَـامُـحَـمَّـدُ ﷺ ﴿اِذْ یَـمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ وَقَدْ اِجْتَمَعُوْا لِلْمُشَاوَرَةِ فِیْ شَأنِکَ بِدَارِ الـنَّـدْوَةِ ﴿لِیُثْبِتُوْکَ ﴾ یُـوْثِـقُـوْکَ وَیَـحْبِسُـوْکَ ﴿اَوْ یَـقْـتُـلُـوْکَ﴾ کُـلُّـهُـمْ قَـتْـلَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ ﴿ اَوْ یُـخْـرِجُـوْکَ﴾ مِـنْ مَـکَّةَ ﴿ وَیَـمْکُرُوْنَ﴾ بِکَ ﴿ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ ﴾ بِهِمْ بِتَدْبِیْرِ اَمْرِکَ بِاَنْ اَوْحٰی اِلَیْکَ مَـادَبَّرُوْهُ وَاَمَرَکَ بِالْخُرُوْجِ ﴿وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ (۳۰)﴾ اَعْـلَمُهُمْ بِهٖ ﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰـذَآ﴾ قَالَهُ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ لِاَنَّهٗ کَانَ یَاْتِیْ الْحِیْرَةَ یَتَّجِرُ فَیَشْتَرِیْ کُتُبَ اَخْبَارِ الْاَعَاجِمِ وَیُـحَدِّثُ بِهَا اَهْلَ مَکَّةَ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿ هٰذَآ﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿اِلَّآ اَسَاطِیْرُ﴾ اَکَاذِیْبُ ﴿ الْاَوَّلِیْنَ (۳۱)﴾ ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰـذَا﴾ اَلَّذِیْ یَقْرَؤُهٗ مُحَمَّدٌ ﴿هُوَ الْحَقُّ﴾ اَلْمُنَزَّلُ ﴿مِنْ عِنْدِکَ فَـاَمْـطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (۳۲)﴾مُـؤَوِّلٌ عَـلٰی اِنْکَارِهٖ قَالَهُ النَّضْرُ اَوْغَیْرُهٗ عَلٰی سَبِیْـلِ الْاِسْتِهْـزَاءِ اَوِالْاِیْهَامِ اَنَّهٗ عَلٰی بَصِیْرَةٍ وَجَزْمٍ بِبُطْلَانِهٖ قَالَ تَعَالٰی ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ﴾ بِمَاسَاَلُوْهُ ﴿ وَاَنْتَ فِیْهِمْ﴾ لِاَنَّ الْعَذَابَ اِذَا نَزَلَ عَمَّ وَلَمْ تُعَذَّبْ اُمَّةٌ اِلَّا بَعْدَ خُرُوْجِ نَبِیِّهَا وَالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهَا ﴿ وَمَا کَانَ الـلّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (۳۳)﴾ حَیْـثُ یَقُوْلُوْنَ فِیْ طَوَافِهِمْ غُفْرَانَکَ غُفْرَانَکَ وَقِیْلَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْـمُسْتَـضْـعِـفُوْنَ فِیْهِـمْ کَـمَـا قَالَ تَعَالٰی (لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَاباً اَلِیْمًا) ﴿وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ﴾بِالسَّیْفِ بَعْدَ خُرُوْجِکَ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ ، وَعَلَی الْقَوْلِ الْاَوَّلِ هِیَ نَاسِخَةٌ لِمَا قَبْلَهَا ، وَقَدْ عَـذَّبَهُـمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَغَیْرِهَا ﴿وَهُمْ یَصُدُّوْنَ﴾ یَمْنَعُوْنَ النَّبِیَّ ﷺ وَالْمُسْلِمِیْنَ ﴿ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾

اَنْ یَّطُوْفُوْا بِہٖ ﴿وَمَا کَانُوْا اَوْلِیَآءَہٗ﴾ کَمَا زَعَمُوْا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ(۳۴)﴾ اَنْ لَّا وِلَایَۃَ لَھُمْ عَلَیْہِ ﴿وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً﴾ صَفِیْرًا ﴿وَّتَصْدِیَۃً﴾ تَصْفِیْقًا اَیْ جَعَلُوْا ذٰلِکَ مَوْضَعَ صَلَاتِھِمُ الَّتِیْ اُمِرُوْا بِھَا ﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ﴾ بِبَدْرٍ ﴿بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ(۳۵)﴾ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ﴾ فِیْ حَرْبِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ﴾ فِیْ عَاقِبَۃِ الْاَمْرِ ﴿عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً﴾ نَدَامَۃً لِفَوَاتِھَا وَفَوَاتِ مَا قَصَدُوْہُ ﴿ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ مِنْھُمْ ﴿اِلٰی جَھَنَّمَ﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿یُحْشَرُوْنَ(۳۶)﴾ یُسَاقُوْنَ ﴿لِیَمِیْزَ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِتَکُوْنُ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ اَیْ یُفَصِّلَ ﴿اللّٰہُ الْخَبِیْثَ﴾ الْکَافِرَ ﴿مِنَ الطَّیِّبِ﴾ الْمُؤْمِنِ ﴿وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا﴾ یَجْمَعَہٗ مُتَرَاکِمًا بَعْضُہٗ عَلٰی بَعْضٍ ﴿فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَھَنَّمَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۳۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(اور یہ آیت ابولبابہ کی توبہ کے بارے میں نازل ہوئی) اے ایمان والوں اگر اللہ سے ڈرو گے (امانت وغیرہ کے معاملے میں ......۱......) تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو (یعنی جو تمہارے اوران خطرات کے مابین فیصلہ کن ہوگا جن میں تم مبتلا ہو پھر تم نجات پاجاؤ گے) اور تمہاری برائیاں اتار دے گا اور تمہارے (گناہ) بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور (اے محمد ﷺ یاد کرو) جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے (یعنی آپ ﷺ کی شان کے بارے مشورہ کرنے دارالندوۃ میں جمع ہوتے تھے......۲......) کہ تمہیں بند کرلیں (یعنی مضبوطی سے باندھ دیں اور قید کردیں) یا شہید کردیں (سب مل ایک شخص کو) یا نکال دیں (مکہ سے) وہ اپنا سا مکر کرتے تھے (آپ ﷺ کے ساتھ......۳......) اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا (ان کے ساتھ آپ ﷺ کے معاملے میں اور وہ یہ کہ اس نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے ان کے مشورہ سے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم صادر فرمایا) اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر (وہ انہیں ان کے ارادوں سمیت جانتا ہے) اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں (قرآن کی) تو کہتے ہیں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے (اس بات کا کہنے والا نضر بن حارث تھا اس نے یہ بات اسلئے کہی تھی کہ مقام حیرۃ میں تجارت کی غرض سے جاتا اور وہاں سے عجمی تاریخ کی کتابیں خرید کرلے آتا اور اہل مکہ کو اس سے پڑھ کر سناتا) یہ (قرآن) تو نہیں مگر کہانیاں (جھوٹی داستانیں) اگلوں کی اور بولے اے اللہ اگر یہی (وہ جسے محمد ﷺ پڑھتے ہیں) حق (اتارا ہوا) ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا (سخت تکلیف دہ قرآن کے انکار کرنے پر نضر وغیرہ نے یہ بات بطور استہزاء کہی تھی یا علی وجہ البصیرۃ دھوکہ دینے

کیلئے اوراس کے باطل ہونے کولازم قرار دینے کیلئے اللہ ﷻ نے فرمایا) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے (جس بات کا وہ اس سے سوال کر رہے ہیں) جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو......۳۳......(اسلئے کہ عذاب جب آتا ہے تو سب کو گھیر لیتا ہے اور کوئی امت عذاب نہیں دی جاتی جب تک کہ اس کا نبی اور مومنین اس بستی سے نکل نہ جائیں) اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں (اس اعتبار سے کہ طواف کرتے ہوئے کہتے غفرانک غفرانک اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ ان میں کے کمزور مسلمان تھے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا لو تزیلوا لعذبنا ......الخ) اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے (تلوار سے، بعد آپ ﷺ کے اور کمزروں کے ہجرت کر جانے کے اور پہلے قول کی صورت میں یہ آیت پہلی آیت کیلئے ناسخ ہو جائے گی چنانچہ اللہ ﷻ نے بدر وغیرہ میں انہیں عذاب دیا) اور وہ روک رہے ہیں (یعنی نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کو روکتے ہیں) مسجد حرام سے (یہ کہ وہ اس میں طواف کعبہ کریں) اور وہ اس کے اہل نہیں (جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) اس کے اولیاء مگر پرہیزگار......۵......مگر ان میں اکثر کو علم نہیں (یعنی کافروں کو اس پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہے) اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی (مکاء بمعنی صفیرا ہے) اور تالی......۶......(بطور تصفیف ہ اور یہ تالی وہ اس جگہ بجاتے جہاں نماز پڑھنے کا حکم کیا گیا تھا) تو اب عذاب چکھو (بدر میں) بدلہ اپنے کفر کا بیشک کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں (نبی پاک ﷺ سے جنگ کرنے کے معاملے میں) کہ اللہ کی راہ سے روکیں تو اب انہیں خرچ کریں گے پھر وہ ان پر (اپنے مقصد کے نہ پائے جانے پر) پچھتاۓ ہونگے (یعنی نادم ہونگے مال خرچ ہو جانے اور مقصد فوت ہو جانے پر) پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے (دنیا میں) اور کافر (ان میں سے) جہنم کی طرف (آخرت میں) اکھٹے کئے جائیں گے (یحشرون بمعنی یساقون ہے) تاکہ جدا فرمادے (لیمیز، تکون کے متعلق ہے تخفیف اور تشدید دونوں لغتوں کے ساتھ یفصل کے معنی میں ہے) اللہ گندے (یعنی کافر) کو ستھرے (یعنی مومن) سے اور نجاستوں کو تلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر (یعنی ایک دوسرے پر تہہ در تہہ کر کے) جہنم میں ڈال دے وہی نقصان پانے والے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ......تتقوا اللہ: جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... یجعل لکم فرقانا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و: عاطفہ......یکفر عنکم سیاتکم: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف اول......ویغفر لکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واللہ ذوالفضل العظیم﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا، ذو: مضاف......الفضل العظیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یمکر بک: فعل وظرف لغو......الذین کفروا: فاعل......لام: جار......یثبتوک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......یقتلوک: جملہ فعلیہ معطوف اول......او: عاطفہ......یخرجوک: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر المکرین﴾.

و: مستانفہ......یمکرون: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......یمکر اللہ: فعل وفاعل ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......خیر المکرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا قالوا قد سمعنا﴾.

و: عاطفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......تتلی علیھم ایتنا: فعل وظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......قالوا: قول......قد: تحقیقیہ......سمعنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو نشاء لقلنا مثل ھذا الا اساطیر الاولین﴾.

لو: شرطیہ......نشاء: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......قلنا: فعل بافاعل......مثل ھذا: "قولا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ان: نافیہ......ھذا: مبتدا......الا: اداۃ حصر، اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......قالوا: قول......اللھم: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ......کان ھذا: فعل ناقص بااسم، ھو: ضمیر فصل......الحق: ذوالحال......من عندک: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ، امطر علینا: فعل بافاعل وظرف لغو......حجارۃ: موصوف......من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ......ائتنا بعذاب الیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص بااسم......لام: جار......یعذب: فعل بافاعل......ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ......انت فیھم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول مضاف الیہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص واسم......معذب: اسم فاعل بافاعل مضاف......ھم: ضمیرذوالحال ،وھم یستغفرون: جملہ اسمیہ حال،ملکرمفعول مضاف الیہ،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام﴾.

و: عاطفہ......ما: استفہامیہ مبتدا......لام: جار،ھم: ذوالحال، ان: مصدریہ......لایعذب: فعل نفی،ھم: ضمیرذوالحال ،و: حالیہ......ھم: مبتدا......یصدون عن المسجد الحرام: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرحال،ملکرمفعول، اللہ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدربتقدیر"ب" جارمجرور،ملکرظرف مستقر حال،ملکرمجروراپنے جارسے ملکرظرف مستقرہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماكانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون ولكن اكثرهم لا يعلمون﴾.

و: عاطفہ،ما: نافیہ،کانوا: فعل ناقص بااسم،اولیائہ: خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ان: نافیہ،اولیاءہ: مبتدا،الا: اداۃ حصر،المتقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......صلاتھم: ذوالحال......عند البیت: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکراسم......الا: اداۃ حصر......مکاء و تصدیۃ: خبر،ملکر جملہ فعلیہ......ف: فصیحہ......ذوقواالعذاب: فعل بافاعل ومفعول ،بماکنتم تکفرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین کفروا: اسم......ینفقون اموالھم: فعل بافاعل ومفعول......لام: جار......یصدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون﴾.

ف: عاطفہ......سینفقونھا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......تکون: فعل ناقص بااسم،علیھم: ظرف مستقر حال مقدم......حسرۃ: ذوالحال،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ...... یغلبون: جملہ فعلیہ۔

﴿والذين كفروا الى جهنم يحشرون ليميز الله الخبيث من الطيب ويجعل الخبيث بعضه على بعض فيركمه جميعا فيجعله فى جهنم﴾.

و: عاطفہ......الذین کفروا: مبتدا......الی جھنم: ظرف لغومقدم......یحشرون: فعل بانائب الفاعل...... لام:

جار......یمیز اللہ الخبیث من الطیب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یجعل: فعل بافاعل......الخبیث: مبدل منہ......بعضہ: بدل،ملکر مفعول......علی بعض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... ف: عاطفہ......یرکم: فعل بافاعل......ہٗ: موکد......جمیعا: تاکید،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی...... فیجعلہ فی جہنم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ھم الخسرون﴾

اولئک: مبتدا......ھم الخسرون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا تتلی علیھم ایتنا......☆ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ سے قرآن پاک سن کر کہا تھا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی ایسی ہی کتاب کہہ لیتے اللہ تعالی نے ان کا یہ مقولہ نقل کیا کہ اس میں ان کی کمال بے شرمی و بے حیائی ہے کہ قرآن پاک کی تحدی فرمانے اور فصحائے عرب کو قرآن کریم کے مثل ایک سورہ بنالانے کی دعوتیں دینے اور ان سب کے عاجز و درماندہ رہ جانے کے بعد یہ کلمہ کہنا اور ایسا ادعائے باطل کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔

☆......ان الذین کفروا ینفقون......☆ یہ آیت کفار میں سے ان بارہ قریشیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا تھا اور ہر ایک ان میں سے لشکر کو کھانا دیتا تھا ہر روز دس اونٹ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خیانت معصیت ہے!

[1]......حضرت ابوحمید الساعدی بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو صدقات وصول کرنے کا عامل بنایا جب وہ آیا تو اس نے کہا کہ یہ چیزیں تمہارے لئے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ کی گئی ہیں۔ نبی پاک ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے، آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کی حمد کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو ہم اپنے بعض مناصب پر عامل بناتے ہیں پھر وہ ہمارے پاس آکر یہ کہتا ہے کہ یہ چیزیں تمہارے لئے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ کی گئی ہیں، وہ اپنی ماں کے گھر میں یا اپنے باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا، پھر یہ دیکھا جاتا کہ اس کو کوئی چیز ہدیہ کی گئی یا نہیں''، ''اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز لے گا وہ قیامت کے دن اس کی گردن پر سوار ہوگی، اگر وہ اونٹ ہے تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، اگر وہ گائے ہے تو وہ ڈکرا رہی ہوگی اور اگر وہ بکری ہے تو وہ ممیا رہی ہوگی''، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کردئے اور فرمایا ''اے اللہ! کیا میں نے تبلیغ کردی ہے ''؟۔

[1] (السنن ابو داؤد، کتاب الخراج، باب فی ھدایا العمال برقم: ۲۹۴۶، ص ۵۶۱)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی علامۃ المنافق، رقم: ۲٦٤٠، ص ۷۵٦)

دارالندوہ کی سازش ناکام :

ع..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دارالندوہ یعنی دار قصی بن کلاب میں جمع ہوئے اور قریش کے سارے ہی فیصلے اس میں ہوتے تھے، یہاں وہ سید عالم ﷺ کی نسبت مشورہ کرنے جمع ہوئے اس دن کو یوم الزحمۃ کا نام دیا گیا ہے۔اس مشاورت میں قریش کے معزز لوگ شریک ہوئے تھے جن میں بنی عبد شمس سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، (جو کہ بعد میں اسلام لے آئے)، بنی نوفل بن عبد مناف سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی عبدالدار بن قصی سے نضر بن حرث بن کلدۃ، بنی اسد بن عبدالعزی سے ابوبختری بن ہشام، زعمہ بن الاسود (یہ بعد میں اسلام لے آئے)، حکیم بن حزام (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی مخزوم سے ابوجہل بن ہشام، بنی سہم سے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹے، بنی جمح سے امیہ بن خلف اس کے علاوہ اور بھی بہت سے تھے کہ جن کو قریش میں شمار نہیں کیا جاتا اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجدی ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا انہوں نے اس کو شامل کرلیا اور سید عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کردیا جائے اور مضبوط بندشوں سے باندھ دیا جائے دروازہ بند کر کے صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں، اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور بولا بہت ناقص رائے ہے یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے، لوگوں نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان کو یعنی محمد ﷺ کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو تم نے اس کی شیریں کلامی سیف زبانی دل کشی نہیں دیکھی ہے؟ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے، اہل مجمع نے کہا کہ شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک رائے ہے ،لوگوں نے کہا اے ابوالحکم کیا؟ اس نے کہا کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں وہ سب یک بارگی حضرت (محمد ﷺ) پر حملہ آور ہو کر قتل کردیں (معاذ اللہ عزوجل) تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبیلوں سے نہ لڑ سکیں

گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا، ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گوش گزار کیا اور عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں اللہ عزوجل نے اذن دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم فرمایا: ''ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی''، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت ﴿انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا﴾ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا، مشرکین رات بھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس کا پہرہ دیتے رہے صبح جب قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین دن ٹھرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(سبل الھدی و الرشاد، باب الثانی فی سبب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج٤، ص ٢٣١ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

اللہ عزوجل کی قدرت کے سامنے چال باز کی چال نہیں چل سکتی:

۳۔۔۔۔۔مکر کی اصل خفیہ طور پر دھوکہ دینا ہے، یعنی وہ اللہ عزوجل سے دھوکہ کرتے تھے اور اللہ عزوجل انہیں ان کے مکر کی سزا دیتا ہے، اور سزا دینے کو مکر کا نام اس لئے دیا گیا کہ یہ سزا ان کے مکر کے مقابلے میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل ان سے ان کے مکر کے مقابل معاملہ فرمائے گا، اور مکر سے مراد تدبیر ہے، اور اللہ عزوجل کی جانب سے جو تدبیر ہے وہ حق کے ساتھ ہے، مطلب یہ کہ مشرکین مکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے کو باطل کرنے کے لئے چال چلتے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے مکر کو ظاہر فرماتا، انہیں قوت اور مدد دیتا، پس اللہ عزوجل نے مشرکین کے کام اور ان کی تدبیریں ضائع فرما دیں اور اللہ عزوجل کا فعل اور اس کی تدبیر غالب ہوئی۔ (الجمل، ج ٣، ص ١٨٩)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں جاری ھیں:

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (الانفال: ٣٣)﴾، اس آیت مبارکہ کے بارے میں کئی اقوال مذکور ہوئے ہیں، یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت کا ایک اصول ہے کہ وہ کسی قوم پر اس وقت تک عذاب نہیں کرتا جب تک اس قوم میں اس کا پیغمبر موجود ہو لہذا غور کریں تو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام کو دیکھ لیں تو جب تک یہ حضرات ان نافرمانوں کے ساتھ تھے، اس وقت تک عام بربادی کا عذاب نہ آیا کہ ان

حضرات کی موجودگی میں پوری بستی الٹ دی گئی ہو، ہاں ایسا ضرور ہوا ہے کہ ان حضرات کو مع ان پر ایمان لانے والوں کے وہاں سے نکالا گیا اور پھر ان بستیوں پر عذاب نازل کیا گیا۔ حضور پرنور ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما تھے اس وقت تک عذاب نہ آیا بلکہ آپ ﷺ کے ہجرت کے بعد بھی کچھ مسلمان مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور وہ توبہ واستغفار میں لگے رہتے اللہ ﷻ نے عذاب نازل نہ کیا، ہاں جب سارے مسلمان مکہ مکرمہ چھوڑ گئے اسوقت اللہ ﷻ نے فتح مکہ کا اذن دیا اور اب وہ عذاب آ گیا جس کے بارے میں آیت مبارکہ ﴿وما لهم الا يعذبهم الله(الانفال:۳۴)﴾ نازل ہوئی۔

ایک قول اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ کیا گیا ہے کہ جب کفار اپنی آخری حد کو پہنچے اور کہا کہ اگر محمد ﷺ اپنے قول میں سچے ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر نازل ہوں اللہ ﷻ نے خبر ارشاد فرمائی کہ محمد ﷺ اپنے قول میں سچے ہیں اور جب تک سید عالم ﷺ ان کے مابین ہیں اللہ ﷻ ان کے دشمنوں اور ان کی رسالت کا انکار کرنے والوں پر عذاب نہیں کرے گا اور یہ عذاب نہ کرنا سید عالم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۰۹)

خدام المساجد کون ہوسکتے ہیں؟

۵.....مختلف تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہاں یہ نکتہ بیان فرمادیا گیا کہ مسجد کے اولیاء متقی اور پرہیزگار ہوں، جو کہ شرک کی گندگی سے پاک ہوں اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے ہوں یعنی مسلمان ہوں، ساتھ ہی یہ بھی ہونا چاہیے کہ تقوی اور پرہیزگاری بھی پائی جائے جس کا آج کے دور میں کافی حد تک فقدان نظر آتا ہے اللہ ﷻ رحم فرمائے۔ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ خدام المساجد کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے اور یہ حضرات مفتیان کرام سے فتاوی طلب کرتے ہوئے مساجد کے تعمیر و توسیع کا کام کرتے ہیں اگرچہ دیگر سنی حضرات کے ہاں بھی اس بات کا اہتمام ہوتا ہے لیکن دعوت اسلامی کے ماحول میں اس جانب زیادہ توجہ دی جاتی ہے، ساتھ ہی شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے یہ تاکید ہے کہ مساجد کی انتظامیہ میں ایک عالم یا مفتی کا ہونا ضروری ہے تا کہ نادانی کی وجہ سے یہ خدمت قبر و آخرت میں زحمت کا باعث نہ بن جائے۔

قوم قریش کی ہٹ دھرمی:

۶.....حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ قریش بیت اللہ کا برہنہ طواف کیا کرتے تھے، اور سیٹیاں بجاتے تھے، مجاہد نے کہا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے طواف کرتے وقت معارضہ پیش کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نماز اور طواف میں خلل ڈالنے کے لئے سیٹیاں بجاتے تھے، مقاتل کا قول ہے کہ جب نبی پاک ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھنے آتے تو دائیں بائیں کھڑے ہوکر سیٹیاں بجاتے تا کہ آپ ﷺ کی نماز میں التباس واشتباہ پیدا کردیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ان کا سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی عبادت تھی، اور مجاہد و مقاتل کے مطابق وہ نبی پاک ﷺ کو ایذا پہنچانے کے لئے ایسا کیا کرتے تھے۔ (الرازی، ج ۵، ص ۴۸۱)

☆......☆رجل واحد: یعنی قوم کے نوجوان یک بارگی حملہ کردیں، اور اس جملے ﴿ کلھم قتلۃ رجل واحد ﴾ میں ابوجہل کی رائے کی جانب اشارہ ہے۔ اور جملہ ﴿ او یخرجوک من مکہ ﴾ میں ہشام بن عمرو کی رائے کی جانب اشارہ ہے۔

بما سالوہ: پتھروں کا عذاب یا دردناک عذاب مراد ہے، نہ کہ عام عذاب، جو کہ نبی پاک ﷺ کی برکت سے اٹھالیا گیا۔

غفرانک غفرانک: جملہ ﴿وھم یستغفرون ﴾ معذبھم کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ فرمائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہیں، پس ان کا استغفار کرنا ان پر عذاب نازل نہ ہونے کے سلسلے میں ان کے لئے نفع بخش ہے، اگر کوئی معترض یہ اشکال پیش کرے کہ اللہ نے فرمایا ﴿قدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ﴾ اور اللہ کا یہ فرمان ﴿وما دعاء الکفرین الا فی تباب ﴾ تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ کافروں کا استغفار کرنا ان کو فقط دنیا میں کام آئے گا اور متذکرہ دونوں آیات مبارکہ سے آخرت میں فائدہ کا حاصل ہونا مراد نہیں ہے، پس کافروں کے اچھے اعمال نیت کے محتاج نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ صدقات اور اچھے کام اور استغفار کرنا، یہ اعمال صالحہ انہیں دنیا میں نفع دینگے اور دنیا میں ان سے عذاب کو دور کریں گے اور آخرت میں نفع نہ دیں گے۔

یاتی الحیرۃ: الحیرۃ حاء کی کسرہ کے ساتھ ہے، مراد اس سے کوفہ کے قریب ایک شہر ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱٦ وغیرہ)۔

ما قصدوہ: محمد ﷺ کے مقابلے میں ان (کافروں) کی مدد۔ (الحمل، ج ۳، ص ۱۹۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ كَاَبِي سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهٖ ﴿اِنْ يَّنْتَهُوْا﴾ عَنِ الْكُفْرِ وَقِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ مِنْ اَعْمَالِهِمْ ﴿ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا ﴾ اِلٰى قِتَالِهٖ ﴿فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ (۳۸)﴾ اَیْ سُنَّتُنَا فِيْهِمْ بِالْاِهْلَاكِ فَكَذَا نَفْعَلُ بِهِمْ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ ﴾ تُوْجَدَ ﴿فِتْنَةٌ ﴾ شِرْكٌ ﴿وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾ وَحْدَهٗ وَلَا يُعْبَدُ غَيْرُهٗ ﴿ فَاِنِ انْتَهَوْا ﴾ عَنِ الْكُفْرِ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۳۹)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿ وَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ﴾ نَاصِرُكُمْ وَمُتَوَلِّيْ اُمُوْرِكُمْ ﴿ نِعْمَ الْمَوْلٰى﴾ هُوَ ﴿ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (۴۰)﴾ اَیِ النَّاصِرُ لَكُمْ.

﴿ترجمہ﴾

تم کافروں سے فرماؤ (ابوسفیان اور اس کے اصحاب سے) اگر وہ باز رہیں (کفر اور نبی پاک ﷺ سے قتال وغیرہ سے) تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا (ان کے سابقہ اعمال) اور اگر پھر وہی کریں (یعنی نبی پاک ﷺ سے قتال وغیرہ) تو اگلوں کا

دستور گزر چکا (یعنی سابقہ نافرمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے حوالے سے ہمارا طریقہ، تو یہی طریقہ ان کے ساتھ بھی ہوگا) اوران سے لڑو یہاں تک کہ نہ باقی رہے (یعنی نہ پایا جائے) کوئی فساد (یعنی شرک) اور سارا دین ......اللہ ہی کا ہو جائے (اسی ایک کیلئے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے) پھر اگر وہ باز رہیں (کفر سے) تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے (وہ انہیں اس پر جزا دیگا) اور اگر وہ پھریں (ایمان سے) تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولی ہے (تمہارا مددگار اور تمہارے کاموں پر نگہبان) تو کیا ہی اچھا مولی (وہ) اور کیا ہی اچھا مددگار (یعنی تمہارا مدد کرنے والا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفرلهم ما قد سلف﴾.

قل للذين كفروا: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ان: شرطیہ، ينتهوا: جملہ فعلیہ شرط، يغفرلهم: فعل وظرف لغو......ماقد سلف: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان يعودوا فقد مضت سنة الاولين﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......يعودوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......مضت سنة الاولين: فعل ومرکب اضافی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾.

و: عاطفہ......قتلوهم: فعل با فاعل ومفعول......حتى: جار......لاتكون: فعل نفی......فتنة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......يكون: فعل ناقص......الدين كله: موکد تاکید، ملکر......اسم لله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قل للذين كفروا" پر معطوف ہے۔

﴿فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير وان تولوا فاعلموا ان الله مولكم﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......انتهوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم......بمايعملون بصير: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تولوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، اعلموا: فعل با فاعل......ان الله مولكم: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿نعم المولى ونعم النصير﴾.

نعم المولى: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......نعم النصير: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دین اور ملت میں فرق:

۱......علماء فرماتے ہیں کہ دین اور ملت دونوں لفظ ذات کے لحاظ سے متحد ہیں اور اعتبار کے لحاظ سے مختلف، پھر اگر شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ اس کی پیروی کی جائے تو اس کا نام دین ہے، اور شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ ان شرعی نکات کو جمع کیا جائے اسے ملت کہتے ہیں، اور اگر شریعت کو اس طرح لیا جائے کہ انسان اس جانب رجوع کرے تو اسے مذہب کہتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ دین ملت اور مذہب میں یہ فرق ہے کہ دین وہ ہے کہ جس کی نسبت اللہ عزوجل کی جانب کی جاتی ہے، ملت وہ ہے کہ جس کی نسبت حضور علیہ السلام کی جانب کی جاتی ہے اور مذہب وہ ہے کہ جسے مجتہد کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۰۹)

☆......☆من اعمالھم: کفر اور دیگر گناہوں سے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۹۳)

الی قتالہ: العود کی اصل الرجوع عن الشیء ہے یعنی کسی چیز سے رجوع کے بعد عقل میں فتور آنے یا کسی قسم کے اشتباہ کی وجہ سے اس سے پھر جاؤ، اور یہاں پر العود کا معنی اسلام سے پھر جانا ہے یعنی کسی عقلی فتور یا اشتباہ کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ العود کی تفسیر استمرار علی الکفر کی جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۹)

ایک اہم بات

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جب بندہ قبر میں جائے گا تو عذاب اس کے قدموں کی جانب سے آئے گا تو اس کے قدم کہیں گے: تیرے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پھر عذاب اس کے سینے یا پیٹ کی طرف سے آئے گا تو وہ کہے گا کہ تمہارے لئے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں، کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پھر وہ عذاب اس کے سر کی جانب سے آئے گا تو سر کہے گا کہ تمہارے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، تو یہ سورۃ روکنے والی ہے، عذاب قبر سے روکتی ہے، تورات میں اس کا نام سورۃ الملک ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے (المستدرك، کتاب التفسیر، باب المانعۃ من عذاب القبر، رقم: ۳۸۹۲، ج۳، ص ۳۲۲، دارالمعرفۃ بیروت)۔

رکوع نمبر : ۱

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ اَخَذْتُمْ مِنَ الْكُفَّارِ قَهْرًا ﴿مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ يَاْمُرُ فِيْهِ بِمَا يَشَاءُ ﴿وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى﴾ قَرَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ ﴿وَالْيَتٰمٰى﴾ اَطْفَالِ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ هَلَكَ آبَاؤُهُمْ وَهُمْ فُقَرَاءُ ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ ذَوِي الْحَاجَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ اَلْمُنْقَطِعِ فِيْ سَفَرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَيْ يَسْتَحِقُّهُ النَّبِيُّ ﷺ وَالْاَصْنَافُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰى مَا كَانَ يَقْسِمُهٗ مِنْ اَنَّ لِكُلٍّ خُمُسَ الْخُمُسِ، وَالْاَخْمَاسُ الْاَرْبَعَةُ الْبَاقِيَةُ لِلْغَانِمِيْنَ ﴿اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ﴾ فَاعْلَمُوْا ذٰلِكَ ﴿وَمَآ﴾ عَطْفٌ عَلٰى بِاللّٰهِ ﴿اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْآيَاتِ ﴿يَوْمَ الْفُرْقَانِ﴾ اَيْ يَوْمَ بَدْرٍ الْفَارِقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ﴿يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾ اَلْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴۱)﴾ وَمِنْهُ نَصْرُكُمْ مَعَ قِلَّتِكُمْ وَكَثْرَتِهِمْ ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ يَوْمٍ ﴿اَنْتُمْ﴾ كَائِنُوْنَ ﴿بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا﴾ اَلْقُرْبٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَهِيَ بِضَمِّ الْعَيْنِ وَكَسْرِهَا جَانِبُ الْوَادِيْ ﴿وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى﴾ اَلْبُعْدٰى مِنْهَا ﴿وَالرَّكْبُ﴾ اَلْعِيْرُ كَائِنُوْنَ بِمَكَانٍ ﴿اَسْفَلَ مِنْكُمْ﴾ مِمَّا يَلِي الْبَحْرَ ﴿وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ﴾ اَنْتُمْ وَالنَّفِيْرُ لِلْقِتَالِ ﴿لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ﴾ جَمَعَكُمْ بِغَيْرِ مِيْعَادٍ ﴿لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا﴾ فِيْ عِلْمِهٖ وَهُوَ نَصْرُ الْاِسْلَامِ وَمَحْقُ الْكُفْرِ فَعَلَ ذٰلِكَ ﴿لِّيَهْلِكَ﴾ يَكْفُرَ ﴿مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ اَيْ بَعْدَ حُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ قَامَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعَ قِلَّتِهِمْ عَلَى الْجَيْشِ الْكَثِيْرِ ﴿وَّيَحْيٰى﴾ يُؤْمِنُ ﴿مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۴۲)﴾ اُذْكُرْ ﴿اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ﴾ اَيْ نَوْمِكَ ﴿قَلِيْلًا﴾ فَاَخْبَرْتَ بِهٖ اَصْحَابَكَ فَسُرُّوْا ﴿وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ﴾ جَبُنْتُمْ ﴿وَلَتَنَازَعْتُمْ﴾ اِخْتَلَفْتُمْ ﴿فِي الْاَمْرِ﴾ اَمْرِ الْقِتَالِ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ﴾ كُمْ مِنَ الْفَشَلِ وَالتَّنَازُعِ ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۴۳)﴾ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ ﴿وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا﴾ نَحْوَ سَبْعِيْنَ اَوْ مِائَةٍ وَهُمْ اَلْفٌ لِتُقْدِمُوْا عَلَيْهِمْ ﴿وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ﴾ لِيُقْدِمُوْا وَلَا يَرْجِعُوْا عَنْ قِتَالِكُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْتِحَامِ الْحَرْبِ فَلَمَّا الْتَحَمَ اَرَاهُمْ اِيَّاهُمْ مِثْلَيْهِمْ كَمَا فِيْ آلِ عِمْرَانَ ﴿لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ﴾ تَصِيْرُ ﴿الْاُمُوْرُ (۴۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور جان لوکہ جو کچھ غنیمت لو (یعنی کافروں سے بطور جبر......۱......) تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ (یعنی وہ اس بارے میں جو چاہے حکم دے) اور رسول اور قرابت والوں (یعنی نبی پاک ﷺ کے قرابت والوں بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب) اور یتیموں (یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کے آباء ان کے بچپن میں ہلاک ہوگئے اور وہ فقیر ہیں) اور محتاجوں (یعنی مسلمانوں میں سے حاجت مند) اور مسافروں کا ہے (یعنی جو حالت سفر میں مسلمانوں سے بچھڑ گئے ہوں تو اس غنیمت کے مال سے نبی ﷺ اور چاروں حقدار پانچویں حصہ میں سے پانچویں حصے کے حقدار ہونگے اور کل مال کے چار حصے غانمین یعنی مجاھدین کیلئے ہیں) اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر (تو جان لو) اور اس پر جو (وما کا عطف باللہ پر ہے) ہم نے اپنے بندے پر اتارا (یعنی محمد ﷺ پر ملائکہ اور آیات وغیرہ) فیصلہ کے دن (یعنی بدر کے روز جو حق باطل کے مابین فیصلہ کرنے والا دن تھا) جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (مسلمان اور کفار کی) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں ایک چیز تمہاری مدد ہے باوجود تمہاری قلت اور ان کی کثرت کے) جب (اذ، یوم سے بدل ہے) تم (تھے) نالے کے کنارے (یعنی مدینہ کے قریب اور عدوۃ عین کی ضمہ اور کسرہ کے ساتھ ہے مراد وادی کی ایک جانب ہے) اور کافر پرلے کنارے (یعنی وادی سے دور دوسری جانب) اور قافلہ (یعنی تجارتی قافلہ) تم سے ترائی میں (یعنی اس حصہ میں جہاں سے دریا متصل ہے) اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے (یعنی تم اور قافلہ قتال کے سلسلے میں) تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن (اس نے تمہیں بغیر میعاد کے جمع کردیا) یہ اسلئے کہ اللہ پورا کردے جو کام ہونا ہے (اپنے علم سے، اور وہ اسلام کی مدد اور کفر کو مٹانا ہے تو اللہ ﷻ نے یہ کیا) تاکہ ھلاک ہو (یعنی وہ جو کفر کرے) دلیل سے ھلاک ہو (یعنی بعد حجت ظاہرہ کے جو اس پر قائم ہوچکی ہے اور اس حجت سے مراد مومنین کی باوجود ان کی قلت کے کافروں کی جماعت کثیرہ پر مدد کرنا ہے) اور زندہ رہے (یعنی جو ایمان لائے) دلیل سے زندہ رہے......۲......اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے (یاد کرو) جبکہ اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب (یعنی نیند میں......۳......) تھوڑا دکھاتا تھا (تو آپ ﷺ نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو دی جس سے وہ خوش ہوئے) اور اے مسلمانوں اگر وہ تمہیں بہت کرکے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے (جبنتم بمعنی فشلتم ہے) اور جھگڑتے (یعنی اختلاف کرتے) معاملہ میں (یعنی قتال کے معاملے میں) مگر اللہ نے بچالیا (تمہیں بزدلی اور تنازع سے) بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے (جو دلوں میں ہے) اور جب اس نے تمہیں دکھایا وہ لشکر (اے مومنوں) تمہاری آنکھوں میں تھوڑا کرکے (یعنی ستر یا سو اور وہ ہزار تھے تاکہ تم ان سے مقابلے میں آگے بڑھو) اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا (تاکہ وہ مقابلے میں آگے بڑھیں اور تمہارے قتال سے پلٹ نہ جائیں اور یہ جنگ چھڑنے سے پہلے کی بات ہے اور جب جنگ چھڑ گئی تو مسلمان کو کافروں کی تعداد اپنے سے دوگنی دکھائی جیسا کہ آل عمران میں ہے) کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (ترجع بمعنی تصیر ہے) سب کام۔

﴿ترکیب﴾

﴿واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ﴾.

و: مستانفہ......اعلموا: فعل بافاعل......ان: حرف مشبہ......ما: موصولہ......غنمتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر ذوالحال......من شیء: ظرف مستقر حال، ملکر اسم......ف: جزائیہ......ان: حرف مشبہ......لله: جارمجرور معطوف علیہ ،وللرسول: جارمجرور معطوف اول......و: عاطفہ......لام: جار......ذی القربی: معطوف علیہ......والیتمی والمسکین وابن السبیل: معطوفات، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثانی، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر مقدم......خمسه: اسم موخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا محذوف "حکمه" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کنتم امنتم بالله وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن﴾.

ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، امنتم: فعل بافاعل، ب: جار، لله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزلنا علی عبدنا: فعل بافاعل وظرف لغو، یوم الفرقان: مبدل منہ، یوم التقی الجمعن: بدل، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فاعلموا اذلک" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله علی کل شیء قدیر اذ انتم بالعدوة الدنیا وهم بالعدوة القصوی والرکب اسفل منکم﴾.

و: مستانفہ......الله: مبتدا......علی کل شیء: ظرف لغو مقدم......قدیر: صفت مشبہ بافاعل، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......اذانتم: مبتدا......بالعدوة الدنیا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، هم: مبتدا......بالعدوة القصوی: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......الرکب: مبتدا......اسفل منکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف ماقبل 'یوم الفرقان' سے بدل واقع ہے۔

﴿ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعد﴾.

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......تواعدتم: فعل بافعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......اختلفتم فی المیعد: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن لیقضی الله امرا کان مفعولا لیهلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة﴾.

و: عاطفہ، لکن: مہمل للاستدراک، لام: جار، یقضی الله: فعل وفاعل، امرا: موصوف، کان مفعولا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر مبدل منہ، لام: جار، یهلک: فعل وفاعل، من هلک: ملکر ذوالحال، عن بینة: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یحیی من حی عن بینة: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر

بتقدیر ان مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "جمعکم بغیر میعاد" کیلئے فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان الله لسمیع علیم اذ یریکھم الله فی منامک قلیلا﴾.

و: مستانفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......سمیع: خبر اول......علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......اذ: مضاف......یریکھم اللہ: فعل ومفعول اول وثانی وفاعل......فی منامک: ظرف مستقر حال......قلیلا: ذوالحال، ملکر مفعول ثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو اراکھم کثیرا لفشلتم ولتنازعتم فی الامر﴾.

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......ارکھم کثیرا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی وثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......فشلتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......تنازعتم فی الامر: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جوابِ شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن الله سلم انه علیم بذات الصدور﴾.

و: عاطفہ......لکن اللہ: حرف مشبہ واسم......سلم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... انہ: حرف مشبہ واسم......علیم بذات الصدور: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یریکمو: فعل بافاعل ومفعول اول......ھم: ذوالحال......فی اعینکم: ظرف لغو مقدم، قلیلا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول ثانی...... اذ: مضاف......التقیتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ہوکر ماقبل "اذیریکھم اللہ" سے بدل ہے۔

﴿ویقللکم فی اعینھم لیقضی الله امرا کان مفعولا﴾.

و: عاطفہ، یقلل: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، فی اعینھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، لام: جار، یقضی اللہ: فعل وفاعل، امرا: موصوف، کان مفعولا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والی الله ترجع الامور﴾. و: عاطفہ......الی اللہ: ظرف لغو مقدم......ترجع الامور: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال غنیمت کی تقسیم کا حکم:

۱......مال غنیمت کی تقسیم کے قاعدے کلیے بیان کرنے سے پہلے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ مال فئے اور مال تنفیل کی

تعریفیں بیان کردیں تا کہ آگے کا مضمون جاننے میں آسانی ہو۔

مالِ فئے: اس چیز کا نام ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو نہ دوڑایا ہو جیسے امام المسلمین کی جانب بھیجے جانے والا مال یا وہ مال جو اہل حرب سے کسی معاہدہ کے ذریعے حاصل ہوا ہو اور اس مال میں خمس واجب نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ مالِ غنیمت نہیں ہے جبکہ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے جنگ میں غلبہ اور قہر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس پر خمس نہیں، مالِ فئے صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ آپ ﷺ کے لئے جائز تھا جیسا چاہیں اس مال میں تصرف کریں، چاہیں تو اپنی ذات پر ہی خرچ کریں اور چاہیں تو لوگوں میں تقسیم کردیں۔ مالِ فئے کے بارے میں اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَآاَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾(الحشر: ۲) (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الفئی، ج۷، ص ۱۷۲)

تنفیل: امام پر کوئی تنگی (یعنی حرج والی بات) نہیں ہے کہ وہ جنگ کی حالت میں لوگوں کو قتال پر ابھانے کے لئے کہے کہ جس نے کسی کافر کو مارا تو اس کا سلب یعنی مال اُسی کے لئے ہے اور امام فوجی دستے سے یہ کہے کہ میں تمہیں (فلاں کام کرنے یا فلاں کے قتل) کرنے کے بعد اس کے چوتھائی حصے کا مالک بنادوں گا، بعد اس کے کہ تمہارے لئے خمس میں کوئی کمی ہو۔ اسلئے کہ تحریض (کسی کام کے لئے ابھارنا) مستحب ہے اور اس پر نصِ باری ﷻ کا فرمان ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾(الانفال: ۶۵) اور تنفیل کرنا تحریض کی ایک قسم ہے۔ (فتح القدیر مع ھدایۃ، کتاب السیر، باب الغنائم و قسمتھا، فصل فی التنفیل، ج۵، ص ۲۴۹)

مالِ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو اہل حرب سے قہر اور غلبہ کے ذریعے حاصل کیا جائے اور یہ قہر وغلبہ فوج ہی کے ذریعے حاصل ہوگا، چاہے وہ فوج حقیقتاً ہو یا حکماً اور حکماً فوج سے مراد امام کا اذن ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اہل حرب سے غلبے کے ساتھ جو مال بھی حاصل کیا جائے وہ غنیمت ہے۔ اور امام شافعی فوج یا امام کے اذن کی شرط نہیں لگاتے۔ اس بات سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب فوج دار الحرب میں داخل ہو اور انہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو بالاجماع اس مالِ غنیمت کو تقسیم کیا جائے گا، چاہے فوج امام کے اذن سے داخل ہوئی ہو یا بغیر اذن کے، جبکہ مالِ غنیمت قہر وغلبہ سے حاصل ہو۔ (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الغنیمۃ، ج۷، ص ۱۷۴)

امام مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں، ایک حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کردیے جائیں گے اور سوار بہ نسبت پیدل کے دُگنا پائے گا، یعنی ایک اس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا عربی ہو یا اور قسم کا سب کا ایک ہی حکم ہے، سردار، لشکر اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا، اونٹ اور گدھے اور خچر کسی کے پاس ہوں تو اون کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کی وجہ سے ملتا۔ (المختصر القدوری مع توضیح الضروری، کتاب السیر، ص ۲۴۶ وغیرہ، ملخصاً، بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۹، باب: غنیمت کی تقسیم، ج۲، ص ۴۳۷)۔

بدر کے دن مسلمانوں پر احسان !

۲...... یہاں وہ احسان یاد دلایا جا رہا ہے جو بدر کے دن مسلمانوں پر کیا گیا تھا، اس آیت کے چند کلمات تحقیق طلب ہیں عدوۃ جانب وادی، یعنی وادی کے ایک طرف کو عدوۃ کہتے ہیں بکسر العین یعنی عِدوۃ بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کی جمع عُدٰی اور دوسری صورت میں عِدٰی ہوگی۔ الدنیا، ادنی کی مونث ہے جو دنی یدنو (قریب ہونے) سے ماخوذ ہے اس سے مراد وادیٔ بدر کی وہ سمت ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تر تھی۔ قصوی، اقصی کی جمع ہے، قصا یقصو (دور ہونے) سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادیٔ بدر کی دوسری سمت ہے۔ رکب کے معنی ہیں اونٹوں کا قافلہ اس سے مراد اہل مکہ کا تجارتی قافلہ ہے جو شام سے مکہ واپس آ رہا تھا۔

جیسے پہلے بیان ہو چکا کہ مسلمان کفار سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اگر تم تیاری کر کے نکلتے تو ان کی کثرت اور اپنی قلت کو ملاحظہ کر کے ہمت ہار بیٹھتے اور میدان جنگ سے کترا کر نکل جاتے لیکن چونکہ مشیت ربانی یہ تھی کہ حق کا بول بالا اور کافر کا منہ کالا ہو اس لئے حالات ایسے پیدا کر دیئے گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہا، اس طرح اللہ ﷻ کی مرضی پوری ہو کر رہی اس جنگ میں کفار کی رسوا کن شکست سے حقیقت اتنی واضح اور روشن ہو گئی کہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی اب اگر کوئی اسلام قبول کر کے حیات جاودانی قبول کرتا ہے تو دلیل سے اور کوئی کفر پر چمٹا رہتا ہے تو جان بوجھ کر اپنی مرضی سے، کیا عجیب اور حسین تعبیر ہے۔

(ضیاء القرآن، ج۲، ص ۱۵۲ وغیرہ)۔

نبی کا خواب سچا ہوتا ہے :

۳...... علامہ خازن فرماتے ہیں کہ جب اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو کفار قریش کا لشکر قلیل دکھایا تو نبی پاک ﷺ نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو دی، علماء نے کہا کہ نبی کا خواب حق ہوتا ہے یہ خواب نبی پاک ﷺ کے اصحاب کو دشمن پر جری بنانے اور ان کے دلوں کو قوت دینے کے لئے ہے۔

(الخازن، ج۲، ص ۲۱۵)

یہاں یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ نبی کا خواب حق ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ وحی ہی کی ایک قسم ہے پھر اس کے برعکس ہونے کا تو احتمال ہی نہیں اگر خواب میں قلیل دیکھا تھا اور واقع میں ان کا کثیر ہونا خواب کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خواب میں قلیل دکھانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تعداد خواہ کچھ ہو لیکن وہ قلیل تعداد کی طرح ضعیف اور کمزور ہونگے اور خواب کا یہی مطلب صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سمجھا تھا۔

(ضیاء القرآن، ج۲، ص ۱۵۳)

☆......☆ قرابۃ النبی ﷺ ...... الخ : یہ امام شافعی کا مذہب ہے، امام مالک کے نزدیک فقط آل نبی ہاشم مال غنیمت کے مستحق ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس اور آل حرث مال غنیمت کے مستحق ہیں۔ فعل ذلک : مراد ان کا بغیر میعاد کے جمع ہونا ہے اور بغیر کسی تامل کے جنگ کے لئے نکل پڑنا ہے۔

ایاھم مثلیھم: یعنی کافروں کی مثل اور کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی، پس کافروں نے مسلمانوں کو دو ہزار کی تعداد میں دیکھا تا کہ ان کے دل کمزور ہوں اور مسلمان ان پر متمکن رہیں، پس یہاں اور ماقبل قول میں کوئی قابل تعارض بات نہیں۔

بدل من یوم : یہ یعنی ''اذ'' دوسرا بدل ہے اور یہ بدل اشتمال ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۰ وغیرہ)۔

فاعلموا ذلک: اس جملے فاعلموا ذلک میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور اس شرط کو ماقبل مادہ غنمتم سے سے مقدر مانا ہے جبکہ بعض نے فامتثلوا ذلک مقدر مانا ہے یعنی اس علم سے مراد مجرد علم نہیں ہے بلکہ علم سے مراد وہ علم ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق عمل اور طاعت کے ساتھ مقترن ہو، کیونکہ مجرد علم میں تو کافر اور مومن برابر ہیں۔

جمعکم بغیر میعاد: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سب کو بغیر میعاد کے متعین کئے جمع فرمادیا، ابی سعود میں ہے کہ لوتواعدتم یعنی تم اور وہ قتال کے لئے وعدہ کر لیتے، پھر تم ان کا حال اور اپنی حالت جانتے تو دشمن سے ہیبت زدہ ہوتے ہوئے میعاد کے معاملے میں اختلاف کرتے اور ان کے مقابلے میں مدد ہونے سے ناامید ہوجاتے۔

نحو سبعین ...... الخ: قلیلا سے بدل ہے، اور وھم الوف سے مراد یہ ہے کہ کفار نفس الامر میں ہزار تھے، اور لتقدموا علیھم اس فرمان ﴿واذیریکموھم ...... الخ﴾ کے لئے علت ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۱۹۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً﴾ جَمَاعَةً کَافِرَةً ﴿فَاثْبُتُوْا﴾ لِقِتَالِهِمْ وَلَا تَنْهَزِمُوْا ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ اُدْعُوْهُ بِالنَّصْرِ ﴿لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۴۵)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا﴾ تَخْتَلِفُوْا فِیْمَا بَیْنَكُمْ ﴿فَتَفْشَلُوْا﴾ تَجْبُنُوْا ﴿وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ﴾ قُوَّتُكُمْ وَدَوْلَتُكُمْ ﴿وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (۴۶)﴾ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ﴾ لِیَمْنَعُوْا عِیْرَهُمْ وَلَمْ یَرْجِعُوْا بَعْدَ نَجَاتِهَا ﴿بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ﴾ حَیْثُ قَالُوْا لَانَرْجِعُ حَتّٰی نَشْرَبَ الْخُمُوْرَ وَنَنْحَرَ الْجُزُوْرَ وَتَضْرِبَ عَلَیْنَا الْقِیَانُ بِبَدْرٍ فَیَتَسَامَعُ بِذٰلِكَ النَّاسُ ﴿وَیَصُدُّوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مُحِیْطٌ (۴۷)﴾ عِلْمًا فَیُجَازِیْهِمْ بِهٖ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ﴾ اِبْلِیْسُ ﴿اَعْمَالَهُمْ﴾ بِاَنْ شَجَّعَهُمْ عَلٰی لِقَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ لَمَّا خَافُوا الْخُرُوْجَ مِنْ اَعْدَائِهِمْ بَنِیْ بَكْرٍ ﴿وَقَالَ﴾ لَهُمْ ﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ﴾ مِنْ كِنَانَةَ وَكَانَ اَتَاهُمْ فِیْ صُوْرَةِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ سَیِّدِ تِلْكَ النَّاحِیَةِ ﴿فَلَمَّا تَرَآءَتِ﴾ اِلْتَقَتِ ﴿الْفِئَتٰنِ﴾ الْمُسْلِمَةُ وَالْكَافِرَةُ وَرَاَی الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَانَ یَدُهٗ فِیْ یَدِ

الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ ﴿نَكَصَ﴾ رَجَعَ ﴿عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ هَارِبًا ﴿وَقَالَ﴾ لَمَّا قَالُوْا لَهُ اَتَخْذِلُنَا عَلٰى هٰذَا الْحَالِ ﴿اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ﴾ مِنْ جِوَارِكُمْ ﴿اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ﴾ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ﴾ اَنْ يُّهْلِكَنِىْ ﴿وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۴۸)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جب کسی فوج (یعنی کافر جماعت) سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو (لڑنے میں اور شکست مت کھانا) اور اللہ کی یاد بہت کرو (یعنی اسے مدد کیلئے پکارو......۱......) کہ تم مراد کو پہنچو (یعنی کامیاب ہو جاؤ) اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں (یعنی آپس میں اختلاف نہ کرو......۲......) کہ پھر بزدلی کرو گے (تفشلوا بمعنی تجبنوا ہے) اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی (یعنی تمہاری قوت اور سلطنت) اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے (اپنی مدد اور نصرت کے ذریعے) اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے نکلے (تاکہ مسلمانوں کو روکیں، اور قافلے کے نجات پالینے کے بعد بھی نہ لوٹے) اتراتے اور لوگوں کو دکھانے کو (اس اعتبار سے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ بدر میں شراب نہ پی لیں، اونٹ نہ ذبح کرلیں اور گانے والیوں سے مزامیر نہ سن لیں تاکہ لوگ اس کے متعلق دوسروں سے سن لیں) اور روکتے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور ان کے سب کام (یعملو ن میں یاء اور تاء دونوں لغتیں ہیں) اللہ کے قابو میں ہیں (یعنی اس کے علم میں ہیں اور وہ انہیں اس پر جزا دے گا) اور (یاد کرو) جب کہ شیطان (یعنی ابلیس) نے ان کی نگاہ میں ان کے اعمال بھلے کر دکھائے......۳......(انہیں مسلمانوں پر دلیری دلائی جبکہ کافر اپنے دشمن بنی بکر کی وجہ سے مسلمانوں سے قتال کے لئے نکلنے سے ڈرتے تھے) اور بولا (ان سے) آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو (کنانہ قبیلہ سے، اور ابلیس ان کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا جو اس قبیلے کا سردار مانا جاتا تھا) پھر جب آمنے سامنے ہوئے (تراءت بمعنی التقت ہے) دونوں لشکر (مسلمان اور کافر اور ابلیس نے فرشتوں کو اترتے دیکھا حالانکہ اس کا ہاتھ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا) پھر گیا (نکص بمعنی رجع ہے) الٹے پاؤں (بھاگتے ہوئے) اور بولا (جب بولے کیا تو ہمیں اس حال میں چھوڑے جاتا ہے) میں تم سے الگ ہوں (تمہاری حفاظت اور مدد سے) میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا (یعنی فرشتے......۴......) میں اللہ سے ڈرتا ہوں (کہ وہ مجھے ہلاک نہ کر دے) اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون﴾.

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......لقیتم فئۃ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......ف: جزائیہ......اثبتوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال

،لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......الله : اسم جلالت مفعول...... کثیرا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واطیعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا﴾.

و: عاطفہ......اطیعوا: فعل بافاعل......الله رسوله: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،لاتنازعوا: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل "اذکروا" پر معطوف ہے......ف: سببیہ......تفشلوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وتذهب ریحکم : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان جواب نہی واقع ہے،و: عاطفہ......اصبروا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اذکروا" پر معطوف ہے۔

﴿ان الله مع الصبرین ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارهم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل الله﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم،مع الصبرین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،لا: نفی،تکونوا: فعل ناقص بااسم، کاف: جار،الذین: موصول،خرجوا: فعل واوضمیر ذوالحال،بطرا: معطوف علیہ،ورئاء الناس : معطوف اول،و: عاطفہ،یصدون عن سبیل الله : جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر حال،ملکر فاعل،من دیارهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله بما یعملون محیط﴾.

و: مستانفہ......الله: مبتدا......بمایعملون محیط: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ زین لهم الشیطن اعمالهم﴾.

و: مستانفہ......اذ: مضاف......زین لهم الشیطن اعمالهم: فعل وظرف لغو وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم﴾.

و: عاطفہ......قال: قول......لا: نفی جنس......غالب: اسم......لام: جار......کم: ذوالحال......من الناس: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر،ثابت شبہ فعل محذوف کیلئے......الیوم: مفعول فیہ،ثابت اسم فاعل بافاعل اپنے ظرف مستقر ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......انی: حرف مشبہ واسم...... جار لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "زین" پر معطوف ہے۔

﴿فلما تراء ت الفئتن نکص علی عقبیه وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف الله﴾

ف: عاطفہ،لما: ظرفیہ شرطیہ،تراء ت الفئتن: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،نکص : فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال

،علی عقبیہ: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ،قال: قول،انی: حرف مشبہ واسم،بری منکم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول،انی: حرف مشبہ واسم،اری مالا ترون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، انی: حرف مشبہ واسم،اخاف اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثالث،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط ملکر، جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ شدید العقاب﴾ ماقبل ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تکونوا کالذین خرجوا......☆ یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبر کرتے آئے تھے سید عالم ﷺ نے دعا کی یارب یہ قریش آگئے تکبر وغرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، یارب اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کیلئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ اس پر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک ہم بدر میں اتریں تین روز قیام کریں اونٹ ذبح کریں بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پئیں ،کنیزوں کا گانا بجانا سنیں،عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز ونوا کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں،اللہ ﷻ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر وریا اور غرور تکبر کا انجام خراب ہے بندے کو اخلاص اور اطاعت خدا ورسول ہونا چاہیے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قتال میں ذکر سے کیا مراد ہے؟

۱......علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مفسرین کرام علیہم الرضوان میں سے بعض نے کہا کہ ذکر سے مراد دعا ہے اور قتال میں ذکر کرنے کے حوالے سے کئی دعائیں روایت کی گئی ہیں جس میں یہ بھی ہے کہ اللھم انت ربنا وربھم نواصینا و نواصیھم بیدک فاقتلھم واھزمھم ،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دل میں اللہ ﷻ کی یاد کی جائے اور اس کی مدد کی امید کی جائے،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی یاد کرو دنیا میں دشمن پر مدد حاصل کرنے اور آخرت میں ثواب کے حصول کے لئے تاکہ تم اس یاد یعنی دعا کے ذریعے قتال میں ثابت قدم رہو۔ (روح المعانی،الجزء التاسع،ص ۲۹۳)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو وقت میں کی جانے والی دعائیں رد نہیں کی جاتیں،نداء کے وقت کی جانے والی دعا اور جب دو فوجیں آپس میں ملیں اس وقت کی دعا''۔

☆......ابن ابی شیبہ نے قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب تین اوقات میں آواز کو پست

رکھنا پسند فرماتے تھے، قتال کے وقت میں، تلاوت قرآن کے وقت میں، جنازہ کے وقت میں۔ (الدر المنثور، ج۴، ص۷۳)

بعض مفسرین نے ذکر کو مطلق اور عموم دونوں صورتوں پر باقی رکھا ہے، اور اسی میں حالت قتال میں تکبیر کہنا بھی شامل ہے۔

(الجمل، ج۳، ص۱۹۸)

اطاعت امیر کا حکم اور تنازع سے بچنا:

۲...... اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا﴾ میں فرمایا کہ مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو، اس آیت مبارکہ میں امیر کی اطاعت کا درس دیا گیا ہے کہ اس کی برکتیں تمہیں حاصل ہوں، اور واقعی کئی واقعات ایسے ہیں کہ امیر کی اطاعت نہ کرنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ مشہور واقعے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جنگ اُحد میں پچاس ۵۰ تیر اندازوں کا ایک دستہ پہاڑی کے ایک جانب متعین کیا گیا تھا اور امیر (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم یہ تھا کہ چاہے کچھ ہی ہو جائے اس درّے کو نہ چھوڑنا، لیکن حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی معیت میں متعین اس فوجی دستے نے جلد بازی کی اور مال غنیمت لوٹنے کے لئے اس درّے کو چھوڑ دیا، نتیجہ ہم سب جانتے ہیں کہ دشمنوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اگر یہ فوجی دستہ امیر کی نافرمانی نہ کرتا تو مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

مسلمانو ں ریاکار نہ بنو!

۳...... میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

انسان ہر کام اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے کرے اور کسی بھی نیکی کو کرنے سے پہلے اپنی نیت درست کر لے، مسلمانوں کو اس آیت ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ﴾ میں ریاکاری سے بچنے کی تعلیم دی جارہی ہے کہ کفار قریش کی طرح نہ ہونا جنہیں اپنے لشکر اور ساز و سامان پر ناز ہے مسلمان اپنے کام میں نیت خالص کر لینے کے بعد اپنی کوشش کرے اور نتیجہ اپنے پروردگار پر چھوڑ دے کہ تھوڑی سی ریا بھی نیکیوں کو برباد کر دینے کے لئے کافی ہے۔

دیارھم سے مراد مکہ مکرمہ ہے، یعنی مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے روکیں، اور مفسر کا قول ولم یرجعوا کا عطف خرجوا پر ہے یعنی مارے جائیں یا قتل کئے جائیں، اور بیضاوی میں ہے کہ جب کفار حجفۃ کے مقام پر پہنچے، تو ابو سفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کیلئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ، اس پر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک ہم بدر میں اتریں تین روز قیام کریں، اونٹ ذبح کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پئیں، کنیزوں کا گانا بجانا سنیں عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے (الجمل، ج۳، ص۲۰۰)۔

لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز و نوا کی جگہ

رونے والیاں انہیں روئیں۔

یوم بدر شیطان کی بے بسی:

۴......عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا رَاٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا اُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ قِيْلَ وَمَا رَاٰى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان کو کبھی دن بھی اس قدر چھوٹا، اس قدر رحمت سے دور، اس قدر حقیر، اور اس قدر غضبناک نہیں دیکھا گیا جتنا وہ عرفہ کے دن ہوتا ہے، کیونکہ اس دن وہ اللہ ﷻ کی رحمت نازل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، اور بڑے بڑے گناہ گاروں کی اللہ ﷻ طرف معافی دیکھتا ہے۔ اور جس قدر ذلیل وہ جنگ بدر کے دن میں تھا'' پوچھا گیا کہ اس نے بدر کے دن میں کیا دیکھا تھا؟ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے ہیں''۔

(الموطا امام مالك، كتاب الحج، باب جامع الحج، برقم: ۲۴۸، ص ۲۸۸)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ابلیس کو انسانی شکل وصورت میں متشکل ہونے کی قدرت دی جائے اور اگر ایسا ہے تو پھر اسے شیطان کیوں کہا جاتا ہے؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دونگا کہ اللہ ﷻ نے اسے اس کام کی قوت اور قدرت دی جیسا کہ اللہ ﷻ نے ملائکہ کو انسانی شکل میں متشکل ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے، لیکن نفس باطنہ متغیر نہیں ہوتی پس تغیر صورت سے تغیر حقیقت کا پایا جانا لازم نہیں آتا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۱۹)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جنگ کے بعد لوگوں نے سراقہ کو مکہ میں دیکھا تو اسے کہا کہ اے سراقہ! تو نے ہماری صفوں کو توڑ ڈالا اور ہمیں ہزیمت اور شکست سے دوچار کردیا، تو سراقہ نے کہا قسم بخدا! مجھے تو تمہارے معاملات میں سے کسی کا علم ہی نہیں ہے حتی کہ تمہاری ہزیمت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ میں وہاں گیا ہی نہیں، لیکن لوگوں نے اس بات کو سچا تسلیم نہ کیا لیکن جب یہ لوگ مشرف با اسلام ہوئے اور وہ آیات سنیں جو اللہ ﷻ نے شیطان کے بارے میں نازل فرمائیں تھیں، تو پھر انہیں یقین ہوگیا کہ وہ ابلیس تھا جو کہ ان کے پاس سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا تھا۔ (المظهری، ج ۳، ص ۲۰۵)

☆......جماعة كافرة: یعنی تم کسی جماعت سے لڑو، اور صیغہ الفئة کے ساتھ کافر کی صفت ذکر نہیں کی گئی اس لئے کہ مومنین صرف کفار ہی سے لڑتے ہیں اور والقاء غلبہ قتال کے لئے ہے۔ (الحمل، ج ۳، ص ۱۹۸)

دولتکم: قاموس اور مختار میں ہے کہ یہاں ریح کو مطلق مراد لیا گیا ہے، اور اس سے قوت، سربلندی، رحمت، نصرت اور سلطنت مراد لی گئی ہے۔ دولتکم دال کی فتح کے ساتھ ہے یہاں دولة الحرب مراد ہے، اور اس کی جمع دولة دال کی کسرہ کے ساتھ ہے، اور الدولة

فی المال دال کی ضمہ کے ساتھ اوراس کی جمع دول بھی دال کی ضمہ کے ساتھ ہے (الجمل،ج۳،ص۱۹۹)۔
علامہ خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مقاتل نے کہا کہ ریح سے مراد تمہاری حدت یعنی شدت مراد ہے،اور اخفش اور ابو عبیدہ نے کہا کہ اس سے مراد تمہاری سلطنت وحکومت مراد ہے اور یہاں ''ریح بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کسی کام کا نافذ ہونا مراد ہے،جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں ''فلاں کی ہوا جاتی رہی جب کہ اس کے سامنے وہ کام آیا جسے وہ نہ چاہتا تھا،اور قتادہ اور ابن زید نے کہا کہ یہاں مراد ریح النصر ہے اور مسلمانوں کی مدد نہ ہوتی تھی مگر اس طرح پر کہ اللہ ہوا کو بھیجتا جو دشمنوں کے رخ کو پھیر دیتی،اور اسی سے متعلق سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری مدد ہوا کے ذریعے سے کی گئی۔ (الخازن،ج۲،ص۳۱۷)

فیتسامع بذلک الناس: سے مراد یہ ہے کہ لوگ ہماری بہادری اور فیاضی کی تعریف کریں۔(الجمل،ج۳،ص۲۰۰ وغیرہ)۔
من اعدائهم بنی بکر: جب کافروں کو اپنے دشمنوں کا مکہ مکرمہ سے قتال کے لئے نکلنا محسوس ہوا تو شیطان نے انکی ڈھارس بندھائی،مفسر کا قول بنی بکر،من اعدائهم سے بدل ہے اور اس سے مراد قبیلہ کنانہ ہے،جو کہ قریش کے قبیلے کے قریب ہے اور ان دونوں قبیلوں کے مابین کئی جنگیں ہوئی ہیں۔قوتکم: کا اطلاق غلبہ،رحمت اور نصرت پر ہوتا ہے۔
لیمنعوا عیرهم: تاکہ مسلمانوں کو اس قافلے سے روکے جس میں ابو سفیان بھی تھے۔لما خافوا الخروج: جب کافروں کو ان کے دشمنوں سے یعنی بنی بکر سے خوف دلایا جس وقت کفار کا گروہ مسلمانوں سے قتال کے لیے مکہ مکرمہ سے نکل رہا تھا۔ (الصاوی،ج۳،ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ضَعْفُ اِعْتِقَادٍ ﴿غَرَّ هٰۤؤُلَاۤءِ﴾ اَيِ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿دِيْنُهُمْ﴾ اِذْ خَرَجُوْا مَعَ قِلَّتِهِمْ يُقَاتِلُوْنَ الْجَمْعَ الْكَثِيْرَ تَوَهُّمًا اَنَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ بِسَبَبِهٖ قَالَ تَعَالٰى فِيْ جَوَابِهِمْ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ يَثِقْ بِهٖ يَغْلِبْ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۴۹)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿وَلَوْ تَرٰۤى﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اِذْ يَتَوَفَّى﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰۤئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ﴾ حَالٌ ﴿وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿وَ﴾ يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ ﴿ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (۵۰)﴾ اَيِ النَّارِ وَجَوَابُ لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا ﴿ذٰلِكَ﴾ التَّعْذِيْبُ ﴿بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ عَبَّرَ بِهَا دُوْنَ غَيْرِهَا لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهَا ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ﴾ اَيْ بِذِيْ ظُلْمٍ ﴿لِّلْعَبِيْدِ (۵۱)﴾ فَيُعَذِّبُهُمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ دَاْبُ هٰۤؤُلَاۤءِ ﴿كَدَاْبِ﴾ كَعَادَةِ ﴿اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ﴾ بِالْعِقَابِ ﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ جُمْلَةُ كَفَرُوْا وَمَا بَعْدَهَا مُفَسِّرَةٌ لِمَا قَبْلَهَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ﴾ عَلٰى مَا يُرِيْدُهٗ ﴿شَدِيْدُ

الْعِقَابِ (۵۲)﴾ ﴿ذٰلِكَ﴾ اَىْ تَعْذِيْبُ الْكَفَرَةِ ﴿ بِاَنَّ﴾ اَىْ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا
عَلٰى قَوْمٍ ﴾ مُبْدِلًا لَهَا بِالنِّقْمَةِ ﴿حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾ يُبَدِّلُوْا نِعْمَتَهُمْ كُفْرًا كَتَبْدِيْلِ كُفَّارِ مَكَّةَ
اِطْعَامَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَاَمْنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ وَبَعْثَ النَّبِىُّ ﷺ اِلَيْهِمْ بِالْكُفْرِ وَالصَّدِّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقِتَالِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۵۳)﴾ ﴿كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ﴾ قَوْمَهُ مَعَهُ ﴿ وَكُلٌّ﴾ مِنَ الْاُمَمِ الْمُكَذِّبَةِ ﴿ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (۵۴)﴾
وَنَزَلَ فِىْ قُرَيْظَةَ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۵۵)﴾ ﴿اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ﴾
اَنْ لَا يُعِيْنُوا الْمُشْرِكِيْنَ ﴿ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ﴾ عَاهَدُوْا فِيْهَا ﴿ وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (۵۶)﴾ اَللّٰهَ فِىْ
غَدْرِهِمْ ﴿فَاِمَّا ﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿تَثْقَفَنَّهُمْ﴾ تَجِدَنَّهُمْ ﴿ فِى الْحَرْبِ فَشَرِّدْ﴾
فَرِّقْ ﴿ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ﴾ مِنَ الْمُحَارِبِيْنَ بِالتَّنْكِيْلِ بِهِمْ وَالْعُقُوْبَةِ ﴿ لَعَلَّهُمْ﴾ اَىِ الَّذِيْنَ خَلْفَهُمْ ﴿
يَذَّكَّرُوْنَ (۵۷)﴾ يَتَّعِظُوْنَ بِهِمْ ﴿ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ ﴾ عَاهَدُوْكَ ﴿خِيَانَةً ﴾ فِىْ عَهْدٍ بِاَمَارَةٍ تَلُوْحُ لَكَ
﴿فَانْبِذْ ﴾ اِطْرَحْ عَهْدَهُمْ ﴿اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ﴾ حَالٌ اَىْ مُسْتَوِيًا اَنْتَ وَهُمْ فِى الْعِلْمِ بِنَقْضِ الْعَهْدِ بِاَنْ
تُعَلِّمَهُمْ بِهٖ لِئَلَّا يَتَّهِمُوْكَ بِالْغَدْرِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (۵۸)﴾ .

﴿ترجمہ﴾

جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے (یعنی اعتقادی کمزوری) کہ یہ (مسلمان) مغرور ہیں اپنے دین پر (یہ بات منافقوں نے تو ہم کے طور پر کہی جب مسلمان اپنی قلت کے باوجود کثیر مجمع سے قتال کیلئے نکلے کہ مسلمان اپنے دین کی وجہ سے مدد کیے جائیں گے اللہ عزوجل نے ان کے جواب میں فرمایا......۱......) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے (یعنی جو اس پر اعتماد کرے وہ اسے غالب کرے گا) تو بیشک اللہ غالب (اپنے معاملے میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور کبھی تو دیکھے (اے محمد ﷺ) جب جان نکالتے ہیں (یتوفی میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء دونوں کے ساتھ) فرشتے کافروں کی، مار رہے ہیں (یضربون حال ہے) ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر (لوہے کے گرز......۲......) اور (کہتے ہیں ان سے) چکھو جلنے کا عذاب (یعنی آگ کا اور لو کا جواب لرایت امرا عظیما محذوف ہے) یہ (عذاب دینا) بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا (ان کاموں کی تعبیر ہاتھ سے کی اسلئے کہ اکثر افعال ہاتھ ہی سے ہوتے ہیں......۳......) اور یہ اللہ ظلم نہیں کرتا (یعنی ظلم کرنے والا نہیں......۴......) اپنے بندوں پر (کہ وہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب دے، ان لوگوں کی عادت......۵......) جیسا کہ دستور (یعنی عادت) فرعون والوں اور ان سے اگلوں کی وہ اللہ کی آیتوں کے منکر

ہوئے تو اللہ نے انہیں پکڑا (سزا دیتے ہوئے) ان کے گناہوں پر (جملہ کفروا اور اس کا مابعد اپنے ماقبل کی تفسیر ہے) بیشک اللہ قوت والا (جس بات کا وہ ارادہ کرے) سخت عذاب والا ہے یہ (یعنی کفر پر عذاب دینے والا ہے) اسلئے کہ (یعنی اس وجہ سے ہے کہ) اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں (یعنی نعمت کو عذاب دیکر نہیں بدلتا......٦......) جب تک وہ خود نہ بدل جائیں (یعنی نعمت کو کفر کرکے بدل دیں جیسا کہ کفار مکہ نے کھانے کی نعمت کو بھوک سے، امن کی نعمت کو خوف سے اور نبی پاک ﷺ کو ان کی طرف بھیجنے کی نعمت کو ان کے ساتھ کفر کرکے اور اللہ ﷻ کی راہ سے روک کر اور مومنین سے قتال کے ذریعے بدل دیا) اور بیشک اللہ سنتا جانتا ہے جیسے فرعون والے اور ان سے اگلوں کا دستور......ے......انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعونیوں کو ڈبو دیا (اس کی قوم کو اس کے ساتھ ڈبو دیا) اور وہ سب (جھٹلانے والے گروہ) ظالم تھے (اور آیت مبارکہ بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی) کہ بیشک جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا (کہ وہ مشرکین کی مدد نہ کریں گے) پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں (جب بھی وہ عہد کرتے ہیں) اور ڈرتے نہیں (اللہ سے اپنی بد عہدی کے معاملے میں......٨......) پھر اگر (اما میں نون شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہے) تم انہیں پاؤ (تثقفنهم بمعنی تجدنهم ہے) لڑائی میں تو انہیں ایسا قتل کرو کہ بھگاؤ (شرد بمعنی فرق ہے) ان کے پیچھے والوں کو (یعنی محاربین کو، مصیبت میں ڈالتے ہوئے اور سزا دیتے ہوئے) اس امید پر کہ شاید (ان کے پیچھے والے لوگوں کو) عبرت ہو (وہ ان سے نصیحت پکڑیں) اگر تم کسی قوم سے اندیشہ کرو (جنہوں نے آپ ﷺ سے عہد کیا تھا) دغا کا (عہد کے معاملے میں، آپ ﷺ کو کوئی بد عہدی ظاہر ہو) تو پھینک دو (یعنی ڈال دو ان کا عہد) ان کی طرف برابری پر (علی سواء ترکیب میں حال ہے یعنی عہد ٹوٹنے کا حال جاننے میں آپ ﷺ اور وہ یکساں ہو جائیں اس طرح کہ آپ ﷺ ان پر واضح کر دیجئے تاکہ آپ ﷺ پر بد عہدی کا الزام نہ آجائے) بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبهم مرض غر هولاء دینهم﴾.

اذ: مضاف......یقول: فعل......المنفقون: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذین: موصول......فی قلوبهم مرض: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......غر هؤلاء: فعل ومفعول......دینهم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتوکل علی الله فان الله عزیز حکیم﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا......یتوکل علی الله: جملہ فعلیہ جزا محذوف "یغلب" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم، عزیز حکیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقوا عذاب الحریق﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......تری: فعل بافاعل......اذ: مضاف......یتوفی: فعل......الذین کفروا: موصول صلہ، ملکرمفعول، الملٰئکۃ: ذوالحال......یضربون: فعل بافاعل، وجوھھم وادبارھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذوقوا عذاب الحریق: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزائیہ محذوف "لرأیت شیئا عظیما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید﴾.

ذلک: مبتدا......ب: جار......ما: موصولہ......قدمت ایدیکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم......لیس: فعل ناقص بااسم......ب: زائد......ظلام للعبید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کداب ال فرعون والذین من قبلھم﴾.

کاف: جار......دأب: مضاف......ال فرعون: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذین من قبلھم: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر "دأب ھؤلاء" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿کفروا بایت اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم ان اللہ قوی شدید العقاب﴾.

کفروا: فعل بافاعل......بایت اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......اخذھم اللہ بذنوبھم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "دأب ال فرعون" کی تفسیر واقع ہے......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......قوی: خبر اول......شدید العقاب: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم﴾.

ذلک: مبتدا......ب: جار......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لم: حرف نفی وجزم......یک: فعل ناقص بااسم، مغیرا: اسم فاعل بافاعل......نعمۃ: موصوف......انعمھا علی قوم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، حتی: جار......یغیروا: فعل بافاعل، ما بانفسھم: موصول صلہ، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو "مغیرا" اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... سمیع علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کداب ال فرعون واللذین من قبلھم﴾. ماقبل ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿كذبوا بايت ربهم فاهلكنهم بذنوبهم واغرقنا ال فرعون وكل كانوا ظلمين﴾.

كذبوا بايت ربهم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اهلكنهم بذنوبهم: فعل وفاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......اغرقنا الى فرعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر ماقبل "دأب ال فرعون" کی تفسیر واقع ہے،و: عاطفہ......كل: مبتدا......كانوا ظلمين: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان شر الدواب عند الله الذين كفروا فهم لا يومنون الذين عاهدت منهم ثم ينقضون عهدهم فى كل مرة وهم لا يتقون فاما تثقفنهم فى الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم يذكرون﴾.

ان: حرف مشبہ......شر الدواب: ذوالحال......عند الله: ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم......الذين كفروا: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ......الذين: موصول......عاهدت منهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......ينقضون عهدهم فى كل مرة: جملہ فعلیہ معطوف اول......و: عاطفہ......هم لايتقون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی ملکر صلہ،ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......(اما) ان: شرطیہ......ما: زائدہ......تثقفنهم فى الحرب: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......شرد: فعل امر بافاعل......ب: جار......هم: ذوالحال......لعلهم يذكرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو......من خلفهم: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل،ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......هم لايومنون: جملہ اسمیہ محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ان الله لا يحب الخائنين﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......تخافن من قوم خيانة: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......انبذ: فعل انت ضمیر مستتر ذوالحال......على سواء: ظرف مستقر حال ملکر فاعل......اليهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل "اما تثقفنهم" پر معطوف ہے......ان الله: حرف مشبہ واسم......لا يحب الخائنين: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الذين عهدت منهم......☆﴿ان شر الدواب......﴾ اوراس کے بعد کی آیتیں قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسول کریم ﷺ سے عہد تھا وہ آپ ﷺ سے نہ لڑیں گے، نہ آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کریں گے، انہوں نے عہد توڑا اور مشرکین مکہ نے جب رسول کریم ﷺ سے جنگ کی تو انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی، پھر حضور ﷺ سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا، پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللہ ﷻ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کفار سب

جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دینی معاملے میں اعتراض کرنا دشمنان اسلام کا کام ہوتا ہے:

۱......اعتراض کرنے والے مشرکین ہوں یا کمزور اعتقاد کے مسلمان یا منافقین، ایک عمدہ بات یہ معلوم ہورہی ہے کہ ان کے اعتراض کا جواب اللہ ﷻ دے رہا ہے، معلوم ہوا کہ دین کے معاملے میں اعتراض کرنا یہ متذکرہ بالاقسم کے لوگوں کا ہی کام ہوتا ہے اورا س اعتراض کا جواب دینا رب ﷻ کی سنت مبارکہ ہے اور وہ جواب یہ ہے ﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾۔

کافروں کے لئے لوہے کی گرز:

۲......مقامع : جمع ہے مِقمعة کی، مراد اس سے مڑے ہوئے کنارے والی لکڑی یا لوہے کے گرز ہیں، اگر انہیں دنیا کے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ جل کر ریزہ ریزہ ہوجائے۔

(الصاوی، ج۳،۲۳)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ''مومن بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے لئے اس کی قبر ستر ہاتھ لمبی کردی جاتی ہے، اور اس کی قبر میں خوشبو پھیلا دی جاتی ہے، اور اس کے لئے حریر کا بستر بچھا دیا جاتا ہے، پھر اگر اس کے پاس قرآن میں سے کچھ ہوتا ہے تو اس کا نور ہی اس کے لئے کافی ہے، اور اگر اس کے پاس قرآن میں سے کچھ بھی نہ ہو تو سورج کا نور اس کو کافی ہے اور وہ بندہ مومن اپنی قبر میں دولہن کی طرح ہوتا ہے وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا نیند سے سیر ہی نہ ہوا ہو ،اس کے برعکس کافر کے لئے اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ سے مل جاتی ہیں اور اس کی قبر کی زندگی بختی اونٹ کی زندگی کی طرح ہے وہ اس کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں پر گوشت باقی نہیں رہتا، اس مردے پر عذاب کے فرشتے پیش کئے جاتے ہیں جو کہ صم ،بکم اور عمی کی صفات کے حامل ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جس سے وہ اس کافر مردے کو مارتے ہیں اور وہ فرشتے چونکہ صم ،بکم اور عمی کی صفات کے حامل ہوتے ہیں اس لئے اس کی چیخ وپکار کو نہیں سن پاتے کہ اس پر رحم کریں، اور نہ ہی اسے دیکھ سکتے ہیں کہ اس پر ترس کھاسکیں، اور اس مردے کو صبح شام آگ میں جلایا جاتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین ،باب عذاب القبر و شدتہ،ص ۱۹ ،ملخصاً)

افعال خبیثہ کا تعلق کس سے؟

۳......انسان کے اکثر افعال چونکہ ہاتھ ہی سے ہوتے ہیں اس لئے ان افعال کو ''ایدیکم'' سے تعبیر کیا گیا نہ کہ کسی اور عضو سے، علامہ خازن علیہ الرحمۃ ایک اعتراض قائم کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ اگر تو (اے پڑھنے سننے والے!) یہ

کہے کہ ''یـــد'' یعنی ہاتھ تو کفر کا محل نہیں ہے اور کفر کا محل تو دل ہے اس لئے کہ کفر تو عقیدے کا نام ہے اور اعتقاد کا محل تو دل ہوتا ہے اور ظاہر آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کفر کا فاعل ''ید'' یعنی ہاتھ ہے اور یہ بات ممتنع ہے۔

میں (علامہ خازن علیہ الرحمۃ) اس اعتراض کا یہ جواب دوں گا کہ ''یـــد'' کو یہاں پر قدرت سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے کہ ''ید'' یعنی ہاتھ عمل اور قدرت کا آلہ ہوتے ہیں اور عمل کے معاملے میں مؤثر ہوتے ہیں پس ''ید'' کو قدرت سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۲، ۲۰۰،۲)

اللہ عزوجل کسی بندہ پر ظلم نہیں کرتا :

۴...... اللہ عزوجل کی قدرت کا قانون ہے کہ گناہ گاروں کو ان کے گناہ کی وجہ سے عذاب فرماتا ہے اور اگر چاہے تو اپنی شان کریمی کی صفت کے باعث معاف بھی فرمائے اور جو کفر پر رہے اور اس کا خاتمہ کفر ہی پر ہو اس پر عذاب ہونا ضرور ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کسی بندہ پر ظلم نہیں فرماتا اور یہ اس لئے کہ ساری کائنات اس کی ملک اور اس کی قدرت کے ماتحت ہے اور وہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جاننا چاہئے کہ ظلم ایک عیب ہے اور اللہ عزوجل ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ ظلام مبالغے کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے بہت زیادہ ظلم کرنے والا، اور یہ قاعدہ ہے کہ جب مقید کی نفی کی جائے تو وہ نفی قید کی طرف راجح ہوتی ہے، اور اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ بندوں پر ظلم تو کرتا ہے مگر بہت زیادہ ظلم نہیں کرتا اور یہ اللہ کے لئے محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظلام مبالغہ کا صیغہ ہے اور وہ کثرت ظلم پر دلالت کرتا ہے اور بندے بھی کثیر ہیں اور ظلم کی کثرت بندوں کی کثرت کے مقابلے میں ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو احاد کی تقسیم احاد سے ہوتی ہے اس لئے اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی ایک بندہ پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ (تبیان القرآن، ج٤، ص٦٥٧)

دأب کی تفسیر:

۵...... محذوف مبتداء ''داب هؤلاء'' ﴿کداب ال فرعون﴾ کی خبر ہے، یعنی ان کفار کا عمل اور طریقہ جس پر یہ چل رہے ہیں اور جسے اپنائے ہوئے ہیں ایسا ہی ہے جیسے فرعونیوں کا طریقہ اور دستور تھا اور ان سے پہلے لوگوں کی مثل جیسے قوم نوح، عاد اور ثمود۔ اور ﴿کفروا بایات اللہ﴾ ''داب'' کی تفسیر کر رہا ہے یعنی ان کا طریقہ اور عمل یہ ہے کہ انہوں نے آیات الٰہی کے ساتھ کفر کیا ہے تو اللہ عزوجل نے انہیں ان کے گناہوں کے باعث عذاب کے ساتھ پکڑ لیا اور انہیں اپنی گرفت میں لے لیا، بیشک اللہ عزوجل قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے، کوئی چیز اس پر غالب نہیں آسکتی اور نہ ہی کوئی چیز اس کے عذاب کو روک سکتی ہے۔ (المظھری، ج۳، ص۲۰۷)۔

خازن میں ہے کہ ''داب'' کی اصل ادامة العمل ہے یعنی کسی کام پر مداومت کرنا، کہا جاتا ہے کہ فلاں نے ایسا کیا، مطلب یہ ہے کہ فلاں ہمیشہ ایسا کرتا ہے، پھر عادت کو ''دابا'' کا نام دے دیا گیا اسلئے کہ انسان اپنی عادت پر دوام اختیار کرتا ہے

۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آل فرعون یہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نبی ہیں پھر بھی انہیں جھٹلایا، ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے کہ جب ان لوگوں کے پاس سید عالم ﷺ صداقت کے ساتھ مبعوث ہوئے تو انہوں نے انہیں جھٹلا دیا، تو اللہ عزوجل نے ان کافروں پر بھی وہی سزا نازل کردی جو کہ فرعونیوں پر نازل کی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص۲۰٤)

جب تک قوم اپنی حالت نہ بدلنا چاهیے……!

۶…… ”نقمۃ“ نون کی کسرہ کے ساتھ ہے اس کے معنی ہیں سزا، بدلہ اور عذاب۔ اللہ عزوجل کسی قوم سے نعمت کو زائل نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم کفر اور نعمت پر شکر نہ کرکے اسے بدل ڈالے اور جب قوم ایسا کرے تو اللہ عزوجل اس نعمت کو بدل دیتا ہے اور وہ نعمت سلب کرلی جاتی ہے۔ سدی نے کہا کہ اللہ عزوجل کی نعمت سے مراد محمد ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور اللہ عزوجل نے قریش اور اہل مکہ پر یہ نعمت فرمائی تو انہوں نے اس نعمت کو جھٹلایا اور اس کا انکار کیا تو اللہ عزوجل نے اس نعمت عظیمہ کو انصار کی جانب پھیر دیا۔ (البغوی، ص۳۰۸)

قاضی بیضاوی ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مان لیا جائے کہ قریش مکہ بہت خوش حال، فراخی اور وسعت کی حالت میں نہ تھے لیکن وہ جس حال میں بھی تھے وہ بدر کی شکست کی ذلت کہ جس میں ان کے ستر افراد مارے گئے اور ستر ہی قید کئے گئے اور اس ذلت کے مقابلے میں ان کی پہلی زندگی جس پر شکست کا داغ نہ تھا بہر حال بہتر تھی، اور اس زندگی کے مقابلہ میں نعمت تھی لیکن جب انہوں نے اس نعمت کی ناقدری کی اور ناشکری کی تو اللہ عزوجل نے اس نعمت کو دنیا میں شکست کی ذلت کے عذاب اور آخرت میں دائمی عذاب سے بدل دیا، اور ان کا اس دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہونا ان کے اپنے کفر اور معصیت کی وجہ سے تھا، اللہ عزوجل کا ان پر کسی وجہ سے ظلم نہیں تھا۔ (تبیان القرآن، ج٤، ص٦٥٨)

لفظ ”دأب“ کی تکرار کا کیا فائدہ هے؟

۷……اس آیت مبارکہ ﴿کدأب ال فرعون﴾ کی تکرار کی گئی ہے، پہلی مرتبہ اس عذاب کی خبر دینے کے لئے ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی کو اس کے برے فعل پر یہ عذاب نہ کیا، مراد اس عذاب سے یہ ہے کہ فرشتوں کا ان لوگوں کی روحیں نکالنے کے وقت میں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارنا، اور دوسری مرتبہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ بتادے کہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو ان کے برے کام پر ہلاک کرنے اور غرق کرنے کا عذاب دیا ہے، اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔

تفسیر خازن میں ہے کہ ایک ہی آیت کے دو مرتبہ تکرار کرنے کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ خازن) کہتا ہوں اس کے کئی فوائد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کا کلام پہلی مرتبہ کے کلام کی تفصیل بیان کرتا ہے، پہلی آیت میں ان کے عذاب کی وجہ سے پکڑے جانے کا بیان ہے اور دوسری آیت میں ان کے غرق ہونے کا بیان ہے پس دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر کے لئے لائی گئی ہے کہ معلوم ہوجائے کہ ان کو کس عذاب سے پکڑا گیا۔ (الجمل، ج۳، ص۲۰۵ ملخصاً)

عہد شکن کے ساتھ سلوک!

۸......''فی غدرھم'' کے معنی ہیں عہد کا توڑنا، اللہ ﷻ نے یہاں ﴿اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ......الخ (الانفال :۵۶،۵۷)﴾ میں یہ قانون دے دیا کہ معاہدہ توڑنے والوں سے کیسا سلوک کرنا چاہیے؟ بنی قریظہ کے یہود نے سید عالم ﷺ سے معاہدے کئے تھے کہ نہ آپ ﷺ سے لڑیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کریں گے، لیکن مشرکین مکہ کی مسلمانوں سے ہونے والی لڑائی میں جنگی ہتھیار سے مدد کی اور جب ایسا ہوا تو مسلمانوں سے کہہ دیا گیا کہ اگر تم انہیں کہیں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پسماندوں کو بھگاؤ اور ایسا کرنے میں یہ امید کی جاتی ہے کہ ان کی ہمتیں ٹوٹ جائینگی اور ان کی جماعت منتشر ہوگی اور انہیں عبرت حاصل ہوگی۔ایسا ہی مضمون اللہ ﷻ نے سورۃ التوبۃ میں بھی بیان فرمایا چنانچہ اللہ ﷻ فرماتا ہے۔﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ......،اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ......(التوبہ:۱،۱۳)﴾۔

☆......ضعف اعتقاد: مراد وہ ضعیف الاعتقاد لوگ ہیں جن کے دل ابھی تک ایمان سے مطمئن نہیں ہوئے اور ان کے دل میں ابھی تک شکوک وشبہات باقی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں اور دونوں وصفوں کے درمیان عطف مغایرات پائے جانے کے سبب ہے یعنی ان میں نفاق بھی تھا اور اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات بھی۔(البیضاوی، ج۲،ص۲۵) ☆......عبدالرزاق اور ابن المنذر نے کلبی ﷫ سے روایت کیا ہے کہ مراد وہ قوم ہے جو اسلام کا اقرار کرتی تھی اور مکہ مکرمہ کی رہنے والی تھی، یہ لوگ مشرکین عرب کے ساتھ بدر کے دن نکلے اور مسلمانوں کی (تعداد تھوڑی دیکھ کر) کہنے لگے ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہے۔ (الدر المنثور،ج۳،ص۳٤٦)

غالب علی امرہ: اللہ اپنے امر پر غالب ہے یعنی قلیل، ضعیف، کثیر اور قوی پر مسلط ہے۔ (المدارک،ج۱،ص٦٥٠)۔

یثق بہ: ﴿یتوکل علی اللہ﴾ کی تفسیر ہے اور مفسر کا قول یغلب مقدر جواب شرط ہے یعنی ومن یتوکل علی اللہ یغلب اور اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فان اللہ عزیز﴾ اس محذوف کی علت ہے۔حال: یضربون حال ہے من الملئکۃ سے یا من الذین کفروا سے، اس لئے یضربون میں ان دونوں مراجع کا امکان ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ یتوفی میں موجود ھو ضمیر فاعل ہو جو اللہ ﷻ کے لئے ہے، اس وقت الملئکۃ مبتداء اور اس کا مابعد خبر ہوگی اور جملہ الملئکۃ یضربون حالیہ ہوگا من الذین کفروا سے اور واو حالیہ سے مستغنی ہو جائیگا اس ضمیر کی وجہ سے جو یتوفاھم میں عائد ہے (الجمل،ج۳،ص۲۰۲ وغیرہ)۔

﴿فشرد بھم﴾: میں باء سببیہ ہے اور کلام مبارکہ میں مضاف حذف ہے یعنی ''سبب عقوبتھم و تنکیلھم'' (ان کی سزا اور مصیبت کے سبب)؛ ''من خلفھم'' ﴿شرد﴾ کا مفعول ہے، مراد اس سے کفار مکہ ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں قریظہ پر کامیابی (یعنی قابو) حاصل ہو جائے تو انہیں سزا دو، تاکہ یہ سزا کفار مکہ وغیرہ کو جنہوں نے عہد شکنی کی ہے متفرق کردے اور انہیں نصیحت

حاصل ہو جائے اور دوسروں کو بھی اس سے عبرت حاصل ہو، یہاں تک کہ اے محبوب کسی میں بھی آپ ﷺ سے محاربہ کی طاقت نہ رہے
عبرۃ ھا: جب نافرمانی کے سبب تمام ہی اعضاء عذاب برداشت کریں گے تو پھر ایدی کا خاص طور پر کیوں ذکر کیا؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ یَد کا اطلاق قدرت پر ہوتا ہے اس لحاظ سے ایدیکم فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

وَنَزَلَ فِيمَنْ اَفْلَتَ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا﴾ اللّٰهَ اَىْ فَاتُوْهُ ﴿اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ (۵۹)﴾ لَا يَفُوْتُوْنَهُ وَفِى قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِيَةِ ، فَالْمَفْعُوْلُ الْاَوَّلُ مَحْذُوْفٌ اَىْ (اَنْفُسَهُمْ)وَفِى الْاُخْرٰى بِفَتْحِ اِنَّ عَلٰى تَقْدِيْرِ اللَّامِ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ﴾ لِقِتَالِهِمْ ﴿مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ قَالَ ﷺ "هِىَ الرَّمْىُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى حَبْسِهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿تُرْهِبُوْنَ﴾ تُخَوِّفُوْنَ ﴿بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ اَىْ كُفَّارَ مَكَّةَ ﴿وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ اَىْ غَيْرِهِمْ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ اَوِ الْيَهُوْدُ ﴿لَا تَعْلَمُوْنَهُمُ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَىْءٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ﴾ جَزَاؤُهٗ ﴿وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (۶۰)﴾ تُنْقَصُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا﴾ مَالُوْا ﴿لِلسَّلْمِ﴾ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا اَلصُّلْحُ ﴿فَاجْنَحْ لَهَا﴾ وَعَاهِدْهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ وَمُجَاهِدٌ مَخْصُوْصٌ بِاَهْلِ الْكِتَابِ اِذْ اُنْزِلَتْ فِىْ بَنِىْ قُرَيْظَةَ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ ثِقْ بِهٖ ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿الْعَلِيْمُ (۶۱)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ﴾ بِالصُّلْحِ لِيَسْتَعِدُّوْا لَكَ ﴿فَاِنَّ حَسْبَكَ﴾ كَافِيْكَ ﴿اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (۶۲)﴾ ﴿وَاَلَّفَ﴾ جَمَعَ ﴿بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾ بَعْدَ الْاِحَنِ ﴿لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿اِنَّهٗ عَزِيْزٌ﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۶۳)﴾ لَا يَخْرُجُ شَىْءٌ عَنْ حِكْمَتِهٖ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ﴾ حَسْبُكَ ﴿مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۶۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

(آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار بدر کے دن شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے) اور ہرگز گمان نہ کریں (اے محمد ......ﷺ) کافر کہ بچ کر نکلیں گے (اللہ سے، یعنی وہ اس کے عذاب سے نجات پا گئے) یقیناً وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ اس کے عذاب کو دور نہیں کر سکتے اور ایک ان کے فتح اور لام کی تقدیر کے ساتھ لانھم ہے) اور ان کے لیے تیار رکھو (یعنی ان سے قتال

کیلئے) جو قوت تمہیں بن پڑے (نبی پاک ﷺ نے فرمایا قوت سے مراد تیر پھینکنا ہے، اور اسے مسلم نے روایت کیا......۲......) اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (رباط مصدر ہے بمعنی وہ گھوڑا جسے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کیلئے اصطبل میں روکا گیا ہو) کہ دھاک بٹھاؤ (یعنی خوف دلاؤ) ان سے جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں (یعنی کفار مکہ) اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں (یعنی ان کے علاوہ، مراد منافقین اور یہود ہیں) جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا (اس کا بدلہ) اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے (یعنی جزاء سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی) اور اگر وہ جھکیں (یعنی مائل ہوں) صلح کی طرف (السلم سین کی فتح اور کسرہ کے ساتھ صلح......۳......کے معنی میں ہے) تو تم بھی جھکو (اور ان سے معاہدہ کرو، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے اور مجاہد نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ آیت بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اور اللہ پر توکل کرو (یعنی اعتماد کرو) بیشک وہ سنتا (ہے بات کو) جانتا (ہے افعال کو) اور اگر وہ تمہیں فریب دیا چاہیں......۴......(صلح کے ذریعے آپ ﷺ کے خلاف مستعد رہیں) تو بیشک کافی ہے (حسبک بمعنی کافیک ہے) اللہ اور وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا اور الفت ڈال دی (الف بمعنی جمع ہے) انکے دلوں میں (بعد کینہ کے) اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل (اپنی قدرت سے) ملا دیئے بیشک وہ غالب ہے (اپنے معاملے میں) اور حکمت والا ہے (یعنی اس کی حکمت سے کوئی چیز باہر نہیں) اے غیب بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی (اور کافی ہیں تجھے) یہ جتنے مسلمان جو تمہارے پیرو ہوئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون﴾

و: عاطفہ......لایحسبن: فعل نہی......الذین کفروا: فاعل "انفسھم" مفعول اول محذوف......سبقوا: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......انھم: حرف مشبہ و اسم......لایعجزون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم﴾۔

و: عاطفہ......اعدوا: فعل امر و اوضمیر ذوالحال، ترھبون بہ: فعل با فاعل وظرف لغو......عدو اللہ: معطوف علیہ و عدوکم: معطوف اول......و: عاطفہ، اخرین: موصوف، من دونھم: ظرف مستقر صفت اول......لاتعلمونھم: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ملکر فاعل......لھم: ظرف لغو، ما استطعتم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من قوۃ: جار مجرور معطوف علیہ، ومن رباط الخیل: جار مجرور معطوف ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون﴾.

و : مستانفہ......ما : شرطیہ ذوالحال......من شیء : ظرف مستقر حال ملکر مفعول مقدم،تنفقوا : فعل بافاعل،فی سبیل اللہ : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یوف : فعل مجہول بانائب الفاعل......الی : جار......کم : ضمیر ذوالحال......و : حالیہ ،انتم لاتظلمون : جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم﴾.

و : عاطفہ،ان : شرطیہ،جنحوا للسلم : جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف : جزائیہ،اجنح لھا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و : عاطفہ ،توکل علی اللہ : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،انہ ھو السمیع العلیم : حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ﴾.

و : عاطفہ......ان : شرطیہ......یریدوا : فعل بافاعل......ان : مصدریہ......یخدعوک : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف : جزائیہ......ان حسبک اللہ : حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین والف بین قلوبھم﴾.

ھو : مبتدا،الذی : موصول،ایدک : فعل بافاعل ومفعول،بنصرہ : جارمجرور معطوف علیہ،وبالمومنین : جارمجرور معطوف، ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و : عاطفہ،الف بین قلوبھم : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم﴾.

لو : شرطیہ......انفقت : فعل بافاعل،مافی الارض : موصول صلہ ملکر ذوالحال،جمیعا : حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ماالفت : فعل نفی بافاعل......بین قلوبھم : ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،و : مستانفہ،لکن اللہ الف بینھم : حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،انہ عزیز حکیم : حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿یایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین﴾.

یایھا النبی : جملہ ندائیہ،حسبک : خبر مقدم،اللہ : اسم جلالت معطوف علیہ،و : عاطفہ،من اتبعک : موصول صلہ ملکر ذوالحال،من المومنین : ظرف مستقر حال،ملکر معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا النبی حسبک اللہ......☆سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی،ایمان سے صرف تینتیس مرد اور چھ عورتیں مشرف ہوچکے تھے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے

اس قول کی بنا پر یہ آیت مکی ہے نبی کریم ﷺ کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر میں قبل قتال کے بارے میں نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مومنین سے یہاں ایک قول میں انصار ایک میں تمام مہاجرین وانصار مراد ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

لفظ محمد کی تحقیق:

۱...... لفظ محمد اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ ذات ہے اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا کَثِیْرًا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ بار بار تعریف کی جائے۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں ومحمد اذا کثرت خصاله المحمودة یعنی محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابل تعریف عادات حد سے بڑھ جائیں۔ (المفردات، ص ۱۳۸)

جاننا چاہیے کہ شہادت توحید کے دو اجزاء ہیں، ایک مثبت اور دوسرا منفی، جس میں پہلا منفی ہے یعنی لا الہ الا اللہ اور دوسرا مثبت یعنی محمد رسول اللہ ﷺ۔ پہلے حصے میں ما سوی اللہ کے باقی سے الوہیت کی نفی کر دی گئی ہے، مطلق الہ کا مطلب ہوتا ہے معبود اور یہ معبود کوئی بھی ہوسکتا ہے مگر جب لفظ الــه کے ساتھ الف لام کا اضافہ کر دیا جائے تو یہ اللہ بن جاتا ہے اور اس سے مراد صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی ذات ستودہ صفات ہوتی ہے۔ اسی طرح جب لفظ کتاب بولا جائے تو اس سے مراد کوئی بھی کتاب ہوسکتی ہے چاہے وہ کتاب کسی بھی زبان میں کسی بھی ملک کے کسی بھی موضوع پر لکھی گئی ہو لیکن جب کتاب کے ابتداء میں الف لام کا اضافہ کر دیا جائے تو اس سے مراد کلام اللہ یعنی قرآن مجید فرقان حمید ہوگا۔ اسی طرح قیاس کرتے جائیں تو کئی باتیں معلوم ہونگی حمد کا لفظ اور اس کے دیگر مشتقات عام ہیں، تعریف کسی کی بھی ہوسکتی ہے اور تعریف کرنے والا کوئی بھی ہوسکتا ہے اور محمود بننے کا اعزاز کسی کو بھی مل سکتا ہے لیکن جب محمد وجود میں آجائے تو اس سے مراد فقط ایک ہی ہستی، ایک ہی شخصیت، اور ایک ہی ذات ہوگی جن کے لئے مبداء کائنات ازل سے سجایا گیا ہے، جملہ کائنات میں فقط اسی ذات پاک کو یہ نام عطا کیا گیا ہے۔ آج جتنے بھی اس نام کے کہلانے والے ہیں سب ان کے غلام ہیں حقیقی محمد کہلانے کی حقدار وہی ذات ہے جو مدینے طیبہ کے والی ہیں۔

الفاظ مجموعۂ حروف ہوتے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں، مثلاً ناصر ایک بامعنی لفظ ہے اس کے معنی ہیں مدد کرنے والا اور اس کا مجموعہ ن۔ا۔ص۔ر۔ہے، اگر ان حروف میں سے پہلے حرف نون کو حذف کر دیا جائے تو باقی اصر رہ جاتا ہے جو کہ بے معنی لفظ ہے۔ لیکن یہ قاعدہ لفظ اللہ اور محمد میں نہیں پایا جاتا یعنی لفظ اللہ اور محمد اس قاعدے اور کلیے سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا اگر لفظ اللہ سے الف حذف کر دیا جائے تو باقی للہ بچتا ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ کے لئے، اگر دوسرا حرف یعنی پہلا لام ہٹا دیا جائے تو الہ رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں معبود، اگر الف اور لام دونوں کو حذف کر دیا جائے تو باقی لہ بچتا ہے جس کے معنی ہیں اللہ کے لئے، اور اگر الف اور دونوں لام حذف کر دیئے جائیں تو لفظ ہ (ھو) باقی رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں وہی اللہ۔

اسی طرح لفظ محمد کا بھی ہر لفظ با مقصد اور با معنی ہے مثلاً اگر شروع سے میم کو حذف کر دیا جائے تو باقی حمد بچتا ہے جس کے معنی ہیں تعریف وتوصیف، اگر حاء کو کم کر دیا جائے تو مد باقی رہ جائے گا جس کے معنی ہیں مدد کرنے والا، اگر میم اور حاء دونوں کو حذف کر دیا جائے تو باقی مدرہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں دراز اور بلند اور یہ بھی حضور پر نور ﷺ کی رفعت کی جانب اشارہ ہے، اگر دوسرے میم کو بھی حذف کر دیا جائے تو فقط د (دال) باقی رہ جائے گا جس کے معنی ہیں دلالت کرنے والا یعنی اسم محمد اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دال ہے۔

مسلمان اپنی قوت اکھٹی کرلیں!

۲...... اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: اور ان کے لئے قوت تیار کر رکھو جو تم سے بن پڑے، چنانچہ ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (الانفال: ۶۰)﴾ سے تیر، تلوار اور ہتھیار مراد ہیں۔

(الدر المنثور، ج ۳، ص ۳۴۹)

سید عالم ﷺ کا یہ فرمان "اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ" تیر کے علاوہ کسی دوسری قوت کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا "الحج عرفة" اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان "الندم توبة"، اپنے غیر کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان باتوں کا ذکر افضل مقصود ہے۔

(الخازن، ج ۲، ص ۳۲۲)

☆...... عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰)﴾ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے میں نے سید عالم ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا وہ فرماتے ہیں کہ "﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰)﴾ خبر دار قوت تیر میں ہے، خبر دار قوت تیر میں ہے، خبر دار قوت تیر میں ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الرمی برقم: ۴۸۳۹، ص ۹۶۹)

دشمن سے صلح کا بیان:

۳...... اللہ ﷻ نے اس رکوع کے آغاز میں کافروں کی ہمت اور گھمنڈ کے محل کو چکنا چور کیا کہ وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے اور جنگ بدر سے بھاگ کر قید وقتل کی صعوبتوں سے بچ گئے ہیں، بلکہ وہ عاجز نہیں کر سکتے پھر مسلمانوں سے خطاب فرمایا کہ وہ اپنی کمریں باندھ لیں، قوت اکھٹی کرلیں اور جس طرح بن پڑے دشمن پر اپنی دھاک بٹھائیں کیونکہ وہ اللہ ﷻ کے بھی دشمن ہیں اور اے محبوب تمہارے بھی دشمن ہیں۔ اور راہ خدا میں تم جو بھی خرچ کرو تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی طرح تم گھاٹے میں نہ رہو گے اور اگر وہ صلح کی جانب جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ ﷻ پر بھروسہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال: ۶۱)﴾ آیت سیف

سے منسوخ ہے اور مجاہد کے قول کے مطابق یہ آیت مبارکہ اہل کتاب کے ساتھ مخصوص ہے اور دونوں صورتوں میں صلح سے مراد جزیہ کا نافذ کرنا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۱۰)

دشمن کا دھوکہ مسلمانوں کو مضر نہیں:

۶۲......اور اگر وہ تمہیں دھوکہ دیا چاہیں، اللہ ﷻ کے اس فرمان ﴿ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ (الانفال: ۶۲) ﴾ میں جواب شرط محذوف ہے اور وہ ہے فصالحھم، اور تمہیں ان سے خوف نہ ہو کیونکہ اللہ ﷻ تجھے کافی ہے اور خازن میں ہے کہ وہ تم سے ... کریں اور مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد بنو قریظہ ہیں اور معنی یہ ہے کہ اگر وہ دھوکہ دینے کو صلح کا اظہار کریں تا کہ تم ان سے ہاتھ روک لو تو اے محبوب! اللہ ﷻ تجھے اپنی مدد و نصرت سے کفایت کرے گا۔

آیت مبارکہ میں ﴿ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ سے مراد انصار ہیں یعنی اوس اور خزرج کے، ان کے مابین ایک سو بیس سال سے لڑائی تھی۔ پھر اگر تو یہ کہے کہ اللہ ﷻ نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا تو مومنوں سے (حصول) مدد کی کیا حاجت کہ اللہ ﷻ نے ﴿ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ فرمایا؟ میں (شیخ سلیمان) اس کا جواب یہ دونگا کہ تائید اور مدد ایک اللہ وحدہ کی جانب سے حاصل ہوئی لیکن اس کی مدد کبھی اسباب باطنہ غیر معلومہ کے ذریعے سے ہوتی ہے اور کبھی اسباب ظاہرہ معلومہ کے ذریعے سے، تو وہ مدد جو اسباب باطنہ کی وجہ سے ہو تو اس سے مراد اللہ ﷻ کا یہ فرمان ﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ ﴾ ہے اسلئے کہ اس کے اسباب باطنہ بغیر وسائط معلومہ سے ہوتے ہیں اور وہ مدد جو اسباب ظاہرہ کے ذریعے حاصل ہو اس سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ ہے اس لئے کہ اس کے اسباب ظاہرہ وسائط معلومہ کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس سے مراد صیغہ المومنون ہے اور اللہ ﷻ مسبب الاسباب ہے اور وہی ان میں اپنی نصرت قائم کرنے والا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۱۰ وغیرہ)

آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان خوف نہ کھائیں اور سیاسی میدان میں اپنے قدموں کو لغزش بھی نہ دیں، بلکہ بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہیے اگر مسلمان دوسروں سے مرعوب ہوتے رہے، کسی کے اشارے پر چلتے رہے جیسا کہ آجکل ہمارے ملک کی سیاسی صورت حال ہے تو پھر اللہ ﷻ ہی حافظ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ دلیری سے سیاست کریں اور اپنے مذہبی اور ملکی مفاد کو مدنظر رکھیں اور بس۔

☆......☆فالمفعول الاول محذوف: حفص، ابن عامر اور حمزہ نے لایحسبن کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے، لہٰذا اس صورت میں اس کا فاعل اسم موصول ہوگا اور مفعول اول انفسھم ہے جو کہ تکرار کی وجہ سے محذوف ہے یا فاعل ضمیر ہے جو کہ من خلفھم کی جانب راجع ہے۔ باقی قراء حضرات نے اسے تاء کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کے دونوں مفعول الذین کفروا سبقوا ہیں جس کا مفہوم یہ ہے لا تحسبنھم سابقین فائتین من عذابنا یعنی آپ انہیں ہمارے عذاب سے بچ نکلنے والا گمان نہ کریں۔ ابن عامر نے انھم کو

ہمزہ کے فتح اور لام کی تقدیر کے ساتھ لانھم پڑھا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ لایعجزون میں لام زائدہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ کافر اللہ کو عاجز کرنے کا گمان تک نہ کریں اس صورت میں سبقوا سابقین کے معنی میں حال ہے۔ (المظھری، ج ۳،ص ۲۱۰)

رباط: مصدر سماعی ہے جو کہ فعال کے وزن پر ہے، قیاسی نہیں ہے اگر قیاسی ہوتا تو اشتراک کا تقاضا کرتا جیسے قاتل اور خاصم، اور یہاں ایسا نہیں ہے جس کی جانب شارح کا قول حبسھا سے اشارہ ملتا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۰۹)

وھم المنافقون: منافقین تو اسلام کے اظہار کے لئے قتال نہیں کرتے پھر ان کو قوت اور گھوڑوں کے باندھنے سے کیوں ڈرایا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس قول سے مراد انہیں خوف دلانا مقصود ہے، ان کے دلوں میں خوف اور غم داخل کرنا مقصود ہے اسلئے کہ جب وہ مسلمانوں کی قوت اور ان کی خودداری کو دیکھ لیں گے تو ان کے دلوں میں مسلمانوں کا ڈر اور خوف بیٹھ جائے گا

تنقصون منه شیئا: تم ظلم نہ کئے جاؤ گے کی تفسیر مذکورہ جملے سے کی، اس لیے کہ اللہ نے جو خیر کا وعدہ کیا ہے وہ نہیں بدلتا گویا کہ اُس وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے، اور اُس کا مخالف کرنا بھی حلال ہے اور اس سے ظلم حقیقی مراد نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں غیر کی ملک میں تصرف کرنا کہلائے گا اور اللہ کی ملکیت میں کوئی (ساجھی) نہیں۔ قال ابن عباس: کفار سے جزیہ بطور صلح لینا جائز ہے یا نہیں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے، اگر جزیہ کے علاوہ مصالحت یا امان ہو تو یہ منسوخ نہیں (جائز ہے)، اور اس طرح کی مصالحت یا امان ہر کافر سے جائز ہے اور یہ امام شافعی کا قول ہے، ان کے نزدیک فقط اہل کتاب سے جزیہ لے سکتے ہیں، امام مالک فرماتے ہیں کہ ہر کافر سے جزیہ لینا جائز ہے چہ جائے کہ وہ اہل کتاب سے ہو یا کسی اور گروہ مذہب سے (الصاوی، ج ۳،ص ۲٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ﴾ حُثَّ ﴿الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾ لِلْکُفَّارِ ﴿اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَاِنْ یَّكُنْ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ (٦٥)﴾ وَهٰذَا خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَیْ لِیُقَاتِلِ الْعِشْرُوْنَ مِنْكُمُ الْمِائَتَیْنِ وَالْمِائَةُ الْاَلْفَ وَیَثْبُتُوْا لَهُمْ ثُمَّ نُسِخَ لَمَّا كَثُرُوْا بِقَوْلِهٖ ﴿اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا﴾ بِضَمِّ الضَّادِ وَفَتْحِهَا عَنْ قِتَالِ عَشَرَةِ اَمْثَالِكُمْ ﴿فَاِنْ یَّكُنْ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ بِاِرَادَتِهٖ وَهُوَ خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَیْ لِتُقَاتِلُوْا مِثْلَیْكُمْ وَتَثْبُتُوْا لَهُمْ ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (٦٦)﴾ بِعَوْنِهٖ وَنَزَلَ لَمَّا اَخَذُوا الْفِدَاءَ مِنْ اَسْرٰى بَدْرٍ ﴿مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ﴾ یُبَالِغَ فِیْ قَتْلِ الْكُفَّارِ ﴿تُرِیْدُوْنَ﴾ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿عَرَضَ الدُّنْیَا﴾ حُطَامَهَا بِاَخْذِ الْفِدَاءِ ﴿وَاللّٰهُ یُرِیْدُ﴾ لَكُمْ ﴿الْاٰخِرَةَ﴾ اَیْ ثَوَابَهَا بِقَتْلِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ

حَكِيْمٌ(۶۷)﴾ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِهٖ (فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً)﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ﴾ بِاِحْلَالِ الْغَنَائِمِ وَالْاَسْرٰى لَكُمْ ﴿لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ ﴿عَذَابٌ عَظِيْمٌ(۶۸)﴾ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(۶۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے ترغیب دو(حرض بمعنی حث ہے)مسلمانوں کو جہاد کی......(کفار سے)اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے(ان میں سے)دوسو پر غالب ہونگے اور اگر ہوں(یکن تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے)تم میں کے سوتو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لیے کہ(یعنی اس وجہ سے کہ وہ)سمجھ نہیں رکھتے(یہ خبر امر کے معنی میں ہے یعنی تم میں کے بیس دوسو کے ساتھ اور سو ہزار کافروں کے ساتھ ڈٹ جائیں پھر جب مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو یہ آیت منسوخ کردی گئی اس قول کے ذریعے)اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو(ضعفاء ضاد کی ضمہ اور فتح کے ساتھ ہے یعنی اپنے سے دس گنا طاقت سے قتال کرنے میں کمزوری آگئی ہے)پھر اگر ہوں(یکن تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے)تم میں سو صبر والے(ان میں سے)دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہونگے اللہ کے حکم سے(یعنی اس کے ارادے سے اور یہ خبر، امر کے معنی میں ہے کہ وہ اپنے سے دوگنی تعداد سے لڑیں اور ان پر ثابت قدم رہیں)اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے(یعنی اللہ ﷻ کی مدد اور اگلی آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا)کسی نبی کو لائق نہیں کہ(یکون تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے)کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے(یعنی کفار کے قتل میں مبالغہ کرے)تم لوگ(اے مسلمانوں)دنیا کا مال چاہتے ہو(دنیاوی ساز وسامان فدیہ لیکر)اور اللہ(تمہارے لیے)آخرت چاہتا ہے(یعنی آخرت کا ثواب ان کے قتل کرنے پر)اور اللہ غالب حکمت والا ہے(یہ حکم آیت فاما منا بعد و اما فداء سے منسوخ ہے)اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا(غنیموں کے حلال ہونے اور قیدی بنانے کے بارے میں تمہارے لیے)تو اے مسلمانوں تم نے جو کافروں سے مال(یعنی فدیہ ......)لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی حرض المومنین علی القتال﴾.

یایھاالنبی: جملہ ندائیہ، حرض: فعل امر وانت: ضمیر مستتر فاعل، المومنین: مفعول بہ......علی القتال: جار مجرور ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون﴾.

و: عاطفہ،ان: شرطیہ......یکن منکم مائۃ: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا: فعل بافاعل......الفا: موصوف......من الذین کفروا: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم......قوم: موصوف،لایفقھون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا﴾.

الئن: ظرف مقدم،خفف اللہ: فعل وفاعل،عنکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،علم: فعل بافاعل، ان فیکم: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم،ضعفا: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ﴾.

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ......یکن منکم مائۃ صابرۃ: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا مائتین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یکن منکم الف: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا الفین: فعل بافاعل ومفعول......باذن اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ مع الصبرین﴾:

و: عاطفہ،اللہ: مبتدا......مع الصبرین: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض﴾.

ما: نافیہ،کان: فعل تام،لنبی: ظرف لغو مقدم،ان: مصدریہ،یکون: فعل ناقص،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،اسری: اسم مؤخر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،حتی: جار،یثخن فی الارض: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم﴾.

تریدون: فعل بافاعل،عرض الدنیا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ،اللہ: مبتدا......یرید الاخرۃ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا...... عزیز: خبر اول......حکیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم﴾.

لولا: شرطیہ......کتب: موصوف......من اللہ: ظرف مستقر صفت اول......سبق: جملہ فعلیہ صفت ثانی ملکر خبر محذوف "موجود" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......مسکم: فعل ومفعول......فی: جار......مااخذتم: موصول صلہ ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو......عذاب عظیم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکلوا مما غنمتم حللا طیبا واتقوا اللہ ان اللہ غفور رحیم﴾.

ف: فصیحہ، کلوا: فعل بافاعل، من: جار......ما: موصولہ، غنمتم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال، حللاطیبا: مرکب توصیفی حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اتقوا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "مادمت قد ابحت لکم الغنائم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم، غفور: خبراول،رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ماکان لنبی ان یکون لہ اسری ......☆مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کرکے سید عالم ﷺ کے حضور میں لائے گئے، حضور ﷺ نے ان کے متعلق صحابہ کرام ﷺ سے مشورہ طلب فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کی قوم وقبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ ﷻ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے، حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی، آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں رہنے نہ دیا، یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑائیے، اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو فدیہ سے غنی کیا ہے، علی مرتضی ﷺ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ ﷺ کو عباس پر اور مجھے میرے قرابتی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں آخرکار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهاد کی ترغیب:

ا......قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ ﷻ نے جہاد کے لئے مومنوں کو ترغیب دلائی کہ مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو کچھ فرق نہیں پڑتا، حوصلہ بلند ہونا چاہئے کہ تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو بلند حوصلہ انہیں اپنے سے کئی گناہ بڑے لشکر سے جنگ پر آمادہ کردے گا۔ اسی ترغیب والے مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم احادیث نبوی ﷺ سے جہاد کی اہمیت اور فضائل پر مبنی احادیث ذکر کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت مزید آشکار ہوجائے اور مسلمانوں میں مزید اس عظیم نعمت کا شوق بیدار ہو۔

☆......اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ:" وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ ﷻ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب تمنی الشهادة، رقم:۲۷۹۷، ص٤٦٣)

☆......عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِیْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَاءَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی اللہ عزوجل کی راہ میں زخمی ہوگا، اور اللہ عزوجل خوب جانتا کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا، تو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی''۔

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد، رقم:٤٧٥٥، ص٩٥٣)

☆......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ''مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شہید کو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کئے جانے سے فقط اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی ایک کو چیونٹی کے کاٹنے کا درد ہوتا ہے''۔

(الجامع الترمذی، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم:١٦٧٤، ص٥٠٩)

☆......حضرت مسروق سے آیت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے (ال عمـــران:١٦٩) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، ان کے لئے عرش میں قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ جہاں چاہتی ہیں چرتی ہیں، اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ پھر ان کا رب عزوجل ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے تم کسی چیز کو چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے ہیں''۔ یہ مکالمہ تین مرتبہ ہوگا جب وہ دیکھیں گے کہ ان کو بغیر پوچھے نہیں چھوڑا جا رہا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے رب ہماری یہ خواہش ہے کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دیا جائے حتیٰ کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں، جب اللہ عزوجل یہ دیکھے گا کہ ان کو اور کوئی خواہش نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب فضائل الجهاد، باب فضل الشهادة، رقم١٠٨٠٢، ص٤٧٦)

☆......عن سهل ابن سعد قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ''الغدوة والروحة فی سبيل الله عزوجل افضل من الدنيا وما فيها'' حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔

(سنن نسائی، كتاب الجهاد، باب فضل غدوة فی سبيل الله، رقم:٣١١٥، ص٧٤١)

☆......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ''مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہوئی وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا''۔

(سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، رقم:٢٥٠٢، ص٤٦٨)

ہم یہاں جہاد کے فرض کفایہ اور فرض عین ہونے اور شرائط کا بیان کرتے ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں:

(۱)...... جہاد ابتداً فرض کفایہ ہے پس اگر کسی ایک جماعت نے کرلیا تو سب کی طرف سے ساقط ہوگیا اور اگر سب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تو سارے ہی گناہ گار ہونگے۔ (کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص ۱۷۷)

(۲) اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں تو الاقرب فـالاقرب کے قانون کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا۔ اور درر کی عبارت میں ہے کہ جہاد فرض عین اس وقت ہوگا جب کہ دشمن اسلامی سرحد پر حملہ کردے تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاد پر قدرت رکھتے ہوں۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب فی الفرق بین فرض العین، ج ٦، ص ٢٠١ ملتقطاً)

(۳)...... جہاد کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مجاہد کے پاس جنگ کرنے کے لئے ہتھیار ہوں، زادراہ اور سواری کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :طاعة الوالدین فرض عین، ج ٦، ص ٢٠٥)

(۴)...... بچے، عورت، غلام، اندھے، اپاہج اور لنگڑے پر جہاد فرض نہیں ہے اور جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں جب کہ کفار ہجوم کردیں تو عورت اور غلام بھی بغیر اپنے شوہر اور آقا کی اجازت کے جہاد پر نکلیں گے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص ۱۷۷)

(۵)...... جہاد کے مباح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن کو دی جانے والی دین حق کی دعوت کو قبول کرنے سے باز رہنا اور ان کے (یعنی مسلم اور غیر مسلم ممالک) کے مابین امن وامان اور کوئی عہد وپیمان کی صورت بھی نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان جہاد کے ذریعے اسلام کی شان وشوکت اور قوت کے بڑھنے کی امید رکھتے ہوں اور اگر ایسی امید نہ ہو تو پھر قتال جائز نہیں کہ انسان اس میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ (عالمگیری، کتاب السیر، باب الاول فی تفسیره شرعا وشرطه، ج ۲، ص ۲۰۹)

اسیران جنگ کا فدیہ!

۲..... علامہ ابن عابدین شامی (وحـرم فداؤهـم) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر قیدیوں سے مطلق بدلہ یعنی فدیہ لینا جائز نہیں کہ مال لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے بدلے کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، پہلی صورت مشہور قول کے مطابق جائز نہیں ہے اور ضرورت کے وقت مال لیکر کافر قیدی کو چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ السیـر الکبیر میں ہے اور امام محمد نے کہا کہ مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کافر شیخ فانی ہو اور اس کی نسل بڑھنے کی امید نہ ہو جیسا کہ الاختیـار میں ہے اور دوسری صورت یعنی مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور پہلی صورت صحیح ہے جیسا کہ الـزاد میں ہے لیکن ظـاهـر الـروایة کے مطابق یہ یعنی دوسری صورت بھی جائز ہے جیسا کہ المحیط میں مذکور ہے اور یہ تمام اقوال القهستانی میں مذکور ہیں اور ایسے ہی زیلعی نے السیر

الکبیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا جائز ہونا زیادہ ظاہر روایت ہے۔فتح القدیر میں ہے کہ یہی امام ابویوسف اور امام محمد کا قول ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔اور صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث سے بھی یہ قول ثابت ہے کہ ایک مشرک کے بدلے دو مسلمان اور ایک (مشرک) عورت کے بدلے دو مسلمان چھوڑائے گئے جو کہ مکہ مکرمہ میں قید تھے۔

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ ہم اسی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے متون میں جو یہ لکھا ہے کہ مالی فدیہ کے بدلے میں مشرکین کو چھوڑنا حرام ہے اس قید سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو مال غنیمت کی ضرورت نہ ہو،لیکن جب ان کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین کو مالی فدیہ کے بدلے میں چھوڑنا جائز ہے اور اسی طرح مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں کافر قیدیوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :بیان معنی الغنیمة و الفیء ،ج٦،ص٢٢٨)

☆......☆وهذا خبر بمعنی الامر: یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا کہ ہزار(کے لشکر سے بغیر مقابلے کے) سو مسلمانوں کا بغیر لڑائی کے فرار ہونا حرام تھا،پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔وهو خبر بمعنی الامر: اور یہ حکم قیامت کے دن تک قائم رہے گا کہ ہزار مسلمان دو ہزار دشمنان اسلام پر غالب رہیں گے۔ونزل لما اخذوا الفداء من اسری بدر:اس کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔(الصاوی،ج۳،ص ۲۸)۔

باحلال الغنائم:جملہ فدیے وغیرہ اس حکم میں شامل ہیں جو قیدیوں سے لئے جاتے ہیں،خطیب کہتے ہیں کہ جب آیت ﴿لولا کتب من اللہ سبق﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ اور مومنوں نے اپنے ہاتھ فدیہ لینے سے روک لئے تھے(الجمل،ج۳، ص ۲۱۵)۔

رکوع نمبر:٦

﴿ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسَارٰی﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ اَلْاَسْرٰی ﴿ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا ﴾ اِیْمَانًا وَاِخْلَاصًا ﴿یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ بِاَنْ یُّضْعِفَهٗ لَکُمْ فِی الدُّنْیَا وَیُثِیْبَکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ﴾ ذُنُوْبَکُمْ ﴿وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۷۰)﴾ ﴿وَاِنْ یُّرِیْدُوْا﴾ اَیِ الْاَسْرٰی ﴿ خِیَانَتَکَ ﴾ بِمَا اَظْهَرُوْا مِنَ الْقَوْلِ ﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ بَدْرٍ بِالْکُفْرِ ﴿ فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ﴾ بِبَدْرٍ قَتْلًا وَاَسْرًا فَلْیَتَوَقَّعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ اِنْ عَادُوْا ﴿ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿ حَکِیْمٌ (۷۱)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ وَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا ﴾ اَلنَّبِیَّ ﷺ ﴿وَّنَصَرُوْٓا﴾ وَهُمُ الْاَنْصَارُ ﴿ اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾ فِی النُّصْرَۃِ وَالْاِرْثِ ﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ﴾ بِکَسْرِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا ﴿ مِّنْ شَیْءٍ ﴾ فَلَا اِرْثَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ وَلَا نَصِیْبَ لَهُمْ فِی الْغَنِیْمَةِ ﴿ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا﴾ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰخِرِ السُّوْرَۃِ ﴿وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ

النَّصۡرُ ﴾ لَهُمۡ عَلَى الۡكُفَّارِ ﴿اِلَّا عَلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ ﴾ عَهۡدٌ فَلَاتَنۡصُرُوۡهُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَتَنۡقُضُوۡا عَهۡدَهُمۡ ﴿ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۷۲﴾ ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ﴾ فِى النُّصۡرَةِ وَالۡاِرۡثِ فَلَا اِرۡثَ بَيۡنَكُمۡ وَ بَيۡنَهُمۡ ﴿ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ ﴾ اَىۡ تَوَلِّى الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَقَطۡعِ الۡكُفَّارِ ﴿تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ ﴿۷۳﴾ بِقُوَّةِ الۡكُفۡرِ وَضُعۡفِ الۡاِسۡلَامِ ﴿وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ اٰوَوۡا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ﴿۷۴﴾ فِى الۡجَنَّةِ ﴿وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ ﴾ اَىۡ بَعۡدَ السَّابِقِيۡنَ اِلَى الۡاِيۡمَانِ وَالۡهِجۡرَةِ ﴿وَهَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ مِنۡكُمۡ ﴾ اَيُّهَا الۡمُهَاجِرُوۡنَ وَالۡاَنۡصَارُ ﴿ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ ﴾ ذُو الۡقَرَابَاتِ ﴿ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ ﴾ فِى الۡاِرۡثِ مِنَ التَّوَارُثِ بِالۡاِيۡمَانِ وَالۡهِجۡرَةِ الۡمَذۡكُوۡرَةِ فِى الۡاٰيَةِ السَّابِقَةِ ﴿فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾ اَللَّوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۵﴾ وَمِنۡهُ حِكۡمَةُ الۡمِيۡرَاثِ .

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ (اور ایک قرأت میں اسری ہے) اگر اللہ نے تمہارے دل میں بھلائی جانی (ایمان اور اخلاص کی صورت میں) تمہیں عطا فرمائے گا (اللہ ﷻ) جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر (بطور فدیہ، وہ یہ کہ تمہیں دنیا میں اس سے دگنا دے گا اور آخرت میں ثواب عطا فرمائے گا......۱......) اور تمہیں بخش دے گا (یعنی تمہارے گناہوں کو) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اے محبوب اگر وہ (یعنی قیدی) تم سے دغا چاہیں گے (جو وہ اپنی باتوں سے ظاہر کریں) تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں (بدر سے پہلے کفر کر کے) تو اللہ نے تمہارے قابو میں دیدیئے (بدر میں قتل اور قید کرنے کے سلسلے میں، اگر ان کے اطوار یہی رہے تو آئندہ بھی انہیں ایسی ہی توقع کی امید رکھنی چاہیے) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (اپنی بناوٹ پر) بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لیے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے (مراد اس سے مہاجرین ہیں) اور وہ جنہوں نے (نبی کو) جگہ دی اور مدد کی (مراد اس سے انصار ہیں) وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں (یعنی مدد اور وراثت کے معاملے میں......۲......) اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ نہیں پہنچتا (ولایتھم واو کی کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے) کچھ بھی (لہذا تمہارے اور ان کے مابین میراث جاری نہ ہوگی اور غنیمت میں بھی انکے لیے حصہ نہ ہوگا) جب تک ہجرت نہ کریں (اور یہ حکم اولو الارحام بعضھم اولی ببعض سے منسوخ ہے) اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر (ان کے لیے کفار پر) مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے (یعنی کوئی عہد ہے تو اب تم

ان کی مدد کرکے اپنے عہد کو نہ توڑو......۳) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں (یعنی مدد اور وراثت کے معاملے میں تو تمہارے اور ان کے مابین میراث جاری نہ ہوگی......۴) اگر ایسا نہ کروگے (یعنی مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے قطع تعلق) تو زمین میں بڑا فساد ہوگا (کفر کے قوی اور اسلام کے کمزور ہونے کے ساتھ) اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی (جنت میں) اور جو بعد کو ایمان لائے (یعنی ایمان اور ہجرت میں سبقت کرنے والوں کے بعد) اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں (اے مہاجرین وانصار) اور رشتے والے (یعنی قرابت والے) ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں (میراث کے معاملے میں......۵......آیات سابقہ کی بہ نسبت ایمان اور ہجرت کے حوالے سے) اللہ کی کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے (اور اسی علم میں میراث کی حکمت بھی داخل ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم﴾

یایھاالنبی: جملہ ندائیہ،قل: فعل امر با فاعل،لام: جار،من فی ایدیکم : موصول صلہ ملکر ذوالحال،من الاسری: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......ان: شرطیہ......یعلم اللہ فی قلوکم خیرا: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،یوتکم : فعل با فاعل ومفعول،خیر امما اخذمنکم: شبہ جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،یغفرلکم : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واللہ غفوررحیم وان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللہ من قبل﴾۔

و: عاطفہ......اللہ : مبتدا......غفور: خبراول......رحیم : خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ ،یردوا خیانتک: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......خانوا اللہ من قبل: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فامکن منھم واللہ علیم حکیم﴾۔

ف: عاطفہ......امکن منھم: فعل با فاعل وظرف لغو "ک" ضمیر محذوف مفعول "ای امکنک منھم" ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ...... اللہ: مبتدا......علیم: خبراول......حکیم : خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض﴾۔

ان: حرف مشبہ......الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......جھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، الذین: موصول......اوَوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... نصروا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر اسم......اولئک: مبتدا......بعضھم اولیاء بعض: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبران اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا ولم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا﴾.

و: عاطفہ......الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولم یھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا......ما: نافیہ......لکم: ظرف مستقر خبر مقدم......من ولایتھم: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائد......شیء: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر......حتی: جار......یھاجروا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو متعلق فعل نفی کیلئے جو کہ "ما" نافیہ سے مستفاد ہے "ای انتفت ولایتک علیھم الی ھجرتھم" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......استنصروکم فی الارض: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ......علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم......النصر: مستثنیٰ منہ......الا: حرف استثناء......علی: جار......قوم: موصوف، بینکم: معطوف علیہ......وبینھم: معطوف، ملکر ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......میثاق: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر نصر مصدر محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنیٰ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ بما تعملون بصیر والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......بما تعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا......بعضھم: مبتدا ثانی......اولیاء بعض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر﴾.

ان: شرطیہ......لا: زائدہ، تفعلوہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تکن: فعل تام بمعنی "تحصل"...... فتنۃ: معطوف علیہ......وفساد کبیر: معطوف، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین امنوا وھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقا﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وجھدوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، الذین: موصول...... اووا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ونصروا:

جملۂ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا......اولئک: مبتدا، ھم: مبتدا ثانی، المومنون: اسم فاعل بافاعل، حقا: "ایمانا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لھم مغفرۃ ورزق کریم والذین امنوا من بعد وھاجروا وجاھدوا معکم فاولئک منکم﴾.

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......مغفرۃ: معطوف علیہ......ورزق کریم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، الذین: موصول......امنوا من بعد: جملۂ فعلیہ معطوف علیہ، وھاجروا: جملۂ فعلیہ معطوف اول...... وجھدوا معکم: جملۂ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......اولئک منکم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتب اللہ ان اللہ بکل شیء علیم﴾.

و: عاطفہ......اولوا الارحام: مبتدا......بعضھم: مبتدا ثانی......اولی ببعض: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......فی: جار......کتب اللہ: مجرور، ملکر ظرف مستقر "ھذا الحکم" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**یا یھا النبی قل لمن فی ایدیکم**......☆ یہ آیت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سید عالم ﷺ کے چچا ہیں یہ کفار قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں لشکر کفار کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور یہ اس خرچ کیلئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے)، لیکن ان کے ذمے جس دن کھلانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت و مہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ رہا جب وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب کرلیا جائے مگر رسول کریم ﷺ نے انکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی"، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیئے کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا محمد ﷺ! تم مجھے اس عالم میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں؟، تو حضور ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ سونا کہاں جس کو تمہارے مکہ مکرمہ سے چلتے وقت تمہاری بی بی ام الفضل نے دفن کیا ہے اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے مجھے کیا حادثہ پیش آئے اگر میں جنگ میں کام آجاؤں تو یہ تیرا ہے اور عبد اللہ اور عبید اللہ کا اور فضل اور قثم کا (سب انکے بیٹے تھے)"، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے میرے رب عزوجل نے خبردار کیا ہے"، اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ ﷺ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اس کے بندے اور

رسول ہیں میرے اس راز پر اللہ عزوجل کے سوا کوئی مطلع نہ تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں عقیل ونوفل کو حکم دیا وہ بھی اسلام لائیں۔

«تشریح توضیح واغراض»

مال غنیمت کی تقسیم:

۱......روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ مال آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے لئے وضو فرمایا لیکن اس وقت تک نماز ادا نہیں فرمائی جب تک کہ اس مال کو تقسیم نہ کرلیا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مال سے کچھ لے لو تو انہوں نے جتنا وہ اٹھا سکتے تھے لے لیا اور فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے (بیس اوقیہ سونا) لیا گیا تھا اور میں اللہ عزوجل سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کے پاس بیس غلام تھے اور ان میں سے ادنیٰ غلام بیس ہزار کی تجارت کرتا اور اس کا نفع مجھے ملتا ہے اور میں اللہ عزوجل سے دوسرے وعدے یعنی آخرت کے ثواب کی بھی امید کرتا ہوں۔ (المدارك، ج۱، ص۶۵۸)

محکوم مسلمانوں کی مدد:

۲......اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

تمام ہی مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے یہی مسئلہ ثابت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود مہاجرین اصحاب کو جگہ عطا فرمائی اور انہیں اپنی جگہوں پر ٹھہرایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی، اس سے مراد انصار تھے۔ ابتداً مہاجرین وانصار ایک دوسرے کے وارث تھے پھر یہ آیت مبارکہ ایک اور آیت ﴿واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض (الانفال:۷۵)﴾ سے منسوخ ہوگئی۔ اس آیت مبارکہ سے احترام مسلم کا درس ملا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کریں

معاہدات کا احترام:

۳......اسلام ایک پاکیزہ اور پرامن مذہب ہے کسی قسم کی نااتفاقی کو پسند نہیں کرتا، چاہے وہ نااتفاقی ملکی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر، ہر قسم کی اندرونی وبیرونی، خارجی وداخلی نااتفاقی کو محبوب نہیں رکھتا، اور چاہتا ہے کہ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے امت مسلمہ کو بچایا جائے، چاہے وہ پیچیدگیاں ملکی سطح پر ہوں یا علاقائی سطح پر، ہر قسم کے رزائل کو دور کیا جائے۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ عہد و پیمان کا پاس رکھا جائے، دیکھیں نا جب صلح حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹا تو کس طرح کے مسائل نے جنم لیا؟ اور کیسے کیسے خدشات سروں پر منڈلانے لگے؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ہر ہر پلیٹ فارم پر اپنے وعدوں کا خیال کریں اور حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ لوٹے نہ بنیں اپنے ذاتی نفع کی وجہ سے ملک وقوم کو نقصان نہ پہنچائیں۔

موانع ارث کا بیان:

ؒ ہے.....موانع ارث میں سے ایک اختلاف دین بھی ہے پس کافر اور مرتد مسلمان کے مال کے وارث نہ بن سکیں گے اس کی دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النساء:۱۴۱)﴾ اور نہ ہی مسلمان کافر کی وراثت کا مالک بن سکتا ہے اسی پر علماء احناف اور شوافع اور صحابۂ کرام کا عمل رہا ہے اور دلیل ابوداؤد کی یہ حدیث ہے کہ لا یتوارث اھل ملتین شتی ہے یعنی دو الگ دین کے ماننے والے کبھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ (السراجیۃ مع برکات السراج، ص ۱۵)

رشتے دار بعض، بعض سے قریب تر ھیں :

ؕ۵.....ماقبل آیات میں یہ بات جانی گئی کہ مہاجرین وانصار آپس میں مل جل کر رہتے تھے اور انصاریوں نے مہاجرین سے بڑی ملنساری کا سلوک کیا۔ اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی اور وہ دونوں یعنی مہاجر وانصار ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا کہ رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ یہاں سے ذوی الارحام کی اہمیت بھی ظاہر ہوئی۔ ذوی الارحام کسے کہتے ہیں؟ اور ان میں کون کون سے رشتے دار شامل ہیں اس کی مختصراً وضاحت درج ذیل ہے:

ذو الرحم کے لغوی معنی مطلقاً قرابت دار ہیں چاہے وہ فروض میں سے ہوں یا عصبہ میں سے یا اس کے علاوہ میں سے ہوں۔ اور اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ قریبی رشتے دار جو فرائض اور عصبات میں سے نہ ہوں یعنی اس کا حصہ کتاب اللہ میں مقرر نہ ہو اور نہ ہی سنتِ رسول میں مقرر ہو اور نہ ہی اجماعِ امت سے انکے حصے مقرر ہوں۔ اور ذوی الارحام کی اقسام درج ذیل ہے۔

(۱) جو میت کی اولاد میں سے ہوں اور یہ اولاد میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کی ہو۔ (۲) جن کی اولاد میں خود میت شامل ہے اور اس سے مراد اجداد ساقطہ ہیں یعنی وہ اصحاب جو فرائض اور عصبات کی وجہ سے ساقط ہو چکے ہوں یعنی جد فاسد یا جدہ فاسدہ چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں، جیسے حقیقی یا علاتی بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں (۴) جو میت کے دادا، دادی، نانی، نانا کی اولاد میں سے ہوں جیسے باپ کا ماں شریک بھائی اور انکی اولاد پھوپھیاں اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد، خالائیں اور ان کی اولاد اور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچاؤں کی بیٹیاں یا ان کی اولاد۔

(السراجیہ مع برکات السراج، باب ذوی الارحام، ص ۹۰، ۹۱ وغیرہ)

☆.....☆فی قراۃ الاسری: ایک قرأت میں امالہ کے ساتھ الأساری ہے اور دوسری قرأت میں بغیر امالہ کے الأسری ہے۔

فلا أرث ......الخ: اولی صورت یہ ہے کہ اس عبارت ولا نصیب لھم فی الغنیمۃ میں کچھ حذف مانا جائے کیونکہ اس عبارت پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ غنیمت تو اسے ملے گی جو قتال کرے اور متذکرہ مومنین نے قتال نہ کیا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۳۰ وغیرہ)۔

ویثبتکم فی الاخرۃ: کافر قیدیوں کے قول سے مراد یہ قول لو رضی بالاسلام ہے یعنی ہم اسلام سے راضی ہیں۔

فلیتوقعوا : جواب شرط ہے اور شرط ماقبل فرمان باری ﷻ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ ہے۔

بما اظھروا من القول: کہ ہم اسلام پر راضی ہیں۔ ولا نصیب لھم فی الغنیمة: اس لیے کہ بندہ غنیمت کا حقدار اس وقت ہوتا ہے جب کہ کافروں کے ساتھ قتال کرے اور ان (منافقین) نے ایسا نہیں کیا لہذا ان کے لیے مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔

ای بعد السابقین: سن ۶ ھ، واقعہ حدیبیہ کے بعد ہجرت کی، اور فتح مکہ سے پہلے، اور خازن کی عبارت میں ﴿من بعد﴾ کے قول پر اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی اور اس سے مراد دوسری ہجرت ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ متذکرہ آیت ﴿والذین امنوا وھاجروا ...... الخ﴾ کے نزول کے بعد ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد ہجرت کی، لیکن صحیح ترین قول یہ ہے کہ مراد دوسری ہجرت ہے کیونکہ دوسری ہجرت پہلی ہجرت کے بعد رونما ہوئی، اور ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ کے بعد ختم ہو گیا کیونکہ فتح مکہ کے بعد پورا عرب دار الاسلام بن گیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۱۷ وغیرہ)۔

سورة التوبه مدينة او الا الآيتين آخرها وهى مائة و ثلاثون او الا آية

سورۃ التوبہ مدنی ہے سوائے آخری دو آیتوں کے، اس میں ایک سوتیس یا ایک سو انتیس آیتیں ہیں

اس سورۃ میں سولہ رکوع، چار ہزار اٹھتر کلمے، دس ہزار چار سو اٹھاسی حروف ہیں

تعارف سورة التوبه

انوار التنزیل مع اسرار التاویل میں اس سورہ کے کئی نام ہیں التوبہ، المقشقشة، البحوث، المبعثرة، المنقرة، المثيرة، الحافرة المخزية، المنكلة، المشردة، المدمدمة اور العذاب۔ اس سورۃ مبارکہ میں مومنین کی توبہ کا اور منافقین سے نجات کا ذکر ہے، یہ سورۃ منافقوں سے بیزاری کا اعلان کرتی ہے اور یہ سورۃ منافقین کے حال اور ان کے آثار پر بحث کرتی ہے اور ان کے معاملات کی نشاندہی کرتی ہے اور انہیں رسوا، بدنام اور ہلاک کرتی ہے۔ (انوار التنزیل مع اسرار التاویل، ج۲، ص ۳۵)

☆...... ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ سورۃ البراءۃ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہ لکھی گئی؟ انہوں نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم امان ہے اور سورۃ براءۃ امان اٹھانے دینے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۳۷۷)

یہ سورۃ مبارکہ سن ۹ ھ میں نازل ہوئی کیونکہ اس سورۃ میں غزوۂ تبوک کا خصوصیت کا ساتھ ذکر ملتا ہے اور یہ غزوہ ماہ رجب سن ۹ ھ میں ہوا، اور مشرکین سے عام بیزاری اور قطع تعلقات کا اعلان بھی اسی سال حج کے موقع پر کیا گیا۔ اس سورۃ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھی جانے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کا حکم نہ فرمایا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام اس سورۃ مبارکہ کو لے کر حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے بھی بسم

اللہ الرحمن الرحیم ذکر نہ کی تھی۔

مکہ مکرمہ سن ۸ھ کو فتح ہوا اور اس کے بعد دن بدن اسلام کو ترقی اور عروج حاصل ہوتا رہا، عرب خصوصاً حجاز کا بے آب وگیاہ خطہ کسی فاتح کے لئے اپنے اندر کوئی دلکشی نہیں رکھتا تھا۔ سید عالم نور مجسم ﷺ کی دعوت حق سے اسلام کو روز بروز ترقی مل رہی تھی اور قیصر روم تک اس ترقی و کامیابی کی اطلاعیں بھی پہنچ رہی تھیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ بُصری کے بادشاہ شرجیل کی جانب بھی اپنے ایک قاصد کے ساتھ دعوت حق روانہ کیا مگر اس نے اس قاصد کو قتل کروا دیا، ذات الطرح کے باشندے مدینہ طیبہ سے پندرہ مسلمانوں کو اپنے ہمراہ اس غرض سے لائے کہ وہ انہیں دین اسلام سکھائیں گے لیکن انہوں نے بھی نامناسب طریقہ اختیار کرتے ہوئے ایک کے سوا سب کو شہید کر دیا۔ حضور انور ﷺ نے ان مسلمانوں کے ناحق بہنے والے خون کا بدلہ چاہا جس کے نتیجے میں حالات ناساز گار ہونے لگے ،ایک طرف شرجیل اور ہرقل بادشاہ کی ایک ایک لاکھ کی فوج ہے اور دوسری جانب مسلمانوں کا گنا چنا تین ہزار کا لشکر جس کے سپہ سالار زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش فرما گئے۔ اب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں کہ اسلام کا علم بلند کرنے کو بہادری کے جوہر دکھا کر اسلام دشمنوں کو واصل بہ جہنم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہی ہوا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ بھرپور جوہر دکھائے اور دشمنان اسلام کی آنکھیں کھول دیں کہ مسلمان طاقتور قوم ہیں اگر یہ میدان میں آ جائیں تو دشمن کا عظیم لشکر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی خصوصی رحمت شامل حال ہے۔ اس واقعے نے ہرقل بادشاہ کو چوکنا کر دیا اور اس نے یہ نیت کر لی کہ مسلمانوں کی روز افزوں ترقی اور بڑھتی ہوئی طاقت کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور اس نے اسی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔

نگاہِ رحمت سے یہ حالات کب چھپ سکتے تھے؟ آپ ﷺ نے بھی شام پر حملہ کرنے کا ارادہ فرما لیا۔ ان دنوں ملک میں عام قحط سالی کا دور دورہ تھا، گرمی کا مہینہ بھی تھا، سخت دھوپ اور گرم لُو کی تمازت میں تیاری شروع ہو چکی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر بھر کی جمع پونجی الغرض جو کچھ اپنے دولت خانے میں پایا حاضرِ خدمت کر دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیشِ خدمت کر دیا ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہزار ہا اشرفیاں خدمتِ اقدس میں نظر کر دیں، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کب پیچھے رہنا تھا انہوں نے بھی مال کے ڈھیر قدمین اقدس میں نچھاور کر دئے، بحر حال عاشقان رسول کا تیس ہزار کا قافلہ جس کی قیادت کوئی اور نہیں فخر دو جہاں سرور ذیشاں ﷺ کر رہے تھے روانہ ہوا۔ ایک طرف گرمی کی تمازت ہے تو دوسری طرف سواریوں کی قلت، ایک طرف ساز و سامان کی کمی دامن گیر ہے تو دوسری جانب قیصر کے عظیم لشکر کی خیال بندیاں، تاہم ہمت مرداں مدد خدا کے جذبے سے سرشار محبوب رب دو عالم ﷺ کی معیت میں تبوک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ سید عالم ﷺ اس مقام پر بیس روز مقیم رہے اور اس عرصہ میں گرد و نواح کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے جزیہ لینے پر صلح کر لی اور عرب کے قبائل پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی اور منافقین اور اسلام دشمنوں کے بنے بنائے منصوبے پر پانی پھر

گیا اور طویل عرصے کے بعد امید کی ایک کرن جو انہیں چمکتی نظر آئی تھی وہ بھی اب بجھتی دکھائی دینے لگی۔ سید عالم ﷺ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ غیر مسلم طاقتوں کے ساتھ صلح وسلامتی رہے اور اسی وجہ سے ان کے ساتھ صلح کے معاہدے کئے گئے لیکن فریق ثانی نے ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی اور جب بھی جس طرح موقع بن پایا عہد شکنی کی لہذا اس سورۃ مبارکہ کی آیت نمبر ۴ میں اس بات کی وضاحت پائی جاتی ہے کہ کافروں سے کئے گئے ان تمام معاہدوں کو منسوخ کیا جائے جنہوں نے عہد شکنی کی ہے۔ اس سورۃ میں اس اہم مسئلہ کی جانب بھی صراحت پائی جاتی ہے کہ مسجد اللہ عزوجل کا گھر ہے اور اس کے متولی بھی اللہ والے ہی ہونے چاہیے نہ کہ کافر مشرک جو کہ نجس ہیں اور اپنی باطنی گندگی کی وجہ سے اس منصب کے اہل نہیں اور نہ ہی ان کی مشرکانہ رسوم اس پاک گھر میں ادا ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ اس مبارک اور برکت والی پیاری پیاری سورت میں ہے جس کا صحیح علم مکمل مطالعہ سے ہی ہوگا۔

رکوع نمبر: ۷

وَلَمْ تُكْتَبْ فِيهَا الْبَسْمَلَةُ لِاَنَّهُ ﷺ لَمْ يَأْمُرْ بِذٰلِكَ كَمَا يُؤْخَذُ مِنْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَاُخْرِجَ فِيْ مَعْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْبَسْمَلَةَ اَمَانٌ وَهِيَ نَزَلَتْ لِرَفْعِ الْاَمْنِ بِالسَّيْفِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّكُمْ تُسَمُّوْنَهَا سُوْرَةَ التَّوْبَةِ وَهِيَ سُوْرَةُ الْعَذَابِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّهَا آخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ وَاصِلَةٌ ﴿اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱)﴾ عَهْدًا مُطْلَقًا اَوْ دُوْنَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اَوْ فَوْقَهَا وَنَقْضُ الْعَهْدِ بِمَا يُذْكَرُ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿فَسِيْحُوْا﴾ سِيْرُوْا آمِنِيْنَ اَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ ﴿فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ اَوَّلُهَا شَوَّالٌ بِدَلِيْلِ مَا سَيَاْتِيْ وَلَا اَمَانَ لَكُمْ بَعْدَهَا ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ﴾ اَيْ فَائِتِيْ عَذَابَهٗ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ (۲)﴾ مُذِلُّهُمْ فِي الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ وَالْاُخْرٰى بِالنَّارِ ﴿وَاَذَانٌ﴾ اِعْلَامٌ ﴿مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ يَوْمَ النَّحْرِ ﴿اَنَّ﴾ اَيْ بِاَنَّ ﴿اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَعُهُوْدِهِمْ ﴿وَرَسُوْلُهٗ﴾ بَرِيْٓءٌ اَيْضًا، وَقَدْ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا مِنَ السَّنَةِ وَهِيَ سَنَةُ تِسْعٍ فَاَذَّنَ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى بِهٰذِهِ الْآيَاتِ، وَاَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ﴿فَاِنْ تُبْتُمْ﴾ مِنَ الْكُفْرِ ﴿فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ﴾ اَخْبِرْ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳)﴾ مُؤْلِمٍ وَهُوَ الْقَتْلُ وَالْاَسْرُ فِي الدُّنْيَا وَالنَّارُ فِي الْآخِرَةِ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا﴾ مِنْ شُرُوْطِ الْعَهْدِ ﴿وَلَمْ يُظَاهِرُوْا﴾ يُعَاوِنُوْا ﴿عَلَيْكُمْ اَحَدًا﴾ مِنَ الْكُفَّارِ ﴿فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى﴾ اِنْقِضَاءِ ﴿مُدَّتِهِمْ﴾ الَّتِيْ عَاهَدْتُّمْ عَلَيْهَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

الْمُتَّقِيْنَ(۴)﴾ بِاِتْمَامِ الْعُهُوْدِ ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ﴾ خَرَجَ ﴿الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ وَهُوَ آخِرُ مُدَّةِ التَّاجِيْلِ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ فِيْ حِلٍّ اَوْ حَرَمٍ ﴿وَخُذُوْهُمْ﴾ بِالْاَسْرِ ﴿وَاحْصُرُوْهُمْ﴾ فِي الْقِلَاعِ وَالْحُصُوْنِ حَتّٰى يَضْطَرُّوْا اِلَى الْقَتْلِ اَوِ الْاِسْلَامِ ﴿وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ﴾ طَرِيْقٍ يَسْلُكُوْنَهُ وَنَصْبُ كُلَّ عَلٰى نَزْعِ الْخَافِضِ ﴿فَاِنْ تَابُوْا﴾ مِنَ الْكُفْرِ ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ وَلَاتَتَعَرَّضُوْا لَهُمْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(۵)﴾ لِمَنْ تَابَ ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ مَرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهُ ﴿اسْتَجَارَكَ﴾ اِسْتَامَنَكَ مِنَ الْقَتْلِ ﴿فَاَجِرْهُ﴾ اٰمِنْهُ ﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾ الْقُرْآنَ ﴿ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ﴾ اَيْ مَوْضِعَ اَمْنِهٖ وَهُوَ دَارُ قَوْمِهٖ اِنْ لَمْ يُؤْمِنْ لِيَنْظُرَ فِيْ اَمْرِهٖ ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُوْرُ ﴿بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ(۶)﴾ دِيْنَ اللّٰهِ فَلَا بُدَّ لَهُمْ مِنْ سَمَاعِ الْقُرْآنِ لِيَعْلَمُوْا.

﴿ترجمہ﴾

(اس سورت کی ابتداء میں بسم اللہ اسلئے نہ لکھی گئی کہ نبی کریم ﷺ ہی نے اس کا حکم نہ فرمایا جیسا کہ حاکم کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا معنی حضرت علی ﷛ سے یہ بھی لیا گیا ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورت تلوار کے ساتھ امن اٹھا دینے کیلئے نازل ہوئی ہے اور حضرت حذیفہ ﷛ سے روایت ہے کہ لوگ اس کا نام سورۂ توبہ رکھتے ہیں حالانکہ یہ سورۂ عذاب ہے اور بخاری نے حضرت براء ﷛ سے روایت کیا کہ یہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہوئی، یہ) بے زاری کا حکم سنانا (پہنچانا) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ......۱...... ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے (یعنی مشرکین سے مطلق عہد کیا تھا یا چار ماہ سے کم کا یا چار ماہ سے زیادہ کا اور عہد شکنی کی جس کا اللہ ﷻ کے فرمان میں ذکر کیا گیا) تو چلو پھرو (یعنی اے مشرکوں امن کی حالت میں سیر کرو) چار مہینے زمین پر (مہینے کی ابتدا شوال سے ہوگی جس کی دلیل عنقریب ذکر ہوگی اور ان چار مہینوں کے بعد تمہارے لیے امان نہیں) اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے (یعنی اس کے عذاب کو دور نہیں کر سکتے) اور اللہ کافروں کو رسوا کرے گا (یعنی دنیا میں قتل اور آخرت میں عذاب نار کے ذریعے رسوا کرے گا) اور اعلان (اذان بمعنی اعلام ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن (حج الاکبر بمعنی یوم النحر ہے ......۲......) کہ (ان بمعنی بان ہے) اللہ بے زار ہے مشرکوں سے (اور ان کے معاہدوں سے) اور اس کا رسول (یعنی وہ بھی بے زار ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علی ﷛ کو بھیجا اور وہ سال ۹ھ کا تھا اور حضرت علی ﷛ نے یوم النحر کے دن منی میں ان آیات کا اعلان فرمایا اور یہ کہ اس سال کے بعد نہ تو مشرک حج کریں گے اور نہ ہی کعبہ مشرفہ کا برہنہ طواف کریں گے ......۳...... اسے بخاری نے روایت کیا) تو اگر تم توبہ کرو (کفر سے) تو تمہارا بھلا ہے اور اگر

منہ پھیرو (ایمان لانے سے) تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے اور خوشخبری سنادو (بشر بمعنی اخبر ہے) کافروں کو دردناک عذاب کی (یعنی سخت تکلیف دہ عذاب کی، مراد اس سے دنیا میں قتل اور قید اور آخرت میں عذاب نار ہے) مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی (یعنی عہد کی شرطوں میں کمی نہ کی......۴......) اور مدد نہ دی (یظاھروا بمعنی یعاونوا ہے) تمہارے مقابل کسی ایک کی (کفار میں سے) تو اس کا عہد پورا کرو (اختتام) مدت تک (یعنی جس مدت تک کیلئے تم نے ان سے عہد کیا تھا) بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (جو عہد کو پورا کرنے والے ہیں) پھر جب گزر جائیں (انسلخ بمعنی خرج ہے) حرمت والے مہینے (مراد اس سے مدت کا آخری وقت ہے) تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ (یعنی حل یا حرم میں) اور انہیں پکڑو (یعنی قید کرنے کے ذریعے) اور قید کرو (یعنی قلعوں اور محفوظ مقاموں میں یہاں تک کہ وہ قتل یا اسلام کی طرف مجبور کیے جائیں) اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو (یعنی ان کے راستوں پر چلو اور کل منصوب بنزع الخافض ہے) پھر اگر وہ توبہ کریں (کفر سے) اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو (یعنی ان کے درپے نہ ہو......۵......) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اسے جو توبہ کرے) اور اے محبوب اگر کوئی مشرک (احد کو فعل استجارک کی وجہ سے مرفوع پڑھا گیا ہے) تم سے پناہ مانگے (یعنی قتل کیے جانے سے امن طلب کرے ......۶......) تو اسے پناہ دو (یعنی امان دو) کہ وہ اللہ کا کلام (قرآن) سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو (اس کی امن کی جگہ سے مراد وہ جگہ ہے جو اس کی قوم کا علاقہ ہے تاکہ اگر ایمان نہ لایا تو اسے اپنے معاملے میں غور کرنے کا موقع مل جائے) یہ (مذکورہ حکم) اسلئے کہ وہ نادان لوگ ہیں (یعنی اللہ کے دین سے نادان ہیں پس ان کے جاننے کیلئے قرآن سننا ضروری ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿براءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين﴾

براءة: موصوف......من: جار......الله ورسوله: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مجرور وصفت، ملکر مبتدا......الی: جار، الذین: موصول......عاهدتم من المشركين: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسيحوا فى الارض اربعة اشهر واعلموا انكم غير معجزى الله وان الله مخزى الكفرين﴾

ف: فصیحہ......سیحوا فى الارض: فعل با فاعل ومتعلق......اربعة اشهر: مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......اعلموا: فعل با فاعل......انكم غير معجزى الله: جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......ان الله مخزى الكفرين: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر قول محذوف "فقولوا ايها المسلمون للمشركين" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر ان الله برئ من المشركين﴾

و: عاطفہ......اذان: موصوف،مــن الـلـــه و رسـولـــه: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا...... الـى الـنـاس: ظرف مستقر "کائن" اسم فاعل محذوف کیلئے،یوم الحج الاکبر: ظرف "کائن" اسم فاعل بافاعل ظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول،ان الله: حرف مشبہ واسم، بری من المشرکین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ رسوله: "بری منهم" خبر محذوف کیلئے مبتدا "ای رسوله بری منهم" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تبتم فهو خير لكم وان توليتم فاعلموا انكم غير معجزى الله﴾.

ف: مستانفہ...... ان: شرطیہ......تبتم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......هو: مبتدا......خیـر لـکـم: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تـولیتم: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......اعلـمـوا: فعل بافاعل......انکم غیر معجزی الله: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبشر الذين كفروا بعذاب اليم﴾.

و: عاطفہ......بشر: فعل امر بافاعل......الذین کفروا: مفعول......بعذاب الیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا الذين عاهدتم من المشركين﴾.

الا: حرف استثناء......الذین: موصول......عـاهـدتـم من المشرکین: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "بـراء ة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين" میں "المشرکین" سے مستثنی واقع ہے "ای براء ة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين الاالذين عاهدتم من المشركين".

﴿ثم لم ينقصوكم شيئا ولم يظاهروا عليكم احدا فاتموا اليهم عهدهم الى مدتهم﴾.

ثم: عاطفہ......لـم یـنـقـصـوکـم شیئا: فعل نفی بافاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......لـم یظاهروا عـلیـکـم احدا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اتـمـوا: فعل امر بافاعل......الیهم: جار مجرور مبدل منہ......الی مدتهم: جار مجرور بدل،ملکر ظرف لغو......عهدهم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله يحب المتقين﴾. ان الله: حرف مشبہ واسم......یحب المتقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذاانسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كل مرصد﴾.

ف: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......انسـلـخ الاشـهـر الحـرم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ......اقـتـلـوا الـمـشـرکـین: فعل بافاعل ومفعول......حیـث وجـدتـمـوهـم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،وخـذوهـم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... واحـصـروهـم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ......اقـعـدوا: فعل امر بافاعل

،لھم: ظرف لغو...... کل مرصد: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم﴾۔

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول ،واتوا الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......خلوا سبیلھم: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... غفور رحیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ ثم ابلغہ مامنہ﴾۔

و: مستانفہ......احد: موصوف......من المشرکین: ظرف متتقر صفت،ملکر فعل محذوف "استجارک" کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسر......استجارک: جملہ فعلیہ تفسیر،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......اجرہ: فعل امر بافاعل ومفعول......حتی: جار......یسمع کلام اللہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ......ابلغہ مامنہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ذلک بانھم قوم لایعلمون﴾۔

ذلک: مبتدا،ب: جار،انھم: حرف مشبہ واسم،قوم: موصوف،لایعلمون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اعلان برائت :

۱......یہ برائت اللہ عزوجل کی طرف سے ہے برائۃ مصدر ہے جیسے النشائۃ اور الدنائۃ۔مفسرین کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقین نے جھوٹی خبریں پھیلانا شروع کردیں اور مشرکین نے اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہونے والے عہد توڑ ڈالے تو اللہ عزوجل نے بھی ان سے نقضِ عہد کا حکم دیا اور اس بارے میں فرمان دیا کہ ﴿ واما تخافن من قوم خیانۃ ﴾۔زجاج نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بری ہیں اس بات سے کہ ان سے کوئی عہد کریں اور اسے پورا بھی کریں جب کہ وہ عہد توڑ دیتے ہوں۔ (البغوی،ص ۳۶۳)

یوم نحر کا بیان:

۲......یوم النحر کو یوم الحج بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اعمال حج اسی میں اختتام پزیر ہوتے ہیں،اور اسے عمرہ سے احتراز کرتے ہوئے حج اکبر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اس لئے کہ عمرہ حج اصغر ہے۔عمرہ میں اعمال حج کے مقابلے میں کم ہوتے

ہیں اور جب عمرے کے اعمال میں رمی جمار و وقوف عرفہ وغیرہ کی زیادتی کردی جائے تو اس اعتبار سے حج کو اکبر کہا جاتا ہے۔
(الجمل، ج۳، ص ۲۲۵)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے جب حج ادا فرمایا تو آپ یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبة فی، رقم: ۱۷۴۲، ص ۲۸۱)

☆...... ابن مردویہ نے ابن ابی اوفی سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یوم اضحیٰ کا دن یہ حج اکبر کا دن ہے"۔
(الدر المنثور، ج۳، ص ۳۸۱)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ رحمۃ القوی تبیان القرآن جلد ۵، ص ۵۵ پر فرماتے ہیں جس کو ہم انہی کی ذکر کی گئی تخاریج کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ احادیث اور آثار صحابہ میں ایام حج اکبر کا اطلاق آیا ہے اور کسی دن کے حج اکبر ہونے پر اتفاق نہیں ہے، اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو وہ حج اکبر ہوتا ہے اس کے ثبوت میں ہر چند کہ کوئی صریح حدیث نہیں ہے تاہم بکثرت دلائل شرعیہ سے ان دن کا حج اکبر ہونا ثابت ہے، اس لئے اس کو حج اکبر کہنا صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ جس سال جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو اس سال کے حج کا ثواب ستر حج سے زیادہ ہوتا ہے۔

ملاعلی قاری ۱۰۱۴ھ نے جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کے حج اکبر ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں: جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس پر حج اکبر کا اطلاق کرنا بہت مشہور ہے اور زبان زد خلائق ہے، اور خلق خدا کی زبانیں حق کا قلم ہوتی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس چیز کو مسلمان حسن یعنی اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ہے اور جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ (مسند احمد، ج۳، رقم: ۳۶۰۰، مطبوعہ دار الحدیث القاهرہ)

امام زرین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "افضل ایام، یوم عرفہ ہے اور جب یہ جمعہ کے دن ہو تو یہ بغیر جمعہ کے ستر حج سے افضل ہے"۔ (اتحاف السادة المتقین، ج٤، ص ٧٤، مطبوعه مطبعه میمنه مصر)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگر بالفرض یہ واقع میں ضعیف ہو بھی تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے اور بعض جاہلوں کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے، باطل اور مردود ہے (علامہ مناوی اور حافظ ابن قیم نے اس حدیث کو باطل کہا ہے) کیونکہ زرین بن معاویہ عبدری کبراء محدثین اور عضماء مخرجین میں سے ہیں، اور محققین کے نزدیک ان کا کسی حدیث کو نقل کردینا معتمد سند ہے، جبکہ انہوں نے اس کو صحاح ستہ کی تجرید میں بیان کیا ہے، اس لئے یہ سند اگر صحیح نہیں ہے تو ضعیف سے کسی میں کم نہیں ہے اور اس حدیث کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جمعہ کے دن عبادات کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے، اور علامہ نووی نے اپنے مناسک میں بیان کیا ہے کہ جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو تمام اہل موقف کی مغفرت

کردی جاتی ہے، علامہ ابو طالب مکی نے اس حدیث کو قوت القلوب میں بیان کیا ہے۔ ابن جماعہ نے اس حدیث کو نبی پاک ﷺ کی طرف مسند کر کے بیان کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے اس کو جماعہ سے نقل کر کے مقرر کر رکھا ہے اور یہ چیز قواعد میں سے ہے کہ جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں تو وہ قوی بن جاتی ہے اور اس پر دلیل ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے۔

(الحظ اوفر فی الحج الاکبر مع مسلك المتقسط ،ص۴۸۲ ،مطبوعه ادارة القرآن کراچی)

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں کہ جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ستر حج کا ثواب ہے اور میدان عرفات میں ہر فرد کے لئے بلا واسطہ مغفرت کردی جاتی ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحج ،باب الهدی،ص۴۷) بلا واسطہ مغفرت سے کیا مراد ہے؟ علامہ شامی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ مطلق وقوف عرفہ والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے تو پھر اس دن یعنی جمعہ کی تخصیص کا کیا فائدہ؟ ایک قول اس کے جواب کے بارے میں یہ کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ جمعہ کے دن والوں کی بلا واسطہ مغفرت کر دیتا ہے، جبکہ دوسرے دنوں میں ایک قوم کی مغفرت دوسری قوم کی وجہ سے ہوتی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن حجاج اور غیر حجاج سب کی بخشش کردی جاتی ہے اور دوسرے دن میں فقط حجاج کی مغفرت کی جاتی ہے۔ (رد المحتار، کتاب الحج ،باب الهدی،ص۴۷)

اعلان حج :

۳۔۔۔۔۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو منیٰ میں جمع کر کے حج کے بارے میں معلومات فراہم کریں اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "لوگوں سے کہہ دینا کہ میرے پاس یہ پیغام میرے اقارب میں سے ایک شخص کی جانب سے آیا ہے"۔ اور نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے اس سال (یعنی سورہ توبہ کے نزول کے سال) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کے لئے بھیجا اور خود تشریف نہ لے گئے، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کو امیر قافلہ بنا کر اپنے پیغام کے پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا۔ اور مفسر کا قول فاذن سے مراد لوگوں کو بڑی آواز سے اعلان کرنا مراد ہے۔ اور مفسر کا قول بھذہ الایات سے مراد اس سورت کی تیس یا چالیس آیات مراد ہیں اور مفسر کا یہ قول کہ وان لا یحج سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دینا کہ حج نہ کریں اور نہ ہی کعبہ معظمہ کا طواف کریں کہ مشرکین بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کپڑوں میں جس میں ہم نے اللہ ﷻ کی نافرمانی ہے طواف نہ کریں گے۔ (الجمل،ج۳،ص۲۲۶)

معاهدات کی پابندی شرط هے :

۴۔۔۔۔۔ معاہدات کی پابندی ایک اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے کسی بھی مملکت کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ علاقائی، صوبائی اور بین الاقوامی معاہدات کا پاس رکھا جائے۔ آیت مبارکہ میں اپنے عہد کی پاسداری کرنے والے بنی ضمرہ کے لوگ مراد ہیں جو کہ بنی کنانہ کا ایک قبیلہ ہے اللہ اور اس کے رسول نے عہد کو مدت تک پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اس وقت ان کی مدت کے نو ماہ

باقی تھے، اور (مدت کا باقی رہ جانا ہی) سبب تھا کہ قوم بنی ضمرہ نے عہد کو نہ توڑا۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۲۷)

آج حالات بدل گئے، اب مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے عہد کر کے پورا نہیں کرتا، حکمران عوام سے عہد در عہد کئے جاتے ہیں مگر انہیں بھی ان عہد و پیمان کو پورا کرنے کی زحمت نہیں ہوتی، ہم نے عنوان تو یہ قائم کیا کہ معاہدات کو پورا کرنا شرط ہے اور یہی اس آیت سے ثابت بھی ہوتا ہے کہ معاہدات کا پاس رکھا جائے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مسلمان کو اس کا پابند کیسے کیا جائے؟ کون اس جانب توجہ دلائے؟ اوپر سے لیکر نیچے تک ہر کوئی اسلام کے زرین اصولوں سے نا آشنا اور بیزار نظر آتا ہے ایسے میں جو کوئی خاص عنایت کے سبب اس جانب متوجہ ہو جائے تو سبحان اللہ ورنہ اللہ ہمارے حال زار پر اپنے حبیب کے صدقے رحم فرمائے۔

دستور اسلامی میں نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت :

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اگر لوگ شرک سے توبہ کرتے ہوئے ایمان لے آئیں اس وجہ سے کہ انہیں جو تمہاری جانب سے تکلیف پہنچی ہے اور اپنے ایمان اور توبہ کی تصدیق کے لئے نماز و زکوٰۃ کی پابندی کریں۔ ان دو عبادات کے ذکر کرنے پر اس لئے اکتفاء کیا گیا کہ یہ دونوں عبادات، دیگر عباداتِ بدنیہ اور مالیہ کی سردار ہیں۔ (روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۳۴۳)

مستامن کا حکم

۶......مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا، دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔

(بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۹، باب: مستامن کا بیان، ج۲، ص ۴۴۳)

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے یعنی کوئی مشرک تمہارے پاس مہینے کے مہینے گزرنے کے بعد آئے کہ جن میں تمہارے اور ان کے مابین کوئی عہد نہ ہو اور امن طلب کرے تا کہ تمہاری دعوت توحید اور قرآن سنے تو اسے امن دو حتی کہ اللہ ﷻ کا کلام مبارک سماعت کرلے اور اس پر تدبر بھی کرلے اور حقیقت پر مطلع بھی ہو جائے، پھر اس کے کلام مبارک سن لینے اور اس پر تدبر کر لینے کے بعد اگر اسلام نہ لائے تو اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو تا کہ وہاں جا کر امن سے رہ سکے، ثم قاتله ان شئت اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ مستامن اذیت نہ دیا جائے اور مدت گزر جانے کے بعد اس کا دارالاسلام میں ٹھہرنا بھی جائز نہیں۔

(المدارک، ج۱، ص ۶۶۴)

☆......☆یذکر فی قوله : اس سے تینوں عہد مراد ہیں چاہے مطلق عہد ہو، یا چار ماہ سے کم کا یا چار ماہ سے زیادہ کا۔

اولها شوال : اس کا اول شوال المکرم اور آخر محرم الحرام ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کا اول ذی القعدہ کی دس تاریخ ہے اور آخر ربیع الاول کی دس تاریخ کو ہے اس لئے کہ اس سال حج اس دن کو ہوا تھا، پھر اس کے اگلے سال دس ذی الحج کو ہوا اور اسی سال سید

عالمﷺ نے حج ادا فرمایا اور فرمایا "ان الزمان قد استدار کهيئته يوم خلقه الله یعنی زمانہ گھوم کر اپنی اصلی ہیئت پر آگیا ہے"، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کی ابتداء دس ذی الحجہ ہے اور آخر دس ربیع الثانی۔

انجبو: مراد مطلق بشارت کی خبر ہے اور اس خبر کو بشارت کی خبر کے ساتھ کافروں کا مذاق اڑانے کے لئے تعبیر کیا۔

بدليل ماسيأتي: سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فاذا انسلخ الاشهر الحرم﴾ ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۳۳ وغیرہ)۔

بما يذكر في قوله: سے مراد وہ اباحت ہے جو اللہ ﷻ کے فرمان فسيحوا في الارض ......الخ میں ذکر کی گئی، اس لئے کہ قول باری ﷻ میں اباحت کا حکم ہے اور بما میں باء ملابست کے لئے ہے جو کہ اللہ ﷻ کے فرمانِ براء ة کے متعلق ہے اور یہ برائت اور علیحدگی اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تینوں صورتوں میں مشرکین کے ساتھ رہنے کے حوالے سے ہے۔

التي عاهدتم عليها: سے مراد التي عاهدتموهم عليها ہے۔

وهو اخر مدة التاجيل: مراد یہاں مدت تاجیل کا اپنی انتہا کو پہنچنا ہے، یعنی جو مدت ان کے لئے مقرر کی گئی تھی اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے، لیکن یہ قول اس وقت ہے جب کہ ہماری قوت مستحکم ہو یعنی مسلمان مضبوط قوت کے مالک ہوں اور اگر مسلمان کمزور ہوں تو پھر مدت میں زیادتی کرنا حسب حاجت دس ماہ تک زیادتی کرنا جائز ہے، پس مذکورہ جملہ حالیہ یا مستانفہ ہے۔

كل: کو منصوب، نزع خافض کی وجہ سے پڑھا گیا ہے اور علی یا باء ظرفیہ یا فی مقدر ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۲۳ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

کسی بزرگ نے حضرت سیدنا ذکوان علیہ رحمۃ الرحمن کو اُن کی وفات کے ایک سال بعد خواب میں دیکھا تو استفسار فرمایا: ''کونسی قبریں زیادہ روشن ہوتی ہیں؟ فرمایا، دنیا میں مصیبتیں اٹھانے والوں کی'' (تنبیہ المغترین، الباب الثالث، ص ۱٦٦)۔

رکوع نمبر:۸

﴿كَيْفَ﴾ اَیْ لَا ﴿يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ﴾ وَهُمْ كَافِرُوْنَ بِهِمَا غَادِرُوْنَ ﴿اِلَّاالَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَهُمْ قُرَيْشٌ اَلْمُسْتَثْنَوْنَ مِنْ قَبْلُ ﴿فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ﴾ اَقَامُوْا عَلَى الْعَهْدِ وَلَمْ يَنْقُضُوْهُ ﴿فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ﴾ عَلَى الْوَفَاءِ بِهٖ وَمَا شَرْطِيَّةٌ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ(۷)﴾ وَقَدْ اِسْتَقَامَ ﷺ عَلٰى عَهْدِهِمْ حَتّٰى نَقَضُوْا بِاِعَانَةِ بَنِيْ بَكْرٍ عَلٰى خُزَاعَةَ ﴿كَيْفَ﴾ يَكُوْنُ لَهُمْ عَهْدٌ ﴿وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ﴾ يَظْفَرُوْا بِكُمْ ﴿لَا يَرْقُبُوْا﴾ يُرَاعُوْا ﴿فِيْكُمْ اِلًّا﴾ قَرَابَةً ﴿وَّلَا ذِمَّةً﴾ عَهْدًا بَلْ يُؤْذُوْكُمْ مَااسْتَطَاعُوْا وَجُمْلَةُ الشَّرْطِ حَالٌ ﴿يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ بِكَلَامِهِمُ الْحَسَنِ ﴿وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ﴾ اَلْوَفَاءَ بِهٖ ﴿وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ(۸)﴾ نَاقِضُوْنَ لِلْعَهْدِ ﴿اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ الْقُرْاٰنِ ﴿ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ مِنَ الدُّنْيَا ، تَرَكُوْا اِتِّبَاعَهَا لِلشَّهَوَاتِ وَالْهَوٰى ﴿فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ دِيْنِهٖ ﴿اِنَّهُمْ سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۹)﴾ بِهٖ عَمَلُهُمْ هٰذَا ﴿لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ(۱۰)﴾ ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ اَیْ فَهُمْ اِخْوَانُكُمْ ﴿فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ﴾ نُبَيِّنُ ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ(۱۱)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَاِنْ نَّكَثُوْٓا﴾ نَقَضُوْا ﴿اَيْمَانَهُمْ﴾ مَوَاثِيْقَهُمْ ﴿مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ عَابُوْهُ ﴿فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ﴾ رُؤَسَاءَهُ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ ﴿اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ﴾ عُهُوْدَ ﴿لَهُمْ﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ ﴿لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ(۱۲)﴾ عَنِ الْكُفْرِ ﴿اَلَا﴾ لِلتَّحْضِيْضِ ﴿تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا﴾ نَقَضُوْا ﴿اَيْمَانَهُمْ﴾ عُهُوْدَهُمْ ﴿وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ﴾ مِنْ مَكَّةَ لَمَّا تَشَاوَرُوْا فِيْهِ بِدَارِ النَّدْوَةِ ﴿وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ﴾ بِالْقِتَالِ ﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ حَيْثُ قَاتَلُوْا خُزَاعَةَ حُلَفَاءَكُمْ مَعَ بَنِيْ بَكْرٍ فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُقَاتِلُوْهُمْ ﴿اَتَخْشَوْنَهُمْ﴾ اَتَخَافُوْنَهُمْ ﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ﴾ فِيْ تَرْكِ قِتَالِهِمْ ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(۱۳)﴾ ﴿قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ﴾ يَقْتُلْهُمْ ﴿بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ﴾ يُذِلَّهُمْ بِالْاَسْرِ وَالْقَهْرِ ﴿وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ(۱۴)﴾ مِمَّا فُعِلَ بِهِمْ هُمْ بَنُوْ خُزَاعَةَ ﴿وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ﴾ كَرْبَهَا ﴿وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ بِالرُّجُوْعِ اِلَى الْاِسْلَامِ كَاَبِيْ سُفْيَانَ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ(۱۵)﴾ ﴿اَمْ﴾ بِمَعْنٰى هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ ﴿حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا﴾ لَمْ ﴿يَعْلَمِ اللّٰهُ﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ﴾ بِالْاِخْلَاصِ ﴿وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً﴾ بِطَانَةً

وَاَوْلِيَاءَ الْمُعْنٰى وَلَمْ يُظْهِرِ الْمُخْلِصُوْنَ وَهُمُ الْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ مِنْ غَيْرِهِمْ ﴿ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(۱۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

کیسے (یعنی نہیں) ہوگا مشرکین کے لئے ......۱...... اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد (مشرکین سے مراد وہ کافر ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے عہد شکنی کی) مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا (حدیبیہ کے روز، مراد وہ قریش ہیں جو پہلے ہی مستثنیٰ ہیں) تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں (یعنی وہ عہد پر قائم رہیں اور عہد کو نہ توڑیں) تم ان کے لیے قائم رہو (یعنی ان کے ساتھ وفاداری کرو اور فـمـا میں ما شرطیہ ہے) بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں (چنانچہ نبی پاک ﷺ اپنے عہد پر قائم رہے یہاں تک کہ قریش نے بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کر کے عہد توڑ دیا) بھلا کیوں کر ......۲......(ان کے واسطے کوئی عہد ہو) ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں (یظهروا علیکم بمعنی یظفروا بکم ہے) تو لحاظ نہ کریں (یعنی رعایت نہ کریں) رشتے داری ......۳...... (یعنی قرابت کا) اور نہ عہد کا (یعنی وفا کا بلکہ اگر وہ استطاعت پائیں تو تمہیں اذیت دیں اور جملہ شرط حال ہے) اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں (یعنی اپنے اچھے کلام سے) اور ان کے دلوں میں انکار ہے (یعنی ان کے دل عہد کو پورا کرنے سے انکاری ہیں) اور ان میں اکثر بے حکم ہیں (یعنی عہد توڑنے والے) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن کی آیتوں) کے بدلے تھوڑے دام لیے (دنیا میں، یعنی شہوات اور ہوائے نفس کی وجہ سے ان آیتوں کی پیروی ترک کردی) تو اس کی راہ (یعنی اس کے دین) سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے (سـاء بمعنی بئس ہے) کام کرتے ہیں (اللہ عزوجل کی راہ سے روکنا وغیرہ برے ہیں) کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں (اخـوانـکـم بمعنی فهم اخـوانـکـم ہے ......۴......) اور ہم مفصل بیان کرتے ہیں (نـفـصـل بمعنی نبین ہے) آیتیں جاننے والوں کیلئے (یعنی غور و فکر کرنے والوں کے لئے) اور اگر یہ لوگ توڑ دیں (نـکـثـوا بمعنی نـقـضـوا ہے) اپنی قسمیں (یعنی اپنے عہد و پیمان) اپنے معاہدے کے بعد اور تمہارے دین میں منہ آئیں (یعنی دین کے معاملے میں عیب لگائیں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو (یعنی کفر کے سرداروں سے، یہاں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر آئمۃ الکفر لایا گیا ہے) بیشک ان کی (ایک قرأت میں لهم کسرہ کے ساتھ ہے) قسمیں (یعنی عہد) کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں (کفر سے) کیا (الا تحضیض کیلئے ہے) اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں (یعنی عہد و پیمان) توڑ دیے (نـکـثـوا بمعنی نـقـضـوا ہے) اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا (مکہ سے جب انہوں نے اس بارے میں دار الندوۃ میں مشاورت کی) حالانکہ انہی کی طرف سے (جنگ کی) پہل ہوئی (اس اعتبار سے کہ تمہارے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ سے بنو بکر کے ساتھ ملکر جنگ کی تو تمہیں کس چیز نے ان کے ساتھ قتال کرنے سے روکا) کیا ان سے ڈرتے ہو (یعنی کیا ان سے خوف کھاتے ہو) تو اللہ اس کا

زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو (دشمنوں سے قتال نہ کرنے کے معاملے میں) اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ انہیں (یعنی کفار کو قتل ہونے کے ذریعے) عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا (قید اور غضب میں مبتلا کر کے) اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کریگا (جو معاملہ ان کے ساتھ کیا جائے گا اس پر ایمان والوں کو خوش کرے گا مراد بنو خزاعہ ہیں) اور ان کے دلوں کی گھٹن (یعنی بے چینی) دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے (اسلام کی طرف رجوع کے ذریعے جیسا کہ ابوسفیان کے ساتھ ہوا) اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا (ام بمعنی ہمزہ انکاری ہے) اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی (نہ) پہچان کرائی اللہ نے (یعنی اللہ ﷻ نے جہاد کے سلسلے میں سچے اور جھوٹے کی تمیز ظاہر نہ کی) ان کی جو تم سے جہاد کریں گے (اخلاص کے ساتھ) اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے ......۵...... (یعنی راز دار اور دوست، معنی یہ ہے کہ وہ مخلصین کو ظاہر نہ کرے گا مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اپنے غیر کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں) اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کیف یکون للمشرکین عهد عند الله وعند رسوله الا الذین عاهدتم عند المسجد الحرام﴾.

کیف: اسم استفہام حال مقدم......**عهد**: مصدر با فاعل......**عند الله**: معطوف علیہ......**وعند رسوله**: معطوف، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر......، **یکون**: فعل ناقص......**لام**: جار......**المشرکین**: مستثنیٰ منہ......**الا**: حرف استثناء، **الذین**: موصول......**عاهدتم عند المسجد الحرام**: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ......**یکون**: فعل ناقص اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین﴾.

ف: مستانفہ......**ما**: شرطیہ مبتداء، **استقاموا لکم**: جملہ فعلیہ شرط، **ف**: جزائیہ، **استقیموا لهم**: فعل با فاعل و ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......**ان الله**: حرف مشبہ و اسم، **یحب المتقین**: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمة﴾.

کیف: "عهد" ذوالحال محذوف کیلئے حال، ملکر اسم مؤخر "یکون للمشرکین": "فعل ناقص محذوف کیلئے، یکون: فعل ناقص......**لام**: جار...... **المشرکین**: ذوالحال...... **و**: حالیہ...... **یظهروا علیکم**: جملہ فعلیہ شرط...... **لا یرقبوا**: فعل نفی با فاعل......**فیکم**: ظرف لغو......**الا**: معطوف علیہ......**و**: عاطفہ......**لا**: نافیہ......**ذمة**: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ "ای کیف یکون للمشرکین عهد وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمة".

﴿یرضونکم بافواھھم وتابیٰ قلوبھم واکثرھم فاسقون﴾۔

یرضوکم بافواھھم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......تابی قلوبھم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اکثرھم: مبتدا......فسقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اشتروا بایت اللہ ثمنا قلیلا فصدوا عن سبیلہ انھم ساء ما کانوا یعملون﴾۔

اشتروا بایت اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......ثمنا قلیلا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......صدوا عن سبیلہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......انھم: حرف مشبہ واسم......ساء: فعل......ما کانوا یعملون: موصول صلہ ملکر فاعل،جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "عملھم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمۃ واولئک ھم المعتدون﴾۔

لا یرقبون: فعل نفی بافاعل......فی مومن: ظرف لغو......الا: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لا: نافیہ......ذمۃ: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... اولئک: مبتدا......ھم المعتدون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین ونفصل لایت لقوم یعلمون﴾۔

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول ،واتوا الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......اخوانکم: ذوالحال...... فی الدین: ظرف مستقر حال،ملکر "ھم" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: اعتراضیہ......نفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول...... لقوم یعلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر﴾۔

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......نکثوا: فعل بافاعل......ایمانھم: ذوالحال......من بعد عھدھم: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......طعنوا فی دینکم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......قاتلوا: فعل امر بافاعل......ائمۃ الکفر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون﴾۔

انھم: حرف مشبہ واسم......لا: نفی جنس......ایمان: اسم......لام: جار......ھم: ذوالحال......لعلھم ینتھون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرو،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدء وکم اول مرۃ﴾۔

الاّ: حرف تحضیض......تقاتلون: فعل بافاعل......قوما: موصوف......نکثوا ایمانهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......همّوا باخراج الرسول: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ......هم: مبتدا......بدء وکم اول مرة: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین﴾.

همزه: حرف استفهام......تخشونهم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف:فصیحہ...... الله: مبدل منہ،ان تخشون: مصدر مؤول بدل،ملکر مبتدا......احق: خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،ان: شرطیہ......کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فخشیة الله احق" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قاتلوهم یعذبهم الله بایدیکم ویخزهم وینصرکم علیهم ویشف صدور قوم مومنین ویذهب غیظ قلوبهم﴾.

قاتلوهم: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......یعذبهم الله بایدیکم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویخزهم: جملہ فعلیہ معطوف اول، وینصرکم علیهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... ویشف صدور قوم مومنین: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،و: عاطفہ......یذهب غیظ قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف رابع،ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿ویتوب الله علی من یشاء والله علیم حکیم﴾.

و: مستانفہ......یتوب الله: فعل وفاعل......علی من یشاء: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......الله: مبتدا......علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجة﴾.

ام: منقطعہ......حسبتم: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......تترکوا: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لما: حرف جازم......یعلم الله: فعل وفاعل......الذین: موصول......جهدوا منکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ،لم یتخذوا: فعل نفی بافاعل......من: جار......دون: مضاف......الله: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......رسوله: معطوف اول......ولا المومنین: معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو......ولیجة: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله خبیر بما تعملون﴾

و: عاطفہ......الله: مبتدا......خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفارِ مشرکین سے تعلقات :

۱......آیت ﴿کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ﴾ میں دو باتوں کا خصوصیت سے بیان ہے کہ مشرکین کے لئے اللہ اور رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا اس لئے کہ وہ عہد شکنی اور عذر خواہی کیا کرتے تھے، ہاں وہ لوگ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا اور اس سے مراد بنو کنانہ اور بنی ضمرہ کے لوگ ہیں تو جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی ان کے عہد پر قائم رہو۔ اس آیت مبارکہ کے تحت مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے یہی لکھا ہے کہ مسلمان کو کفار مشرکین کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے چاہئے؟ اور اگر دشمن اسلام قبول کرلے تو جنگ بند کردینی چاہیے۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۱۷، ۱۸ ملخصاً)

لفظ "کیف" کے تکرار کی کیا وجہ ہے؟

۲......علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ کیف کا تکرار ان کے عہد کے ثابت ہونے کو بعید تصور کرنے کے لئے ہے یا ان کے ایفائے عہد کے حکم کو باقی رکھنے کے لئے ہے، جب کہ ساتھ میں استبعاد یعنی بعید ہونے کی علت پر بھی تنبہ کی گئی ہو اور فعل یکون کو حذف کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ پہلے ہی معلوم ہے یعنی ان کا عہد کیسے ہوسکتا جب کہ حالت یہ ہے کہ اگر وہ غالب آئیں تو نہ رشتے داری کا لحاظ کریں اور نہ ہی عہد کا پاس رکھیں۔ (البیضاوی، ج ۲، ص ۳۸)

"ال" میں کیا راز پوشیدہ ہوسکتے ہیں؟

۳......مزید فرماتے ہیں الّ کمعنی حلفا ہے یا قرابۃ جیسا کہ حسان بن ثابت ﷺ نے فرمایا:

لَعَمْرُکَ اِنَّ اِلَّکَ مِنْ قُرَیْشٍ   کَالِّ السَّقْبِ مِنْ رَالِ النِّعَامِ

ہوسکتا ہے کہ یہ حلف یعنی معاہدہ کے لئے الال سے مشتق ہو جس کا معنی جوار اور پڑوس ہے کیونکہ عرب جب معاہدہ کرتے تو اپنی آوازوں کو بلند کرتے اور اس معاہدہ کی تشہیر کرتے پھر یہ قرابت کیلئے استعمال ہونے لگا کیونکہ قریبی رشتے داروں کا جو تعلق ہوتا ہے وہ معاہدہ والوں کا نہیں ہوتا، پھر یہ ترتیب کے لئے استعمال کیا گیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ ال الشیء سے مشتق ہے جس سے کسی شئے کی حد بیان کرنا مقصود ہے یا یہ ال البرق سے مشتق ہے، جس کا معنی بجلی کی چمک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ال کا معنی اللہ ہے اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جیسے جبرئل اور جبرائیل میں ایلا پڑھا جاتا ہے۔ (البیضاوی، ج ۲، ص ۳۹)

اسلامی نظام حیات کی تین بنیادی شرطیں:

۴......اللہ عزوجل نے یہاں اسلامی نظام حیات میں داخل ہونے کی تین شرطیں بیان کی ہیں کہ پہلے کفر و سرکشی سے توبہ کرکے ایمان لے آئے، اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے۔ یہی تین شرطیں ہیں جو بندے کو اسلامی نظام حیات میں داخل کردیں گئیں اور اس پر ایک انعام یہ ملے گا کہ جو کوئی ان تینوں باتوں پر عمل پیراہ ہوجائے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہونگے۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل قبلہ کے خون بہانے کی حرمت پر دلیل ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے کہ تمہیں نماز و زکوۃ کا ایک ساتھ حکم دیا ہے تو جس نے زکوۃ ادا نہ کی اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔

(المظھری، ج ۳، ص ۲۳۶)

ولیجہ کے معنی:

۵......امام راغب اصفہانی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں کہ "ولیجة" سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس پر انسان اعتماد کرے اور وہ اس کے اہل میں سے نہ ہو۔

(المفردات، ص ۵٤۷)

رازدار یا دوست بنائے کہ وہ مسلمانوں کے راز فاش کریں، اور قتادہ کے قول کے مطابق ولیجة بمعنی خیانة ہے، اور ضحاک کے نزدیک بمعنی خدیعة ہے، عطاء کے نزدیک اس سے مراد اولیاء ہیں، ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز میں داخل ہو اور وہ اس چیز کی جنس سے نہ ہو جس میں داخل ہوئی ہے اسے ولیجة کہتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی قوم میں جائے اور وہ اس قوم کا نہ ہو۔

(البغوی، ص ۳٦۷)

☆......☆ مکہ مکرمہ سے چھ فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) کے فاصلے پر ایک مقام کا نام حدیبیہ ہے، مفسر کا قول وھم قریش المستثنون من قبل یعنی قریش اور وہ پہلے ہی اللہ عزوجل کے فرمان ﴿الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا﴾ کے ذریعے مستثنیٰ ہیں۔ ایک اشکال پایا جاتا ہے کہ یہ آیات ۹ھ شوال کے مہینے میں نازل ہوئیں، اور قریش میں کے کچھ لوگ ۷ھ کے اختتام پر مسلمان ہوئے، فتح مکہ ۸ھ میں ہوا، علامہ خازن فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ بنی ضمرۃ کا ہے جو کہ حدیبیہ کے دن جملہ قبائل کے ساتھ قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوئے تھے اور سارے ہی حدیبیہ کے دن کے عہد و پیمان کو توڑ بیٹھے سوائے بنی ضمرۃ کے، اسی وجہ سے سید عالم ﷺ نے بنی ضمرۃ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو اس کی مدت تک پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

علی خزاعة: قریش نے عہد شکنی کی اور حضور ﷺ کے حلیف بنی خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی امداد کی تھی، یہی کلام باری عزوجل، کلام مفسر اور جمل و صاوی کی عبارتوں سے صاف واضح ہے۔ آگے اللہ عزوجل نے ایک اور جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے، یعنی جو عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں گویا وہ اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہیں۔ للشھوات والھوی: یعنی اعراض فانیہ (فانی ساز و سامان) اور شھوات زائلہ (ختم ہو جانے والی خواہشات) کی وجہ سے اللہ عزوجل کی آیتوں کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں (الصاوی، ج ۳، ص ۳٦ وغیرہ)۔

للشھوات: میں لام تعلیلیہ ہے اور کلام مفسر میں مضاف حذف ہے اصل عبارت یوں ہے کہ ای لاجل تحصیل الشھوات والھوی، ای ما تھواہ النفس والشھوات، اور الھوی کی تفسیر مال قلیل سے کی گئی ہے۔ ان کی خواہشات (وہ) کھانا تھا جو کہ ابو سفیان نے انہیں نقض عہد پر محمول کرنے کے لئے کھلایا۔

بدلیل ماسیأتی : سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فاذا السلخ الاشھر الحرم﴾ ہے۔

﴿فـمااستقاموا لکم﴾: میں ما یا تو ظرفیہ ہے اور محل نصب میں فاستقیموا لھم استقامتھم لکم کی بناء پر ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ مـا شرطیہ مانا جائے اور اس صورت میں اس کے محل کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ ظرف زمان کی بناء پر محل نصب میں ہو اور اس صورت میں تقدیر کلام یہ ہوگا ای زمان استقاموا لکم فاستقیموا لھم اور اس کی نظیر ابو البقاء نے اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ما یفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لھا (فاطر:۲)﴾ اور دوسری صورت ما ابتدائے عامل ہونے کی بناء پر محل رفع میں ہو اور اس کی خبر کے بارے میں کئی مشہور اقوال ہیں۔

رؤساہ وفیہ وضع الظاھر موضع المضمر: اس مقام کا تقاضا تو یہ تھا کہ فقاتلوھم کہہ دیا جاتا اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ظاہر ائمة سے عدول کر کے فقاتلوا الکافرین کہہ دیا جاتا، پس ائمة سے تعبیر کرنے میں کافروں کے سرداروں کے وصف ذمیم کی قباحت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مجاہد کے قول کے مطابق رؤسا سے مراد فارس، روم اور اس کے گرد و نواح کے کفار مراد ہیں۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۳۰ وغیرہ، روح المعانی، الجزء العاشر، ج ۳، ص ۳۵۴)

کـابـی سـفـیـان: یہاں ابو سفیان سے مراد سفیان بن حرب، ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد مراد ہیں جو کہ فتح مکہ کے دن حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور دیگر اسلام قبول کرنے والوں میں عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ کافروں کے بڑے سرغنہ جانے جاتے تھے اللہ ﷻ نے ان پر احسان فرمایا اور انہیں اسلام سے مزین فرمایا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۴۰)

رکوع نمبر: ۹

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ بالإفراد والجمع بدخوله والقعود فيه ﴿شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ﴾ بطلت ﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ لعدم شرطها ﴿وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ (۱۷)﴾ ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ﴾ احدا ﴿اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (۱۸)﴾ ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اى اهل ذلك ﴿كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ في الفضل ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۹)﴾ الكافرين نزلت ردا على من قال ذلك وهو العباس او غيره ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ رتبة ﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ من غيرهم ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (۲۰)﴾ الظافرون بالخير ﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ

وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (۲۱)﴾ دَائِمٌ ﴿خٰلِدِيْنَ﴾ حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ ﴿فِيْهَا اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ (۲۲)﴾ وَنَزَلَ فِيْمَنْ تَرَكَ الْهِجْرَةَ لِاَجْلِ اَهْلِهٖ وَتِجَارَتِهٖ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَكُمْ
وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوْا﴾ اِخْتَارُوْا ﴿الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)﴾ ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ﴾ اَقْرِبَاؤُكُمْ وَفِيْ
قِرَاءَةٍ عَشِيْرَاتُكُمْ ﴿وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا﴾ اِكْتَسَبْتُمُوْهَا ﴿وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا﴾ عَدَمَ نَفَاقِهَا ﴿
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ﴾ فَقَعَدْتُّمْ لِاَجْلِهٖ عَنِ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ
﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ اِنْتَظِرُوْا ﴿حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (۲۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں (لفظ مساجد مفرد اور جمع دونوں طرح سے آیا ہے......۱؎ یعنی مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ وہ اس میں داخل ہوں یا اس میں بیٹھیں) خود اپنے کفر کی گواہی دے کر یہ لوگ کہ ضائع ہو گئے (حبطت بمعنی بطلت ہے) ان کے اعمال (شرط نہ پائی جانے کی وجہ سے) اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور (کسی سے) اللہ کے سوا نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت کو (یعنی ان کاموں کے کرنے والوں کو) برابر ٹھرا لیا اس کے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں (فضل میں) اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا (یعنی کافروں کو، یہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اس قول کے رد میں نازل ہوئی کہ دونوں برابر ہیں) وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے......۲؎ ان کا درجہ (یعنی رتبہ) اللہ کے یہاں (دوسروں کے مقابلے میں) بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے (یعنی کامیاب ہوئے خیر کے ساتھ) ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے (مقیم بمعنی دائم ہے) ہمیشہ ہمیشہ (خلدین حال مقدرہ ہے) ان میں رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (اور آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے اہل اور تجارت کی وجہ سے ہجرت ترک کر دی کہ) اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ پسند کریں (یعنی اختیار کریں) ایمان پر کفر اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں......۳؎ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ (یعنی تمہارے اقرباء اور ایک قرأت میں عشیراتکم ہے) اور تمہاری کمائی کے مال (اقترفتموھا بمعنی اکتسبتموھا ہے) اور سودا جس کے نقصان

کا تمہیں ڈر ہے (یعنی سامان کے عدم مقبولیت کا تمہیں خوف ہے) اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے (کہ ان چیزوں کی وجہ سے تم ہجرت اور جہاد سے بیٹھ رہ جاؤ) سے زیادہ پیاری ہوں ......؎...... تو راستہ دیکھو (تربصوا بمعنی انتظروا ہے) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے (یہ ان کے لیے دھمکی ہے) اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجد اللہ شھدین علی انفسھم بالکفر﴾۔

ما: نافیہ...... کان للمشرکین: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم...... ان: مصدریہ...... یعمروا: فعل واو ضمیر ذوالحال ،شھدین: اسم فاعل با فاعل...... علی انفسھم: ظرف لغو اول...... بالکفر: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل ،مسجد اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خلدون﴾۔

اولئک: مبتدا...... حبطت اعمالھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... فی النار: ظرف لغو مقدم ،خلدون: اسم فاعل با فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر...... ھم: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... یعمر: فعل...... مسجد اللہ: مفعول...... من: موصولہ...... امن باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واقام الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول...... واتی الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ، لم یخش: فعل نفی با فاعل...... الا: اداۃ حصر...... اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین﴾۔

ف: فصیحہ...... عسی: فعل رجاء...... اولئک: اسم...... ان: مصدریہ...... یکونوا من المھتدین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... جعلتم: فعل با فاعل...... سقایۃ الحاج: معطوف علیہ...... وعمارۃ المسجد الحرام: معطوف، ملکر "اھل" محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول اول "ای اھل سقایۃ الحاج" ...... کاف: بمعنی "مثل" مضاف...... من: موصولہ...... امن باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وجھد فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یستون عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾.

لایستوٗن: فعل نفی بافاعل......عند اللہ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ﴾.

الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ،جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مبتدا......اعظم: ممیز......درجۃ: تمیز،ملکر ذوالحال ،عند اللہ: ظرف متعلق،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنت﴾.

و: عاطفہ......اولئک: مبتدا......ھم الفائزون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......یبشرھم ربھم: فعل ومفعول وفاعل......ب: جار......رحمۃ: موصوف......منہ: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ......ورضوان: معطوف اول،وجنت: معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لھم فیھا نعیم مقیم خلدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم﴾.

لام: جار......ھم: ذوالحال......خلدین: اسم فاعل بافاعل......فیھا: ظرف لغو......ابدا: ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......فیھا: ظرف مستقر حال مقدم......نعیم مقیم: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر مبتدا موٗخر،ملکر جملہ اسمیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......عندہ: خبر مقدم......اجر عظیم: مبتدا موٗخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لاتتخذوا: فعل نہی بافاعل......اباء کم: معطوف علیہ......واخوانکم: معطوف ،ملکر مفعول اول......اولیاء: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا مقدم...... ان: شرطیہ......استحبوا الکفر علی الایمان: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط موٗخر،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالندا،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون﴾.

و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا......یتول: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......منکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......ھم: مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اولئک: مبتدا......ھم الظلمون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ﴾۔

قل: قول ،ان: شرطیہ......کان: فعل ناقص،اباء کم: معطوف علیہ......واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم: معطوف اول وثانی وثالث، و: عاطفہ......اموال: موصوف،اقترفتموھا: جملہ فعلیہ صفت،ملکرمعطوف رابع...... و: عاطفہ،تجارۃ: موصوف......تخشون کسادھا: جملہ فعلیہ صفت،ملکرمعطوف خامس،و: عاطفہ،مسکن: موصوف،ترضونھا: جملہ فعلیہ صفت ملکرمعطوف سادس،ملکراسم......احب: اسم تفضیل بافاعل،الیکم: ظرف لغو......من: جار،اللہ : معطوف علیہ،ورسولہ: معطوف اول،وجھاد فی سبیلہ: معطوف ثانی،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط، ف: جزائیہ...... تربصوا: فعل امر بافاعل،حتی: جار ......یاتی اللہ بامرہ: جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واللہ لایھدی القوم الفسقین﴾.و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ماکان للمشرکین ان یعمروا ......☆ کفارِقریش کے رؤسا کی ایک جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اوران میں حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہا بھی تھے ان کو اصحاب کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے تو خاص حضرت عباس کو سید عالم ﷺ کے مقابل آنے پر بہت سخت سست کہا حضرت عباس کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے ہو،ان سے کہا گیا کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں؟انہوں نے کہا:ہاں ہم تم سے افضل ہیں،ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں،کعبہ کی خدمت کرتے ہیں،حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں،اسیروں کو رہا کراتے ہیں،اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدوں کا آباد کرنا کافروں کو نہیں پہنچتا کیونکہ مسجد آباد کی جاتی ہے اللہ کی عبادت کے لئے!تو جو خدا ہی کا منکر ہو اس کے ساتھ کفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا؟اور آباد کرنے کے معنی میں بھی کئی قول ہیں ایک تو یہ آباد کرنے سے مسجد کا بنانا،بلند کرنا،مرمت کرنا مراد ہے کافر کو اس سے منع کیا جائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا بیٹھنا مراد ہے۔

☆......الذین امنوا وھاجروا ......☆ روزِبدر جب مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیلیں لگانے کا شرف حاصل ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بیکار ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صرف مسلمان مسجد تعمیر کریں!

ا......اللہ عزوجل نے متواتر دو آیات مبارکہ ایسی نازل فرمادیں جس میں اس بات کا شافی وافی بیان ہے کہ مسجد اللہ عزوجل کے گھر

ہیں اور اسے آباد کرنا مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ کافروں کا یہ خیال تھا کہ ہم مسجد حرام کو آباد کرنے والے ہیں، حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہائی دلاتے ہیں انہیں یہ سمجھا دیا گیا کہ تمہارے لئے یہ سارے کام اس وقت نیکی شمار ہوں جب کہ تم اللہ ﷻ پر ایمان لے آؤ، اگر تم ایمان ہی نہ لاؤ، اللہ جل شانہ کو اپنا مالک ہی نہ مانو تو پھر یہ سارے کام تمہارے لئے کہاں سے نیکی بن جائیں گے؟ لہذا ان دونوں آیات میں یہ مسئلہ واضح کر دیا گیا کہ ایمان شرط ہے اگر ایمان نہ ہو تو کوئی نیکی نیکی شمار نہیں ہوتی۔ پتہ چلا کہ لاکھ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، زکوٰۃ ادا کریں، گلی گلی محلہ محلہ پھریں، ماتھے پر نماز کے نشان بھی قائم کر لیں، سال سال بھر کے لئے راہ خدا میں سفر کو جائیں اگر ایمان نہیں رہا تو یہ سارے کام کوئی فائدہ نہ دیں گے اور ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے علامہ خازن فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: "ایمان باللہ میں ایمان بالرسول داخل ہے"۔ کافروں اور دین دشمنوں کی عبادت چاہے بدنی ہو یا مالی قابل قبول نہ ہونے کی وجہ ان کے ایمان نہ ہونے یا ایمان کا فساد ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں: کافر نے مسجد کے لئے وقف کیا وقف نہ ہوگا کہ یہ اس کے خیال میں کار ثواب نہیں اور اگر کافر نے ایک مندر یا شوالے کے لئے وقف کیا تو وقف نہ ہوگا کہ یہ واقع میں کار ثواب نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ وقف کی ایک شرط یہ ہے کہ فی نفسہ قربت ہو اور تصرف کرنے والے کے ہاں بھی قربت ہو، اسی طرح اگر کسی ذمی نے اپنے گھر کو مسلمانوں کیلئے مسجد بنایا پھر فوت ہو گیا، تو وہ اس کے وارثوں کے لئے میراث ہوگی اور یہ سب کا قول ہے یونہی جواہر الخلاطی میں ہے اور اگر ذمی نے اپنا گھر بیعہ یا کنیسہ یا آتشکدہ اپنی تندرستی میں بنا دیا پھر فوت ہو گیا تو میراث قرار پائے گا

(الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، کتاب الوقف، ج۱۶،ص ۱۳۰ وغیرہ)

اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿انما یعمر مسجد اللہ﴾ ظاہر یہ ہے کہ یہاں جمع حقیقی مراد ہے اور اس سے مراد زمین کے ہر گوشے میں مسجد جانے والے مومنین مراد ہیں۔ اور کرخی میں ہے کہ ﴿انما یعمر مسجد اللہ﴾ سے مراد مساجد کو بنانا، اسے فرش، قندیل اور عبادت سے مزین کرنا اور (اس میں) دنیا کی باتیں ترک کرنا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۳۶)

اللہ ﷻ کے نیک بندے جو مسجد کی قدر کرتے ہیں اس میں اللہ ﷻ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کو راضی کرنے کے لئے جب جس طرح موقع بن پائے اللہ ﷻ کے گھر میں پڑے رہتے ہیں ان کے بارے میں اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب ﷺ کا بڑا مبارک فرمان ہے: "المساجد بیوت المتقین یعنی مساجد پرہیزگاروں کا گھر ہیں"۔

(تنبیہ الغافلین، باب حرمۃ المساجد، ص ۱۷۴)

ہم جانتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں لہذا اس میں دنیاوی کلام کرنا ہماری نیکیوں کو نقصان پہنچائے گا، سید عالم ﷺ کا فرمان ہے:

''مسجد میں (دنیا کی) مباح باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔ (کشف الخفاء، الجزء الاول)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے مسجد میں پڑے رہنا بہت بڑی سعادت مندی ہے تاہم مسجد میں جانے سے پہلے یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ انسان ایسی حالت میں مسجد میں جا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے لیکن ایک بات ایسی بھی ہے کہ جس کی جانب عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جاتا اور وہ بات یہ ہے کہ بدبو کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنے فتاوی، فتاوی رضویہ جدید، جلد ۷، ص ۳۸۴ میں فرماتے ہیں: منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں (گھر میں پڑھی جانے والی) نماز بھی مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کرلے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچنی حرام ہے اور وہ دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بھی بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''جس چیز سے انسان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس کرتے ہیں''۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد ،باب نهی من اکل ثوما ،رقم:٥٦٤،ص ٢٦٠)

اب ہم مسجد بنانے کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں چند احادیث طیبہ پیش کرتے ہیں چنانچہ محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور یہ چاہا کہ مسجد کو اس کی اصلی ہیئت پر چھوڑ دیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے مسجد بنائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے اسی کے مثل جنت میں گھر بنائے گا''۔ (صحیح مسلم کتاب الزهد والرقائق،باب فضل بناء المساجد ،رقم:٧٣٦٥،ص ١٤٦١)۔

☆...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا''۔ (الجامع الترمذی، کتاب الصلوة،باب ما جاء فی فضل بنیان ، رقم:٣١٩،ص ١١٤)

ایمان ،جهاد اور هجرت کا درجه افضل هے !

۲...... عَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَجُلٌ مَا اُبَالِي اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اُسْقِيَ الْحَاجَّ وَقَالَ آخَرُ مَا اُبَالِي اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَقَالَ آخَرُ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلٰكِنْ اِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) الْآيَةَ اِلٰى آخِرِهَا. حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں حجاج کو پانی پلاتا رہوں گا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ مجھے اسلام لانے کے بعد کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے مگر میں مسجد

حرام کی خدمت کروں گا اور اس کو آباد رکھوں گا۔ تیسرے شخص نے کہا کہ تم نے جو باتیں کیں اس سے جہاد کرنا افضل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس آوازیں بلند نہ کرو اور وہ جمعہ کا دن تھا لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کروں گا تب اللہ عزوجل نے یہ آیت ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ آخر تک نازل فرمائی۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشھادۃ فی ،برقم: ۴۷۶۴، ص ۹۵۵)۔

ایمان کی اہمیت قرابتداری سے زیادہ ہے!

سے...... آیتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ اپنے رشتے داروں، مال و دولت، اپنی جان کے مقابلے میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب رکھیں، اور اللہ عزوجل کی رضا و محبت میں ہجرت بھی کریں اور ضرورت پڑنے پر جہاد بھی کریں۔

☆...... حضرت سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شیطان ابن آدم کے راستوں میں بیٹھ جاتا ہے، وہ اسلام کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنے دین اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ ابن آدم شیطان کی بات رد کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ اس کی ہجرت کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہجرت کر کے اپنے وطن کی زمین اور آسمان چھوڑ رہے ہو؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو یعنی تم ایک اجنبی شہر میں جا کر مقید ہو جاؤ گے اور کسی جگہ آجا نہیں سکو گے، ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے ہجرت اختیار کر لیتا ہے، پھر شیطان اس کے جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم جہاد کرنے جا رہے ہو، تم اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈالو گے، تم جہاد میں مارے جاؤ گے، تمہاری بیوی دوسرا نکاح کر لیگی، تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا، ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے جہاد کو روانہ ہو جاتا ہے۔ جس مسلمان نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (سنن نسائی، کتاب الجھاد، باب ما لمن اسلم و ،برقم: ۳۱۳۱، ص ۷۴۵)

دوستی دشمنی اور محبت "اللہ اور رسول" کے لئے:

یے...... جس طرح اللہ عزوجل تمام جہانوں کا رب ہے بالکل اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصل ایمان بلکہ جان ایمان بلکہ روح ایمان ہے۔ جس طرح جسم میں روح نہ ہو تو وہ جسم مُردہ کہلاتا ہے اسی طرح جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو وہ محض ویرانہ ہے جہاں کسی کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ محبت میلان قلب کا نام ہے کہ انسان کا دل کسی جانب مائل ہو جائے اور یہ دل جس کی جانب مائل ہو جائے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ اس کا جواب ہم حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دینا چاہیں گے چنانچہ نبیوں کے پیکر شفیع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِی وَیُصِمُّ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محبت محبوب کے عیب دیکھنے اور سننے

سے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الھویٰ، رقم: ۵۱۳۰، ص ۹۵۷)

علامہ قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ اعلم ان المحبۃ (اللام عوض عن) جان لو کہ بے شک مصطفی کریم ﷺ کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے والے سبقت سے حاصل کرتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوششیں کرتے ہیں اور اسی عالی مرتبہ کو حاصل کرنے میں عاشقان رسول ﷺ ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی محبت رسول ﷺ کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں۔ یہی محبت دلوں کی خوراک و طعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ محب کی حیات ہے کہ جو اس سے محروم رہا اس کا شمار مُردوں میں ہوتا ہے۔ یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے وہ ظلمات میں غرق ہے، یہ وہ شفاء ہے کہ جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئے، یہ وہ لذت ہے کہ جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہو گیا، یہ محبت ایمان اعمال صالحہ، مقامات عُلیا، اور حالات رفیعہ کی وہ روح ہے جب یہ چاروں محبت رسول کریم ﷺ سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جثہ کی طرح ہونگیں کہ جس میں روح نہ ہو، یہ محبت بلد حقیقی کی جانب سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفس کے نہ پہنچ سکتے تھے، یہی محبت ان کو ایسے مقامات رفیعہ اور منازل عالیہ تک لے جاتی ہے کہ اس محبت کے بغیر وہ کبھی اس مقام تک نہ پہنچ سکتے تھے، یہ محبت ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر کبھی واصلین الوہیت میں داخل نہ ہو سکتے اور یہ محبت رسول اللہ کی جناب تک پہنچنے کے لئے وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول، درمیانے اور آخری حصے میں محبوب حقیقی یعنی خدا ﷻ کے مقام قرب میں سیر کراتی ہے، یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو بغیر عذاب و عتاب کے جنت میں لے جائے گی۔ قسم ہے اس خدائے غفار کی کہ محبین اور عشاق رسول ﷺ دارین کا شرف حاصل کر گئے اسلئے کہ ان کو حضور ﷺ کی محبت کے صدقے میں خدائے رحمٰن کی جناب سے وافر حصہ ملا اور اس بات کا مشار الیہ یہ فرمان مبارک ہے ''انت مع من احببت یعنی تو کل قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے''۔ (زرقانی علی المواھب، الفصل الاول فی وجوب محبتہ، ج ۹، ص ۵۹)۔

محبت رسول دلیل بھی مانگتی ہے جیسے کہ علامہ سید احمد کاظمی فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے قاعدہ ہے کہ ''ان المحب لمن یحب مطیع یعنی محب محبوب کا مطیع اور تابع ہوتا ہے''۔

(مقالات کاظمی، ج ۳، ص ۲۸۱)۔

جان لیجئے کہ ہماری دوستی دشمنی اور محبت کا معیار اسلامی تقاضے کے مطابق ہونا چاہئے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں جس میں جمع ہو جائیں اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا، وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ سب سے زیادہ اُسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو، دوسرا یہ کہ اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے اور تیسرا یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد کفر میں جانے کو اس طرح ناپسند

کرے جیسا کہ آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الیمان، رقم:۱۶،ص۶)

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ والدین اور رشتے داروں کی محبت اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں ہیچ ہے! اور یہ بھی کہ کافر رشتے داروں سے دوستی نہیں ہوسکتی اس کی نظیر قرآن کی آیت ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ ...... (التوبۃ:۲۴)﴾ سے ملتی ہے اور حضور ﷺ کے فرمان سے بھی ملتی ہے: "عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، رقم:۱۵،ص۶)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد صاحب حضرت ابو قحافہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اس ذات باری تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ حضرت ابوطالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی بہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اس لئے زیادہ ہے کہ حضرت ابوطالب کے ایمان لانے میں آپ ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔

اس روایت کے تحت علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب حضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ کہ وہ نابینا تھے) حضور ﷺ کی جناب میں لائے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس بوڑھے کو گھر میں رہنے دیتے میں خود آجاتا، اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ والد صاحب اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لے آئیں حضور ﷺ نے ان کے والد کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ مسلمان ہوجاؤ تو وہ اسلام لے آئے۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل: فیما روی عن السلف والائمۃ، ج۴۳،ص۴۲۵)

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ
اور بجز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا!

لم یخلق الرحمن آدم والذی
من نسلہ الا لحب محمد ﷺ

نبی کی محبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے۔

شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے
کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے!

اگر کسی کے ماں باپ کافر ہوں تو کیا ان سے صلہ رحمی کی جائے یا نہیں، اس بارے میں قرآن اور حدیث کا واضح بیان موجود ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان:۱۵)﴾ دنیا میں مشرک ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

☆......حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے پاس میری ماں آئیں اس حال میں کہ وہ مشرکہ تھیں اور جب قریش نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا تھا تو وہ ان کے ساتھ تھیں، میں نے رسول ﷺ سے سوال کیا: میرے

پاس میری ماں آئی ہیں وزاں حال یہ کہ وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ، رقم: ۱۰۰۳/۲۲۴۱ ص ٤٥٧)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ وہ ایک بستی میں داخل ہوئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا اس نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کہا ان کو آجر (ہاجر) دے دو، اور نبی پاک ﷺ کو ایک ہزار زہر آلود بکری ہدیہ کی گئی، اور ابو حمید نے کہا: ایلہ کے بادشاہ نے نبی پاک ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ کیا، اور آپ ﷺ کو ایک چادر پہنائی اور آپ ﷺ نے اس سرزمین پر اس بادشاہ کی حکومت کے لئے لکھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب قبول الهدية من المشركين، ص ٤٢٣)

متذکرہ بالا آیت مبارکہ اور احادیث طیبہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ کفار اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنا منع ہے اور بغیر دوستی اور محبت کے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور ان سے تحائف لینا اور ان کو تحائف دینا، ان سے قرض اور خرید و فروخت جائز ہے۔

☆......☆المسٰجد: اور المسجد جمع اور مفرد دونوں قرائتیں پائی جاتی ہیں، مفرد ماننے کی صورت میں مسجد حرام مراد ہوگی یا یہ کہ لفظ المسجد اسم جنس ہے اور اس میں تمام ہی مساجد داخل ہیں، اور جمع ہونے کی صورت میں کل بقعۃ مسجد حرام مراد ہوگا جسے مسجد کہا جاتا ہے یا اس لحاظ سے کہ مسجد حرام تمام مساجد کا قبلہ ہے۔ نوٹ: اسم جنس وہ ہوتا ہے کہ جس کے مدخول سے نفس ماہیت مراد ہو اور افراد کا بالکل لحاظ نہ ہو۔ جیسے الرجل خير من المرأة یعنی جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے۔

ای اهل ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اصل عبارت یہ ہے کہ اجعلتم اهل سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن امن۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۳۸ وغیرہ)۔

لعدم شرطها: کافروں کے اعمال صالحہ جو وہ کرتے اور اس پر فخر کرتے تھے برباد ہوئے مثلاً مساجد کی تعمیر اور خدمت کرنا، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ اس لئے کہ کفر کے ہوتے ہوئے نیک اعمال میں تاثیر نہیں پائی جاتی (ایمان شرط ہے)۔

من غيرهم: جملہ فی الغیر میں حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد کی عمارت بنانے والے کفار داخل ہیں، اور اس جملے میں وہ مومن بھی داخل ہیں جن میں یہ تینوں اوصاف نہیں پائے جاتے بلکہ اُن میں اِن اوصاف میں سے ایک یا دو ہی پائے جاتے ہیں۔

(الجمل، ج ۳، ص ۲۳٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ﴾ لِلْحَرْبِ ﴿كَثِيْرَةٍ﴾ كَبَدْرٍ وَقُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿يَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ وَادٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ اَیْ يَوْمَ قِتَالِكُمْ فِيْهِ هَوَازِنَ وَذٰلِكَ فِيْ شَوَّالِ سَنَةَ ثَمَانٍ ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ يَوْمِ

﴿اَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ﴾ فَقُلْتُمْ لَنْ نُغْلَبَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ وَكَانُوْا اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا وَالْكُفَّارُ اَرْبَعَةَ آلَافٍ ﴿فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡكُمۡ شَيۡـًٔا وَّضَاقَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ﴾ مَامَصْدَرِيَّةٌ اَیْ مَعَ رَحْبِهَا اَیْ سَعَتِهَا فَلَمْ تَجِدُوْا مَكَانًا تَطْمَئِنُّوْنَ اِلَيْهِ لِشِدَّةِ مَا لَحِقَكُمْ مِنَ الْخَوْفِ ﴿ثُمَّ وَلَّيۡتُمۡ مُّدۡبِرِيۡنَ‌ۚ‏(۲۵)﴾ مُنْهَزِمِيْنَ وَثَبَتَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَلَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ الْعَبَّاسِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِهِ ﴿ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ﴾ طَمَانِيَتَهُ ﴿عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ فَرَدُّوْا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ لَمَّا نَادَاهُمُ الْعَبَّاسُ بِاِذْنِهِ وَقَاتَلُوْا ﴿وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا﴾ مَلٰٓئِكَةً ﴿وَعَذَّبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاِسْرِ ﴿وَذٰلِكَ جَزَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ‏(۲۶)﴾ ﴿ثُمَّ يَتُوۡبُ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ﴾ مِنْهُمْ بِالْاِسْلَامِ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏(۲۷)﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ﴾ قَذَرٌ لِخُبْثِ بَاطِنِهِمْ ﴿فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَـرَامَ﴾ اَیْ لَا يَدْخُلُوا الْحَرَمَ ﴿بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا﴾ عَامَ تِسْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ عَيۡلَةً﴾ فَقْرًا بِانْقِطَاعِ تِجَارَتِهِمْ عَنْكُمْ ﴿فَسَوۡفَ يُغۡنِيۡكُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖۤ اِنۡ شَآءَ﴾ وَقَدْ اَغْنَاهُمْ بِالْفُتُوْحِ وَالْجِزْيَةِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ‏(۲۸)﴾ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ وَاِلَّا لَاٰمَنُوْا بِالنَّبِیِّ ﷺ ﴿وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ﴾ كَالْخَمْرِ ﴿وَلَا يَدِيۡنُوۡنَ دِيۡنَ الۡحَـقِّ﴾ الثَّابِتِ النَّاسِخِ لِغَيْرِهِ مِنَ الْاَدْيَانِ وَهُوَ دِيْنُ الْاِسْلَامِ ﴿مِنَ﴾ بَيَانٌ لِلَّذِيْنَ ﴿الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ﴾ اَیِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی ﴿حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ﴾ اَلْخَرَاجَ الْمَضْرُوْبَ عَلَيْهِمْ كُلَّ عَامٍ ﴿عَنۡ يَّدٍ﴾ حَالٌ اَیْ مُنْقَادِيْنَ اَوْ بِاَيْدِيْهِمْ لَا يُوَكِّلُوْنَ لَهَا ﴿وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ‏(۲۹)﴾ اَذِلَّاءُ مُنْقَادُوْنَ لِحُكْمِ الْاِسْلَامِ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے بہت سے (جنگی) میدانوں میں تمہاری مدد فرمائی (جیسا کہ بدر، قریظہ اور نضیر کے موقع پر تمہاری مدد فرمائی ......۱......) اور (یاد کرو) حنین کے دن (حنین مکہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے یعنی جس دن تم نے ہوازن سے قتال کیا تھا اور یہ واقعہ شوال ۸ھ میں کو پیش آیا......۲......) جب (اذ یوم سے بدل ہے) تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے (یعنی تم نے کہا تھا کہ آج کے دن ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہ ہونگے اور اس وقت مسلمان بارہ ہزار تھے اور کافر چار ہزار......۳......) تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین تم پر اتنی وسیع ہو کر تنگ ہوگئی (بما میں ما مصدریہ ہے یعنی زمین اپنی کشادگی کے ہوتے ہوئے تنگ ہوگئی تو تم نے ایسی کوئی جگہ نہ پائی کہ جس میں تمہیں شدت خوف سے اطمنان حاصل ہو) پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے (شکست کھاتے ہوئے، اور نبی

پاک ﷺ اپنے سفید خچر پر ثابت قدم رہے اور ان کے پاس سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ جس کے ہاتھ میں رکاب تھا کھڑے تھے کوئی اور نہ تھا......ھ......) پھر اللہ نے اپنی تسکین (یعنی اپنی طمانیت) اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر (تو وہ نبی پاک ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے اذن سے انہیں ندا فرمائی اور وہ لڑے) اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے (یعنی فرشتوں کے......۵......) اور کافروں کو عذاب دیا (قتل اور قید کرنے کا) اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا (ان میں سے، اسلام کے ذریعے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو مشرک نرے (یعنی اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے) ناپاک ہیں تو وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں (یعنی وہ حرم میں داخل نہ ہونے پائیں......۶......) اس سال کے بعد (یعنی ہجرت کے نویں سال کے بعد) اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہو (یعنی فقر کا، اُن سے تمہاری تجارتی سرگرمیاں منقطع ہو جانے کا) تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے (چنانچہ اس نے مسلمانوں کو فتح اور جزیہ کے ذریعے غنی کر دیا......ے......) بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر (مگر یہ کہ وہ نبی ﷺ پر ایمان لائیں) اور حرام نہیں مانتے جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے (جیسا کہ شراب حرام کی) اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے (جو کہ ثابت اور اپنے سوا تمام ادیان کو ناسخ کرنے والا ہے مراد دین اسلام ہے) من (یہ الذین کیلئے بیان ہے) جو کتاب دیئے گئے (یعنی یہود و نصاری) یہاں تک کہ جزیہ نہ دے دیں (یعنی وہ سالانہ ٹیکس جو ان پر متعین تھا ادا نہ کریں) اپنے ہاتھ سے (ید حال ہے یعنی حکم مانتے ہوئے اپنے ہاتھ سے ادا کر دے اس کے لئے وکیل نہ بنائے) ذلیل ہو کر (حقیر ہو کر حکم اسلام کو مانتے ہوئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم﴾.

لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ......نصرکم اللہ: فعل و مفعول و فاعل......فی: جار......مواطن کثیرۃ: مرکب توصیفی معطوف علیہ......و: عاطفہ......یوم حنین: مرکب اضافی مبدل منہ......اذ: مضاف......اعجبتکم کثرتکم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلم تغن عنکم شیئا و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین﴾.

ف: عاطفہ، لم تغن: فعل نفی با فاعل، عنکم: ظرف لغو، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ضاقت علیکم: فعل وظرف لغو، الارض: ذوالحال، ب: بمعنی "مع" مضاف، ما: مصدریہ، رحبت: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، ولیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال، مدبرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا﴾.

ثم: عاطفہ......انزل اللہ سکینتہ: فعل وفاعل ومفعول......علی رسولہ : معطوف علیہ......وعلی المومنین: معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......انزل: فعل بافاعل......جنودا: موصوف......لم تروھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......عذب: فعل بافاعل......الذین کفروا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذلک جزاء الکفرین ثم یتوب اللہ من بعد ذلک علی من یشاء﴾.

و: عاطفہ......ذلک: مبتدا......جزاء الکفرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......یتوب اللہ: فعل واسم جلالت ذوالحال......من بعد ذلک : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......علی من یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......غفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... المشرکون: مبتدا......نجس: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ف: فصیحہ......لایقربوا المسجد الحرام : فعل نہی بافاعل ومفعول......بعد: مضاف، عامھم: موصوف، ھذا : صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء ان اللہ علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......خفتم عیلۃ: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......سوف: حرف استقبال......یغنیکم اللہ من فضلہ: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ......شاء: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فسوف یغنیکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... علیم حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قاتلوا الذین لایومنون باللہ و لا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صغرون﴾.

قاتلوا: فعل امر بافاعل، الذین: موصول، لایومنون: فعل نفی بافاعل...... باللہ ولاب الیوم الاخر: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......لایحرمون: فعل نفی بافاعل، ماحرم اللہ ورسولہ: مفعول، ملکر معطوف اول......و: عاطفہ، لایدینون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال، من الذین اوتواالکتب: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ......ھم صغرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل ......دین الحق : مفعول، حتی : جار......یعطوا : فعل واوضمیر ذوالحال، عن ید: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، ھم صغرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، دین الحق: مفعول......حتی : جار، یعطوا : فعل واوضمیر ذوالحال،...... عن ید: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......الجزیۃ: مفعول، ملکر جملہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ...... ☆ مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ نبی ﷺ کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوہ تبوک ہوا کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کے حق میں نازل ہوئی سید عالم ﷺ نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنو قریظہ وبنو نضیر کے احوال:

لے...... غزوہ بدر کا حال تو ہم نے سابقہ ابحاث میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ یہاں ہم صرف غزوہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارے میں اختصار کے ساتھ چند اہم باتیں ذکر کرتے ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ: یہ ہجرت کے پانچویں سال وقوع پزیر ہوا۔ جب سید عالم ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے تو نماز ظہر کے بعد بنوقریظہ سے جنگ کا حکم آیا۔ بنوقریظہ نقض عہد کر کے احزاب کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ تین ہزار کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور پچیس دن اُن کو محاصرہ میں رکھا۔ آخر کار انہوں نے حضرت سعد بن معاذ ﷺ کے حکم کو تسلیم کرلیا۔ حضرت سعد بن معاذ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کئے جائیں اور عورتیں و بچے گرفتار کر لئے جائیں اور ان کا مال واسباب غنیمت سمجھا جائے۔ اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا: قَضَیْتَ بِحُکْمِ اللّٰہِ یعنی تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مردوں کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا جن کا قصہ قرآن میں موجود ہے۔

غزوہ بنونضیر: یہ غزوہ ہجرت کے چوتھے سال ماہ ربیع الاول میں ہوا جس کی وجہ نقض عہد سابق تھا۔ بنوعامر کے دو شخص جن کے ساتھ سید عالم ﷺ کا عہد تھا مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن امیہ ضمری ان سے ملا، اسے معلوم نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جوار میں ہیں۔ اس نے دونوں کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ دیت کے لئے بنونضیر سے مدد مانگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ تشریف رکھیے ہم باہم مشورہ کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ حضرات ابوبکر و عمر و علی ﷺ وغیرہ کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے۔ یہود نے بجائے مدد دینے کے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بے خبری میں دیوار پر سے آپ ﷺ پر چکی کا پاٹ پھینک دیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ فوراً وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور جنگ کے لئے تیار ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ بنوقریظہ بھی برسرِ پیکار تھے آخر کار آپ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا۔ بدیں شرط ان کو اجازت دی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں اور بعض اذرعات واقع شام میں چلے گئے مگر بنوقریظہ پر آپ ﷺ نے احسان کیا کہ ان کو امن دیا جائے۔ جمادی الاولی میں غزوہ ذات الرقاع ہوا، رسول ﷺ بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے قصد

سے نجد کی طرف نکلے۔ مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔ امام بخاری نے اس غزوہ کو غزوہ خیبر کے بعد بتایا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ غزوہ دو دفعہ ہوا ہو صلوٰۃ الخوف سب سے پہلے اسی غزوہ میں پڑھی گئی (سیرت رسول عربی، ص ۱٦٤ وغیرہ)

وادی حنین :

۲......علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ذوالمجاز کے پہلو میں طائف کے قریب یہ وادی ہے۔ عرفات کی جہت سے یہ مکہ سے دس بارہ میل ہے، ابو عبیدہ بکری فرماتے ہیں حنین بن قابشہ بن مہلا بل کے نام پر اس وادی کا نام حنین پڑ گیا۔ اور اہل مغازی نے کہا کہ نبی پاک ﷺ حنین کے لئے شوال کے مہینے کے گزرنے پر نہیں نکلے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ جس وقت حنین کے لئے نکلے اس وقت رمضان مبارک کی دو راتیں باقی تھیں۔ (فتح الباری کتاب المغازی، باب قول الله تعالی، ج۸، ص۳۳)

یوم حنین الله کی مدد و نصرت :

۳......حنین ایک وادی ہے طائف کے قریب مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر، یہاں فتح مکہ سے تھوڑے ہی روز بعد قبیلہ ہوازن و ثقیف سے جنگ ہوئی اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کثیر بارہ ہزار تھی یا اس سے زائد تھی اور مشرکین چار ہزار تھے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے اپنی کثرت پر نظر کر کے یہ کہا کہ اب ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے یہ کلمہ رسول کریم ﷺ کو بہت گراں گزرا کیونکہ حضور ﷺ ہر حال میں اللہ ﷻ پر توکل فرماتے تھے اور تعداد کی قلت و کثرت پر نظر نہ رکھتے تھے۔ جنگ شروع ہوئی اور قتال شدید ہوا مشرکین بھاگے اور مسلمان مال غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے تو بھاگے ہوئے لشکر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور تیروں کی بارش شروع کر دی اور مشرکین تیر اندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، لشکر بھاگ پڑا اور سید عالم ﷺ کے پاس سوائے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ابن عم (چچازاد) ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہ رہا۔ حضور ﷺ نے اس وقت اپنی سواری کو کفار کی طرف آگے بڑھایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں۔ ان کے پکارنے سے وہ لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے جنگ شروع ہو گئی جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور ﷺ نے اپنے دست کرم میں سنگ ریزے لے کر کفار کے مونہوں پر مارے اور فرمایا رب محمد کی قسم بھاگ! سنگریزوں کا مارنا تھا کہ کفار بھاگ پڑے اور رسول کریم ﷺ نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں کو تقسیم فرما دیں۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیه نمبر ٥٠)

حضرت عباس کی اہمیت اور ان کا نسب :

۴......حضرت عباس نے نبی پاک ﷺ کے خچر مبارک کی لگام تھامی ہوئی تھی۔ اور ابو سفیان جو کہ سید عالم ﷺ کے چچازاد ہیں ان کا نسب سفیان بن الحرث بن عبد المطلب ہے، اور دونوں فتح مکہ کے روز ایمان لے آئے۔ سیرۃ شامی میں ہے کہ حنین کے روز جو سید عالم ﷺ

کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے ان کی تعداد میں مہاجرین میں سے ۱۳۳ اور انصار میں سے ۶۶ افراد شامل تھے۔ (الجمل، ج۳، ص ۲٤٠)

☆......حضرت عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ ، رشتے میں سید عالم ﷺ کے چچا ہیں اوران کی کنیت ابوالفضل ہے۔ان کی ماں کا نام نُتَیـلة بنت جنّات بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر ہے۔آپ ﷛ سید عالم ﷺ سے عمر میں دو یا تین سال زیادہ رکھتے تھے۔زمانہ جاہلیت میں آپ ﷛ کفار قریش کے سرداروں میں سے تھے۔بدر کے دن آپ ﷛ نے اپنا اور اپنے بھائی کے بیٹوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث کا فدیہ دیا۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ ﷛ ہجرت رسول ﷺ سے پہلے اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپاتے تھے۔آپ ﷛ فتح مکہ کے دن بھی حاضر تھے اور یوم حنین بھی، جب کے دیگر اصحاب منتشر ہوگئے تھے۔آپ ﷛ کی شان کے بارے میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے یہ الفاظ ملتے ہیں کہ مــن آذی عمی فقد آذانی یعنی جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔(اسد الغابة، ج۳، ص۵۹ ملخصاً)

ابلق گھوڑے سوار :

۵......ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ مشرکین میں سے ایک شخص نے بعض مسلمانوں سے جنگ کے اختتام کے بعد کہا کہ: سفید چہروں والے ابلق گھوڑے سوار کہاں گئے ؟ ہم نے انہیں تمہارے ساتھ نمایاں ہیئت میں دیکھا اور ہم (یعنی ہمارے ساتھی مشرکین) انہیں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔اس بارے میں سید عالم ﷺ کو خبر دی گئی تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے۔اور اس روایت کے بارے میں کوئی قابل اعتماد سند نہیں ہے۔ (روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۳۷۵)

کہا جاتا ہے کہ ان فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار یا آٹھ ہزار یا سولہ ہزار تھی ،اور اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ فرشتوں نے سوائے بدر کے کسی غزوہ میں قتال نہیں کیا،اوران فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کی دلی تقویت کے لئے ہوا تھا اور انہیں دیکھا نہیں جاسکتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ کافر انہیں دیکھ سکتے تھے۔اور مـواهـب میں ہے کہ ابوجعفر جریر نے اپنی سند سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ حنین کے دن مشرکین کہا کرتے تھے کہ جب ہم اور اصحاب رسول ﷺ حنین کے دن ملتے تھے تو اصحاب رسول ﷺ ہمارے پاس بکری کا دودھ دوہنے کی مقدار بھی نہ کھڑے رہے، پھر ہم ان کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک سفید چہرے والے مرد کے پاس پہنچے اور وہ رسول اللہ ﷺ تھے،اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین سفید چہرے والے خوبصورت آدمی تھے،انہوں نے ہمیں کہا کہ چہرے بدل گئے واپس لوٹ جاؤ اور وہ ہمارے کندھوں پر سوار ہوگئے۔ (الجمل، ج۳، ص ۲٤٠)

کافر کا(غرض شرعی کے لئے) مسجد میں آنا!

۶......اللہ ﷻ نے فرمایا کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ:۲۸)﴾ اس لئے کہ شرک بمنزلہ نجس کے ہے، یا یہ مراد ہے کہ مشرک پاک نہیں ہوتے ،غسل نہیں کرتے اور نہ ہی نجاست سے بچتے ہیں، پس وہ نجاست کے ساتھ ملتبس

رہتے ہیں یا وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ عین نجاست ان کے وصف نجس پر مبالغہ کرتے ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ان کی نجاست سے مراد نجاست عینی ہے جیسے کتا اور سور یہاں تک کہ حسن کہتے ہیں جو شخص کسی مشرک سے چھو جائے اسے چاہئے کہ وضو کرے اور اہل مذہب ان دونوں اقوال کے خلاف بات کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ النجس مصدر ہے جو کہ مرد و عورت، تثنیہ و جمع سب کے لئے برابر مستعمل ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۴۱)

جملہ بلاد اسلام میں کافروں کے دخول کے بارے میں تین صورتیں پائی جاتی ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ حرم پاک میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ نے معاہدے کیلئے دخول جائز رکھا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ حجاز مقدس میں بلا اجازت داخل نہ ہوں اور تین دن سے زائد حجاز مقدس میں قیام نہیں کر سکتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ دو دین جزیرہ عرب میں جمع نہیں ہو سکتے اور اس کی طولی حد اقصی عدن سے ریف عراق تک ہے، اور عرضی حد جدہ اور اس کے ارد گرد کے علاقہ سے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ شام تک ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ سارے بلاد اسلام میں کافر بطور ذمی اور امان ٹھہر سکتا ہے لیکن شرعی غرض کے لئے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (الصاوی، ج۳، ص۴۱)

جزیہ:

﴿﴾ جزیہ سے مراد وہ رقم ہے جو اہل ذمہ (یعنی ذمی کافر) سے لی جائے اور اس کا نام جزیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ رقم ان کی جان کی حفاظت کے لئے کفایت کرتی ہے۔ (المفردات، ص۱۰۰)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسلمان پر کوئی جزیہ نہیں ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی الذمی یسلم، برقم ۳۰۵۳، ص۵۸۴)

یہاں سے معلوم ہوا کہ جزیہ مسلمان پر متعین نہیں ہوتا کہ جو بھی اسلام کے دامن میں آجائے اس پر جزیہ نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جزیہ کن لوگوں پر متعین ہوتا ہے؟ فقہائے کرام جزیہ کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے، ☆...... کافر ذمی سے کسی مقدار معین پر صلح ہوئی ہو کہ وہ سالانہ اتنا دیں گے اور اس میں کمی بیشی نہ کریں گے اور اس صورت میں شرع میں کوئی خاص مقدار متعین نہیں ہوتی بلکہ جتنے پر صلح ہو جائے وہی مقرر ہو جاتا ہے، ☆...... کسی ملک کو فتح کیا ہو اور کافروں کے املاک بدستور چھوڑ دیے جائیں اب سلطنت کی جانب سے ان پر جزیہ متعین کیا جائے اس کی مقدار یہ ہے کہ فقیر سے ہر ماہ ایک درہم لیا جائے، متوسط سے ہر ماہ دو درہم، امیر سے ہر ماہ چار درہم لئے جائیں۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہاں فقیر، متوسط اور امیر کسے کہتے ہیں؟ ایسا شخص جو دو سو درہم سے کم کا مالک ہو یا کسی بھی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر ہے، جو شخص دو سے لیکر دس ہزار سے کم کا مالک ہو وہ متوسط ہے اور جو ایسا ہے کہ دس ہزار یا اس سے زائد کا مالک ہے وہ امیر کی تعریف میں داخل ہوتا ہے۔

(الدرالمختار مع رد المحتار، کتاب الجهاد، باب العشر، ج۶، ص۳۱۷ وغیرہ، بهار شریعت، باب جزیہ کا بیان، حصہ نهم، ج۲، ص۴۴۸ وغیرہ)۔

☆......☆فردوا: مفسر کا قول فردوا یعنی ارتدوا ، رجعوا کے معنی ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بلند تھی اتنی کہ آٹھ میل تک سنائی دے۔ واد بین مکۃ و الطائف: حنین مکہ اور طائف کے مابین اٹھارہ میل دور ایک وادی کا نام ہے جیسا کہ خازن میں ہے۔

ھوازن: قبیلہ حلیمۃ السعد یہ کو کہتے ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۲۴۰، ملخصاً)

المنقادین: کی تفسیر لازم کے ساتھ کی گئی ہے یعنی ید کو الانقیاد سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے (الصاوی، ج۳، ص۴۳)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ﴾ عِيسٰى ﴿ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ لَامُسْتَنَدَ لَهُمْ عَلَيْهِ بَلْ ﴿يُضَاهِؤُنَ﴾ يُشَابِهُوْنَ بِهٖ ﴿قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ﴾ مِنْ آبَائِهِمْ تَقْلِيْدًا لَهُمْ ﴿قَاتَلَهُمُ﴾ لَعَنَهُمْ ﴿اللّٰهُ اَنّٰى﴾ كَيْفَ ﴿يُؤْفَكُوْنَ (۳۰)﴾ يُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ مَعَ قِيَامِ الدَّلِيْلِ ﴿اِتَّخَذُوْآ اَحْبَارَهُمْ﴾ عُلَمَاءِ الْيَهُوْدِ ﴿وَرُهْبَانَهُمْ﴾ عُبَّادَ النَّصَارٰى ﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ حَيْثُ اتَّبَعُوْهُمْ فِيْ تَحْلِيْلِ مَا حُرِّمَ وَتَحْرِيْمِ مَا اُحِلَّ ﴿وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْا﴾ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ ﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْا﴾ اَيْ بِاَنْ يَّعْبُدُوْا ﴿اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ ﴿عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۳۱)﴾ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ﴾ شَرْعَهٗ وَبَرَاهِيْنَهٗ ﴿بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ بِاَقْوَالِهِمْ فِيْهِ ﴿وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ﴾ يُظْهِرَ ﴿نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (۳۲)﴾ ذٰلِكَ ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ﴾ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ﴾ يُغَلِّبَهٗ ﴿عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ الْمُخَالِفَةِ لَهٗ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (۳۳)﴾ ذٰلِكَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ﴾ يَاْخُذُوْنَ ﴿اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ كَالرُّشَا فِي الْحُكْمِ ﴿وَيَصُدُّوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ مُبْتَدَاءٌ ﴿يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا﴾ اَيِ الْكُنُوْزَ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اَيْ لَايُؤَدُّوْنَ مِنْهَا حَقَّهٗ مِنَ الزَّكَاةِ وَالْخَيْرِ ﴿فَبَشِّرْهُمْ﴾ اَخْبِرْهُمْ ﴿بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۴)﴾ مُؤْلِمٍ ﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى﴾ تُحْرَقُ ﴿بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ﴾ تُوَسَّعُ جُلُوْدُهُمْ حَتّٰى تُوْضَعَ عَلَيْهَا كُلُّهَا وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (۳۵)﴾ اَيْ جَزَاءَهٗ ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ﴾ اَلْمُعْتَدِّ بِهَا لِلسَّنَةِ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ اَللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ﴾ اَيِ الشُّهُوْرِ ﴿اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ مُحَرَّمَةٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ ﴿ذٰلِكَ﴾ اَيْ تَحْرِيْمُهَا ﴿الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾

اَلْمُسْتَقِيْمُ ﴿فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ﴾ اَیِ الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ ﴿اَنْفُسَكُمْ﴾ بِالْمَعَاصِیْ فَاِنَّهَا فِيْهَا اَعْظَمُ وِزْرًا وَقِيْلَ فِی الْاَشْهُرِ كُلِّهَا ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً﴾ جَمِيْعًا فِیْ كُلِّ الشُّهُوْرِ ﴿كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ(۳۶)﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ﴾ اَیِ التَّاْخِيْرُ لِحُرْمَةِ شَهْرٍ اِلٰی آخَرَ كَمَا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَفْعَلُهُ مِنْ تَاْخِيْرِ حُرْمَةِ الْمُحَرَّمِ اِذَا اَهَلَّ وَهُمْ فِی الْقِتَالِ اِلٰی صَفَرٍ ﴿زِيَادَةٌ فِی الْكُفْرِ﴾ لِكُفْرِهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ فِيْهِ ﴿يُضَلُّ﴾ بِضَمِّ الْيَاءِ وَفَتْحِهَا ﴿بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ﴾ اَیِ النَّسِیْءَ ﴿عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا﴾ يُوَافِقُوْا بِتَحْلِيْلِ شَهْرٍ وَتَحْرِيْمِ آخَرَ بَدَلَهٗ ﴿عِدَّةَ﴾ عَدَدَ ﴿مَا حَرَّمَ اللّٰهُ﴾ مِنَ الْاَشْهُرِ فَلَا يَزِيْدُوْنَ عَلٰی تَحْرِيْمِ اَرْبَعَةٍ وَلَا يَنْقُصُوْنَ وَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلٰی اَعْيَانِهَا ﴿فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ﴾ فَظَنُّوْهُ حَسَنًا ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ(۳۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور یہود بولے عزیر اللہ کا بیٹا اور نصرانی بولے مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کا بیٹا......۱......ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں (جس پر ان کے پاس کوئی سند نہیں بلکہ) وہ نقل اتارتے ہیں (یعنی وہ ان باتوں کی مشابہت کرتے ہیں) جو اگلے کافر (یعنی محض اپنے آباء کی تقلید کرتے ہیں) مارے انہیں (قـتـلـهـم بمعنی لعنهم ہے) اللہ، کہاں (انی بمعنی کیف ہے) اوندھے جاتے ہیں (یعنی دلیل قائم ہونے کے باوجود حق سے پھر جاتے ہیں) انہوں نے اپنے پادریوں (یعنی علمائے یہود) اور جوگیوں (یعنی نصرانی عبادت گزاروں) کو اللہ کے سوا خدا بنالیا (حلال اشیاء کو حرام اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کے حوالے سے ان ارباب کی پیروی کرتے ہو ......۲......) اور مسیح بن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا (توریت اور انجیل میں) مگر یہ کہ عبادت کریں ایک اللہ کی (الا لیـعـبـدوا بمعنی بـان یـعـبـدوا ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے (یعنی اس کے لیے پاکیزگی ہے) شرک سے چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھادے ......۳......(یعنی اس کے بتائے ہوئے راستے اور دلائل ختم کردے) اپنے منہ سے (یعنی اپنی باتوں سے جو وہ کرتے ہیں) اور اللہ نہ مانے گا مگر یہ کہ پورا کرے (یعنی ظاہر کردے) اپنے نور کو پڑے برا مانیں کافر (اس بات کا) وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا (یعنی محمد ﷺ) ہدایت اور سچے دین کے ساتھ کہ اسے ظاہر (یعنی غالب) کردے سب دینوں پر (یعنی اس کے تمام مخالف ادیان پر) پڑے برا مانیں مشرک (اس بات کا) اے ایمان والو بیشک بہت پادری اور جوگی کھاتے ہیں (یا کلون بمعنی یاخذون ہے) لوگوں کا مال ناحق ......۴......(جیسا کہ مقدمات میں رشوت لینا) اور روکتے ہیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی اس کے دین سے) اور وہ کہ (الـذیـن مبتداء ہے) جو جوڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے (یعنی مال کو) اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ......۵......(یعنی اس میں

سے اس کا حق یعنی زکوۃ وخیرات نہیں ادا کرتے) انہیں خوشخبری سناؤ (فبشرھم بمعنی اخبرھم ہے) دردناک (یعنی سخت تکلیف دہ) عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر داغیں گے (یعنی جلائیں گے) اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (ان کی کھالیں اتنی دراز کردی جائیں گی کہ اس پر سب مال آجائے اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا (یعنی اس جوڑنے کا بدلہ) بیشک مہینوں کی گنتی (جس سے مال کا شمار حساب کیا جاتا ہے) اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتب میں (یعنی لوح محفوظ......میں) جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے (یعنی مہینے اسی وقت سے ہیں) ان میں سے چار حرمت والے ہیں (یعنی محترم ہیں ذوالقعدہ ، ذوالحجۃ ، محرم اور، رجب) یہ (یعنی مہینوں کی حرمت) سیدھا دین ہے (قیم بمعنی مستقیم ہے) تو ان مہینوں میں ظلم نہ کرو (یعنی حرمت والے مہینوں میں) اپنی جانوں پر (نافرمانی کر کے ، اس لئے کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم کرنا بڑا گناہ ہے اور بعض نے کہا کہ تمام مہینے مراد ہیں) اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو (یعنی ہر مہینے میں) جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (مدد اور نصرت کے ذریعے) ان کا مہینہ پیچھے ہٹانا نہیں مگر (یعنی حرمت والے مہینے کو دوسرے کی طرف بدل دینا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا اگر عین حالت جنگ میں محرم کا چاند ہو جاتا تو اس کی حرمت صفر کی طرف منتقل کر دیتے) کفر میں بڑھنا ہے (یعنی اللہ کے اس حکم میں کفر کرنا ہے) گمراہ کیے جاتے ہیں (یضل یاء کی ضمہ اور فتحہ کے ساتھ ہے) کافر اسے حلال ٹھہراتے ہیں (یعنی مہینے پیچھے ہٹانے کو) ایک برس اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ برابر ہو جائیں (یعنی موافق ہو جائیں تحلیل والے مہینوں کا تحریم والے مہینوں سے بدلنا) گنتی (عدۃ بمعنی عدد ہے) جو اللہ نے حرام فرمائیں (مہینوں میں، غرض کہ حرمت کو چار مہینوں سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے اور نہ گھٹنے دیتے ہیں لیکن بعینہ حرمت والے مہینوں پر نگاہ نہیں کرتے) اور اللہ کے حرام کیے ہوئے حلال کرلیں اور ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں (یعنی وہ انہیں اچھا گمان کرتے ہیں) اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم﴾

و: عاطفہ......قالت الیھود: قول......عزیر: مبتدا......ابن اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......و: عاطفہ......قالت النصری: قول......المسیح ابن اللہ: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......ذلک: مبتدا......قولھم: ذوالحال ، بافواھھم: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل قتلھم اللہ انی یوفکون﴾.

یضاھئون: فعل با فاعل......قول: مضاف......الذین: موصول......کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......من قبل: ظرف

مستقر حال،ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قـاتـلهم الله: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ......انی : اسم استفہام حال مقدم،یؤفکون: فعل مجہول واؤضمیر ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتـخـذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحنه عما يشركون﴾.

اتـخـذوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... مـاامـروا: فعل نفی با نائب الفاعل......الا: اداۃ حصر......لام: جار ،یـعـبـدوا: فعل بافاعل......الـهـا: موصوف......واحـد : صفت ثانی......سبـحـن: مصدر مضاف......ہ: مضاف الیہ فاعل ،عـمـایشرکون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "نسبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، احبارهم: معطوف علیہ،ورهبانهم: معطوف اول،والمسيح ابن مريم: معطوف ثانی،ملکر مفعول اول......اربابا: موصوف......من دون الله: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم﴾.

يريدون: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......يطفئوا نور الله بافواههم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكفرون﴾.

و: عاطفہ......يـابى: جاری مجری "لم ترد" فعل...... الـله: فاعل...... الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......يتم: فعل هو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ...... كره الكفرون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "لاتـمه ولم يبال بكراهتهم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،ملکر فاعل......نوره: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون﴾.

هو: مبتدا......الذى : موصول......ارسل رسولـه : فعل بافاعل ومفعول......ب: جار......هـدى ودين الحق : مجرور،ملکر ظرف لغو...... لام: جار......يظهر: فعل هو ضمیر مستتر ذوالحال......و: حالیہ......لو: وصلیہ...... كره المشركون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل......ہ: ضمیر مفعول......عـلـى : جار......الـديـن: مؤکد...... كـلـه: تاکید،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يايها الذين امنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل ويصدون عن سبيل الله﴾.

يـايهـاالـذين امنوا: جملہ ندائیہ...... ان: حرف مشبہ...... كثيرا: موصوف......من: جار......الاحبار: معطوف علیہ

،والرھبان: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم......لام: تاکیدیہ......یاکلون: فعل بافاعل......اموال الناس: ذوالحال......بالباطل: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یصدون عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم﴾.

و: عاطفہ،الذین: موصول،یکنزون الذھب والفضة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،لاینفقونھا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،بشرھم بعذاب الیم: فعل امر با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم﴾

یوم: مضاف......یحمی: فعل مجہول ہوضمیر مستتر راجع بسوئے "النار" نائب الفاعل، علیھا: ظرف لغو اول،فی نار جھنم: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ف: عاطفہ،تکوی بھا: فعل مجہول وظرف لغو،جباھھم وجنوبھم وظھورھم: معطوف علیہ ومعطوفان،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون﴾.

ھذا: مبتدا......ماکنزتم لانفسکم: موصول صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......ف: فصیحہ......ذوقوا: فعل امر بافاعل......ماکنتم تکنزون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان عدة الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتب اللہ یوم خلق السموت والارض منھا اربعة حرم﴾.

ان: حرف مشبہ......عدة الشھور: ذوالحال......عند اللہ: مبدل منہ......یوم خلق السموت والارض: بدل، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم......اثنا عشر: ممیز......شھرا: تمیز،ملکر موصوف......فی کتب اللہ: ظرف مستقر صفت اول......منھا: ظرف مستقر خبر مقدم......اربعة حرم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم﴾.

ذلک: مبتدا......الدین القیم: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......لاتظلموا: فعل نہی بافاعل ،فیھن: ظرف لغو......انفسکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقاتلوا المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافة﴾.

و: عاطفہ......قاتلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......کافة: حال،ملکر فاعل......المشرکین: مفعول......کاف: جار ،ما: مصدر......یقاتلون: فعل واو ضمیر ذوالحال......کافة: حال،ملکر فاعل......کم: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر

ظرف مستقر "قتالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلموا ان اللہ مع المتقین﴾.

و: عاطفہ، اعلموا: فعل امر با فاعل، ان اللہ مع المتقین: حرف مشبہ واسم و خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ زین لہم سوء اعمالہم﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... النسی: مبتدا...... زیادۃ فی الکفر: شبہ جملہ خبر اول...... یضل بہ: فعل وظرف لغو، الذین کفروا: ذوالحال...... یحلونہ عاما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یحرمونہ عاما: فعل با فاعل ومفعول وظرف...... لام: جار...... یواطئوا: فعل با فاعل...... عدۃ: مضاف...... ماحرم اللہ: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... یحلوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... زین لہم سوء اعمالہم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل ،ماحرم اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل یضل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ لا یھدی القوم الکفرین﴾. و: عاطفہ اللہ: مبتدا، لایھد ی القوم الکفرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... وقالت الیھود عزیر ابن اللہ...... ☆ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں یہود کی ایک جماعت آئی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اتباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا نہیں سمجھتے۔

☆...... والذین یکنزون الذھب والفضۃ...... ☆ سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعین زکوۃ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ اللہ ﷻ نے احبار اور رہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر دلایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوۃ دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی ہو اور جس کی زکوۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغا جائے گا۔ رسول کریم ﷺ سے اصحاب نے عرض کی کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا پھر کونسا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے؟ فرمایا "ذکر والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اس کے ایمان پر مدد کرے" یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت و عبادت کا شوق بڑھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

یہود ونصاری کا حد سے تجاوز:

۱......یہود ونصاری دونوں ہی فریقوں پر لعنت ہو کہ انہوں نے اللہ عزوجل کی شان کے بارے حد سے تجاوز کیا اور یہ گمان کیا کہ عزیر اور عیسی اللہ عزوجل کے بیٹے ہیں اور یہ اللہ کے بارے میں بہت بڑی بات انہوں نے کردی، اس گمان پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور انہوں نے سوائے مجرد قول اور اپنے سابقہ آباء کی تقلید میں ان کے مشابہ یہ بات کہی تھی جو ان کے دلوں میں پائی جاتی تھی۔

(البداية والنهاية،باب ان الله منزه عن الولد،ج۱،ص۴۵٦)

حافظ ابو القاسم بن عساکر لکھتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا نام عزیر بن جروۃ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ ابن سوریق بن عدیا بن ایوب بن درزنا بن عری بن تقی بن اسبوع بن فنحاص بن العازر بن ہارون بن عمران تھا، بعض آثار میں یہ بھی آیا ہے کہ عزیر بن سروخا ہے۔ ان کی قبر مبارک دمشق میں ہے۔ آپ علیہ السلام کی عمر مبارک جب چالیس سال ہوئی تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو حکمت عطا فرمائی آپ علیہ السلام سے زیادہ کسی کو بھی توریت نہ تو حفظ تھی اور نہ ہی کوئی آپ علیہ السلام سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ جب بادشاہ بخت نصر کی ظلم کاریاں انتہا کو پہنچنے لگیں اور وہ لوگوں پر ظلم وزیادیاں کرنے لگا، ساتھ ہی توریت کے نسخے بھی اس نے جلانے شروع کردیئے، حضرت عزیر علیہ السلام کے والد گرامی سروخا نے بخت نصر کے ایام میں ایک مقام پر توریت چھپا دی تھی جس کے بارے میں حضرت عزیر علیہ السلام کے سوا کوئی اور نہ جانتا تھا، حضرت عزیر علیہ السلام لوگوں کو اس جگہ لے گئے اور توریت کو کھود نکالا، اس کے اوراق گل گئے تھے اور لکھائی مٹ چکی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور قوم آپ علیہ السلام کے اطراف میں بیٹھ گئی۔ آسمان سے دو ستارے نازل ہوئے اور حضرت عزیر علیہ السلام کے پیٹ میں داخل ہوگئے اور ان کو توریت یاد آگئی اور انہوں نے بنی اسرائیل کے لئے از سر نو توریت لکھوادی، جب بنی اسرائیل نے حضرت عزیر علیہ السلام سے یہ غیر معمولی امور دیکھے تو بغیر کسی دلیل کے کہنے لگے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا شمار بنی اسرائیل کے انبیائے کرام میں سے ہوتا ہے، اور یہ داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام ویحیی علیہ السلام کے مابین ہوئے ہیں اور یہ اس وقت بھی توریت کے حافظ تھے جب کہ بنی اسرائیل میں کوئی اور توریت کا حافظ نہ تھا، اللہ عزوجل نے انہیں بطور الہام حفظ کرایا اور آپ علیہ السلام بنی اسرائیل سے بڑی تفصیل سے کلام کیا کرتے تھے۔

(قصص الانبیاء،قصة العزیر،ص۳۷۱،ملخصاًو ملتقطاً)

یہود کے اس مقالے کی وجہ حضرت ابن عباس نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام ان کے مابین موجود تھے اور تورات بھی ان کے پاس تھی اور تابوت سکینہ بھی ان کے پاس تھا لیکن انہوں نے تورات کو ضائع کردیا اور ناحق باتوں پر عمل کرنے لگے اللہ عزوجل نے ان کے پاس سے تابوت سکینہ اٹھا لیا اور انہیں تورات بھلا دی اور ان کے دلوں سے اسے (یعنی تورات کو) محو کردیا تو حضرت عزیر علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی جناب میں گڑگڑا کر دعا کی کہ وہ انہیں یعنی بنی اسرائیل کو تورات واپس دے دے اسی دوران جب کہ وہ اللہ عزوجل کی جناب میں گریہ وزاری فرما رہے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا جو کہ ان کے پیٹ میں داخل ہوگیا اور انہوں نے اپنی قوم کو

اجازت دی اور فرمایا کہ اے قوم: اللہ ﷻ نے تورات میری جانب لوٹا دی ہے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ انہیں تورات کی تعلیم دینے لگے اور جتنی مدت اللہ ﷻ نے چاہی آپ علیہ السلام ان میں موجود رہے حضرت عزیر علیہ السلام کے رخصت ہو جانے کے بعد انہیں تابوت سکینہ بھی دے دیا گیا پھر جب ان کے پاس تابوت آیا اور انہوں نے اس میں تورات دیکھی اور حضرت عزیر علیہ السلام سے سیکھی ہوئی تورات سے اس کا موازنہ کیا تو فرمایا کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر اس کرم نوازی کی وجہ صرف یہ ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب ہے، بہر حال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بیمار پر ہاتھ مبارک پھیرتے تو وہ اس بیماری سے نجات پا جاتا ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے اکیاسی ۸۱ سال تک دین حق پر تھے وہ قبلہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ انکے اور یہود کے مابین جنگ ہوئی یہود میں ایک شخص بڑا بہادر تھا اور اس کا نام بولص تھا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کو قتل کر دیا پھر بولص نے یہود سے کہا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق پر تھے تو ہم نے تو ان کا انکار کیا ہے اور ہمارا ٹھکانہ تو جہنم بن گیا ہے اور ہم تو خسارہ اٹھانے والے ہو جائیں گے کہ ہم تو جائیں جہنم میں اور وہ لوگ جنت میں جائیں۔ میں (بقول بولص) عیسائیوں کو راہ سے بہکانے کا ایک حیلہ کرتا ہوں تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ جہنم میں داخل ہوں اس نے اپنے گھوڑے جس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں اور پھر اظہار ندامت اور توبہ کرنے لگا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا پھر اس کے پاس نصرانی آئے اور کہنے لگے کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہارا دشمن بولص ہوں، مجھے آسمان سے ایک ندا آئی ہے کہ تمہاری توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ تم نصرانی نہ ہو جاؤ، میں نے اب توبہ کی ہے نصرانی اسے اپنے کنیسہ میں لے گئے اور وہ نصرانی بن گیا وہ سال بھر تک اس کنیسہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے انجیل سیکھ لی پھر باہر نکلا اور کہا کہ مجھے یہ ندا آئی ہے کہ اللہ ﷻ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے نصرانیوں نے اس کی تصدیق کر دی اور اسے پسند کرنے لگے، یہ بولص ان میں بڑی شان کا مالک بن گیا۔ پھر اس نے ان میں سے تین آدمیوں سے عہد لیا جن میں ایک نسطور، دوسرا یعقوب اور تیسرا ملکان تھا، بولص نے نسطور کو یہ سکھا دیا کہ عیسیٰ مریم اور الہ تین خدا ہیں، یعقوب کو یہ سکھا دیا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہیں بلکہ اللہ کے بیٹے ہیں اور ملکان کو یہ سکھا دیا کہ عیسیٰ بھی اللہ کی طرح ہمیشہ رہیں گے، جب وہ تینوں اپنے عقائد میں پختہ ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کو خلوت میں بلا کر کہا کہ تو میرا خاص (خلیفہ) ہے تم سب لوگوں کو اپنے اپنے سکھائے جانے کے مطابق لوگوں کو دعوت دینا اور بولص نے یہ بھی کہا کہ میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ کو دیکھا ہے اور وہ مجھ سے راضی ہیں اور اس نے تینوں سے کہا کہ میں کل اپنے آپ کو رضائے عیسیٰ کی خاطر قتل کروں گا تم مختلف جگہوں پر کوچ کرنا چنانچہ اس کے مرنے کے تین دن کے بعد ان تینوں نے مختلف جگہوں کی جانب کوچ کیا ایک روم کی جانب چل دیا، دوسرا بیت المقدس کی جانب اور تیسرا بیت المقدس کی دوسری جانب، اب ہر ایک نے اپنے دین کی دعوت دینی شروع کر دی ہر ایک کے کچھ نہ کچھ پیروکار بن گئے باہم اختلاف کی بنا پر ان میں جنگ چھڑ گئی اور آپس میں

لڑنے مرنے لگے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۴۳)

جس دن سے نصاری نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں اس کلمۂ باطل (یعنی عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں) کا تلفظ کیا ہے، اس وقت سے لیکر قیامت تک ان پر متواتر لعنت پڑتی رہے گی اور ان کی باطل کاریوں، اعمال کی قلت، کثرت جہالت، اور ان کے کفریہ اقوال کے رد میں کئی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ باطل کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اور اس میں بہت زیادہ اختلاف اور تعارض ہوتا ہے جب کہ حق میں کوئی اختلاف اور اضطراب نہیں پایا جاتا۔ (البدایة والنهایة، باب ان الله منزه عن الولد، ج ۱، ص ۴۵۸)

جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول حرام کریں:

۲۔۔۔۔۔عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عدی! اس بت کو اپنے گلے سے اتار دے''، عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اتار دیا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۳۱) تلاوت فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے علماء وصوفیاء کی عبادت تو نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ علماء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام نہیں کرتے اور تم بھی انہیں حرام سمجھتے ہو اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کہتے ہیں اور تم بھی ان کو حرام سمجھتے ہو''۔ عدی فرماتے ہیں میں نے عرض کی کہ واقعی یہ بات تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی ان کی عادت ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة التوبة، رقم: ۳۱۰۶، ص ۸۸۲)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین کو بادشاہوں، علماء سوء اور بے علم صوفیاء نے تبدیل کیا ہے (المظهری، ج ۳، ص ۲۷۷)

جن چیزوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حرام نہ کریں، وہ مباح یعنی جائز ہوا کرتی ہیں، مثلاً میلاد، فاتحہ خوانی، نذر و نیاز اور اسی طرح کی اور کئی جائز و مباح امور کو ناجائز کہنا دین پر افتراء باندھنا ہے اور ایسا کام کوئی نادان تو کر سکتا ہے، ذی شعور کی مجال نہیں ہونی چاہیے۔

اللہ کے نور سے مراد جملہ امور شرعیہ ہیں:

۳۔۔۔۔۔مفسر کے قول شرعہ و براهینہ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کو مٹادنے سے مراد اس کی شریعت کے جملہ امور امر و نواہی سے متعلق احکام کی مخالفت کرنا ہے، اور براهین سے مراد اس کی وحدانیت اور شرکاء اور اولاد سے منزہ ہونے کے متعلق روشن دلائل ہیں، اور دلائل کو نور کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس سے حق کی جانب ہدایت و معرفت حاصل ہوتی ہے۔ کرخی کے قول کے مطابق اس سے مراد وہ ہے جس سے محسوسات کی جانب رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

خازن میں ہے کہ کفار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس کی تکذیب کے ذریعے ابطال کا ارادہ کرتے تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نور سے مراد وہ دلائل ہیں جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) مراد وہ

معجزات باہرہ ہیں جو کہ آپ ﷺ کے دست حق پرست سے صادر ہوئے اور آپ ﷺ کی صدق نبوت پر دلالت کرنے والے ہیں (۲) مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے جو کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے نازل ہوا اور آپ ﷺ کی صدق نبوت کے لئے دائمی معجزہ ہے۔ (۳) نور سے مراد وہ دین اسلام ہے جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا اور جس میں سوائے اللہ کی تعظیم، اس کی ثناء و توصیف، اس کے اوامر کی بجا آوری، نواہی سے پرہیز، اس کی طاعت گزاری، اسی کی عبادت کا حکم، اس کے علاوہ دوسرے معبودوں سے بیزاری اختیار کرنا، یہ وہ روشن اور واضح دلائل ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کی صدق نبوت پر دال ہیں۔ پس جو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس کے ابطال کا ارادہ کرے تحقیق وہ اپنے مقصد میں خائب و خاسر رہا اور اس کا عمل باطل گیا۔ (الجمل، ج۳، ص۲٤۷)

علامہ صاوی اس بارے میں انتہائی اہم اور ایمان افروز نکتہ بیان فرماتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ **وسمی نورا لانه ینور البصائر و یهدیها للرشاد ولانه اصل کل نور حسی و معنوی** یعنی سید عالم ﷺ کو آیت مبارکہ میں نور کہا گیا ہے اسلئے کہ حضور ﷺ ایسا نور ہیں جو عقلوں کو روشن کرتے ہیں اور انہیں ہدایت کی راہ پر گامزن کرتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ آپ ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۰۳)

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں میری ماں نے جب مجھے بطن میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے زمین شام کے محلات روشن ہو گئے''۔ ایک روایت میں ہے کہ بُصری کے محلات روشن ہو گئے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئے۔

(سبل الهدی والرشاد، باب فی وضعه ﷺ والنور الذی، ج۱، ص۳٤۱ وغیرہ)

یہ تو ایک خصوصیت کے بارے میں ہم نے چند حوالا جات اکٹھے کئے حضور ﷺ تمام اوصاف و کمالات نبوت و رسالت سے متصف ہیں۔ اگر ان کے کمالات کو کوئی شمار کرنا چاہے تو اس کی زندگی تو ختم ہو سکتی ہے حضور ﷺ کے کمالات و مناقب کا کما حقہ احاطہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، جہاں تک نور محمدی کا تعلق ہے تو ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہماری نظر سے ایسی کوئی حدیث نہیں گزری کہ جس میں یہ ملتا ہو کہ والدہ ماجدہ نے فرمایا ہو کہ مجھ سے بشر نے خروج کیا یا مجھ سے بشر ظاہر ہوا۔ ہاں ہمارا عقیدہ صرف یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور آپ ﷺ صورۃً بشر ہیں بے عیب، بے مثل، بے مثال، افضل البشر۔

رشوت کی تعریف :

☆.....رشد راء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو حق یا باطل کو ثابت کرنے کے لئے دیا جائے یعنی حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دینے کے لئے دیا جانے والا مال رشوت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص۱۱٤)

قانون سازی کے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لے کر بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں نے طرح طرح سے لوگوں کو لوٹا

شروع کردیا۔عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کرتا تھا۔اس کے نائب بھی بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کرتا تھا۔بادشاہوں،شہزادوں،امراء،وزراء اور قوم کے دولتمند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردیا کرتے اور اس طرح ان سے منہ مانگے نذرانے وصول کرتے۔رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز رہا کرتے۔لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اترے کہ یہی بدکاریاں اگر اسلام کے عالم اور پیر کریں گے تو وہ بھی اسی طرح مجرم قرار دیئے جائیں گے بلکہ ان کا جرم اور زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ سید المرسلین ﷺ کی آخری شریعت کے امین و نگہبان ہیں۔ (ضیاء القرآن، ج۲، ص۱۹۹)۔

مال کی زکوۃ نہ دینے پر وعیدیں:

۵...... مال کی زکوۃ نہ دینے پر وعیدیں، یہ ایسا موضوع ہے جس کے بارے میں ہر خاص و عام جس کا دین سے کچھ نہ کچھ لگاؤ ہو وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے مال میں سے خرچ کرنے کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن اس کے لئے ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کے دو زہریلے ڈنک ہونگے، اس سانپ کو اس کا طوق بنادیا جائے گا، پھر وہ اس کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا، پھر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں''، پھر آپ ﷺ نے سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۱۸۰ تلاوت فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، رقم:۱۴۰۳، ص۲۲۶)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے فرمایا ''کوئی سونے اور چاندی کا مالک ایسا نہیں ہے کہ اس مال کا حق نہ دے اور وہ مال قیامت کے دن اس کے لئے دروازوں کے تختوں کی صورت میں نہ آئے، پھر ان تختوں کو آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُن تختوں سے (صاحب مال کو زکوۃ ادا نہ کرنے کی بناء پر) اس کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، اس دن کی مقدار پانچ سو سال ہوگی اور عذاب کا سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے پھر مخلوق اپنا راستہ جنت یا جہنم کی جانب دیکھ لے گی''۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''دینار دینار پر اور درہم درہم پر نہ رکھا جائے گا لیکن اللہ عزوجل صاحب مال کی کھال کو وسیع کردے گا پھر اس مال کے ذریعے صاحب مال کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ ہے تیرا وہ مال جو تو نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو اپنے جمع کئے مال کا مزہ چکھو''۔

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مال والے کو خوشخبری سنا دو کہ (زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں) ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۴۱۹)

لوح محفوظ کیا ھے؟

٦......لوح محفوظ سفید موتی کی بنی ہوئی تختی ہے جس کا طول آسمان و زمین کے درمیانی حصہ جتنا ہے، اور اس کا عرض مشرق سے لے کر مغرب کے مابین کے فاصلہ کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفاتر سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم نور کے ہیں تو کلام عرش کے ساتھ معقود ہے اور اس کی اصل فرشتے کی روک ہے۔ انس بن مالک وغیرہ سلف صالحین نے کہا کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل کی پیشانی میں ہے، اور مقاتل کے قول کے مطابق لوح محفوظ عرش کے دائیں جانب ہے۔

(البداية والنهاية، باب ذكر اللوح المحفوظ، ج۱، ص۱۰۵)

☆......☆انی یوفکون: میں استفہام تعجب پایا جاتا ہے، اور یہ استفہام خلق کی جانب راجح ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل کو کوئی بات تعجب میں ڈالنے والی نہیں ہے، یہ کلام اہل عرب کی عادت کے مطابق ان سے کیا گیا ہے، پس اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لئے ان کے حق کو ترک کرنے اور ان کے باطل پر مصر رہنے کی وجہ سے یہ بات عجیب بنا دی۔ المخالفة له: حسب تقاضائے حکمت دیگر ادیان کو اس دین کے ذریعے منسوخ کردے، اور یہ جملہ ﴿جميع الاديان المخالفة له﴾ سابقہ جملے ﴿على الدين كله﴾ کے بیان اور وضاحت کے لئے ہے۔ اور کافروں کے وصف شرک کو بعد وصف کفر کے ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے ہے کہ وہ رسول کی رسالت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کا شریک بھی ٹھہراتے تھے۔ (الجمل، ج۳، ص۲٤٦ وغیرہ)

کنز: کی جمع کنوز ہے اس سے مراد وہ مال ہے جو زمین میں دفن ہو۔ (التعريفات، ص۱۷۸)

ای جزائه: مفسر کے قول ای جزاؤه میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام مبارکہ میں مضاف حذف ہے (ای وبال کونکم تکنزون) اس لئے کہ کنز کو چکھا تو نہیں جا سکتا اور یہ عذاب صاحب مال کو زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے قیامت میں ہوگا۔

محرمة: بمعنی معظمة و محترمة ہے: کہ جس میں طاعات کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص٤٦ وغیرہ)۔

ليواطئوا: يحرمون کے متعلق ہے یا اس فعل کے متعلق ہے جو ان دونوں مذکورہ فعلوں کے مجموعہ پر دلالت کرتا ہے، یعنی وہ موافقت پیدا کرنے کی خاطر ایسا کرتے۔ مواطاة کا معنی موافقت ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حرام کردہ چار مہینوں کی تعداد میں موافقت پیدا کرنے کے لئے ایسا کرتے تھے۔ پس جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا ہوتا اسے حلال کرتے تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد میں زیادتی نہ ہو جائے۔ وہ صرف تعداد کی رعایت رکھتے تھے وقت کی رعایت نہیں کرتے۔ (المظهری، ج۳، ص۲۸٦)

رکوع نمبر: ۱۲

وَنَزَلَ لَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ اِلٰى غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانُوْا فِيْ عُسْرَةٍ وَشِدَّةِ حَرٍّ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الْمُثَلَّثَةِ وَاجْتِلَابِ هَمْزَةِ الْوَصْلِ اَيْ تَبَاطَأْتُمْ وَمِلْتُمْ عَنِ الْجِهَادِ ﴿اِلَى الْاَرْضِ﴾ وَالْقُعُوْدِ فِيْهَا وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ وَلَذَّاتِهَا ﴿مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾ اَيْ بَدَلَ نَعِيْمِهَا ﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي﴾ جَنْبِ مَتَاعِ ﴿الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (٣٨)﴾ حَقِيْرٌ ﴿اِلَّا﴾ بِاِدْغَامِ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ لَا فِي الْمَوْضَعَيْنِ ﴿تَنْفِرُوْا﴾ تَخْرُجُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلْجِهَادِ ﴿يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ مُؤْلِمًا ﴿وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾ اَيْ يَأْتِيْ بِهِمْ بَدَلَكُمْ ﴿وَلَا تَضُرُّوْهُ﴾ اَيِ اللّٰهَ اَوِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿شَيْئًا﴾ بِتَرْكِ نَصْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُ دِيْنِهٖ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٣٩)﴾ وَمِنْهُ نَصْرُ دِيْنِهٖ وَنَبِيِّهٖ ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ﴾ اَيِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ﴾ حِيْنَ ﴿اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ مِنْ مَكَّةَ اَيْ اَلْجَأَهٗ اِلَى الْخُرُوْجِ لَمَّا اَرَادُوْا قَتْلَهٗ اَوْ حَبْسَهٗ اَوْ نَفْيَهٗ بِدَارِ النَّدْوَةِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ حَالٌ اَيْ اَحَدُ اِثْنَيْنِ وَالْآخَرُ اَبُوْ بَكْرٍ، اَلْمَعْنٰى نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مِثْلِ تِلْكَ الْحَالَةِ فَلَا يَخْذِلُهٗ فِيْ غَيْرِهَا ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿هُمَا فِي الْغَارِ﴾ نَقْبٌ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَدْ قَالَ لَهٗ لَمَّا رَاٰى اَقْدَامَ الْمُشْرِكِيْنَ لَوْ نَظَرَ اَحَدُهُمْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرْنَا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ بِنَصْرِهٖ ﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ طَمَأْنِيْنَتَهٗ ﴿عَلَيْهِ﴾ قِيْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقِيْلَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ﴿وَاَيَّدَهٗ﴾ اَيِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ مَلٰئِكَةٌ فِي الْغَارِ وَمَوَاطِنِ قِتَالِهٖ ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اَيْ دَعْوَةَ الشِّرْكِ ﴿السُّفْلٰى﴾ اَلْمَغْلُوْبَةَ ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ﴾ اَيْ كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ ﴿هِيَ الْعُلْيَا﴾ اَلظَّاهِرَةُ الْغَالِبَةُ ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (٤٠)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾ نِشَاطًا وَغَيْرَ نُشَّاطٍ وَقِيْلَ اَقْوِيَاءَ وَضُعَفَاءَ اَوْ اَغْنِيَاءَ وَفُقَرَاءَ وَهِيَ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ ﴿وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٤١)﴾ اَنَّهٗ خَيْرٌ لَّكُمْ فِيْهِ تَثَاقَلُوْا وَنَزَلَ فِي الْمُنَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا ﴿لَوْ كَانَ﴾ مَا دَعَوْتَهُمْ اِلَيْهِ ﴿عَرَضًا﴾ مَتَاعًا مِنَ الدُّنْيَا ﴿قَرِيْبًا﴾ سَهْلَ الْمَاْخَذِ ﴿وَّسَفَرًا قَاصِدًا﴾ وَسَطًا ﴿لَّاتَّبَعُوْكَ﴾ طَلَبًا لِلْغَنِيْمَةِ ﴿وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ﴾ اَلْمَسَافَةُ فَتَخَلَّفُوْا ﴿وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ﴿لَوِ اسْتَطَعْنَا﴾ اَلْخُرُوْجَ ﴿لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (٤٢)﴾ فِيْ قَوْلِهِمْ ذٰلِكَ.

﴿ترجمہ﴾

(اور آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک ﷺ نے لوگوں کو تبوک......۱ کے لئے بلایا اور لوگ اس وقت تنگی کا شکار تھے شدید گرمی تھی لہذا ان پر شاق گزرا) اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھل ہو جاتے ہو (اثاقلتم میں دراصل تاء کا ثاء میں ادغام ہے اور ابتداء میں ہمزہ وصل لایا گیا ہے تاکہ ساکن سے کلمے کی ابتداء نہ ہو یعنی تم سست پڑ گئے اور جہاد سے کنارہ کشی کی) زمین پر (یعنی زمین پر بیٹھ جاتے ہو اور ما استفہامیہ توبیخ کیلئے ہے) کیا تم نے دنیا کی زندگی (اور اس کی لذتیں) آخرت کے بدلے (یعنی آخرت کی نعمتوں کے بدلے) پسند کرلیں اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے (اسباب کے) سامنے نہیں مگر تھوڑا (قلیل بمعنی حقیر ہے) اگر (الا میں لام کا اِن شرطیہ کے نون میں ادغام ہے، دونوں جگہوں پر) تم نہ کوچ کرو گے (یعنی نبی پاک ﷺ کے ساتھ جہاد کے لئے نہ نکلو گے) تو تمہیں سخت سزا دے گا (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا (یعنی تمہارے بدلے اور لوگ لے آئے گا......۲) اور تم اس کا نہ بگاڑ سکو گے (اللہ ﷻ یا نبی پاک ﷺ کا) کچھ بھی (یعنی اس کی مدد نہ کر کے اسلئے کہ اللہ ﷻ اپنے دین کی خود مدد کرنے والا ہے) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں اس کے دین اور اس کے نبی کی مدد کرنا بھی داخل ہے) اگر تم محبوب (یعنی نبی پاک ﷺ) کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب (اذ بمعنی حین ہے) انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (یعنی انہیں مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا، جب کفار نے دار الندوہ میں ان کے قتل، قید اور جلا وطن کرنے کا منصوبہ بنایا) صرف دو جان سے (ثانی اثنین حال ہے یعنی دو میں سے ایک آپ ﷺ اور دوسرے ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے......۳ مطلب یہ کہ اس نازک حالت میں آپ ﷺ کی مدد فرمائی تو دوسری حالتوں میں بھی آپ ﷺ کو نہ چھوڑے گا) جب (یہ اذا قبل اذ سے بدل ہے) وہ دونوں غار میں تھے (یعنی جبل ثور کی غار میں......۴) جب (یہ اذ بدل ثانی ہے) اپنے یار سے فرماتے تھے (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، جب کہ ان کی نظر مشرکوں کے قدموں پر پڑی اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر انہوں نے نیچے دیکھ لیا تو ہم نظر آجائیں گے......۵) غم نہ کھا بیشک اللہ (یعنی اس کی مدد) ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اپنا سکینہ (یعنی اطمنان) اتارا اس پر (بعض نے کہا کہ نبی پاک ﷺ پر اور بعض نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر) اور اس کی (یعنی نبی پاک ﷺ کی) مدد فرمائی فوجوں سے جو تم نے نہ دیکھیں (فرشتے جو غار میں اور میدان جنگ میں لڑے......۶) اور کافروں کی بات (یعنی دعوت شرک) نیچے ڈالی (مغلوب کردی) اور اللہ ہی (یعنی کلمہ شہادت ہی) کا بول بالا ہے (جو کہ ظاہر، غالب ہے) اور اللہ غالب (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے (یعنی مستعد ہو کر یا مستعد نہ ہو کر اور بعض نے کہا کہ قوی ہوتے ہوئے یا کمزور ہوتے ہوئے یا غنی ہوتے ہوئے یا فقیر ہوتے ہوئے اور یہ آیت لیس علی الضعفاء ......الخ سے منسوخ ہے) اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانو (بیشک راہ خدا میں نکلنا تمہارے لیے بھلا ہے تو بوجھل نہ ہو جاؤ

اور آیت مبارکہ ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جہاد سے پیچھے رہ گئے ......یے......) اگر کوئی (جس کی طرف تم انہیں دعوت دیتے ہو) مال (یعنی متاع دنیا) قریب (یعنی آسانی سے حاصل ہونے والا) یا متوسط (یعنی اوسط درجے کا) سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے (طلب غنیمت کیلئے) مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا (یعنی سفر کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے) اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے (جب تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے) کہ ہم سے بن پڑتا (نکلنا) تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں (جھوٹے حلف اٹھا کر) اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بیشک ضرور جھوٹے ہیں (اپنے اس قول میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض﴾.

یایهاالذین امنوا: جملہ ندائیہ،ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،کم: ضمیر ذوالحال، اذا: ظرفیہ شرطیہ،قیل لکم: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قول، انفروا ...... الله: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر شرط، اثاقلتم: فعل بافاعل،الی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ارضیتم بالحیوة الدنیا من الاخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الاخرة الا قلیل﴾.

همزه: حرف استفہام......رضیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال......بالحیوة الدنیا: ظرف لغو......من الاخرة: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......ما: نافیہ......متاع الحیوة الدنیا: ذوالحال...... فی الاخرة: ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا......الا: اداۃ حصر......قلیل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروه شیئاوالله علی کل شیء قدیر﴾.

ان: شرطیہ......تنفروا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یعذبکم عذابا الیما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ،یستبدل: فعل بافاعل......قوما: موصوف......غیرکم: صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف...... و: عاطفہ،لاتضروه شیئا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔و: عاطفہ......الله: مبتدا،علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذهما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا﴾.

ان: شرطیہ، لاتنصروه: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ،نصره الله: فعل ومفعول وفاعل،اذ: مضاف،اخرج: فعل......ه: ضمیر ذوالحال، ثانی اثنین: حال،ملکر مفعول،الذین کفروا: فاعل ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مبدل منہ،اذهما فی الغار: بدل اول،اذ: مضاف،یقول لصاحبه: قول......لاتحزن: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول...... ان

الله معنا: جملہ اسمیہ تعلیلیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل ثانی، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى﴾.

ف: عاطفہ......انزل الله سكينته عليه: جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......ايده: فعل با فاعل ومفعول......ب: جار......جنود: موصوف......لم تروها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......جعل: فعل بافاعل......كلمة الذين كفروا: مفعول اول......السفلى: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكلمة الله هى العليا والله عزيز حكيم﴾.

و: مستانفہ، كلمة الله: مبتداء، هى العليا: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله عزيز حكيم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالكم وانفسكم فى سبيل الله﴾.

انفروا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......خفافا: معطوف علیہ......وثقالا: معطوف ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جهدوا: فعل امر بافاعل......ب: جار...... اموالكم وانفسكم: مجرور، ملکر ظرف لغو اول......فى سبيل الله: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون﴾.

ذلكم: مبتدا......خير لكم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ......كنتم تعلمون: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فجاهدوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو كان عرضا قريبا وسفرا قاصدا لا تبعوك ولكن بعدت عليهم الشقة﴾.

لو: شرطیہ......كان: فعل ناقص با اسم......عرضا قريبا: معطوف علیہ......سفرا قاصدا: معطوف ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......اتبعو: فعل، واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لكن: مہملہ......بعدت عليهم الشقة: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل......ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسيحلفون بالله لو استطعنا لخرجنا معكم يهلكون انفسهم﴾.

و: مستانفہ، سيحلفون: فعل واو ضمیر ذوالحال، يهلكون انفسهم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، بالله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ......لو: شرطیہ، استطعنا: جملہ فعلیہ شرط، لخرجنا معكم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿والله يعلم انهم لكذبون﴾.

و: عاطفہ، الله: مبتدا......يعلم: فعل بافاعل......انهم لكذبون: جملہ اسمیہ مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

شانِ نزول

☆...... یایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل...... ☆ یہ آیت غزوۂ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی۔

☆...... لو کان عرضا قریبا و سفرا قاصدا ...... ☆ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک میں جانے سے تخلف کیا تھا۔

تشریح توضیح و اغراض

مقام تبوک :

۱...... تبوک ایک مقام ہے اطرافِ شام میں مدینہ طیبہ سے چودہ منزل فاصلہ پر۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد سید عالم ﷺ کو خبر پہنچی کہ عرب کے نصرانیوں کی تحریک سے ہرقل شاہِ روم نے رومیوں اور شامیوں کی فوج گراں جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی، قحط سالی اور شدتِ گرمی کا تھا یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر بسر کرتے تھے، سفر دور کا تھا، دشمن کثیر اور قوی تھے اس لئے بعض قبیلے بیٹھ رہے اور انہیں اس وقت جہاد میں جانا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا پردہ فاش اور حال ظاہر ہوگیا۔ حضرت عثمانِ غنی ﷛ نے اس غزوہ میں بڑی عالی ہمتی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدین کو سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوہ پر خرچ کئے، نو سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان کے اس کے علاوہ ہیں اور اصحاب نے بھی خوب خرچ کیا، ان میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ ہیں جنہوں نے اپنا کُل مال حاضر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی اور حضرت عمر ﷛ نے اپنا نصف مال حاضر کیا اور سید عالم ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کو مدینہ طیبہ میں چھوڑا۔ عبداللہ بن اُبَی اور اس کے ہمراہی منافقین ثنیۃ الوداع تک چل کر رہ گئے جب لشکرِ اسلام تبوک میں اترا تو انہوں نے دیکھا کہ چشمے میں پانی بہت تھوڑا ہے، رسول کریم ﷺ نے اس کے پانی سے اس میں کلی فرمائی جس کی برکت سے پانی جوش میں آیا اور چشمہ بھر گیا، لشکر اور اس کے تمام جانور اچھی طرح سیراب ہوئے۔ حضرت نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ ہرقل اپنے دل میں آپ ﷺ کو سچا نبی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے مقابلہ نہ کیا۔ حضرت نے اطراف میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد ﷛ کو چار سو سے زائد سواروں کے ساتھ اکیدر حاکم دومۃ الجندل کے مقابل بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعے سے اترا اور حضرت خالد بن ولید ﷛ اس کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں لائے۔ حضور ﷺ نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح حاکم ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی۔ واپسی کے وقت جب حضور ﷺ مدینہ کے قریب تشریف لائے تو جو لوگ جہاد میں ساتھ ہونے سے رہ گئے تھے وہ حاضر ہوئے حضور ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کریں اور اپنے پاس نہ بٹھائیں جب تک ہم اجازت نہ دیں تو مسلمانوں نے ان سے

اعراض کیا یہاں تک کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی التفات نہ کیا۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۸۸)

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نبی کا مدد گار ھے:

ے...... اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے گا جو کہ تم سے بہتر اور فرمانبردار ہو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مراد اہل فارس ہیں ۔ایک قول یہ کیا گیا کہ دوسری قوم سے مراد اہل یمن ہیں ،اس جملے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نبی کی نصرت اور اپنے دین کے اعزاز کا ضامن ہے ،پس لوگ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر نکل کھڑے ہوں تو انہیں بھی نصرت حاصل ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب سے اجر ملے گا ،اور اگر بوجھل قدم ہو جائیں اور جہاد سے پیچھے رہ جائیں تو ان کے نہ جانے کے باوجود بھی دین کو نصرت حاصل ہوگی اور انہیں نہ جانے کی وجہ سے عتاب ہوگا ۔اور ہوسکتا ہے کہ نہ جانے والے وہم کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعزاز اور نصرت تو صرف انہیں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آگے فرمایا کہ ﴿ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ﴾۔ (الخازن، ج۲، ص۳۶۰)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مختصر شجرہ نسب:

۳ے...... آپ رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤی القرشی التیمی ،ابوبکر الصدیق بن ابی قحافہ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر تھا، عام الفیل کے دوسال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ بعثت سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت فرمائی، مکہ مکرمہ میں طویل عرصے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ،ہجرت مدینہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ،غار ثور میں بھی ہمراہ ،اور وقت اخیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ،تبوک کے دن بھی ساتھ تھے ،اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں سن نو ہجری میں لوگوں کے ساتھ حج فرمایا ،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے بعد خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو خلیفۃ الرسول کا لقب خاص دیا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، ج٤، ص١٤٤)

آپ رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پاک روایت کی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے دیگر صحابہ حضرت عمر، عثمان، علی، عبدالرحمن بن عوف ،ابن مسعود، ابن عمرو، ابن عباس ،حذیفہ ،زید بن ثابت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے ۔آپ رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبۃ تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھا ،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا ۔آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کس وجہ سے رکھا گیا؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لہذا بعض کے قول کے مطابق اس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال تھا اور بعض کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اہل میں کوئی عیب نہیں پایا جاتا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو عتیق کہتے ہیں ،ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عتیقا کہا گیا اس لئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو انت عتیق اللہ من

النار یعنی تم نارِ دوزخ سے آزاد ہو فرمایا۔ (اسد الغابة، ج٣، ص٢٠٤)

واقدی اور حاکم حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ ﷺ نے بروز شنبہ یعنی پیر جمادی الاخری کی سات تاریخ کو غسل فرمایا اور اس دن سخت سردی تھی، اس سے آپ ﷺ کو بخار ہوا اور پندرہ دن تک رہا۔ ان دنوں میں آپ ﷺ نماز نہیں پڑھا سکے اور آخر بروز سہ شنبہ منگل بائیس جمادی الاخری کو ۱۳ھ میں تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء مترجم، ص١١٩)

غار ثور کا نقشہ:

۴......مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر غار ثور ہے جس میں سید عالم ﷺ اور ابوبکر صدیق تین راتیں قیام پذیر رہے۔

(زرقانی علی المواھب، باب: ھجرة المصطفی واصحابه، ج٢، ص١٠٧)

نبی پاک ﷺ نے بعثت کے تیرھویں سال ربیع الاول کے مہینے میں ہجرت فرمائی، دن پیر کا تھا جیسا کہ امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تمہارے نبی پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر ہی کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت کی غرض سے نکلے، پیر ہی کو مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا اور پیر ہی کے دن وفات فرمائی۔ (البداية والنهاية، باب ھجرت رسول الله ﷺ بنفسه، ج٢، ص١٩١)

صاحبانِ غار پر کرم الٰهی:

۵......کفار کی قوم سید عالم ﷺ کو ڈھونڈتی ہوئی غار کے دھانے پر آ پہنچی، ان کے پاؤں غار کے دھانے پر تھے لیکن وہ انہیں (یعنی سید عالم ﷺ اور ابوبکر صدیق ﷺ) دیکھ نہیں پا رہے تھے، یہ اللہ ﷻ کی جانب سے ان دونوں کی حفاظت تھی، لہذا مسند امام احمد کی حدیث ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر ﷺ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر! تو کیا گمان کرتا ہے کہ ہم دونوں کے ساتھ تیسری ذات اللہ ﷻ کی نہیں ہے۔ (البداية والنهاية، باب ھجرت رسول الله ﷺ بنفسه، ج٢، ص١٩٦، ملخصاً)

صدیق اکبر ﷺ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ سید عالم ﷺ نے جو دائمی معیت اپنے لئے ثابت کی وہی اپنے صاحب صدیق اکبر ﷺ کیلئے بھی ثابت فرمادی۔ یہاں سے روافض کا رد ہو جاتا ہے جو کہ آپ ﷺ کی صحابیت ہی کے انکاری ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی ﷺ اور اہل بیت اطہار کے سوا تین صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے وہ تین صحابہ مقداد بن اسود ﷺ، ابوذر غفاری ﷺ، سلمان فارسی ﷺ تھے۔

غیبی امداد:

۶......یہ ملائکہ کا ایسا لشکر تھا جس نے کفار کے چہروں کو مارا اور آنکھوں کو دیکھنے سے محروم کر دیا۔ ابونعیم اسماء بنت ابی بکر سے روایت فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر نے غار کے دہانے پر ایک شخص کو دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ

ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں، فرشتے اب اپنے پروں کے ساتھ پردہ کئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا اوران کی جانب منہ کر کے پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! اگر یہ تجھے دیکھ رہا ہوتا تو ایسا نہ کرتا''۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے کفار کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈال دی حتی کہ وہ لوٹ گئے۔ مجاہد اور کلبی فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے بدر کے روز آپ ﷺ کی اعانت کی تھی پس یہاں یہ بتا دیا کہ اللہ عزوجل نے غار ثور میں دشمنوں کے مکر کو آپ ﷺ سے پھیر دیا ہے پھر یوم بدر کو ملائکہ کے ذریعے نصرت کا ظہار فرمایا۔ (المظھری، ج۳، ص۲۹۲)

منافقین اسلام دشمن ھیں:

ﷺ......ابن ہشام نے عبداللہ بن حارثہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس یہ خبر پہنچی کے منافقین کے کچھ لوگ سُویلم یہودی کے ہاں قیام پذیر ہیں اور لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روک رہے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ سویلم کے گھر کو جلا دو پس طلحہ نے یونہی کیا۔ ضحاک بن خلیفہ نے جو کہ سویلم کے گھر کے پیچھے رہتا تھا (دھاوا بولتے ہوئے) حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی ٹانگ کو کاٹ دیا، اصحاب رسول نے ضحاک پر دھاوا بولتے ہوئے انہیں دور ہٹا دیا۔ (سبل الهدى والرشاد، باب في بعض ما دار بين رسول الله ﷺ، ج۵، ص٤٣٧)

☆......جنب ☆ متاع: میں جنب کے کئی معنی ہیں پہلو، سمت، گوشہ، کنارہ، بدل ومقابلہ، سلسلہ۔ کہتے ہیں ھذا قلیل فی جنب مودتک، ماذا فعلت فی جنب حاجتی۔ قرآن مجید میں ہے ﴿يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللهِ (الزمر ۵۶)﴾ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں۔ متذکرہ قول مفسر میں دنیا کے مال کو آخرت کے مقابلے میں تھوڑا بتایا گیا ہے۔ (قاموس الوحید اردو، ج۱، ص۲۸۵)۔

علی ابی بکر: اکثر مفسرین کے نزدیک اس قول کے مخاطب حضرت ابوبکر صدیق ہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ کا قلب مبارک سکون و طمانیت میں تھا۔ (المدارك، ج۱، ص٦٨١)

والقعود فیھا: یعنی اقامت اختیار کر لی اور تبوک کا سفر نہ کیا۔ فی الموضعین: دونوں جگہوں پر لام کا ان شرطیہ میں ادغام ہے ایک مقام تو یہی ﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْل﴾ اور دوسرا مقام ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ﴾ ہے۔ ومنه نصر دینه: اللہ عزوجل ہر چاہے پر قادر ہے اور اسی میں اپنے دین اور اپنے نبی کی مدد بھی شامل ہے بغیر کسی واسطے کے۔ بنصرہ: اللہ عزوجل کی مدد سے مراد اس کی دائمی معیت ہے اور جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی دائمی معیت ہو غم وغیرہ جیسی کوئی چیز اس کے گرد نہیں گھومتی۔

ای دعوۃ الشرک: مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ شرک کی دعوت سے مطلقاً ہر قسم کا شرک مراد ہے چاہے اللہ ثالث ثلاثة کہا جائے، یا شرکیہ عقائد کی دعوت دی جائے یا ہر وہ بات جو شرک پر دلالت کرتی ہو۔

نشاط :نشیط کی جمع ہے جیسے کرام جمع ہے کریم کی۔ (الجمل، ج۳،ص۲٥٤وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۳

وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَام اَذِنَ لِجَمَاعَةٍ فِى التَّخَلُّفِ بِاِجْتِهَادٍ مِنْهُ فَنَزَلَ عِتَابًا لَهٗ وَقَدَّمَ الْعَفْوَ تَطْمِيْنًا لِقَلْبِهٖ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ فِى التَّخَلُّفِ وَهَلَّا تَرَكْتَهُمْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا﴾ فِى الْعُذْرِ ﴿وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ﴿۴۳﴾﴾ فِيْهِ ﴿لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ فِى التَّخَلُّفِ عَنْ ﴿اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ﴿۴۴﴾﴾ فِى التَّخَلُّفِ ﴿اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ﴾ شَكَّتْ ﴿قُلُوْبُهُمْ﴾ فِى الدِّيْنِ ﴿فَهُمْ فِىْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ﴿۴۵﴾﴾ يَتَحَيَّرُوْنَ ﴿وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ﴾ مَعَكَ ﴿لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً﴾ اُهْبَةً مِنَ الْاٰلَةِ وَالزَّادِ ﴿وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ﴾ اَىْ لَمْ يُرِدْ خُرُوْجَهُمْ ﴿فَثَبَّطَهُمْ﴾ كَسَّلَهُمْ ﴿وَقِيْلَ﴾ لَهُمْ ﴿اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ﴿۴۶﴾﴾ الْمَرْضٰى وَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ اَىْ قَدَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ فَسَادًا بِتَخْذِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ﴾ اَىْ اَسْرَعُوْا بَيْنَكُمْ بِالْمَشْىِ بِالنَّمِيْمَةِ ﴿يَبْغُوْنَكُمُ﴾ يَطْلُبُوْنَ لَكُمْ ﴿الْفِتْنَةَ﴾ بِاِلْقَاءِ الْعَدَاوَةِ ﴿وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ﴾ مَا يَقُوْلُوْنَ سَمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ﴿۴۷﴾﴾ ﴿لَقَدِ ابْتَغَوُا﴾ لَكَ ﴿الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ﴾ اَوَّلَ مَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ ﴿وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ﴾ اَىْ اَجَالُوا الْفِكْرَ فِىْ كَيْدِكَ وَاِبْطَالِ دِيْنِكَ ﴿حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ﴾ النَّصْرُ ﴿وَظَهَرَ﴾ عَزَّ ﴿اَمْرُ اللّٰهِ﴾ دِيْنُهٗ ﴿وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴿۴۸﴾﴾ لَهٗ فَدَخَلُوْا فِيْهِ ظَاهِرًا ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّىْ﴾ فِى التَّخَلُّفِ ﴿وَلَا تَفْتِنِّىْ﴾ وَهُوَ الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ النَّبِىُّ عَلَيْهِ السَّلَام هَلْ لَكَ فِىْ جِلَادِ بَنِى الْاَصْفَرِ فَقَالَ اِنِّىْ مُغْرَمٌ بِالنِّسَاءِ وَاَخْشٰى اِنْ رَاَيْتُ نِسَاءَ بَنِى الْاَصْفَرِ اَنْ لَا اَصْبِرَ عَنْهُنَّ فَاَفْتَتِنَ قَالَ تَعَالٰى ﴿اَلَا فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا﴾ بِالتَّخَلُّفِ وَقُرِئَ سَقَطَ ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴿۴۹﴾﴾ لَا مَحِيْصَ لَهُمْ عَنْهَا ﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ﴾ كَنَصْرٍ وَغَنِيْمَةٍ ﴿تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ﴾ شِدَّةٌ ﴿يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا﴾ بِالْحَزْمِ حِيْنَ تَخَلَّفْنَا ﴿مِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ ﴿وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ﴿۵۰﴾﴾ بِمَا اَصَابَكَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ اِصَابَتَهٗ ﴿هُوَ مَوْلٰنَا﴾ نَاصِرُنَا وَمُتَوَلِّىْ اُمُوْرِنَا ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿۵۱﴾﴾ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّاءَيْنِ مِنَ الْاَصْلِ اَىْ تَنْتَظِرُوْنَ اَنْ يَّقَعَ ﴿بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى﴾ الْعَاقِبَتَيْنِ ﴿الْحُسْنَيَيْنِ﴾

تَثْنِيَةُ حُسْنٰى تَانِيْثُ اَحْسَنَ النَّصْرُ اَوِ الشَّهَادَةُ ﴿وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ﴾ نَنْتَظِرُ ﴿بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ﴾ بِقَارِعَةٍ مِّنَ السَّمَآءِ ﴿اَوْ بِاَيْدِيْنَا﴾ بِاَنْ يُّؤْذَنَ لَنَا فِيْ قِتَالِكُمْ ﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ بِنَا ذٰلِكَ ﴿اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ (۵۲)﴾ عَاقِبَتَكُمْ ﴿قُلْ اَنْفِقُوْا﴾ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ﴾ مَا اَنْفَقْتُمُوْهُ ﴿اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (۵۳)﴾ وَالْاَمْرُ هُنَا بِمَعْنَى الْخَبَرِ ﴿وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ﴾ فَاعِلٌ وَاَنْ تُقْبَلَ مَفْعُوْلٌ ﴿كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى﴾ مُتَثَاقِلُوْنَ ﴿وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (۵۴)﴾ اَلنَّفَقَةَ لِاَنَّهُمْ يَعُدُّوْنَهَا مَغْرَمًا ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ﴾ اَيْ لَا تَسْتَحْسِنْ نِعَمَنَا عَلَيْهِمْ فَهِيَ اِسْتِدْرَاجٌ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ اَيْ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ ﴿بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ بِمَا يَلْقَوْنَ فِيْ جَمْعِهَا مِنَ الْمَشَقَّةِ وَفِيْهَا مِنَ الْمَصَائِبِ ﴿وَتَزْهَقَ﴾ تَخْرُجَ ﴿اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۵۵)﴾ فَيُعَذِّبُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ اَيْ مُؤْمِنُوْنَ ﴿وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (۵۶)﴾ يَخَافُوْنَ اَنْ تَفْعَلُوْا بِهِمْ كَالْمُشْرِكِيْنَ فَيَحْلِفُوْنَ تَقِيَّةً ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً﴾ يَلْجَئُوْنَ اِلَيْهِ ﴿اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ سَرَادِيْبَ ﴿اَوْ مُدَّخَلًا﴾ مَوْضِعًا يَدْخُلُوْنَهُ ﴿لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ (۵۷)﴾ يُسْرِعُوْنَ فِيْ دُخُوْلِهٖ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْكُمْ اِسْرَاعًا لَا يَرُدُّهُ شَيْءٌ كَالْفَرَسِ الْجَمُوْحِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ﴾ يَعِيْبُكَ ﴿فِي﴾ قَسْمِ ﴿الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ (۵۸)﴾ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ مِنَ الْغَنَائِمِ وَنَحْوِهَا ﴿وَقَالُوْا حَسْبُنَا﴾ كَافِيْنَا ﴿اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ﴾ مِنْ غَنِيْمَةٍ اُخْرٰى مَا يَكْفِيْنَا ﴿اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (۵۹)﴾ اَنْ يُّغْنِيَنَا، وَجَوَابُ لَوْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ سے ایک جماعت نے جہاد سے پیچھے رہ جانے کے بارے میں اجازت چاہی تو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں اپنی رائے سے ......۱...... اجازت مرحمت فرمادی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اتنا فرمانے سے آپ ﷺ نے ان کو اجازت کیوں عطا فرمائی معافی کے الفاظ کو اطمنان قلب مبارک کیلئے مقدم کردیا) اللہ تمہیں معاف کرے ......۲...... تم نے انہیں کیوں اذن دیا (جنگ سے رہ جانے کا اور انہیں کیوں رخصت دے دی؟) جب تک کہ نہ کھلے تھے تم پر سچے (عذر پیش کرنے میں) اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے (اپنے عذر میں) اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں (پیچھے رہ جانے کے بارے میں چھٹی نہ مانگیں) کہ اپنے مالوں

اور جانوں سے جہاد نہ کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیز گاروں کو صرف وہی اجازت مانگتے ہیں (پیچھے رہ جانے کی) جنہیں اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں اور ان کے دل (دین کے معاملے میں) شک (ارتابت بمعنی شکت ہے) میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں انہیں نکلنا منظور ہوتا (تمہارے ساتھ) تو اس کا سامان کرتے (یعنی آلات جنگ اور زادراہ کی تیاری کرتے) لیکن خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا (یعنی اللہ ﷻ نے ان کے نکلنے کا ارادہ نہ فرمایا) تو ان میں کاہلی (یعنی سستی......۳......) بھر دی اور فرمایا گیا (ان سے) کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ (مریضوں عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھ رہو یعنی اللہ ﷻ نے ان کے لئے بیٹھ رہنا مقدر فرما دیا) اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا (یعنی مسلمانوں کو ذلیل کر کے فساد برپا کرتے) اور دوڑ دھوپ کرتے تمہارے مابین (یعنی تمہارے مابین لگائی بجھائی میں جلدی کرتے) اور چاہتے (یعنی تمہارے واسطے طلب کرتے) فتنہ (دشمنی ڈال کر) اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں (جو سنی ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو بیشک انہوں نے (تمہارے لیے) پہلے ہی (یعنی پہلی بار ہی جب کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تھا) فتنہ چاہا تھا اور اے محبوب تمہارے لیے تقدیر الٹی پلٹیں (یعنی تمہیں دھوکہ دینے اور تمہارے دین کو باطل کرنے کے سلسلے میں اپنی فکر و ہمت لگا دی......۴......) یہاں تک کہ حق آ گیا (یعنی مدد آ گئی) اور ظاہر ہوا (ظھــر بمعنی عــز ہے) اللہ کا حکم (یعنی اللہ ﷻ کا دین) اور انہیں ناگوار تھا (دین الٰہی، پس وہ دین الٰہی میں ظاہری طور پر داخل ہوئے) اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے (جہاد سے پیچھے رہ جانے کی) اور فتنہ میں نہ ڈالئے (مراد اس سے جد بن قیس......۵......تھا، نبی پاک ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم بنی اصفر سے جنگ کیلئے تیار ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں عورتوں کا شیدائی ہوں اور مجھے خوف ہے کہ بنی اصفر کی عورتیں دیکھ کر صبر نہ کر سکوں، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ) سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے (جہاد سے پیچھے رہ کر اور ایک قرأت میں ســقــط پڑھا گیا ہے) اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو (یعنی کافروں کو اس سے مفر نہیں) اگر تمہیں بھلائی پہنچے (جیسا کہ مدد اور غنیمت) تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت (یعنی شدت) پہنچے تو کہیں ہم نے اپنا کام ٹھیک کر لیا تھا (یعنی احتیاط کرتے ہوئے جنگ سے پیچھے رہے) پہلے ہی (یعنی اس مصیبت کے آنے سے پہلے ہی) اور خوشیاں مناتے پھر جائیں (تمہاری مصیبت پر) تم فرماؤ (ان سے) ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا (یعنی جو اس نے ہمارے لیے مصیبت لکھ دی) وہ ہمارا مولیٰ ہے (یعنی ہمارا مددگار اور ہمارے کاموں پر کارساز) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ......۶......چاہیے تم فرماؤ ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو (تــربصــون کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کیا گیا ہے یعنی تم اس بات کا انتظار کرتے ہوئے کہ واقع ہو جائیں ہم پر) دو بھلائیوں (انجاموں) میں سے ایک (حسـنـیـیـن، حسـنـی کا تثنیہ ہے جو کہ احسن کا مؤنث ہے اور اس سے مراد مدد الٰہی یا شہادت ہے) اور ہم تم پر اس انتظار (یتربص بمعنی ننتظر ہے) میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے (آسمانی مصیبت) یا ہمارے ہاتھوں (اور وہ اس طرح کہ ہمیں تم سے قتال کی اجازت دے) تو اب راہ

دیکھو (ہمارے بارے میں مصیبت آنے کی) ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں (تمہارے انجام کی) تم فرماؤ کہ خرچ کرو (اللہ ﷻ کی طاعت میں) دل سے یا ناگواری سے ہرگز نہ قبول ہوگا تم سے (جو بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو) بیشک تم بے حکم لوگ ہو (یہاں صیغۂ امر خبر کے معنی میں ہے) اور انہیں منع نہ کیا کہ ان سے قبول کیے جائیں (تقبل میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) ان کے نفقات مگر اسلئے کہ (الا انھم، منعھم کا فاعل اور ان تقبل اس کا مفعول ہے) اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے...... ہے...... (بوجھل ہوتے ہوئے) اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے (ہرجانہ جانتے ہوئے گن گن کر خرچ کرتے ہیں) تو تمہیں ان کے مال اور اولاد کا تعجب نہ آئے (یعنی ہم یہ نعمتیں ان پر تحسین کیلئے نہیں کرتے بلکہ یہ ان کیلئے ڈھیل ہے ......۸) اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے (یعنی ان چیزوں کے سبب سے ان پر عذاب کرے) دنیا کی زندگی میں (دنیا میں ان چیزوں کے جمع کرنے پر جو کچھ انہیں مشقت ومصیبت پہنچتی ہے) اور نکلے (تزھق بمعنی تخرج ہے) ان کی جانیں حالت کفر پر (اور وہ آخرت میں سخت عذاب دیے جائیں) اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں (یعنی مومنین میں سے ہیں) اور تم میں سے نہیں ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں (یعنی خوف کرتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ بھی وہ کروگے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ کیا لہذا ابرائے تقیہ مومن ہونے کا حلف اٹھاتے ہیں) اگر پائیں کوئی پناہ (یعنی جس کی طرف انہیں کچھ پناہ ملے) یا غار (مغرت بمعنی سرادیب ہے) یا سما جانے کی جگہ (یعنی ایسی جگہ جس میں وہ داخل ہو جائیں) تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے (یعنی اس جگہ میں داخل ہونے کی جلدی مچائیں گے اور تم سے جلدی کرتے ہوئے پھر جائیں گے بے لگام گھوڑے کی طرح کہ انہیں کوئی چیز پھیر نہ دے) اور ان میں کوئی وہ ہے جو تم پر طعن کرتا ہے (یعنی عیب لگاتا ہے) صدقے بانٹنے میں تو اگر ان میں کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا (مال غنیمت وغیرہ) اور کہتے ہمیں کافی ہے (حسبنا بمعنی کافینا ہے) اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (اور غنیمت جو ہمیں کافی ہو) ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (کہ وہ ہمیں غنی کر دے گا اور لو کا جواب کان خیر الھم محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا و تعلم الکذبین﴾.

عفا اللہ عنک . فعل وفاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ...... لام: جار......ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، اذنت: فعل با فاعل......لھم: ظرف لغو ثانی......حتی: جار......یتبین لک: فعل وظرف لغو......الذین صدقوا: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، تعلم الکذبین: جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثالث، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر ان یجھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین﴾.

لایستاذنک: فعل نفی ومفعول......الذین: موصول......یومنون باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر فاعل ،ان: مصدریہ...... یجھدوا باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "فی" جار مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......علیم بالمتقین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون﴾.

انما......والیوم الاخر کی ترکیب ماقبل گزر چکی، وارتابت قلوبھم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ،ھم: مبتدا،فی ریبھم: جارمجرور ظرف لغو مقدم، یترددون: فعل وفاعل ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

﴿ولو ارادوا الخروج لا عدوا لہ عدۃ ولکن کرہ اللہ انبعاثھم﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ارادوا الخروج: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ......اعدوا لہ عدۃ: فعل بافاعل وظرف لغو،ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ ،لکن: استدراک، کرہ اللہ انبعاثھم: فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فثبطھم وقیل اقعدوا مع القعدین﴾.

ف: عاطفہ......ثبطھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......قیل: قول......اقعدوا مع القعدین: فعل امر بافاعل وظرف،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولا اوضعوا خللکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سمعون لھم واللہ علیم بالظلمین﴾.

لو: شرطیہ......خرجوا فیکم: جملہ فعلیہ شرط، مازادوکم: فعل نفی بافاعل ومفعول......الا: اداۃ حصر،خبالا: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: تاکید......اوضعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،یبغونکم الفتنۃ: جملہ فعلیہ حال اول،و: حالیہ......فیکم: ظرف مستقر خبر مقدم،سمعون لھم: شبہ جملہ مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،خللکم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،علیم بالظلمین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور حتی جاء الحق وظھر امر اللہ وھم کرھون﴾.

لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ......ابتغوا الفتنۃ من قبل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ......قلبوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال......وھم کرھون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......لک: ظرف لغو......الامور: مفعول ،حتی: جار......جاء الحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......ظھر امر اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر......ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ......یقول: قول، ائذن لی: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتفتنی: فعل نہی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا فی الفتنة سقطوا وان جهنم لمحيطة بالكفرين﴾.

الا: حرف تنبیہ......فی الفتنة: ظرف لغو مقدم......سقطوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ان جهنم: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......محيطة بالكفرين: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تصبک حسنة تسؤهم وان تصبک مصيبة يقولوا قد اخذنا امرنا من قبل ويتولوا وهم فرحون﴾.

ان: شرطیہ......تصبک حسنة: جملہ فعلیہ شرط......تسؤهم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تصبک مصيبة: جملہ فعلیہ شرط......يقولوا: قول......قد: تحقیقیہ......اخذنا امرنا من قبل: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......يتولوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال......وهم فرحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط۔

﴿قل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا هو مولانا﴾.

قل: قول......لن يصيبنا: فعل نفی ومفعول......الا: اداۃ حصر......ما: موصولہ......كتب: فعل......الله: ذوالحال، هو مولنا: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل......لنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وعلى الله فليتوكل المومنون قل هل تربصون بنا الا احدى الحسنيين﴾.

و: عاطفہ، على الله: ظرف لغو مقدم، ف: تعلیلیہ، ليتوكل: فعل امر، المومنون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، هل: حرف استفہام، تربصون بنا: فعل با فاعل وظرف لغو، الا: اداۃ حصر، احدى الحسنيين: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ونحن نتربص بكم ان يصيبكم الله بعذاب من عنده او بايدينا﴾.

و: عاطفہ......نحن: مبتدا......نتربص بكم: فعل با فاعل وظرف لغو......ان: مصدریہ......يصيبكم الله: فعل ومفعول وفاعل......ب: جار......عذاب: موصوف......من عنده: جار مجرور معطوف علیہ......او بايدينا: جار مجرور معطوف، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتربصوا انا معكم متربصون﴾.

ف: فصیحہ......تربصوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا اردتم ان تعلموا النتائج ومايلقاه كل منا ومنكم" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......انا: حرف مشبہ واسم......معكم متربصون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل انفقوا طوعا او كرها لن يتقبل منكم الكم كنتم قوما فسقين﴾.

قل: قول......انفقوا: فعل امر واوضمیر ذوالحال......طوعااو كرها: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......لن یتقبل: فعل نفی بانائب الفاعل...... منکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... انکم: حرف مشبہ واسم...... کنتم: فعل ناقص بااسم......قومافسقین: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما منعهم ان تقبل منهم نفقتهم الا انهم كفروا بالله وبرسوله﴾.

و: عاطفہ......مامنعهم: فعل نفی ومفعول......ان: مصدریہ......تقبل منهم: فعل مجہول وظرف لغو......نفقتهم: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی......الا: اداۃ حصر......انهم: حرف مشبہ واسم...... كفروا بالله وبرسوله: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا ياتون الصلوة الا وهم كسالى ولا ينفقون الا وهم كرهون﴾.

و: عاطفہ،لایاتون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،و: حالیہ،هم كسالى: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،الصلوۃ: مفعول ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لاینفقون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،وهم كرهون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم﴾.

ف: عاطفہ......لاتعجبک: فعل نہی ومفعول......اموالهم: معطوف......و: عاطفہ......لا: نافیہ......اولادهم: معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما يريد الله ليعذبهم بها فى الحيوة الدنيا وتزهق انفسهم وهم كرهون﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ......یرد الله: فعل وفاعل......لام: جار......یعذب: فعل بافاعل......هم: ذوالحال......فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول......بها: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......تزهق: فعل بافاعل ،انفس: مضاف......هم: ضمیر ذوالحال......وهم كفرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويحلفون بالله انهم لمنكم وما هم منكم ولكنهم قوم يفرقون﴾.

و: مستانفہ......یحلفون بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ...... ان: حرف مشبہ......هم: ذوالحال......ما: مشابہ بلیس......هم: اسم......منكم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لكنهم: حرف مشبہ واسم......قوم يفرقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر حال،ملکر اسم......لمنكم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لو یجدون ملجا او مغرت او مدخلا لولوا الیه وهم یجمحون﴾۔

لو: شرطیہ......یجدون: فعل با فاعل......ملجا: معطوف علیہ......او مغرت: معطوف......او مدخلا: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......ولوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......وهم یجمحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الیه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومنهم من یلمزک فی الصدقت﴾۔

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......یلمزک فی الصدقت: فعل باعل ومفعول ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اعطوا منها رضوا وان لم یعطوا منها اذا هم یسخطون﴾۔

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، اعطوا منها: جملہ فعلیہ شرط، رضوا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم یعطوا منها: جملہ فعلیہ شرط، اذا: فجائیہ، هم: مبتدا، یسخطون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سیوتینا الله من فضله ورسوله﴾

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......انهم: حرف مشبہ واسم......رضوا: فعل با فاعل......ما اتهم الله ورسوله: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......قالوا: قول......حسبنا الله: مبتدا خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سیوتینا: فعل ومفعول، الله: معطوف علیہ......ورسوله: معطوف، ملکر فاعل......من فضله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا الی الله رغبون﴾

انا: حرف مشبہ واسم......الی الله: ظرف لغو مقدم......راغبون: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ومنهم من یقول ائذن لی ......☆ یہ آیت جد بن قیس منافق کے حق میں نازِل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ ﷺ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالئے، میں آپ ﷺ کی اپنے مال سے مدد کروں گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نِفاق کے اور کوئی علّت نہ تھی، رسولِ کریم ﷺ نے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی۔ اس کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

☆...... قل انفقوا طوعا او کرھا ...... ☆ یہ آیت جد بن قیس منافق کے جواب میں نازِل ہوئی جس نے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا۔ اس پر حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب سید عالم ﷺ سے فرمایا کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا یعنی رسول کریم ﷺ اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا اللہ ﷻ کے لئے نہیں ہے۔

☆...... ومنھم من یلمزک ...... ☆ یہ آیت ذُوالخُوَیصِرَہ تمیمی کے حق میں نازِل ہوئی، اس شخص کا نام حُرقُوص بن زُہَیر ہے اور یہی خوارِج کی اصل و بنیاد ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذُوالخُوَیصِرَہ نے کہا یارسول اللہ عدل کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا: ''تجھے خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کریگا''؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں، حضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے''۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتهاد کرنا جائز ھے یا نھیں؟

ا...... اس بارے میں اختلاف ہے کہ سید عالم ﷺ کے لئے احکام غیر مکلفہ میں یعنی جن احکام کا آپ ﷺ کو مکلف نہ بنایا گیا ہو ان میں آپ ﷺ کا اجتهاد جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب کے سلسلے میں یہ صورت درست ہے کہ نبی اپنے اجتهاد میں ہمیشہ برحق ہوتا ہے۔ اور مفسر کا قول عتاب الله له کے جملے میں حضور ﷺ کے فعل کو امر مباح اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے زمرے میں شامل کرنا مراد ہے نہ کہ گناہ کے زمرے میں۔ (الصاوی، ج۳، ص۵۰)

علامہ سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اس کلام کا معنی عفاک الله یا سلیم القلب لم اذنت لهم یعنی اے سلیم القلب اللہ تجھے عافیت دے تو نے کیوں اجازت عطا فرما دی؟ اس کے بجائے اگر کلام کا آغاز اس طرح ہوتا کہ آپ ﷺ نے ان کو کیوں اجازت دے دی تو اس بات کا شدید اندیشہ تھا کہ کلام کی ہیبت جلالت و تاثیر سے آپ ﷺ کا قلب نازنین شق ہو جاتا، اس لئے اللہ ﷻ نے اپنی رحمت سے پہلے ہی یہ فرمادیا کہ اللہ تمہیں معاف کرے! تاکہ آپ ﷺ کا دل مبارک مطمئن اور پرسکون رہے پھر فرمایا اے محبوب! تم نے ان میں صادق اور کاذب کا پول کھلنے سے پہلے ہی انہیں اجازت کیوں دے دی؟ اس اسلوب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں بڑا مقام ہے۔ نفطویہ کہتے ہیں کہ بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ نبی ﷺ پر اس آیت میں عتاب کیا گیا ہے، حالانکہ نبی پاک ﷺ عتاب کئے جانے سے بہت بعید ہیں بلکہ آپ ﷺ کا اختیار تھا کہ

اجازت دیتے یا نہ دیتے اور جب آپ ﷺ نے منافقین کو جہاد سے رہ جانے کی اجازت دیدی تو اللہ ﷻ نے یہ خبر دی کہ اگر آپ ﷺ اجازت نہ دیتے تو بھی یہ اپنے نفاق کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوتے اور آپ ﷺ کے اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، الفصل الثالث فیما ورد فی خطابه ایاه، ج۱، ص۲۷۷ وغیرہ ملخصاً)

﴿لم اذنت لهم﴾ میں کیا راز کارفرماں ھے؟

۲۔۔۔۔۔ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ "اللہ ہی کو ان کا اٹھانا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھردی" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان منافقوں کے جہاد پر جانے ہی میں کوئی فساد کارفرما تھا تو نبی پاک ﷺ کی ذات والاصفات پر جہاد سے رہ جانے کی اجازت دینے کی صورت میں کلام کرنا کیسا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان منافقوں کا نبی پاک ﷺ کے ساتھ جہاد پر نکلنے میں بڑا فساد کارفرما تھا اور اس کی جانب اللہ ﷻ ہی کے فرمان میں دلیل پائی جاتی ہے ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا (التوبة:۴۷)﴾ دوسری بات یہ رہ گئی کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب سب طبیبوں کے طبیب ﷺ سے ﴿لم اذنت لهم﴾ کے جملے سے کیوں خطاب فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں بغیر کسی جانچ پڑتال، تأمل اور تدبر کے جہاد سے بیٹھ رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی، اسی سبب سے اللہ ﷻ نے ﴿لم اذنت لهم﴾ فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے قبل نزول وحی کے ان کو جہاد میں بیٹھ رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (الخازن، ج۲، ص۳۶۸)

﴿کسل﴾ کے معانی:

۳۔۔۔۔۔ قاموس میں ہے کہ کسل کے معنی ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں بوجھل ہوجانا یا کسی چیز کے بارے میں رخنہ پیدا ہوجانا۔ اللہ ﷻ نے ان (منافقوں) کے بارے میں جہاد سے بیٹھ جانا ان کا مقدر فرمادیا یہی وجہ ہے مفسر نے وقدر اللہ تعالی ذلک فرمادیا اور یہ ﴿اقعدوا مع القاعدین﴾ کی تفسیر ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ اقعدوا فرمانے میں نہ تو بالفعل، نہ من اللہ اور نہ ہی من النبی کوئی کلام ہے اور اسی قول کو شارح نے اختیار کیا ہے۔ اور اللہ ﷻ نے منافقوں کے دل میں جہاد کیلئے نکلنے کے حوالے سے کراہیت ڈال دی یا شیطان نے جہاد سے بیٹھ رہ جانے کا وسوسہ دیا یا منافقین ایک دوسرے کو اس بارے میں کہنے لگے یا یہ کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں بغیر جانچ پڑتال کے اجازت مرحمت فرمادی۔ (الجمل، ج۳، ص۲۶۱)

دشمنان اسلام کا طرز عمل:

۴۔۔۔۔۔ چغلی، ہزیمت یا رسوائی پھیلانے میں جلدی کرتے اور ان امور کو عام کرنے کے لئے اپنی سواریاں دوڑاتے ہیں۔ یہ وضع البعیر وضعا سے مشتق ہے جس کا معنی تیز دوڑنا ہے۔ خلال کے معنی وسط اور درمیان کے ہیں۔ بعض علماء نے اس جملہ کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ تمہارے درمیان ایسی باتیں پھیلانے کے درپے ہوتے ہیں جو تمہارے اتحاد اور نظم ونسق کو پارہ پارہ کردیں۔ اور

یغونکم فتنۃ جملہ حالیہ ہے او ضعوا کی ضمیر سے۔ (المظھری، ج۳، ص۲۰۲)

ہمیشہ سے دشمنان اسلام کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اسلام میں امن وآشتی، بھائی چارے اور باہمی رواداری کی فضا کو خراب کیا جائے اور اپنے اس مقصد میں کامیابی کے لئے جس طرح چودہ سو سال پہلے کے دشمنان اسلام اپنا وقت، مال اور اثر ورسوخ استعمال کیا کرتے تھے اسی طرح آج نئے دور کے نئے اور جدید انداز کے پیش نظر اسلام دشمن طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہیں اور مسلمان ان کے چکر میں آکر اپنے ہی ملک میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا قتل عام کررہا ہے۔ آہ...... آج باہمی ہمدردی کی مثالیں فقط کتابوں اور قصے کہانیوں کی حد تک نظر آتی ہیں۔ اسلام تو غیروں کے ساتھ بھلائی کا درس دیتا ہے لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان............۔

جد بن قیس کا نسب:

۵...... یعنی ان سے تلوار کے ذریعے قتال کرو، ایک نسخہ میں جلاد کے بجائے جہاد ہے اور یہی ظاہر قول ہے۔ بنواصفر سے مراد روم کے بادشاہ ہیں یا دوسری رائے کے مطابق بنواصفر سے مراد اصفر بن عیصو بن اسحٰق کی اولاد ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۵۲)

جد بن قیس کا پورا نام جد بن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ انصاری سلمی تھا۔ اس کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور یہ براء بن معرور کا چچازاد بھائی تھا۔ ایک قول کے مطابق اس نے توبہ کرلی تھی اور اس کی توبہ قبول ہوئی اور خلافت عثمانیہ میں اس کا انتقال ہوا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، باب الجیم والدال، ج۱، ص۳۷۳)

ہر حال میں اللہ ﷻ پر بھروسہ کیجئے:

۶...... آیت مبارکہ میں فلیتوکل کا لفظ ہے اس میں فاء سببیہ ہے۔ حضرت علی ﷛ سے روایت ہے کہ اسلام کی بنیاد چار ارکان پر ہے وہ یہ ہیں عدل، یقین، صبر، اور جہاد۔ علماء ان چار بنیادی ارکان کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں۔ (۱) یقین کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ عمل خالص اللہ ﷻ کی رضا کے لئے کیا جائے نہ تو اس میں دنیاوی غرض ہو اور نہ ہی کسی مخلوق کی رضا پائی جائے۔ اور یقین کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے وعدے پر ایمان رکھے اس سے مراد رزق ہے کہ رزق کا ذمہ اللہ ﷻ کا ہے۔ (۲) عدل کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جس پر جس کسی کا حق ہے وہ طلب سے پہلے پہل حقدار کو اس کا حق دے دے اور دوسری قسم یہ ہے کہ اگر کسی غیر پر اس کا کوئی حق باقی ہے تو اس پر طلب کرنے کے معاملے میں نرمی کرے۔ (۳) صبر بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ فرائض کی بجاآوری کے حوالے پابندی کرے یعنی فرائض پر صبر کرلے اور دوسری یہ کہ اللہ ﷻ نے جن باتوں سے منع کیا ہے اس سے صبر کرے یعنی ان کاموں کو چھوڑ دے۔ (۴) جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن سے غافل نہ ہو مراد شیطان ہے اس لئے کہ انسان تو اس سے غافل ہوجاتا ہے لیکن وہ انسان سے غافل کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ بھیڑیا کہ جب بکری کے ریوڑ میں جائے تو بکریوں کو غافل پاکرسب

پر حملہ آور ہو جائے اور دوسری قسم یہ ہے کہ اولاد آدم میں اکثر فتنے مال کی وجہ سے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین، باب التوکل علی اللہ، ص ۲۶۶)

جاننا چاہیے کی توکل ایمان کے ابواب میں سے ہے اور ایمان کے سارے ابواب علم، حال اور عمل ہی سے ترتیب پاتے ہیں اور توکل بھی علم ہی سے ترتیب پاتا ہے مراد یہ ہے کہ علم ایمان کی اصل ہے اور عمل اس کا ثمرہ ہے اور حال کو توکل کا نام دیا جاتا ہے۔

لفظ توکل وکالت سے مشتق ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنا کام فلاں کے سپرد کر دیا اور اس کام کے حوالے سے فلاں پر اعتماد کر لیا اور جس کے سپرد کام کیا جائے اسے وکیل کہتے ہیں اور کام سپرد کرنے والے کو متوکل کہا جاتا ہے اور متوکل کا اپنے وکیل پر اعتماد ہوتا ہے اور وہ اسے کمی بیشی کرنے والا اور عاجز تصور نہیں کرتا، پس توکل نام ہے اپنے وکیل پر قلبی اعتماد کا۔ پس جان لے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی اللہ ﷻ کی ذات کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں، بیشک حولِ کو حرکۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوۃ کو قدرۃ سے تعبیر کرتے ہیں اور جس دل میں یہ کیفیت نہ پائی جائے تو اپنے یقین کی کمزوری پر نظر کرے کہ اس کے یقین میں کمی ہے۔

(احیاء العلوم الدین، کتاب التوحید و التوکل، ج ٤، ص ٣٢٨، ملخصاً)

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کب متوکل بنتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ اللہ ﷻ سے ہر حال میں راضی بارضا ہو۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توکل کا اول مقام یہ ہے کہ بندہ مرنے والے کی طرح ہو جائے کہ جب اسے غسل دیا جاتا ہے تو غسال جیسا چاہتا ہے اسے الٹتا پلٹتا ہے اور اس مرنے والے کی اپنی کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ امام ابودقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ توکل مومنین کی صفت ہے اور تسلیم خواص الخواص کی صفت ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب التوکل، ص ۲۳۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بوڑھے آدمی نے خواب میں پوچھا کہ کون سی چیز بندے کو اللہ ﷻ کے قریب کر دیتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ جس کی کوئی ابتداء اور انتہاء ہو، پس جس کی ابتداء پرہیزگاری اور انتہاء تسلیم و رضا اور توکل ہو۔ (شرح فتوح الغیب، المقالۃ السابعۃ و الاربعون، ص ۱٤٣)

منافق کی نشانی نماز میں سُستی :

ے......ان کے نفقات کو قبولیت کے درجے تک پہنچنے سے ان کا کفر، نماز میں سستی اور کراہیت کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنا روکتا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ کفر تو مستقل عدم قبولیت کا ذریعہ ہے پھر ان مذکورہ بالا تینوں امور کی تعلیل کا کیا فائدہ؟ اور سبب کے مستقل پائے جانے میں غیر کا اثر باقی نہیں رہتا پھر ان تینوں کے ذکر کرنے کا کیا مقصد؟ ہم کہیں گے کہ اس قول سے معتزلہ کے قول کی جانب توجہ کرنا مقصود ہے کہ ان کے نزدیک علل حکم میں مؤثر ہوتی ہیں، اور اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ اسباب معرفہ نہ تو ثواب کے وجوب کے لئے ضروری ہیں اور نہ ہی عقاب کے واجب ہونے کے لئے، بلکہ اسباب معرفہ کو ایک شیٔ میں جمع کرنا یہ جائز ہے۔

(روح المعانی، الجزء العاشر، ص ٤٣٠)

نماز ایک عظیم عبادت ہے اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام اور کفر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اتنی اہم عبادت کو آج اتنی آسانی سے ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اور قرآن اللہ ﷻ کا کلام ہے اس میں اللہ نے نماز میں سستی کرنے والے کو منافق کی نشانی بتایا کہ یہ نماز کی جانب سستی سے آتے ہیں۔ ہم مومن ہیں، خود کو عاشق رسول کہلاتے ہیں ہمیں کتنی توجہ کی ضرورت ہے اس بارے میں ہر شخص خود ہی غور کر لے۔ ابن حزم علیہ رحمۃ الاکرم فرماتے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت میں نہ پڑھنے سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے اور مومن کو ناحق قتل کرنا۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نماز کا ترک کرنے والا کافر ہے اور ملت سے خارج ہے اگر توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھے تو اسے قتل کیا جائے اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں نماز کا ترک کرنے والا فاسق ہے کافر نہیں، پھر ان ائمہ میں اس بات کا اختلاف ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے یا نہیں لہذا امام مالک و شافعی کے نزدیک اسے قتل کیا جائے اور امام اعظم کے نزدیک اس پر تعزیر کی جائے نہ کہ قتل۔ (الکبائر، ص ۲۵ وغیرہ)

منافق کے لیے مال واولاد سبب عذاب ہے! کیسے؟

۸......اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ مال اور اولاد دنیا میں کیسے عذاب کا سبب ہے جب کہ دنیا میں ان دونوں سے لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اولاد اور مال دنیا میں عذاب کے حصول کا سبب ہے اور اس سے مراد وہ مشقت ہے جو مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں آتی ہے پھر جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں تو مشقت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان دونوں کی وجہ سے غم، خوف اور مصائب میں بھی زیادتی ہوتی ہے، پھر اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں کی وجہ سے تو مومن و کافر سب کو نقصان ومصیبت پہنچتی ہے تو پھر منافقین کی تخصیص کا کیا فائدہ؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ مومن یہ جانتا ہے کہ وہ آخرت میں دنیا کی مصیبتوں پر ثواب دیا جائیگا پس اس کے حق میں مال اور اولاد دنیا میں عذاب کا سبب نہیں بنیں گے اور منافق آخرت کا عقیدہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اسکے لئے آخرت میں ثواب نہیں ہے پس اسے دنیا ہی میں غم، مصیبت اور شدت مال اور اولاد کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ ثابت ہوا کہ دنیا میں مال اور اولاد منافق کے لئے سبب عذاب ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں عذاب ہوگا اور وہ اس طرح کہ ان سے زکوۃ لی جائیگی اور راہ خدا میں خرچ کریں گے بغیر ثواب کے حصول کے اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ بیٹا کسی جنگ یا جہاد میں قتل ہوگا اور مال بھی اس سے لیا جائے گا مگر منافق باپ کو اس پر کوئی ثواب نہ ملے گا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۷۱)

☆......☆فی التخلف: یعنی بغیر کسی عذر کے جہاد سے پیچھے رہ جانا، ایسے ہی مابعد کلام میں کہا گیا کہ شکت قلوبھم فی الدین یعنی ان کے دل دین کے معاملے میں شک میں پڑے ہیں۔ اس جملے میں شک اور ارتیاب کی اضافت دل کی جانب کی گئی ہے اس لئے کہ دل ہی معرفت اور ایمان کا محل ہے، پس جب اس میں شک داخل ہو جائے تو دل منافق ہو جاتا ہے۔

من قبل : سے مرادغزوۂ تبوک ہے اور لفظ القبل کی تفسیر مفسر نے اول ما قدمت المدینہ سے کی جیسا کہ عبداللہ بن ابی جنگ احد کے دن اپنے ساتھیوں کو لے کر جنگ سے پھیر گیا، اور جملہ اول ما قدمت میں ما موصولہ ہے۔

قارعة : بمعنی صاعقة ہے اور مختار میں ہے کہ زمانے کے شدائد میں سے سخت ترین مصیبت وتکالیف۔

فی قتالکم : میں مختلف لغات ہیں ایک نسخہ میں بقتالکم ہے جب کہ ایک دوسرے نسخہ میں بقتلکم ہے۔

﴿لن یتقبل منکم﴾ماانفقتموہ : کے معنی یہ ہیں کہ تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس لئے کہ یہ انفاق اللہ ﷻ کی رضا کے لئے نہیں ہوا ہے۔

مغارات : جمع ہے مغارۃ کی، اس کے معنی ہیں زمین یا پہاڑ میں پستی کی جانب ہو۔ اور سرادب واحد ہے اس کی جمع سراديب ہے اور اس سے مراد وہ تنگ جگہ ہے کہ جس میں بمشکل داخل ہوا جا سکے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۶۰ وغیرہ)

لانھم یعدونھا مغرما : یعنی وہ لوگ نہ تو نفقات پر حصول ثواب کی امید رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے ترک کرنے پر عذاب کا خوف انہیں ہوتا تھا۔

ان تصبک حسنة : اگر اے محبوب تمہیں بعض غزوات میں فائدہ پہنچے اور بعض میں مصیبت، یہاں حسنة کا مقابل مصیبة ہے اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ثواب دونوں پر مرتب ہوتا ہے اور سورۂ آل عمران میں حسنة کا مقابل سیئة سے ہے اس لئے کہ آل عمران میں خطاب مومنین سے ہے اور ان میں بعض مومنین میں برائی دیکھی گئی۔

اس آیت میں حسنة کے مقابل سیئة کے بجائے مصیبة ذکر کیا گیا اس لئے کہ یہاں خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے اس لئے کہ انہیں مصیبت پر صبر کرنے پر ثواب مرتب ہوتا ہے، نبی ﷺ کی ذات پر سیئة کے لفظ کا اطلاق کیا جانا اور پھر اس پر عتاب کیا جانا یہ متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

حسنیین : محذوف موصوف کی صفت ہے، جس کی جانب مفسر کے قول عاقبتین سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۲۰۵ وغیرہ)۔

الامر ھنا : بمعنی الخبر سے مراد انفقوا ہے معنی یہ کہ تمہارے نفقات غیر مقبول ہیں چاہے تم خوش دلی سے خرچ کرو یا غمی سے۔ پتہ چلا کہ ایمان اعمال کی قبولیت کے لئے شرط ہے اگر ایمان نہ ہو تو کوئی عمل قابل قبول نہیں اللہ ہمیں صحابۂ کرام کے ایمان جیسا ایمان عطا فرمائے۔ ایمان ہوتے ہوئے خرچ کرنے کی فضیلت یہ ہے کہ سخی اللہ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے جبکہ بخیل اللہ، جنت اور لوگوں سے دور اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، الجزء الثانی، ص ۷٤)

رکوع نمبر:۱۴

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ﴾ اَلزَّكٰوات مَصْرُوْفَةٌ ﴿لِلْفُقَرَآءِ﴾ اَلَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ مَايَقَعُ مَوْقَعًا مِنْ كِفَايَتِهِمْ ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ اَلَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ مَايَكْفِيْهِمْ ﴿وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ اَىِ الصَّدَقَاتِ مِنْ جَابٍ وَقَاسِمٍ وَكَاتِبٍ وَحَاشِرٍ ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ لِيُسْلِمُوْا اَوْ يَثْبُتُ اِسْلَامُهُمْ اَوْ يَسْلِمُ نُظَرَاؤُهُمْ اَوْ يَذُبُّوْا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَقْسَامٌ وَالْاَوَّلُ وَالْاَخِيْرُ لَا يُعْطَيَانِ الْيَوْمَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ﷺ لِعِزِّ الْاِسْلَامِ، بِخِلَافِ الْاٰخِرِيْنَ فَيُعْطَيَانِ عَلَى الْاَصَحِّ ﴿وَفِى﴾ فَكِّ ﴿الرِّقَابِ﴾ اَىِ الْمُكَاتَبِيْنَ ﴿وَالْغٰرِمِيْنَ﴾ اَهْلِ الدَّيْنِ اِنْ اِسْتَدَانُوْا الْغَيْرَ مَعْصِيَةً اَوْ تَابُوْا وَلَيْسَ لَهُمْ وَفَاءٌ اَوْ لِاِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَلَوْ اَغْنِيَاءَ ﴿وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اَىِ الْقَائِمِيْنَ بِالْجِهَادِ مِمَّنْ لَافَیْءَ لَهُمْ وَلَوْ اَغْنِيَاءَ ﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ اَلْمُنْقَطِعِ فِىْ سَفَرِهٖ ﴿فَرِيْضَةً﴾ نَصَبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۶۰)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ فَلَا يَجُوْزُ صَرْفُهَا لِغَيْرِ هٰؤُلَاءِ، وَلَا مَنْعَ صِنْفٍ مِنْهُمْ اِذَا وُجِدَ فَيُقَسِّمُهَا الْاِمَامُ عَلَيْهِمْ عَلَى السَّوَاءِ وَلَهُ تَفْضِيْلُ بَعْضِ آحَادِ الصِّنْفِ عَلٰى بَعْضٍ، وَاَفَادَتِ اللَّامُ وُجُوْبَ اِسْتِغْرَاقِ اَفْرَادِهٖ لٰكِنْ لَا يَجِبُ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ اِذَا قَسَمَ لِعُسْرِهٖ، بَلْ يَكْفِىْ اِعْطَاءُ ثَلٰثَةٍ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ وَلَا يَكْفِىْ دُوْنَهَا كَمَا اَفَادَتْهُ صِيْغَةُ الْجَمْعِ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ شَرْطَ الْمُعْطٰى مِنْهَا الْاِسْلَامُ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ هَاشِمِيًّا وَلَا مُطَّلِبِيًّا ﴿وَمِنْهُمْ﴾ اَىِ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِىَّ﴾ بِعَيْبِهٖ وَبِنَقْلِ حَدِيْثِهٖ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ اِذَا نُهُوْا عَنْ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَبْلُغَهٗ ﴿هُوَ اُذُنٌ﴾ اَىْ يَسْمَعُ كُلَّ قِيْلٍ وَيَقْبَلُهٗ فَاِذَا حَلَفْنَا اِنَّالَهٗ لَمْ نَقُلْ صَدَّقَنَا ﴿قُلْ﴾ هُوَ ﴿اُذُنُ ؕ﴾ مُسْتَمِعُ ﴿خَيْرٍ لَّكُمْ﴾ لَامُسْتَمِعُ شَرٍّ ﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ﴾ يُصَدِّقُ ﴿لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ فِيْمَا اَخْبَرُوْهُ بِهٖ لَالِغَيْرِهِمْ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ لِلْفَرْقِ بَيْنَ اِيْمَانِ التَّسْلِيْمِ وَغَيْرِهٖ ﴿وَرَحْمَةٌ﴾ بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلٰى اُذُنٌ وَالْجَرِّ عَطْفًا عَلٰى خَيْرٍ ﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۱)﴾ ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ فِيْمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُمْ مِنْ اَذَى الرَّسُوْلِ اَنَّهُمْ مَااَتَوْهُ ﴿لِيُرْضُوْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۶۲)﴾ حَقًّا، وَتَوْحِيْدُ الضَّمِيْرِ لِتَلَازُمِ الرِّضَائَيْنِ اَوْ خَبَرُ اللّٰهِ اَوْرَسُوْلِهٖ مَحْذُوْفٌ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ﴾ اَىِ الشَّاْنُ ﴿مَنْ يُّحَادِدِ﴾ يُشَاقِقِ ﴿اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ﴾ جَزَاءً ﴿خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِيْمُ (۶۳)﴾ ﴿يَحْذَرُ﴾ يَخَافُ

﴿الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ﴾ اَیِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ﴾ مِنَ النِّفَاقِ وَهُمْ مَعَ ذٰلِكَ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿قُلِ اسْتَهْزِءُوْا﴾ اَمْرُ تَهْدِيْدٍ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ﴾ مُظْهِرٌ ﴿مَّا تَحْذَرُوْنَ(۶۴)﴾ اِخْرَاجَهُ مِنْ نِفَاقِكُمْ ﴿وَلَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿سَاَلْتَهُمْ﴾ عَنِ اسْتِهْزَائِهِمْ بِكَ وَالْقُرْآنِ وَهُمْ سَائِرُوْنَ مَعَكَ اِلٰى تَبُوْكَ ﴿لَيَقُوْلُنَّ﴾ مُعْتَذِرِيْنَ ﴿اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ﴾ فِی الْحَدِيْثِ لِنَقْطَعَ بِهِ الطَّرِيْقَ وَلَمْ نَقْصُدْ ذٰلِكَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ(۶۵)﴾ ﴿لَا تَعْتَذِرُوْا﴾ عَنْهُ ﴿قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ اَیْ ظَهَرَ كُفْرُكُمْ بَعْدَ اِظْهَارِ الْاِيْمَانِ ﴿اِنْ نَّعْفُ﴾ بِالْيَاءِ مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ وَالنُّوْنِ مَبْنِيًّا لِلْفَاعِلِ ﴿عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ﴾ بِاِخْلَاصِهَا وَتَوْبَتِهَا كَمَخْشِیِّ بْنِ حُمَيْرٍ ﴿نُعَذِّبْ﴾ بِالتَّاءِ وَالنُّوْنِ ﴿طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ(۶۶)﴾ مُصِرِّيْنَ عَلَى النِّفَاقِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ.

﴿ترجمہ﴾

صدقات (یعنی فرض زکوۃ) تو صرف انہیں لوگوں کیلئے ہے جو محتاج (یعنی وہ لوگ جو اپنے پاس بقدر کفایت مال نہ پائیں) اور نادار (جس کے پاس کچھ نہ ہو کہ انہیں کفایت کرے......۱......) اور جو اسے (یعنی صدقات کو لوگوں سے وصول کرنے والے، انہیں مستحقین تک پہنچانے والے، اس کا حساب لکھنے والے اور مستحقین وغیرہ سے عشر وصول کرنے والے......۲......) اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے (تا کہ وہ اسلام لے آئیں یا اسلام پر ثابت قدم رہیں یا ان کو دیکھ کر دوسروں کو ترغیب ملے یا مسلمان کا بچاؤ کرتے ہوں ان میں سے قسم اول اور آخر کو امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے نزدیک اب نہ دیا جائے گا جبکہ اصح قول کے مطابق باقی دو قسموں پر اب بھی زکوۃ خرچ کی جائے گی......۳......) اور گردنیں چھڑانے میں (مکاتبین کی......۴......) اور قرضداروں کو (جنہوں نے گناہ کے علاوہ کسی کام کے لئے قرضہ لیا ہو یا لیا تو گناہ کے کام کیلئے ہو مگر اب اس گناہ پر تائب ہو چکے ہوں اور ان لوگوں کے پاس ادائیگی کیلئے کچھ نہ ہو اور باہمی معاملے کی درستگی کیلئے کچھ نہ ہو اگر چہ غنی ہوں......۵......) اور اللہ کی راہ میں (مجاہدین پر کہ جن کے پاس مال فئے نہ ہو اگر چہ غنی ہوں......۶......) اور مسافر کو (کہ جس کی زادِ راہ ختم ہو چکی ہو......۷......) ٹھہرالیا ہوا ہے (فریضۃً فعل مقدر فوض کی وجہ سے منصوب ہے) اللہ کا اور اللہ علیم ہے (اپنی مخلوق پر) اور حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، پس زکوۃ کو ان مصارف کے سوا خرچ کرنا جائز نہیں اور ان آٹھ اقسام میں سے کسی قسم کے پائے جانے کی صورت میں زکوۃ خرچ کرنے سے منع نہ کیا جائے اور یہ تقسیم امام وقت برابری کی بنیاد پر کرے گا اور اس کے لیے جائز ہے کہ کسی صنف پر خرچ کرنے میں کمی وزیادتی کرے اور لِلْفُقَرَاءِ میں لام استغراقی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام افراد کا مال لینا بلا استثناء درست ہے اور مالدار کو زکوۃ نہ دی جائے جب کہ وہ اپنی تنگ دستی

کی قسم کھائے تاہم ہر صنف میں سے تین تین آدمیوں کو زکوۃ دینا کافی ہوگا اوراس سے زیادہ کو نہیں اسلئے کہ جمع کے صیغے کا اطلاق تین پر ہوتا ہے اور سنت سے بھی یہی ثابت ہے اور جس کو زکوۃ دی جائے وہ مسلمان ہو ہاں ہاشمی اور مطلبی نہ ہو......۸......) اوران میں کوئی وہ ہے (یعنی منافقین میں) جو غیب کی خبر دینے والے نبی (پرعیب لگا کر یا ان کی باتوں کی نقل اتار کر......۹......) ان کو ستاتے ہیں اور (جب انہیں اس بات سے منع کیا جائے کہ کہیں نبی ﷺ تک یہ بات پہنچ نہ جائے) تو کہتے ہیں وہ تو کانوں کا کچا ہے (یعنی وہ تو ہر کہی بات سن لیتے ہیں اور قبول بھی کر لیتے ہیں ہم ان کے سامنے حلف اٹھالینگے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی تو وہ ہماری تصدیق بھی کر لیں گے) تم فرماؤ (وہ) کان (سننے والے) تمہارے بھلے کو ہیں (نہ کہ برائی کے سننے والے) اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں (یعنی تصدیق کرتے ہیں) مسلمانوں کی بات کی (جس بات کی مسلمان انہیں خبر دیں نہ کہ غیر کی باتوں کی اور للمومنین میں لام زائدہ ایمان تصدیق اور تسلیم وغیرہ میں فرق کرنے کیلئے ہے) اور رحمت ہیں (رحمة مرفوع ہے اذن پر عطف ہونے کی وجہ سے اور مجرور ہوگا خیر پر عطف ہونے کی وجہ سے) ان کے واسطے جو تم میں مسلمان ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے (اے مومنوں جو بات تمہیں ان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کے حوالے سے پہنچی ہے وہ اس کی تردید کرتے ہیں) اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ انہیں راضی کرتے (ان کی طاعت کر کے) اگر مومن ہوتے (سچے اور یرضوہ میں واؤ ضمیر لانا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا ایک ہی ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خبر اسم جلالت اللہ محذوف ہو تقدیر عبارت یوں ہو کہ اللہ احق ان یرضوہ و رسولہ احق ان یرضوہ ہے) کیا انہیں خبر نہیں کہ جو (انہ میں ہ ضمیر شان ہے) خلاف کرے (یحادد بمعنی یشاقق ہے) اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے ڈرتے ہیں (یحذر بمعنی یخاف ہے) منافق کہ ان (مومنین) پر نازل نہ کی جائے کوئی سورۃ جو ظاہر کر دے ان کے دل میں چھپے (نفاق کو ظاہر کر دے پھر بھی یہ لوگ استہزاء کرتے ہیں) تم فرماؤ ہنسے جاؤ (یہ حکم بطور تھدید ہے) اللہ کو ضرور نکالنا (یعنی ظاہر کرنا) ہے وہ جس کا تمہیں ڈر ہے (یعنی تمہارے نفاق کو ظاہر کرنے کا) اور اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) اے محبوب تم ان سے پوچھو (ان کے تم پر ہنسی کرنے اور قرآن پر اور جو تمہارے ساتھ تبوک میں حاضر ہونے کے بارے میں) تو کہیں گے (عذر پیش کرتے ہوئے) کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے (یعنی اسی طرح باتیں کرتے ہوئے راستہ طے کرنا چاہتے تھے ہم نے ہنسی بنانے کا قصد نہ کیا تھا) تم فرماؤ (ان سے) کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ (ان باتوں سے) تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر (یعنی تمہارا کفر اظہار ایمان کے باوجود ظاہر ہو چکا ہے) اگر ہم معاف کر دیں (نعف یاء کے ساتھ مبنی للمفعول ہوگا اور نون کے ساتھ مبنی للفاعل ہے) تم میں سے کسی کو (ان کے اخلاص اور توبہ، جیسا کہ مخشی بن حمیر کو معاف کر دیا) تو اوروں کو عذاب کریں (نعذب بھی تاء اور نون دونوں کے ساتھ ہے) اسلئے کہ وہ مجرم تھے (نفاق اور استہزاء پر مصر رہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انما الصدقت للفقراء والمسکین والعملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل الله وابن السبیل﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ......الصدقت: مبتدا......لام: جار......الفقراء: معطوف علیہ......والمسکین: معطوف اول......والعاملین علیها: شبہ جملہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......المولفة: اسم مفعول......قلوبهم: نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث......و: عاطفہ......فی: جار......الرقاب والغارمین: مجرور، ملکر معطوف رابع، و: عاطفہ......فی: جار......سبیل الله وابن السبیل: مجرور، ملکر معطوف خامس، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فریضة من الله والله علیم حکیم﴾.

فریضة: موصوف......من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر فعل محذوف "فرض الله ذلک" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......الله: مبتدا......علیم حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم الذین یوذون النبی ویقولون هو اذن﴾.

و: مستانفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......الذین: موصول......یوذون النبی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......یقولون: قول......هو اذن: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اذن خیر لکم یومن بالله ویومن للمومنین ورحمة للذین امنوا منکم﴾.

قل: قول......اذن: مضاف......خیر: موصوف......لکم: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفسر......یومن بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویومن للمومنین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تفسیر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......رحمة: موصوف، للذین امنوا منکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم﴾.

و: عاطفہ......الذین: موصول......یوذون رسول الله: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحلفون بالله لکم لیرضوکم والله ورسوله احق ان یرضوه ان کانوا مومنین﴾.

یحلفون بالله: فعل واو ضمیر ذوالحال وظرف لغو اول......لکم: ظرف لغو ثانی......لیرضونکم: ظرف لغو ثالث، و: حالیہ......الله ورسوله: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مبتدا......احق: خبر مقدم......ان یرضوه: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا موخر،

ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "الذین یوذون" خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ، کانوا مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فالله ورسوله احق" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الم یعلموا انّهٗ من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فیها ذلک الخزی العظیم﴾۔

همزه: حرف استفهام......لم یعلموا: فعل نفی با فاعل......انه: حرف مشبه واسم......من: شرطیہ مبتدا......یحادد الله ورسوله: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......ان: حرف مشبہ......لام: جار......ہٗ: ضمیر ذوالحال......خالدا فیها: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر...... نـار جهـنـم: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ذلک: مبتدا...... الخزی العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحذر المنفقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم﴾

یحذر المنفقون: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، تنزل علیهم: فعل مجہول وظرف لغو، سورة: موصوف، تنبئهم: فعل با فاعل ومفعول، بمافی قلوبهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل استهزء وا ان الله مخرج ما تحذرون﴾

قل: قول......استهزء وا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول...... ان الله: حرف مشبہ واسم...... مخرج: اسم فاعل با فاعل......ماتحذرون: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب﴾۔

و: مستانفہ......لام: تاکیدیہ......ان: شرطیہ......سالتهم: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ......یـقـولـن: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ...... کـنـا: فعل ناقص با اسم......نخوض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ونـلـعـب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل ابالله وایته ورسوله کنتم تستهزء ون﴾۔

قل: قول......همـزه: حرف استفهام، ب: جار......الله : معطوف علیہ......وایـتـه ورسـولـه: معطوفان، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم......تستهزء ون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ، کنتم: فعل ناقص با اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة بانهم کانوا مجرمین﴾۔

لاتعتذروا: فعل نہی واؤ ذوالحال......قد: تحقیقیہ...... کفرتم بعد ایمانکم : جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ......نعف: فعل با فاعل......عـن طـائـفـة منکم : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... نـعـذب طائفة: فعل با فاعل

ومفعول......بانهم كانوا مجرمين: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ومنهم الذين يؤذون النبى ......☆ منافقین اپنے جلسوں میں سیدِ عالم ﷺ کی شان میں ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے۔ ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اگر حضور ﷺ کو خبر ہوگئی تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ جلاس بن سوید منافق نے کہا ہم جو چاہیں کہیں حضور کے سامنے مُکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازِل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور فساد کے نہیں۔

☆......يحلفون بالله لكم ليرضوكم......☆ منافقین اپنی مجلسوں میں سیدِ عالم ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اس سے مُکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریّت ثابت کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی ناراضی کا سبب ہوں۔

☆......ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب ......☆ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسولِ کریم ﷺ کی نسبت تمسخراً کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے، کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کررہے تھے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور ان کا یہ عذر وحیلہ قبول نہ کیا گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

احناف وشوافع کے نزدیک فقیر ومسکین کی تعریفات:

۱......شوافع کے نزدیک فقیر وہ ہے جو مسکین کے مقابلے زیادہ بُرے حال میں پایا جائے اور یہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یا بقدرِ کفایت نہ ہو۔ (الجمل، ج۳، ص۲۶۹)

احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے، علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: ''فقیر وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس مال نصاب کی مقدار میں نہ پایا جائے یا نصاب کی مقدار میں مال ہو مگر کسی حاجت میں مستغرق ہو۔

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكوة، باب المصرف، ج۳، ص۲۸۳)۔

شوافع کے نزدیک جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ مسکین کا حال فقیر کے مقابلے میں اچھا ہوتا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہوتا

ہے جو نصاب تک پہنچ جاتا ہے، شوافع اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فقر سے اللہ کی پناہ مانگی چنانچہ حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللھم انی اعوذبک من الکفر و الفقر یعنی اے اللہ میں تجھ سے کفر اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح، رقم: ۵۰۹۰، ص ۹۵۱)

مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال کرنا حلال ہے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الزكوة، باب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۲۰۶)

عاملین زکوۃ:

۲......عاملین کو امام وقت اس کی محنت اور کوشش کی مقدار میں مال دے گا، اور آٹھواں حصہ مقرر نہ کیا جائے بلکہ امام وقت جتنا چاہے عامل کی محنت کو مدنظر رکھتے ہوئے دے۔ امام شافعی کے نزدیک اس میں اختلاف ہے ان کے نزدیک آٹھواں حصہ مقرر ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں اس لئے عامل کو بھی آٹھواں حصہ ملے گا۔ ہمارے نزدیک مقدار متعین نہیں ہے اس لئے کہ عامل کا استحقاق بطریق کفایت ہوتا ہے نہ کہ بطریق زکوۃ، لہٰذا ہمارے نزدیک اگرچہ عامل غنی ہو پھر بھی امام وقت سے اپنے کام پر مال لے سکتا ہے۔ (الهداية مع بداية المبتدی، كتاب الزكوة، باب من يجوز دفع الصدقات، ج ۲، ص ۶۹)

مؤلفة القلوب:

۳...... مؤلفة القلوب کے کا حصہ اب ساقط ہو چکا ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور مسلمانوں کو اس سے مستغنی فرما دیا اور اسی پر اجماع امت ہے۔ (قدوری مع توضيح الضروری، باب من يجوز دفع الصدقات، ص ۵۱)

مُکاتبین:

۴......رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا ہے کہ مال زکوۃ سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن آزاد کرے۔

(بہار شریعت، باب مال زکوۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے، حصہ پنجم، ج ۱، ص ۳۰)

غارمین:

۵......ہمارے نزدیک غارم وہ ہے جس پر قرضہ لازم ہو اور اپنے قرضے سے فاضل کسی نصاب کا مالک نہ ہو جبکہ امام شافعی کے نزدیک غارم سے مراد وہ ہے جس نے مسلمانوں کے درمیان باہمی پھوٹ کی اصلاح کی خاطر اور دو قبیلوں کے درمیان عداوت کی آگ ٹھنڈی کرنے کی خاطر مالی خسارہ مول لیا ہو۔ (الهداية مع بداية المبتدی، كتاب الزكوة، باب من يجوز دفع الصدقات، ج ۲، ص ۷۰)

فی سبیل اللہ:

۶......امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ سے مراد یہ ہے کہ جہاد پر جانے والوں پر زکوۃ کی رقم خرچ کی

جائے اور شرع میں اسی مسئلے کی رعایت کی گئی ہے، امام محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان حج کو جائیں انہیں بھی یہ رقم دی جاسکتی ہے ان کی دلیل سید عالم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ایک شخص کے لئے راہ خدا میں اونٹ لیا گیا تھا سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر حاجی کو سوار کرو، امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں کہ غازی کو زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے اگر چہ وہ غنی ہو لیکن احناف کے نزدیک ضرورت کے پیش نظر غازی پر زکوۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔ (البدائع الصنائع، کتاب الزکوۃ، فصل الذی یرجع الی المؤدی، ج۲، ص۶۸)۔

مسافر:

۷...... ہر مسافر کو ابن سبیل کہا جاتا ہے، اگر چہ اپنے حال میں غنی ہو اور صاحب مال ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ بھی واجب ہوتی ہو اور اسے ادائیگی کا حکم بھی کیا جاتا ہو، لیکن حالت سفر میں فقیر ہونے کی صورت میں اسے زکوۃ دی جائے گی۔

(البحر الرائق مع کنز الدقائق، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، ج۲، ص۳۸۳، ملخصاً)

لام استغراقی یا تملیکی:

۸...... علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ شوافع کے نزدیک لام تملیک کے لئے ہے اور یہی ان کے مذہب کا مقتضی ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ جب یہ تمام اصناف موجود ہوں تو ان تمام اصناف پر زکوۃ کو تقسیم کرنا واجب ہے اور چونکہ اس آیت میں ہر صنف کو جمع کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لئے ہر صنف کے تین افراد پر تقسیم کرنا واجب ہے اور ہمارے، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ زکوۃ دینے والا ہر صنف پر زکوۃ تقسیم کرے یا کسی ایک صنف پر زکوۃ کی رقم صرف کرے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صنف کے تین افراد پر زکوۃ تقسیم کی جائے، کسی ایک فرد کو بھی پوری رقم دی جاسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ کن لوگوں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے، اور یہ نہیں فرمایا کہ ان سب کو زکوۃ دینا ضروری ہے، اور اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ﴿وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرۃ: ۲۷۱)﴾ بنتی ہے۔ اس آیت میں فقراء کو صدقہ دینے کو زیادہ بہتر فرمایا گیا ہے، اور فقراء ایک صنف ہیں۔ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کے پاس صدقہ کا مال آیا تو آپ ﷺ نے صرف ایک صنف میں تقسیم کیا اور وہ صنف مؤلفۃ القلوب تھی، پھر جب دوبارہ مال آیا تو آپ ﷺ نے فقط مقروضوں کو دیا، اس میں دلیل ہے کہ ایک صنف پر اختصار کرنا جائز ہے اور اس آیت میں جمع کے صیغوں پر الف لام جنس ہے، کیونکہ عہد اور استغراق کا الف لام متصور نہیں ہے اور جنس صدقہ کو کسی صنف کی جنس پر خرچ کرنے کو بیان فرمایا ہے، اس لئے کسی صنف کے ایک فرد پر بھی پوری زکوۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

(روح المعانی، الجزء العاشر، ص۴۴۰)

سید عالم ﷺ نے اپنی ذات اور اپنی اولاد پر صدقہ حرام فرمادیا، لہذا آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبد المطلب اور ان کے موالی سب پر صدقہ لینا حرام ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''بے شک صدقہ لوگوں کا میل ہے اور یہ محمد اور آل

محمد کے لئے حلال نہیں ہے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الخراج والامارۃ،باب فی بیان مواضع،رقم:۲۹۸۵،ص ۵۷۰)

شانِ انبیائے کرام:

۹.....حضرات انبیائے کرام کی شان میں عیب بیان کرنا،ان کی باتوں کی نقل اتارنا یاکسی اور طریقے سے ان کی بے ادبی کرنا کفر ہے۔چنانچہ جو شخص حضور ﷺ کو انبیاء میں سے آخری نبی نا جانے یا حضور کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے،آپ ﷺ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے،آپ ﷺ کے کپڑوں کو میلا یا گندہ بتائے،حضور ﷺ کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور ﷺ کو کدو پسند تھا یہ کہے کہ مجھے پسند نہیں تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے اسے ناپسند ہے کہ حضور ﷺ کو پسند تھا تو کافر ہے۔یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس ﷺ کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی قسم کی تحقیر کرے مثلاً داڑھی بڑھانا،مونچھیں کم کرنا،عمامہ باندھنا،یا شملہ لٹکانا ان کی اہانت کرنا کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔(بہار شریعت مخرجہ، باب مرتد کا بیان، حصہ نہم،ج ۱،ص ۸۶)

منافقین کا سید عالم ﷺ کو کان کہنا بھی برائے تمسخر،تذلیل اور عیب بیان کرنے کے لئے تھا اور اس کا حکم بھی یہی ہے جو کہ ہم نے مندرجہ بالا میں بیان کر دیا۔

☆.....☆ھو اذن :عرب میں اذن یعنی کان اس کو کہتے ہیں جو ہر بات کو سنے جو اس سے کہی جائے اور اس کی تصدیق کرے اور عین یعنی آنکھ اس کو کہتے ہیں جو بغور دیکھے گویا کہ وہ سراپا آنکھ ہے،اسی طرح جو ہر بات کو سن کر اس کی تصدیق کر دیتا ہے گویا کہ وہ سراپا کان ہے۔ (تبیان القرآن،ج ۵،ص ۱۸۱،ملخصاً)

یرضوہ: میں ہ ضمیر کا مرجع اسم جلالت ہے کیونکہ اللہ کی خوشنودی جھوٹے ایمان کے ساتھ تو متحقق ہو نہیں سکتی بلکہ اس کی رضا کا دارومدار تو اطاعت اور اخلاص پر ہے لہذا التقدیر عبارت یوں ہے کہ واللہ احق ان یرضوہ والرسول کذالک یعنی اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے اور اس کا رسول بھی زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کرے،بعض علماء نے فرمایا کہ ضمیر کا مرجع اللہ اور رسول دونوں ہی ہیں اور ضمیر واحد میں یہ حکمت ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی رضا میں کوئی تفاوت نہیں ہے،گویا وہ ایک ہی شے ہیں،بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ ضمیر واحد رسول کی جانب راجع ہے اس لئے کہ کلام رسول کو اذیت دینے والوں اور انہیں راضی کرنے والوں کے بارے میں ہو رہا ہے۔ (المظھری،ج ۳،ص ۳۲۷)

اخراجہ من نفاقکم :اس سورت کا ایک نام فاضحہ بھی ہے یعنی یہ سورت مبارکہ منافقوں کو رسوا کرنے والی ہے۔اللہ تعالی نے اس سورت میں منافقوں کے دلی بغض کو سید عالم ﷺ پر بذریعہ وحی اور الہام کے ظاہر فرمادیا۔ (ابن کثیر،ج ۲،ص ٤٥٦،ملخصاً)

ولم نقصد ذلک :منافقوں کا قول یہ تھا کہ ھیھات ھیھات،یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) شام اور اس کے محلات فتح کرنے کا ارادہ

کرتا ہے، اللہ ﷻ نے اس بات کی اطلاع اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمادی کہ منافقین پیٹھ پیچھے ایسی باتیں کررہے ہیں، منافقوں سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ نہیں ہم نے نہ آپ کے بارے اسی کوئی بات کی ہے نہ ہی آپ کے اصحاب کے بارے میں کہا بلکہ ہم تو محض سفر کاٹنے کی غرض سے باتیں کررہے تھے۔ مااتوہ: بمعنی مافعلوہ ہے اور ایک نسخے میں آذوہ ہے۔

بعد اظہار الایمان: رسول کی توہین ایمان کی تباہی کا سبب ہے، تمہارا کفر ایمان کے اظہار کے بعد ظاہر ہے یعنی تم ظاہری طور پر کفر کے قریب ہو نہ کہ ایمان کے۔ (الصاوی، ج۳، ص۵۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۵

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ اَیْ مُتَشَابِهُوْنَ فِی الدِّیْنِ کَاَبْعَاضِ الشَّیْءِ الْوَاحِدِ ﴿یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ﴾ اَلْكُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾ اَلْاِیْمَانِ وَالطَّاعَةِ ﴿وَیَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ﴾ عَنِ الْاِنْفَاقِ فِی الطَّاعَةِ ﴿نَسُوا اللّٰهَ﴾ تَرَكُوْا طَاعَتَهٗ ﴿فَنَسِیَهُمْ﴾ تَرَكَهُمْ مِنْ لُطْفِهٖ ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۶۷)﴾ ﴿وَعَدَاللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا هِیَ حَسْبُهُمْ﴾ جَزَاءً وَّعِقَابًا ﴿وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (۶۸)﴾ دَائِمٌ اَنْتُمْ اَیُّهَا الْمُنَافِقُوْنَ ﴿كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ط فَاسْتَمْتَعُوْا﴾ تَمَتَّعُوْا ﴿بِخَلَاقِهِمْ﴾ نَصِیْبِهِمْ مِنَ الدُّنْیَا ﴿فَاسْتَمْتَعْتُمْ﴾ اَیُّهَا الْمُنَافِقُوْنَ ﴿بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ﴾ فِی الْبَاطِلِ وَالطَّعْنِ فِی النَّبِیِّ ﷺ ﴿كَالَّذِیْ خَاضُوْا ط﴾ اَیْ كَخَوْضِهِمْ ﴿اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۶۹)﴾ ﴿اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ﴾ خَبَرُ ﴿الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ﴾ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿وَّثَمُوْدَ﴾ قَوْمِ صَالِحٍ ﴿وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ﴾ قَوْمِ شُعَیْبٍ ﴿وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ط﴾ قُرٰی قَوْمِ لُوْطٍ اَیْ اَهْلِهَا ﴿اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ج﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ فَكَذَّبُوْهُمْ فَاُهْلِكُوْا ﴿فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ﴾ بِاَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِغَیْرِ ذَنْبٍ ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (۷۰)﴾ بِارْتِكَابِ الذَّنْبِ ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ﴾ لَا یُعْجِزُهٗ شَیْءٌ عَنْ اِنْجَازِ وَعْدِهٖ وَوَعِیْدِهٖ ﴿حَكِیْمٌ (۷۱)﴾ لَا یَضَعُ شَیْئًا اِلَّا فِیْ مَحَلِّهٖ ﴿وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط﴾ اِقَامَةٍ ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۷۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

منافق مرد اور عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں (یعنی دین کے معاملے میں دونوں برابر ہیں جیسا کہ ایک چیز کے اجزاء کا حال یکساں ہوتا ہے) برائی (کفر اور معصیت) کا حکم دیں اور بھلائی (ایمان اور طاعت سے) منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں (طاعت گزاری کے معاملے میں خرچ کرنے کے معاملے میں) وہ اللہ کو بھول بیٹھے (یعنی اس کی طاعت کو چھوڑ دیا) تو اللہ نے انہیں بھلا دیا (یعنی انہیں اپنے لطف سے دور کر دیا) بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس ہے (بطور جزا اور عتاب کے) اور اللہ کی ان پر لعنت ہے (یعنی وہ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے گا) اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے (دائمی......ا......اے منافقوں) جیسے وہ جو تم سے پہلے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال و اولاد تم سے زیادہ تو وہ برت گئے (فاستمتعوا بمعنی تمتعوا ہے) اپنا حصہ (دنیا میں) تو تم نے (اے منافقوں) اپنا حصہ برتا جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بے ہودگی میں پڑے (باطل کاموں میں اور نبی پاک ﷺ پر طعن کرنے میں) جیسے وہ پڑے تھے (یعنی جیسا کہ ان کی بے ہودگی تھی ویسی ہی تمہاری ہوئی) ان کے عمل اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں کیا انہیں خبر (نباء بمعنی خبر ہے) نہ آئی اپنے سے اگلوں کی قوم نوح و عاد......۲......(قوم ھود) اور قوم ثمود کی (یعنی قوم صالح کی ......۳......) اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے......۴......(قوم شعیب کی) اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں (مراد قوم لوط اور اس کے رہنے والے لوگ ہیں) ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے (معجزات جس کو انہوں نے جھٹلایا اور ھلاک ہوئے) تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا (یہ کہ بغیر گناہ کے انہیں عذاب دیتا) بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے (گناہ کا ارتکاب کر کے) اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا......۵...... بے شک اللہ غالب (کوئی چیز اسے اس کے وعدے اور وعید کو پورا کرنے سے روک نہیں سکتی) حکمت والا ہے (ہر کام اس کے محل ہی میں کرتا ہے......۶......) اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی......۷......(یعنی ہر نعمت سے بڑی) یہی ہے بڑی مراد پانی۔

﴿ترکیب﴾

﴿المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف ویقبضون ایدیهم﴾.

المنفقون: معطوف علیہ......والمنفقت: معطوف، ملکر مبتدا......بعضهم: مبتدا......من بعض: ظرف مستقر خبر، ملکر

جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول……یامرون بالمنکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ……وینھون عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف اول ،ویقبضون ایدیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نسوا اللہ فنسیھم ان المنفقین ھم الفسقون﴾.

نسوا اللہ: فعل با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ……ف: عاطفہ……نسیھم: فعل با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ……ان المنفقین: حرف مشبہ واسم……ھم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد اللہ المنفقین والمنفقت والکفار نار جھنم خلدین فیھا ھی حسبھم﴾.

وعد اللہ: فعل وفاعل……المنفقین: معطوف علیہ ،والمنفقت: معطوف اول ،والکفار: معطوف ثانی ،ملکر ذوالحال ،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال ،ملکر مفعول اول……نار جھنم: ذوالحال ،ھی حسبھم: جملہ اسمیہ حال ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم﴾.

و: عاطفہ……لعنھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ……و: عاطفہ……لھم: ظرف مستقر خبر مقدم……عذاب مقیم: مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا واولادا﴾.

کاف: بمعنی "مثل" مضاف……الذین من قبلکم: موصول صلہ ،ملکر ذوالحال……کانوا: فعل ناقص با اسم……اشد منکم: شبہ جملہ ممیز……قوۃ: تمیز ،ملکر معطوف علیہ……و: عاطفہ……اکثر: ممیز……اموالا: معطوف علیہ……واولادا: معطوف ،ملکر تمیز ،ملکر معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ،مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مبتدا محذوف "انتم" کیلئے خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستمتعوا بخلاقھم فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقھم﴾.

ف: عاطفہ ،استمتعوا بخلقھم: فعل با فاعل وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،استمتعتم بخلقکم: فعل با فاعل وظرف لغو ،کاف: جار ،ما: موصولہ ،استمتع: فعل……الذین من قبلکم: موصول صلہ ،ملکر فاعل ،بخلاقھم: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر "استمتاعا" مصدر محذوف کیلئے صفت ،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخضتم کالذی خاضوا﴾.

و: عاطفہ……خضتم: فعل با فاعل……کاف: جار……الذی خاضوا: مجرور ،ملکر ظرف مستقر……"خوضا" مصدر محذوف کی صفت ،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ اولئک ھم الخسرون﴾.

اولئک: مبتدا......حبطت اعمالھم: فعل وفاعل......فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اولئک: مبتدا......ھم الخسرون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یاتھم نبا الذین من قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراھیم واصحب مدین والمؤتفکت﴾.

ھمزہ: ہمزہ استفہامیہ: ،لم یاتھم: فعل نفی ومفعول،نبا: مضاف،الذین من قبلھم: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ،قوم: مضاف،نوح: معطوف علیہ،وعاد وثمود: معطوفان،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،و: عاطفہ،قوم: مضاف،ابراھیم: معطوف علیہ،واصحب مدین والموتفکت: معطوفان،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر بدل،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتتھم رسلھم بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾.

اتتھم رسلھم بالبینت: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص واسم......لام: جار......یظلمھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر "مریدا" شبہ فعل کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ......لکن: مہملہ......کانوا: فعل ناقص با اسم،انفسھم یظلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والمؤمنون والمؤمنت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ﴾.

و: عاطفہ،المومنون والمومنت: مبتدا،بعضھم اولیاء بعض: جملہ اسمیہ خبر اول،یامرون بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وینھون عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ،یقیمون الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ویؤتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ویطیعون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف رابع،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم﴾.

اولئک: مبتدا،سیرحمھم اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ عزیز حکیم: حرف مشبہ واسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد اللہ المؤمنین والمؤمنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ومسکن طیبۃ فی جنت عدن﴾.

وعداللہ: فعل وفاعل......المومنین: معطوف علیہ...... والمومنات: معطوف،ملکر ذوالحال......خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مفعول اول......جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ ،مسکن: موصوف......طیبۃ: صفت اول،فی جنت عدن: ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ورضوان من اللہ اکبر ذلک ھو الفوز العظیم﴾.

و: عاطفہ......رضوان: موصوف...... من اللہ: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا......اکبر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ذلک:

مبتدا......هو الفوز العظيم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دشمنان اسلام کے لیے دائمی عذاب:

۱......اس سے پہلی آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منافقین کے جرائم بیان کئے تھے کہ وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور اس آیت میں ان جرائم کی سزا بیان فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہیں گے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی رحمت سے بالکل دور کردیا ہے، پھر فرمایا کہ ان کے لئے عذاب مقیم ہے، اس پر یہ اعتراض ہے کہ عذاب مقیم کا معنی ہے دائمی عذاب اور اس کا ذکر تو خـالـدين فيهـا میں ہو چکا لہٰذا یہ تکرار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے فرمایا تھا کہ ان کو دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا اور عذاب مقیم سے مراد کسی اور قسم کا عذاب ہے جو کہ دائمی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ عذاب مقیم سے مراد ان کا دنیاوی عذاب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو اپنے نفاق کی وجہ سے ہر وقت یہ خوف رہتا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ وحی کے ذریعے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نفاق سے مطلع کردے گا اور ان کو ہر وقت اپنی رسوائی کا خطرہ رہتا تھا۔

(تبیان القرآن، ج۵، ص۱۸۸)

حضرت نوح علیہ السلام اور ھود علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

۲......حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ، مراد ادریس بن یرد بن مہلاییل بن قینن بن انوش بن شیث بن ابو البشر آدم علیہ السلام ہیں۔ ابن جریر کے قول کے مطابق یہ حضرت آدم علیہ السلام کے ایک سو چھبیس ۱۲۶ سال بعد پیدا ہوئے۔ اور ان کی قوم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے طوفان سے غرق فرمایا۔ (قصص الانبیاء، ص۵۱)

حضرت ھود علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ھود سے مراد عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح مراد ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھود بن عبد اللہ بن رباح بن الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح مراد ہے جسے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ ان کی قوم بے بارش ہوا کے عذاب سے ہلاک ہوئی۔ (ایضا، ص۷۵)

حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

۳......حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے صالح بن عبد بن ماسح بن عبید بن حاجر ابن ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح، قوم نے جب ان کی بات نہ مانی اور ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت پر مستقیم نہ ہوئے اور بتوں کی عبادت پر گامزن رہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی قوم کو کڑک کے ذریعے ہلاک کردیا۔ (البداية والنهاية، قصة الصالح نبی ثمود، ج۱، ص۱۴۶)

حضرت ابراھیم علیہ السلام وشعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

۴.....حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہ ہے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے۔آپ علیہ السلام کی کنیت ابوضیفان تھی، اور کہا جاتا ہے کہ جب تارخ (یعنی آپ کے والد) کی عمر پچھتر ۷۵ سال ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی قوم کو نعمتوں کے سلب اور نمرود کو مچھر کے ذریعے ہلاک کیا۔(ایضا، ص ۱۵۶)

حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہ ہے شعیب بن یشجن بن لاوی بن یعقوب، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ شعیب بن نویب بن عبید بن مدین بن ابراہیم ہے، یہ قول بھی ہے کہ شعیب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم، شعیب بن ضیفور بن عیفا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم اور بھی کئی اقوال ان کے نسب کے بارے میں بتائے جاتے ہیں۔ان کی قوم کو چھتری والے دن آگ کے ذریعے اکھیڑ دیا گیا

(قصص الانبیاء، ص ۱۴۹)

کلمہ طیبہ کی برکتیں:

۵.....وہ قوم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا ان کی بعض خصلتوں کا بیان گزر چکا کہ انہیں نیکی سے طبعی ضد ہے اور برائی سے طبعی مناسبت، اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ان کے دل ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔اللہ عزوجل کی یاد تو انہیں نصیب نہیں لیکن جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا۔کیا انہوں نے صرف اپنا لیبل ہی بدلا ہے یا اِن میں اور اُن میں حقیقی فرق بھی ہے؟۔اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جارہی ہے جو لا الہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما ہوتا ہے فرمایا جو خوش نصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب کی دعوت کو قبول کرتی ہیں ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔وہ نیکی کو فروغ دینے کے لئے اپنے سارے وسائل وقف کردیتے ہیں۔اپنی راحت وآرام کو قربان کردیتے ہیں اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند رکھنے کے لئے وہ اپنی جان بھی خوشی خوشی نثار کردیتے ہیں اور ان کا وجود باطل کے لئے تو ایک چیلنج ہوتا ہے وہ باطل اور برائی کی سروری قبول کرنے سے صاف انکار کردیتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے وہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے۔یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی اطاعت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

(ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۲۳۱)

رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے:

۶.....اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے اس لئے کہ یہ ہر کامیابی اور سعادت کا ذریعہ ہے۔ (المدارک، ج ۱، ص ۶۹۴)

☆.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ کہیں گے لبیک اے ہمارے رب عزوجل! ہم تیری اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تم راضی ہوگئے؟ وہ کہیں گے ہم کیوں نہ

راضی ہوں تو نے ہمیں اتنا کچھ دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں کسی کو نہ دیا، اللہ ﷻ فرمائے گا میں تم کو اس سے افضل چیز عطا فرماؤ گا۔ وہ عرض کریں گے اس سے افضل چیز اور کیا ہے؟ اللہ ﷻ فرمائے گا میں نے تم پر اپنی رضا حلال کر دی ہے اب میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اهل الجنة، رقم: ۷۵۱۸، ص ۱۲۹۶)

تبیان القرآن جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۹۲ پر ہے کہ اللہ ﷻ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے، بندہ کو جب علم ہو جائے کہ اس کا مولی اس سے راضی ہے تو اس کو ہر نعمت سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جیسا کہ اس کو جسمانی آرام اور آسائش حاصل ہو لیکن اس کو یہ علم ہو کہ اس کا مولی اس سے ناراض ہے تو تمام عیش اور آرام مکدر ہو جاتا ہے اور اس کو پھولوں کی سیج بھی کانٹوں کی طرح چبھتی ہے اور جب اس کو اپنے مولی اور محبوب کی رضا کا علم ہو تو جسمانی تکالیف اور بھوک و پیاس کا بھی احساس نہیں ہوتا چہ جائیکہ جسمانی نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ اس کو یہ علم ہو کہ اس کا مالک و مولی اور محبوب بھی اس سے راضی ہے تو اس کی خوشی اور راحت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ رضا سے جو ان کے دلوں میں لذت اور خوشی حاصل ہوتی ہے وہ جنت کی تمام نعمتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے اور ان کی آنکھیں سب سے زیادہ اس نعمت سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ زمخشری نے کہا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے، اس میں مقربین کے درجات کی جانب اشارہ ہے ہر چند کہ تمام جنتی اللہ ﷻ سے راضی ہوتے ہیں لیکن ان کے درجات مختلف ہوتے ہیں، ہر فلاح اور سعادت کا سبب اللہ ﷻ کی رضا ہے۔ (البحر المحیط، ج ۵، ص ٦١ ٤ وغیرہ)

حضرت ابو سلیمان علیہ الرحمۃ نے جب یہ فرمایا کہ لو القانی فی النار لکنت بذلک راضیا یعنی اللہ مجھے آگ میں ڈال دے تو میں اس پر بھی راضی ہوں، بعض حکماء نے اس قول کے بارے میں یہ معنی متعین فرمائے کہ رضا نہ تو اللہ ﷻ سے جنت کا سوال کرتی ہے اور نہ ہی جہنم سے پناہ مانگتی ہے۔

حضرت ابو عثمان علیہ الرحمۃ سے سید عالم ﷺ کے فرمان اسالک الرضا بعد القضاء کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قضاء کے بعد رضا کا سوال کرنا ہی دراصل رضا ہے اس لئے کہ قضاء سے پہلے رضا کا سوال کرنا یہ رضا نہیں بلکہ عزم کہلاتا ہے۔ (الرسالة القشيرية مع تعليقات، ص ٢٧٤)

☆......☆ المؤتفکات : سے مراد وہ قوم ہے جنہیں قوم لوط کے دیہات مین جن کو الٹ دیا گیا تھا، اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا اوپر کر دیا گیا، کنکھروں کی بارش برسائی گئی تھی۔ (المظهری، ج ٣، ص ٣٣٤)

متشابهون فی الدین : منافقین دین کے معاملے میں ایک ہی ہیں اور دین سے مراد نفاق ہے، اور خازن کی عبارت میں ہے کہ دینی معاملے میں اعمال خبیثہ اور نفاق کے حوالے سے ایک ہی ہیں، جیسا کوئی انسان دوسرے کے لئے کہے کہ "تو میرے اور میں تیرے جیسا ہوں" یعنی تو اور میں ایک ہی کام میں مشغول ہیں۔ نصیبهم من الدنیا : یعنی دنیوی لذتوں سے تلذذ اختیار کر لو، علقهم علق سے

مشتق ہے اس کے معنی تقدیر کے ہیں یعنی بندے کو اس وہی ملتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہوتا ہے۔
وعدہ ووعیدہ :اور اللہ کو اس کے وعدے کی ادائیگی میں کوئی عاجز نہیں کرسکتا اور اس کا وعدہ مومنین کے لئے جنت کا اور منافقین کے عذاب نار کا ہے۔وقولہ لا یضع شیئا الا فی محلہ یعنی وہ اپنی حکمت سے ہر چیز کو اس کے محل میں رکھتا ہے پس یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے احکام کی بنیاد ایسے حکیمانہ ضوابط پر رکھی ہے جو اہل طاعت اور اہل معصیت کو نعمت یا عذاب تک پہنچادے اور یہی وعدہ اور وعید مومنوں اور منافقوں سے ان کے حقوق کے بارے میں ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۲۷۷وغیرہ)

ترکوا طاعتہ:انسان سے اس کے نسیان پر مواخذہ نہ ہوگا،اس مقام پر مراد ترک طاعت ہے۔اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی کہ نسیان پر مواخذہ نہ فرمایا،کیونکہ نسیان انسان کی جبلت میں شامل ہے اور یہ اس سے جدا بھی نہیں ہوسکتا لہذا اللہ نے اس پر موخذاہ بھی نہ فرمایا،سید عالم ﷺ کا فرمان بھی اس پر دلیل ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے''رفع الخطاء و النسیان عن امتی ''یعنی میری امت سے خطا اور نسیان اٹھادیا گیا ہے یعنی ان پر مواخذہ نہ ہوگا۔

کخوضھم: سے اس جانب گئے ہیں کہ الذی سے پہلے ان مصدریہ محذوف ہے،اور یہ نحویوں کا پرانا طریقہ ہے اور اس صورت میں ایک مفعول مطلق محذوف بھی ماننا پڑے گا تا کہ الذی سے ماخوذ مصدر کے مشابہ ہوجائے اور اس صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی خضتم خوضا کخوضھم یعنی تم ڈوبے جیسا کہ وہ لوگ ڈوبے،اور صحیح یہ ہے کہ الذی کو محذوف موصوف کی صفت مانا جائے اس صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ کالخوض الذی خاضوہ (الصاوی،ج۳،ص۵۸وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۶

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ﴾ بالسَّيْفِ ﴿وَالْمُنٰفِقِيْنَ﴾ بِاللِّسَانِ وَالْحُجَّةِ ﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ بِالْاِنْتِهَارِ وَالْمَقْتِ ﴿وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۷۳)﴾ اَلْمَرْجِعُ هِيَ ﴿يَحْلِفُوْنَ﴾ اَيِ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا﴾ مَابَلَغَكَ عَنْهُمْ مِنَ السَّبِّ ﴿وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾ اَظْهَرُوْا الْكُفْرَ بَعْدَ اِظْهَارِ الْاِسْلَامِ ﴿وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا﴾ مِنَ الْفَتْكِ بِالنَّبِيِّ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ عِنْدَ عَوْدِهِ مِنْ تَبُوْكَ وَهُمْ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَضَرَبَ عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ وُجُوْهَ الرَّوَاحِلِ لِمَا غَشُّوْهُ فَرَدُّوْا ﴿وَمَا نَقَمُوْا﴾ اَنْكَرُوْا ﴿اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ بِالْغَنَائِمِ بَعْدَ شِدَّةِ حَاجَتِهِمْ اَلْمَعْنٰى لَمْ يَنَلْهُمْ مِنْهُ اِلَّا هٰذَا وَلَيْسَ مِمَّا يُنْقَمُ ﴿فَاِنْ يَّتُوْبُوْا﴾ عَنِ النِّفَاقِ وَيُؤْمِنُوْا بِكَ ﴿يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا﴾ بِالْقَتْلِ ﴿وَالْاٰخِرَةِ﴾ بِالنَّارِ ﴿وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ﴾ يَحْفَظُهُمْ مِنْهُ ﴿وَّلَا نَصِيْرٍ (۷۴)﴾ يَمْنَعُهُمْ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الصَّادِ

﴿وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ(۷۵)﴾ وَهُوَ ثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَّدْعُوَ لَهُ أَنْ يَّرْزُقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَيُؤَدِّيَ مِنْهُ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَدَعَا لَهُ فَوُسِّعَ عَلَيْهِ فَانْقَطَعَ عَنِ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنَعَ الزَّكَاةَ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا﴾ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ(۷۶)﴾ ﴿فَاَعْقَبَهُمْ﴾ أَيْ فَصَيَّرَ عَاقِبَتَهُمْ ﴿نِفَاقًا﴾ ثَابِتًا ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ﴾ أَيِ اللّٰهَ، وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ(۷۷)﴾ فِيْهِ فَجَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِزَكَاتِهٖ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ مَنَعَنِيْ أَنْ أَقْبَلَ مِنْكَ فَجَعَلَ يَحْثُو التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَلَمْ يَقْبَلْهَا ثُمَّ إِلٰى عُمَرَ فَلَمْ يَقْبَلْهَا ثُمَّ إِلٰى عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْبَلْهَا وَمَاتَ فِيْ زَمَانِهٖ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا﴾ أَيِ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ﴾ مَا أَسَرُّوْهُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ ﴿وَنَجْوٰىهُمْ﴾ مَا تَنَاجَوْا بِهٖ بَيْنَهُمْ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ(۷۸)﴾ مَا غَابَ عَنِ الْعِيَانِ وَلَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مُرَاءٍ وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا فَنَزَلَ ﴿اَلَّذِيْنَ﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿يَلْمِزُوْنَ﴾ يَعِيْبُوْنَ ﴿الْمُطَّوِّعِيْنَ﴾ اَلْمُتَنَفِّلِيْنَ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ طَاقَتَهُمْ فَيَأْتُوْنَ بِهٖ ﴿فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ﴾ وَالْخَبَرُ ﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ جَازَاهُمْ عَلٰى سُخْرِيَّتِهِمْ ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(۷۹)﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ تَخْيِيْرٌ لَهٗ فِي الْاِسْتِغْفَارِ وَتَرْكِهٖ قَالَ ﷺ "إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ" يَعْنِي الْاِسْتِغْفَارَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالسَّبْعِيْنَ الْمُبَالَغَةُ فِيْ كَثْرَةِ الْاِسْتِغْفَارِ وَفِي الْبُخَارِيِّ حَدِيْثُ "لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَ لَزِدْتُ عَلَيْهَا" وَقِيْلَ الْمُرَادُ الْعَدَدُ الْمَخْصُوْصُ لِحَدِيْثِهٖ أَيْضًا "وَسَأَزِيْدُ عَلَى السَّبْعِيْنَ" فَبَيَّنَ لَهٗ حَسْمُ الْمَغْفِرَةِ بِآيَةِ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ(۸۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی جہاد فرماؤ (تلوار سے) کافروں اور منافقوں پر (زبان اور دلیل کے ذریعے) اور ان پر سختی کرو (زجراً اور شدید بغض کا اظہار کرتے ہوئے) اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (المصیر بمعنی المرجع ہے) قسم کھاتے ہیں (منافقین) اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا (یعنی ان منافقوں کی طرف سے اے محبوب آپ کو کوئی سب وشتم نہ

پہنچا)اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہوئے (یعنی اسلام ظاہر کرنے کے بعد انہوں نے کفر ظاہر کیا......۱......)اور وہ چاہا جو انہیں نہ ملا (غزوہ تبوک سے واپسی پر عقبہ کی رات جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنا چاہا اور یہ دس سے کچھ زائد افراد تھے حضرت عمار بن یاسر نے مار مار کران کی سواریوں کو بھگا دیا)اور انہیں کیا بُرا لگا (نقموا بمعنی انکروا ہے)یہی نہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا (شدت حاجت کے وقت انہیں مال غنیمت سے نواز دیا، مطلب یہ کہ انہیں صرف سفر میں یہ تنگی پہنچی تھی اور یہ کوئی عیب والی بات نہیں)تو اگر وہ توبہ کر لیں (نفاق سے اور آپ پر ایمان لے آئیں)تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں (ایمان سے)تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا میں (قتل کے ذریعے)اور آخرت میں (نارِ جہنم کا عذاب دے کر)اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا (کہ جو ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت کر سکے)اور نہ مددگار (جو ان سے عذاب کو روک سکے)اور ان میں کوئی وہ ہیں......۲......جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اللہ اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے (لنصدقن میں تا کا صاد میں ادغام ہے)اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے (اس سے ثعلبہ بن حاطب مراد ہے اس نے نبی پاک ﷺ سے دعا کرنے کا سوال کیا کہ اگر اللہ اسے وسیع رزق عطا کرے تو وہ اس رزق میں سے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرے گا نبی پاک ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اس پر رزق وسیع کر دیا گیا اس نے ابتداء جمعہ پھر جماعت ترک کر دی اور زکوۃ دینے سے بھی منع کر دیا جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا)تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور پھر گئے (اللہ ﷻ کی طاعت گزاری سے)اور وہ منہ پھیرنے والے تھے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا (یعنی ثابت کر دیا انہیں نفاق پر......۳......)اس دن تک کہ اس سے ملیں گے (یعنی اللہ ﷻ سے اور مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے)بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے (راہ خدا میں مال خرچ کرنے کے معاملے میں، نزول آیت کے بعد وہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن نبی پاک ﷺ نے اس سے زکوۃ نہ لی کہ اللہ ﷻ نے تجھ سے زکوۃ لینے سے منع کیا ہے اور وہ اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ سے رخصت ہوا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا مگر اس سے زکوۃ نہ لی گئی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا اور اس سے زکوۃ نہ لی گئی بالآخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی آیا اور اس سے زکوۃ نہ لی گئی اور وہ انہی کے دور میں مر گیا)کیا انہیں (یعنی منافقوں کو)خبر نہیں کہ اللہ ان کی چھپی (یعنی ان کے دل میں پوشیدہ بات)اور ان کی سرگوشی (یعنی باہمی خیال بندیوں)کو جانتا ہے اور یہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے (جو انسانی آنکھ سے اوجھل ہو، جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ایک شخص نے آ کر بہت مال صدقہ کیا تو منافق نے اس شخص کو ریاء کار کہا اور ایک شخص نے ایک صاع صدقہ کیا تو کہنے لگے کہ اللہ ﷻ تتنے صدقہ سے بے پرواہ ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ)وہ جو (الذین مبتداء ہے)عیب لگاتے ہیں (یلمزون بمعنی یعیبون ہے)رغبت کرنے والے (مطوعین بمعنی متنفلین ہے)مسلمانوں کو خیرات کرنے سے اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے (یعنی اپنی

طاقت بھر کمائی لے کر حاضر ہو جاتے ہیں) تو ان سے ہنستے ہیں (فیسخرون منھم کا عطف یلمزون پر ہے اور خبر آگے سخر اللہ منھم ہے) اللہ ان کی ہنسی کی سزا دیگا (یعنی ان کے مذاق کا بدلہ) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (اے محمد ﷺ) تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو (یعنی نبی پاک ﷺ کو استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا......یہ......تو نبی پاک نے استغفار کرنے کو پسند فرمایا اسے بخاری نے روایت کیا) اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا (بعض نے کہا کہ ستر مرتبہ کا عدد کثرت استغفار میں مبالغہ کرنا ہے اور بخاری میں حدیث ہے: ''اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے میں بخشش ہوگی تو میں زیادہ بھی کر لیتا''، اور بعض کے نزدیک خاص یہی عدد مراد ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ''میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفا کروں گا''، مگر آیت مبارکہ استغفر لھم اولم تستغفرلھم میں آپ ﷺ کو ان کے بارے میں حتمی فیصلہ سنا دیا گیا) یہ اسلئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی جاھد الکفار و المنفقین واغلظ علیھم﴾

یایھاالنبی: جملہ ندائیہ......جاھد: فعل امر با فاعل......الکفار و المفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ......اغلظ علیھم: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وماوھم جھنم وبئس المصیر﴾.

و: مستانفہ......ماوھم: مبتدا......جھنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......بئس: فعل ذم......المصیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف ''مصیرھم'' کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحلفون باللہ ماقالوا﴾.

یحلفون باللہ: جملہ فعلیہ قسمیہ......ماقالوا: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، قالوا: فعل با فاعل، کلمۃ الکفر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفروا: فعل با فاعل......بعد اسلامھم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ

﴿وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ﴾.

و: عاطفہ......ھموا: فعل با فاعل......بمالم ینالوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''قالوا کلمۃ الکفر'' پر معطوف ہے......و: عاطفہ......مانقموا: فعل نفی با فاعل......الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......اغنھم: فعل ومفعول......اللہ ورسولہ:

فاعل......من فضله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان یتوبوا یک خیرا لھم﴾

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......یتولوا: جملہ فعلیہ شرط......یک: فعل ناقص بااسم......خیرالھم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یتولوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یعذبھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل......عذابا الیما: مفعول ثانی......فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومالھم فی الارض من ولی ولا نصیر﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......فی الارض: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ ،ولی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصیر: معطوف،ملکر ذوالحال،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنھم من عھد اللہ لئن اتنا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصلحین﴾.

و: عاطفہ......منھم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......عھد اللہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ......لام: قسمیہ تاکیدیہ......ان: شرطیہ......اتنامن فضلہ: جملہ فعلیہ شرط......لام: تاکیدیہ......نصدقن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......نکونن: فعل ناقص بااسم......من الصلحین: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما اتھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......اتھم من فضلہ: جملہ فعلیہ شرط، بخلوابہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،تولوا: فعل واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ،ھم معرضون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون﴾.

ف: عاطفہ......اعقبھم: فعل بافاعل ومفعول......نفاقا: موصوف......فی قلوبھم: ظرف مستقر "راسخا" شبہ فعل محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت،ملکر ذوالحال......الی: جار......یوم: مضاف......یلقونہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر حال،ملکر مفعول ثانی......ب: جار......ما: موصولہ......اخلفوا اللہ: فعل بافاعل ومفعول......ما وعدوہ: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ب: جار......ما کانوا یکذبون:

موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجوٰھم وان اللہ علام الغیوب﴾۔

همزہ: حرف استفہام......لم یعلموا: فعل نفی با فاعل......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......یعلم سرھم ونجوٰھم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ملکر معطوف علیہ،......و: عاطفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......علام الغیوب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم﴾۔

الذین: موصول،یلمزون: فعل با فاعل،المطوعین: ذوالحال......من المومنین: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،فی الصدقت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ،یسخرون منھم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،الذین: موصول،لایجدون: فعل نفی با فاعل،الا: اداۃ حصر،جھدھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا،سخر اللہ منھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿استغفر لھم او لاتستغفر لھم﴾۔

استغفر لھم: فعل امر بمعنی خبر با فاعل......لھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ......لاتستغفر: فعل نہی بمعنی خبر با فاعل......لھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم﴾۔

ان: شرطیہ......تستغفر لھم: فعل با فاعل وظرف لغو......سبعین: ممیز......مرۃ: تمیز، ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......لن یغفر اللہ: فعل نفی وفاعل......لھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین﴾۔

ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم......کفروا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی: فعل نفی با فاعل......القوم الظلمین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یحلفون باللہ ما قالوا......☆ امام بغوی نے کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت جلاس بن سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا

کہ ایک روز سید عالم ﷺ نے تبوک میں خُطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر کیا اور ان کی بدحالی و بداعمالی کا ذکر فرمایا، یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر، جب حضور ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور ﷺ سے جلاس کا مقولہ بیان کیا، جلاس نے انکار کیا اور کہا کہ یارسول اللہ عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ حضور ﷺ نے دونوں کو حکم فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں، جلاس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا پھر عامر نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بے شک یہ مقولہ جلاس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر عامر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ ﷻ کے حضور میں دعا کی یارب ﷻ اپنے نبی پر سچے کی تصدیق نازل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے آیت میں "فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ" سن کر جلاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ سنئے اللہ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، عامر بن قیس نے جو کچھ کہا سچ کہا، میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ و استغفار کرتا ہوں حضور ﷺ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔

☆...... **ومنهم من عٰهد الله** ......☆ ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم ﷺ سے درخواست کی اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائی، حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے، دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ ﷻ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس پھر جب حضور اقدس ﷺ نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والے بھیجے، لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ میں سوچ لوں جب یہ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا "ثعلبہ پر افسوس" تو یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرما دی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا پھر اس صدقہ کو خلافتِ صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافتِ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافتِ عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔

☆...... **الذين يلمزون المطوعين** ......☆ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر لائے انہیں تو منافقین نے ریاکار کہا اور کوئی ایک صاع (ساڑھے تین سیر) لائے تو انہیں کہا اللہ کو اس کی کیا پرواہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہیں اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ اس میں برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے، حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیبیاں چھوڑیں انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کس کلمے نے اسلام لانے کے بعد منافقوں کے کفر کو ظاہر کیا؟

۱......وہ کلمہ جو منافقوں کے اسلام لانے کے بعد ان کے کفر کو ظاہر کر گیا وہ کیا تھا؟ اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ کلمہ جلاس بن سوید کا قول لئن کان محمد صادقا لنحن شر من الحمیر یعنی اگر محمد ﷺ سچے ہوں تو ہم گدھے سے بھی بُرے ہیں، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی کا قول لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل تھا کہ ہم اگر مدینہ پہنچے تو عزت والوں میں سے ذلیلوں کو نکال دینگے معاذ اللہ عزوجل۔ (الخازن، ج۲، ص۳۸۵)

ظاہری آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ مسلمان ہوں پھر وہ ایسے کافر ہو گئے کہ اصلا مسلمان تھے ہی نہیں، میں اس بات کا جواب یہ دوں گا کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر کو ظاہر کیا۔ (الصاوی، ج۳، ص۶۰)

ثعلبہ کے متعلق کچھ تحقیق:

۲......اللہ عزوجل کے فرمان ومنهم من عاهد الله سے مراد منافق ہے اور اگر اس سے مراد ثعلبہ ہوں تو ابتداءً یہ اسلام میں صحیح تھے بعد میں منافق ہو گئے، پس صحیح قول یہ ہے کہ مراد منافق ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ثعلبہ نبی پاک ﷺ کی مسجد میں خادم تھا، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے اسے حمامۃ المسجد کا لقب دیا، پھر جب نبی پاک ﷺ نے اسے مسجد سے جلدی آتے جاتے دیکھا تو فرمایا "تجھے کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کی طرح جلدی کرتا ہے"۔ اس نے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں اور میں اپنی زوجہ کا کپڑا لیکر نماز کے آتا ہوں جب میں نماز پڑھ کے جاتا ہوں تو میری زوجہ اسی کپڑے سے نماز پڑھتی ہے اس لئے میں جلدی چلا جاتا ہوں، آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ اس کے رزق میں کشادگی کرے۔

(الحمل، ج۳، ص۲۸۴)

ابن کلبی نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری بدری صحابی تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے، اگر ثعلبہ بن حاطب سے مراد وہی ہیں جن کے متعلق سورہ توبہ کی آیت نازل ہوئی ہے تو یا تو ابن کلبی کو ان کے جنگ احد میں شہید ہونے سے متعلق وہم ہوا ہے یا پھر ثعلبہ بن حاطب

سے متعلق یہ قصہ صحیح نہیں ہے یا پھر اس قصے میں ثعلبہ بن حاطب کے علاوہ کوئی اور شخص ہے۔(اسد الغابہ،ثعلبہ بن حاطب، ج ۱،ص ۳۲۶)

واحدی نے نقل کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری ہی وہ شخص ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور انہوں نے اس پر کوئی دلیل نہیں ذکر کی اور نہ ہی یہ ذکر کیا کہ وہ بدری صحابی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ امام ابن اسحٰق نے انہیں بدریین میں شمار کیا ہے اور میرے نزدیک ثعلبہ بن حاطب اس کے غیر ہیں جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ شخص حضرت عثمان غنی کے دور میں فوت ہوا تھا اور حضرت ثعلبہ بن حاطب کے متعلق ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور المہدوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے لیکن اس پر بھی اعتراض ہے کیونکہ حضرت حاطب بھی بدری صحابی ہیں اور مہاجرین صحابہ میں سے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب المساقاة، باب السکر الانہار، رقم:۲۳۵۹/ ۲۳۶۰، ج۵، ص ۴۵)

نفاق :

۳.....اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں نفاق کو قیامت تک کے لئے جمادیا، نفاق ایک ایسا مرض ہے کہ جس میں پیدا ہوجائے اس کی دین و دنیا برباد کردیتا ہے اور انسان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہوجاتا ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔

☆...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس میں چار باتیں جمع ہوجائیں وہ خالص منافق ہے، اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو وہ نفاق ہی کی خصلت کہلائے گی اور چار خصلتیں یہ ہیں جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو جھوٹ بولے اور جب لڑائی جھگڑا ہو تو گالم گلوچ کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، رقم:۳۳، ۳۴، ص۹)

منافق کے لیے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار:

۴.....تخییر لہ فی الاستغفار: یعنی چاہیں تو ان کے لئے استغفار کریں اور چاہیں تو نہ کریں (الجمل، ج۳، ص ۲۸۹)، ہمیں فتح الباری کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:''انی لارجوا ان یسلم بذلک الف من قومہ یعنی میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ اس کی (یعنی عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے سبب سے) ہزار آدمی اس کی قوم سے اسلام قبول کرلیں گے''۔(فتح الباری، کتاب التفسیر، باب استغفر لھم او لا ، رقم:۴۶۷۱، ج۸، ص ۴۲۹)

اکثر روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ﴿استغفر لھم او لم تستغفر لھم (التوبہ:۸۰)﴾ یعنی'' آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں''، سے یہ سمجھا کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، اکابر علماء کی ایک جماعت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر اشکال پیدا ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید کی اس

آیت سے آپ ﷺ کو استغفار کا اختیار دینا واضح نہیں ہوتا، اس لئے بعض اکابر علماء نے اس حدیث پر جرح کی ہے، حالانکہ یہ حدیث بکثرت طرق صحیحہ سے مروی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم، اور صحیحین کے مخرجین کا اس کی صحت پر اتفاق ہے، اس لئے اس حدیث کا انکار علم حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ علامہ ابن منیر نے کہا کہ اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو لغزش ہوئی حتی کہ قاضی ابو بکر نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں ہے، اور امام الحرمین نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، علامہ داؤدی نے کہا کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے، اس انکار کی وجہ وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھی تھی کہ "آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا"۔ اس آیت مبارکہ سے منافقین کی مغفرت کی نفی میں مبالغہ مراد ہے، ستر کے عدد کی خصوصیت اور اختیار دینا مراد نہیں ہے، جیسا کہ اس آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے، اس لئے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے اس قول پر اشکال ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بعض متاخرین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ابن ابی کی قوم کی تالیف کے لئے یہ فرمایا تھا، اور آپ ﷺ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ اگر آپ ﷺ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کریں گے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ "اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا" رواہ بخاری، لیکن ثابت وہ روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا"، بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ سید عالم ﷺ کا یہ جواب استصحاب حال پر مبنی ہے، کیونکہ اس آیت کے نزول سے پہلے اس کے لئے استغفار کرنا جائز تھا، اس لئے وہ اپنی اصل کے مطابق اب بھی جائز ہے، اور یہ اچھا جواب ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے نفی مغفرت کے مبالغہ کو سمجھنے کے باوجود اصل کے حکم کو باقی قرار دیا لیکن اس پر عمل کرنے میں کوئی تنافی نہیں ہے گویا کہ آپ ﷺ نے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے پر حصول مغفرت کو جائز قرار دیا لیکن اس پر یقین نہیں کیا، اور بعض نے یہ جواب دیا کہ اللہ عزوجل سے استغفار کرنا فی نفسہ عبادت ہے، سو نبی کریم ﷺ نے بہ قصد عبادت ستر بار سے زیادہ استغفار کیا اور اس سے آپ ﷺ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ عبد اللہ بن ابی کی مغفرت ہو جائے، اس جواب پر یہ اشکال ہے کہ اس اعتبار سے پھر جس کی مغفرت محال ہو اس کے لئے بھی مغفرت طلب کرنا جائز ہو حالانکہ یہ ناجائز ہے۔

(فتح الباري ، كتاب التفسير، باب ولا تصل على احد، رقم: ٤٦٧٢، ج٨، ص ٤٣١)

☆......☆ باللسان والحجة: سے مراد یہ ہے کہ تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ ان کے ساتھ کلمۂ شہادت کا تلفظ کرتے ہوئے جہاد کرو، اور جو بھی کلمہ پاک کی گواہی دے لے ان کے ساتھ قتال نہ کیا جائے۔ اور بیضاوی کی عبارت یہ ہے کہ منافقین کے ساتھ حجت لازم کرتے ہوئے اور حد قائم کرنے کے ذریعے جہاد کرو۔

من الفتك: فاء کی تثلیث کے ساتھ باب نصر یا ضرب سے ہے، اور اس سے مراد دھوکے یا غفلت سے قتل کرنا ہے۔ اور مفسر کے قول

لیلۃ العقبی سے مراد تبوک اور مدینہ کی درمیانی رات ہے۔ وہ بارہ آدمی جو سید عالم ﷺ کی راہ میں ناپاک ارادے سے بیٹھے تھے، سید عالم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آگے اونٹنی کی مہار تھامے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے تھے اور یہ اپنے ارادے میں ناکام رہے، مفسر کا قول وجوہ الرواحل سے منافقین کے وہ اونٹ مراد ہیں جن پر یہ لوگ سوار تھے، مفسر کا قول فردوہ یعنی منافقین اپنے ارادے میں ناکام ہوئے اور غصہ ہوتے ہوئے وادی کی جانب لوٹے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کا مقصد سید عالم ﷺ کو ان کی سواری سے گرا کر موت کے گھاٹ اتار دینا تھا معاذ اللہ عزوجل۔

بالقتل: منافقین جب اپنا کفر ظاہر کریں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور یہ قول ما قبل قول کہ منافقین سے زبان اور دلیل کے ذریعے بحث کی جائے نہ کہ تلوار سے، کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ یہ قول اس وقت تھا جب منافقین نے اپنا کفر ظاہر نہ کیا تھا بلکہ وہ بظاہر ایمان پر تھے۔

فجاء بعد ذلک: یعنی نزول آیت کے بعد باطن میں تائب ہوئے بغیر آیا، وقولہ منعنی یعنی وحی کے ذریعے مجھے منع کیا گیا ،وقولہ جعلوا یحثو التراب علی راسہ یعنی اپنے سر پر خوف کے مارے مٹی ڈالتا ہوا آیا کہ کہیں مجھے کافروں میں نہ شمار کر لیا جائے اور مسلمانوں کے زمرے سے نکال نہ دیا جائے اور کافروں کا سا معاملہ نہ کیا جائے۔

ما تناجوا بہ: یعنی اللہ عزوجل جانتا ہے جو بات وہ نبی پاک ﷺ کو دھوکہ دینے کے بارے میں کہتے ہیں اور زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے کے حوالے سے کہتے ہیں وغیرہ۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۸۱ وغیرہ)۔

ولیس مما ینقم: میں ینقم سے مراد یعاب یا یکرہ ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۶۱)

بعد شدۃ حاجتہم: فضل واحسان ہر صاحب دل کے نزدیک محبوب اور مرغوب چیز ہوتی ہے جو کہ محبت اور فرمانبرداری کا موجب ہے ،نہ کہ عداوت وانتقام کا۔ یہ جملہ "ھموا" کے فاعل سے حال ہے اور ان کے خبیث باطنی اور بدنیتی کو بیان کر رہا ہے کیونکہ انہوں نے احسان کے مقابلہ میں عداوت واحسان فراموشی کا ثبوت دیا تھا، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے انصاری آدمی کو قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے اس پر بارہ ہزار درہم دیت کا فیصلہ فرمایا۔ علامہ بغوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ جلاس کا غلام قتل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی تو وہ غنی ہو گیا۔ اس کے متعلق یہ ارشاد اغنہم اللہ و رسولہ من فضلہ نازل ہوا، کلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے اہل مدینہ بہت تنگ اور فقر کی زندگی گزارتے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو غنائم کے ملنے کی وجہ سے وہ خوشحال اور مالدار ہو گئے۔

جاء رجل: سے مراد عبد الرحمن بن عوف ہیں جن کے پاس کل آٹھ ہزار اوقیہ سونا تھا جس میں سے چار ہزار درہم لائے اور فرمایا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار تھا جس میں سے چار ہزار میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے روک لیا ہے اور چار ہزار آپ ﷺ اللہ کی راہ میں قبول فرمائیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ برکت عطا فرمائے جو تو نے راہ خدا میں دیا اور جو تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ چھوڑا

،اللہ نے ان کے مال میں اتنی برکت دی کہ ان کی ایک بیوی نے اسّی ہزار درہم چوتھائی حصے پر صلح کرلی تھی جب کہ ان کا حق اس سے بھی زیادہ تھا، اسی دن عاصم بن عدی عجلانی نے ایک سو وسق کھجور صدقہ کئے تھے اور ابو عقیل انصاری نے ایک صاع کھجور پیش کیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ساری رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی ہے جس کی اجرت مجھے دو صاع ملی ہے جس میں سے ایک صاع میں نے گھر والوں کے لئے رکھ دیا ہے اور دوسرا صاع آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش خدمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس صاع کو صدقہ کے ڈھیروں پر بکھیر کر ڈال دو، منافقین کہنے لگے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم نے فقط ریاکاری اور اپنی فیاضی کے لئے مال خرچ کیا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ابی عقیل کے اس تھوڑے سے صدقہ سے بے نیاز ہیں۔ (المظھری، ج۲، ص۳۳۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۷

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ عَنْ تَبُوْک ﴿بِمَقْعَدِهِمْ﴾ اَیْ بِقُعُوْدِهِمْ ﴿خِلٰفَ﴾ اَیْ بَعْدَ ﴿رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا﴾ اَیْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ﴿لَا تَنْفِرُوْا﴾ تَخْرُجُوْا اِلَی الْجِهَادِ ﴿فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا﴾ مِنْ تَبُوْک فَالْاَوْلٰی اَنْ يَّتَّقُوْهَا بِتَرْكِ التَّخَلُّفِ ﴿لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (۸۱)﴾ يَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ مَا تَخَلَّفُوْا ﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا﴾ فِی الدُّنْيَا ﴿وَّلْيَبْكُوْا﴾ فِی الْآخِرَةِ ﴿كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۲)﴾ خَبَرٌ عَنْ حَالِهِمْ بِصِيْغَةِ الْاَمْرِ ﴿فَاِنْ رَّجَعَكَ﴾ رَدَّكَ ﴿اللّٰهُ﴾ مِنْ تَبُوْكَ ﴿اِلٰی طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ﴾ مِمَّنْ تَخَلَّفَ بِالْمَدِيْنَةِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ﴾ مَعَكَ اِلٰی غَزْوَةٍ اُخْرٰی ﴿فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ (۸۳)﴾ اَلْمُتَخَلِّفِيْنَ عَنِ الْغَزْوِ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ وَلَمَّا صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی ابْنِ اُبَیٍّ نَزَلَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾ لِدَفْنٍ اَوْ زِيَارَةٍ ﴿اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (۸۴)﴾ كَافِرُوْنَ ﴿وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ﴾ تَخْرُجَ ﴿اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۸۵)﴾ ﴿وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ اَیْ طَائِفَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ﴿اَنْ﴾ بِاَنْ ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ﴾ ذَوُو الْغِنٰی ﴿مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (۸۶)﴾ ﴿رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ﴾ جَمْعُ خَالِفَةٍ اَیِ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ تَخَلَّفْنَ فِی الْبُيُوْتِ ﴿وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (۸۷)﴾ اَلْخَيْرَ ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ﴾ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ(۸۸)﴾ اَیِ الْفَائِزُوْنَ ﴿اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ(۸۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے (تبوک سے......۱......) بیٹھ رہے (مقعدھم بمعنی بقعودھم ہے) پیچھے (خلف بمعنی بعد ہے) رسول کے، اور انہیں گوارہ نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے (یعنی ایک دوسرے سے بولے) نہ نکلو (یعنی جہاد کیلئے نہ نکلو) اس گرمی میں تم فرماؤ جہنم کی آگ زیادہ سخت گرم ہے (تبوک کی گرمی سے لہذا اولی یہ ہے کہ تم تبوک میں شرکت کر کے اس آگ سے بچنے کا سامان کرو......۲......) کاش انہیں سمجھ ہوتی (یعنی وہ جانتے تو پیچھے بیٹھ نہ رہتے) تو انہیں چاہیے کہ (دنیا میں) تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں (آخرت کے بارے میں) بدلہ اس کا جو کماتے تھے (امر کے صیغہ سے ان کے حال کی خبر ہے) پھر اے محبوب اگر تجھے واپس (رجعک بمعنی ردک ہے) لے جائے اللہ (تبوک سے) ان میں سے کسی گروہ کی طرف (یعنی مدینہ منورہ میں رہ جانے والے منافقین کی طرف) تو وہ تم سے جہاد کے لئے نکلنے کی اجازت مانگے (یعنی تمہارے ساتھ دوسرے غزوہ میں نکلنے کی) تو تم فرمانا (ان سے) کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (عورتیں اور بچے وغیرہ جو غزوہ سے پیچھے بیٹھ رہے ان کے ساتھ، جب نبی پاک ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی تو آیت نازل ہوئی کہ) اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا (دفن یا زیارت قبر کیلئے......۳......) بیشک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق (یعنی کفر) ہی میں مر گئے ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور نکل جائے (تزھق بمعنی تخرج ہے) کفر ہی پر ان کا دم اور جب کوئی سورۃ اترے (قرآن کی) یہ کہ (ان بمعنی بان ہے) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور (یعنی مالدار) تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو لیں انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں (خوالف، خالفۃ کی جمع ہے یعنی وہ عورتیں جو گھروں میں رہ گئی تھیں) کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ (خیر) نہیں سمجھتے لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور ان کے لئے (دنیا و آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے (مفلحون بمعنی فائزون ہے) اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿فرح المخلفون بمقعدھم خلف رسول الله﴾.

فرح المخلفون: فعل وفاعل......ب: جار......مقعد: مضاف......ھم: ذوالحال......خلف رسول اللہ: مرکب اضافی حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و کرھوا ان یجاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لا تنفروا فی الحر﴾.

و: عاطفہ......کرھوا: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......یجاھدوا: فعل بافاعل......باموالھم و انفسھم: ظرف لغو......فی سبیل اللہ: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......قالوا: قول......لاتنفروا فی الحر: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "فرح المخلفون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل نار جھنم اشد حرا لو کانوا یفقھون﴾.

قل: قول......نار جھنم: مبتدا......اشد: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز......حرا: تمییز، ملکر فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......لو: شرطیہ......کانوا یفقھون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ماتخلفوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون﴾.

ف: فصیحہ......لام: امر......یضحکوا: فعل امر بافاعل......قلیلا: "ضحکا" مصدر محذوف کی صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لیبکوا: فعل امر بافاعل......کثیرا: "بکاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق......جزاء: موصوف......بما کانوا یکسبون: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان رجعک اللہ الی طائفۃ منھم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا﴾.

ف: تفریعیہ عاطفہ......ان: شرطیہ......رجعک اللہ: فعل ومفعول وفاعل......الی: جار......طائفۃ: موصوف......منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف......ف: عاطفہ......استاذنوک: فعل بافاعل ومفعول......للخروج: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط......ف: جزائیہ......قل: قول......لن تخرجوا: فعل نفی بافاعل......معی: ظرف مکان......ابدا: ظرف زمان ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لن تقتلوا: فعل نفی بافاعل......معی: ظرف مکان......عدوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا مع الخلفین﴾.

انکم: حرف مشبہ واسم......رضیتم بالقعود: فعل بافاعل وظرف لغو......اول مرۃ: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اقعدوا: فعل امر بافاعل......مع الخالفین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره﴾.

و: مستانفہ......لاتصل: فعل نہی بافاعل......علی: جار......احد: موصوف......منهم: ظرف مستقر صفت اول......مات: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......ابدا: ظرف زمان مفعول فیہ، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لاتقم علی قبره: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فسقون﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم......کفروا بالله ورسوله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، ماتوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ......هم فسقون: جملہ اسمیہ حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تعجبک اموالهم واولادهم﴾:

و: عاطفہ، لاتعجبک: فعل نفی ومفعول......اموالهم: معطوف علیہ......اولادهم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما یرید الله ان یعذبهم بها فی الدنیا وتزهق انفسهم وهم کفرون﴾. ترکیب ماقبل آیت نمبر ۵۵ میں گزری۔

﴿واذا انزلت سورة ان امنوا بالله وجاهدوا مع رسوله استاذنک اولوا الطول منهم وقالوا ذرنا نکن مع القاعدین﴾.

و: مستانفہ......اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......انزلت سورة: فعل ونائب الفاعل......ان: مصدریہ، امنوا بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جهدوا مع رسوله: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، استاذنک: فعل ومفعول......اولوا الطول: ذوالحال......منهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، قالوا: قول......ذرنا: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نکن: فعل ناقص بااسم......مع القعدین: ظرف متعلق بحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون﴾.

رضوا: فعل بافاعل......ب: جار......ان: مصدریہ......یکونوا: فعل ناقص بااسم......مع الخوالف: ظرف متعلق بحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......طبع علی قلوبهم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......هم: مبتدا......لایفقهون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکن الرسول والذین امنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم﴾.

لٰکن: مخففہ......الرسول: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذین امنوا معہ: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا ،جٰھدوا باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولٰئک لھم الخیرات واولٰئک ھم المفلحون﴾

و: عاطفہ......اولٰئک: مبتدا......لھم الخیرات: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اولٰئک: مبتدا ......ھم الفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اعد اللہ لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھر خٰلدین فیھا ذٰلک الفوز العظیم﴾

اعدالله: فعل وفاعل......لام: جار......ھم: ضمیر ذوالحال......خٰلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ،جنٰت: موصوف......تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ذٰلک: مبتدا ......الفوز العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولا تصل علٰی احد منھم......☆ عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافقوں کا سردار تھا جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو مسلمان، صالح، مُخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے۔ انہوں نے یہ خواہش کی کہ سیدِ عالم ﷺ ان کے باپ عبداللہ بن اُبَی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیدِ عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہوکر آئے تھے تو عبداللہ بن اُبَی نے اپنا کُرتا انہیں پہنایا تھا۔ حضور ﷺ کو اس کا بدلہ کردینا بھی منظور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سیدِ عالم ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور ﷺ کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کُفّار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سیدِ عالم ﷺ کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ ﷺ اللہ عزوجل کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں۔ یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہوگئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غزوۂ تبوک کا بیان:

۱......غزوۂ تبوک کو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں۔ یہ لشکر ہجرت کے نویں سال، جمعرات کے دن رجب کے مہینے میں روانہ ہوا ۔اس کا سبب یہ بنا کہ سید عالم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ عرب کے عیسائیوں نے روم کے ہرقل بادشاہ کو خط لکھ کر یہ بتایا کہ ایک شخص ہے جو

نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور رومی اور عرب کے عیسائی مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سال تنگی کا تھا اور گرمی کی شدت بھی زوروں پر تھی، سید عالم ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے مال جمع کرنا شروع کر دیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان جو کہ چار ہزار درہم تھا پیش خدمت کر دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان خدمت اقدس میں پیش کر دیا، حضرت عثمان غنی نے اتنا دیا کہ سید عالم ﷺ فرمایا اے عثمان! اب تجھے کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا، اے عثمان! اللہ تجھے بخشے جو تو نے چھپ کر یا ظاہر کر کے دیا، اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، دیگر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کیا۔ منافقین نے جنگ سے رہ جانے کی اجازت چاہی تو سید عالم ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمادی اور تین ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب دیار ثمود کے مقام پر پہنچے تو فرمایا کہ کوئی یہاں کے کنوئیں کا پانی نہ پیئے اور اس وادی سے روتے ہوئے گزرو کہ اس مقام پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ رات کو شدید ہوا چلے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا، کچھ آگے گئے تو سید عالم ﷺ کی ناقہ گم ہو گئی اس پر ایک منافق جس کا نام زید بن لصیت بتایا جاتا ہے نے کہا کہ کیا محمد ﷺ یہ گمان نہیں کرتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کا ناقہ کہاں ہے؟ حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ جاؤ فلاں جگہ ناقہ کی نکیل پھنس گئی ہے نکال لاؤ۔ تبوک کے کنویں پر پانی کم تھا لوگ تھوڑا تھوڑا پیتے تھے اور کئی لوگ پانی کے حصول کے لئے جمع تھے پھر جب سید عالم ﷺ نے اس سے مبارک ہاتھ ومنہ دھویا تو آپ ﷺ کی برکت سے پانی اتنا جاری ہوا کہ لوگوں نے خوب پیا۔ تبوک کے مقام پر مقام ایلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے مصالحت فرمالی اور جزیہ پر راضی ہو گئے۔ تبوک ہی سے سید عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبدالمالک نصرانی سردار دومۃ الجندل کو زیر کرنے کے لئے چار سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور یہ بھی فرمادیا کہ تم اکیدر کو نیل گائے شکار کرتے پاؤ گے۔ چاندنی رات میں ایک نیل گائے جنگل سے آکر اکیدر کے قلعے کے دروازے پر سینگ مارنے لگی اکیدر اس کے شکار کے لئے قلعہ سے اتر آیا۔ اثنائے شکار میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے دستہ نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے مدینہ منورہ لے آیا۔ اس نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔ (زرقانی علی المواهب اللدنیہ، کتاب المغازی، باب:ثم غزوة التبوك، ج٤، ص٦٦ ملخصاً)

جہنم کی آگ کی سختی:

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم جس آگ کو جلاتے ہیں وہ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔
(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: ٣٢٦٥، ص٥٤٤)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہزار سال تک دوزخ کی آگ کو بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہو گئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی، پس وہ سیاہ تاریک ہے۔ (الجامع الترمذی، کتاب صفه جهنم، باب منه، رقم: ٢٦٠٠، ص٧٤٥)

یہی وجہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ، یہ ان کے کاموں کی سزا ہے جو وہ کرتے ہیں ۔حافظ ابن کثیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ ''دنیا قلیل ہے، یہ منافق اس میں جتنا چاہیں ہنس لیں، اور جب یہ دنیا منقطع ہو جائے گی اور یہ اللہ کی طرف جائیں گے تو پھر یہ روئیں گے اور یہ رونا کبھی ختم نہ ہوگا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص٤٦٩)

☆......حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ (صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف، رقم:١٠٤٤، ص١٦٨)

☆......حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگوں روؤ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کر کے روؤ، کیونکہ دوزخی دوزخ میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر ایسا بہیں گے جیسا کہ نہریں ہیں، یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر ان کا خون بہے گا اور وہ خون اتنا زیادہ بہہ رہا ہوگا کہ اگر اس میں کشتی چلائیں تو وہ چل پڑے گی۔

(مجمع الزوائد، رقم:٤٦٧٣، ج١٠، ص٣٩١)

منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے یا پڑھنے کا مسئلہ:

۳......علامہ خطابی علیہ رحمۃ الکافی فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ جو بھی معاملہ فرمایا یہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت سے پہلے فرمایا اور اس کا مقصد عبداللہ بن ابی کے بیٹے اور اس کی قوم کی دلجوئی اور کمال شفقت پر مبنی فضل تھا ۔قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''میری قمیص اس سے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے اس بات کی امید ہے کہ میرے جنازہ پڑھانے سے ہزار کافر مسلمان ہو جائیں گے'' اور ایسا ہی ہوا۔ ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حالانکہ عبداللہ بن ابی کی وفات ۹ھ میں ہوئی ہے اور ہجرت سے پہلے جب ابو طالب کی وفات ہوئی اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جب تک مجھے منع نہ کیا جائے، میں تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (التوبة:١١٣)﴾ نازل ہوئی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سید عالم ﷺ کو ہجرت سے پہلے ہی مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع فرما دیا گیا تھا تو پھر آپ ﷺ نے ہجرت کے نو سال بعد عبد اللہ بن ابی کے لئے استغفار کیوں کیا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس استغفار کرنے سے منع کیا گیا تھا جس میں حصول مغفرت اور قبولیت دعا کی توقع پائی جائے جیسا کہ ابو طالب کے لئے استغفار کے معاملہ میں تھا، اس کے برخلاف آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے لئے جو استغفار کیا تھا اس سے غرض اس کی مغفرت کا حصول نہیں تھا، بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جائے اور اس کے قول کی تالیف قلبی

ہو۔ بعض علماء نے یہ بھی جواب دیا کہ اللہ عزوجل نے اس کے لئے استغفار کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا خاتمہ شرک پر ہوا ہو اور یہ ممانعت اس کے لئے استغفار کرنے کے معاملے کو مستلزم نہیں ہے جو دین اسلام کے اظہار کرتے ہوئے مرا ہو، اور یہ بہت اچھا جواب ہے۔

(فتح الباری، کتاب التفسیر، باب استغفر لھم او لا، رقم: ٤٦٧١ ص ٤٢٨ ملخصاً)

یہاں اس مضمون کو مکمل کرتے ہوئے ہم یہ بھی بیان کرنا چاہیں گے کہ اہلسنت و جماعت کا قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنے اور اذان کے بارے میں کیا مؤقف ہے۔ سید عالم ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا کہ میت کے دفن کئے جانے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے رہتے تھے اور اس کے لئے دعا فرماتے کہ اللہ عزوجل ان کو منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدمی عطا کرے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے: "اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر، رقم: ٣٢٢١ ص ٦١٤)

سید عالم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ کو اجازت عطا فرمائی گئی اور اس اجازت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سیدتنا بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا موحدین میں سے تھیں، نہ کہ مشرکین میں سے اور یہی میرا مختار مذہب ہے اور اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو کافروں کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا گیا ہے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مومنہ ہیں ورنہ آپ ﷺ کو اجازت نہ دی جاتی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کو یہ علم ہو کہ زمانہ جاہلیت میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ توحید پر تھیں اور آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کی صحت پر اطلاع دی گئی، اس لئے اب یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کا اجازت طلب کرنا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مومنہ نہ تھیں ورنہ آپ ﷺ بغیر اجازت کے زیارت قبر انور فرما لیتے، آپ ﷺ کا اجازت طلب کرنا اپنے علم کو مقرر اور ثابت کرنے کے لئے ہے۔ (روح المعانی، الجزء العاشر، ص ٤٧٩)

☆......☆خبر عن حالهم بصيغة الامر: امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اگرچہ امر کے صیغے ہیں لیکن ان کا معنی خبر ہے یعنی عنقریب ان منافقین کو یہ حالت حاصل ہوگی یعنی دنیا کی زندگی کم ہے اس لئے ان کے ہنسنے کے مواقع کم ہوں گے اور آخرت غیر متناہی ہے اور اس میں ان کو درد اور عذاب و تکلیف کے باعث رونا پڑے گا، اور یہ لوگ غیر متناہی زمانہ تک روتے ہی رہیں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ یہ ان کے کاموں کی یعنی کفر و نفاق کی سزا ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ (الرازی، ج ٦، ص ١١٤)۔

من تخلف: منهم کی ضمیر کے بیان کے لئے لایا گیا اور من المنافقین فرمان مبارک الی الطائفة کے بیان کے لئے ہے۔ پس ان میں سے بعض منافقین پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھے اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ جہاد سے رہ جانے والے منافقین کی تعداد بارہ تھی۔ (الجمل، ج ٣، ص ٢٩١)۔

علی بن اُبی: اس کا نام عبداللہ تھا، والد کا نام اُبی، والدہ کا نام سلول، منافقین کا سردار تھا، اس کا بیٹا صالح مسلمان تھا، اس کے کہنے پر سید عالم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اسے سید عالم ﷺ کی قمیص کا کفن دیا گیا، روایت کی جاتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کے ساتھ کیے جانے والے اس عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میری قمیص اور نماز پڑھنا اسے (عذاب الٰہی) سے نہیں بچا سکتی اللہ کی قسم! میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار افراد ایمان لے آئیں گے، اور روایت میں ہے کہ جب قوم نے نبی پاک ﷺ کی مبارک قمیص دیکھی تو اس کی قوم کے ہزار افراد ایمان لے آئے۔

کافرون: عبداللہ بن اُبی کے ٹولے کی (حرکات وسکنات) کو فسق کہا گیا، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے منافق کے مقابلے میں کہ کافر اپنے دین میں عادل ہوتا ہے، منافق اپنے اعمال خبیثہ کی وجہ سے کبھی کسی کو راضی نہیں کر سکتا، اور اس کا کوئی دین بھی نہیں کہ جس پر استقرار کیا جا سکتا ہو، اسی لئے منافق کو کافر تعبیر کرنے کے بعد فاسق کہتے ہیں، یعنی اس میں دونوں ہی اوصاف موجود ہوتے ہیں یعنی کفر بھی ہے اور طبیعت کا خسیس وخبیث پن بھی پایا جاتا ہے۔

طائفة من القرآن: سے مراد قرآن کا کل یا بعض حصہ ہے۔ (الصاوی ج۳، ص۶۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ اَیِ الْمُعْتَذِرُوْنَ بِمَعْنَی الْمَعْذُوْرِیْنَ وَقُرِئَ بِهٖ ﴿مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ﴿لِیُؤْذَنَ لَهُمْ﴾ فِی الْقُعُوْدِ لِعُذْرِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ ﴿وَقَعَدَالَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ فِیْ اِدِّعَاءِ الْاِیْمَانِ مِنْ مُنَافِقِی الْاَعْرَابِ عَنِ الْمَجِیْءِ لِلْاِعْتِذَارِ ﴿سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْامِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۹۰)﴾ ﴿لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ﴾ كَالشُّیُوْخِ ﴿وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی﴾ كَالْعُمْیٰ وَالزَّمْنٰی ﴿وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ﴾ فِی الْجِهَادِ ﴿حَرَجٌ﴾ اِثْمٌ فِی التَّخَلُّفِ عَنْهُ ﴿اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ فِیْ حَالِ قُعُوْدِهِمْ بِعَدَمِ الْاِرْجَافِ وَالتَّثْبِیْطِ وَالطَّاعَةِ ﴿مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ بِذٰلِكَ ﴿مِنْ سَبِیْلٍ﴾ طَرِیْقٍ بِالْمُؤَاخَذَةِ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ﴾ لَهُمْ ﴿رَّحِیْمٌ(۹۱)﴾ بِهِمْ فِی التَّوْسُعَةِ ﴿وَّلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ مَعَكَ اِلَی الْغَزْوِ وَهُمْ سَبْعَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَقِیْلَ بَنُوْ مُقْرِنٍ ﴿قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ﴾ حَالٌ ﴿تَوَلَّوْا﴾ جَوَابُ اِذَا اَیِ انْصَرَفُوْا ﴿وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ﴾ تَسِیْلُ ﴿مِنَ﴾ لِلْبَیَانِ ﴿الدَّمْعِ حَزَنًا﴾ لِاَجْلِ ﴿اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ(۹۲)﴾ فِی الْجِهَادِ ﴿اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ﴾ فِی التَّخَلُّفِ ﴿وَهُمْ اَغْنِیَآءُ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ(۹۳)﴾

تَقَدَّمَ مِثْلُہٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور بہانہ بنانے والے آئے (معذرون اصل میں معتذرون تھا، تاء کا ذال میں ادغام ہوا ہے بمعنی عذر پیش کرنے والے اور اس کی قرأت معذرین بھی کی گئی ہے) گنوار (نبی پاک ﷺ کے پاس) کہ انہیں رخصت دی جائے (بیٹھ رہنے کی عذر کی وجہ سے تو انہیں اجازت دی گئی) اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا (یعنی منافق دیہاتی جو ایمان کا جھوٹا دعوی کرتے تھے وہ جھوٹ بول کر بھی عذر کرنے نہ آئے) جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا ضعیفوں (یعنی بوڑھوں) پر کچھ حرج نہیں اور نہ ہی بیماروں پر (جیسا کہ اندھے، اور اپاہج) اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو (جہاد میں) حرج (یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے گناہ) جب کہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ ہیں.....۱.....(یعنی گھر میں بیٹھے رہنے کے بعد بھی فتنہ پروری اور لوگوں کو جہاد اور طاعت گزاری سے روکتے نہ رہیں) نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں (یعنی مواخذہ کی کوئی راہ نہیں) اور اللہ بخشنے والا (انہیں) مہربان ہے (ان پر وسعت کرنے میں) اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ (اپنے ساتھ غزوہ میں جانے کیلئے، وہ سات انصاری صحابہ تھے.....۲.....، جو کہ قبیلہ بنی مقرن کے لوگ تھے) تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں (تولوا، اذا کا جواب ہے یعنی تم سے پھر کر جائیں) کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں (تفیض بمعنی تسیل ہے) من (بیانیہ ہے) غم سے (اسلئے) کہ خرچ کا (جہاد میں) مقدور نہ پایا مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں (پیچھے رہ جانے کے بارے میں) اور وہ دولت مند ہیں انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی تو وہ کچھ نہیں جانتے (اس کی مثل کلام ماقبل گزر چکا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لھم وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ﴾.

و: مستانفہ......جاء: فعل......المعذرون: ذوالحال......من الاعراب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......لام: جار......یوذن لھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......قعد: فعل......الذین: موصول......کذبوا اللہ رسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿سیصیب الذین کفروا منھم عذاب الیم﴾.

س: حرف استقبال...... یصیب: فعل......الذین: موصول...... کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......منھم: ظرف مستقر حال، ملکر صلہ، ملکر مفعول......عذاب الیم: مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیس علی الضعفاء و لا علی المرضی و لا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج﴾.

لیس: فعل ناقص......علی الضعفاء: جارمجرورمعطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی المرضی: جار مجرورمعطوف اول......و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی: جار......الذین: موصول......لایجدون: فعل بافاعل......ماینفقون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف مستقرخبرمقدم......حرج: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ نصحوا للہ ورسولہ﴾.

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......نصحوا: فعل بافاعل......لام: جار......اللہ ورسولہ: مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرجزا محذوف "فلایخرجون حینئذ" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفوررحیم﴾.

ما: نافیہ......علی المحسنین: ظرف مستقرخبرمقدم......من: زائدہ......سبیل: مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......غفور رحیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی: جار......الذین: موصول......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ما: زائدہ،اتو: فعل بافاعل......ک: ضمیرذوالحال......قلت: قول،لااجد: فعل نفی بافاعل......مااحملکم علیہ: موصول صلہ ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکرحال،ملکرمفعول،لتحملھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط......تولوا: فعل واوضمیرذوالحال......و: حالیہ......اعینھم: مبتدا......تفیض: فعل "ھی" ضمیرمستترممیز......من الدمع: ظرف مستقرتمیز،ملکرذوالحال، حزنا: حال،ملکرفاعل......ان: مصدریہ......لایجدوا: فعل نفی بافاعل......ماینفقون: موصول صلہ،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرحال،اپنے ذوالحال سے ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرجواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکرصلہ،ملکرمجرور،اپنے جارسے ملکرمعطوف ہے ماقبل آیت "علی الضعفاء" پراور "لیس" کی خبرواقع ہے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء﴾.

انما: حرف مشبہ وماکافہ،السبیل: مبتدا،علی: جار،الذین: موصول،یستاذنون: فعل واوضمیرذوالحال،و: حالیہ، ھم اغنیاء: جملہ اسمیہ حال،ملکرفاعل......ک: ضمیرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،ملکرمجرور،ملکرظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف﴾.

رضوا: فعل بافاعل......ب: جار......ان: مصدریہ......یکونوا: فعل ناقص بااسم......مع الخوالف: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وطبع الله علی قلوبهم فهم لا یعلمون﴾.

و: عاطفہ......طبع الله علی قلوبهم: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......هم: مبتدا،لایعلمون: جملہ فعیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ولا علی الذین اذا ما ...... ☆ اصحاب رسول ﷺ میں سے چند حضرات جہاد میں جانے کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے حضور ﷺ سے سواری کی درخواست کی،حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ روتے واپس ہوئے۔ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

نصیحت الله ،اس کے رسول اور نیکوکار کے لئے ہے!

ا......نصیحت سے مراد وہ دعا ہے جس میں اصلاح اور ترک فساد پایا جائے۔ (التعریفات،ص ۲۳۷)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:"دین نصیحت ہے"،ہم نے عرض کی یارسول الله ﷺ کس کے لئے ؟فرمایا"الله کے لئے،اس کی کتاب کے لئے،اس کے رسول کے لئے،ائمہ مسلمین کے لئے،اور عام مسلمانوں کے لئے"۔

(صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان ان الدین النصیحة،رقم:۱۰۱/۵۵،ص۵۵)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی نصیحت سے مراد یہ ہے کہ بندہ الله پر ایمان لائے اور اس کے ساتھ کی شریک نہ کرے،اس کی صفات میں الحاد نہ کرے،اللہ عزوجل کی ذات بالا صفات کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا جانے،کسی کام کو اس کے لئے محال تصور نہ کرے،اس کے احکامات کی اطاعت کرے،اور اس کی نافرمانی نہ کرے،کسی سے محبت اور بغض رکھے تو اللہ عزوجل ہی کی خاطر رکھے،کافروں سے جہاد کرے،اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور اپنے تمام امور میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ عزوجل کی کتاب کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں بندہ یہ جانے کہ یہ اللہ عزوجل کا کلام ہے اور مخلوق کا کوئی کلام اس کے مثل نہیں ہوسکتا،مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے مثل لانے پر قادر نہیں ہے،اس کلام کی آیتوں میں کمی زیادتی ہونا محال ہے،بندے کو چاہئے کہ کتاب اللہ کی تعظیم کرے اور اس کی تلاوت ایسی کرے جیسا کہ اس کا حق ہے،مخالفین اسلام اس پاک کلام پر جو کچھ اعتراضات کرتے ہیں ان کا جواب دے،مبتدعین کی باطل تاویلات کا سد باب کرے،اس کے عجائب پر غور وفکر کرے،اس کے مسائل پر عمل پیراہ ہو،اس

کی آیات سے احکام شرعیہ کا استنباط کرے، اس کے عموم خصوص ناسخ منسوخ سے بحث وتکرار کرے، اس کے اوامر ونواہی کا خیال کرے، نشر واشاعت اور دعوت تبلیغ کی جانب توجہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لائے ہیں اس کو تہہ دل سے مانے، آپ کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی سعی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی نشر و اشاعت کرے اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کو دور کرے، احادیث مبارکہ سے مسائل کا استنباط کرکے اس کی دعوت کو عام کرے، حدیث کی حجیت کا اقرار اور نشر واشاعت پر خصوصی توجہ دے، حدیث کے پڑھنے پڑھانے کے وقت ادب کا خاص خیال کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اخلاق اور آداب کو اپنائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، اہل بیت اور ازواج مطہرات کی محبت رکھے، مبتدعین کی جانب سے احادیث کی باطل تاویلات کا رد کرے، احادیث کی الگ الگ اقسام کو جانے اور ان کے مراتب کی رعایت کرے۔

ائمہ مسلمین کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ حق بات کی معاونت کرے، اس میں ان کی اطاعت کرے، ان کی خطا پر نرمی سے ان کی توجہ مبذول کرائے، جن اہم امور سے ان میں غفلت پائی جائے اس جانب احسن طریقے سے ان کی توجہ مبذول کرائے، ان کی بیعت پر قائم رہے، ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، ان کی اطاعت پر لوگوں کو مائل کرے، ان کی اقتداء میں نماز ادا کرے، ان کے ساتھ جہاد پر روانہ ہو، ان سے کوئی ظلم صادر ہو تو ان کے خلاف طاقت کا مظاہرہ نہ کرے الا یہ کہ ان سے علی الاعلان کوئی کفر صادر ہو معاذ اللہ، اور اگر ائمہ مسلمین سے علماء اور مجتہدین مراد ہوں تو ان کے لئے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ ان کی روایت کردہ احادیث کو ماننا اور ان کے احکام اور فتاوی کی تقلید کرنا اور ان کے ساتھ اچھا گمان رکھے۔ عامۃ المسلمین کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ان کی سعادت اور فلاح پر رہنمائی کی جائے، ایذاء دینے والی باتوں کو ان سے دور کیا جائے، جن شرعی احکام سے وہ لاعلم ہوں انہیں سکھائے جائیں، قابل ضرر چیزوں کو ان سے دور کرے، مفید چیزیں معلومات اور اہم باتیں فراہم کرے، ان سے حسد نہ کرے، جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی ان کے لئے بھی پسند کرے۔ ہر شخص پر اس کی حسب طاقت نصیحت کرنا لازم ہے جب وہ یہ جانے کہ اس کی نصیحت مانی جائے گی تو اسے نصیحت کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی قسم کی بدامنی اور ناگوار صورتحال یا مصیبت میں پڑ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا لازم نہیں۔

(نووی علی مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ، رقم ۹۵/۵۵، ص ۱۳۰)۔

شوق جہاد نے صحابہ کو رُلادیا:

۲.....قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا ایک گروہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے سواریوں کا بندوبست فرمادیں، یہ سب صحابہ مفلس ونادار تھے۔ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے پاس تو کوئی انتظام نہیں''، جب وہ واپس پلٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور انہیں افسوس تھا کہ ہماری غربت

ہمارے شوق شہادت کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ان صحابہ کے ناموں کے بارے میں اختلاف ہے تاہم جن ناموں پر اتفاق ہے وہ یہ ہیں سالم بن عمیر جن کا تعلق بنی عمرو بن عوف الاوسی سے تھا،علبہ بن زید،ابولیلی بن عبدالرحمٰن،ہرمی بن عبداللہ۔

(سبل الهدى والرشاد، كتاب المغازى باب فى غزوة تبوك، ج٥،ص٤٣٨)

☆......☆من منافقی الاعراب :، کذبوا کا بیان ہے،منافقین کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو سید عالم ﷺ کے پاس آئے اورانہوں نے جھوٹا عذر پیش کیا اوردوسرے وہ جو نہ تو آئے اور نہ ہی عذر پیش کیا۔

فی التوسعة: کا معنی ہے ان معذورین سے حرج کی نفی کرنا یعنی ان سے تنگی دور کرنا۔ (الجمل،ج۳،ص۲۹۵وغیرہ)۔

وقیل بنو مقرن : کہا جاتا ہے کہ تین بھائی معقل،سوید اور نعمان تھے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ ابوموسی اشعری ﷺ کے اصحاب تھے،انہوں نے قسم اٹھائی تھی کہ انہیں (کسی جانور پر) سواری نہ کریں گے،ایک قیدی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اونٹ لایا،سید عالم ﷺ اسے حضرت (ابوموسی ﷺ) کے پاس بھیج دیا،(تین بھائیوں) نے عرض کی ہم اس سواری پر اس وقت تک نہ بیٹھیں گے جب تک کہ سید عالم ﷺ سے استفسار نہ کرلیں،کیونکہ ابوموسی ﷺ نے قسم کھائی ہے کہ ہمیں سواری پر سوار نہ کریں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی قسم بھول گئے ہوں،وہ حضرت ابوموسی کے پاس آئے اور عرض خدمت ہوئے کہ کیا بات ہے،ہم آپ کو قسم پورا کرنے کے حوالے سے خیر میں نہیں دیکھتے ،امام مالک کے نزدیک اس قسم کی قسم سے کفارہ لازم نہیں آتا اورامام شافعی کے نزدیک کفارہ لازم آتا ہے۔(الصاوی، ج۳، ص ۶۷)۔

ایک اہم بات

سیدنا امام اعظم ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے،دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا،ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا،جس کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ ﷺ سے عرض کی کہ حضور! اس مکان کے سایہ میں کھڑے ہوجایئے۔میرے آقا امام اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک سود لینے والوں میں شمار نہ ہوجاؤں،کیونکہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:"جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے"۔(تذکرۃ الاولیاء ،ص ۱۸۸،انتشارات گنجینہ تھران)۔

رکوع نمبر: ١

﴿يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ﴾ فِى التَّخَلُّفِ ﴿اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ﴾ مِنَ الْغَزْوِ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ
لَكُمْ﴾ نُصَدِّقَكُمْ ﴿قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ﴾ اَىْ اَخْبَرَنَا بِاَحْوَالِكُمْ ﴿وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ
تُرَدُّوْنَ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٩٤)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ
عَلَيْهِ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ رَجَعْتُمْ ﴿اِلَيْهِمْ﴾ مِنْ تَبُوْكَ وَاَنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ فِى التَّخَلُّفِ
﴿لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ﴾ بِتَرْكِ الْمُعَاتَبَةِ ﴿فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ﴾ قَذَرٌ لِخُبْثِ بَاطِنِهِمْ ﴿وَّمَاْوٰهُمْ
جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٩٥)﴾ ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى
عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (٩٦)﴾ اَىْ عَنْهُمْ وَلَا يَنْفَعُ رِضَاكُمْ مَعَ سَخَطِ اللّٰهِ ﴿اَلْاَعْرَابُ﴾ اَهْلُ الْبَدْوِ ﴿اَشَدُّ
كُفْرًا وَّنِفَاقًا﴾ مِنْ اَهْلِ الْمُدُنِ لِجَفَائِهِمْ وَغِلَظِ طِبَاعِهِمْ وَبُعْدِهِمْ عَنْ سِمَاعِ الْقُرْاٰنِ ﴿وَّاَجْدَرُ﴾ اَوْلٰى
﴿اَنْ﴾ اَىْ بِاَنْ ﴿لَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾
بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (٩٧)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ﴾ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿مَغْرَمًا﴾
غَرَامَةً وَخُسْرَانًا لِاَنَّهٗ لَا يَرْجُوْا ثَوَابَهٗ بَلْ يُنْفِقُهٗ خَوْفًا وَهُمْ بَنُوْ اَسَدٍ وَغِطْفَانِ ﴿وَّيَتَرَبَّصُ﴾ يَنْتَظِرُ ﴿بِكُمُ
الدَّوَآئِرَ﴾ دَوَائِرَ الزَّمَانِ اَنْ تَنْقَلِبَ عَلَيْكُمْ فَيَتَخَلَّصُوْا ﴿عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ﴾ بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ اَىْ يَدُوْرُ
الْعَذَابُ وَالْهَلَاكُ عَلَيْهِمْ لَا عَلَيْكُمْ ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ﴾ لِاَقْوَالِ عِبَادِهٖ ﴿عَلِيْمٌ (٩٨)﴾ بِاَفْعَالِهِمْ ﴿وَمِنَ
الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ كَجُهَيْنَةِ وَمُزَيْنَةِ ﴿وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ﴾ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿قُرُبٰتٍ﴾
تُقَرِّبُهٗ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ وَ﴾ وَسِيْلَةً اِلٰى ﴿صَلَوٰتِ﴾ دَعَوَاتِ ﴿الرَّسُوْلِ﴾ لَهٗ ﴿اَلَآ اِنَّهَا﴾ اَىْ نَفَقَتَهُمْ ﴿قُرْبَةٌ﴾
بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا ﴿لَّهُمْ﴾ عِنْدَهٗ ﴿سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ﴾ جَنَّتِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ﴾ لِاَهْلِ طَاعَتِهٖ
﴿رَّحِيْمٌ (٩٩)﴾ بِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

تم سے بہانے بنائیں گے (جہاد سے رہ جانے کے بارے میں......١......) جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (جنگ
سے فارغ ہوکر) تم (ان سے) فرمانا بہانے نہ بناؤ (ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہ کریں گے......٢......) اللہ نے تمہاری خبریں دے دی
ہیں (یعنی ہمیں تمہارے احوال کی خبر دے دی ہے) اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر تمہیں لوٹایا جائیگا (مرنے کے بعد

اٹھا کر) اس کی طرف جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف......۴......) وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے (یعنی وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا) اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے......۵...... جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (انقلبتم بمعنی رجعتم ہے، جنگ تبوک سے فارغ ہونے کے بعد وہ تمہارے پاس آکر قسمیں کھائیں گے کہ وہ عذر کی وجہ سے جنگ سے رہ گئے) اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو (عتاب ترک کرکے ان سے چشم پوشی کرو......۵......) تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ تو نرے پلید ہیں (باطنی خباثت کی وجہ سے گندے ہیں) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو گر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بیشک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا (یعنی اللہ عزوجل ان سے راضی نہ ہوگا اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کے ساتھ آپ ﷺ کی رضا ان کو نفع نہ دی گی) اعرابی......۶...... (یعنی گنوار دیہاتی) کفر ونفاق میں زیادہ سخت ہیں (بمقابلہ شہری کافروں کے، اپنے ظلم وجفاء، سخت دلی، اور سماع قرآن سے دوری کی وجہ سے) اور اسی قابل ہیں (اجدر بمعنی اولی ہے) کہ (ان دراصل ہان ہے) اللہ نے جو حکم (یعنی احکام اور شرائع) اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اس صنعت میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے) اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو خرچ کرنے کو (راہ خدا عزوجل میں) تاوان سمجھیں......۷......(یعنی اسے تاوان اور مالی نقصان سمجھیں کیونکہ وہ ثواب کی امید نہیں رکھتے بلکہ بر بنائے خوف اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کیا کرتے تھے ان گنواروں سے مراد قبیلہ بنو اسد، اور غطفان تھا) اور انتظار کریں (یتربص بمعنی ینتظر ہے) تم پر گردشیں آنے کا......۸......(کہ گردش زمانہ کہیں تمہیں الٹ پلٹ کردے اور اس خرچے سے ان کی جان چھوٹ جائے) انہیں پر ہے بری گردش (یعنی ہلاکت وعذاب انہی پر گھوم رہا ہے آپ لوگوں پر نہیں) اور اللہ سننے والا ہے (اپنے بندوں کے اقوال کو) جاننے والا ہے (ان کے کاموں کو) اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں (جیسے قبیلہ جهينه اور مزينة) اور بناتے ہیں اسے جو خرچ کرتے (اللہ عزوجل کی راہ میں) نزدیکیاں (جو انہیں قرب دلائیں گی) اللہ کے یہاں (وسیلہ) دعائیں لینے کا (صلوات بمعنی دعوات ہے) رسول کی......۹......(ان کے لئے) ہاں ہاں! وہ (یعنی ان کا یہ خرچ کرنا) باعث قربت ہے (لفظ قربة میں راء ساکن اور مضموم دونوں طرح بڑھا گیا ہے) ان کے لیے (اللہ کے نزدیک،) اللہ جلد انہیں داخل کرے گا اپنی رحمت میں (یعنی اپنی جنت میں) بیشک اللہ بخشنے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿يعتذرون اليكم اذا رجعتم اليهم﴾

يعتذرون: فعل بافاعل......اليكم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......رجعتم اليهم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "يعتذرون اليكم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبانا الله من اخبارکم﴾

قل: قول......لاتعتذروا: فعل نہی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... لن نومن: فعل نفی با فاعل، لکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......قد: تحقیقیہ......نبانا الله: فعل ومفعول وفاعل......من اخبارکم: ظرف مستقر......"اخبارا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسیری الله عملکم ورسوله ثم تردون الی علم الغیب والشهادة﴾

و: عاطفہ......سین: حرف استقبال، یری الله: فعل وفاعل......عملکم ورسوله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، تردون: فعل با فاعل......الی: جار، علم: مضاف، الغیب والشهادة: مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فینبئکم بما کنتم تعملون سیحلفون بالله لکم اذا انقلبتم الیهم لتعرضوا عنهم﴾

ف: عاطفہ...... ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول......بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... سیحلفون بالله: فعل با فاعل وظرف لغو......لکم: ظرف لغو ثانی......اذا: مضاف......انقلبتم الیه: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ، لام: جار، تعرضوا عنهم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثالث، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف "انهم معذرون فی تخلفهم" کیلئے قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر ماقبل "یعتذرون الیکم" سے بدل واقع ہے۔

﴿فاعرضوا عنهم انهم رجس وماوهم جهنم جزاء بما کانوا یکسبون﴾

ف: فصیحہ، اعرضوا عنهم: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، رجس: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ماوهم: مبتدا، جهنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، جزاء: مصدر با فاعل، بما کانوا یکسبون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر "یجزون"، فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یحلفون لکم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان الله لا یرضی عن القوم الفسقین﴾

یحلفون لکم: فعل با فاعل وظرف لغو...... لام: جار......ترضوا عنهم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......ف: فصیحہ......ان: شرطیہ......ترضوا عنهم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلا ینفعهم رضاکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ف: عاطفہ تعلیلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم لا یرضی عن القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿الاعراب اشد کفرا و نفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل الله علی رسوله

الاعراب: مبتدا......اشد: اسم تفضیل هو ضمیر مستتر ممیز......کفرا ونفاقا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ

،و: عاطفہ......اجدر: اسم تفضیل بافاعل،ان: مصدریہ......لایعلموا: فعل نفی بافاعل......حدود: مضاف......ماانزل اللہ علی رسولہ: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ علیم حکیم ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما ویتربص بکم الدوائر﴾

و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من الاعراب: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یتخذ: فعل بافاعل،ماینفق: موصول صلہ،ملکر مفعول اول،مغرما: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یتربص: فعل بافاعل،بکم: ظرف مستقر حال مقدم،الدوائر: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿علیھم دائرۃ السوء واللہ سمیع علیم﴾

علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم......دائرۃ السوء: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ دعائیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا،سمیع علیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الاعراب من یومن باللہ والیوم الاخر ویتخذ ما ینفق قربت عند اللہ وصلوت الرسول﴾

و: عاطفہ،من الاعراب: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یومن باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یتخذ: فعل بافاعل،ماینفق: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،صلوت الرسول: معطوف،ملکر مفعول اول،قربت: موصوف، عنداللہ: ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا انھا قربۃ لھم سیدخلھم اللہ فی رحمتہ ان اللہ غفور رحیم﴾

الا: حرف تنبیہ،انھا: حرف مشبہ واسم، قربۃ: موصوف،لھم: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،سیدخلھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل،فی رحمتہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......علیھم دائرۃ السوء......☆یہ آیت قبیلہ اسد وغطفان وتمیم کے اعرابیوں کے بارے میں نازل ہوئی پھر اللہ عزوجل نے ان میں سے جن کو مستثنیٰ کیا ان کا ذکر اگلی آیتوں میں ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

معذورین کا بیان:

۱......تبوک سے رہ جانے والوں کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی، پس وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی بارگاہ میں آ کر باطل طریقے سے عذر پیش کرنے لگے۔ اور رب کریم کا یہ فرمان ﴿قل لا تعتذروا﴾ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ان عذر

پیش کرنے والوں کے جواب کے طور پر میں نکلا۔ (الصاوی، ج۳، ص۶۷)

ایک ایمان افروز نکتہ جسے تفسیر مظہری میں پڑھا وہ یہ کہ ان عذر کرنے والوں اور باطل خیال بندیوں کو سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی بارگاہ میں پیش کرنے والوں نے بعد میں پیش کیا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس کی اطلاع پہلے ہی عطا فرما دی۔

تصدیق نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟

۲.....لن نومن لکم بمعنی لن نصدقکم ہے یعنی ہم تمہارے جھوٹے اعذار کی تصدیق ہرگز نہ کریں گے، اور اس جملے سے مراد لاتعتذروا میں موجود علت کی نفی کرنا ہے کیونکہ عذر پیش کرنے والے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس معاملے میں وہ عذر پیش کر رہا ہے اس کے عذر کی تصدیق کی جائے۔ (المدارک، ج۱، ص۷۰۲)

عالم الغیب کون ہے؟

۳.....اللہ ﷻ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے، اور ہر غیب اور ہر ظاہر کو جاننا اللہ ﷻ کے ساتھ مخصوص ہے۔ الغیب میں لام استغراق کا ہے اس لئے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے رسالے ''**الامن والعلی**'' میں فرماتے ہیں کہ علم غیب بالذات اللہ ﷻ کے لئے خاص ہے، کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے لہٰذا مخلوق کا عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

معذورین کے حوالے سے فنی تحقیق:

۴.....جملہ سیحلفون باللہ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے جھوٹے عذر کی تاکید اور تقریر کے لئے ہے، اور جملہ سیحلفون میں سین تاکید کے لئے ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے جس پر کلام مبارکہ دلالت کر رہا ہے اور محذوف جملہ سے مراد ما اعتذروا بہ من الأکاذیب ہے، اور جملہ سیحلفون، یعتذرون کا بدل یا بیان ہے۔ مفسر کا قول انھم معذورون فی التخلف میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ معطوف علیہ محذوف ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۹۹)

بترک المعاتبة:

۵.....مفسر کا قول بترک المعاتبة جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبیخ کے لئے ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۹۹)

اعرابی کسے کہتے ہیں؟

۶.....العرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور الاعراب اصل میں اس کی جمع ہے۔ پھر یہ دیہات اور گاؤں میں رہنے والوں کے لئے اسم بن گیا، عرف میں جنگلوں اور صحراء میں رہنے والوں کو الاعرابی کہا جاتا ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ الاعراب کی جمع اعاریب ہے اور الاعراب کا معنی بیان ہے۔ (المفردات، ص۳۳۱)

عرب اور اعراب میں فرق یہ ہے کہ اعراب کی اللہ عزوجل نے اس آیت میں مذمت فرمائی اور عرب کی سید عالم ﷺ نے مدح فرمائی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا "تین وجوہ سے عرب سے محبت رکھو کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی"۔ (المجمع الزوائد، ج۱۰، ص۵۲)

لفظ مغرما کی تحقیق:

۷......اللہ عزوجل کا فرمان ﴿من یتخذ ما ینفق مغرما﴾ من مبتداء ہے، اور من موصولہ یا موصوفہ بھی ہوسکتا ہے، اور مغرما مفعول ثانی ہے اس لئے کہ یہاں اتخذ لفظ صیر کے معنی میں ہے، اور لفظ المغرم، الخسران کے معنی میں ہے جو کہ الغرام سے مشتق ہے مراد اس سے ہلاکت ہے اس لئے کہ ان کے مال خرچ کرنے کا سبب یہی ہلاکت تھی کہ نہ خرچ کرنے سے ہلاکت آجائے گی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۰۱)

دوائر کی تحقیق:

۸......دوائر، دائرہ کی جمع ہے اس سے مراد وہ تکالیف ہیں جو انسانوں کو مصیبت کے ذریعے گھیر لیتی ہیں۔

(الصاوی، ج۳، ص۶۸)

حصول قُرب کا ذریعہ!

۹......تبیان القرآن جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۳۵ پر ہے کہ قربات جمع ہے قربۃ کی، اور یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ عزوجل کی طرف تقرب حاصل کی جائے اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جو کچھ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتے تھے اس کو اللہ عزوجل کی طرف قرب کا ذریعہ قرار دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کے حصول کا سبب قرار دیتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے والوں کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

☆......حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس جب کوئی صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ فرماتے "اے اللہ! فلاں پر صلوۃ نازل فرما یعنی اس پر رحم فرما اور اس کی مغفرت فرما"، اور جب میرے باپ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! آل ابو اوفی پر صلوۃ بھیج"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب دعاء المتصدق، رقم: ۱۵۹۰، ص۲۹۸)۔

☆......☆ ای اللہ: یہاں اس جانب اشارہ ہے کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر (اسم جلالت) لایا گیا ہے، تاکہ نافرمانوں پر مزید شدت کا اظہار کیا جاسکے۔ من الاحکام و الشرائع: اس جملے کے ذریعے حدود کا بیان مقصود ہے۔

ای عنھم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مقام اضمار ہے، تاکہ ان کے طاعت سے نکل جانے کے وصف پر مزید طعن وتشنیع کی جاسکے۔ قربات: یہاں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت یوں "بسبب قربات" ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۶۸)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ وَهُمْ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا اَوْ جَمِيْعُ الصَّحَابَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ﴾ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿بِاِحْسَانٍ﴾ فِى الْعَمَلِ ﴿رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ بِطَاعَتِهٖ ﴿وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ بِثَوَابِهٖ
﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِزِيَادَةِ مِنْ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(١٠٠)﴾ ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ﴾ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ﴿مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ﴾ كَاَسْلَمَ وَاَشْجَعَ وَغِفَارٍ
﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ﴾ مُنَافِقُوْنَ اَيْضًا ﴿مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ لَجُّوْا فِيْهِ وَاسْتَمَرُّوْا ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ﴾ خِطَابٌ
لِلنَّبِىِّ ﷺ ﴿نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ بِالْفَضِيْحَةِ اَوِ الْقَتْلِ فِى الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ﴿ثُمَّ يُرَدُّوْنَ﴾
فِى الْاٰخِرَةِ ﴿اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ(١٠١)﴾ هُوَ النَّارُ ﴿وَ﴾ قَوْمٌ ﴿اٰخَرُوْنَ﴾ مُبْتَدَاٌ ﴿اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ﴾
مِنَ التَّخَلُّفِ نَعْتُهٗ وَالْخَبَرُ ﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا﴾ هُوَ جِهَادُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ اَوِ اعْتِرَافُهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ غَيْرُ
ذٰلِكَ ﴿وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا﴾ وَهُوَ تَخَلُّفُهُمْ ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(١٠٢)﴾ نَزَلَتْ فِىْ
اَبِىْ لُبَابَةَ وَجَمَاعَةٍ اَوْثَقُوْا اَنْفُسَهُمْ فِىْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ لَمَّا بَلَغَهُمْ مَا نَزَلَ فِى الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَحَلَفُوْا لَا
يَحُلُّهُمْ اِلَّا النَّبِىُّ ﷺ فَحَلَّهُمْ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ مِنْ ذُنُوْبِهِمْ
فَاَخَذَ ثُلُثَ اَمْوَالِهِمْ وَتَصَدَّقَ بِهَا ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ اَىْ اُدْعُ لَهُمْ ﴿اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ﴾ رَحْمَةٌ ﴿لَّهُمْ﴾
وَقِيْلَ طُمَانِيْنَةٌ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(١٠٣)﴾ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
وَيَاْخُذُ﴾ يَقْبَلُ ﴿الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ﴾ عَلٰى عِبَادِهٖ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ ﴿الرَّحِيْمُ(١٠٤)﴾ بِهِمْ
وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ بِهٖ تَهْيِيْجُهُمْ اِلَى التَّوْبَةِ وَالصَّدَقَةِ ﴿وَقُلِ﴾ لَهُمْ اَوْ لِلنَّاسِ ﴿اعْمَلُوْا﴾ مَا شِئْتُمْ
﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ اَىِ اللّٰهِ
﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(١٠٥)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿وَ اٰخَرُوْنَ﴾ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ ﴿مُرْجَوْنَ﴾ بِالْهَمْزِ
وَتَرْكِهٖ مُؤَخَّرُوْنَ عَنِ التَّوْبَةِ ﴿لِاَمْرِ اللّٰهِ﴾ فِيْهِمْ بِمَا يَشَاءُ ﴿اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ﴾ بِاَنْ يُمِيْتَهُمْ بِلَا تَوْبَةٍ ﴿وَاِمَّا
يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ(١٠٦)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ بِهِمْ وَهُمُ الثَّلٰثَةُ الْاٰتُوْنَ بَعْدُ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ
وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ تَخَلَّفُوْا كَسَلًا وَمَيْلًا اِلَى الدَّعَةِ لَا نِفَاقًا وَلَمْ يَعْتَذِرُوْا اِلَى النَّبِىِّ ﷺ
كَغَيْرِهِمْ فَوُقِّفَ اَمْرُهُمْ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَهَجَرَهُمُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَلَتْ تَوْبَتُهُمْ بَعْدُ ﴿وَ﴾ مِنْهُمْ ﴿الَّذِيْنَ
اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا﴾ وَهُمُ اثْنَا عَشَرَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿ضِرَارًا﴾ مُضَارَّةً لِاَهْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ ﴿وَّ كُفْرًا﴾ لِاَنَّهُمْ

بَنُوْهُ بِاَمْرِ اَبِیْ عَامِرِ الرَّاهِبِ لِيَكُوْنَ مَعْقِلًا لَهُ يَقْدِمُ فِیْ مَنْ يَّاتِیْ مِنْ عِنْدِهٖ وَكَانَ ذَهَبَ لِيَاتِیَ بِجُنُوْدٍ مِنْ قَيْصَرَ لِقِتَالِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اَلَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ بِقُبَاءٍ بِصَلَاةِ بَعْضِهِمْ فِیْ مَسْجِدِهِمْ ﴿وَاِرْصَادًا﴾ تَرَقُّبًا ﴿لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ مِنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ بِنَائِهٖ وَهُوَ اَبُوْ عَامِرِ الْمَذْكُوْرِ ﴿وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ﴾ مَا ﴿اَرَدْنَآ﴾ بِبِنَائِهٖ ﴿اِلَّا﴾ اَلْفِعْلَةَ ﴿الْحُسْنٰی﴾ مِنَ الرِّفْقِ بِالْمِسْكِيْنِ فِی الْمَطَرِ وَالْحَرِّ وَالتَّوَسُّعَةِ عَلَی الْمُسْلِمِيْنَ ﴿وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۱۰۷)﴾ فِیْ ذٰلِكَ وَكَانُوْا سَاَلُوا النَّبِیَّ ﷺ اَنْ يُّصَلِّیَ فِيْهِ فَنَزَلَ ﴿لَا تَقُمْ﴾ تُصَلِّ ﴿فِيْهِ اَبَدًا﴾ فَاَرْسَلَ جَمَاعَةً هَدَمُوْهُ وَحَرَّقُوْهُ وَجَعَلُوْا مَكَانَهُ كُنَاسَةً تُلْقٰی فِيْهَا الْجِيَفُ ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ﴾ بُنِيَتْ قَوَاعِدُهُ ﴿عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ وُضِعَ يَوْمَ حَلَلْتَ بِدَارِ الْهِجْرَةِ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ كَمَا فِی الْبُخَارِیِّ ﴿اَحَقُّ﴾ مِنْهُ ﴿اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿تَقُوْمَ﴾ تُصَلِّیَ ﴿فِيْهِ رِجَالٌ﴾ هُمُ الْاَنْصَارُ ﴿يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ(۱۰۸)﴾ اَیْ يُثِيْبُهُمْ وَفِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الطَّاءِ رَوٰی ابْنُ خُزَيْمَةَ فِیْ صَحِيْحِهٖ عَنْ عُوَيْمِرِ بْنِ سَاعِدَةَ اَنَّهُ ﷺ اَتَاهُمْ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِی الطُّهُوْرِ فِیْ قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ فَمَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِيْنَ تَطَهَّرُوْنَ بِهٖ" قَالُوْا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَعْلَمُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُ كَانَ لَنَا جِيْرَانٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَكَانُوْا يَغْسِلُوْنَ اَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوْا، وَفِیْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فَقَالُوْا نَتَّبِعُ الْحِجَارَةَ بِالْمَاءِ فَقَالَ هُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ ﴿اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلٰی تَقْوٰی﴾ مَخَافَةٍ ﴿مِنَ اللّٰهِ وَ﴾ رَجَاءِ ﴿رِضْوَانٍ﴾ مِنْهُ ﴿خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلٰی شَفَا﴾ طَرَفِ ﴿جُرُفٍ﴾ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا جَانِبِ ﴿هَارٍ﴾ مُشْرِفٍ عَلَی السُّقُوْطِ ﴿فَانْهَارَ بِهٖ﴾ سَقَطَ مَعَ بَانِيْهِ ﴿فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ خَيْرٌ تَمْثِيْلٌ لِلْبِنَاءِ عَلٰی ضِدِّ التَّقْوٰی بِمَا يُؤَوَّلُ اِلَيْهِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ اَیِ الْاَوَّلُ خَيْرٌ وَهُوَ مِثَالُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ، وَالثَّانِیْ مَسْجِدِ الضِّرَارِ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(۱۰۹)﴾ ﴿لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِيْبَةً﴾ شَكًّا ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ﴾ تَنْفَصِلَ ﴿قُلُوْبُهُمْ﴾ بِاَنْ يَّمُوْتُوْا ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ(۱۱۰)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اورسب میں اگلے پچھلے مہاجر اور انصار......۱......(یا تو اس سے وہ انصار و مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے......۲......یا پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں) اور جو ان کے پیرو ہونگے (قیامت تک......۳......) بھلائی کے ساتھ (یعنی اچھے اعمال

کرکے) اللہ ان سے راضی (ان کی فرماں برداری کی وجہ سے) اور وہ اللہ سے راضی (اس کے عطا کردہ ثواب کے سبب) اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں (ایک قرأت میں مــن زائد ہے) ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس کے (اے اہل مدینہ) کچھ گنوار منافق ہیں (جیسے قبیلہ اسلم، اشجع اور غفار کے) اور کچھ مدینہ والے (بھی منافق ہیں) ان کی خو ہوگئی ہے نفاق (یہ نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس پر ڈٹے ہوئے ہیں......۴......) تم انہیں نہیں جانتے (یہ خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) ہم انہیں جانتے ہیں جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب کریں گے (دنیا میں رسوا اور قتل کرکے اور عذاب قبر میں مبتلا کرکے......۵......) پھر پھیرے جائیں گے (آخرت میں) بڑے عذاب کی طرف (اس سے مراد جہنم کا عذاب ہے) اور (ایک قوم) دوسری ہے (اخــرون مبتداہے) جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے (جہاد پر نہ جانے کے گناہ کا اقرار کیا، اعترفوا بذنوبهم یہ اخرون کی صفت اور خبر ہے) اور ملایا ایک کام اچھا (اس عمل صالح سے مراد ان کا اس تخلف سے قبل جہاد میں شریک ہونا ہے یا اپنے گناہوں کا اعتراف کرلینا وغیرہ ہے......۶......) اور دوسرا برا (اس سے مراد تخلف یعنی جہاد سے رہ جانا ہے) قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (یہ آیت مبارکہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جب انہیں خبر پہنچی کہ اس جنگ میں شرکت سے رہ جانے والوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے تو اسے سن کر انہوں نے اپنے جسموں کو مسجد میں ستونوں سے بندھوالیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ﷺ راضی ہوکر خود نہ کھولیں پس جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے انہیں کھول دیا) اے محبوب ﷺ ان کے مال میں سے زکوۃ کی تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (انہیں ان کے گناہوں سے اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے ان کا ثلث مال قبول فرما کر صدقہ کردیا......۷......) اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو (صــلوۃ بمعنی دعا ہے) بیشک تمہاری دعائیں (یعنی رحمت ہے) ان کے لیے (ایک قول یہ ہے کہ ان کی توبہ قبول ہونے کا اطمنان ہے......۸......) اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے......۹......اور لیتا ہے (یعنی قبول فرماتا ہے) صدقات کو اور یہ کہ اللہ ہی (اپنے بندوں کی طرف ان کی توبہ قبول کرکے) رحم کرنے والا ہے (الــم پر ہمزہ استفہام تقریری ہے اور اس سے مقصود لوگوں کو صدقہ دینے اور توبہ کرنے پر ابھارنا ہے......۱۰......) اور تم فرماؤ (ان سے یا لوگوں سے) کام کرو (جو چاہو) اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان اور جلد تمہیں پھیرا جائے گا (موت کے بعد دوبارہ زندہ کرکے) اس کی طرف جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف) تو وہ تمہارے کام تمہیں جتادے گا (تمہیں ان کی جزا دے گا) اور کچھ (متخــلفیــن، پیچھے رہ جانے والوں میں سے) موقوف رکھے گئے (لفظ مــرجــون کو ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی کچھ سے عذاب موخر کردیا گیا ہے......۱۱......) اللہ کے حکم پر (جو اس نے ان لوگوں کے بارے میں چاہا) یا تو ان پر عذاب کرے (کہ بلا توبہ کی توفیق دیئے انہیں موت عطا فرمائے) یا ان کی توبہ قبول کرے اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (ان تمام امور میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے یہ رہ جانے والے تین اشخاص تھے مرارۃ بن ربیع، کعب

بن مالک اور ہلال بن امیہ یہ لوگ بر بنائے نفاق نہیں بلکہ سستی اور آسائش کے پیش نظر جنگ میں نہیں گئے ان حضرات نے دیگر لوگوں کی طرح بارگاہ رسالت میں معذرت نہیں کی ان کا معاملہ پانچ راتوں تک موقوف رہا اور لوگوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اس کے بعد ان کی قبولیت توبہ کی آیت نازل ہوئی) اور (ان میں سے) وہ جنہوں نے مسجد بنائی (یہ بارہ منافق تھے) نقصان پہچانے کو......۱۲ (مسجد قباء کے نمازیوں کو نقصان پہچانے کو) اور کفر کے سبب (کیونکہ انہوں نے یہ مسجد ابو عامر نامی راہب کے حکم سے بنائی تا کہ ان کا ایک ٹھکانہ بن جائے جس میں وہ ان کے پاس آنا جانا کر سکے وہ ان کے پاس آتا تھا تا کہ وہ نبی پاک ﷺ سے جنگ کرنے کیلئے قیصر کے پاس سے لشکر لا سکے) اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو (جو مسجد قباء میں نماز ادا کرتے تھے ان میں سے بعض ان کی مسجد ضرار میں جانے لگیں) اور اس کے انتظار میں ہیں (ارصادا بمعنی ترقبا ہے) جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے (یعنی مسجد بننے سے پہلے ہی، مراد اس سے ابو عامر ہے جس کا ما قبل ذکر ہوا) اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے نہ چاہا (ان بمعنی ما ہے) مگر بھلائی (کا کام کہ بارش اور گرمی میں مساکین کیلئے آسانی ہو جائیگی اور مسلمانوں کیلئے وسعت و کشادگی ہوگی) اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں (اپنی قسم میں اور انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اس مسجد میں آ کر نماز پڑھیں تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تم کھڑے نہ ہونا (یعنی نماز نہ پڑھنا) اس مسجد میں کبھی (تب رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو اس مسجد کی طرف روانہ کیا ان حضرات نے اس مسجد کو ڈھا کر جلا دیا اور اس کی جگہ کچرا کونڈی بنا دی جس میں مردار پھینکے جاتے تھے) بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی (جس کے ستونوں کی بنیاد رکھی گئی) پہلے ہی دن سے تقوی پر (اس مسجد کی بنیاد نبی پاک ﷺ نے اس وقت رکھی جب آپ ﷺ کا قیام مدینہ طیبہ میں تھا اس سے مراد مسجد قباء ہے......۱۳ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے) وہ زیادہ لائق ہے (مسجد ضرار کے مقابلے میں) کہ تم کھڑے ہو اس میں (یعنی نماز پڑھو) اسمیں وہ لوگ ہیں (مراد اس سے انصار ہیں) کہ خوب ستھرے ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں (یعنی اللہ ﷻ ان کو ثواب عطا فرمائے گا لفظ المطھرین میں دراصل تاء کا طاء میں ادغام ہے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں سیدنا عویمر بن ساعدہ سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ مسجد قباء میں انصار کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اے گروہ انصار! تمہاری مسجد کے واقعہ میں اللہ ﷻ نے تمہاری ثناء فرمائی ہے تو وہ کونسی پاکی ہے جسے تم اختیار کرتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے یہودی ہیں وہ بڑا استنجاء کر کے اپنی ادبار دھوتے ہیں تو ہم بھی ان کی طرح بڑا استنجاء کرنے کے بعد مقام مخصوص کو دھونے لگے جس طرح وہ دھویا کرتے تھے، اور بزاز کی روایت کردہ حدیث میں ہے انہوں نے عرض کی ہم ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے طہارت کرتے ہیں یہ سن کر حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی وہ فعل ہے تم اپنے اس معمول پر ڈٹے رہو) تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر (تقوی بمعنی خوف و ڈر ہے) اور (امید کرتے ہوئے) اس کی رضا کی وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی بنیاد رکھی ایک گرنے والے گڑھے کے کنارے......۱۴ (شفا کا معنی طرف و کنارہ ہے جرف کو راء مضموم اور ساکن دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ھار اس چیز کو کہتے ہیں جو گرنے کے قریب ہو) تو وہ اسے لیکر گر پڑا (

یعنی اپنے بنانے والے کے سمیت گر پڑا) جہنم کی آگ میں (وہ بہتر ہے ام من اسس یا اس عمارت بنانے کی تمثیل ہے جو تقوی کے متضاد ہوا اس کے گرنے کے قریب ہونے کے سبب سے اور افمن استفہام تقریری ہے معنی پہلا شخص بہتر ہے یہ مسجد قباء کی مثل ہے اور دوسرا مسجد ضرار کی مثال ہے) اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دل میں کھٹکتی رہے گی (ریبة بمعنی شک ہے) مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں (بایں طور پر کہ وہ مرجائیں) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (ان امور میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والسبقونُ الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضو عنه واعدلهم جنت تجرى تحتها الانهر خلدين فيها ابدا﴾

و: عاطفہ......السبقون: موصوف، الاولون: صفت، ملکر ذوالحال، من المهاجرين والانصار: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذين: موصول......اتبعوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، باحسان: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، هم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، رضى الله عنهم: فعل وفاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ورضوا عنه: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......اعد: فعل بافاعل، لام: جار......هم: ذوالحال، خلدين فيها ابدا: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جنت: موصوف......تجرى تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک الفوز العظيم وممن حولكم من الاعراب منفقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم﴾

ذلک: مبتدا، الفوز العظيم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: جار، من: موصولہ، حولكم: ظرف صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من اهل المدينة: ملکر معطوف، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، من الاعراب: ظرف مستقر حال مقدم، منفقون: ذوالحال، ملکر موصوف، مردوا على النفاق: جملہ فعلیہ صفت اول، لاتعلمهم: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم﴾

نحن: مبتدا......نعلمهم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... سنعذبهم: فعل بافاعل ومفعول......مرتين: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......يردون: فعل بانائب الفاعل......الى عذاب عظيم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا واخر سيئا﴾

و: عاطفہ، اخرون: موصوف......اعترفوا بذنوبهم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا، خلطوا: فعل بافاعل، عملا صالحا: مرکب توصیفی معطوف علیہ......واخر سيئا: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم﴾

عسی اللہ: فعل مقارب واسم……ان یتوب علیھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ……ان اللہ: حرف مشبہ واسم……غفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم﴾

خذ: فعل امر انت ضمیر ذوالحال……تطھرھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ……وتزکیھم بھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل……من اموالھم: ظرف لغو……صدقۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ……و: عاطفہ……صل: فعل امر بافاعل، علیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خذ من اموالھم" پر معطوف ہے۔

﴿ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم﴾

ان صلوتک: حرف مشبہ واسم……سکن: موصوف، لھم: ظرف مستقر صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ……و: عاطفہ، اللہ: مبتدا……سمیع علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقت وان اللہ ھو التواب الرحیم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، یعلموا: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، یقبل التوبۃ عن عبادہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ……یاخذ الصدقت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو التواب الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنین﴾.

و: عاطفہ……قل: قول……اعملوا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ……ف: فصیحہ……یری: فعل……اللہ: معطوف علیہ……ورسولہ: معطوف اول……والمومنون: معطوف ثانی، ملکر فاعل……عملکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وستردون الی علم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون﴾ ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿واخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبھم واما یتوب علیھم واللہ علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ……اخرون: موصوف……مرجون: اسم مفعول واوضمیر نائب الفاعل……لامر اللہ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا……اما: حرف شرط وتفصیل……یعذبھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ……و: عاطفہ……اما: حرف تفصیل، یتوب علیھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ……و: عاطفہ……اللہ: مبتدا……علیم حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذين اتخذوا مسجدا ضرارا و كفرا وتفريقا بين المومنين وارصادا لمن حارب الله ورسوله من قبل﴾

و: مستانفہ......الذين: موصول......اتخذوا مسجدا: فعل با فاعل ومفعول......ضرارا: معطوف علیہ......و كفرا: معطوف اول......وتفريقا بين المومنين: شبہ جملہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......ارصادا: مصدر با فاعل......لام: جار......من: موصولہ......حارب: فعل با فاعل......الله ورسوله: مفعول......من قبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر محذوف "فیما یتلی علیکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وليحلفن ان اردنا الا الحسنى والله يشهد انهم لكذبون﴾.

و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......یحلفن: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم...... ان: نافیہ......اردنا: فعل با فاعل، الا: حرف حصر......الحسنى: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ......الله: مبتدا......يشهد: فعل با فاعل......انهم لكذبون: جملہ اسمیہ۔

﴿لا تقم فيه ابدا لمسجد اسس على التقوى من اول يوم احق ان تقوم فيه﴾.

لاتقم: فعل نہی با فاعل......فيه: ظرف لغو، ابدا: ظرف، ملکر جملہ......لام: تاکیدیہ......مسجد: موصوف، اسس: فعل با نائب الفاعل......على التقوى: ظرف لغو......من اول يوم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا...... احق: اسم تفضیل با فاعل......ان تقوم فيه: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين﴾.

فيه: ظرف مستقر خبر مقدم......رجال: موصوف، يحبون: فعل با فاعل......ان يتطهروا: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، الله: مبتدا......يحب المتطهرين: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن اسس بنيانه على تقوى من الله ورضوان خير﴾

همزه: استفہامیہ، من: موصولہ، اسس بنيانه: فعل با فاعل ومفعول، على: جار، تقوى: موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، ورضوان: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، خير: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام من اسس بنيانه على شفا جرف هار فانهار به في نار جهنم﴾

ام: عاطفہ......من: موصولہ، اسس بنيانه: فعل با فاعل ومفعول......على شفا جرف هار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر محذوف "خير" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......انهار: کا اسس پر عطف ہے اور اس کا فاعل جرف کی ضمیر ہے، اور به: فانهار کے متعلق ہے، ...... في نار جهنم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ لا یھدی القوم الظلمین لا یزال بنیانھم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبھم الا ان تقطع قلوبھم واللہ علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، لا یزال: فعل ناقص،بنیانھم: موصوف،الذی بنوا: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر اسم،ریبۃ: موصوف،فی قلوبھم: ظرف مستقر صفت،الا: حرف استثناء،ان تقطع قلوبھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "وقت" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ،ملکر مستثنی، مستثنی منہ محذوف "فی کل وقت من الاوقات" کیلئے ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ

﴿شانِ نزول﴾

☆......واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا ...... ☆ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسولِ کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں۔ جب حضور ﷺ اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریب مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسولِ کریم ﷺ ہی کھولیں۔ یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ گئے جب حضور ﷺ تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ ﷻ سے عہد کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے ان کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم ﷺ نے انہیں کھولا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اگلی آیت "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ" نازل ہوئی۔

☆......والذین اتخذوا مسجدا ضرارا ...... ☆ یہ آیت ایک جماعتِ منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجدِ قُبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی۔ اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانِ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا، سیدِ عالم ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں ملّتِ حنیفیہ، دینِ ابراہیم لایا ہوں، کہنے لگا میں اسی دین پر ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، میں خالص، صاف ملّت لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے، حضور ﷺ نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا، روزِ اُحد ابو عامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ

سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگِ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروف جنگ رہا، جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملکِ شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامانِ جنگ ہو سکے قوت وسلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ، میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔ یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی اور سیدِ عالم ﷺ سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے، ضعیف، کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں، آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے پابرکاب ہوں، واپسی پر اللہ ﷻ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا جب نبی ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا تب رسولِ کریم ﷺ نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب مُلکِ شام میں بحالتِ سفر بے کسی وتنہائی میں ہلاک ہوا

☆...... **فیہ رجال یحبون ان یتطھروا** ...... ☆ یہ آیت اہلِ مسجدِ قُبا کے حق میں نازل ہوئی۔ سیدِ عالم ﷺ نے ان سے فرمایا اے گروہِ انصار اللہ ﷻ نے تمہاری ثنا فرمائی تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم بڑا استنجا تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

السابقون الاولون کون ھیں؟

۱...... **والسابقون** مبتداء ہے اور اس کی خبر کے بارے میں تین صورتیں ہیں پہلی یہ ہے کہ اس کی خبر **رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ** ہے کیونکہ کہ ظاہر طور پر جملہ دعائیہ ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ **الاولون** اس کی خبر ہو اور آیت کا معنی یہ ہے کہ اس ملت میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے یا اہلِ ہجرت میں سے جنت کی جانب سبقت کرنے والے پہلے، اور تیسری صورت یہ ہے کہ **من المھاجرین والانصار** اس کی خبر ہو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اس جملے میں اس بات کی اطلاع ہے کہ اس امت کے سابقین مہاجرین وانصار ہیں۔ یہ صورتیں **ابوالبقاء** نے ذکر کی ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۰۲)

علماء کا اس جملے **السابقون الاولون** کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیب، قتادہ اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دو قبلوں کی جانب نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد اہلِ بدر ہیں، **شعبی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کہا کہ اس سے مراد بیعت رضوان والے ہیں اور یہ بیعت حدیبیہ میں ہوئی تھی، **محمد بن کعب قرظی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا کہ اس سے مراد تمام صحابہ کرام ہیں کیونکہ سب نے سید عالم ﷺ کی صحبت پائی ہے، **حمید بن زیاد** علیہ رحمۃ اللہ الغفار

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے محمد بن کعب القرظی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کہا کہ تم مجھے حضور ﷺ کے اصحاب کے بارے میں خبر دو گے جنہیں کوئی فتنہ پہنچا ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان تمام کی مغفرت فرمادی اوران کے لئے جنت واجب فرمادی، میں یعنی حمید بن زیاد نے کعب القرظی سے پوچھا کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت مبارکہ میں اس کا بیان موجود ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں سنی کہ ﴿ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار ﴾ اللہ نے تمام اصحاب نبی ﷺ پر جنت واجب فرمادی بلکہ ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ ﴿ والذين اتبعوهم باِحسان ﴾ فرمایا اس سے تابعین بطور شرط مراد لئے گئے ہیں کیونکہ وہ اصحاب کرام ﷺ کے حسنات کی پیروی فرماتے تھے نہ کہ سیئات کی۔ بعض علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور سب سے پہلے بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا اسلام لائیں اور اس آیت سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمائی، بعض علماء نے فرمایا کہ بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ﷺ ہیں اور یہ حضرت جابر ﷺ کا قول ہے پھر ان کے اسلام لانے کی عمر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا کہ وہ کس سن ہجری میں اسلام لائے؟ ایک قول یہ ہے کہ جب وہ دس سال کے تھے اس وقت اسلام قبول فرمایا اور ایک قول اس سے کم عمر کا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت وہ بالغ ہو چکے تھے اور اس میں صحیح قول یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں جو کہ ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کر رہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۹۹)

من بیانیه هے یا تبعیضیه؟

۲.....مفسر کا قول وهم من شهد بدرا اس جملے میں من تبعیضیہ ہے اور مفسر کا قول او جميع الصحابة کی بناء پر من بیانیہ ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳۰۳)

قیامت تک کے لیے صلحاء کا عمل قابل تعریف وستائش هے!

۳.....الى يوم القيامة میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس سے مراد ہر زمانے کے صلحاء شامل ہیں۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۶۹)

معلوم ہوا کہ عمل صلحاء کا مقبول ہے اور جو عمل صحابہ کرام ﷺ نے کیا وہ نور علی نور ہے، ہاں جو عمل صحابہ کرام ﷺ کے عمل کے مطابق نہ ہو وہ اسی وقت محبوب ہوگا جب کہ دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہو کیونکہ ہر نیا عمل جو صحابہ ﷺ کے دور میں نہ پایا جاتا ہو لیکن اس کی اصل شریعت میں پائی جاتی ہو وہ مباح اور جائز ہوتا ہے چنانچہ سید عالم ﷺ کا فرمان اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئی ،ومن سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شئی جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالے اس کے لئے اپنے عمل کا بھی اجر ہے اور بعد کے عاملین کا بھی اجر ہے اور بعد کے عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہ

ہوگی اور جو دین اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالے اس کے لئے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور بعد کے عالمین کا بھی گناہ ہے اور بعد کے عالمین کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الحث علی الصدقه، رقم ۱۰۱۷/۲۲۴، ص ٤٦٢)

صالحین سے تعلقات قائم کرنے والے دنیا و آخرت کی ابدی نعمتیں پالیتے ہیں، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ غوث اعظم کی بارگاہ میں چور بھی قطب/ابدال بن جاتا ہے، کیا ہم نے نہیں جانا کہ ہر دور میں صالحین نے دین اسلام پر عمل کرانے کے لیے نئے نئے طریقے نکال کر لوگوں کو راہ حق کا مسافر بنادیا، بڑے بڑے شرابی کبابی اور بدمعاش بھی صالحین کے دامن سے وابستہ ہو کر دین اسلام کے مبلغ بن جاتے ہیں، آنکھوں دیکھی مثال اس دور کے ولی کامل شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری کی ذات سراپا شفقت بنیاد ہے کہ ان کی نیک سیرت اور دین دوستی نے معاشرے کے کئی بگڑے ہوئے نوجوانوں کو سنت کی راہ پر لگا کر مساجد کا امام بنادیا اور صحیح حدیث میں ہے: "جو کسی کو خیر پر رہنمائی کرے اس کے لئے عمل کرنے والے کی مثل اجر ہے"۔ (ریاض الصالحین، مقدمة المؤلف، ص ۱۵)

نافرمانی پر ڈٹ جانا ہلاکت کا سبب ہے!

۴......لجوا فیه والستمروا یعنی وہ نفاق پر ڈٹے رہے، کہا جاتا ہے کہ تمرد فلان علی ربه یعنی فلاں اپنے رب ﷻ کی نافرمانی پر ڈٹ گیا یعنی حد سے بڑھ گیا، اور وہ اپنے رب کی معصیت میں گرفتار ہو گیا، اسی قبیل سے یہ جملہ المرید و المارد ہے۔ ابن اسحاق علیہ الرحمۃ نے کہا کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی میں ڈٹ گئے اور اس کے سوا اعمال کو ترک کردیا اور ابن زیاد علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ نافرمانی پر مستقیم رہے اور توبہ نہ کی۔ (البغوی، ص ۳۹۰)

ابو عامر نے نافرمانی پر کمر کس لی، نتیجہ یہی ہوا کہ حالت سفر میں مفلسی کی موت مرگیا۔

منافقین کے لیے تین عذابات:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا اے محبوب آپ ان کے حال کو نہیں جانتے، اگر کوئی یہ کہے کہ منافقین کے حال جاننے سے نفی کیسے کی گئی جب کہ اللہ ہی کا فرمان ہے ﴿ولتعرفنهم فی لحن القول (محمد: ۳۰)﴾ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت نفی آیت اثبات سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ مفسر کا قول بالفضیحة او القتل فی الدنیا و عذاب القبر میں علماء کا اختلاف ہے کہ پہلا عذاب کونسا پیش آیا؟ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ احکام اسلامی منافقین پر جاری ہوئے اور وہ قتل اور قید نہ کئے گئے بلکہ سید عالم ﷺ نے انہیں مسجد سے نکال باہر کیا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: "تم لوگوں میں کچھ منافقین بھی ہیں اے فلاں بن فلاں نکل تو منافق ہے"، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے چھتیس ۳۶ منافقین کو مسجد سے باہر نکالا، اور مفسر کا قول عذاب القبر یہ دوسرا عذاب ہے، اور عنقریب تیسرا قول بھی ذکر کیا جائے گا کہ ﴿ثم یردون الی عذاب عظیم﴾ اور یہ منافقین کے لئے تیسرا عذاب ہوگا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۷۰)

عمل صالح بمعنی توبہ یا......:

۶......یہاں عمل صالح سے یا اعتراف وقصور اور توبہ مراد ہے یا اس تخلف سے پہلے غزوات میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ حاضر ہونا مراد ہے یا طاعت وتقوی کے تمام اعمال اس تقدیر پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۲۳٦)

باء کے بجائے واو کیوں لائے؟

۷......اللہ عزوجل کا فرمان و اخر سیئا میں واو بمعنی باء یعنی باخر ہے، علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے کہا کہ واو کی حقیقت یہ ہے کہ واو جمع کے لئے آتی ہے اور باء الصاق کے لئے ، اور جمع اور الصاق دونوں ایک ہی قبیل سے ہیں پس واو بمعنی باء بطریق استعارہ لائی گئی ہے۔

(الجمل، ج۳،ص ۳۰۵)

متذکرہ آیت میں صدقہ سے کیا مراد ہے؟

۷......یہاں صدقہ سے مراد زکوۃ نہیں ہے بلکہ گناہوں کے کفارے کے لئے انہوں نے یہ صدقہ دیا تھا، مگر بعض علماء اس سے زکوۃ مراد لیتے ہیں تطھر میں ضمیر خطاب کا مرجع آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے یا یہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور ضمیر کا مرجع صدقہ ہے اور تزکیھم میں تا ء مخاطب کی ہے یعنی آپ ﷺ ان کی نیکیوں کو بڑھائیں اور انہیں مخلصین کے بلند و بالا مقامات پر فائز فرمادیں۔

(المظھری، ج۳،ص ۳۵۵)

اس آیت مبارکہ میں صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو کہ ان کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر ہو اس لئے کہ صدقہ واجبہ ثلث مال کا نہیں ہوتا۔

(الجمل، ج۳،ص ۳۰٦)

صلوۃ بمعنی نماز یا دعا:

۸......لغت کے اعتبار سے صلوۃ کی اصل دعا ہے، امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام کے لئے سنت ہے کہ جب بھی صدقہ لے تو صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے پس وہ اس طرح کہے کہ آجرک اللہ فیما اعطیت وبارک فیما ابقیت یعنی اللہ تجھے اجر دے اس پر جو تو نے مجھے دیا اور جو تیرے پاس باقی ہے اس میں برکت دے، بعض نے کہا کہ امام پر واجب ہے کہ صدقہ دینے والے کو دعا دے، اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ امام پر صدقہ وصول کرتے وقت دعا دینا مستحب ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ صدقات واجبہ کے وصول کرتے وقت دعا دینا واجب ہے اور نافلہ کے وصول کرتے وقت نفل، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ امام پر واجب ہے اور فقیر کے لئے مستحب، بعض علماء نے کہا ہے کہ اللھم صل علی فلان کہنا مستحب ہے اور اس قول پر ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جب ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی

اوفی اس حدیث کو صحیحین نے تخریج کیا ہے۔

ایک قوم میں صلاتک کو صلوٰتک جمع کے صیغے کے ساتھ پڑھا گیا ہے، آپ ﷺ کی دعا ان کے لئے باعث رحمت ہے، ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کے لئے طمانیت ہے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ ان سے ان کا صدقہ قبول فرمائے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ ﷻ ان کے دلوں کو ثابت یعنی مستقیم کرے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٠٤)

اکثر عن اور من ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں!

۹......عن عبادہ متعلق ہے یقبل کے، اور صرف عن کے ساتھ متعدی ہے اس لئے کہ عن اور من کے معنی قریب قریب ہیں۔ ابن عطیہ نے کہا کہ کئی مقامات ایسے ہیں جہاں دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جیسے لا صدقه الا عن غنی و من غنی۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۰۷)

تھییجھم بمعنی حثھم وترغیبھم:

۱۰......مفسر کا قول استفھام للتقریر سے مراد مخاطب کو حکم کے ذریعے اقرار پر محمول کرنا ہے، اور مفسر کا قول تھییجھم کے معنی حثھم و ترغیبھم ہے یعنی انہیں توبہ پر ابھارنا اور ترغیب دلانا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۷۲)

"عن التوبہ" سے صاحب جمل نے کیا مراد لی ہے؟

۱۱......عن التوبة یعنی توبہ کا جلد قبول ہونا یا دیر سے قبول ہونا مراد ہے، اور ان میں توبہ کا مادہ تو پایا جاتا تھا لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں صریح عذر پیش نہ کیا اور ان میں ندامت اور حزن یعنی غم کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۰۸)

مسجد ضرار بنانے والے (ابو عامر) کا پس منظر:

۱۲......رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ طیبہ میں خزرج کا ایک آدمی رہتا تھا جس کا نام ابو عامر راہب تھا، ایام جاہلیت میں یہ نصرانی ہوگیا تھا، اور اہل کتاب کا علم حاصل کر چکا تھا۔ ایام جاہلیت میں ایک عبادت گزار شخص تھا اور اس کو اپنے قبیلے میں بہت فضیلت حاصل تھی۔ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسلمان آپ ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے اور اسلام کو مقبولیت ہونے لگی اور غزوہ بدر میں بھی اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو ابو عامر پر یہ تمام امور بہت شاق گزرے اور اس نے برملا اسلام اور مسلمانوں سے عداوت کا اظہار شروع کر دیا اور مدینہ سے بھاگ کر کفار مکہ سے جاملا، یہ ان کو رسول ﷺ کے خلاف جنگ پر مائل کرتا تھا لہذا عرب کے سارے قبیلے جمع ہوگئے اور جنگ احد کے لئے پیش قدمی کی، اس جنگ میں اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا اور مسلمانوں کو اس جنگ میں نقصان ہوا۔ اس فاسق نے دونوں طرف کی صفوں کے مابین کئی گڑھے کھود دیئے تھے، ابو عامر نے جنگ شروع ہونے سے قبل اپنی قوم انصار کی طرف بڑھ کر انہیں مخاطب کیا اور ان کو اپنی موافقت کی دعوت دی

،جب انصار نے ابو عامر کی یہ حرکت دیکھی تو کہا اے فاسق !اے دشمن خدا!اللہ تجھے برباد کرے،اور اس کی شدید مذمت کی،وہ واپس ہونے لگا سید عالم ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن پڑھ کر سنایا لیکن اس نے سرکشی کی اور انکار کیا،سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ ﷻ اسے جلاوطنی کیا حالت میں موت دے۔اب ابو عامر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس گیا اور اپنی قوم میں سے منافقین کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ میں لشکر لے کر آرہا ہوں،رسول اللہ ﷺ سے خوب جنگ ہوگی اور میں غالب آجاؤں گا اور منافقین کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ اس کے لئے ایک پناہ کی جگہ بنائیں اور جو میرا پیغام یا احکام لے کر آئیں ان کے لئے امن کی ایک پناہ گاہ بناؤ تا کہ جب وہ خود مدینہ منورہ آئے تو وہ جگہ اس کے لئے جائے کمین گاہ کا م دے،چنانچہ منافقین نے مسجد قبا کے قریب ہی ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور سید عالم ﷺ کی تبوک روانگی سے پہلے ہی وہ اس کام سے فارغ بھی ہوگئے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آکر درخواست پیش کی کہ آپ ﷺ ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں تا کہ یہ مسجد مستند ہوجائے۔انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ہم نے یہ مسجد صرف کمزوروں،بوڑھوں کے لئے بنائی ہے تا کہ سردی کے ایام میں ان کے لئے آسانی ہوجائے اور وہ مسجد میں عبادت بجالاسکیں۔سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تو اسوقت تبوک کا سفر درپیش ہے جب ہم واپس ہونگے تو انشاء اللہ دیکھا جائے گا جب حضور علیہ ﷺ تبوک سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لارہے تھے اور فقط ایک دن یا آدھے دن کی مسافت پر مدینہ منورہ سے دور تھے تو جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا کہ منافقین نے مسجد ضرار بنائی ہے اور ان کا مقصد تفرقہ ڈالنا ہے اور اس کو ابو عامر کی کمین گاہ بنانا ہے۔سید عالم ﷺ نے مسلمانوں کو مسجد ضرار کی جانب بھیج دیا کہ وہ اسے منہدم کردیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (البدایہ و النهایة ،قصة مسجد ضرار، ج۳،ص ۲٤ وغیرہ ملخصاً)

مسجد قبا میں سید عالم ﷺ کا پہلا جمعہ:

۱۳......اللہ کا فرمان مقدس نشان ہے کہ مسجد کی بنیاد اول دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔مفسر کا قول وضع یوم حللت بدار الهجرة سے مراد پیر کا دن ہے،پس نبی پاک علیہ ﷺ چار دن پیر منگل بدھ جمعرات قباء میں مقیم رہے اور جمعہ کی صبح روانہ ہوئے اور جمعہ ہی کو مدینہ میں داخل ہوئے اور یہ بھی کہا گیا کہ جمعہ کو نماز ادا فرمائی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ منورہ میں نبی پاک ﷺ نے پڑھایا،اور اسی قول کی بناء پر یہ کہا گیا کہ سید عالم ﷺ نے چار دن قباء میں قیام فرمایا،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ چودہ دن قیام فرمایا ،اور ایک قول بائیس دن کا بھی ہے۔ (الصاوی، ج۳،ص ۷٤)

شفاء ہر چیز کے کنارے میں ہے:

۱۴......اللہ ﷻ نے فرمایا کیا وہ مسجد بہتر ہے کہ جس کی بنیاد تقوی و پرہیزگاری پر رکھی گئی یا وہ کہ گڑھے کے کنارے؟،یہاں گڑھے کے کنارے سے مراد گمراہی اور عدم تقوی ہے۔اور مصباح میں ہے کہ شفاء ہر چیز کے کنارے کو کہتے ہیں۔(الحمل، ج۳،ص ۳۱۲)

☆......☆ وهم من شهر بدرا: کیونکہ یہ لوگ حضرات انبیائے کرام اور مرسلین کے بعد افضل ترین ہیں۔

اوْ جميع الصحابة: من المهجرين میں من بیانیہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد بیعت رضوان والے لوگ ہیں، اور یہ پندرہ سو افراد تھے، ایک قول کے مطابق احد والے مراد ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہوا، اس حکم میں داخل ہے، دلیل فرمان باری ﷻ ہے ﴿لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنی﴾. الی یوم القیامة: اس میں قیامت تک کے صلحاء شامل ہیں۔ بالفضیحة و القتل: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مرة الاولی کے قول میں اختلاف ہے، لیکن اول قول کہ منافقین کو رسوائی کا سامنا ہوگا صحیح ترین قول ہے، اس لیے کہ منافقین پر ظاہری طور پر اسلامی احکام جاری ہوتے ہیں، پس نہ تو وہ قتل کیے جائیں گے اور نہ ہی قید، اور ان کی رسوائی مسجدوں سے باہر نکالنے میں ہے، ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ: نبی پاک ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کی حمد وثناء فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ''تم میں منافقین موجود ہیں''؟ جس کا میں نام لیتا ہوں وہ اٹھ کھڑا ہو، پھر ارشاد فرمایا: کھڑے ہو! اے فلاں، تو منافق ہے، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے سینتیس ۳۷ اشخاص کے نام لئے''۔

وعذاب القبر: یہ مرة الثانیة یعنی دوسرا قول ہے، عنقریب مرة الثالثة یعنی تیسرا قول ﴿ثم یردون الی عذاب عظیم﴾ جو انہیں قبر کے بعد والی منازل میں رسوائی دے گا مذکورہ ہے، پس منافقین کے لئے تین عذابات ہیں۔

ونزلت فی ابی لبابة: کا بیان شان نزول میں ہو چکا ہے۔ وجماعة: سے مراد دس افراد ہیں، ایک قول آٹھ کا کیا گیا ہے، ایک قول پانچ کا ہے، ایک قول تین کا کیا گیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے، پھر اس کے بعد نادم ہوئے، پھر جب سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے......، باقی بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔

فاخذ ثلث اموالهم: یعنی اپنے گناہوں کا کفارہ، اور ان لوگوں سے حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں میرا مال راہ خدا میں فقراء کے لئے صدقہ ہے، ایسے لوگوں سے امام مالک کے نزدیک ایک ثلث لیا جائے اور آیت کا عموم صدقات واجبہ و مستحبہ دونوں کو شامل ہے۔

ما شئتم: راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کے لئے عظیم وعدے اور نافرمانوں کے لئے وعید کا ذکر ہے، مراد یہ ہے کہ اے توبہ کرنے والو! اپنا عمل کرو، اور ایها الناس کا خطاب عمومی طور پر ہر قسم کے کار خیر کے لئے آتا ہے، کہ اللہ ﷻ تمہیں اس پر ثواب مرتب کرے گا، اور برائی اختیار کرنے پر عذاب کی وعید ہے یا اللہ ﷻ چاہے تو تمہیں معاف ہی فرما دے۔

فی صنعه: یعنی اللہ ﷻ کے کاموں میں کسی کو سوال کرنے کی مجال نہیں، نہ ہی اس کے احکام میں طعن کی گنجائش۔

بامر ابی عامر الرهب: مراد حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ''غسیل الملائکة'' کے والد ہیں۔

یوم حللت بدار الهجرة: مراد پیر کا دن ہے، سید عالم ﷺ مسجد قباء میں پیر سے جمعرات تک ٹھہرے، اور جمعة المبارک کی صبح کو روانگی کے لئے نکلے، پس مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور جمعة المبارک کی نماز ادا فرمائی، یہ اسلام میں سب سے پہلا جمعہ تھا جو سید عالم ﷺ

نے ادا فرمایا، قباء میں سید عالم ﷺ چار راتیں ٹھہرے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ چودہ راتیں قیام پذیر رہے، اور ایک قول کے مطابق بائیس راتیں قیام میں گزاریں۔ (الصاوی، ج۳، ص ٦٩ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۳

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ﴾ بِاَنۡ یَبۡذُلُوۡھَا فِیۡ طَاعَتِہٖ کَالۡجِھَادِ ﴿بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ﴾ جُمۡلَۃُ اِسۡتِئۡنَافٍ بَیَانٌ لِلشِّرَاءِ وَفِیۡ قِرَاءَۃٍ بِتَقۡدِیۡمِ الۡمَبۡنِیۡ لِلۡمَفۡعُوۡلِ اَیۡ فَیُقۡتَلُ بَعۡضُھُمۡ وَیُقَاتِلُ الۡبَاقِیۡ ﴿وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا﴾ مَصۡدَرَانِ مَنۡصُوۡبَانِ بِفِعۡلِھِمَا الۡمَحۡذُوۡفِ ﴿فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِعَھۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ﴾ اَیۡ لَا اَحَدًا اَوۡفٰی مِنۡہُ ﴿فَاسۡتَبۡشِرُوۡا﴾ فِیۡہِ اِلۡتِفَاتٌ عَنِ الۡغَیۡبَۃِ ﴿بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ وَذٰلِکَ﴾ اَلۡبَیۡعُ ﴿ھُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (۱۱۱)﴾ اَلۡمَنِیۡلُ غَایَۃُ الۡمَطۡلُوۡبِ ﴿اَلتَّآئِبُوۡنَ﴾ رَفۡعٌ عَلَی الۡمَدۡحِ بِتَقۡدِیۡرِ مُبۡتَدَاءٍ مِنَ الشِّرۡکِ وَالنِّفَاقِ ﴿الۡعٰبِدُوۡنَ﴾ اَلۡمُخۡلِصُوۡنَ الۡعِبَادَۃَ لِلّٰہِ ﴿الۡحٰمِدُوۡنَ﴾ لَہٗ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ﴿السَّآئِحُوۡنَ﴾ اَلصَّائِمُوۡنَ ﴿الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ﴾ اَیِ الۡمُصَلُّوۡنَ ﴿الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاھُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ﴾ لِاَحۡکَامِہٖ بِالۡعَمَلِ بِھَا ﴿وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (۱۱۲)﴾ بِالۡجَنَّۃِ وَنَزَلَ فِیۡ اِسۡتِغۡفَارِہٖ ﷺ لِعَمِّہٖ اَبِیۡ طَالِبٍ وَاِسۡتِغۡفَارِ بَعۡضِ الصَّحَابَۃِ لِاَبَوَیۡہِ الۡمُشۡرِکَیۡنِ ﴿مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ وَلَوۡ کَانُوۡا اُولِیۡ قُرۡبٰی﴾ قَرَابَۃٍ ﴿مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمۡ اَنَّھُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ (۱۱۳)﴾ اَلنَّارِ بِاَنۡ مَاتُوۡا عَلَی الۡکُفۡرِ ﴿وَمَا کَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰھِیۡمَ لِاَبِیۡہِ اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَۃٍ وَّعَدَھَاۤ اِیَّاہُ﴾ بِقَوۡلِہٖ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ رَجَاءَ اَنۡ یُّسۡلِمَ ﴿فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗۤ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ﴾ بِمَوۡتِہٖ عَلَی الۡکُفۡرِ ﴿تَبَرَّاَ مِنۡہُ﴾ وَتَرَکَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ لَہٗ ﴿اِنَّ اِبۡرٰھِیۡمَ لَاَوَّاہٌ﴾ کَثِیۡرُ التَّضَرُّعِ وَالدُّعَاءِ ﴿حَلِیۡمٌ (۱۱۴)﴾ صَبُوۡرٌ عَلَی الۡاَذٰی ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوۡمًا بَعۡدَ اِذۡ ھَدٰھُمۡ﴾ لِلۡاِسۡلَامِ ﴿حَتّٰی یُبَیِّنَ لَھُمۡ مَّا یَتَّقُوۡنَ﴾ مِنَ الۡعَمَلِ فَلَا یَتَّقُوۡہُ فَیَسۡتَحِقُّوا الضَّلَالَ ﴿اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ (۱۱۵)﴾ وَمِنۡہُ مُسۡتَحِقُّ الۡاِضۡلَالِ وَالۡھِدَایَۃِ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ وَمَا لَکُمۡ﴾ اَیُّھَا النَّاسُ ﴿مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ﴾ اَیۡ غَیۡرِہٖ ﴿مِنۡ وَّلِیٍّ﴾ یَحۡفَظُکُمۡ مِنۡہُ ﴿وَّلَا نَصِیۡرٍ (۱۱۶)﴾ یَمۡنَعُکُمۡ عَنۡ ضَرَرِہٖ ﴿لَقَدۡ تَّابَ اللّٰہُ﴾ اَیۡ اَدَامَ تَوۡبَتَہٗ ﴿عَلَی النَّبِیِّ وَالۡمُھٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ فِیۡ سَاعَۃِ الۡعُسۡرَۃِ﴾ اَیۡ وَقۡتِھَا وَھِیَ حَالُھُمۡ فِیۡ غَزۡوَۃِ تَبُوۡکَ کَانَ الرَّجُلَانِ یَقۡتَسِمَانِ تَمۡرَۃً وَالۡعَشَرَۃُ یَعۡتَقِبُوۡنَ الۡبَعِیۡرَ الۡوَاحِدَ

وَاشْتَدَّ الْحَرُّ حَتّٰى شَرِبُوا الْفَرْثَ ﴿مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ تَمِيلُ ﴿قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ﴾ عَنْ اِتِّبَاعِهِ اِلَى التَّخَلُّفِ لِمَا هُمْ فِيهِ مِنَ الشِّدَّةِ ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ بِالثَّبَاتِ ﴿اِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ(١١٧)﴾ ﴿وَ﴾ تَابَ ﴿عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ عَنِ التَّوْبَةِ عَلَيْهِمْ بِقَرِينَةِ ﴿حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ اَىْ مَعَ رَحْبِهَا اَىْ سَعَتِهَا فَلَا يَجِدُونَ مَكَانًا يَطْمَئِنُّونَ اِلَيْهِ ﴿وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ قُلُوبُهُمْ لِلْغَمِّ وَالْوَحْشَةِ بِتَاخِيرِ تَوْبَتِهِمْ فَلَا يَسَعُهَا سُرُورٌ وَلَا اُنْسٌ ﴿وَظَنُّوْآ﴾ اَيْقَنُوا ﴿اَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ وَفَّقَهُمْ لِلتَّوْبَةِ ﴿لِيَتُوبُوا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ(١١٨)﴾ :

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں (یوں کہ وہ انہیں اللہ ﷻ کی فرماں برداری میں جیسا کہ جہاد میں صرف کردیں) اس بدلے کہ ان کیلئے جنت ہے......۱ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں (ویقتلون جملہ مستانفہ ہے جو اس خرید وفروخت کا بیان ہے، ایک قرأت میں فعل مجہول یقتلون پہلے آیا ہے اس صورت میں معنی ہوگا ان میں سے بعض کے قتل کر دیئے جانے کے بعد باقی مسلمان جنگ کریں) اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ (وعدا حقا دونوں مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہیں ان کے فعل محذوف ہیں......۲) توریت وانجیل اور قرآن......۳ میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون (یعنی اس سے بڑھ کر عہد پورا کرنے والا کوئی نہیں) تو خوشیاں مناؤ (اس میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے) اپنے سودے کی تو تم نے اس کے ساتھ کیا یہی (سودا) بڑی کامیابی ہے (انتہائی مطلوب شے کا پانا ہے) توبہ والے......۴ (شرک ونفاق سے توبہ کرنے والے التائبون مخصوص بالمدح ہونے کی بناء پر مرفوع ہے اس سے پہلے مبتدا پوشیدہ ہے......۵) اللہ کی عبادت کرنے والے (اخلاص سے) حمد کرنے والے (ہر حال میں) روزے والے (السائحون بمعنی الصائمون ہے) رکوع والے سجدہ والے (یعنی نماز پڑھنے والے) بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے (یعنی اسی کے احکامات بجالانے والے) اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو (جنت کی، آیت مبارکہ نبی پاک ﷺ کے اپنے چچا ابوطالب اور بعض صحابہ کے اپنے مشرک والدین کے استغفار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی) نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتے دار ہوں (اولی قربة بمعنی ذوی قرابة ہے) جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخ والے ہیں (جحیم بمعنی نار ہے کہ ان کی موت کفر پر ہوئی ہے) اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا (یعنی آپ علیہ السلام نے اس کے اسلام لانے

کی امید پر کہا تھا کہ اب میں اپنے رب سے تیرے لیے بخشش مانگوں گا) پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے (اس کے کفر پر مرنے کے سبب) تو اس سے بری ہو گیا (اور اس کے لیے استغفار کرنا ترک فرما دیا......۶......) بیشک ابراہیم بڑا ہی نرم دل (گریہ و زاری اور دعا کرنے والا) حلیم ہے (یعنی اذیتوں پر بہت صبر کرنے والا ہے) اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو گمراہ فرمائے بعد ہدایت دینے کے (اسلام کی) جب تک انہیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے (یعنی کس عمل سے انہیں بچنا ہے پس وہ اس عمل سے نہیں بچتے اور گمراہی کے مستحق ہوتے ہیں......۷......) اور بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اور اسی میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ کون گمراہی کا اور کون ہدایت کا مستحق ہے) بیشک اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہیں تمہارے لیے (اے لوگوں) اللہ کے سوا (دون بمعنی غیــر ہے) کوئی والی (جو تمہیں اس سے محفوظ رکھ سکے) اور نہ مددگار (جو اس کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کو تم سے روک سکے) بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں (دائمی توبہ کی قبولیت کے ذریعے) ان غیب کی خبریں بتانے والے......۸......اور ان مہاجرین اور انصار......۹......پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا......۱۰......(ســاعة بمعنی وقت ہے یہ مشکل کی گھڑی غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی حالت کی تھی ایک کھجور دو مرد تقسیم کرکے کھارہے تھے اور دس آدمیوں میں سواری کیلئے ایک اونٹ تھا باری باری اس پر سوار ہوئے تھے گرمی کی ایسی شدت تھی کہ ان حضرات قدسیہ نے تلچھٹ وغیرہ پی لیا) بعد اس کے کہ قریب تھا کہ پھر جائیں (یـزیغ بمعنی تـمیل ہے، یزیغ کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان میں کہ کچھ لوگوں کے دل (جنگ سے بیٹھ کر حضور ﷺ کی اتباع سے دور ہو جائیں کیونکہ اس جنگ میں زبردست شدت و دشواریاں تھیں) پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا (انہیں ثابت قدمی عطا فرما کر) بیشک وہ (ان پر) نہایت مہربان رحم والا ہے اور (رحمت سے متوجہ ہوا) ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے (توبہ سے......۱۱......) یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی وسیع ہونے کے باوجود (یعنی زمین کے وسیع و عریض ہونے کے باوجود وہ کوئی ایسا مکان نہیں پاتے تھے جہاں انہیں اطمنان و سکون مل سکے) اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں (قبولیت توبہ میں تاخیر کی وجہ سے غم اور وحشت کے سبب ان کے دل تنگ ہوگئے اس تنگی کے سبب نہ کوئی سرور ان کے دلوں میں راہ پاتا اور نہ کوئی انسیت حاصل ہوتی تھی......۱۲......) اور انہیں یقین ہوا (ظنوا بمعنی ایقنوا ہے) کہ (ان مخففہ ہے) اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی (انہیں توبہ کرنے کی توفیق دی) کہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنة﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم......اشتری: فعل با فاعل......من المومنین: ظرف لغو......انفسھم واموالھم: مفعول، ب: جار......ان لھم الجنة: جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون﴾۔

یقاتلون فی سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ......یقتلون: فعل بافاعل،ملکر معطوف اول......و: عاطفہ......یقتلون: فعل بانائب الفاعل،ملکر معطوف ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وعدا علیہ حقا فی التورۃ والانجیل والقران﴾۔

وعدا: موصوف......علیہ: ظرف مستقر صفت اول......فی التورۃ والانجیل والقران: ظرف مستقر"مذکورا" شبہ فعل محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی،ملکر فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......حقا: فعل محذوف"حق ذلک الوعد" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ﴾۔

و: مستانفہ......من: استفہامیہ مبتدا،اوفی: اسم تفضیل بافاعل......بعھدہ: ظرف لغواول......من اللہ: ظرف لغوثانی، ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ف: فصیحہ......استبشروا: فعل امر بافاعل،ب: جار......بیعکم: موصوف،الذی بایعتم بہ: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف"اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذالک ھوالفوز العظیم﴾۔

و: عاطفہ......ذلک: مبتدا......ھوالفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿التائبون العبدون الحمدون السائحون الرکعون السجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ وبشر المومنین﴾

التائبون: خبر اول......العبدون: خبر ثانی......الحمدون: خبر ثالث......السائحون: خبر رابع......الراکعون: خبر خامس......السجدون: خبر سادس......الامرون بالمعروف: شبہ جملہ معطوف علیہ......والناھون عن المنکر: شبہ جملہ معطوف اول......والحفظون لحدود اللہ: شبہ جملہ معطوف ثانی،ملکر خبر سابع مبتدا محذوف"ھم" کیلئے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ ،بشر المومنین: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماکان للنبی امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحب الجحیم﴾۔

ما: نافیہ......کان: فعل ناقص،لام: جار......النبی: معطوف علیہ،والذین امنوا: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،ان: مصدریہ،یستغفروا: فعل بافاعل،لام: جار،المشرکین: ذوالحال،و: حالیہ،لو: وصلیہ،کانوا: فعل ناقص بااسم ،اولی قربی: خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر موخر،ملکر جملہ فعلیہ...... من: جار،بعد:

مضاف......ما: موصولہ،تبین لهم: فعل وظرف لغو، انهم اصحب الجحیم: جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر،ما: نافیہ سے متعلق معنیٰ فعل کیلئے "ای انتفی الاستغفار من بعد...... الخ"ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماکان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة وعدها ایاه﴾.

و: مستانفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،استغفار: مصدر مضاف،ابراهیم: مضاف الیہ فاعل،لابیه: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم،الا: حرف حصر،عن: جار،موعدة: موصوف، وعدها ایاه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما تبین له انه عدو لله تبرا منه ان ابراهیم لاواه حلیم﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......تبین له: فعل وظرف لغو...... انه عدو لله: جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ شرط......تبرأ منه: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان: حرف مشبہ، ابراهیم: اسم،لام: حرف مزحلقہ،اواه حلیم: خبر اول وثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماکان الله لیضل قوما بعد اذ هدهم حتی یبین لهم ما یتقون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان الله: فعل ناقص واسم......لام: جار......یضل: فعل با فاعل......قوما: مفعول......بعد اذهدهم: مرکب اضافی ظرف......حتی: جار......یبین لهم: فعل با فاعل وظرف لغو......مایتقون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله بکل شیء علیم ان الله له ملک السموت والارض یحیی ویمیت﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم......بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم......له: ظرف مستقر خبر مقدم......ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ خبر اول......یحیی ویمیت: جملہ فعلیہ معطو علیہ ومعطوف،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومالکم من دون الله من ولی ولا نصیر﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......لکم: ظرف مستقر خبر مقدم......من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم...... من: زائدہ ،ولی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصیرا: معطوف،ملکر ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد تاب الله علی النبی والمهجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسرة من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منهم ثم تاب علیهم﴾

لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ...... تاب الله: فعل وفاعل،علی: جار،النبی: معطوف علیہ......و: عاطفہ ،المهاجرین: معطوف اول،و: عاطفہ......الانصار: موصوف......الذین: موصول،اتبعوه فی ساعة العسرة: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،

ملکر ذوالحال،من: جار......بعد: مضاف......ما: موصولہ...... کاد: فعل مقارب با اسم......یزیغ قلوب فریق منهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال،ملکر معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ،تاب علیهم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿انه بهم رءوف رحيم﴾

انه: حرف مشبہ واسم......بهم: ظرف لغو مقدم......رءوف: صفت مشبہ با فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول......رحيم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه﴾

و: عاطفہ......على: جار......الثلثة: موصوف......الذين: موصول......خلفوا: فعل با نائب الفاعل......حتى: جار، اذا: مضاف......ضاقت عليهم الارض: فعل و ظرف لغو و فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......ظنوا: فعل با فاعل، ان: مخففہ باھو ضمیر شان محذوف اسم......لا: نفی جنس......ملجا: اسم ظرف با فاعل......الا: حرف حصر......اليه: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ اسم......من الله: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور،ملکر ماقبل "على النبى و المهاجرين" پر معطوف ہے۔

﴿ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم﴾.

ثم: عاطفہ...... تاب عليهم: فعل با فاعل و ظرف لغو...... لام: جار......يتوبوا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ......ان الله: حرف مشبہ و اسم...... هو التواب الرحيم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان الله اشترى من المؤمنين ......☆ جب انصار نے رسول کریم ﷺ سے شب عُقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ ﷛ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اپنے ربّ کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرما لیجئے جو آپ چاہیں، فرمایا میں اپنے ربّ کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا، فرمایا: جنّت۔

☆......ما كان للنبى والذين امنوا ......☆ اس آیت کی شانِ نُزول میں مفسرین کے چند قول ہیں (۱) نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرما کر

ممانعت فرمادی۔(۲) سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کی زیارتِ قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ "مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ" اقول : یہ وجہ شانِ نُزول کی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن مختصر المستدرک میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانی کو ابنِ معین نے ضعیف بتایا ہے، علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نُزول کا سبب آپ ﷺ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارِد ہوئی، اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابنِ سعد اور ابنِ شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند المحدثین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التعظیم والمنته میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا، لہٰذا یہ وجہ شانِ نُزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سیدِ عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ مؤحّدہ اور دینِ ابراہیمی پر تھیں۔(۳) بعض اصحاب نے سیدِ عالم ﷺ سے اپنے آباء کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**وماكان استغفار ابراهيم لابيه** ......☆ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازِل ہوئی "سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي" تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجود یکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے، اس نے کہا کیا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے دعا نہ کی تھی؟ وہ بھی تو مشرک تھا۔ یہ واقعہ میں نے سیدِ عالم ﷺ سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا استغفار بہ امید اسلام تھا جس کا آزر آپ علیہ السلام سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ علیہ السلام آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ امید منقطع ہو گئی تو آپ علیہ السلام نے اس سے اپنا علاقہ قطع کر دیا۔

☆......**حتى يبين لهم ما يتقون**......☆ جب مومنین کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو۔ اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مؤاخذہ ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومنین کی جان و مال کو جنت کے بدلہ خرید لیا!

۱......ماقبل آیات میں اللہ عزوجل نے منافقین کی خرابیوں، برائیوں اور سازشوں کو ذکر فرمایا کہ وہ تبوک میں نہ جا کر کتنے بڑے نفع

کو ضائع کر بیٹھے اور اس آیت میں اللہ ﷻ نے مومنین کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض خریدا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں اور مالوں کے عوض جنت خریدتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے جہاد میں جانے والوں کو جو اجر کے طور پر جنت کا مژدہ سنایا ہے اسے شراء یعنی خریدنے سے تشبیہ دی ہے ہمارے یہاں عرف میں خریدنے کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی کوئی چیز اپنی ملک سے نکال کر کسی دوسرے کو کسی اور چیز کے عوض دے، پس مجاہدین نے اپنی جانوں اور مالوں کے عوض جنت کے سودے کئے ہیں جو کہ اعلیٰ درجے کے نفع کا سودا ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کو اپنے گھر سے نکالنے کا محرک صرف اس کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہوتا ہے اس کے کلام کی تصدیق کرنا ہوتا ہے، اللہ ﷻ اس شخص کے لئے اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے یا اس کو اس کے گھر اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹا دے"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد، برقم: ۲۷۵۳، ص ٤٦٨)

محذوفات کا بیان:

۲......کلام باری ﷻ میں دونوں مصدر منصوب ہیں اور ان دونوں کے فعل محذوف یہ ہیں یعنی وعدهم وعدا و حق ذلک الوعد حقا بمعنی تحقق اور ثبت ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۱۵)

توریت اور انجیل میں عہد خداوندی کا ذکر:

۳......یعنی یہ وعدہ جو اللہ ﷻ نے مجاہدین سے کیا ہے توریت اور انجیل اسی طرح ثابت تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اس بات میں یہ دلیل ہے کہ جہاد کا حکم تمام شرائع میں موجود اور تمام ملتوں میں مکتوب تھا۔ (الخازن، ج۳، ص ٤٠٩)

موجودہ توریت اور انجیل میں اس وعدے کی تصریح نہیں ہے چنانچہ مفتی محمد عبدہ نے لکھا "اس وعدے کی صحت موجودہ تورات اور انجیل میں نہیں ہے، کیونکہ تورات اور انجیل کا کافی حصہ ضائع ہو چکا ہے اور اس میں تحریفات بھی ہو چکی ہیں، بلکہ اس کے اثبات کے لئے قرآن مجید کی تصریح کافی ہے۔ (المنار، ج ۱۱، ص ٤٩)

عبادت گزاروں کی مدح سرائی:

۴......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "الشهيد من كان فيه الخصال التسع وتلا هذه الآية یعنی جس شخص میں یہ نو خصلتیں پائی جائیں وہ شہید ہے پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ التائبون سے مفسرین کرام نے متذکرہ بالا مومنین مراد لئے ہیں، العبدون سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت بجالاتے ہیں اور حسن سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو شرک سے توبہ کریں اور نفاق سے بیزاری ظاہر کریں، الحمدون سے اسلام کی نعمت کا شکر بجالانا مراد ہے، السئحون سے مراد روزہ دار ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا سیاحة امتی الصیام یعنی میری امت کی

سیاحت روزہ ہے یا اس سے مراد طالب علم بھی ہو سکتا ہے کیونکہ علم دین کے طلب کرنے والے بھی زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور اس کے ماخذ و مراجع کو طلب کرتے ہیں یا اس سے مراد کسی اعتبار سے زمین میں سفر کرنے والے مراد ہیں، الراکعون والسٰجدون سے نماز کی حفاظت کرنے والے مراد ہیں، الآمرون بالمعروف سے ایمان معرفت اور طاعت مراد ہے، والناھون عن المنکر سے شرک اور معصیت سے منع کرنا مراد ہے، والحٰفظون لحدود اللہ سے اوامر و نواہی یا معالم شرع کی رعایت کرنا مراد ہے۔

(المدارک، ج۱، ص۷۱۲)

بتقدیر مبتداء سے کیا مراد ھے؟

۵......مفسر کا قول بتقدیر مبتداء سے مراد ھم المؤمنون المذکورون التائبون ہے، یعنی مذکورہ توبہ کرنے والے مومنین۔

(الجمل، ج۳، ص۳۱٦)

وترک الاستغفار له کے محامل:

۶......مفسر جلال کا یہ جملہ وترک الاستغفار لہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں عام ذہنوں میں آنے والے شکوک وشبہات کو دور کر دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے بیزاری ظاہر کی اور ان کے لئے استغفار کرنا ترک فرما دیا، یہاں سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے اس وقت تک استغفار فرمایا جب تک آپ علیہ السلام پر ظاہر نہ ہوا کہ یہ ایمان لانے والا نہیں پھر جب آپ علیہ السلام پر ظاہر ہو گیا جیسا کہ قرآن کا بھی بیان ہے کہ ﴿ فلما تبین له انه عدو لله ﴾ تو پھر اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کے لئے کبھی دعا نہ فرمائی۔ حکم خداوندی کے نزول سے پہلے اگر حضرات انبیائے کرام کسی کام کو کریں تو اس کام کے کرنے کی وجہ سے ان نفوس قدسیہ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا جیسا کہ ہم نے سابقہ اسی سورت کی آیت نمبر ۸۰ اور ۸۴ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کا خاطر خواہ ذکر کر دیا ہے کہ حضور جانتے تھے کہ عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے اس بدبخت کو کوئی فائدہ نہ ہو گا ہاں دیگر ہزار کفار کے ایمان لانے کا سبب بن جائے گا۔ لہٰذا اس قسم کی آیات سے ان نفوس قدسیہ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ظاہر کر کے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں زندہ کافروں کیلئے دعا کرنا جائز ہے اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہماری رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے" (الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ثقیف، رقم: ۳۹٦۸، ص ۱۱۱۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے"، پھر اگلی صبح کو حضرت عمر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (ایضاً، باب فی مناقب ابی حفص، رقم: ۳۷۰۱، ص ۱۰۵۲)

محذورات سے خود کو بچائے رکھیے!

ے.....من العمل فلا یتقوہ فیستحقوا الاضلال یعنی ان کاموں سے نہ بچے جس سے بچنا ضروری ہے تو وہ گمراہی کا مستحق ہوگا۔ انسان کو چاہئے کہ محذورات سے اپنے آپ کو بچائے رکھے، مفسر جلال علیہ رحمۃ کے متذکرہ جملے سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی بندے کو گمراہی کا مستحق بناتی ہے۔ آیت مبارکہ کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فی اصل الاشیاء اباحۃ یعنی اشیاء میں اصل چیز اباحت ہے۔ جب فوت شدہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت نازل ہوگئی اس کے بعد ان کے لئے دعا کرنا گمراہی ہوگا اور نزول آیت سے پہلے جنہوں نے اپنے فوت شدگان کافروں کے لئے دعائے مغفرت کی وہ مباح قرار پائیگی۔ لہذا یہ نکتہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام پر عمل پیرا ہونا گمراہی سے بچائے گا اور حکم نازل نہ ہونے سے پہلے جو معاملہ ہو وہ اباحت کے درجے میں داخل ہوگا نہ کہ کراہت کے درجے میں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن مجید مکمل موجود ہے اور اب کوئی نبی نہیں آنے والا لہذا ضروری ہے کہ جن باتوں پر قرآن وسنت میں نکیر نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی ادلہ اربعہ اور سلف صالحین نے ان اعمال کو ناپسند کیا ہے تو ایسے اعمال نہ صرف مباح کے درجے میں داخل ہیں بلکہ کار خیر کے لوٹنے کا بہت بڑا ذریعہ بھی ہیں لہذا امت کو ان اعمال کے ترک کرنے پر خواہ مخواہ زور دے کر فتنہ میں مبتلا نہ کیا جائے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ سے کیا مراد ہے؟

۸.....آیت کے آغاز میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ: اللہ نے نبی کی توبہ قبول فرمائی، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جب منافقین نے جھوٹے بہانے پیش کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ تبوک میں نہ جانے کی اجازت لی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو اجازت دیدی، اس کے متعلق اس سے پہلے یہ آیت آچکی ہے ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبۃ ۴۳)﴾۔

اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نہیں فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہر حال کا اعتبار نہ کریں اور ان کے پیش کردہ بہانوں کو مسترد کر دیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے منع فرمایا ہوتا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجازت دینا مکروہ تنزیہی ہوتا یا ترک اولی یا ترک افضل ہوتا، بلکہ صحیح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر حال پر عمل کرنے اور باطن کو اللہ کے سپرد کرنے کا حکم دیا گیا۔

امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت نقل کر کے یہ کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ وہ ظاہر پر حکم کرتے ہیں اور باطن کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتے ہیں اور حافظ ابو طاہر نے ادارۃ الحکام میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کندی اور حضرمی کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے حالانکہ حق میرا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں اور باطن اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔

(تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاجب، ص ۱۴۵)۔

سو یہی کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے اجتہاد سے ان کو اجازت دی تھی بالفرض اگر یہ اجتہادی خطا بھی ہو تب بھی آپ ﷺ اس پر ایک اجر کے مستحق ہیں اور اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے ''اس نے نبی کی توبہ قبول فرمائی'' اس کا معنی آپ کے درجات کی بلندی ہے، آپ ﷺ اللہ عزوجل کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر روز توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص۲۷۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی، رقم:۶۳۰۷، ص۱۰۹۷)

مہاجرین و انصار کی توبہ کی قبولیت:

۹......انسان اپنی طویل زندگی میں سہو، تسامح اور لغزشوں سے خالی نہیں ہوتا، اور یہ امور صغائر کے باب سے ہوتے ہیں یا ترک اولی یا خلاف اولی کے قبیل سے، پھر جب نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں نے اس سفر میں بہت تکلیفیں، مشقتیں اور سختیاں اٹھائیں تو اللہ عزوجل نے خبر دی کہ ان کی یہ تکلیفیں اور سختیاں ان کی اس طویل زندگی کی تمام لغزشوں اور خلاف اولی کاموں کے لئے کفارہ بن گئیں اور یہ تکلیفیں ان کی اخلاص کے ساتھ توبہ کے قائم مقام ہیں، اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سفر میں ان پر بہت سختیاں اور صعوبتیں آئیں تھیں اور مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے آتے رہتے تھے اور جب بھی کسی کے دل میں کوئی وسوسہ آتا وہ اللہ عزوجل سے توبہ کرتا اور اس وسوسہ کے ازالے کے لئے اللہ عزوجل سے گڑگڑا کر دعا کرتا تو ان کی کثرت توبہ کی وجہ سے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں سے کچھ گناہ ہو گئے ہوں، لیکن اس سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کے گناہ معاف فرمادئے، اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی، ہر چند کہ ان مہاجرین اور انصار کے گناہ معاف کردئے گئے تھے لیکن ان کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا ذکر دین میں عظیم مرتبے پر متنبہ کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ اتنے عظیم درجہ پر فائز ہیں کہ قبولیت توبہ میں ان کے ساتھ نبی ﷺ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(التفسیر الکبیر، ج۶، ص۱۶۲)

غزوۃ العسرۃ کی بدحالی:

۱۰......یعنی غزوہ تبوک میں جس کو غزوہ عُسرت بھی کہتے ہیں، اس غزوہ میں عسرت کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا، نوبت بہ نوبت اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی گزر بسر کرتے تھے اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید۔ اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور ﷺ کی جاں نثاری میں ثابت قدم

رہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ عزوجل سے دعا فرمایئے! فرمایا: کیا تمہیں یہ خواہش ہے عرض کیا جی ہاں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی: اور ابھی دستِ مبارک اٹھے ہی ہوئے تھے کہ اللہ عزوجل نے ابر بھیجا، بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھر لئے اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، ابر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۷۳)

وعلی الثلثة کا ترتب:

۱۱......اور جملہ وعلی الثلثۃ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مرتب کیا جائے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ فرمائی، اور یہ بھی جائز ہے کہ وعلی الثلثة کو علیھم کی ضمیر کی جانب مرتب کیا جائے یعنی ثم تاب علیھم وعلی الثلثة اور اسی تکرار کی وجہ سے حرف جر لایا گیا ہے۔

عن توبة علیھم کے معنی توبہ کا قبول ہونا ہے پس فان توبة الله علی الانسان کا معنی اللہ کی جناب میں توبہ کا قبول ہونا ہے اور، مفسر کے جملہ بقرینة میں اس بات کی وضاحت ہے کہ امور مذکورہ توبہ کی عدم قبولیت پر مرتب ہوتے ہیں مگر جو غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے یہ تین ہیں کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۲۲، ملخصاً)

فلا یسعھا سرور کے معانی:

۱۲......فلا یسعھا سرور بمعنی لا یدخلھا سرور ہے اور ایک دوسری عبارت میں ہے کہ نہ تو سرور ہوتا ہے اور نہ ہی انس حاصل ہوتا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۴٤)

☆......☆ جملة استیناف: ابوسعود کی عبارت میں ہے، یقاتلون فی سبیل الله جملہ مستانفہ ہے، نفس اشتراء کے بیان کے لئے نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں لڑنا جان و مال کا اشتراء نہیں کہلاتا، ہاں مذکورہ بیع کی جستجو پیدا کرنے کا بیان ضرور ہے، جیسا کہ کہا جائے کہ لوگ جنت کا سودا کیسے کریں گے؟ تو جواب ہوگا اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کر کے۔

الصائمون: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کی سیاحت روزہ ہے'' سیاحت کو روزے سے اس لئے تشبیہ دی کہ روزہ خواہشات کو مارتا ہے اور اسی طرح شہروں میں عبادت الٰہی کے گھومنا پھرنا، یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ روزہ سے نفس کی ریاضت ہوتی ہے اور اسی ریاضت کی وجہ سے (انسان) منازل طے کرتا ہے۔ رجاء ان یسلم: آیت کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کے لئے استغفار کریں گے، اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔

ای ادام توبتہ: یہ جملہ ہر نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ سے متعلق تفسیر ہے، اور یہ جملہ اس سوال کا بھی جواب بن رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں اور مہاجرین و انصار نے اس معاملے میں تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں، بلکہ انہوں نے تو نبی کی پیروی کی ہے،

علامہ خازن اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں مراد سید عالم ﷺ کی ذات اقدس سے مواخذہ کی نفی کرنا ہے جوانہوں نے بعض حضرات کو تبوک سے رہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی جیسا کہ فرمان ﷻ ﴿عفا الله عنک ......الخ ﴾ ہے، اور یہ باب افضل کے ترک کرنے کے حوالے سے مذکور ہے نہ کہ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس پر عقاب کے وجوب کے حوالے سے، اور مہاجرین وانصار کو شرف ومنزلت دینے کے لئے انہیں سید عالم ﷺ کی توبہ کے ساتھ ملادیا گیا، ملتقطاو ملخصاً۔(الجمل، ج۳، ص ۳۱۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ بِتَرْكِ مَعَاصِيهِ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۱۹)﴾ فِي الْإِيْمَانِ وَالْعُهُوْدِ بِاَنْ تَلْزَمُوا الصِّدْقَ ﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ اِذَا غَزَا ﴿وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ﴾ بِاَنْ يَّصُوْنُوْهَا عَمَّا رَضِيَهُ لِنَفْسِهٖ مِنَ الشَّدَائِدِ وَهُوَ نَهْيٌ بِلَفْظِ الْخَبَرِ ﴿ذٰلِكَ ﴾ اَيِ النَّهْيُ عَنِ التَّخَلُّفِ ﴿بِاَنَّهُمْ ﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ ﴾ عَطَشٌ ﴿وَّلَا نَصَبٌ ﴾ تَعَبٌ ﴿وَّلَا مَخْمَصَةٌ ﴾ جُوْعٌ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى وَطْأً ﴿يَّغِيْظُ ﴾ يُغْضِبُ ﴿الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ ﴾ لِلّٰهِ ﴿نَّيْلًا ﴾ قَتْلًا اَوْ اَسْرًا اَوْ نَهْبًا ﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ﴾ لِيُجَازَوْا عَلَيْهِ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۲۰)﴾ اَيْ اَجْرَهُمْ بَلْ يُثِيْبُهُمْ ﴿وَلَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ فِيْهِ ﴿ نَفَقَةً صَغِيْرَةً ﴾ وَلَوْ تَمْرَةً ﴿وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا ﴾ بِالسَّيْرِ ﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ﴾ ذٰلِكَ ﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲۱)﴾ اَيْ جَزَاءَهُ وَلَمَّا وُبِّخُوْا عَلَى التَّخَلُّفِ وَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً نَفَرُوْا جَمِيْعًا فَنَزَلَ ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا ﴾ اِلَى الْغَزْوِ ﴿كَآفَّةً فَلَوْلَا ﴾ فَهَلَّا ﴿نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ ﴾ قَبِيْلَةٍ ﴿مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ﴾ جَمَاعَةٌ وَمَكَثَ الْبَاقُوْنَ ﴿لِّيَتَفَقَّهُوْا ﴾ اَيِ الْمَاكِثُوْنَ ﴿فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ ﴾ مِنَ الْغَزْوِ بِتَعْلِيْمِهِمْ مَا تَعَلَّمُوْهُ مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (۱۲۲)﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِاِمْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهٰذِهٖ مَخْصُوْصَةٌ بِالسَّرَايَا ، وَالَّتِيْ قَبْلَهَا بِالنَّهْيِ عَنْ تَخَلُّفِ وَاحِدٍ فِيْمَا اِذَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (اس کی نافرمانیاں ترک کرکے......۱......) اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ......۲......(جو ایمان اور اپنے وعدوں میں سچے ہیں بایں طور پر کہ تم سچ کو لازم پکڑلو) مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے

پیچھے بیٹھے رہیں (جب کہ آپ ﷺ غزوے میں جائیں) اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں (اور جن شدائد پر صبر کرنے کو حضور اپنی جان کیلئے راضی ہیں......۳...... وہ ان سے اپنی جان بچانا چاہیں لفظ ھــو خبر کے ساتھ نہی ہے) یہ (جہاد میں جانے سے روکنا) اسلئے ہے کہ انہیں جو پیاس (ظمأ بمعنی عطش ہے) یا تکلیف (نصب بمعنی تعب یعنی تھکن و تکلیف کے ہیں) یا بھوک (مخمصة بمعنی جوع ہے) اللہ کی راہ میں پہنچتی ہیں اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں (موطئا مصدر ہے بمعنی وطأ) جس سے کافروں کو غصب آئے (یغیظ بمعنی یغضب ہے) اور جو کچھ بگاڑتے ہیں کسی دشمن کا (یعنی اللہ کے دشمن کا) بگاڑنا (جیسے انہیں مارنا، قیدی بنانا یا انہیں جھڑکنا......۴......) سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے (تاکہ انہیں اس کی جزا دی جائے) بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (بلکہ انہیں ثواب عطا فرماتا ہے) اور جو تھوڑا خرچ کریں (اگر چہ ایک کھجور ہی سہی) یا زیادہ خرچ کریں اور وادیاں طے کریں (سفر کرکے) لکھا جاتا ہے ان کے لئے (وہ سب......۵......) تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے (یعنی ان کے سب سے بہتر کاموں کی انہیں جزاء دے......۶...... جب جہاد سے رہ جانے پر مسلمانوں کو توبیخ کی گئی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ کو جنگ کیلئے روانہ فرمایا......۷...... تو تمام ہی لوگ جنگ میں شریک ہونے کے لیے نکل آئے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ نکلیں (غزوے میں شریک ہونے کیلئے) سب کے سب تو کیوں نہ ہو (فلولا بمعنی فھلا ہے) کہ ان کے ہر قبیلے میں سے (فرقة بمعنی قبیلة ہے) ایک جماعت نکلے (طائفة بمعنی جماعة ہے اور باقی لوگ وہیں ٹھہرے رہیں) تاکہ فقاہت حاصل کریں (وہیں ٹھہرے رہ کر) دین کی......۸...... اور ڈرسنائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ کر ان کے پاس آئے (غزوے سے فارغ ہو کر تب وہ انہیں ان احکامات کی تعلیم دیں جو وہ سیکھ چکے ہیں) اس امید پر کہ وہ بچیں (اللہ ﷻ کے عتاب سے اس کے احکامات بجالا کر اور ممنوعہ امور سے باز رہ کر، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیت مبارکہ سرایا کے ساتھ مخصوص ہے اور اس سے ماقبل والی آیت جس میں ہر ایک کیلئے جنگ میں حاضر ہونے پر نہی کی گئی وہ اس صورت میں ہے جبکہ حضور پر نور ﷺ خود بنفس نفیس غزوے کیلئے تشریف لے جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین﴾.

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ......اتقوا اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کونوا: فعل ناقص با اسم......مع الصدقین: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ما کان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ و لا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ﴾.

ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لام: جار، اھل المدینۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولھم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من

الاعراب: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،ان: مصدریہ،یتخلفوا عن رسول الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لا یرغبوا: فعل نہی با فاعل،بانفسهم: ظرف لغو اول، عن نفسه: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم لا یصیبهم ظما و لا نصب و لا مخمصة فی سبیل الله و لا یطؤن موطئا یغیظ الکفار﴾

ذلک: مبتدا......ب: جار......انهم: حرف مشبہ واسم...... لایصیبهم: فعل نفی ومفعول......ظلما: معطوف علیہ،و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصب: معطوف اول......و: عاطفہ......لا: نافیہ......مخمصة: موصوف......فی سبیل الله: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لایطئون: فعل نفی با فاعل......موطئا: موصوف ،یغیظ الکفار: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و لا ینالون من عدو نیلا الا کتب لهم به عمل صالح﴾.

و: عاطفہ،لاینالون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،کتب لهم به: فعل مجہول وظرف لغو اول وثانی،عمل صالح: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،من عدو: ظرف لغو،نیلا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لایطئون" پر معطوف ہے۔

﴿ان الله لا یضیع اجر المحسنین و لا ینفقون نفقة صغیرة و لا کبیرة﴾.

ان الله لایضیع اجر المحسنین: حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،لاینفقون: فعل نفی با فاعل،نفقة: موصوف،صغیرة: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ، کبیرة: معطوف،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ "لایطئون" پر عطف ہے۔

﴿و لا یقطعون وادیا الا کتب لهم لیجزیهم الله احسن ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ...... لایقطعون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......کتب لهم: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو اول......لام: جار......یجزیهم الله: فعل ومفعول وفاعل......احسن: مضاف......ما کانوا یعملون: مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل...... وادیا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان المومنون لینفروا کافة﴾

و: عاطفہ......ما: نافیہ...... کان المومنون: فعل ناقص واسم......لام: جار......ینفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال، کافة: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین و لینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون﴾.

ف: فصیحہ،لولا: حرف تحضیض،نفر: فعل،من کل فرقة: ظرف لغو...... منهم: ظرف مستقر حال مقدم......طائفة: ذوالحال،ملکر فاعل،لام: جار......یتفقهوا فی الدین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ......لام: جار،ینذروا

قومھم: فعل بافاعل ومفعول......اذا: مضاف......رجعوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......لعلھم یحذرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل ،الیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بترک معاصیہ کے معانی:

۱......مفسر جلال کاقول بترک معاصیہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرنا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کوترک کردیا جائے، اور علامہ خازن فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے ڈرنے کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کوترک کردیا جائے، علامہ سید محمود آلوسی اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے ڈرنا یہ ہے کہ بندہ ان معاملات سے دوررہے جس میں رب العالمین عزوجل کی رضانہ ہو، تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جوتمہیں حکم دیا اس میں اللہ عزوجل کی اطاعت کرو۔

سچے کون ھیں؟

۲......نافع کاقول ہے کہ سچوں سے مراد محمد ﷺ اوران کے اصحاب ہیں، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سچوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں، ابن جریج فرماتے ہیں کہ مہاجرین بھی سچوں میں داخل ہیں اس کی وجہ یہ ہیں کہ اللہ نے فرمایا﴿للفقراء المھاجرون اولئک ھم الصدقون﴾، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سچوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں کہ جن کی نیتیں سچی تھیں اوران کے دل اوراعمال میں استقامت پائی جاتی تھی اوروہ سید عالم ﷺ کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ تبوک کے لئے روانہ ہوئے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سچے وہ ہیں جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں اورجھوٹ بولنے کے عذر نہیں پیش کرتے۔

(البغوی، ص۳۹۷)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''صدق کولازم پکڑلو، کیونکہ صدق نیکی کی ہدایت دیتا ہے اورنیکی جنت کی ہدایت دیتی ہے، ایک انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اورسچ کا قصد کرتا ہے حتی کہ وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی سچا لکھ دیا جاتا ہے، اورتم جھوٹ سے بچواورجھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اورگناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں ایک بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اورجھوٹ کا قصد کرتا ہے حتی کہ وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالی، برقم: ٦٠٩٤، ص١٠٦٣)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دورچلا جاتا ہے''۔(الجامع الترمذی، کتاب البر و الصلہ، باب ما جاء فی الصدق، برقم: ١٩٧٩، ص٥٨٣)

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ بعض صورتوں میں کذب صدق کے مقابلے میں بہتر ہے، اس کی مثال یہ دی کہ

جب کسی شخص کو دیکھو کہ کسی مسلمان کو قتل کرنے کے درپے ہے اور اس کے بارے میں تم سے پوچھے تو تم پر واجب ہے کہ اسے جھوٹ بولتے ہوئے کہہ دو کہ میں نے فلاں کو نہیں دیکھا۔
ام کلثوم روایت کرتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو تین مقامات کے علاوہ کسی معاملے میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوئے نہ سنا اور وہ تین مقامات یہ ہیں بندہ اصلاح کی غرض سے جھوٹ کا سہارا لے یعنی فریقین میں باہمی اصلاح کرانا مقصود ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے، کسی جنگی معاملے میں جھوٹ کا سہارا لے سکتا ہے تا کہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، میاں بیوی میں باہمی تنازعہ کو دور کرنے کے لئے جھوٹ بول سکتا ہے، حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ کذب سارے کا سارا گناہ ہے مگر وہ کہ کسی مسلمان کو نفع دے یا کسی مسلمان سے ضرر دور کرے۔ (الاحیاء العلوم الدین، باب بیان ما رخص فیہ من الکذب، ج۳، ص۱۸۵ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

دین کی سربلندی کے لیے مشکلات سے گھبرانا چھوڑ دیں!

۳......کرخی کی عبارت میں ہے کہ بان یصونوھا ...... الخ کے تحت صاحب کشاف نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ مصیبت اور تنگی کو قبول کرتے ہوئے سید عالم ﷺ کے ساتھ نکل کھڑے ہوں اور مصیبت (یعنی تبوک کے وقت میں) رغبت، بشاشت اور خوشی سے حضور ﷺ کے ساتھ ہو جائیں اور لوگ اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈال دیں جیسا کہ سید عالم ﷺ نے جانتے ہوئے (دین کی سربلندی کے لئے) اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا کہ ان کی جان اللہ عزّوجلّ کے نزدیک زیادہ معزز اور مکرم ہے پس جب سید عالم ﷺ معزز اور مکرم ہونے کے باوجود شدت اور ہول میں اپنی جان کو دین کے لئے پیش کر دیا تو دیگر لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ان شدائد کی پرواہ کئے بغیر ہی اپنی جانوں کو پیش کر دیں۔ (تلخیص از الجمل، ج۳، ص۳۲۵)

مصدر نیلا کی امثلہ:

۴......مذکورہ مثالیں قتلاً او اسراً او نھباً مصدر نیلا کی ہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مصدر کو کسی چیز کے حصول کے معنی میں استعمال کیا جائے، اور ابو سعود کی عبارت میں ہے کہ نیلا مصدر ہے جو کہ قتل، قید اور لوٹ مار کرنے کے معنی میں مستعمل ہے یا یہ مفعول بمعنی شیئا ما ینال من قبلھم کے معنی میں مستعمل ہے یعنی وہ چیز جو ان سے پہلے پہنچی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۶)

﴿الا کتب لھم﴾ سے کیا مراد ھے؟

۵......﴿الا کتب لھم﴾ ذلک یعنی یہاں متذکرہ دونوں احکام مال خرچ کرنے اور وادی طے کرنے کے بارے میں احکام مراد ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۷)

ای جزائه کے محذوف:

۶......مفسر جلال کا قول ای جزائہ سے اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت یہ ہے ای

جزاء احسن ما کانوا ......الخ۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۲)

سریہ کسے کھتے ھیں؟

ے......سریہ اسم ہے جو کہ سو سے پانچ سو کی تعداد پر بولا جاتا ہے اور اگر تعداد پانچ سو سے تجاوز کر کے آٹھ سو تک پہنچ جائے تو اسے منسر کہتے ہیں، اور آٹھ سو سے چار ہزار تک کی تعداد کو جیش کہا جاتا ہے، اور اس سے زیادہ کو جحفل اور جملہ سرایاہ سے مراد وہ لشکر ہے جو سید عالم ﷺ نے اسلام کی سربلندی کے لئے روانہ فرمایا اور خود اس میں شریک نہ ہوئے اس طرح کے لشکروں کی تعداد ۴۷ ہے جبکہ جن لشکر میں سید عالم ﷺ خود بنفس نفیس شریک ہوئے انہیں غزوات کہا جاتا ہے جن کی تعداد ۲۷ ہے اور سید عالم ﷺ نے ان غزوات میں سے فقط آٹھ غزوات میں قتال فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۲)

فقاھت فی الدین کی تعریف اورموجودہ مسلمانوں کا حال!

۸......علامہ راغب اصفہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فقہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقہ کے لغوی معنی ہیں علم غائب سے علم حاضر کی جانب پہنچنا پس فقہ ایک خاص علم ہے اور اصطلاحی معنی احکام شرعیہ کا علم ہے (المفردات، ص۳۸۵)

شیخ جرجانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ فقہ کا لغوی معنی ہے متکلم کے کلام سے اس کی غرض کو سمجھنا اور اصطلاحی معنی ہیں احکام شرعیہ عملیہ کا علم جو ان کے دلائل تفصیلیہ سے حاصل ہو، ایک قول یہ ہے کہ فقہ اس مخفی معنی پر واقفیت ہونے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ حکم متعلق ہے اور یہ وہ علم ہے جو رائے اور اجتہاد سے مستنبط ہوتا ہے اور اس میں غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے اس وجہ سے اللہ ﷻ کو فقیہ نہیں کہا جاتا کیونکہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ (التعریفات، ص۱۷۰)

قرآن کے بیان سے یہ بات واضح ہے کہ تفقہ فی الدین ہر کسی پر لازم نہیں ہے بلکہ ایک جماعت پر لازم ہے جو کہ دین میں فقاہت حاصل کرے تاکہ دیگر لوگوں کے شرعی معاملات کو حل کر سکے، یہاں سے ایک مسئلہ تو یہ واضح ہو گیا کہ ہر شخص اپنے تئیں مجتہد نہ بن جائے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر خود ہی اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنے لگے بلکہ علماء اور دیگر ارباب علم و اقتدار کے پاس جا جا کر اپنے دینی مسائل حل کروائے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عام لوگ علماء و مشائخ کی پیروی اور تقلید کریں تاکہ شرعی مسائل کی شکل و صورت نہ بگڑے اور دین اسلام جو قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم و دائم رہے، یہ بھی ضروری ہے کہ علم سیکھنے کے لئے مدارس کا رخ کیا جائے اور اس جانب اپنی جستجو کو مرکوز و مربوط کیا جائے۔

آج ہمارے معاشرے میں دینی معاملات میں ہر ایک عالم و فاضل بنا نظر آتا ہے، مسجد ہو یا مدرسہ یا کوئی اور دینی معاملہ، کیا ضرورت پڑی ہے علماء کے پاس جانے کی؟ کیا حیثیت ان علماء و مشائخ کی؟ ارے ان کے پاس کیا ہے؟ یہ لوگ فتنہ و فساد کرنے والے ہیں؟ ان مولویوں نے کام خراب کر کے رکھا ہوا ہے؟۔ جی ہاں عام لوگوں کے تأثرات اسی قسم کے ہوتے ہیں، مذہبی شخصیات اکثر و

بیشتر تنقید کا نشانہ بنتی رہتی ہیں اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ کچھ مسلمان کہلانے والوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسلحہ اور ہتھیار کے بل بوتے پر لوگوں میں انتشار پیدا کر دیا اور اب حال یہ ہے کہ عام لوگ صحیح و غلط کی تمیز نہیں کر پا رہے۔ میرا تعلق مسلک اعلیٰ حضرت سے ہے اور ہمارے ہاں نہ تو ہتھیار و اسلحہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ ہی ہم کسی کے عبادت خانوں اور عام راستوں، بسوں اور دیگر نمایاں وغیر نمایاں مقامات پر بم دھماکے، ہڑتالیں اور مروجہ کسی قسم کی دہشت گردی کے قائل ہیں اور حالیہ ذرائع ابلاغ اور ٹی وی پروگرام میں بھی جتنی نشان دہی کی گئی ہے ان میں کہیں بھی ہم مسلک بریلوی کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ بات دور نکل گئی ہم مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور ہمارا مقصد اللہ ﷻ کے دین کی خدمت اور اس کی مخلوق کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا ہے، ہمیں کیا ہو گیا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر سارے اِدھر اُدھر کے غلط کاموں میں لگ گئے۔

☆......☆فیہ: یعنی اللہ کی راہ میں چھوٹی، بڑی، کم یا زیادہ خرچ کرنا۔

یتعلیمھم ما تلعموہ: یعنی انہیں دین کے احکام سکھاؤ، اور یہ سکھانا ڈرانے کے معنی میں ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۲۶)

قال ابن عباس: حضرت ابن عباس کے اس فرمان "تفقہ فی الدین" کی وجہ سے سرایا میں جانے سے رہ جانے کا حکم"، بیان کر دیا تا کہ متذکرہ آیت اور ماقبل آیت میں تعارض ختم ہو جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۸۲)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ اَیِ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ مِنْهُمْ ﴿وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً﴾ شِدَّةً اَیْ اَغْلِظُوْا عَلَیْهِمْ ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ(۱۲۳)﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿فَمِنْهُمْ﴾ اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ ﴿مَّنْ یَّقُوْلُ﴾ لِاَصْحَابِهٖ اِسْتِهْزَاءً ﴿اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِیْمَانًا﴾ تَصْدِیْقًا قَالَ تَعَالٰی ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ لِتَصْدِیْقِهِمْ بِهَا ﴿وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ(۱۲۴)﴾ یَفْرَحُوْنَ بِهَا ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ضُعْفُ اِعْتِقَادٍ ﴿فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ﴾ كُفْرًا اِلٰی كُفْرِهِمْ لِكُفْرِهِمْ بِهَا ﴿وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ(۱۲۵)﴾ ﴿اَوَلَا یَرَوْنَ﴾ بِالْیَاءِ اَیِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالتَّاءِ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ﴾ یُبْتَلَوْنَ ﴿فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ﴾ بِالْقَحْطِ وَالْاَمْرَاضِ ﴿ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ﴾ مِنْ نِفَاقِهِمْ ﴿وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ(۱۲۶)﴾ یَتَّعِظُوْنَ ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ فِیْهَا ذِكْرُهُمْ وَقَرَاَهَا النَّبِیُّ ﷺ ﴿نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ﴾ یُرِیْدُوْنَ الْهَرَبَ یَقُوْلُوْنَ ﴿هَلْ یَرٰكُمْ مِّنْ اَحَدٍ﴾ اِذَا قُمْتُمْ فَاِنْ لَّمْ یَرَهُمْ اَحَدٌ قَامُوْا وَاِلَّا ثَبَتُوْا ﴿ثُمَّ انْصَرَفُوْا﴾ عَلٰی كُفْرِهِمْ ﴿صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾

عَنِ الْهُدٰى ﴿بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (۱۲۷)﴾ اَلْحَقَّ لِعَدَمِ تَدَبُّرِهِمْ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ اَىْ مِنْكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿عَزِيْزٌ﴾ شَدِيْدٌ ﴿عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اَىْ عَنَتُكُمْ مَشَقَّتُكُمْ وَلِقَاؤُكُمُ الْمَكْرُوْهَ ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ اَنْ تَهْتَدُوْا ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ﴾ شَدِيْدُ الرَّحْمَةِ ﴿رَّحِيْمٌ (۱۲۸)﴾ يُرِيْدُ لَهُمُ الْخَيْرَ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ بِكَ ﴿فَقُلْ حَسْبِىَ﴾ كَافِىْ ﴿اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ بِهِ وَثِقْتُ لَا بِغَيْرِهِ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ﴾ اَلْكُرْسِىُّ ﴿الْعَظِيْمِ (۱۲۹)﴾ خَصَّهُ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُ اَعْظَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِى الْمُسْتَدْرِكِ عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جہاد کروان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں (یعنی جو ان میں سے سب سے زیادہ قریب ہوں پھر اس سے قریب درجہ بدرجہ......۱......) اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں (یعنی تم ان پر سختی کرو غلظۃ سختی کے معنی میں ہے......۲......) اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (کہ انہیں مدد ونصرت کے ذریعے غلبہ دیتا ہے) اور جب کوئی سورت اترتی ہے (قرآن پاک کی) تو ان میں سے (یعنی منافقین میں سے) کوئی کہنے لگتا ہے (بطور استہزاء صحابہ کرام ﷡ سے) کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی (ایمانا بمعنی تصدیقا ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے) تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی (تاکہ وہ اس کے ذریعے تصدیق کریں) اور وہ خوشیاں منارہے ہیں (وہ اس پر خوش ہیں......۳......) اور وہ جن کے دل میں آزار ہے (ضَعِيْفُ الْاِعْتِقَادِىْ ہے) انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی (ان کے کفر کو اس آیت کے انکار کی وجہ سے مزید بڑھا دیا......۴......) اور وہ کفر ہی پر مر گئے کیا انہیں نہیں سوجھتا (يرون کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یاء کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا کیا منافقین کو نہیں سوجھتا اور اگر تاء کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہوگا کیا مسلمانوں کو......الخ) وہ آزمائے جاتے ہیں (يفتنون بمعنی يبتلون ہے) ہر سال ایک یا دوبار (قحط سالی اور امراض کے ذریعے) پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں (اپنے نفاق سے) نہ نصیحت مانتے ہیں (يذكرون بمعنی يتعظون ہے) اور جب کوئی سورت اترتی (جس میں ان کا ذکر ہوا اور نبی پاک اس کی تلاوت فرمائیں تو) ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے (بھاگنے کے ارادے سے کہتے ہیں......۵......) کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں (جب تم کھڑے ہوتے ہوا گر کوئی نہ دیکھتا ہو تو اٹھ کر آجاؤ ورنہ وہیں جمے رہو) پھر پلٹ جاتے ہیں (اپنے کفر پر) اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے (ہدایت سے) دور فرما کر کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں (عدم تدبر کی وجہ سے حق کو سمجھتے نہیں ہیں) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (یعنی تم ہی لوگوں میں سے محمد ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے) عزیز ہیں (یعنی دشوار ہے) ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا (یعنی تمہارے کسی مشقت میں پڑنا اور

تمہیں کوئی مکروہ بات پہنچے توانہیں گراں گزرتا ہے) تمہاری بھلائی کے چاہنے والے (کہ تمہیں ہدایت مل جائے) مسلمانو پر کمال مہربان (شدید رحمت فرمانے والے) مہربان......۶...... (مسلمانوں کے زبردست خیر خواہ) پھراگروہ منہ پھیریں (تم پرایمان لانے سے) توتم فرمادو مجھے اللہ کافی ہے (حسبی بمعنی کافی ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر توکل کیا (یعنی اسی پر بھروسہ کیا اس کے غیر پر نہیں) اور وہ بڑے عرش (یعنی کرسی) کا مالک ہے (عرش کو بالخصوص اس لیے ذکر کیا کہ یہ عظیم ترین مخلوقات میں سے ہے، حاکم نے مستدرک میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی آخری آیت لقد جاء کم رسول ......الخ نازل ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار﴾

یایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ...... قاتلو: فعل امر با فاعل ......الذین: موصول......یلونکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال......من الکفار: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولیجدوا فیکم غلظة واعلموا ان الله مع المتقین﴾

و: عاطفہ......لام: لام امر......یجدوا: فعل با فاعل......فیکم: ظرف لغو......غلظة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اعلموا: فعل امر با فاعل......ان الله مع المتقین: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ما انزلت سورة فمنهم من یقول ایکم زادته هذه ایمانا﴾

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ما: زائدہ، انزلت سورة: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ......یقول: قول، ایکم: مبتدا......زادته هذه: فعل ومفعول وفاعل......ایمانا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاما الذین امنوا فزادتهم ایمانا وهم یستبشرون﴾.

ف: عاطفہ تفریعیہ......اما: حرف شرط......الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مبتدا......ف: جزائیہ...... زادت: فعل با فاعل......هم: ضمیر ذوالحال......وهم یستبشرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... ایمانا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم کفرون﴾.

و: عاطفہ، اما: حرف شرط......الذین: موصول......فی قلوبهم: ظرف مستقر خبر مقدم......مرض: مبتدا موخر، ملکر جملہ

اسمیہ صفت، ملکر مبتدا۔۔۔ ف: جزائیہ۔۔۔ زادتهم: فعل با فاعل و مفعول۔۔۔ رجسا: موصوف۔۔۔ الی رجسهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔۔۔ و: عاطفہ۔۔۔ ماتوا: فعل واو ضمیر ذوالحال۔۔۔ وهم کفرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف۔۔۔ "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون﴾.

ھمزہ: استفہام۔۔۔ و: عاطفہ۔۔۔ لا یرون: فعل نفی با فاعل، انهم: حرف مشبہ و اسم، یفتنون فی کل عام: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو، مرة: معطوف علیہ، او مرتین: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لا یتوبون: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، لا: نافیہ۔۔۔ هم یذکرون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ما انزلت سورة نظر بعضهم الی بعض هل یرکم من احد ثم انصرفوا﴾.

و: عاطفہ۔۔۔ اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم۔۔۔ ما: زائدہ۔۔۔ انزلت سورة: فعل و نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔۔۔ نظر: فعل۔۔۔ بعضهم: ذوالحال۔۔۔ هل: استفہامیہ۔۔۔ یرکم: فعل و مفعول۔۔۔ من: زائدہ۔۔۔ احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر حال، ملکر فاعل۔۔۔ الی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔۔۔ ثم: عاطفہ۔۔۔ انصرفوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿صرف الله قلوبهم بانهم قوم لا یفقهون﴾.

صرف الله قلوبهم: فعل و فاعل و مفعول۔۔۔ ب: جار۔۔۔ انهم: حرف مشبہ و اسم۔۔۔ قوم: موصوف، لا یفقهون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ۔

﴿لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم﴾

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ۔۔۔ جاءکم: فعل و مفعول، رسول: موصوف۔۔۔ من انفسکم: ظرف مستقر صفت اول۔۔۔ عزیز: صفت مشبہ۔۔۔ علیه: ظرف لغو۔۔۔ ما عنتم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ثانی۔۔۔ حریص علیکم: شبہ جملہ صفت ثالث۔۔۔ بالمؤمنین رءوف: شبہ جملہ صفت رابع۔۔۔ رحیم: صفت خامس، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو﴾.

ف: عاطفہ۔۔۔ ان: شرطیہ۔۔۔ تولوا: جملہ فعلیہ شرط۔۔۔ ف: جزائیہ۔۔۔ قل: قول۔۔۔ حسبی: خبر مقدم۔۔۔ الله: ذوالحال۔۔۔ لا: نفی جنس۔۔۔ اله: موصوف۔۔۔ الا: بمعنی غیر مضاف۔۔۔ هو: مضاف الیہ، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ

اسمیہ حال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿علیه توکلت وهو رب العرش العظیم﴾

علیـہ : ظرف لغومقدم......توکلت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......هو: مبتدا......رب: مضاف ......العرش العظیم: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مفسر جلال کے نزدیک الاقرب فالاقرب کے معانی:

۱......مفسر جلال کا قول الاقرب فالاقرب منهم کے معنی ہیں جو گھر شہر اور نسب میں قریب ہوانہیں پہلے قتل کرو، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مثلا قریظہ، بنی نضیر اور حنین وغیرہ سے پہلے قتال کرو اور روم سے بھی کہ وہ شام کے قریبی ہیں، اور شام عراق کے قریب ہے ۔بعض علماء نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد ابن زید ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۸)

ای اغلظوا علیهم کا معانی:

۲......مفسر جلال کا قول ای اغلظوا علیهم سے اس جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ ولیجدوا فیکم غلظة میں سبب کو مسبب کے بدلے استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ کافروں میں غصہ پایا جاتا تھا جو کہ مسبب ہے مسلمانوں پر غصہ ہونے سے۔

(الصاوی، ج۳، ص۸۳)

نزول قرآن ایمان کی زیادتی کا سبب ہے!

۳......مفسر جلال کا قول یفرحون بها کا مطلب یہ کہ مومنین قرآن کی ایک کے بعد ایک آیت کے نزول سے خوش ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی آیت قرآنی اترتی ان کے ایمان میں زیادتی ہوتی اور یہ زیادتی آخرت میں مزید ثواب کے حصول کا ذریعہ بن جاتی یعنی جس طرح ایمان میں زیادتی نزول قرآن کی وجہ سے ہوئی اسی طرح اسی نزول قرآن سے کافروں کے کفر میں زیادتی ہوئی۔ (الخازن، ج۲، ص۴۲۳)

کفر میں زیادتی:

۴......مفسر جلال کا قول کفرا الی کفرهم میں اس جانب اشارہ ہے کہ لفظ ازدادوا کو ضم کے معنی میں لیا گیا ہے کیونکہ تضمین کہتے ہیں کسی لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ لا کر اسی جیسا معاملہ کرنا، ای رجسا مضموما الی رجسهم یعنی ان کافروں پر گندگی در گندگی چڑھی ہوئی ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ الی بمعنی مع ہے۔

کافروں کے کفر میں زیادتی کی وجہ تھی کہ یہ سارے کے سارے نازل ہونے والی سورت کے معاملے میں جھگڑتے تھے یا

اس کے بارے میں ہنسی مذاق کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے کفر میں اور آگے بڑھتے تھے، کفر کو رجس کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر قبیح ترین اشیاء میں سے ہے، اور لغوی اعتبار سے رجس کی اصل پلید چیز ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۹)

یریدون الهرب کسے کہتے ہیں؟

۵..... مفسر جلال کا قول یریدون الهرب کے معنی ہیں کہ سورت کے نزول کے سبب انہیں حاصل ہونے والی فضیحت یعنی رسوائی کا خوف ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ بھاگ جانے کا ارادہ کرتے تھے۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۳)

ھل یراکم من احد یعنی مسلمانوں میں سے، جملہ ھل یراکم محل نصب صیغہ قول کے مضمر ہونے کی وجہ سے، اصل عبارت یوں ہے کہ یقولون ھل یراکم، اور جملہ قول حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے، اور من احد فاعل ہے من کی زیادتی کی وجہ سے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۹)

سید عالم ﷺ کی شان عظمت!

۶..... یہ خطاب اہل عرب سے ہے کہ اے اہل عرب! تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول جنہیں تم ان کے نسب اور حسب سے پہچانتے ہو آئے ہیں اور یہ اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے فرزند ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عرب میں صرف ایک ہی صحیح النسب قبیلہ ہے جس میں سید عالم ﷺ پیدا ہوئے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کی ولادت میں سے کسی قسم کی کوئی بات ان کی جانب منسوب نہیں ہوسکتی، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نکاح کے ذریعے پیدا شدہ ہوں نہ کہ جہالت کے ذریعے اور یہ بات طبری اور بغوی نے ثعلبی کی سند سے ذکر کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم نور مجسم صاحب بنی آدم ﷺ نے فرمایا: "میری ولادت زمانۂ جاہلیت کی ولادت کی طرح نہیں بلکہ اہل اسلام میں جس طرح نکاح کے ذریعے ولادت ہوتی ہے اسی طرح ہوئی ہے"۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ من انفسکم اس لئے کہ کوئی حاسد اللہ کی جانب سے عطا کردہ ان کی نبوت اور کرامت پر حسد نہ کرے، ابن عباس اور ظہری سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انفسکم کو فاء کی فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے اے لوگوں! جو تم سب میں نفیس ترین اور اشرف و افضل تھا وہ تمہارے پاس آیا۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "اللہ نے کنانہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں چن لیا اور قریش کو کنانہ میں سے منتخب کرلیا، اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا"۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿عزیز علیه ماعنتم﴾ یعنی تمہارے بہت زیادہ مشاق اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا بڑا گراں گزرتا ہے۔ ﴿حریص علیکم﴾ یعنی تمہارے ایمان اور تم تک خیر پہنچانے کے حریص ہیں، قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تمہاری ہدایت کے حریص ہیں کہ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے، ﴿بالمؤمنین رء وف رحیم﴾ یعنی فرمانبرداروں کے لئے رؤوف اور نافرمانوں کے لئے رحیم ہیں۔

حسن بن فضیل سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی نبی کو دو ناموں کے ساتھ جمع نہیں فرمایا لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہی نام عطا فرمادئے یعنی رءوف اور رحیم۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٢٥)

☆......☆ لاصحابه: مراد ضعیف مومنین ہیں۔ یفرحون بها: جب کبھی قرآن کی کوئی آیت نازل ہوتی تو ان کے ایمان میں ترقی کا ذریعہ بنتی اور یہ حکم آج تک باقی ہے، کہ جو شخص کلام اللہ سے خوش ہوتا ہے وہ مومن صادق بن جاتا ہے اور جو اس کی سماعت وغیرہ سے جی کتراتا ہے وہ کافر یا قریب بہ کفر ہو جاتا ہے۔ یریدون الهروب: نزول قرآن کے وقت رسوائی کے خوف سے ایک دوسرے کی طرف جھانکتے ہیں۔

الکرسی: شبہ ہوتا ہے کہ عرش و کرسی متحد ہیں، اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ کرسی عرش کے مقابلے میں قلیل ہے (الصاوی، ج۳، ص ۸۳ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

بعض صورتوں میں چندہ "وقف" کے حکم میں آتا ہے اور بعض صورتوں میں نہیں آتا، چنانچہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں سوال ہوا: مسجدوں، مدرسوں کی تعمیر و اخراجات کے لئے یا کسی اور مذہبی و دینی ضرورت کے لئے جو چندے وصول ہوتے ہیں یہ محض صَدَقہ ہیں یا وَقف بھی کہے جاسکتے ہیں؟

الجواب: عموماً یہ چندے صَدَقہ نافِلہ ہوتے ہیں ان کو وَقف نہیں کہا جاسکتا کہ وَقف کے لئے یہ ضَرور ہے کہ اَصل حَبس (محفوظ) کر کے اس کے مَنافع کام میں صَرف کئے جائیں، جس کے لئے "وقف" ہو، نہ کہ خود اَصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ یہ چندے جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صَرف نہیں کئے جاسکتے، اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اُس کو واپس کئے جائیں یا اُس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں، بغیر اجازت خرچ نہیں کرنا ناجائز ہے (فتاوی امجدیہ، ج۳، ص ۳۸، مکتبہ رضویہ کراچی)۔

تعارف سورۃ یونس

سورۂ یونس مکی ہے سوائے دو آیات کے جو ﴿فان کنت فی شک﴾ سے دو آیات یا یہ تیسری آیت ﴿ومنھم من یومن بــه﴾ بھی غیر مکیہ ہے، اس سورت مبارکہ میں ایک سو نو یا ایک سو دس آیتیں ہیں، اس میں اٹھارہ سو بتیس ۱۸۳۲ کلمے اور نو ہزار ننانوے حروف ہیں۔ اس سورۃ کا نام حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے اس لئے کہ اس سورۃ کے ایک رکوع میں آپ علیہ السلام کی قوم کی نجات کا ذکر ہوا ہے اور یہ سورت گیارہ رکوعات پر مشتمل ہے۔

اس سورۃ کے نزول کے سال کے بارے میں تعین کرنا مشکل ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا فرما دیا، طرح طرح کے دلائل اور بینات سے ان کا رد فرما دیا لیکن وہ اپنی ضد اور ڈھٹائی کی روش سے باز نہ آئے اور ان کے معاندانہ رویہ میں مزید ترشی اور تلخی آ گئی، لہٰذا اس سورت میں خاص طور سے ان اقوام کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کے فرامین کو پس پشت ڈال دیا اور جب ان کی ہدایت کی کوئی امید ہی نہ رہی تو عذاب الٰہی نے انہیں آلیا۔ اس سورت مبارکہ کے مخاطب اہل مکہ بنے اس لئے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ سورۃ الصّٰفّٰت میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر بہت زیادہ آیا ہے لہٰذا اُس سورت یعنی سورۃ الصفت کا نام سورۃ یونس ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ وجہ تسمیہ میں یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کا نام رکھا جائے اس میں اس چیز کی مناسبت ہونی چاہیے، یہ ضروری نہیں کہ جہاں وہ مناسبت پائی جائے وہاں وہ نام بھی ہو کیونکہ وجہ تسمیہ جامع مانع نہیں ہوا کرتی، اس کی مثال اس طرح سمجھ لیں کہ خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ خامرہ کے معنی ہیں ڈھانپنا کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اس لئے اسے خمر کہتے ہیں لیکن بھنگ بھی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے لہٰذا اسے بھی خمر کہا جائے تو ایسا نہیں ہوسکتا، عام مثال یہ جان لیں کہ پاجامہ کو پاجامہ کیوں کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پیروں کا لباس ہے، اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ شلوار، غرارہ، تہبند، پتلون اور ہر وہ لباس جو پیروں کا لباس ہو وہ پاجامہ کہلانے لگے۔

اس سورت مبارکہ کے درج ذیل مضامین ہیں۔

☆...... اس سورت مبارکہ کا آغاز "الــــر" سے ہوا جو کہ حروف تہجی ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بین دلیل ہیں۔ ☆...... اس سورت مبارکہ میں مخلوقات کی حکمتیں اور ان کی جزا اور سزا کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ ☆...... مومنین کے لئے بشارتیں اور مشرکین کے لئے وعیدیں بیان ہوئیں ہیں۔ ☆...... سابقہ امتوں کے عذاب کے تذکرے اور کافروں پر جلد عذاب نازل کرنے کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ☆...... آخرت میں مومنوں اور کافروں کے احوال کا تفاوت اور باطل خداؤں کی اپنے عبادت گزاروں سے بیزاری کا بیان ہے ساتھ ہی اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کی الوہیت کا رد بلیغ بھی فرما دیا گیا ہے۔ ☆...... قرآن منزل من اللہ ہے اور اس پر دلائل اور

براہین قائم کئے گئے ہیں اور مشرکین کے باطل قول کی تردید بھی فرمائی گئی ہے۔☆......مشرکین کو قرآن کی مثل کوئی سورت بنالانے کا چیلنج دیا گیا ہے۔☆......خشکی وتری میں قدرت کی نشانیوں کا بیان اور دنیا کی زیب وزینت کے زوال کے اسباب ومحرکات کا بیان بھی فرمادیا گیا ہے۔☆......اولیاء اللہ کی شان اور دنیا وآخرت کی بشارتوں کا ذکر بھی اس سورت میں ملتا ہے۔☆......مشرکین کی مذمت کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے حرام کو حلال کرلیا اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر بھی کی گئی ہے۔☆......انبیائے سابقین میں حضرت نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کے احوال پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔☆......اہل کتاب کی شہادت سے رسول کریم ﷺ کی رسالت کے صدق کو بیان کیا گیا ہے۔

رکوع نمبر : ٦

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿تِلْکَ﴾ اَیْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ ﴿اٰیٰتُ الْکِتٰبِ﴾ اَلْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰی مِنْ ﴿الْحَکِیْمِ(۱)﴾ اَلْمُحْکَمِ ﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ﴾ اَیْ اَهْلِ مَکَّةَ اِسْتِفْهَامُ اِنْکَارٍ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ حَالٌ مِنْ قَوْلِهٖ ﴿عَجَبًا﴾ بِالنَّصْبِ خَبَرُ کَانَ وَبِالرَّفْعِ اِسْمُهَا وَالْخَبَرُ وَهُوَ اِسْمُهَا عَلَی الْاُوْلٰی ﴿اَنْ اَوْحَیْنَآ﴾ اَیْ اِیْحَاؤُنَا ﴿اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿اَنْ﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿اَنْذِرِ﴾ خَوِّفْ ﴿النَّاسَ﴾ اَلْکَافِرِیْنَ بِالْعَذَابِ ﴿وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ﴾ اَیْ بِاَنَّ ﴿لَهُمْ قَدَمَ﴾ سَلَفَ ﴿صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ اَیْ اَجْرًا حَسَنًا بِمَا قَدَّمُوْهُ مِنَ الْاَعْمَالِ ﴿قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا﴾ اَلْقُرْاٰنَ الْمُشْتَمِلَ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ(۲)﴾ بَیِّنٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ لَسَاحِرٌ وَالْمُشَارُ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ ﴿اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیْ فِیْ قَدْرِهَا لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ ثَمَّ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ ، وَلَوْ شَاءَ لَخَلَقَهُنَّ فِیْ لَمْحَةٍ وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِیْمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتَ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾ اِسْتِوَاءً یَلِیْقُ بِهٖ ﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ بَیْنَ الْخَلَائِقِ ﴿مَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَفِیْعٍ﴾ یَشْفَعُ لِاَحَدٍ ﴿اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط﴾ رَدٌّ لِقَوْلِهِمْ اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ ﴿ذٰلِکُمُ﴾ اَلْخَالِقُ الْمُدَبِّرُ ﴿اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ(۳)﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ ﴿اِلَیْهِ﴾ تَعَالٰی ﴿مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا﴾ مَصْدَرَانِ بِاَنْ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمُقَدَّرِ ﴿اِنَّهٗ﴾ بِالْکَسْرِ اِسْتِئْنَافًا وَالْفَتْحِ عَلٰی تَقْدِیْرِ اللَّامِ ﴿یَبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ اَیْ بَدَاَهٗ بِالْاِنْشَاءِ ﴿ثُمَّ یُعِیْدُهٗ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿لِیَجْزِیَ﴾ یُثِیْبَ ﴿الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ﴾ مَاءٍ بَالِغٍ نِهَایَةَ الْحَرَارَةِ ﴿وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ مُؤْلِمٌ ﴿بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ(۴)﴾ اَیْ بِسَبَبِ کُفْرِهِمْ ﴾

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً ﴾ ذَاتَ ضِیَاءٍ اَیْ نُوْرٍ ﴿وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ ﴾ مِنْ حَیْثُ سَیْرِهٖ ﴿مَنَازِلَ ﴾
ثَـمَانِیَةً وَّعِشْرُوْنَ مَنْزِلًا فِیْ ثَمَانٍ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَیَسْتَتِرُ لَیْلَتَیْنِ اِنْ کَانَ الشَّهْرُ ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا اَوْ
لَیْـلَةً اِنْ کَانَ تِسْعَةً وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا ﴿لِتَعْلَمُوْا ﴾ بِذٰلِکَ ﴿عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِکَ ﴾
اَلْـمَـذْکُـوْرَ ﴿اِلَّا بِـالْـحَـقِّ ﴾ لَاعَبَثًا، تَـعَـالٰی عَـنْ ذٰلِکَ ﴿یُـفَـصِّلُ ﴾ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ یُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ
یَّعْلَمُوْنَ (٥)﴾ یَتَـدَبَّـرُوْنَ ﴿اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ﴾ بِالذِّهَابِ وَالْمَجِیْءِ وَالزِّیَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿وَمَا
خَـلَـقَ الـلّٰـهُ فِـی الـسَّـمٰـوٰتِ ﴾ مِنْ مَلٰٓئِکَةٍ وَشَمْسٍ وَقَمَرٍ وَنُجُوْمٍ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿وَ﴾ فِی ﴿الْاَرْضِ ﴾ مِنْ
حَیْـوَانٍ وَجِبَـالٍ وَبِـحَارٍ وَاَنْهَارٍ وَاَشْجَارٍ وَغَیْرِهَا ﴿لَاٰیٰتٍ ﴾ دَلَالَاتٍ عَلٰی قُدْرَتِهٖ تَعَالٰی ﴿لِقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ (٦)﴾
فَیُـؤْمِـنُـوْنَ ، خَـصَّـهُـمْ بِـالـذِّکْـرِ لِاَنَّهُـمُ الْـمُـنْـتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وَرَضُوْا
بِـالْـحَیٰـوةِ الـدُّنْیَا ﴾ بَدَلَ الْاٰخِرَةِ لِاِنْکَارِهِمْ لَهَا ﴿وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا ﴾ سَکَنُوْا اِلَیْهَا ﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا ﴾
دَلَائِلِ وَحْدَانِیَّتِنَا ﴿غٰفِلُوْنَ (٧)﴾ تَـارِکُوْنَ النَّظَرَ فِیْهَا ﴿اُولٰٓـئِکَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (٨)﴾ مِنَ
الشِّرْکِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ ﴾ یُرْشِدُهُمْ ﴿رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ﴾ بِهٖ بِاَنْ
یَّجْعَلَ لَهُمْ نُوْرًا یَهْتَدُوْنَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴿تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (٩)﴾ ﴿دَعْوٰهُمْ فِیْهَا ﴾
طَـلَبُهُـمْ لِـمَـا یَشْتَهُـوْنَـهٗ فِـی الْـجَـنَّةِ اَنْ یَّـقُـوْلُوْا ﴿سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ ﴾ اَیْ یَااللّٰهِ فَاِذَا مَاطَلَبُوْهُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
﴿وَتَـحِیَّتُهُمْ ﴾ فِیْمَا بَیْنَهُمْ ﴿فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ ﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (١٠)﴾.

﴿ترجمہ﴾

الـر (اس کی مراد اللہ ہی بہتر جانتا ہے......١......) یہ (یعنی یہ آیات) اس کتاب کی آیتیں ہیں (ایـت الـکتـاب میں اضافت منی ہے) جو حکیم ہے (یعنی محکم ہے......٢......) کیا لوگوں کو (یعنی اہل مکہ کو، اکـان میں ہمزہ استفہام انکاری ہے اور جار مجرور عجبا سے حال ہے) اس کا اچنبھا ہوا (عجبا منصوب ہونے کی صورت میں کان کی خبر ہے اور مرفوع ہونے کی صورت میں کان کا اسم ہوگا) ہمارے وحی بھیجنے سے (ان اوحینا بمعنی ایحاؤنا ہے) انہیں سے ایک آدمی کی طرف (مراد محمد ﷺ ہیں) کہ (ان مفسرہ ہے) ڈرساؤ (انـذر بمعنی خـوف ہے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو عذاب کا) اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے (ان دراصل بـان ہے) سچ کا مقام ہے ان کے رب کے پاس (قـدم بمعنی سلف ہے......٣......، یعنی ان کے آگے کو بھیجے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ) کافر بولے بیشک یہ (قرآن انـذار و تبشیر پر مشتمل ہے) یہ کھلا جادوگر ہے (مبین بمعنی بین ہے اور ایک قرأت

میں لسحر کی جگہ لسحر ہے اور مشار الیہ نبی پاک ﷺ ہیں) بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے (یعنی دنیاوی چھ دن کی مقدار میں کیونکہ وہاں نہ سورج تھا اور نہ چاند اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ایک لمحے میں پیدا فرما دیتا ایک لمحہ سے عدول کرنے میں اپنی مخلوق کو جلد بازی نہ کرنے کی تعلیم دینا مقصود ہے) پھر عرش پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے......۳) کام کی تدبیر فرماتا ہے (اپنی مخلوق کے درمیان) کوئی نہیں (مامن میں لفظ من زائدہ ہے) سفارشی (جو کسی کی سفارش کر سکے) مگر اس کی اجازت کے بعد (یہ کفار کے اس قول کا رد ہے کہ بت ان کی سفارش کریں گے) یہ ہے (خالق اور مدبر) اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو (اسے یکتا مانو) تو کیا تم دھیان نہیں کرتے (تذکرون میں دراصل تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے) اسی کی طرف (یعنی اللہ ﷻ ہی کی طرف) تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ (وعدا اور حقا دونوں مفعول مطلق ہیں جن کے افعال محذوف ہیں) بیشک وہ (جملہ مستانفہ کی بناء پر انه بالکسر ہے اور لام مقدر مانا جائے تو انه بالفتح ہے) پہلی بار بناتا ہے......۵......(مخلوق کو پہلی بار بھی بنانے والا وہی ہے) پھر دوبارہ بنائے گا (دوبارہ اٹھانے کے لئے) کہ صلہ دے (یعنی ثواب دے) ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا اور کافروں کے لئے پینے کو کھولتا پانی (انتہائی شدید گرم پانی) دردوالا عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) بدلہ ان کے کفر کا (یعنی ان کے کفر کے سبب ان کو اس کا بدلہ دے گا) وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا (پر ضیاء بنایا یعنی پرنور بنایا) اور چاند چمکتا اور اس کے لیے مقرر کیں (اس کے سفر کے حساب سے) منزلیں (چاند ہر ماہ کی اٹھائیس راتوں میں اٹھائیس منازل طے کرتا ہے اور دو راتیں چھپا رہتا ہے اگر ماہ تیس دن کا ہو تو دو دن اور رات اور اگر انتیس کا ہو تو ایک دن اور رات......۶......) کہ تم جانو (اس سے) برسوں کی گنتی اور حساب اللہ نے نہ بنایا اس کو (یعنی ان مذکورہ اشیاء کو) مگر حق (یعنی ان کی تخلیق عبث نہیں کہ اللہ ﷻ عبث کرنے سے پاک اور بلند و بالا ہے) بیان فرماتا ہے (یفصل یاء اور نون دونوں کے ساتھ بمعنی یبین ہے) آیتیں لوگوں کے لئے کہ وہ جانیں (یعنی اس میں تدبر کریں) بیشک رات اور دن کا بدلتے آنا (ایک کا جانا دوسرے کا آنا ان کے طویل اور چھوٹا ہونے میں) اور جو کچھ پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں میں (جیسے فرشتے، سورج، چاند اور تارے وغیرہا) اور زمین (میں جیسے حیوان، پہاڑ، سمندر، نہریں اور درخت وغیرہا) ان میں نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی قدرت پر دلالت کرنے والی) ڈر والوں کے لئے (پس وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، متقین کو بالخصوص اس لئے ذکر کیا کیونکہ یہی حضرات ان نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں) بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی) اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے (آخرت کے بدلے، آخرت کا انکار کرتے ہوئے) اور اس پر مطمئن ہو گئے (اور اس میں پر سکون ہو کر رہ گئے) اور وہ جو ہماری آیتوں سے (یعنی ہماری وحدانیت کے دلائل سے) غفلت کرتے ہیں (انہیں نظر نہیں کرتے) ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ اس کا جو انہوں نے کمایا (یعنی شرک اور گناہ سے) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انہیں ہدایت دیگا (انہیں راہ دیگا) ان کا رب ان کے ایمان کے سبب (بایں طور پر کہ اللہ ﷻ بروز قیامت ان لوگوں کیلئے نور بنا دے گا جس کے سبب

وہ راہ یاب ہو جائیں گے)ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی رحمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ (یعنی جنت میں من چاہی چیز طلب کرنے کے لئے وہ یوں عرض کریں گے.......یے......) اللہ تجھے پاکی ہے (اللھم بمعنی اے اللہ ہے، پس اسی وقت جو کچھ انہوں نے طلب کیا ہوگا ان کے سامنے آجائے گا) اور ان کا ملتے وقت (آپس میں) خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ کہ (ان مفسرہ ہے) سب خوبیاں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہاں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر تلک ایت الکتب الحکیم﴾۔

الر : "هذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......تلک : مبتدا......ایت : مضاف......الکتب الحکیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس ﴾

همزه: استفہامیہ......کان: فعل ناقص......للناس : ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......ان: مفسرہ ،انذر الناس : فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ان مفسرہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبشر الذین امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم﴾۔

و: عاطفہ،بشر: فعل امر با فاعل،الذین امنوا: مفعول،ان لهم: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم، قدم صدق: موصوف،عند ربهم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر اسم مؤخر، جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ ماقبل "انذر الناس" پر معطوف ہے۔

﴿قال الکفرون ان هذا لسحر مبین﴾۔

قال الکفرون: قول، هذا: حرف مشبہ واسم، لسحر مبین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ربکم الله الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر﴾۔

ان ربکم: حرف مشبہ واسم، الله: موصوف......الذی : موصول، خلق: فعل با فاعل، السموت والارض : مفعول ......فی ستة ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......استوی علی العرش : فعل با فاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر صفت، ملکر خبر اول......یدبر الامر: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مامن شفیع الا من بعد اذنه ذلکم الله ربکم فاعبدوه﴾

ما: مشابہ بلیس......من: زائدہ......شفیع: اسم......الا: اداۃ حصر......من بعد اذنه: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلکم: مبدل......الله: بدل، ملکر مبتدا......ربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......اعبدوه: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ

فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افلا تذکرون الیہ مرجعکم جمیعا وعد اللہ حقا﴾۔

ھمزہ: استفہامیہ......ف: عاطفہ...... لا تذکرون: فعل نفی بافعل، ملکر جملہ فعلیہ...... الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مرجع: مصدر مضاف...... کم: ذوالحال...... جمیعا: حال، ملکر مضاف الیہ فاعل...... وعد اللہ: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ...... حقا: فعل محذوف "حق ذلک" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ یبدؤ االخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین امنوا وعملوا الصلحت بالقسط﴾۔

انہ: حرف مشبہ واسم، یبدؤ الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعیدہ: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، یجزی: فعل بافاعل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ملکر صلہ، ملکر مفعول، بالقسط: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین کفروا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون﴾۔

و: عاطفہ......الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......شراب: موصوف...... من حمیم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ......عذاب: موصوف......الیم: صفت اول......بما کانوا یکفرون: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب﴾۔

ھو: مبتدا......الذی: موصول......جعل: فعل بافاعل......الشمس: ذوالحال......ضیاء: حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......القمر: ذوالحال......نورا: حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،...... و: عاطفہ......قدرہ منازل: فعل بافاعل ومفعول وظرف...... لام: جار......تعلموا: فعل بافاعل......عدد: مضاف......السنین والحساب: مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما خلق اللہ ذلک الا بالحق یفصل الایت لقوم یعلمون﴾۔

ماخلق: فعل نفی......اللہ: فاعل......ذلک: ذوالحال......الا: اداۃ حصر......بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......یفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول......لقوم یعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی اختلاف الیل والنھار وما خلق اللہ فی السموت والارض لایت لقوم یتقون﴾۔

ان: حرف مشبہ......فی: جار......اختلاف الیل والنھار: معطوف علیہ......و: عاطفہ......ما: مصدریہ...... خلق

اللہ فی السموت والارض: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... لام: تاکیدیہ...... ایت: موصوف، لقوم یتقون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین لا یرجون لقاء نا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن ایتنا غفلون اولئک ماوھم النار بما کانوا یکسبون﴾۔

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، لایرجون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال، لقائنا: مفعول بہ، و: حالیہ، رضوا بالحیوۃ الدنیا: جملہ معطوف علیہ، واطمانوا بھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "قد" حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف علیہ مبتدا، والذین: مستانفہ وموصول، ھم: مبتدا، عن ایاتنا غفلون: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماوھم: مبتدا، النار: خبر اول، بما کانوا یکسبون: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یھدیھم ربھم بایمانھم تجری من تحتھم الانھر فی جنت النعیم﴾۔

ان: حرف مشبہ...... الذین: موصول...... امنوا وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم...... یھدیھم ربھم بایمانھم: فعل با مفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول...... تجری من تحتھا الانھر: فعل وظرف لغو وفاعل...... فی جنت النعیم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿دعواھم فیھا سبحنک اللھم وتحیتھم فیھا سلم﴾۔

دعوٰھم: ذوالحال...... فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا...... سبحنک: مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء...... اللھم: جملہ ندائیہ مقصود بالنداء مقدم سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... تحیتھم: ذوالحال...... فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا...... سلم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین﴾۔

و: عاطفہ، اخر دعوھم: مرکب اضافی مبتدا، ان: مخففہ "ھو" ضمیر شان محذوف اسم...... الحمد: مبتدا...... لام: جار، اللہ: موصوف...... رب العلمین: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......اکان للناس عجبا ان اوحینا ......☆حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو رسالت سے مشرّف فرمایا اور آپ ﷺ نے اس کا اظہار کیا تو عرب منکر ہوگئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے، اس پر یہ آیات نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

الر کے بارے میں دو اقوال :

۱......قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الــــر یہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سورت کا نام ہے۔ (الخازن، ج۲،ص ٤٢٦)

حروف مقطعات کی ضروری بحث ہم پہلی جلد میں صفحہ نمبر ۳۰ پر کر دی ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

ناقابل منسوخ کتاب!

۲......حکیم بمعنی محکم ہے یعنی یہ کتاب منسوخ نہیں ہے، اس میں کذب، تناقض اور تضاد بھی نہیں ہے، حادثات زمانہ سے یہ کتاب مٹ نہیں سکتی اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے نبی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب بھی بلا کسی تبدیلی کے قیامت تک باقی رہے گی، اس کے برخلاف دیگر انبیائے سابقین ایک خاص زمانہ کے لئے نبی تھے اور ان کی کتب بھی تبدیلی سے محفوظ نہ رہ سکیں یہاں تک کہ اب وہ زبان بھی نہیں جس میں وہ کتب نازل ہوئی تھیں۔ (تبیان القرآن، ج٥،ص ٣٢٣)

اضافت موصوف الی الصفت کا بیان:

۳......اللہ عزوجل کا فرمان قــدم صــدق میں اضافت موصوف سے صفت کی جانب پائی جاتی ہے جیسا کہ جامع مسجد، پہلی نماز، پسندیدہ شکار اور اس اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ فضل کی زیادتی اور قــدم کی مدح ہو جائے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کی اضافت صدق کی جانب کی جائے وہ ممدوح (یعنی تعریف کی گئی) ہوا کرتی ہے، اور شارح نے قدم کی تفسیر سلف سے کی ہے اس لئے کہ اس میں قدم کا معنی اجر کے ساتھ پایا جاتا ہے پس اس صورت میں سلف سے مراد یہ ہوگی کہ ما اسلفوہ و قدموہ من الثواب یعنی کیا ہی وہ ثواب میں آگے نکل گئے، اور ان کا ثواب میں مقدم ہونا سبب میں مقدم ہونے کے معنی میں ہے پس اسی مناسبت سے کہا کہ بما قدموہ من الاعمال یعنی جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے۔ (الجمل، ج۳،ص ۳۳۳)

خــازن میں ہے کہ مفسرین اور اہل لغت کی عبارت میں قــدم کے معنی کے حوالے سے اختلاف ہے چنانچہ ابن عباس نے فرمایا کہ اس سے مراد اچھا اجر ہے جو انہوں نے اپنے اعمال کے ذریعے آگے بھیجا، اور ضحاک کا قول ہے کہ اس سے مراد سچائی پر مرتب ہونے والا ثواب ہے، مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد اعمال صالحہ یعنی ان کی نمازیں، روزے، صدقات اور تسبیحات ہیں، حسن فرماتے ہیں کہ اچھے اعمال جن کے ذریعے وہ (نیکی میں) آگے نکل جائیں، اور ابن عباس سے ایک روایت یہ ہے کہ ان کے لئے لوح محفوظ میں پہلے سعادت مند لوگوں کے ذکر میں سبقت ہو، زید بن اسلم نے کہا کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے اور یہی ایک قول قتادہ کا بھی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کے لئے ان کے رب عزوجل کے حضور منازل رفیعہ ہیں، اور قــدم کی اضافت صــدق کی جانب کرنا

ایسا ہے جیسا کہ موصوف کی اضافت اس کی صفت کی جانب کی جائے جیسے جامع مسجد، پہلی نماز اور پسندیدہ شکار، ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ ہر خیر اور شر میں سبقت لے جانے والا اہل عرب کے نزدیک قــدم کے معنی میں ہے جیسا کہ کہا جائے کہ فلاں اسلام کے معاملے میں سبقت لے گیا یا خیر کے معاملے میں یا فلاں میرے پاس خیر اور شر کے معاملے میں مقدم ہے، ابولیث اور ابوالہیثم فرماتے ہیں کہ القدم السابقة یعنی اِن (سید عالم ﷺ) کے لئے اللہ عزوجل کے حضور خیر میں سبقت رکھی گئی ہے، اور لفظ قدم کا اس معنی میں اطلاق کا سبب یہ ہے کہ کوشش اور سبقت قدم اٹھانے سے ہی ممکن ہے، اسی وجہ سے مسبب کو سبب کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ نعمۃ کو یـد کے ساتھ لایا جاتا ہے اس لئے کہ نعمت ہاتھ ہی سے دی جاتی ہے (الخازن، ج۳، ص٤۲۷)

عرش کا بیان :

۱ ......حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے عرش کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور کرسی عرش سے ملی ہوئی ہے اور پانی کرسی کے نیچے اور ہوا عرش کے اوپر ہے اور فرشتوں نے عرش کو اپنے کندھوں کے اوپر اٹھایا ہوا ہے اور عرش کے گرد چار دریا ہیں اور ان دریاؤں میں چار فرشتے کھڑے اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کر رہے ہیں، اور عرش بھی اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کرسی جو آسمان وزمین کو محیط ہے قدموں کی جگہ ہے اور عرش کی مقدار کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، سوا اس کے جس نے اسے پیدا فرمایا ہے اور تمام آسمان گنبد کی مانند ہیں۔ (کتاب العظمة، رقم ۱۹۲، ص۱۹۸)

مفسر جلال فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل عرش پر اپنی شان کے لائق استواء فرماتا ہے اور یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے اور اس استواء سے مراد قہر اور تصرف ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۳٤)

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ رحمٰن کا عرش پر استوا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی تخلیق کرنے کا سلسلہ عرش پر مکمل ہو گیا اور اس نے عرش کے ماوراء کسی چیز کو پیدا نہیں کیا اور اس نے دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ دائرہ عرش سے خارج نہیں ہے کیونکہ وہ تمام کائنات کو حاوی ہے، استواء کا معنی ہم نے تمام ہونا اور مکمل ہونا کیا ہے اور یہ اس آیت سے مستفاد ہے ﴿وَلَـمَّـا بَـلَـغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى﴾ (القصص: ۱۴) اور جب وہ اپنے شباب کو پہنچا اور تام اور مکمل ہو گیا۔

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کے بعد عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے ﴿اِنَّ رَبَّـكُـمُ اللّٰـهُ الَّـذِىْ خَـلَـقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف: ۵۴) بیشک تمہارے رب اللہ نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا پھر اس کا پیدا کرنا عرش پر تام اور مکمل ہو گیا۔

یعنی اس کے پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر تمام ہو گیا اس نے عرش کے بعد کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عرش تمام ممالک میں سب سے اعظم ہے اور اللہ عزوجل اس پر باعتبار رتبہ کے بلند ہے، مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمارے اوپر ہوا ہے، پھر اس کے اوپر آسمان

ہے اور جب ہمارا وہم سات آسمانوں سے ترقی کرتا ہے تو اس کے اوپر کرسی ہے اور جب ہم کرسی سے ترقی کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ہے جو کہ مخلوقات کی انتہا ہے اس کے آگے ہماری فکر کی کوئی سیڑھی نہیں ہے اور عرش پر جا کر ہماری فکر کی پرواز ٹھہر جاتی ہے اور عرش کے اوپر اور اس سے باعتبار رتبہ کے بلند اللہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر جا کر ٹھہر گیا اور یہی عرش پر استواء کا معنی ہے۔ (الیواقیت الجواهر، ج ۱، ص ۱۸۲ وغیرہ)

مضارع ماضی کے معنوں میں:

۵......اللہ نے فرمایا یبداء الخلق یعنی مخلوق کی تخلیق فرمائی، یہاں مضارع یبداء ماضی کے معنی میں ہے۔ جس کی جانب شارح نے اشارہ فرمایا اور یہ صورت غریبہ یعنی انتہائی کم استعمال ہونے والی صورت ہے جس کی جانب مفسر نے استحضاراً تعبیر فرمایا ہے۔ (الجملج ۳، ص ۳۳۵)

چاند کی روشنی اور اس کی منزلیں سائنس کی نظر میں

۶......چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور اپنی گردش کے فلک کو ستائیس دن، سات گھنٹوں اور تینتالیس منٹوں میں طے کرتا ہے لیکن اسے اس جگہ پر پہنچنے کے لئے جہاں وہ سورج سے نور حاصل کر سکے مزید ایک یا دو دن لگتے ہیں، اس لئے نیا چاند تیس یا انتیس دن کے بعد دکھائی دیتا ہے۔ علماء فلک نے چاند کے لئے اٹھائیس منزلیں مقرر کی ہیں اور ہر منزل کو اس کے ستارے یا ستاروں کے مجموعہ سے موسوم کیا ہے جہاں وہ ہر رات پہنچ جاتا ہے چنانچہ علماء عرب نے اس کی منازل کے مندرجہ ذیل نام مقرر کئے ہیں۔

السرطان، البطین، الثریا، النعائم، النفعه، النعة، الذراع، النشرة، الطرف، الجبهة، الزبرة، الصرفة، العواء، السماک، الاعزل، الغفرة، الزبانی، الاکلیل، القلب، الشولة، النعائم، البلدة، سعد الذابح، سعد بلع، سعد السعود، سعد الاخبیة، فرغ الدلو المقدم، الفرغ المؤخر، اور بطن الحوت۔ پھر انہیں بارہ مشہور برجوں میں منقسم کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں حمل، ثور، جوزاء، اسد، سرطان، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ اس طرح ہر برج ساڑھے تین منزلوں پر مشتمل ہوگا جب تک چاند ان منزلوں میں ہوتا ہے وہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے پھر اگر مہینہ انتیس کا ہو تو ایک رات اور اگر تیس کا ہو تو رات نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے اور پھر از سر نو منزل اول سے گردش شروع کر دیتا ہے۔ (ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۲۸۰)

اہل جنت اور خادمین جنت!

۷......یہ کلمہ طلبھم لما یشتھونہ فی الجنة اہل جنت اور خادمین جنت کے مابین ہر اس چیز کے بارے میں علامت ہے جو جنتی طلب کریں گے، پس جب جنتی کھانے کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے سبحانک اللھم یعنی اے اللہ عزوجل تجھے پاکی ہے

٭پس خادمین جنت جنتیوں کے لئے کھانے کے دسترخوان لائیں گے جو کہ میلوں میل پھیلے ہوں گے اور ہر دسترخوان میں ستر ہزار پلیٹیں ہونگی اور ہر پلیٹ میں رنگ برنگ کے کھانے ہونگے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہ ہونگے، پس جب جنتی کھانے سے فارغ ہونگے تو اللہ ﷻ کی حمد بجالائیں گے۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۹)

☆......☆**المحکم**: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ **فعیل** بمعنی **مفعول** ہے، اور اس کا معنی ہے، اس راستے کی طرف رہنمائی جس میں فساد نہ ہو، نہ زمانے کا تغیر ہو، جس میں جھوٹ اور تناقض کا عیب نہ پایا جائے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ **فعیل** بمعنی **فاعل** ہو، یعنی حاکم کے معنی میں ہو، حکومت کرنے والا، اور اس میں احکام دینیہ بھی شامل ہیں جس کی فرمانبرداری پائی جائے۔

استفهام انکاری: فرمان باری ﷻ **اکان الناس** میں استفہام انکاری ہے، یعنی اہل مکہ کے لئے لائق نہیں، مناسب نہیں کہ سید عالم ﷺ کی رسالت کے بارے میں یوں کہیں، ''اللہ تعالی نے ایسے کو رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا جو ابو طالب کا یتیم ہے۔

بالرفع اسمها: عجب رفع کے ساتھ پڑھنا قرائت شاذہ ہے لہذا مناسب خیال ہوا کہ مفسر اس کو بیان کردے۔

بفعلها المقدر: دونوں مصادر کے ساتھ افعال مقدر ہیں اصل عبارت یوں ہے: ''**وعدکم وعدا، وحقه حقا**''۔

ذات ضیاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ضیاء مصدر ہے، اور ضوء کی جمع ہونے کا احتمال بھی رکھتا ہے، معنی یہ ہے کہ کثیر مقدار میں روشنی، اور یہ وہ روشنی ہے جو قوی اور عظیم ہونے کی صفت سے متصف ہے، اور مطلق نور سے خاص ہے، کہا جاتا ہے کہ ضیاء سے مراد مطلق روشنی ہے جب کہ نور سے مراد کسی کسب سے حاصل ہونے والی روشنی مراد ہے، پس سورج سے حاصل ہونے والی روشنی کو ضیاء اور چاند سے حاصل ہونے والی روشنی کو نور کہتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۸۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۷

وَنَزَلَ لَمَّا اسْتَعْجَلَ الْمُشْرِكُوْنَ الْعَذَابَ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ﴾ اَىْ كَاسْتِعْجَالِهِمْ ﴿بِالْخَيْرِ لَقُضِىَ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَلِلْفَاعِلِ ﴿اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ﴾ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاَنْ يُّهْلِكَهُمْ وَلٰكِنْ يُمْهِلَهُمْ ﴿فَنَذَرُ﴾ نَتْرُكُ ﴿الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۱)﴾ يَتَرَدَّدُوْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ ﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ﴾ اَلْكَافِرَ ﴿الضُّرُّ﴾ اَلْمَرَضُ وَالْفَقْرُ ﴿دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ﴾ اَىْ مُضْطَجِعًا ﴿اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا﴾ اَىْ فِىْ كُلِّ حَالٍ ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ﴾ عَلٰى كُفْرِهٖ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَىْ كَاَنَّهٗ ﴿لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ﴾ كَمَا زُيِّنَ لَهُ الدُّعَاءُ عِنْدَ الضُّرِّ وَالْاِعْرَاضُ عِنْدَ الرَّخَاءِ ﴿زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ﴾ اَلْمُشْرِكِيْنَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲)﴾ ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ﴾ اَلْاُمَمَ ﴿مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ يَاۤ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ بِالشِّرْكِ ﴿وَ﴾ قَدْ ﴿جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ اَلدَّلَالَاتِ عَلٰى صِدْقِهِمْ

﴿وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا﴾ عَطْفٌ عَلٰى ظَلَمُوا ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا اَهْلَكْنَا اُولٰئِكَ ﴿نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ(۱۳)﴾ اَلْكَافِرِينَ ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ﴾ يَااَهْلَ مَكَّةَ ﴿خَلٰئِفَ﴾ جَمْعُ خَلِيفَةٍ ﴿فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ(۱۴)﴾ فِيهَا وَهَلْ تَعْتَبِرُونَ بِهِمْ فَتُصَدِّقُوا رُسُلَنَا ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا﴾ اَلْقُرْآنُ ﴿بَيِّنٰتٍ﴾ ظَاهِرَاتٍ حَالٌ ﴿قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا﴾ لَايَخَافُونَ الْبَعْثَ ﴿ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَآ﴾ لَيْسَ فِيهِ عَيْبُ آلِهَتِنَا ﴿اَوْ بَدِّلْهُ﴾ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِكَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿مَا يَكُونُ﴾ يَنْبَغِي ﴿لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَآئِ﴾ قِبَلِ ﴿نَفْسِيْ اِنْ﴾ مَا ﴿اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ﴾ بِتَبْدِيلِهِ ﴿عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ(۱۵)﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰكُمْ﴾ اَعْلَمَكُمْ ﴿بِهٖ﴾ وَلَانَافِيَةٌ عَطْفٌ عَلٰى مَاقَبْلَهُ وَفِي قِرَاءَةٍ بِلَامٍ جَوَابِ لَوْ اَيْ لَاَعْلَمَكُمْ بِهِ عَلٰى لِسَانِ غَيْرِيْ ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ﴾ مَكَثْتُ ﴿فِيكُمْ عُمُرًا﴾ سِنِينًا اَرْبَعِينَ ﴿مِّنْ قَبْلِهٖ﴾ لَااُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُونَ(۱۶)﴾ اَنَّهُ مِنْ قِبَلِيْ ﴿فَمَنْ﴾ اَيْ لَا اَحَدَ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بِنِسْبَةِ الشَّرِيكِ اِلَيْهِ ﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْآنِ ﴿اِنَّهُ﴾ اَيِ الشَّانَ ﴿لَا يُفْلِحُ﴾ يُسْعِدُ ﴿الْمُجْرِمُونَ(۱۷)﴾ اَلْمُشْرِكُونَ ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ غَيْرِهٖ ﴿مَا لَا يَضُرُّهُمْ﴾ اِنْ لَمْ يَعْبُدُوْهُ ﴿وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ اِنْ عَبَدُوْهُ وَهُوَ الْاَصْنَامُ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ عَنْهَا ﴿هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ﴾ تُخْبِرُوْنَهُ ﴿بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَافِي الْاَرْضِ﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَيْ لَوْ كَانَ لَهُ شَرِيكٌ لَعَلِمَهُ اِذْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيهًا لَهُ ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ(۱۸)﴾ مَعَهُ ﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ عَلٰى دِيْنٍ وَاحِدٍ وَهُوَ الْاِسْلَامُ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰى نُوْحٍ وَقِيْلَ مِنْ عَهْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ لُحٰى ﴿فَاخْتَلَفُوْا﴾ بِاَنْ ثَبَتَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ﴾ بِتَاخِيْرِ الْجَزَاءِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ﴾ اَيِ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا ﴿فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ(۱۹)﴾ مِنَ الدِّيْنِ بِتَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿لَوْلَا﴾ هَلَّا ﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ﴾ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴿اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ كَمَا كَانَ لِلْاَنْبِيَاءِ مِنَ النَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْيَدِ ﴿فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّمَا الْغَيْبُ﴾ مَاغَابَ عَنِ الْعِبَادِ اَيْ اَمْرُهُ ﴿لِلّٰهِ﴾ وَمِنْهُ الْآيَاتُ فَلَا يَاْتِيْ بِهَا اِلَّا هُوَ وَاِنَّمَا عَلَيَّ التَّبْلِيْغُ ﴿فَانْتَظِرُوْا﴾ اَلْعَذَابَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ(۲۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(جب مشرکین نے نزول عذاب کیلئے جلدی مچائی تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی......۱......) اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا (جیسی وہ جلدی کرتے ہیں) بھلائی کی تو پورا ہو چکا ہوتا (فعل لقضی مجہول اور معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان کی طرف ان کا وعدہ (اجلھم مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے بایں طور پر کہ انہیں اللہ ﷻ ہلاک فرما دیتا لیکن وہ انہیں مہلت دے رہا ہے......۲......) تو ہم چھوڑتے ہیں انہیں (نذر بمعنی نترک ہے) جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں (حیرانی کے عالم میں متردد رہیں) اور جب پہنچتی ہے آدمی (یعنی کافر) کو تکلیف (جیسے مرض اور تنگدستی) ہمیں پکارتا ہے اپنی کروٹ کے بل (لیٹے ہوئے) اور بیٹھے اور کھڑے (یعنی ہر حال میں) پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کردیتے ہیں چل دیتا ہے (اپنے کفر پر......۳......) گویا (کان مخففہ ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانہ ہے) کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی (جیسا کہ مصیبت کے وقت ان کے لیے اللہ ﷻ کو پکارنا اور آسانی وکشادگی کے وقت اس سے اعراض کرنا مزین کیا گیا) بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والے کو (یعنی مشرکین کو) ان کے اعمال اور بیشک ہم نے ہلاک فرمادیں امتیں (قرون بمعنی امم ہے) تم سے پہلے (اے اہل مکہ) جب وہ حد سے بڑھے (شرک کرکے) حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے (ایسی دلیلیں جو ان کی صداقت کا ثبوت تھیں) وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے (اس جملہ وما کانوا لیومنوا کا عطف ظلموا پر ہے......۴......) یونہی (جیسا کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا) ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو (یعنی کافروں کو) پھر ہم نے تمہیں بنایا (اے اہل مکہ) خلیفہ (جانشین، خلائف خلیفۃ کی جمع ہے) ان کے بعد (زمین میں) کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو (کیا ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑ کر ہمارے رسولوں کی تصدیق کرتے ہو) اور جب ان پر ہماری وہ آیات (قرآن کی) پڑھی جاتی ہیں جو ظاہر ہیں (بینت حال بن رہا ہے) تو وہ کہنے لگے جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں (یعنی جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے نہیں ڈرتے) کہ اس کے سوا اور قرآن لایئے (جس میں ہمارے خداؤں کی بُرائی نہ ہو) یا اسی کو بدل دیجئے (اپنی طرف سے......۵......) تم فرمادو (ان سے) نہیں پہنچتا مجھے (لائق نہیں) کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں (تلقاءی بمعنی قبل جانب کے ہے) میں تابع نہیں ہوں مگر اسی کا جو مجھے وحی ہوتی ہے (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مجھے ڈر ہے بڑے دن کے عذاب کا (یعنی روز قیامت کے عذاب کا) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں (قرآن کو تبدیل کرکے) تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا (لا نافیہ ہے اور اس کا عطف ماقبل پر ہے نیز ایک قرأت میں لام لا ادرکم بہ، لو شرطیہ کا جواب بن رہا ہے اس صورت میں معنی ہوگا وہ ضرور تمہیں میرے غیر کی زبانی اس کا علم عطا فرمادیتا) تو میں گزار چکا ہوں (لبثت بمعنی مکثت ہے) تم میں اپنی ایک عمر (یعنی چالیس سال) اس سے پہلے (اس زمانے میں تمہیں کچھ نہیں سنایا) تو کیا تمہیں عقل نہیں (کہ یہ قرآن میرا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے) تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کے لیے شریک بتائے) یا اس (قرآن عظیم کی) کی آیتیں جھٹلائے بیشک (انہ کی ضمیر، ضمیر شان ہے)

مجرموں (یعنی مشرکین) کا بھلا نہ ہوگا (یفلح بمعنی یسعد ہے) اور اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر) ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ نقصان نہ کرے (اگر وہ اس کی عبادت نہ کریں) اور نہ کچھ ان کو نفع پہنچائیں (اگر وہ اس کی عبادت کریں، مراد اس سے بت ہیں) اور کہتے ہیں (ان کے بارے میں) کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ (ان لوگوں سے) کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو (یعنی اس بات کی خبر دیتے ہو) جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں (اتبئـــون استفہام انکاری ہے یعنی اگر اس کا بفرض محال کوئی شریک ہوتا تو وہ اسے جان لیتا کہ اس پر کوئی شئے مخفی نہیں ہے) اسے پاکی ہے (وہ منزہ ہے ہر عیب سے) اور وہ برتر ہے اس سے (جسے) وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اور لوگ ایک ہی امت تھے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا نوح علیہ السلام تک ایک ہی دین یعنی اسلام پر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر عمرو بن لحی کے زمانے تک ایک ہی دین پر تھے) پھر مختلف ہوئے (بعض اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے کفر کیا) اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی (کہ جزاء قیامت کے لئے موخر کی جائے گی) تو وہ ان کے درمیان فیصلہ فرما دیتا (یعنی ان لوگوں کے بارے میں دنیا میں) جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنی جس دین کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اللہ عزوجل کافروں کو عذاب دیکر فیصلہ فرما دیتا) اور کہتے ہیں (اہل مکہ) کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اتری ان پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے......۶......(جیسا کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس اونٹنی، عصا اور ید بیضاء کی نشانیاں تھیں) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) غیب (یعنی وہ امور جو لوگوں سے اوجھل ہیں یعنی غیب کا معاملہ) اللہ کے لئے ہیں (اور یہ نشانیاں منجملہ ان امور سے ہے اور یہ نشانیاں اللہ عزوجل ہی عطا فرماتا ہے میرے ذمہ تو لوگوں کو تبلیغ کرنا ہے) اب راستہ دیکھو (عذاب کا اگر ایمان نہیں لاتے ہو تو) میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالھم بالخیر لقضی الیھم اجلھم﴾

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......یعجل اللہ للناس الشر: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول......استعجالھم بالخیر: شبہ جملہ مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......لام: تاکیدیہ......قضی الیھم اجلھم: فعل مجہول وظرف لغو و نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فنذر الذین لا یرجون لقاء نا فی طغیانھم یعمھون﴾.

ف: عاطفہ معطوف ہے ماقبل مفہوم نفی پر "ای لانعجل لھم الشر و لانقضی الیھم اجلھم"، نذر: فعل با فاعل، الذین: موصول، لایرجون لقاء نا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما﴾.

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......مس الانسان الضر: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......دعا: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......لجنبہ: ظرف مستقر معطوف علیہ......او قاعدا: معطوف اول......او قائما: معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل......نا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......کشفنا عنہ ضرہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......مر: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......کاف: مخففہ یا ھو ضمیر مستتر اسم......لم یدعنا: فعل نفی با فاعل ومفعول......الی: جار......ضر: موصوف......مسہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک زین للمسرفین ما کانوا یعملون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......زین للمسرفین: فعل مجہول وظرف لغو......ما کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاء تھم رسلھم بالبینت وما کانوا لیومنوا﴾.

و: مستانفہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ......اھلکنا القرون من قبلکم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو......لما: بمعنی حین مضاف......ظلموا: فعل واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......جاء تھم رسلھم بالبینت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کذلک نجری القوم المجرمین﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم......نجزی: فعل با فاعل......القوم المجرمین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون﴾.

ثم: عاطفہ......جعلنکم: فعل با فاعل ومفعول......خلئف: ذوالحال......فی الارض: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی......من بعدھم: ظرف لغو......لام تعلیلیہ، ننظر: فعل با فاعل......کیف: اسم استفہام......تعملون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اھلکنا القرون" پر معطوف ہے۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقران غیر ھذا او بدلہ﴾.

و: عاطفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو......ایاتنا: ذوالحال......بینت:

حال،ملکر نائب الفاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: فعل...... الذین لا یرجون لقاء نا: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......ائت: فعل امر بافاعل......ب: جار......قران: موصوف......غیر ھذا: صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......بدلہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقای نفسی﴾.

قل: قول......ما: نافیہ......یکون: فعل ناقص......لی: ظرف مستقر خبر مقدم......ان: مصدریہ......ابدلہ: فعل بافاعل ومفعول......من تلقاء ی نفسی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم﴾.

ان: نافیہ......اتبع: فعل بافاعل......الا: اداۃ حصر......مایوحی الی: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف: فعل بافاعل......عذاب یوم عظیم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... ان: شرطیہ،عصیت ربی: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاخاف عذاب یوم عظیم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿قل لو شاء اللہ ماتلوتہ علیکم ولا ادرکم بہ﴾.

قل: قول،لو: شرطیہ،شاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط، ماتلوتہ علیکم: فعل نفی بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لاادرکم بہ: فعل نفی بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون﴾.

ف: عاطفہ تعلیلیہ......قد: تحقیقیہ......لبثت: فعل ت ضمیر ذوالحال......فیکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......عمرا: ظرف زمان،من قبلہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ھمزہ: استفہامیہ......ف: عاطفہ...... لاتعقلون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح المجرمون﴾.

ف: عاطفہ......من: استفہامیہ مبتدا......من: جار......من: موصولہ......افتری علی کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او: عاطفہ......کذب بایتہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... انہ: حرف مشبہ واسم،لایفلح المجرمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم﴾.

و: مستانفہ......یعبدون: فعل بافاعل......من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم،ما: موصولہ......لایضرھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لاینفعھم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ﴾۔

و: عاطفہ،یقولون: قول،ھؤلاء: مبتدا،شفعاء نا: ذوالحال ظرف متعلق بحذوف حال،ملکر خبر،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموت ولافی الارض﴾۔

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام......اتنبئون اللہ: فعل بافاعل ومفعول......ب: جار......ما: موصولہ......لایعلم: فعل نفی بافاعل......فی السموت: جارمجرور معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......فی الارض: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿سبحنہ وتعالی عما یشرکون﴾۔

سبحنہ: مفعول مطلق "سبح"،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،تعلی عمایشرکون: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا﴾۔

و: مستانفہ......ما: نافیہ......کان الناس: فعل ناقص واسم......الا: اداۃ حصر......امۃ واحدۃ: خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ......اختلفوا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ماقبل آیت کے معنی پر " ای کان الناس علی الحق"

﴿ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینھم فیما فیہ یختلفون﴾۔

و: عاطفہ،لولا: حرف شرط،کلمۃ: موصوف،سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت،ملکر "موجود" محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ،لام: تاکیدیہ،قضی بینھم: فعل مجہول بانائب الفاعل،بینھم: ظرف،فیمافیہ یختلفون: ظرف لغو،ملکر جواب لولا۔

﴿ویقولون لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ﴾۔

و: عاطفہ......یقولون: قول......لولا: حرف شرط......انزل علیہ: فعل مجہول وظرف لغو......ایۃ من ربہ: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......قل: قول......انما: حرف مشبہ وما کافہ...... الغیب: مبتدا......للہ: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جواب لولا ماقبل شرط سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾۔

ف: فصیحہ......انتظروا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ......انی: حرف مشبہ واسم...... معکم: ظرف مقدم......من: جار......المنتظرین: اسم فاعل بافاعل،اپنے ظرف مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولو یعجل اللہ للناس......☆نضر بن حارث نے کہا تھا یارب یہ دینِ اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا۔اس بات پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ ﷻ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ ان کے لئے مال واولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔

☆......ائت بقران غیر ھذا او بدلہ ......☆کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات وعزّٰی ومنات وغیرہ بتوں کی برائی اوران کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ان کا یہ کلام یا تو بطریقِ تمسخر واستہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ وامتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنالائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلامِ ربانی نہیں ہے۔اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح اغراض﴾

انسان بُرے کلمات مُونہ سے نکالنے میں احتیاط کرے!

۱......آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے عذاب میں جلدی کی،ان آیات کو جھٹلاتے،استہزاء کرتے،بعث بعد الموت کا انکار کرتے کہ ان پر حساب اور جزا مرتب نہ ہوگا اور وہ کہتے تھے اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک......الخ یعنی اے اللہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہو تو...... (الجمل،ج۳،ص۳۳۹)

انسان اپنے اوپر،اولاد پر،مال واسباب پر لعن طعن نہ کرے نا معلوم وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور پھر ساری زندگی کا پچھتاوا رہ جائے،حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ وادی بواط کی جنگ میں تھے آپ ﷺ مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے،ایک اونٹ پر ہم پانچ چھ سات آدمی باری باری سفر کرتے تھے ایک انصاری اونٹ پر بیٹھنے لگا اور اس نے اونٹ کو بٹھایا پھر اس پر سوار ہوا پھر اس کو چلانے لگا۔اونٹ نے اس کے ساتھ کچھ سرکشی کی تو اس نے اونٹ کو کہا کہ اللہ تجھ پر لعنت کرے،رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:''اونٹ کو لعنت کرنے والا شخص کون ہے''؟اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں ہوں!آپ ﷺ نے فرمایا:''اونٹ سے اتر جاؤ،ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو،اپنے آپ کو بددعا نہ کرو،اپنی اولاد کو بددعا نہ کرو،اور نہ اپنے اموال کو بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو کہ جس میں اللہ ﷻ سے کسی چیز کا سوال کیا جائے تو وہ دعا مستجاب ہو جائے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد،باب حدیث جابر،رقم۳۰۰۹/۷۴۰۹،ص۱۴۷۰)

مہلت فقط وقت اجل تک!

۲......**ولکن یمهلهم** یعنی اللہ انہیں مہلت عطا فرماتا ہے، اور یہ اس کا فضل اور کرم ہے کہ انہیں ان کی اجل تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو ایک ساعت نہ وہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ایک ساعت انہیں بعد میں موت آسکتی ہے۔ مفسر کا قول **یترددون متحیرین** یعنی عذاب سے راہ فرار کے حوالے سے متردد اور حیران ہیں اور وہ راہ فرار نہیں پاتے۔

(الصاوی، ج۳، ص۹۰)

کافر کیوں مُسرف ہیں؟

۳......ناشکری گویا انسان کی سرشت میں رچی بسی ہوئی ہے کہ مصیبت کے وقت میں تو سوتے جاگتے ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہے مگر جیسے ہی وہ آزمائش یا مصیبت ٹلتی ہے تو اللہ عزوجل کی ناشکری میں لگ جاتا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ مصیبت کے وقت میں دعا کے ساتھ ساتھ صبر کا دامن نہ چھوڑتا اور مصیبت ٹلنے پر اللہ عزوجل کی حمد اور اس کا شکر بجالاتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مصیبت خود ہمارے اعمال کی شامت ہو کیونکہ قرآن کا بیان ہے ﴿مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ (الشوریٰ:۳۰)﴾ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہماری آزمائش کے لئے ہو جیسا کہ قرآن کا بیان ہے ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ (البقرۃ:۱۵۷)﴾ لہٰذا صبر کرنے میں عافیت ہے۔

☆......حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے زیادہ کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے اللہ عزوجل اس تکلیف (پر صبر کرنے کی) وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرماتا اور ایک گناہ مٹاتا ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ٥٦٤٠، ص٩٩٩)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ تھکاوٹ ہو یا غم ہو یا قرض یا بیماری ہوحتی کہ کوئی فکر ہو جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو رہا ہو، اللہ عزوجل اس مصیبت کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ٥٦٤١، ص٩٩٩)

آیت مبارکہ میں کافر کو مُسرف کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر اپنی جان و مال کو ضائع کر دیتا ہے، جان کو بتوں کی عبادت کر کے خود کو عذاب کا مستحق بنا کر ضائع کرتا ہے اور مال کو بتوں کی بھینٹ چڑھانے اور ان کی تزیین اور آرائش میں صرف کر کے ضائع کر دیتا ہے اور جو مصیبت کے وقت میں تو اللہ عزوجل کی جانب متوجہ ہو مگر مصیبت کے دور ہونے پر اللہ عزوجل کی یاد کو بھلا دے تو ایسا شخص بھی اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے والا اور اپنے دین کو ضائع کرنے والا کہلائے گا۔ کافر چونکہ اپنا کثیر مال دنیا کی رنگینیوں اور بتوں کی تزیین اور خسیس کاموں میں صرف کر دیتا ہے اس لئے یہ مسرف ہے کیونکہ یہ آخرت کی نا ختم ہونے والی ابدی نعمتوں کو نظر انداز کر کے دنیا کے فانی انعام و اکرام کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

کافروں کی ہلاکت کے دو اسباب:

۴......قولِ مفسر عطف علی ظلموا یعنی جیسا کہ کہا گیا کہ جب کافروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کفر پر مصر رہے تو اس حیثیت سے انہیں مہلت دینا کچھ فائدہ نہ دیگا اور ہم نے انہیں ہلاک کردیا پس ان کی ہلاکت کا سبب مجموعی طور پر یہ دونوں کام ظلموا انفسھم اور اصروا علی الکفر بنے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۴۱)

صاحب قرآن سے استهزاء کرنا دشمنان اسلام کا کام هے!

۵......امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ کافروں کا یہ اقدام (کہ اس قرآن کے بجائے کچھ اور لے آئیں) دو صورتوں کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات مذاق اور ٹھٹھا کہ طور پر کہی تھی اور ان کا یہ کلام لو جئتنا بقرآن غیر ھذا لامنا بک یعنی اگر آپ ہمارے پاس اس قرآن کے علاوہ کچھ اور لے آئیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور اس جملے سے ان کا مقصد آپ ﷺ کا مذاق اڑانا اور آپ ﷺ کے ساتھ ٹھٹھا کرنا تھا، دوسرا احتمال یہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات تجربہ اور امتحان کے طور پر کہی تھی یہاں تک کہ اگر سید عالم ﷺ ان کے کہے کے مطابق کچھ کرتے تو کافر یہ جان لیتے کہ سید عالم ﷺ اپنے قول ان ھـــذا القرآن ینزل علیه من عند الله میں معاذ اللہ جھوٹے ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۴۲)۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو صاحب قرآن محبوب رب رحمٰن کے ساتھ استہزاء کریں یا کسی بھی طریقے سے ان کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کریں، دنیا و آخرت میں بربادی سے ڈرنا چاہیے، ایسے لوگوں کی توبہ قبول ہے یا کہ نہیں، علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں: ''نبی پاک ﷺ کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس بارے میں صاحب فتاوی بزازیہ نے نقل کیا: ہمارے نزدیک گستاخِ رسول کو قتل کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہے اگرچہ وہ اسلام لے آئے، آپ علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی نسبت قاضی عیاض مالکی کی کتاب الشفاء اور ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب الصارم المسلول کی طرف کی ہے پھر بعد میں آنے والے علماء نے انہی کی پیروی کی اور اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں بعینہ اسی طرح ذکر کردیا حتی کہ خاتمۃ المحققین ابن ہمام اور صاحب الدرر اور الغرر نے بھی اسے یونہی ذکر کیا حالانکہ شفاء شریف اور الصارم المسلول میں مذکور مسئلہ شوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے، امام مالک سے ایک روایت مع الجزم یہ ہے کہ ایسے شخص کی توبہ ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ ہمارے مذہب کی کتب متقدمہ میں یہی منقول ہے جیسا کہ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج میں اور امام طحاوی کی شرح مختصر اور النتف وغیرہ کتب مذہب میں ہے اور تمام تعریفیں اور احسان منّدیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جیسا کہ میں (علامہ شامی) نے اس مسئلہ کو اپنی ایک کتاب مین خوب واضح کردیا ہے۔ اس قدر تفصیل سے یہ مسئلہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ اس کتاب کا نام میں نے تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه الکرام علیهم الصلوۃ والسلام رکھا۔ (درس عقود رسم المفتی، ص۴۱)۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں اسلام ورفع دیگر احکام اُنکی (یعنی گستاخانِ رسول کی) توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول

ہے۔ہاں!اس میں اختلاف ہے کہ سلطانِ اسلام انہیں بعدِ توبہ واسلام صرف تعزیر دے، یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو"بـزازیة" اور اس کے بعد کی بہت کتبِ معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج١٤، ص٣٠٤)

قرآن معجزہ ھے!

ﷺ......اہلِ باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف برہانِ قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس برہان کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تا کہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے۔ اس طرح کُفّار نے حضور کے معجزات اور بالخصوص قرآنِ کریم (جو معجزہ عظیمہ ہے) اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآنِ پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ آپ فرمادیجئے کہ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریرِ جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ اس پر قائم ہے کہ سیدِ عالَم ﷺ پر قرآنِ پاک کا ظاہر ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور ﷺ ان میں پیدا ہوئے، ان کے درمیان حضور بڑھے، تمام زمانے حضور ﷺ کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا نہ کسی استاد کی شاگردی کی، یکبارگی قرآنِ کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نُزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں۔ یہ قرآنِ کریم کے معجزہ قاہرہ ہونے کی برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوّت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازِل کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کی مشیّت پر ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے تو یہ امرِ غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کُفّار نے طلب کی ہے نازِل فرمائے یا نہ فرمائے نبوّت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہر معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیه نمبر ٤٨)

☆......☆لجنبیه: حال ہے دعانا کے فاعل سے اور لام بمعنی علی ہے (الصاوی، ج٣، ص٩٠)۔

ای فی کل حال: اس جملے نے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ مراد تعمیم و تخصیص ہے، یعنی انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو سوتے، بیٹھے، کھڑے تینوں حالتوں میں اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہے اور عام طور پر عادتاً انسان میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔ عطف علی ظلموا: کہا جاتا ہے کہ جب گناہ اور کفر پر اصرار (بڑھ) گیا اور مہلت دینے کا کوئی فائدہ نہ رہا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، پس یہ دونوں باتیں ان کے ہلاک ہونے کا سبب بن گئیں۔ وھو الاسلام: لوگ ایک ہی دین پر قائم تھے سے مراد دو اقوال لئے جاتے ہیں، یہ دونوں اقوال میں سے ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ کافر تھے، تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس کا قول منقول ہے کہ لوگ ایک ہی دین یعنی کفر پر قائم تھے جس وقت اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا لوگ کفر پر تھے، اور انہی سے یہ قول بھی منقول ہے کہ عہد ابراہیم میں

لوگ کفر پر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہالت کے دور میں تولد فرمایا، پس اللہ عزوجل نے (لوگوں کی ہدایت کے لئے) حضرت ابراہیم اور دیگر حضرات انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۴۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۸

﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ﴾ اَیْ کُفَّارَ مَکَّۃَ ﴿رَحْمَۃً﴾ مَطَرًا وَخِصْبًا ﴿مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ﴾ بُؤْسٍ وَجَدْبٍ ﴿مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا﴾ بِالْاِسْتِهْزَاءِ وَالتَّكْذِیْبِ ﴿قُلِ﴾ لَهُمْ ﴿اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا﴾ مُجَازَاۃً ﴿اِنَّ رُسُلَنَا﴾ اَلْحَفَظَۃَ ﴿یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ (۲۱)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ﴾ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ یُنْشِرُكُمْ ﴿فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ﴾ اَلسُّفُنِ ﴿وَجَرَیْنَ بِهِمْ﴾ فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ ﴿بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ﴾ لَیِّنَۃٍ ﴿وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ﴾ شَدِیْدَۃُ الْهُبُوْبِ تَكْسِرُ كُلَّ شَیْءٍ ﴿وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ﴾ اَیْ اُهْلِكُوْا ﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ اَلدُّعَاءَ ﴿لَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ﴾ اَلْاَهْوَالِ ﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ (۲۲)﴾ اَلْمُوَحِّدِیْنَ ﴿فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ بِالشِّرْكِ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ﴾ ظُلْمُكُمْ ﴿عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ﴾ لِاَنَّ اِثْمَهٗ عَلَیْهَا هُوَ ﴿مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ تَمَتَّعُوْنَ فِیْهَا قَلِیْلًا ﴿ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ ﴿فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۳)﴾ فَنُجَازِیْكُمْ عَلَیْهِ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِنَصْبِ مَتَاعٍ اَیْ تَتَمَتَّعُوْنَ ﴿اِنَّمَا مَثَلُ﴾ صِفَۃُ ﴿الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ﴾ مَطَرٍ ﴿اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ﴾ بِسَبَبِهٖ ﴿نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ وَاشْتَبَكَ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ ﴿مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ﴾ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِیْرِ وَغَیْرِهِمَا ﴿وَالْاَنْعَامُ﴾ مِنَ الْكَلَاءِ ﴿حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا﴾ بَهْجَتَهَا مِنَ النَّبَاتِ ﴿وَازَّیَّنَتْ﴾ بِالزَّهْرِ وَاَصْلُهٗ تَزَیَّنَتْ اُبْدِلَتِ التَّاءُ زَایًا وَاُدْغِمَتْ فِی الزَّایِ ﴿وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَآ﴾ مُتَمَكِّنُوْنَ مِنْ تَحْصِیْلِ ثِمَارِهَا ﴿اَتٰىهَآ اَمْرُنَا﴾ قَضَاؤُنَا اَوْ عَذَابُنَا ﴿لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا﴾ اَیْ زَرْعَهَا ﴿حَصِیْدًا﴾ كَالْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَۃٌ اَیْ كَاَنَّهَا ﴿لَّمْ تَغْنَ﴾ تَكُنْ ﴿بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ﴾ نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۴)﴾ ﴿وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ﴾ اَیِ السَّلَامَۃِ وَهِیَ الْجَنَّۃُ بِالدُّعَاءِ اِلَی الْاِیْمَانِ ﴿وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۵)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿الْحُسْنٰی﴾ اَلْجَنَّۃُ ﴿وَزِیَادَۃٌ﴾ هِیَ النَّظَرُ اِلَیْهِ تَعَالٰی كَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ ﴿وَلَا یَرْهَقُ﴾ یَغْشٰی ﴿وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ﴾

سَوادٌ ﴿وَّلَا ذِلَّةٌ﴾ كَاٰبَةٌ ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۲۶)﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ عَطْفٌ عَلٰى لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا اَیْ وَلِلَّذِيْنَ ﴿كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ﴾ عَمِلُوا الشِّرْكَ ﴿جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿عَاصِمٍ﴾ مَانِعٍ ﴿كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ﴾ اُلْبِسَتْ ﴿وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا﴾ بِفَتْحِ الطَّاءِ جَمْعُ
قِطْعَةٍ وَاِسْكَانِهَا اَیْ جُزْءًا ﴿مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۲۷)﴾ ﴿وَ﴾ اُذْكُرْ
﴿يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ﴾ اَیِ الْخَلْقَ ﴿جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ﴾ نُصِبَ بِالْزَمُوْا مُقَدَّرًا ﴿اَنْتُمْ﴾
تَاْكِيْدٌ لِلضَّمِيْرِ الْمُسْتَتِرِ فِی الْفِعْلِ الْمُقَدَّرِ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ ﴿وَشُرَكَآؤُكُمْ﴾ اَیِ الْاَصْنَامُ ﴿فَزَيَّلْنَا﴾
مَيَّزْنَا ﴿بَيْنَهُمْ﴾ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا فِیْ اٰيَةٍ (وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ) ﴿وَقَالَ﴾ لَهُمْ
﴿شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ(۲۸)﴾ مَا نَافِيَةٌ وَقُدِّمَ الْمَفْعُوْلُ لِلْفَاصِلَةِ ﴿فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ اِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَیْ اِنَّا ﴿كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ(۲۹)﴾ ﴿هُنَالِكَ﴾ اَیْ ذٰلِكَ الْيَوْمُ ﴿تَبْلُوْا﴾ مِنَ
الْبَلْوٰى وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِتَائَيْنِ مِنَ التِّلَاوَةِ ﴿كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ﴾ قَدَّمَتْ مِنَ الْعَمَلِ ﴿وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ
مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ﴾ اَلثَّابِتِ الدَّائِمِ ﴿وَضَلَّ﴾ غَابَ ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ(۳۰)﴾ عَلَيْهِ مِنَ الشُّرَكَاءِ.

﴿ترجمہ﴾

اور جبکہ ہم مزہ دیتے ہیں لوگوں کو (یعنی کفار مکہ کو......۱) رحمت کا (بارش برسا کر اور سبزہ اگا کر) کسی تکلیف کے بعد (فقر وفاقہ اور خشک سالی کے بعد) جو انہیں پہنچی تھی جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤ چلتے ہیں (ان کا مذاق اڑا کر اور انہیں جھٹلا کر) تم فرمادو (ان سے) اللہ کی خفیہ تدبیر (مکرا بمعنی مجازاۃ ہے) سب سے جلدی ہو جاتی ہے......۲ بیشک ہمارے رسل (یعنی فرشتے) تمہارے مکر لکھ رہے ہیں (یمکرون یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) وہی ہے کہ تمہیں چلاتا ہے (اور ایک قرأت میں یسیرکم کی جگہ ینشرکم ہے) خشکی اور تری میں یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو (الفلک بمعنی السفن ہے) اور وہ انہیں لیکر چلے (اس مقام میں غیبوبت سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے......۳) اچھی ہوا سے......۴ (خوشگوار ہوا سے) اور اس پر خوش ہوئے ان پر آندھی کا جھونکا آیا (یعنی ان پر زبردست ہوا چلی جس نے سب کچھ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا) اور ہر طرف لہروں نے انہیں آلیا اور سمجھ لیے کہ ہم گھر گئے (یعنی ہلاک ہونے والے ہیں) اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس کے بندے ہو کر کہ اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تو اس (یعنی ان ہولناکیوں سے) ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر (شکرین بمعنی موحدین ہے) کرنے والوں میں سے ہونگے پھر اللہ جب انہیں بچالیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں (شرک کر کے) اے لوگو تمہاری زیادتی (تمہارا ظلم

)تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے(کیونکہ اس کا گناہ تمہاری جانوں ہی پر ہے......۵......یہ)دنیاوی زندگی کا سامان ہے(جس میں تم تھوڑا برت رہے ہو)پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے(مرنے کے بعد......۶......)اس وقت ہم تمہیں جتادیں گے جو تمہارے اعمال تھے(پس ہم تمہیں ان کا بدلہ دیں گے اور ایک قرأت میں متاع منصوب ہے اس صورت میں فعل تتمتعون محذوف ہوگا)دنیا کی زندگی کی صفت......۷......(مثل بمعنی صفت ہے)تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی(یعنی بارش)کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب(بہ میں باء سببیہ ہے)زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں(اس حال میں کہ وہ باہم ملی ہوئی تھیں)جو کچھ آدمی کھاتے ہیں(جیسے گندم، جو وغیرہ)اور چوپائے(جیسے گھاس)یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگھار لے لیا(خوب پھلی پھولی سرسبز و شاداب ہوئی)اور خوب آراستہ ہوگئی(کلیاں نکلنے کے سبب ازینت کی اصل تزینت ہے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں مدغم کردیا)اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی(ہم اس کے پھل حاصل کرنے پر قادر ہو چکے ہیں)ہمارا حکم اس پر آیا(ہمارا فیصلہ یا ہمارا عذاب)رات میں یا دن میں تو اسے کردیا(یعنی اس کی کھیتی کو کردیا)کاٹی ہوئی(درانتی سے)گویا(کان مخففہ ہے دراصل کانہا تھا)تھی ہی نہیں کل کو(لم تغن بمعنی لم تکن ہے)ہم یونہی بیان کرتے ہیں(نفصل بمعنی نبین ہے)آیتیں غور کرنے والوں کیلئے اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے(ایمان لانے کی طرف، دار السلامۃ سے مراد جنت ہے)اور ہدایت دیتا ہے اسے(جس کی ہدایت)چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف(یعنی اسلام کی طرف، ایمان کے ساتھ)بھلائی کرنے والوں کیلئے بھلائی ہے(یعنی جنت ہے)اور اس سے بھی زائد(زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے......۸......جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے)اور نہ چڑھے گی(نہیں چھائے گی)ان کے منہ پر سیاہی......۹......(قتر بمعنی سواد ہے)اور نہ خواری(یعنی غم و رنج)وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے(اس والذین کا عطف الذین احسنوا یعنی وللذین پر ہے)برائیاں کمائیں(شرک کریں)تو برائی کا بدلہ اسی جیسا......۱۰...... اور ان پر ذلت چڑھے گی انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا(من اللہ میں من زائدہ ہے اور عاصم بمعنی مانع ہے)گویا کہ چڑھا دیئے ہیں(اغشیت بمعنی البست ہے)ان کے موہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے(قطعا طاء مفتوحہ کے ساتھ قطعۃ کی جمع ہے اور طاء ساکن کے ساتھ بمعنی ٹکڑے کے ہے)وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور(یاد کرو اس دن کو)جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے(یعنی تمام مخلوق کو)پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو(مکان فعل مقدر الزموا کا مفعول ہونے کے سبب منصوب ہے)تم(انتم فعل مقدر میں موجود ضمیر مستتر کی تاکید ہے تاکہ فعل مقدر پر عطف کیا جاسکے)اور تمہارے شریک(یعنی بت)تو ہم جدا کردیں گے(علیحدگی کردیں گے)ان کے(اور مسلمانوں کے درمیان جیسا کہ ایک آیت میں ارشاد فرمایا: وامتازوا الیوم ایھا المجرمون)اور کہیں گے(ان سے)ان کے شریک تم ہمیں نہیں پوجتے تھے(ما کنتم میں ما نافیہ ہے اور فاصلہ کیلئے مفعول کو مقدم کیا گیا ہے)تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ(ان مخففہ ہے اصل میں انا ہے)ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں(یعنی

اُس روز) جانچ لے گی (تبلوا یہ بلوی سے مشتق ہے، اور ایک قرائت میں دو تاء تتبلوا کے ذریعے تلاوت کی گئی ہے) ہر جان جو آگے بھیجا (جو عمل آگے کیلئے بھیجا) اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولی ہے (حق بمعنی ثابت و دائم ہے) اور گم ہو جائیں گی (یعنی غائب ہو جائیں گی) ان سے ان کی ساری بناوٹیں (جو وہ شریک باری ﷻ ٹھرا کر اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھتے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اذقنا الناس رحمة من بعد ضرآء مستھم اذا لھم مکر فی ایاتنا﴾۔

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......اذقنا الناس: فعل با فاعل ومفعول......رحمة: موصوف......من: جار......بعد: مضاف......ضراء: موصوف......مستھم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......اذا: فجائیہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......مکر: موصوف......فی ایتنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿قل اللہ اسرع مکرا ان رسلنا یکتبون ما تمکرون﴾۔

قل: قول، اللہ: مبتدا، اسرع: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز، مکرا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان رسلنا: حرف مشبہ واسم، یکتبون: فعل با فاعل، ماتمکرون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی یسیر کم فی البر والبحر حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبة وفرحوا بھا جاء تھا ریح عاصف وجاء ھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم﴾

ھو: مبتدا......الذی: موصول......یسیر کم: فعل با فاعل ومفعول......فی البر والبحر: ظرف لغو......حتی: جار اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......کنتم فی الفلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جرین: فعل با فاعل......ب: جار......ھم: ضمیر ذوالحال......وفرحوابھا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......بریح طیبة: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط......جاء تھا ریح عاصف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وجاء ھم الموج من کل مکان: جملہ فعلیہ معطوف اول......وظنوا انھم احیط بھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی یسیر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿دعوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾۔

دعوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......مخلصین لہ: اسم فاعل با فاعل وظرف لغو......الدین: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل......اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشکرین﴾.

لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، انجامنا من ھذہ: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، نکونن: فعل ناقص بااسم، من الشکرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما انجٰھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ......انجاھم: جملہ فعلیہ شرط...... اذا: فجائیہ......ھم: مبتدا......یبغون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ......بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا﴾.

یایھاالناس: جملہ ندائیہ......انما: حرف مشبہ وما کافہ...... بغیکم: مبتدا......علی انفسکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ......متاع الحیوۃ الدنیا: فعل محذوف "تبتغون" کیلئے مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم تعملون﴾.

ثم: عاطفہ......الینا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: عاطفہ......ننبئکم: فعل بافاعل ومفعول......بماکنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلنہ من السماء﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... مثل الحیوۃ الدنیا: مبتدا......کاف: جار......ماء: موصوف......انزلنہ من السماء: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتیٰ اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتھا امرنا لیلا اونھارا﴾.

ف: عاطفہ، اختلط: فعل......بہ: ظرف لغو، نبات الارض: ذوالحال، من: جار، ما یاکل الناس والانعام: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......اخذت الارض زخرفھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وازینت: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......ظن اھلھا: فعل فاعل، انھم قدرون علیھا: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، اتھا امرنا: فعل ومفعول وفاعل، لیلا: معطوف علیہ، او نھارا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی اختلط، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فجعلنھا حصیدا کان لم تغن بالامس﴾.

ف: عاطفہ......جعلنہا: فعل بافاعل......ھا: ضمیر ذوالحال...... کان: حرف مشبہ مخففہ باضمیر شان "ھا" محذوف اسم،لم تغن بالامس: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول اول......حصیدا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نفصل الایت لقوم یتفکرون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تفصیلا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق......نفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول......لقوم یتفکرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾.

و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،یدعوا: فعل بافاعل،الی دار السلم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یھدی: فعل بافاعل،من یشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، الی صراط المستقیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ﴾

لام: جار......الذین: موصول......احسنوا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... الحسنی: معطوف علیہ......وزیادۃ: معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لا یرھق وجوھھم: فعل نفی ومفعول......قتر: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......ذلۃ: معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون﴾.

اولئک: مبتدا،اصحب الجنۃ: ذوالحال،ھم: مبتدا،فیھا خلدون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کسبوا السیات جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ﴾.

و: مستانفہ......الذین: موصول،کسبوا السیئات: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا جزاء، سیئۃ: مبتدا ثانی،بمثلھا: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ......ترھقھم: فعل ومفعول،ذلۃ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ما لھم من اللہ من عاصم کانما اغشیت وجوھھم قطعا من الیل مظلما﴾.

ما: مشابہ بلیس......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......من اللہ: ظرف لغو مقدم......من: زائدہ......عاصم: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ...... کانما: حرف مشبہ وما کافہ...... اغشیت وجوھھم: فعل ونائب الفاعل: قطعا: موصوف......من الیل: ظرف مستقر صفت اول......مظلما: صفت ثانی،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون ویوم نحشرھم جمیعا﴾.

اولئک: مبتدا......اصحب النار: ذوالحال......ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......یوم:

مضاف......نحشر: فعل بافاعل......هم : ذوالحال......جميعا: حال،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرفعل محذوف "نفعل ذلک کله" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم نقول للذين اشركوا مكانكم انتم وشركاؤكم فزيلنا بينهم وقال شركاؤهم ما كنتم ايانا تعبدون﴾.

ثم: عاطفہ،نقول للذين اشركوا: قول،مكانكم: اسم فعل امر بمعنی الزموا، كم : ضمیرمؤکد،انتم : تاکید،ملکرمعطوف علیہ،و،شركاء كم: معطوف،ملکرفاعل،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف: مستانفہ، زيلنا بينهم: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و: عاطفہ،قال شركاء هم: قول،ما: نافیہ،كنتم : فعل ناقص بااسم،ايانا تعبدون: جملہ فعلیہ خبر،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فكفى بالله شهيدا بيننا وبينكم﴾.

ف: مستانفہ،كفى: فعل......ب: زائد ،الله:ممیز، بيننا وبينكم: شبہ جملہ تمیز،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان كنا عن عبادتكم لغفلين﴾.

ان: مخففہ مہملہ......كنا: فعل ناقص بااسم......عن عبادتكم: ظرف لغومقدم......لام: تاکیدیہ......غفلين : اسم فاعل بافاعل،ملکرشبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هنالک تبلوا كل نفس مااسلفت وردوا الى الله مولهم الحق وضل عنهم ما كانوا يفترون﴾.

هنالک: ظرف مقدم،تبلوا كل نفس: فعل وفاعل،مااسلفت : موصول صلہ،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ردوا: فعل مجہول بانائب الفاعل،الى: جار......الله : موصوف،مولهم: صفت اول......الحق: صفت ثانی،ملکرمجرور، ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ......ضل عنهم: فعل وظرف لغو، ما كانوا يفترون: موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قحط سالی کا عذاب!

۱......کفار مکہ کے قول لولا انزل عليه آية من ربه پر یہ واذااذقنا الناس آخری جواب ہے،جب کفار مکہ سرکشی اور (سید عالم ﷺ کی) اطاعت نہ کرنے کے معاملے میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ عزوجل نے انہیں سات سال تک قحط سالی میں مبتلا فرمادیا،پھر بعد میں بارشیں نازل فرماکران پر رحم فرمایا،انہوں نے پھر ہنسی مذاق اڑانا شروع کردیا اور مال و دولت بتوں پر ضائع کرنا شروع کردیا اور بولے اگر قحط سالی ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوئی ہے جیسا کہ محمد کہتے ہیں تو ہمیں بارشیں وشادابیاں نہ ملی ہوتیں اس لئے کہ ہم نے توبہ تو کی ہی نہیں۔ (الصاوی،ج۳،ص۹۳)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قریش نے ایمان لانے کے معاملے میں بہت تاخیر کردی،نبی پاک ﷺ

نے ان کے خلاف دعا فرمائی تو ان کو قحط نے جکڑ لیا حتی کہ وہ اس میں ہلاک ہونے لگے۔ انہوں نے مردار اور ہڈیاں کھائیں، پھر آپ ﷺ کے پاس ابوسفیان آیا اور اس نے کہا اے محمد! آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، آپ اللہ سے دعا کیجئے، سید عالم ﷺ نے یہ دعا پڑھی ''آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان واضح دھواں لائے گا (الدخان:۱۰)''، پھر وہ دوبارہ اپنے کفر کی جانب لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی تو ان پر بارشیں ہوئیں اور پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا پھر لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش نازل فرما اور ہم پر بارش نازل نہ فرما تو بادل آپ ﷺ کے سر سے ہٹ گئے اور آپ ﷺ کے اردگرد بارش ہونے لگی۔

(صحيح بخاري، كتاب الاستسقاء، باب اذا استشفع المشركون، رقم: ١٠٢٠، ص ١٦٤)

اللہ ﷻ مکر کی سزا دیتاھے:

۲......اے محمد ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ زیادہ تیز ہے مکر کی سزا دینے میں، مکر کے معنی کے اعتبار سے اس کا استعمال اللہ ﷻ کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس لئے جب اللہ ﷻ کی طرف یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا معنی یا تو استدراج ہوگا یعنی کسی کو بتدریج بربادی کی جانب لے جانا کہ شعور تک نہ ہو جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسے اللہ ﷻ دنیا میں وسعت عطا فرماتا ہے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ میرے ساتھ مکر ہے تو ایسا شخص دھوکہ میں ہے، میں کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے دنیا کی نعمتوں سے وافر حصہ دیا جائے اور وہ شکر گزار نہ ہو وہ دھوکے میں ہے۔ یا مکر کا مطلب مکر کی سزا دینا ہے یعنی اللہ ﷻ نے انہیں فوراً سزا دے دی، یا یہ مطلب ہے کہ ان کے اپنے فریب میں غور و فکر سے پہلے ہی انہیں بربادی تک پہنچا دیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کا معنی یہی ہے کہ اللہ ﷻ کا عذاب تمہیں جلدی ہلاک کرنے والا ہے اس مکر کے مقابلے میں جس کے ذریعے تم اللہ ﷻ کے دین کو مٹانا چاہتے ہو، کیونکہ اللہ ﷻ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے کیونکہ وہ اپنے ارادے کو پورا کرنے پر قادر ہے اور تم حق کو مٹانے پر قادر نہیں ہو۔ (المظهري، ج٣، ص٤٠٧)

خطاب سے غیبت کی جانب اشارہ:

۳......فيه التفات عن الخطاب سے مراد یہ ہے کہ یہاں (كنتم میں) مبالغہ کے لئے خطاب سے غیبت کی طرف التفات کیا گیا ہے اور اس کی حکمت کفار کی قباحت زیادہ ظاہر کرنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نعمت کا شکر ادا کرنے والے نہ تھے، بہر حال اولاً خطاب مسلمان اور کافر ہر ایک سے ان پر نعمتوں پر شکر کرنے کے حوالے سے ہے۔ (الصاوی، ج٣، ص٩٤)

ھوا کی تسخیر کا بیان:

۴......اللہ کا فرمان بريح، جرين کے متعلق ہے، اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ ایک فعل دو معمول کی جانب لفظاً اور معناً حرف جر کے ساتھ کیسے متعدی ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلا باء (جو کہ بھم کے ساتھ ہے) متعدی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ مررت بزيد

،اور دوسرا باء (جوکہ بــریــح میں ہے) سببیہ ہے، پس معنی مختلف ہو گئے، پس اسی مناسبت کی وجہ سے ایک عامل کے ساتھ دونوں متعلق ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرے باء کو حال کے لئے نامزد کیا جائے اس صورت میں یہ ایک محذوف فعل کی جانب متعلق ہوگا اور تقدیر عبارت اس صورت میں یہ ہوگی کہ جرین بھم ملتبسة بریح طیبة پس اس صورت میں دوسرا باء الفلک کی ضمیر سے حال ہوگا۔

مصباح میں ہے کہ ریــح آسمان و زمین کے مابین موجود ہوا کو کہتے ہیں اور اس کی اصل واو (روح) ہے لیکن واو کو یاء سے انکسار کی وجہ سے تبدیل کر دیا گیا اور اس کی جمع ارواح اور ریــاح ہے اور بعض علماء نے اس کی جمع اریــاح بیان کی ہے اور ابو حاتم نے اسے غلط قرار دیا اور کہا کہ الــریح اکثر کے نزدیک مؤنث ہے، پس کہا جاتا ہے کہ ریح ہوا کے معنی میں ہونے کی وجہ سے مذکر ہے، ابن الانباری نے کہا کہ ریح کے مؤنث ہونے پر کوئی علامت نہیں ہے اور یہی حال سارے اسماء کا ہے سوائے اعصار کے کہ یہ مذکر ہے۔

(الجمل، ج ۳، ص ۳۴۷)

امام رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے موجود ہونے پر دلیل طلب کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی میرا پیشہ سمندری تجارت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے بحری سفر کا کوئی واقعہ سنانے کی فرمائش کی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ طوفان آیا اور میری کشتی ٹوٹ گئی مجھے ایک تختہ مل گیا میں اس کے سہارے سمندر میں تیرنے لگا اچانک تیز آندھی چلنے لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جھٹ اس سے پوچھا سچ بتاؤ جب تمہاری کشتی ٹوٹ چکی تھی اور تمہارا تختہ بپھری ہوئی موجوں کے رحم و کرم پر تھا، کیا اس وقت تمہارے دل میں کسی برتر ہستی کے حضور میں عجز و نیاز کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔ اس نے جواب میں کہا جی ہاں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فالھک ھو الذی تضرعت الیه فی ذلک الوقت یہی تیرا معبود ہے جس کے لئے مصیبت کے وقت میں تیرے دل میں عاجزی کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔

(ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۲۹۱)

وحدت ربی کا معنی:

۵......مطلب یہ کہ تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر آئے گا، اللہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے گا جیسا کہ مطیع کی طاعت اللہ کو نفع نہیں دیتی۔ عارفین کہتے ہیں کہ جو چیز تجھے نقصان پہنچائے وہ گناہ ہے اور جو فائدہ دے وہ طاعت، پس مشرک کا اللہ عزوجل کے لئے کسی کو شریک کرنا اللہ عزوجل کی ذات کے لئے شرک کو ثابت نہیں کرتا بلکہ یہ تو محض افتراء اور جھوٹ ہے، اور اس کا وبال ایسا کرنے والے پر ہے، اور بندے کا توحید پر گامزن رہنا اللہ عزوجل کی وحدانیت ثابت نہیں کرتا بلکہ اللہ عزوجل تو ازل و ابد سے واحد حقیقی ہے بلکہ وحدت ربی کا معنی یہ ہے کہ میرے رب کی وحدت میرے دل میں قائم ہے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے لئے اس کی وحدت کو ثابت کیا ہے جبکہ وہ وحدت نہ تھی کہ ایسا کہنا صریح کفر ہے۔

(الصاوی، ج ۳، ص ۹۴)

موت کی اقسام :

۶.....موت کی قسمیں حیات کی قسموں کے حسب حیثیت ہیں، پس پہلی قسم یہ ہے کہ قوت نامیہ موجودہ (یعنی بڑھنے والی قوت) کاانسان حیوان اور نباتات سے زائل (یعنی ختم) ہونا جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے ﴿اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (حدید:۱۷)﴾ جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ محسوس کرنے والی قوت کا انسان حیوان اور نباتات سے زائل ہونا جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے ﴿قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم:۲۳)﴾ بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی۔ ﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا (مریم:۶۶)﴾ اور آدمی کہتا ہے کیا جب میں مرجاؤں گا تو ضرور عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ سوچنے سمجھنے کی قوت کا انسان حیوان اور نباتات سے زائل ہونا اور جہالت کا پیدا ہوجانا جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ (الانعام:۱۲۲)﴾ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا۔ ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل:۸۰)﴾ بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ غم کی وجہ سے طبیعت کا مکدر یعنی ناخوش ہونا جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ﴿وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (ابراھیم:۱۷)﴾ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ پانچویں قسم نیند ہے پس کہا جاتا ہے کہ نیند خفیف یعنی ہلکی موت ہے اور موت ثقیل یعنی بھاری نیند ہے اسی بناء پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دونوں کو توفیا کے نام سے موسوم فرمایا۔ ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا (الزمر:۴۲)﴾ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (ال عمران:۱۶۹)﴾ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ یعنی شہداء سے ان پر کی جانے والی نعمتوں کی وجہ سے موت کی نفی کی گئی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ سے مذکورہ درج ذیل حزن کی بھی نفی کی گئی ہے جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ﴿وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (ابراھیم:۱۷)﴾ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ال عمران:۱۸۵)﴾ ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ پس اس موت کو قوت حیوانیہ کے زائل ہونے اور روح کے جسم سے نکلنے سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر:۳۰)﴾ بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(المفردات، ص ۴۷۹)

☆.....حسن رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ''مومن پر موت کی شدت اور اس کا کرب تلوار کے تین سو وار کی مقدار کے برابر ہے۔

(تنبیہ الغافلین، باب ھول الموت و شدتہ، ص ۱۲)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بیشک تم گردش ایام میں ہو اور موت اچانک آجائے گی جس نے بھلائی کا بیج بویا عنقریب وہ امید کی فصل کاٹے گا اور جس نے برائی کاشت کی جلد ہی ندامت کی کھیتی پائے گا، ہر کاشت کار کے لئے اسی کی کھیتی ہے"۔

(ذم الھوی، باب ۵۰، ص۴۹۸)

دنیا کی بے ثباتی :

۷......اللہ عزوجل نے یہاں دنیا کی بے قدری بیان کی ہے کہ اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے پانی برسے اور اس کے نتیجے میں کھیتیاں اگیں اور انسان، حیوان سب ہی اس سے کھائیں، نفع اٹھائیں اور یہ گمان کریں کہ وہ ان کھیتیوں پر ہمیشہ قابو پائے رہیں گے لیکن اللہ عزوجل کا حکم آجائے اور سب کچھ برباد ہو جائے۔

منقول ہے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ایک سادہ جھونپڑی میں رہائش اختیار فرمائی، عرض کیا گیا کہ بہتر تھا کہ آپ علیہ السلام کوئی عمدہ مکان تعمیر فرما لیتے، فرمایا کہ جو مر جائے گا یعنی جسے موت کا یقین ہے اس کے لئے یہ بھی بہتر ہے۔

(العقد الفرید، ج۳، ص۱۴۶)

حضرت سیدنا ابو زکریا تیمی فرماتے ہیں کہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مسجد حرام شریف میں موجود تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر کوئی تحریر کندہ تھی اس نے ایسے شخص کو بلانے کا کہا جو اس کو پڑھ سکے، چنانچہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا "اے ابن آدم! اگر تو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان لے تو لمبی لمبی امیدوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے نیک عمل میں زیادتی کا سامان کرے اور حرص اور دنیا کمانے کی تدبیریں کم کر دے، یاد رکھ اگر تیرے قدم پھسل گئے تو روز قیامت تجھے ندامت کا سامنا ہوگا، تیرے اہل وعیال تجھ سے بیزار ہو جائیں گے اور تجھے تکلیف میں مبتلا چھوڑ دیں گے، تیرے ماں باپ اور عزیز و اقارب بھی تجھے چھوڑ دیں گے، تیری اولاد اور قریبی رشتے دار تیرا ساتھ نہ دیں گے، پھر تو لوٹ کر دنیا میں آسکے گا نہ ہی نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا، پس اس حسرت اور ندامت کی ساعت سے پہلے دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے عمل کر لے۔

(ذم الھوی، باب ۵۰، ص۴۹۸)

دیدار الٰہی کی نعمت :

۸......ھی النظر الیہ تعالی یہ جمہور صحابہ اور تابعین کا قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زیادتی سے مراد رضوان اللہ اکبر یعنی اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ زیادتی سے مراد دگنی نیکیاں ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد موتیوں کا ایک کمرہ ہے جس کے چار دروازے ہیں لیکن پہلا قول معتمد علیہ ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل کا دیدار تمام باتوں کو مستلزم ہے اور اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ "جب جنتی جنت میں داخل ہوگا اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے اللہ عزوجل! کیا تو نے

ہمارے چہرے روشن نہ کئے، کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات اور جنت میں داخل نہ کیا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل پردے ہٹادے گا اور جنتیوں کو جو کچھ دیا گیا انہیں اللہ عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب کچھ نہ ہوگا''۔ایک روایت میں مزید یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ﴾ جاننا چاہیئے کہ سارے جنتی جنت میں اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے اور اس دیدار کی مثال ایسی ہوگی جیسے سات دنوں میں جمعہ کا دن اہم ہوتا ہے، سال میں عید کا دن اہم ہوتا ہے اور یہ رویت تمام ہی جنتیوں کے لئے ہوگی، اور خواص کے مراتب متفاوت ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہونگے جو ہر صبح وشام اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے، اور کچھ ایسے ہیں جو نماز کے اوقات کی مثل پانچ وقتوں میں اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے، اور کچھ ایسے بھی ہونگے کہ جن سے رویت میں کبھی کوئی حجاب والی کیفیت نہ پائی جائے گی حتی کہ جب بھی انہیں ایک آن کے لئے رویت سے حجاب والی کیفیت پائی جائے تو یہ لوگ جنت سے نکل جانے کی تمنا کریں گے۔ (الصاوی، ج۳، ص۹۶)

﴿ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ﴾ کا معنی

۹......جنتیوں کے چہروں پر جنت میں کسی قسم کا کوئی غبار نہ ہوگا کہ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ کالا نظر آئے یا اس پر ذلت کے کوئی آثار ظاہر ہوں یا چہرہ زرد پڑ جائے، مطلب یہ ہے کہ جنتیوں پر وہ کچھ نہ پیش کیا جائے گا جو جہنمیوں پر پیش ہوگا یا یہ معنی ہے کہ جنتیوں پر وہ کچھ نہ پیش ہوگا جو ان پر غم اور برے حال کو ظاہر کرے۔ایک قول یہ ہے کہ جنتیوں کا اپنے دشمن جہنمیوں کے حال کے تذکرے سے خوشی میں مسرور ہونے سے یہ مقصد ہے کہ انسان جب اپنے دشمن کی ذلت اور برے حال کے بارے میں سنتا ہے تو اسے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء الحادی عشر، ص۱۳۸ ملخصاً و ملتقطاً)

برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی !

۱۰......اللہ عزوجل کا فرمان والذین کسبوا السیئات یعنی وہ لوگ جو برے اعمال کریں اور برے اعمال سے مراد کفر اور معصیت ہے تو ان لوگوں پر اسی کی مثل بدلہ ہے یعنی ان لوگوں کے لئے ان کی برائی کا بدلہ اسی کی مثل سزا ہے۔اور اس قید سے مقصود یہ ہے کہ حسنات اور سیئات میں فرق پر تنبیہ ہو جائے اس لئے کہ حسنات کا ثواب ایک سے دس گنا، سات سو گنا یا اللہ عزوجل کے فضل کی کوئی حد نہیں کہ جتنا چاہے زیادہ کردے۔لیکن سیئات کا بدلہ اسی کی مثل (اللہ عزوجل) کے عدل پر منحصر ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۴۴۰)

☆......☆ من البلوی بمعنی تخبر وتعلم ہے اور ایک قرائت میں تتلوا محذوف مضاف کے ساتھ ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی ای تتلوا صحائف ما اسلفت یعنی سابقہ صحائف پڑھو۔لینۃ: ایسی ہوا جو مقصد تک پہنچا دے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۵۴)

رکوع نمبر: ۹

﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَالْأَرْضِ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ﴾ بِمَعْنَى

اَلْاَسْمَاعِ اَیْ خَلَقَهَا ﴿ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ
﴾ بَيْنَ الْخَلَائِقِ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ﴾ هُوَ ﴿اللّٰهُ فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۱)﴾ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿فَذٰلِكُمُ﴾ اَلْفَعَّالُ
لِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ ﴿اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ﴾ اَلثَّابِتُ ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج﴾ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ اَیْ لَيْسَ بَعْدَ
هٗ غَيْرُهٗ فَمَنْ اَخْطَاَ الْحَقَّ وَهُوَ عِبَادَةُ اللّٰهِ وَقَعَ فِي الضَّلَالِ ﴿فَاَنّٰى﴾ كَيْفَ ﴿تُصْرَفُوْنَ (۳۲)﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ
مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا صُرِفَ هٰؤُلَاءِ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا
﴾ كَفَرُوْا وَهِيَ (لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ) اَلْاٰيَةَ اَوْهِيَ ﴿اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۳)﴾ ﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (۳۴)﴾ تُصْرَفُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ مَعَ قِيَامِ الدَّلِيْلِ
﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ﴾ بِنَصْبِ الْحُجَجِ وَخَلْقِ الْاِهْتِدَاءِ ﴿قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ
اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ﴾ وَهُوَ اللّٰهُ ﴿اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ﴾ يَهْتَدِيْ ﴿اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى﴾ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ
اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ وَتَوْبِيْخٍ اَیِ الْاَوَّلُ اَحَقُّ ﴿فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (۳۵)﴾ هٰذَا الْحُكْمَ الْفَاسِدَ مِنْ اِتِّبَاعِ
مَا لَا يَحِقُّ اِتِّبَاعُهٗ ﴿وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ﴾ فِيْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ ﴿اِلَّا ظَنًّا ط﴾ حَيْثُ قَلَّدُوْا فِيْهِ آبَاءَهُمْ ﴿اِنَّ
الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ فِيْمَا الْمَطْلُوْبُ مِنْهُ الْعِلْمُ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۳۶)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَيْهِ
﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى﴾ اَیْ اِفْتِرَاءً ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَيْرِهٖ ﴿وَلٰكِنْ﴾ اُنْزِلَ ﴿تَصْدِيْقَ
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ﴾ تَبْيِيْنَ مَا كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَغَيْرِهَا ﴿لَا رَيْبَ﴾
شَكَّ ﴿فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۳۷)﴾ مُتَعَلِّقٌ بِتَصْدِيْقَ اَوْ بِاُنْزِلَ الْمَحْذُوْفِ وَقُرِئَ بِرَفْعِ تَصْدِيْقٍ بِتَقْدِيْرِ هُوَ
﴿اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ﴾ اِخْتَلَقَهٗ مُحَمَّدٌ ﴿قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ﴾ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ عَلٰى وَجْهِ
الْاِفْتِرَاءِ فَاِنَّكُمْ عَرَبِيُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلِيْ ﴿وَادْعُوْا﴾ لِلْاِعَانَةِ عَلَيْهِ ﴿مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَيْرِهٖ
﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۸)﴾ فِيْ اَنَّهٗ اِفْتِرَاءٌ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ ، قَالَ تَعَالٰى ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا
بِعِلْمِهٖ﴾ اَيِ الْقُرْآنِ وَلَمْ يَتَدَبَّرُوْهُ ﴿وَلَمَّا﴾ لَمْ ﴿يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ﴾ عَاقِبَةُ مَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ ﴿كَذٰلِكَ﴾
التَّكْذِيْبِ ﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ رُسُلَهُمْ ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ (۳۹)﴾ بِتَكْذِيْبِ الرُّسُلِ
اَیْ آخِرُ اَمْرِهِمْ مِنَ الْهَلَاكِ فَكَذٰلِكَ نُهْلِكُ هٰؤُلَاءِ ﴿وَمِنْهُمْ﴾ اَیْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ﴾ لِعِلْمِ

اللّٰہِ ذٰلِکَ مِنۡهُ ﴿وَمِنۡهُم مَّن لَّا يُؤۡمِنُ بِهٖ ﴾ اَبَدًا ﴿وَرَبُّکَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ (۴۰)﴾ تَهۡدِيۡدٌ لَّهُمۡ .

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (ان سے) تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان سے (بارش کے ذریعے) اور زمین سے (نباتات کے ذریعے) یا کون مالک ہے ساعت کا (سمع بمعنی اسماع ہے یعنی کان پیدا کرنے والا کون ہے) اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے......۱......اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (مخلوق کے مابین) تو اب کہیں گے کہ (وہ) اللہ (ہے) تو تم فرماؤ (ان سے) کیوں نہیں ڈرتے (تتقون بمعنی تومنون ہے) تو یہ (ان تمام اشیاء کو کرنے والا) اللہ ہے تمہارا سچا رب (الحق بمعنی الثابت ہے......۲......) پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی (فماذا استفہام تقریری ہے معنی یہ ہے کہ حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں، پس جس نے حق سے خطاء کی یعنی اللہ عزوجل کی عبادت سے خطاء کی وہ گمراہی میں پڑگیا) تو کیسے (انی بمعنی کیف ہے) پھرتے ہو (روشن دلیل قائم ہونے کے باوجود ایمان لانے سے......۳......) یونہی (جیسا کہ یہ لوگ ایمان لانے سے پھر گئے) ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر (یعنی کافروں پر اور وہ بات یہ ہے لاملئن جهنم الایه یا یہ) کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فناء کے بعد دوبارہ بنائے تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فناء کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو (دلیل قائم ہونے کے باوجود اس کی عبادت بجالانے سے کہاں پھرتے ہو......۴......) تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے (دلائل قائم کرکے اور ہدایت قبول کرنے کا مادہ پیدا فرماکر) تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے......۵......(اور وہ اللہ عزوجل ہے) اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے (یهدی بمعنی یهتدی ہے) جب تک راہ دکھایا نہ جائے (وہ اتباع کئے جانے کا حقدار نے، احق ای یتبع ؟ استفہام تقریری اور توبیخی ہے مراد یہ ہے کہ اول ہی لائق ہے کہ اس کے حکم پر چلا جائے) تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو (جس کے حکم پر نہیں چلنا چاہیے اس کی بات ماننے کا یہ کیسا فاسد حکم لگاتے ہو؟) اور ان میں اکثر نہیں چلتے (بتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں) مگر گمان پر (کہ اس باب میں انہوں نے اپنے آباء واجداد کی تقلید کی) بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا......۶......(اس صورت میں جب کہ اس سے مقصود علم ہو) بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے (پس وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا) اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے (یفتری فعل باب افتراء سے ہے) اللہ کے سوا (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جو اس کلام کو اتارے) اور لیکن (اسے اتارا گیا ہے) کہ وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور کتاب کی تفصیل (اللہ عزوجل کے مقرر کردہ احکامات وغیرہ کو بیان کرتی ہے) اس میں کچھ شک نہیں ہے (ریب بمعنی شک ہے) پروردگار عالم کی طرف سے (من رب العالمین یا تو لفظ تصدیق کے متعلق ہے یا فعل محذوف انزل کے، لفظ تصدیق اور تفصیل کو مبتدا مقدر ہونے کے سبب مرفوع بھی پڑھا گیا ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے کیا) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا (یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

بنالیا ہے، کہ تم فرماؤ ایک سورت لے آؤ اس جیسی (فصاحت و بلاغت میں اس کی مثل ہو...... یے...... تم عربی فصیح افراد ہو میری مثل) اور بلاؤ (اس کام میں مدد دینے کیلئے) اللہ کو چھوڑ کر جول سکیں (دون بمعنی غیــر ہے) اگر تم سچے ہو (اپنے اس دعوی میں کہ یہ سیدنا محمد ﷺ نے خود بنالیا ہے، پس وہ اس پر قادر نہ ہو سکے تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا (یعنی قرآن کے علم پر قابو نہ پایا، اور ان لوگوں نے اس میں غور وتفکر نہیں کیا) اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا (لـمـا بمعنی لم ہے بمعنی انجام ہے یعنی اس میں موجود وعید کا انجام ان کے پاس نہیں آیا) ایسا ہی (جھٹلایا) ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا (اپنے رسولوں کو) تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا (رسولوں کو جھٹلانے کے سبب یعنی ان کا انجام ہلاکت و بربادی ہوا پس اسی طرح یہ لوگ بھی ہلاک ہونگے) اور ان میں کوئی (یعنی اہل مکہ میں سے......۸......) اس پر ایمان لائے گا (اللہ ﷻ کو اس کے ایمان لانے کا علم ہے) اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لائے گا (کبھی بھی) اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے (اس آیت میں کافروں کیلئے تہدید ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا......یرزقکم من السماء والارض: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعہ......من: استفہامیہ مبتدا......یملک السمع والابصار: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول......و: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا......یخرج الحی من المیت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... ویخرج المیت من الحی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......من یدبر الامر: جملہ اسمیہ معطوف ثالث، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون﴾.

ف: مستانفہ......سیقولون: قول......اللہ: مبتدا محذوف......"ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......ف: فصیحہ......قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......لاتتقون: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فذلکم اللہ ربکم الحق فما ذا بعد الحق الا الضلل فانی تصرفون﴾.

ف: عاطفہ، ذلکم: مبتدا، اللہ: موصوف، ربکم: موصوف، الحق: صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ماذا: اسم استفہام ذوالحال، بعد الحق: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، الا: اداۃ حصر، الضلل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، انی: اسم استفہام بمعنی کیف حال مقدم، تصرفون: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿كذلك حقت كلمت ربك على الذين فسقوا انهم لا يومنون﴾.

كذلك: ظرف مستقر "حقا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، حقت: فعل، كلمت ربك: مبدل منہ، انهم لا يومنون: جملہ اسمیہ بدل، ملکر فاعل، على الذين فسقوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل هل من شركائكم من يبدء ا الخلق ثم يعيده﴾.

قل: قول...... هل: استفہامیہ...... من شركاء كم: ظرف مستقر خبر مقدم...... من: موصولہ...... يبدئا الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ...... يعيده: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل الله يبدء ا الخلق ثم يعيده فانى توفكون﴾.

قل: قول، الله: مبتدا، يبدء ا الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم يعيده: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، انى: بمعنی كيف اسم استفہام حال مقدم، توفكون: فعل واو ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل هل من شركائكم من يهدى الى الحق قل الله يهدى للحق﴾.

قل: قول، هل: استفہامیہ، من شركاء كم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، يهدى الى الحق: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، الله: مبتدا، يهدى للحق: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افمن يهدى الى الحق احق ان يتبع امن لا يهدى الا ان يهدى﴾.

همزه: استفہامیہ، ف: عاطفہ، من: موصولہ، يهدى الى الحق: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، احق: اسم تفضیل با فاعل مضاف، ان يتبع: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، من: موصولہ، لا يهدى: فعل نفی، ہو ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، ان يهدى: بتاویل مصدر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر محذوف "احق ان يتبع" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما لكم كيف تحكمون وما يتبع اكثرهم الا ظنا﴾.

ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، كم: ضمیر ذوالحال، كيف تحكمون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ما يتبع: فعل نفی، اكثرهم: فاعل، الا: اداۃ حصر، ظنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان الظن لا يغنى من الحق شيئا ان الله عليم بما يفعلون﴾.

ان الظن: حرف مشبہ و اسم، لا يغنى: فعل نفی با فاعل، من الحق: ظرف مستقر حال مقدم، شيئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الله: حرف مشبہ و اسم، عليم بما يفعلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما كان هذاالقران ان يفترى من دون الله ولكن تصديق الذى بين يديه وتفصيل الكتب لا ريب فيه من رب العلمين﴾.

و: مستانفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،ھذاالقران: اسم،ان: مصدریہ،یفتری من دون اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لکن: مہملہ،تصدیق الذی بین یدیہ: معطوف اول،و: عاطفہ،تفصیل الکتب: معطوف ثانی،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لا: نفی جنس،ریب: ذوالحال،من رب العلمین: ظرف مستقر حال،ملکراسم،فیہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ﴾.

ام: منقطعہ عاطفہ بمعنی بل......یقولون: قول......افتراہ: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکرقولیہ...... قل: قول......ف: فصیحہ،اتوا: فعل امر بافاعل......ب: جار......سورۃ: موصوف......مثلہ: صفت،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ادعوا: فعل امر بافاعل......من استطعتم: موصول صلہ،ملکرذوالحال......من دون اللہ: ظرف مستقر حال،ملکرمفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف"ان کان الامر کما تقولون" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان کنتم صدقین بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ﴾

ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ ہوکر جزامحذوف "فاتوا وادعوا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،بل: عاطفہ ،کذبوا: فعل بافاعل......ب: جار......ما: موصولہ......لم یحیطوا بعلمہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لمایاتھم تاویلہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرصلہ،ملکر مجرور ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک کذب الذین من قبلھم﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تکذیبا" مصدرمحذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم...... کذب: فعل ،الذین من قبلھم: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاھلکنا"......انظر: فعل امر بافاعل...... کیف: اسم استفہام خبرمقدم......کان: فعل ناقص......عاقبۃ الظلمین: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنھم من یومن بہ ومنھم من لا یومن بہ وربک اعلم بالمفسدین﴾.

و: عاطفہ......منھم: ظرف مستقرخبرمقدم......من یومن بہ: موصول صلہ،ملکر مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ ،منھم: ظرف مستقرخبرمقدم......من لایومن بہ: موصول صلہ،ملکرمبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ربک: مبتدا،اعلم بالمفسدین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قدرت الٰہی کے کرشمے :

۱......اللہ ﷻ کی مشیت ہے کہ اللہ زندہ انسان کو مردار نطفہ سے نکالتا ہے اور اسی طرح پرندے کو انڈے سے، اور مردار نطفہ سے زندہ انسان کو اور مردار انڈے سے زندہ پرندے کو نکالتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ ﷻ مومن کو کافر سے نکالتا ہے اور کافر کو مومن سے، اور ان دونوں اقوال میں اول قول حقیقت سے قریب ترین ہے۔ (الخازن، ج۲،ص ٤٤٢)

الثابت کے معنی:

۲......مفسر کا جملہ الثابت یعنی وہ ذات جو ازل و ابد میں کبھی زوال کو قبول نہ کرے۔ (الصاوی، ج۳،ص۹۹)

ہمارا عقیدہ ہے اللہ ﷻ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اللہ ﷻ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اسی کی عبادت و پرستش کی جائے۔

(بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۱،عقائد مطلعقہ ذات وصفات، ج۱،ص۲)

دلائل کے باوجود ایمان سے رہ جانا عقلمندی نہیں!

۳......دلیل قائم ہونے کے باوجود ایمان لانے سے تردد کرنا یہ دانش مند کا کام نہیں ہے۔ اور دلائل بہت ہیں اسی رکوع کی ابتدائی آیات پر ہم غور کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی شان یہ ہے کہ وہ مردے سے زندے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے، اپنی مخلوق میں تدبر فرماتا ہے، آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے، زمین سے سبزے اگاتا ہے، سنتا دیکھتا ہے، الغرض وہ مالک الملک تمام ہی اچھائیوں، خوبیوں، شان وقدر ومنزلت کا منبع ہے کہ جس کی صفات کو مخلوق گننے سے قاصر ہے ہم نے تو فقط وہ صفات بیان کی ہیں جو متذکرہ رکوع میں صراحت کے ساتھ خود خالق کائنات نے بطور دلیل بیان کی ہیں۔ اتنی ساری خوبیوں کے باوجود اللہ ﷻ کی ذات بالا صفات پر ایمان نہ لانا صرف اپنی ذات کو خسارے میں ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ایمان نہ لانے کا انجام:

۴......اللہ ﷻ نے صاف فرمایا کہ اے محبوب! تم فرمادو کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ہے جو مخلوق کی ابتدا بھی کرے اور پھر اسے فنا کے بعد لوٹا بھی دے آپ ہی فرمایئے کہ اللہ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے اور فنا کے بعد اسے لوٹاتا بھی ہے۔ اس قرآنی عبارت کی مفسر جلال نے یہ تفسیر کی ہے کہ تم دلیل کے قائم ہونے کے باوجود اللہ ﷻ کی عبادت سے منہ پھیرتے ہو، علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ یہ ساتواں سوال ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ہے جو دلیل قائم کرے، اور رسول بھیجے اور بندے کو ہدایت کے راستے کی رہنمائی کرے۔ اور جب مشرکین اس تنبیہ کے باوجود بھی مسلمان نہ ہوئے تو اللہ ﷻ نے اس جواب کو انہی کی جانب پھیر

دیا۔ (الصاوی، ج۳، ص۹۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مخلوق کو اپنی وحدانیت پر قائم دلائل کے ذریعے ظاہر ہونے والے دین کی جانب ہدایت فرماتا ہے جبکہ کافروں اور گمراہوں کے سردار کسی غیر کی ہدایت پر قدرت نہیں پاتے سوائے اس کے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں حق کی جانب ہدایت فرمائے، پس دین کی اتباع اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دی ہوئی ہدایت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا غیر خدا کی اتباع سے بہتر ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۵۸)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں شرک اور مشرکین کی مذمت کے بارے میں بیشمار ابواب پائے جاتے ہیں علامہ ذہبی فرماتے ہیں: فمن اشرک باللہ ثم مات مشرکا فھو من اصحاب النار قطعا ،کما ان من آمن باللہ و مات مومنا فھو من اصحاب الجنۃ و ان عذب یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھرائے پھر اسی حال میں مرجائے تو ایسا شخص قطعی جہنمی ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوتو وہ جنتی ہے اگر چہ عذاب (گناہوں کی وجہ سے) دیا جائے۔

☆...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ سے ڈراتا ہوں اور وہ تین ہیں شرک باللہ ،والدین کی نافرمانی اور جھوٹ''۔ ایک اور مقام پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات برائیوں سے بچو''، ان میں ایک شرک بھی ہے ۔رحمت عالم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دین کو بدل دے اسے قتل کردو''، یہ حدیث صحیح ہے۔

(الکبائر، الکبیرۃ الاولی الشرک باللہ تعالی، ص۹)

﴿افمن یھدی الی الحق﴾ کا معنی:

۵...... یہ آٹھواں سوال ہے جس کا جواب آیت مبارکہ میں نہیں ہے، اور شارح نے فرمایا: افـمـن میں من مبتداء ہے اور احق اس کی خبر ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان امـن لا یھـدی مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو کہ شارح نے مقدر بیان کی ہے کہ احق ان یتبع۔ (الجمل، ج۳، ص۳۵۷)

گمان کی پیروی

۶...... ظن سے مراد خلاف حقیقت کام ہے، اس میں شک اور وہم دونوں پائے جاتے ہیں، اور یہ کلام کفار کے حق میں ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کے بتائے ہوئے راستے کی پیروی کرتے ہیں۔ پس ان کے لئے دنیا اور آخرت میں تقلید کے معاملے میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اس کا دل ایمان سے بھرا ہوا ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ توحید پر دلائل قائم کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور اس معاملے میں وہ عارفین کی پیروی کرتا ہے اور وہ عارفین کے قبیل سے ہوتا بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو پختہ یقین رکھنے والا مومن ہے جس کے پاس گمان کی کوئی صورت ہی نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا یقین واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۰۰)

یہاں آیت میں مطلق ظن مراد ہے اور گمان حق سے ذرہ بھر بے نیاز نہیں کرسکتا تو ظن فاسد کیسے حق سے بے نیاز کرے

گا؟اورحق سے مراد علم اوراعتقاد صحیح ہے جو کہ واقع کے مطابق ہو اور جار مجرور ماقبل کے متعلق ہیں اور شیئا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور شیئا کو مفعول بہ بنانا بھی جائز ہے اور جار مجرور اپنی وضع کے اعتبار سے حال ہونگے اور جملہ استینافیہ ظن کی شان اور اس کا بطلان بیان کرنے کے لئے ہے۔حرف نفی جب مضارع پر داخل ہو تو حسب مقام استمرار نفی کا فائدہ دیتا ہے اس صورت میں اتباع سے مراد اذعان (اطاعت)، انقیاد (فرمانبرداری) اور قصر (عجز) ہوگا۔ (روح المعانی ،الجزء الحادی عشر ،ص ۱۵٤)

چار مقامات پر معترضین قرآن کو کھلا چیلنج!

ے.....خطیب کی عبارت میں ہے کہ فصاحت بلاغت اور حسن نظم میں اس جیسی کوئی سورت لے آؤ، کیونکہ تم بھی انہی (یعنی سید عالم ﷺ) کی مثل عرب ہو اور بلیغ وفطین ہو، اگر یہ کہا جائے کہ یہ چیلنج تمام چھوٹی بڑی سورتوں کو شامل ہے یا خاص بڑی سورتوں کو؟ تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ آیت سورۃ یونس کی ہے جو کہ مکی سورت مبارکہ ہے، پس مراد اسی کی مثل سورت لانا ہوگی اس لئے کہ مشار الیہ کا قریب ہونا ممکن ہے۔یہ امام رازی کا جواب ہے اور اولی بات یہ ہے کہ تمام سورتوں کو شامل ہے کیونکہ وہ کسی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے لانے پر بھی قادر نہ تھے۔سید عالم ﷺ نے قرآن مجید میں چار مقامات پر کھلا دعوی پیش کیا وہ یہ ہیں۔

(۱)قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔(۲)اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔(۳)قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ تم کہہ دو کہ اس کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔(۴)فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔(الجمل، ج۳،ص ۳٦۱)

اھل مکہ کی دو اقسام:

۸.....اہل مکہ سے مراد وہ ہیں جو قرآن پر عنقریب مستقبل میں ایمان لے آئیں گے، مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو بعد میں نزول آیات پر غور و فکر کر کے ایمان لے آئے گی اور دوسری وہ ہے جو بعد میں بھی ایمان نہ لائے گی۔

(الجمل، ج۳،ص ۳٦۲)

☆.....☆ما کتبه الله سے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہونا مراد ہے۔من رب العالمین میں تین صورتیں ہوسکتی ہیں، تصدیق یا تفصیل کے متعلق ہو، اس صورت میں باب تنازع بیتنازع ہوگا جب کہ عالمین کو معنی کی جہت کے اعتبار سے متعلق کرنا صحیح ہوتا ہے۔

من رب العالمین حال ثانیہ ہے، یہ محذوف فعل ای انزل للتصدیق من رب العالمین کے متعلق ہوگا۔(الجمل، ج۳،ص ۳٦۰)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ ﴾لَهُمْ ﴿لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ﴾ اَىْ لِكُلٍّ جَزَاءُ عَمَلِهِ ﴿اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (۴۱)﴾ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ﴾ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ ﴿اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ ﴾ شَبَّهَهُمْ فِيْ عَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ﴿وَلَوْ كَانُوْا ﴾ مَعَ الصَّمَمِ ﴿لَا يَعْقِلُوْنَ (۴۲)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ (۴۳)﴾ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِيْ عَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ بَلْ اَعْظَمُ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۴۴)﴾ ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ ﴾ اَىْ كَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ يَلْبَثُوْا ﴾ فِي الدُّنْيَا اَوِ الْقُبُوْرِ ﴿اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ ﴾ لِهَوْلِ مَارَاَوْ وَجُمْلَةُ التَّشْبِيْهِ حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِ ﴿يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ﴾ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِذَا بُعِثُوْا ثُمَّ يَنْقَطِعُ التَّعَارُفُ لِشِدَّةِ الْاَهْوَالِ ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَوْ مُتَعَلِّقُ الظَّرْفِ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (۴۵)﴾ ﴿وَاِمَّا ﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ ﴾ بِهِ مِنَ الْعَذَابِ فِيْ حَيَاتِكَ ، وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَىْ فَذَاكَ ﴿اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ ﴾ قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ ﴿فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ ﴾ مُطَّلِعٌ ﴿عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (۴۶)﴾ مِنْ تَكْذِيْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ فَيُعَذِّبُهُمْ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ ﴾ مِنَ الْاُمَمِ ﴿رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ ﴾ اِلَيْهِمْ فَكَذَّبُوْهُ ﴿قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ﴾ بِالْعَدْلِ فَيُعَذَّبُوْا وَيُنَجِّى الرَّسُوْلُ وَمَنْ صَدَّقَهُ ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۴۷)﴾ بِتَعْذِيْبِهِمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ فَكَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِهٰٓؤُلَاءِ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۸)﴾ فِيْهِ ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا ﴾ اَدْفَعُهُ ﴿وَّلَا نَفْعًا ﴾ اَجْلِبُهُ ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ﴾ اَنْ يُقْدِرَنِيْ عَلَيْهِ فَكَيْفَ اَمْلِكُ لَكُمْ حُلُوْلَ الْعَذَابِ ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ﴾ مُدَّةٌ مَعْلُوْمَةٌ لِهَلَاكِهِمْ ﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴾ يَتَاَخَّرُوْنَ عَنْهُ ﴿سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۴۹)﴾ يَتَقَدَّمُوْنَ عَلَيْهِ ﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ ﴾ اَخْبِرُوْنِيْ ﴿اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿بَيَاتًا ﴾ لَيْلًا ﴿اَوْ نَهَارًا مَّاذَا ﴾ اَىُّ شَيْءٍ ﴿يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ ﴾ اَىِ الْعَذَابِ ﴿الْمُجْرِمُوْنَ (۵۰)﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ فِيْهِ ،وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ ، وَجُمْلَةُ الْاِسْتِفْهَامِ جَوَابُ الشَّرْطِ كَقَوْلِكَ اِذَا اَتَيْتُكَ مَاذَا تُعْطِيْنِىْ ، وَالْمُرَادُ بِهِ التَّهْوِيْلُ اَىْ مَا اَعْظَمَ مَا اسْتَعْجَلُوْهُ ﴿اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ ﴾ حَلَّ بِكُمْ ﴿ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ﴾ اَىِ اللّٰهِ اَوِ الْعَذَابِ عِنْدَ نُزُوْلِهِ، وَالْهَمْزَةُ لِاِنْكَارِ التَّاْخِيْرِ فَلَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ وَيُقَالُ لَكُمْ ﴿ آٰلْئٰنَ ﴾ تُؤْمِنُوْنَ ﴿وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (۵۱)﴾ اِسْتِهْزَاءً

﴿ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ﴾ اَیِ الَّذِیْ تَخْلُدُوْنَ فِیْهِ ﴿هَلْ﴾ مَا ﴿تُجْزَوْنَ اِلَّا﴾ جَزَاءً ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ(۵۲)﴾ ﴿وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ﴾ يَسْتَخْبِرُوْنَكَ ﴿اَحَقٌّ هُوَ﴾ اَیْ مَاوَعَدْتَّنَا بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ وَالْبَعْثِ ﴿قُلْ اِیْ﴾ نَعَمْ ﴿وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ(۵۳)﴾ بِفَائِتِیْنَ الْعَذَابَ.

﴿ترجمہ﴾

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو فرمادو (ان لوگوں سے) میرے لیے میری کرنی اور تمہارے لیے تمہاری کرنی......۱......(یعنی سب کے لئے اس کے عمل کا بدلہ ہے) تمہیں میرے کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں (یہ آیت مبارکہ آیت قتال سے منسوخ ہے......۲......) اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں (جب تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو) تو کیا تم بہروں کو سنادو گے (تلاوت قرآن سے فائدہ نہ اٹھانے کے حوالے سے کفار کو بہروں سے تشبیہ دی گئی ہے......۳......) اگرچہ وہ (بہرے ہونے کے ساتھ) عقل نہ رکھتے ہوں (غور وفکر نہ کرتے ہوں) اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے کیا تم اندھوں کو راہ دکھادو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں (راہ یاب نہ ہونے کے حوالے سے کفار کو اندھوں سے تشبیہ دی گئی بلکہ یہ لوگ اندھوں سے بھی بڑھ کر ہیں......۴......) آنکھیں اندھی نہیں بلکہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جس دن انہیں اٹھائے گا......۵...... گویا (کان مخففہ ہے اصل میں کانہ تھا) وہ نہ رہے تھے (دنیا یا اپنی قبروں میں) مگر اس دن کی ایک گھڑی (ان کی یہ حالت قیامت کی دہشت وگھبراہٹ دیکھ کر ہوگی، یہ جملہ حال مقدر ہے) آپس میں پہچان کریں گے (جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو پہچان رہے ہونگے پھر قیامت کی شدید ہولناکیوں کی وجہ سے وہ باہمی تعارف ختم ہوجائیگا......۶...... یہ جملہ حال مقدر ہے یا پھر ظرف کے متعلق ہے) کہ پورے گھاٹے میں رہے وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو) اور ہدایت پر نہ تھے اور اگر (اما اس میں ان شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام کیا گیا ہے) ہم تمہیں دکھادیں کچھ (جس کا) ہم انہیں وعدہ دے رہے ہیں (یعنی آپ کی حیات ظاہری میں عذاب دکھادیں اور اما کا جواب شرط محذوف ہے جو فذاک ہے) یا تمہیں اپنے پاس بلالیں (انہیں عذاب دینے سے پہلے ہی) بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ نگہبان......۷......(یعنی مطلع ہے) ان کے کاموں پر (ان کی تکذیب کرنے اور کفر کرنے پر پس اللہ ﷻ انہیں سخت ترین عذاب فرمائے گا) اور ہر امت میں (تمام امتوں میں سے) ایک رسول ہوا جب ان کا رسول آتا (ان کے پاس تو وہ اسے جھٹلاتے ......۸......) ان پر انصاف کا فیصلہ کردیا جاتا (قسط بمعنی عدل ہے پس جھٹلانے والوں کو عذاب دیتا اور اپنے رسول اور ان کے ماننے والوں کو نجات عطا فرماتا) اور ان پر ظلم نہ ہوتا (کہ بغیر جرم کے انہیں عذاب دیا جاتا......۹...... پس اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی کیا جائے گا) اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا (عذاب نازل ہونے کا) اگر تم سچے ہو (اپنے اس وعدے میں) تم فرماؤ میں اپنی

جان کے بُرے کا اختیار نہیں رکھتا (کہ خود سے اسے دور کرلوں) اور نہ بھلے کا (کہ خود سے اسے حاصل کرلوں) مگر جو اللہ چاہے (کہ وہ مجھے جس پر چاہے قدرت عطا فرمادے پھر میں تم پر عذاب نازل کرنے کا اختیار ذاتی کیسے رکھ سکتا ہوں؟) ہر گروہ کیلئے ایک اجلٌ ہے (ان کی ہلاکت کی ایک موت ہے جو اللہ ﷻ کو معلوم ہے) جب ان کا وعدہ آئے گا تو نہ پیچھے ہٹیں گے (اس اجل سے) ایک گھڑی نہ آگے بڑھیں (اس گھڑی سے آگے بھی نہ بڑھ سکیں گے) تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو (مجھے خبر تو دو) اگر اس (یعنی اللہ) کا عذاب تم پر آئے رات کو (بیاتا بمعنی لیلا ہے) یا دن کو تو کیا ہے (وہ کون سی چیز ہے.......۱۰......) جس کی جلدی ہے (یعنی عذاب کی جلدی ہے) مجرموں کو (یعنی مشرکوں کو، اس آیت میں اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر المجرمون کو رکھا گیا ہے اور جملہ استفہامیہ جواب شرط بن رہا ہے جیسے آپ کہتے ہیں ان اتیتک ماذا تعطینی اور استفہام سے مراد ان لوگوں کو ڈرانا ہے کہ جس چیز کے بارے میں وہ جلدی مچا رہے ہیں وہ کتنی عظیم ہے) تو کیا جب ہو پڑے گا (تم پر نازل ہو جائے گا) اس وقت اس کا یقین کرو گے (اس وقت اللہ ﷻ پر ایمان لاؤ گے یا اس وقت عذاب نازل ہوتا دیکھ کر اس پر یقین کرو گے اور ہمزہ اس تاخیر کے انکار کے لیے ہے پس اس وقت تمہارا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا اور تم سے کہا جائے گا) اب (ایمان لاتے ہو) پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے (مذاق اڑاتے ہوئے) پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو (یعنی اس عذاب کا مزہ چکھو جس میں ہمیشہ رہو گے) تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر (بدلہ اس کا) جو تم کماتے تھے (آیت مبارکہ میں مذکور لفظ هل بمعنی ما نافیہ ہے) اور تم سے پوچھتے ہیں (تم سے یہ خبر دریافت کرتے ہیں) کیا وہ حق ہے (یعنی اس نے ہم سے عذاب اور بعث کا وعدہ کیا ہے؟) تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بیشک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ عاجز کرنے والے نہیں ہو (تم عذاب سے بچنے والے اور اس کو فوت کرنے والے نہیں ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ...... کذبوک: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......قل: قول......لی عملی: جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لکم عملکم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... انتم: مبتدا ،بریئون مما اعمل: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......انا: مبتدا......بریٔ مما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من یستمعون الیک افانت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......یستمعون الیک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......همزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تسمع الصم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......لو: وصلیہ......کانوا: فعل ناقص با اسم...... لا یعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنهم من ينظر اليک افانت تهدی العمی ولو كانوا لا يبصرون﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من ينظر اليک: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......همزه: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تهدی العمی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... لو: وصلیہ...... كانوا: فعل ناقص باسم......لايبصرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله لا يظلم الناس شيئا ولكن الناس انفسهم يظلمون﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم......لايظلم الناس: فعل نفی بافاعل، الناس: ذوالحال، و: حالیہ......لكن الناس: حرف مشبہ واسم، انفسهم يظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... شيئا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويوم يحشرهم كان لم يلبثوا الا ساعة من النهار يتعارفون بينهم﴾.

و: عاطفہ......يوم: مضاف......يحشر: فعل بافاعل......هم: ذوالحال......جميعا: حال اول......كان: مخففہ با"هو" ضمیر شان محذوف اسم......لم يلبثوا: فعل نفی بافاعل...... الا: اداۃ حصر......ساعة: موصوف......من النهار: ظرف مستقر صفت، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی......يتعارفون بينهم: جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "يتعارفون" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد خسر الذين كذبوا بلقاء الله وما كانوا مهتدين﴾.

قد: تحقیقیہ......خسر: فعل......الذين: موصول......كذبوا بلقاء الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، ما كانوا مهتدين: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واما نرينک بعض الذی نعدهم او نتوفينک فالينا مرجعهم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......نرينک: فعل بافاعل ومفعول......بعض الذی نعدهم: مرکب اضافی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......نتوفينک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط...... ف: جزائیہ......الينا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعهم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم الله شهيد على ما يفعلون﴾.

ثم: عاطفہ......الله: مبتدا......شهيد: صفت مشبہ بافاعل......على ما يفعلون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿ولكل امة رسول فاذا جاء رسولهم قضى بينهم بالقسط وهم لا يظلمون﴾.

و: عاطفہ، لكل امة: ظرف مستقر خبر مقدم......رسول: موصوف، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "يبعث اليهم"......

اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......جاء رسولهم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قضی : فعل مجہول با"ھو" ضمیر ذوالحال ،بالقسط : ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل......بین: مضاف،ھم: ضمیر ذوالحال......وھم لا یظلمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون متی هذا الوعد ان کنتم صدقین﴾.

و: مستانفہ......یقولون: قول......متی : ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......هذا الوعد: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......ان: شرطیہ......کنتم صدقین: جملہ فعلیہ محذوف "فمتی هذا الوعد" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله لکل امة اجل﴾.

قل: قول......لاملک لنفسی : فعل نفی بافاعل وظرف لغو......ضرا: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ...... نفعا: معطوف،ملکر مستثنی منہ......الا: حرف استثنا......ماشاء الله : موصول صلہ،ملکر مستثنی ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،اول، لکل امة: ظرف مستقر خبر مقدم......اجل: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذا جاء اجلهم فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون﴾.

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......جاء اجلهم: جملہ فعلیہ شرط......لایستاخرون: فعل نفی بافاعل......ساعة: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لایستقدمون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ارایتم ان اتکم عذابه بیاتا او نهارا ما ذا یستعجل منه المجرمون﴾.

قل: قول،ارئیتم: بمعنی اخبرنی : فعل امر بافاعل ومفعول......ان: شرطیہ،اتکم عذابه: فعل ومفعول وفاعل،بیاتا: معطوف علیہ،او: عاطفہ،نهارا: معطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ شرط "ف" جزائیہ محذوف،ماذا: اسم استفہام مبتدا،یستعجل منه المجرمون: فعل وظرف لغو وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اثم اذا ما وقع امنتم به الئن وقد کنتم به تستعجلون﴾.

همزه: حرف استفہام،ثم: عاطفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،ما: زائدہ،وقع: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط، امنتم به: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،همزه: حرف استفہام،الئن: ظرف متعلق بفعل محذوف "تومنون"، تومنون: فعل واو ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،قد: تحقیقیہ ،کنتم: فعل ناقص بااسم،به تستعجلون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد هل تجزون الا بما کنتم تکسبون﴾.

ثم: عاطفہ،قیل للذین ظلموا: قول،ذوقوا: فعل امر بافاعل،عذاب الخلد: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ

قولہ ہل: حرف استفہام للانکار، تجزون: فعل با نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر بما کنتم تکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویستنبئونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین﴾

و: عاطفہ.....یستنبئونک: فعل با فاعل ومفعول.....ہمزہ: حرف استفہام..... حق: خبر مقدم.....ہو: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ.....قل: قول.....ای: حرف جواب.....و: قسمیہ جار.....ربی: مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "اقسم" کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ.....انہ لحق: جملہ اسمیہ معطوف علیہ.....و: عاطفہ.....ما: مشابہ بلیس.....انتم: مبتدا، ب: زائد.....معجزین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مقول، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆.....ویقولون متی ہذا الوعد ......☆ جب آیت "اِمَّا نُرِیَنَّکَ" میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہ سرکشی یہ کہا کہ اے محمد (ﷺ) جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا، اس میں کیا تاخیر ہے، اس عذاب کو جلد لائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دہ ہے!

لے.....انسان اپنے اعمال صالحہ کا ثواب اور اعمال بد کا عذاب پائے گا، یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرا عمل میرے ساتھ ہے اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ، ایسا نہیں ہے کہ تمہارے برے اعمال کی وجہ سے مجھے نقصان ہو۔ کسی شخص سے دوسرے کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا جس پر قرآن کی کئی آیات دلالت کرتی ہیں۔(۱)﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ (الھود:۳۵)﴾ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اُسے اپنے جی سے بنالیا تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔(۲)﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (الانعام:۱۶٤)﴾ اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔(۳)﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (سبا:۲۵)﴾ تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں کا ہم سے سوال۔

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ ﴿فقل لی عملی ...... مما تعملون﴾ میں تاکید ہے جو کہ لام تخصیص کا فائدہ دیتی ہے کہ نہ تو تم میرے اعمال پر مواخذہ کئے جاؤ گے اور نہ ہی میں تمہارے اعمال پر مواخذہ کیا جاؤں گا، اور اس بناء پر یہ آیت محکم ہے جو کہ آیت سیف سے غیر منسوخہ ہے اس لئے کہ آیت مبارکہ کا مدلول خاص ہے جو کہ اپنے ہر فعل کے ثمرات یعنی ثواب اور عتاب

کو لئے ہوئے ہے اور آیت سیف کے حکم کو کسی فعل کے ثمرات سے رفع نہیں کیا جا سکتا۔(روح المعانی ،الجزء الحادی عشر ،ص۱۶۳)

علامہ صاوی کے نزدیک بھی یہ آیت جہاد والی آیت سے غیر منسوخ ہے۔ (الصاوی، ج۳،ص۱۰۲)

"فقل لی عملی......الخ" کن حضرات کے نزدیک منسوخ ہے!

۲......آیت مبارکہ ﴿فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون﴾ مقاتل اور کلبی کے نزدیک آیت سیف سے منسوخ ہے۔ (البغوی ،ص۴۰۸)

سرکار ﷺ بہروں کو نہیں سناتے:

۳......شبہھم بھم فی عدم الانتفاع یعنی کافروں کے لئے قرآن کا سننا مشتبہ کر دیا ہے ان کے بہرے پن کی وجہ سے، یعنی ان کے شبہ میں پڑنے کی یہی وجہ بتائی جاتی ہے کہ جب سماعت ہی نہ ہو تو آواز سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے؟، یہی حال ان کافروں کا ہے کہ وہ اپنے دلوں پر پردے ہونے کی وجہ سے قرآن کے سننے سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

کفار مکہ قرآن کو جھٹلانے والے ہیں ان میں ایک گروہ سید عالم ﷺ کی قرائت کی جانب جھکتا ہے لیکن ان کے دل قرآن کو نہیں مانتے، آپ ﷺ ان کے دلوں پر لگی ہوئی مہر ہوتے ہوئے ان کے ایمان کی طمع نہ کریں، نہ تو وہ حق کو سمجھیں گے اور نہ ہی اس کی پیروی کریں گے اور اس میں سید عالم ﷺ کے لئے تسلی خاطر ہے گویا اللہ ﷻ نے فرمایا اے محبوب! آپ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں اسلئے کہ آپ ﷺ بہروں کو سنانے کی قدرت نہیں پاتے اگر چہ وہ عقل نہ رکھتے ہوں یعنی غور وفکر نہ کرتے ہوں۔

(الصاوی، ج۳،ص۱۰۲)

کافر بصارت وبصیرت دونوں سے عاری ہیں:

۴......یہ کافر بصیرت یعنی ذکاوت فہم وفراست کے اندھے ہیں اور ان پر قرآن میں شبہ بصر یعنی قوت باصرہ دیکھنے کی قوت کی وجہ سے پڑا ہے اور بصیرت کا ناپید ہونا یہ بصر کے ناپید ہونے کے ضرر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ (الصاوی، ج۳،ص۱۰۳)

میدان حشر کے معاملات

۵......ویوم نحشرھم ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس کے منصوب ہونے میں کچھ اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) کان لم یلبثوا میں موجود فعل کی بنا پر منصوب ہے، (۲) یتعارفون کی وجہ سے منصوب ہے، (۳) ویوم نحشرھم محذوف فعل اذکر کی وجہ سے منصوب ہے۔ (الجمل، ج۳،ص۳٦٤)

اے محمد ﷺ! یاد کرو جب ہم ان سب مشرکوں کو حساب کے لیے جمع کریں گے، اور حشر کی اصل یہ ہے کہ جماعت کا نکالنا اور انہیں اپنے مکانوں یعنی قبروں سے بے آرام کرنا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں اس دن کی ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے

کہ وہ اپنی قبروں میں اس دن کی مقدار کے مقابلے میں ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے لیکن پہلی صورت اولی ہے، حشر کے دن اپنی قبور میں رہنے کے معاملے میں مومنین اور کافرین سب کا ایک ہی حال ہوگا، پس کافر اس دن دنیا میں اپنی عمروں سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی عمروں کو کم جانیں گے اور مومنین اپنی اعمار سے منتفع ہونے کی وجہ سے اپنی اعمار کو کم نہ جانیں گے (بلکہ مناسب خیال کریں گے)، اور کافروں کا اپنی اعمار کو کم جاننے کا سبب یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اپنی اعمار کو طلب مال اور حرص دنیا میں ضائع کردیا اور اللہ عزوجل کی اطاعت نہ کی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کافر جب اس دن کی ہولناکیاں دیکھیں گے تو وہ دن ان پر بھاری پڑ جائے گا اور دنیا کی زندگی کو وہ کم جانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں وہ آخرت میں زیادہ ایک دوسرے کے قریب کے مکان میں ہونگے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٤٥)

قیامت کی ہولناکیوں میں پہچان کے معانی:

۶..... یعرف بعضھم بعضا یعنی قبروں سے نکلتے وقت وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے پھر قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے یہ پہچان بھی ختم ہوجائے گی، بعض آثار میں یہ ہے کہ انسان قیامت کے دن اپنے بعض پڑوسیوں کو پہچانے گا لیکن اس دن کی ہیبت اور خشیت کے باعث کلام نہ کر سکے گا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے احوال مختلف ہونگے بعض ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور بعض نہ پہچانیں گے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٤٥)

قبروں سے نکلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا پہچانیں گے جیسا کہ تھوڑی ہی دیر کے لئے جدا ہوئے ہوں پھر اس دن کی شدت کی وجہ سے ایک دوسرے کی پہچان ختم ہوجائے گی۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۱۰۳)

☆..... حضرت سیدنا فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ بروز قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی، اے بیٹے! کیا تو میرے پیٹ میں نہ رہا، کیا تو نے میرا دودھ نہ پیا؟ بیٹا عرض کرے گا، اے میری ماں! کیوں نہیں، اس پر ماں کہے گی، بیٹا! میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے اس میں سے تو صرف ایک ہی گناہ اٹھا لے، بیٹا کہے گا، میری ماں! مجھ سے دور ہوجا! مجھے اپنی فکر لاحق ہے، میں تیرا یا کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (الروض الفائق، ص ١٨٤)۔

مقام ذیل میں ثم کے معنی پر بحث:

۷..... اللہ عزوجل کا فرمان ﴿ثم اللہ شھید﴾ یہاں ثم ترتیب زمانی نہیں بلکہ ترتیب اخبار کے لئے ہے اور فی نفسھا ترتیب قصص کے لئے بھی نہیں ہے، ابوالبقاء مثال دیتے ہیں کہ تیرا یہ کہنا زید عالم ثم ھو کریم، زمخشری نے کہا کہ اگر تو یہ کہے کہ اللہ دونوں جہان میں تیرے کئے پر نگہبان ہے تو ثـــم کا کیا معنی ہوگا؟ میں اس کا جواب یہ دونگا کہ میں نے گواہی دی اور اس سے مراد فیصلہ یا نتیجہ ہے اور فیصلہ سے مراد عقاب ہے یعنی یہ کہا جائے گا کہ اللہ عزوجل تیرے اعمال پر انتقام لینے والا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ٣٦٦)

اجتماع امت:

۸..... فکذبوہ یعنی بعض نے رسول کو جھٹلایا اور بعض نے تصدیق کی، پس مفسر جلال کا قول اس مقدر کے ساتھ صحیح ہوگا اور مفسر کا قول ہے وینجی الرسول ومن صدقه، وینجی مبنی للمفعول ہے باب انجاہ سے مخففہ ہونے کی صورت میں یا باب نجاہ سے مثقلہ ہونے کی صورت میں۔ (الجمل، ج۳،ص۳٦۷)

اللہ عزوجل کا فرمان مبارک ﴿قضی بینهم بالقسط﴾ یعنی ان کے (حضرات انبیاء کرام اور ان کی امت کے) مابین عدل کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور جس وقت میں ان کے مابین فیصلہ ہوگا اس بارے میں دو اقوال ہیں (۱) یہ فیصلہ دنیا کی زندگی میں ہوگا اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ہر امت میں ایک رسول تبلیغ رسالت، حجت قائم کرنے اور اعذار کو ختم کرنے (کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آتا اور ہمیں احکام کی تبلیغ اور توحید کا درس دیتا تو ہم نافرمانی نہ کرتے) کے لئے بھیجے گئے پھر بھی لوگ نہ مانیں اور رسولوں کو جھٹلائیں تو اللہ عزوجل رسول اور امت کے مابین فیصلہ فرمادیگا اور یہ فیصلہ دنیا میں ہوگا کہ اللہ عزوجل کافروں کو ہلاک فرمائے گا اور رسولوں اور مومنین کو نجات عطا فرمائے گا اور یہ معاملہ عدل کے ساتھ ہوگا نہ کہ ظلم کے ساتھ اس لئے کہ رسول کے آنے سے پہلے ثواب اور عقاب کچھ نہیں ہوتا۔ (۲) قول اس بارے میں یہ ہے کہ فیصلہ آخرت میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ اللہ عزوجل سب امتوں کو حساب کے لئے جمع فرمائے گا اور ان کے مابین فیصلہ فرمادے گا اور مومن وکافر، نافرمان وفرمان بردار سب کے بارے میں رسول گواہی دیں گے اور اس گواہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل عدل میں مبالغہ کا اظہار فرمانا چاہتا ہے۔ (الخازن، ج۲،ص٤٤٦)

ظلم کا بیان:

۹..... ظلم کی لغوی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کا غیر محل میں رکھ دینا، اور اصطلاح شریعت میں حق سے باطل کی جانب بڑھنے کو ظلم کہتے ہیں اور اس سے مراد جور ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی کی ملک میں تصرف کرنا اور حد سے آگے بڑھ جانا۔

(التعریفات، ص١٤٧)

مفسر جلال کا قول بتعذیبهم بغیر جزم یعنی بغیر کسی جرم کے سزا دینا اور اللہ عزوجل بغیر جرم کے سزا دینے سے پاک ہے اس لئے کہ عذاب گناہ کی وجہ سے مرتب ہوتا ہے اور بغیر گناہ کے عذاب دینے کو ظلم کہا جاتا ہے اور بتعذیبهم بمعنی بجرمهم زیادہ واضح قول ہے۔ (الجمل، ج۳،ص٣٦٧)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: ''جو کسی کی دعوت میں بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمة، باب :ماجاء فی اجابة الدعوة، رقم :٣٧٤١)۔

آج کل قرض کے نام پر لوگوں کے ہزاروں لاکھوں روپے ہڑپ کر لئے جاتے ہیں، ابھی تو یہ سب آسان لگ رہا ہوگا لیکن

قیامت میں بہت مہنگا پڑے گا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں: ''جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین پیسے دین یعنی قرض دبالیگا بروز قیامت اس کے بدلے سات سو باجماعت نمازیں دینا پڑیں گی''۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۲۵، ص ۶۹) ۔حضرت سیدنا سلیمان طبرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ظالم کی نیکیاں مظلوم کو، مظلوم کے گناہ ظالم کو دلوائے جائیں گے''۔

(المعجم الکبیر، ج٤، رقم: ٣٩٦٩، ص١٤٨)۔

عذاب میں جلدی کرنے کی مذمت:

☆......ماذا مبتداء بمعنی ای شیء ہے، جیسا کہ شارح نے کہا کہ ذا کلام عرب میں بے معنی ہے اس لئے اس کے ساتھ ما لایا گیا تاکہ یہ ایک ایسا اسم ہوجائے جو کہ استفہام کے معنی میں ہوجائے اور جملہ یستعجل ......الخ خبر ہے۔

مفسر کا قول موضع المضمر مراد اس سے ذاو مع تاء خطاب ہے، پس اس مقام کا حق یہ تھا کہ اس طرح کہا جاتا کہ ماذا تستعجلون اور یہاں مضمر سے عدول کیا گیا ہے اس کی وجہ ابوحیان نے یہ بیان کی ہے کہ وصف موجب پر ترک استعجال کے حوالے سے تنبیہ کرنا مقصود ہے یعنی عذاب تو آنا ہی ہے جلدی کس بات کی ہے؟ حق یہ ہے کہ مجرم اپنے گناہ پر ہونے والی سزا سے خوف کرے، اور گناہ کے نتیجے میں آنے والی ہلاکت سے خوفزدہ رہے، اور اگر عذاب کے آنے میں دیر ہے تو وہ اس کی جلدی کیوں کرتا ہے؟

جملہ شرطیہ ارائیتم کے متعلق ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ ان اتاکم عذابہ تعالی ای شیء تستعجلونہ منہ یعنی اگر اللہ ﷻ کا عذاب تمہارے پاس آنے ہی والا ہے تو پھر کس چیز کی وجہ سے تم اس کی طلب کے بارے میں جلدی کرتے ہو؟۔

(الجمل، ج٣، ص٣٦٨)

ما اعظم مااستعجلوہ یعنی اس صورت میں عذاب کی جلدی کرنا زیادہ بھیانک صورتحال ہے لہذا عذاب کی جلدی کرنا نامناسب ہے بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ عذاب سے دوری اختیار کی جائے۔ (الجمل، ج٣، ص٣٦٨ وغیرہ)۔

☆......☆بفائتین العذاب: یعنی عذاب سے دور بھاگنا، بلکہ اللہ کا عذاب لامحالہ تمہیں پالے گا۔

المراد بہ: سے مراد استفہام ہے، لانکار التاخیر یہ جملہ ثم سے مستفاد ہوا ہے اور تقدیر کلام یہ ہے کہ اء خوتم ثم آمنتم بہ اذا وقع: یعنی پہلے تم نے ایمان لانے کو موخر کیا پھر جب عذاب آگیا تو تم ایمان لاتے ہو؟ مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے میں تاخیر مناسب نہیں ہے اور اس حالت میں (عذاب کے وقت میں) ایمان لانا منافع بخش بھی نہیں ہے۔ (الصاوی، ج٣، ص١٠٤)

من العذاب: میں بعض عذاب کا بیان ہے، فی حیاتک متعلق ہے عذاب کے۔ (الجمل، ج٣، ص٣٦٦)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ ﴾ كَفَرَتْ ﴿مَا فِي الْاَرْضِ ﴾ جَمِيْعًا مِنَ الْاَمْوَالِ ﴿لَافْتَدَتْ بِهٖ ﴾ مِنَ
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ ﴾ عَلٰى تَرْكِ الْاِيْمَانِ ﴿لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ﴾ اَيْ اَخْفَاهَا رُؤُسَاهُمْ
عَنِ الضُّعَفَاءِ الَّذِيْنَ اَضَلُّوْهُمْ مَخَافَةَ التَّعْيِيْرِ ﴿وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ﴾ بَيْنَ الْخَلَائِقِ ﴿بِالْقِسْطِ ﴾ بِالْعَدْلِ ﴿وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ (۵۴)﴾ شَيْئًا ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ ﴾ بِالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ ﴿حَقٌّ ﴾
ثَابِتٌ ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ ﴾ اَيِ النَّاسِ ﴿لَا يَعْلَمُوْنَ (۵۵)﴾ ذٰلِكَ ﴿هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۵۶)﴾
فِي الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ﴾ اَيْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ كِتَابٌ
فِيْهِ مَالَكُمْ وَعَلَيْكُمْ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿وَشِفَآءٌ ﴾ دَوَاءٌ ﴿لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ﴾ مِنَ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ وَالشُّكُوْكِ
﴿وَهُدًى ﴾ مِنَ الضَّلَالِ ﴿وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۵۷)﴾ بِهٖ ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ ﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿وَبِرَحْمَتِهٖ ﴾ اَلْقُرْاٰنِ
﴿فَبِذٰلِكَ ﴾ اَلْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ ﴿فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (۵۸)﴾ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿قُلْ
اَرَاَيْتُمْ ﴾ اَخْبِرُوْنِيْ ﴿مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ خَلَقَ ﴿لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ﴾ كَالْبَحِيْرَةِ
وَالسَّائِبَةِ وَالْمَيْتَةِ ﴿قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ ﴾ فِيْ ذٰلِكَ بِالتَّحْلِيْلِ وَالتَّحْرِيْمِ لَا ﴿اَمْ ﴾ بَلْ ﴿عَلَى اللّٰهِ
تَفْتَرُوْنَ (۵۹)﴾ تَكْذِبُوْنَ بِنِسْبَةِ ذٰلِكَ اِلَيْهِ ﴿وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ﴾ اَيُّ شَيْءٍ ظَنُّهُمْ بِهٖ
﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهٗ لَا يُعَاقِبُهُمْ لَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ﴾ بِاِمْهَالِهِمْ وَالْاِنْعَامِ عَلَيْهِمْ
﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ (۶۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور اگر ہر ظالم جان (یعنی کافر جان) زمین میں جو کچھ ہے (وہ تمام ہی اموال کی مالک ہوتی تو) ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی (قیامت کے دن اپنی جان عذاب سے چھڑانے کے لئے......ا......) اور دل میں چپکے چپکے پریشان ہوئے (ایمان نہ لانے پر) جب عذاب دیکھا (یعنی کفار کے سرداروں نے عار لگائے جانے کے خوف سے ان کمزوروں سے اپنی پشیمانی چھپائی جنہیں انہوں نے گمراہ کیا تھا) اور ان میں فیصلہ کر دیا گیا (یعنی مخلوق کے درمیان) انصاف کے ساتھ (بالقسط بمعنی بالعدل ہے) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کچھ بھی) سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، سن لو بیشک اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور بدلہ دیئے جانے کا) سچا ہے (حق بمعنی ثابت ہے) مگر ان میں (یعنی ان لوگوں میں سے) اکثر کو خبر نہیں (اس بات کی......۲......) وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے (آخرت میں وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا) اے لوگوں (اے اہل مکہ) تمہارے

پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی (یعنی ایسی کتاب آئی جس میں ان باتوں کا بیان ہے جو تمہارے لیے حلال ہیں اور جو تم پر حرام ہیں مراد اس سے قرآن پاک ہے) اور شفاء (یعنی دوا......؎) اس کی جو سینوں میں ہیں (یعنی برے عقیدے اور شکوک وشبہات کی) اور ھدایت (گمراہی سے) اور (اس کے سبب) رحمت ایمان والوں کے لئے تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل (یعنی اسلام) اور اسی کی رحمت (یعنی قرآن) اور اسی (کے فضل ورحمت) پر چاہے کہ خوشی کریں......؎ وہ بہتر ہے اس سے جسے وہ جمع کرتے ہیں (دنیاوی اسباب میں سے، یجمعون یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تم فرماؤ ذرا دیکھو تو (یعنی مجھے خبر کرو) جو اتارا (یعنی پیدا فرمایا) رزق اللہ نے تمہارے لیے اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھرا لیا (جیسا کہ بحیرہ سائبہ اور مردار جانور) تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی (اس کو حرام وحلال قرار دینے کے بارے میں) یا (بلکہ) تم اللہ پر افتراء کرتے ہو (اس کی نسبت اللہ کی طرف کرکے جھوٹ بولتے ہو) اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (کسی چیز کے سبب انہوں نے اس کا گمان کرلیا) قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا (کیا یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انہیں سزا نہ ملے یہ گمان تو درست نہیں) بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے (انہیں مہلت عطا فرما کر ان پر انعامات فرماکر) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو ان لکل نفس ظلمت ما فی الارض لافتدت بہ﴾

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ان: حرف مشبہ......لام: جار......کل: مضاف......نفس: موصوف......ظلمت: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......مافی الارض: موصول صلہ، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، افتدت بہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿واسروا الندامة لما راوا العذاب وقضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون﴾.

و: عاطفہ......اسروا الندامة: فعل بافاعل ومفعول......لما: بمعنی "حین" مضاف......راوا العذاب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ...... وقضی بینھم......الخ: اس کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۴۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿الا ان للہ ما فی السموت والارض الا ان وعد اللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون ھو یحی ویمیت والیہ ترجعون﴾

الا: اداۃ تنبیہ......ان: حرف مشبہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مافی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......الا: حرف تنبیہ......ان وعد اللہ: حرف مشبہ واسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھو: مبتدا......یحیی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویمیت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ ترجعون: ظرف لغو مقدم وفعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمومنین﴾.

ماقبل اس قسم کی ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فلیفرحوا﴾.

قل : قول......ب: جار......فضل الله: مجرور،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......برحمته: جارمجرور معطوف اول، ف: عاطفہ......بذلک: جارمجرور معطوف ثانی،ملکر ظرف لغومقدم......ف: فصیحہ......لیفرحوا: فعل امر غائب بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان فرحوا بشیء" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿هو خیر مما یجمعون﴾.

هو: مبتدا......خیر: اسم تفضیل بافاعل......مما یجمعون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اریتم ما انزل الله لکم من رزق فجعلتم منه حرام وحللا﴾.

قل: قول......اریتم: بمعنی خبرنی: فعل امر بافاعل......ما: موصولہ......انزل الله لکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......جعلتم منه: فعل بافاعل وظرف لغو......حراما وحللا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر ذوالحال......من رزق: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل الله اذن لکم ام علی الله تفترون﴾.

قل: قول......همزه: حرف استفہام......الله: مبتدا......اذن لکم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ......ام: عاطفہ منقطعہ......علی الله تفترون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما ظن الذین یفترون علی الله الکذب یوم القیمة﴾.

و: عاطفہ......ما: استفہامیہ مبتدا......ظن: مصدر مضاف......الذین: موصول......یفترون علی اللہ الکذب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل......یوم القیمة: ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لذوا فضل علی الناس ولکن اکثرهم لا یشکرون﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......ذو: مضاف......فضل: مصدر بافاعل......علی: جار......الناس: ذوالحال......و: حالیہ......لکن اکثرهم: حرف مشبہ واسم......لایشکرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذرا غور کیجئے!

۱......زمین کے سارے خزانے دے کر بھی قیامت کے دن کے عذاب سے بچنا ممکن نہیں، (فداء بمعنی بذل، خرچ کرنے کے معنی میں) مستعمل ہے۔ اندازہ کریں کہ قیامت کی ہولناکی کیسی ہوگی؟ کیا ہم سب کچھ برداشت کرلیں گے؟ کیا ہم نے اس کے لئے کوئی تیاری کر رکھی ہے کہ فلاں مال یا فلاں چیز دے دلا کر جان چھڑالیں گے؟ یا ایسے ہی اپنی مگن میں زندگی گزارے چلے جارہے ہیں۔ اگر چہ مال دے کر جان چھڑانا ناممکن ہے، غور کریں۔

قیامت میں کافروں کی عقلوں کا حال!

۲......ذلک......الخ، یعنی کافروں کی عقول کی خرابی اور غفلت کی وجہ سے یہ معاملہ ہوگا، پس وہ جو چاہیں گے کہیں گے اور جو چاہیں گے کریں گے۔ متذکرہ لفظ ذلک دونوں امور کو ثابت کرتا ہے کہ آسمان وزمین میں سب کچھ اللہ ﷻ ہی کا ہے اور قیامت میں دوبارہ اٹھنے اور جزاوسزا سے متعلق وعدہ بھی سچا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۷۱)

غفلت کے سبب عقل کے خلل کے باعث اللہ ﷻ کے دونوں وعدوں کا انکار کریں گے اور اس انکار کرنے والوں کو اکثر کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ ان لوگوں میں سے بہت تھوڑے ایسے ہونگے جو کہ اس بات کو جانیں گے یعنی ہزار میں سے فقط ایک ہی، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''اے آدم اپنی ذریت کو فیصلے کے دن کی جانب بڑھائے، تو ہزار میں سے ایک جنت اور باقی جہنم کی جانب جائیں گے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۰٦)

قرآن میں نصیحت اور شفاء ہے:

۳......قرآن مجید میں نصیحت ہے اس لحاظ سے کہ ہر رغبت رکھنے والے کو (بھلائی) کی طرف بلاتا ہے اور بھاگنے والے پر زجر وتوبیخ کرتا ہے۔ پس قرآن میں موجود اوامر ونواہی اس کی جانب رغبت رکھنے والے کے لئے داعی ہیں اور اس سے بھاگنے والے کے لئے پیغام زجر وتوبیخ۔ (المدارك، ج۲، ص۲۸)

بعض محققین اس آیت مبارکہ کے ذریعے اس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ انسانی نفس کے کئی مراتب ہیں، کمال مرتبہ یہ ہے کہ جو قرآن کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیتا ہے وہ قرآن کے ذریعے نجات پالیتا ہے اس بارے میں چار اقوال ذکر کئے جاتے ہیں (۱) ایسی راہ اختیار کرنا جو مناسب نہ ہو، اس جانب اللہ ﷻ کا فرمان ''الموعظة'' اشارہ کرتا ہے کیونکہ اس میں معاصیت میں پڑے رہنے والوں کے لئے زجر کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ (۲) باطن میں عقائد فاسدہ اور ملکات رذیہ کے ذریعے ایسی راہ اختیار کرنا جو کہ نامناسب ہو اس کی جانب ''شفاء'' کے ذریعے اشارہ کیا گیا ہے۔ (۳) نفس کو عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ سے مزین کرنا، اور یہ صرف ہدایت ہی کے ذریعے ممکن ہے لہذا اس جانب اللہ ﷻ کا فرمان ''وھدی'' اشارہ کرتا ہے۔ (۴) ظاہری اور باطنی نفس میں انوار وتجلیات الٰہیہ کا

ظہور ہونا اور نفس کا کامل و مستعد ہو جانا یہ ''رحمۃ'' کے زمرے میں آتا ہے۔

حاصل یہ کہ ''الموعظۃ'' سے خلق کی ظاہری تطہیر کی جانب اشارہ ہے اور اس مراد شریعت ہے، ''شفاء'' سے باطنی تطہیر یعنی عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے روح کی باطنی تطہیر کی جانب اشارہ ہے اور اس سے مراد طریقت ہے، ''ھدی'' سے صدیقین کے دلوں میں حق کے ظاہر ہونے کی جانب اشارہ ہے اور اس سے مراد حقیقت ہے، ''رحمۃ'' سے کمال بلوغ یعنی نور معرفت الٰہی جس سے فیض کے دریا بہنے لگیں مراد اس قسم سے نبوت اور خلافت ہے۔ ان تمام درجات میں تقدیم اور تاخیر ممکن نہیں ہے۔

متذکرہ آیت مبارکہ سے امام جلال الدین سیوطی شافعی نے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن جس طرح باطنی امراض سے شفاء کا ذریعہ ہے اسی طرح امراض بدنی سے بھی شفاء کا ذریعہ ہے چنانچہ ابن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سینے کی بیماری کی شکایت کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پڑھو کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿شفاء لما فی الصدور﴾ کہ قرآن میں دل کی بیماری کا علاج ہے''۔ (روح المعانی، الجزء الحادی عشر، ج۲، ص۱۸۴)

☆...... حضرت بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اوپر ''قل اعوذ برب الفلق'' اور ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب رقیۃ المریض، رقم:۵۶۰۸/۲۱۹۱۲، ص۱۰۹۹)

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب سفر میں تھے، ان کا گزر عرب کے کسی قبیلے سے ہوا، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان سے مہمانی طلب کی، انہوں نے صحابہ کرام کو مہمان نہیں بنایا۔ قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنک مارا ہوا تھا، انہوں نے اس کے لئے تمام جتن کر لئے لیکن کسی چیز نے فائدہ نہ دیا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ جماعت جو یہاں ٹھری ہے ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی چیز ہو، قوم کے لوگ اس مقدس جماعت صحابہ کے پاس گئے اور کہا، اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے تو صحابہ میں سے کسی نے کہا ہاں! اللہ کی قسم میں دم کرتا ہوں، لیکن اللہ عزوجل کی قسم ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تھی لیکن تم نے ہماری مہمانی نہیں کی، اب میں تم پر بالکل دم نہیں کروں گا حتی کہ تم مجھے کوئی انعام دو۔ انہوں نے بکریوں کی ایک معین تعداد پر صلح کر لی (ابن ماجہ میں ۳۰ بکریاں بتائی گئی ہیں) پھر وہ گئے اور مسلم شریف کی روایت کے مطابق سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس طرح چلنے لگا کہ گویا بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ سردار نے کہا کہ ان سے جس انعام کا وعدہ کیا ہے وہ انہیں پورا پورا دو۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا کہ اس انعام کو پورا پورا تقسیم کر لو، بعض نے کہا کہ نہیں یہ دم کی اجرت ہے اس کو اس وقت تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائیں اور ان سے شرعی حکم معلوم کریں۔ جب وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"تمہیں کس نے بتایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا دم ہے"، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے درست کیا اس کو تقسیم کرلو اور اس میں میرا حصہ بھی نکالو"، پھر سید عالم ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب مایعطی فی الرقیۃ، رقم ۲۲۷۶، ص ۳۶۳)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہترین دوا قرآن مجید ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الاستشفاء بالقرآن، رقم ۳۵۰۱، ص ۵۸۵)

درحقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے خواہ قلبی وروحانی ہو یا بدنی اور جسمانی، علماء امت نے کچھ روایات وآثار سے اور کچھ اپنے تجربے سے آیات قرآنی کے خواص اور فوائد مستقل کتابوں میں جمع بھی کردیئے ہیں، امام غزالی کی کتاب خواص قرآنی اس کے بیان میں مشہور ومعروف ہے جس کی تلخیص مولانا اشرف علی تھانوی نے اعمال قرآنی کے نام سے کی ہے، اور مشاہدات وتجربات اتنے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن کریم کی مختلف آیتیں مختلف امراض جسمانی کے لئے بھی شفاء کلی ثابت ہوتی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد قلب وروح کی بیماریوں کو ہی دور کرنا ہے اور ضمنی طور پر جسمانی بیماریوں کا بھی بہترین علاج ہے۔

(معارف القرآن، ج ٤، ص ٥٤٣)۔

حضور کی آمد پر فرحت اور مسرت کرنا:

☆......اس آیت میں اللہ عزوجل کے فضل اور رحمت سے سیدنا محمد ﷺ کو بھی مراد لیا گیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں: خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قل بفضل اللہ میں فضل اللہ سے مراد نبی ﷺ ہیں اور رحمت سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆......ابو شیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیت مبارکہ میں فضل اللہ سے مراد علم ہے اور رحمت سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات ہے۔ (الدر منثور، ج ۳، ص ٥٥٥)

معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ کی آمد کے موقع پر خوشی منانا کوئی غیر شرعی طریقہ کار نہیں ہے، حضور ﷺ کی آمد کی خوشی منانا جائز جائز اور جائز ہی ہے اس کی نظیر اس آیت سے بھی ملتی ہے ﴿اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراھیم:۲۸)﴾ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے تبدیل کردی۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم یہ لوگ کفار قریش ہیں اور عمرو نے کہا کہ وہ قریش ہیں اور سیدنا محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جھل، رقم: ۳۹۷۷، ص ٦٧١)

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ (ال عمران: ۱۷۱)﴾ وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر خوشیاں مناتے ہیں۔

قرآن وحدیث اور آثار سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ اللہ کی نعمت ہیں اور نعمت کا چرچا کیا جاتا ہے، نعمت ملنے پر خوشی منائی جاتی ہے، ایسا نہیں کہ کالے کپڑے پہن کر بیٹھ جائیں اور واویلا کرنا شروع کردیں، اور خوشیاں منانے والوں کو مشرک بدعتی کہنا شروع

کردیں، نعمت پر خوشی منانا امر مستحسن ہے اور اس کے لئے اگر کوئی دلیل صحابہ اور سلف صالحین سے نہ بھی معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں پڑتا کیونکہ کسی امر مستحسن کے لئے صحابہ کے دور کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔

☆......☆ بین الخلائق: یعنی مسلمانوں کے لئے جنت کا اور کافروں کے لئے جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا، اور یہ بھی درست ہے کہ ظالم اور مظلوم کے مابین صحیح فیصلہ کر دیا جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۰٦)

مخافة التعییر: یعنی عار دلائے جانے کے خوف سے، سرداروں کو یہ خوف تھا کہ قوم کے ضعیف لوگ انہیں عار دلائیں گے اور زجر و توبیخ کریں گے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں ان کی پیروی کی ہے اور جنہیں ان سرداروں نے گمراہ کر دیا۔

ای اھل مکہ: صحیح یہ ہے کہ اس سے تمام مکلفین مراد ہیں۔

والمیتة: کفار نے اپنے تئیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا، چنانچہ بحیرہ اور سائبہ کو حرام قرار دیا (ان کی تعریفات ماقبل ذکر ہو چکی ہیں)، اور مردار کو حلال قرار دے دیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۷۲ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

اگر چندے کے صَندوقچے سے نکلی ہوئی رقم کا غلط استعمال ہو گیا مثلاً متولیانِ مسجد نے اتفاقِ رائے سے کسی غریب مقتدی کو اُس سے کچھ رقم اُدھار دے دی اور وہ اب ادا نہیں کرتا، اس کا حال کیا ہے؟

الجواب: اول تو یہی گناہ کا کام تھا کہ مسجد کا چندہ کسی مقتدی کا اُدھار دیدیا اِس لئے کہ جو چندہ مسجد کے لئے کیا جاتا ہے اُس میں مقتدیوں کو اُدھار دینے کا عُرف (رواج) نہیں ہے، توبہ کرنی ہوگی اور وہ رقم ڈوب جانے کی صورت میں جس جس سے قرض دینے کے حق میں فیصلہ کیا اُس کو رقم پلے سے ادا کرنی ہوگی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''متولی کو روا نہیں کہ مال وقف کو قرض دے یا بطور قرض اپنے تصرف میں لائے'' (الفتاوی الرضویہ، ج١٦، ص ٥٧٤، رضا فاؤنڈیشن لاھور)۔

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَمَا تَكُونُ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿فِي شَأْنٍ﴾ أَمْرٍ ﴿وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ﴾ أَيْ مِنَ الشَّأْنِ أَوِ اللّٰهِ ﴿مِنْ قُرْآنٍ﴾ أَنْزَلَهُ
عَلَيْكَ ﴿وَلَا تَعْمَلُونَ﴾ خَاطَبَهُ وَأُمَّتَهُ ﴿مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا﴾ رُقَبَاءَ ﴿إِذْ تُفِيضُونَ﴾
تَأْخُذُونَ ﴿فِيهِ﴾ أَيِ الْعَمَلِ ﴿وَمَا يَعْزُبُ﴾ يَغِيبُ ﴿عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ﴾ وَزْنِ ﴿ذَرَّةٍ﴾ أَصْغَرِ نَمْلَةٍ
﴿فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ (٦١)﴾ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ
الْمَحْفُوظُ ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (٦٢)﴾ فِي الْآخِرَةِ هُمْ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا
وَكَانُوا يَتَّقُونَ (٦٣)﴾ اللّٰهَ بِامْتِثَالِ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ فُسِّرَتْ فِي حَدِيثٍ
صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرٰى لَهُ ﴿وَفِي الْآخِرَةِ﴾ بِالْجَنَّةِ وَالثَّوَابِ ﴿لَا تَبْدِيلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ لَا خُلْفَ لِمَوَاعِيدِهِ ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُورُ ﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٦٤)﴾ ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ
﴾ لَكَ لَسْتَ مُرْسَلًا وَغَيْرَهُ ﴿إِنَّ﴾ اسْتِئْنَافٌ ﴿الْعِزَّةَ﴾ الْقُوَّةَ ﴿لِلّٰهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ﴾ لِلْقَوْلِ
﴿الْعَلِيمُ (٦٥)﴾ بِالْفِعْلِ فَيُجَازِيهِمْ وَيَنْصُرُكَ ﴿أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ عَبِيدًا
وَمِلْكًا وَخَلْقًا ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ﴾ يَعْبُدُونَ ﴿مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ أَيْ غَيْرِهِ أَصْنَامًا ﴿شُرَكَاءَ﴾ لَهُ عَلَى
الْحَقِيقَةِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ ﴿إِنْ﴾ مَا ﴿يَتَّبِعُونَ﴾ فِي ذٰلِكَ ﴿إِلَّا الظَّنَّ﴾ أَيْ ظَنَّهُمْ أَنَّهَا آلِهَةٌ تَشْفَعُ لَهُمْ
﴿وَإِنْ﴾ مَا ﴿هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (٦٦)﴾ يَكْذِبُونَ فِي ذٰلِكَ ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ
وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط﴾ إِسْنَادُ الْإِبْصَارِ إِلَيْهِ مَجَازٌ لِأَنَّهُ يُبْصَرُ فِيهِ ﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ﴾ دَلَالَاتٍ عَلٰى
وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالٰى ﴿لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (٦٧)﴾ سَمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاتِّعَاظٍ ﴿قَالُوا﴾ أَيِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى وَمَنْ زَعَمَ
أَنَّ الْمَلٰئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ قَالَ تَعَالٰى لَهُمْ ﴿سُبْحٰنَهُ﴾ تَنْزِيهًا لَهُ عَنِ الْوَلَدِ ﴿هُوَ الْغَنِيُّ﴾
عَنْ كُلِّ أَحَدٍ إِنَّمَا يَطْلُبُ الْوَلَدَ مَنْ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ ﴿لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ مِلْكًا وَخَلْقًا
وَعَبِيدًا ﴿إِنْ﴾ مَا ﴿عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ ﴿بِهٰذَا﴾ الَّذِي تَقُولُونَهُ ﴿أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ (٦٨)﴾ اسْتِفْهَامُ تَوْبِيخٍ ﴿قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ بِنِسْبَةِ الْوَلَدِ إِلَيْهِ ﴿لَا
يُفْلِحُونَ (٦٩)﴾ لَا يَسْعَدُونَ لَهُمْ ﴿مَتَاعٌ﴾ قَلِيلٌ ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ يَتَمَتَّعُونَ بِهِ مُدَّةَ حَيَاتِهِمْ ﴿ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
﴾ بِالْمَوْتِ ﴿ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ ﴿بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (٧٠)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اورتم (اے محمد ﷺ) کسی کام میں ہو (شان بمعنی امر ہے) اوراس کی طرف سے پڑھو (منہ کی ضمیر یا تو ضمیر شان ہے یا اس کا مرجع اسم جلالت ہے) کچھ قرآن (جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے) اور تم لوگ کوئی کام کرو (یہ خطاب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت سے ہے) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں (یعنی اس پر مطلع ہوتے ہیں) جب تم شروع کرتے ہو (تفیضون بمعنی تاخذون ہے،) اس کو (یعنی اس کام کو) اور غائب نہیں (یعزب بمعنی یغیب ہے) تمہارے رب سے ذرہ کے وزن برابر کوئی چیز (مثقال بمعنی وزن ہے اور ذرۃ انتہائی چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں) زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو (مبین بمعنی بین ہے مراد اس سے لوح محفوظ ہے) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم (اور آخرت میں وہ لوگ......۱......) جو ایمان لائے اور ڈرتے ہیں......۲......(اللہ سے اس کے احکامات بجالا کر اور ممنوعہ کاموں سے بچ کر) انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں (اس کی تفسیر اس حدیث میں فرمائی جس کی تصحیح حاکم نے کی کہ اس سے مراد اچھے خواب ہیں جو مومن مرد دیکھتا ہے یا اس کے لیے وہ اچھا خواب دیکھا جاتا ہے......۳......) اور آخرت میں (جنت اور ثواب) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (اس کے وعدوں کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے......۴......) یہی (مذکورہ بالا باتیں) بڑی کامیابی ہے اور تم غم نہ کرو ان کی باتوں کا (کہ تم رسول نہیں ہو وغیرہ معاذ اللہ) بیشک (ان استیناف کے لئے ہے) عزت (یعنی قوت) ساری اللہ کیلئے ہے وہی سننے والا ہے (باتوں کا) اور علم رکھنے والا ہے (اعمال کا پس وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا اور تمہاری مدد فرمائے گا) سن لو بیشک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں (اس کے بندے مملوک اور مخلوق ہیں) اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں جو پکاررہے ہیں (یدعون بمعنی یعبدون ہے، یعنی جو عبادت کررہے ہیں) اللہ کے سوا (یعنی غیر اللہ کی، مراد اس سے بت ہیں) شریک ٹھہراتے ہوئے (یعنی بتوں کو حقیقت میں اللہ ﷻ کا شریک ٹھہراتے ہوئے، اللہ ﷻ شریک کے ہونے سے بلند وبالا ہے) وہ تو پیچھے نہیں جاتے (اس معاملے میں) مگر گمان کے (یعنی ان کا یہ گمان ہے کہ یہ بت ان کے خدا ہیں جو ان کی شفاعت کریں گے) اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے (اس بارے میں جھوٹ بولتے ہیں) وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا (ابصار کی نسبت نہار دن کی طرف مجازی ہے کیونکہ بندہ دن میں دیکھنے کے لائق ہوتا ہے) بے شک اس میں نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی) سننے والوں کے لئے (جو تدبر اور نصیحت قبول کرنے کی نیت سے سنیں) بولے (یہود ونصاری اور وہ لوگ جن کا یہ گمان ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں) اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی (اللہ ﷻ نے ان کے رد میں فرمایا) پاکی اس کو (اولاد سے منزہ اور مبرہ ہے) وہی بے نیاز ہے (ہر ایک سے، اولاد تو وہ طلب کرتا ہے جسے اس کی ضرورت ہو) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک، مخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) تمہارے

پاس کوئی سند (سلطان بمعنی حجۃ ہے) اس کی (جو تم لوگ کہہ رہے ہو) کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (اتقولون استفہام توبیخی ہے) تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (اس کی طرف اولاد کو منسوب کر کے) ان کا بھلا نہ ہوگا (وہ کامیاب نہ ہوں گے) برتنا ہے (تھوڑا) دنیا میں (جس کو وہ اپنی مدت حیات میں برت لیں گے) پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے وقت) پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے (موت کے بعد) بدلہ ان کے کفر کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما تکون فی شان وما تتلوا منه من قران﴾

و: عاطفہ......ما: نافیہ......تکون: فعل ناقص با اسم......فی شان: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ، ما تتلوا: فعل نفی با فاعل......منه: ظرف لغو......من: زائد......قران: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا اذ تفیضون فیه﴾.

و: عاطفہ......لا تعملون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......کنا: فعل ناقص با اسم......علیکم: ظرف لغو مقدم......شهودا: جمع "شاهد" اسم فاعل با فاعل......اذ تفیضون فیه: ظرف، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل......، من: زائد......عمل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یعزب عن ربک من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......یعزب عن ربک: فعل وظرف لغو، من: زائد......مثقال ذرة: ذوالحال، فی الارض: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ......لا: نافیہ، فی السماء: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبین﴾

و: مستانفہ......لا: نفی جنس......اصغر من ذلک: شبہ جملہ معطوف علیہ......ولا اکبر: ماقبل پر عطف ہے، ملکر اسم، الا: اداۃ حصر......فی کتب مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾.

الا: حرف تنبیہ......ان اولیاء الله: حرف مشبہ واسم......لا: نافیہ......خوف: مبتدا......علیهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......هم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة﴾.

الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وکانوا یتقون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف

"ھم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......البشری : ذوالحال...... فی الحیوۃ الدنیا: جارمجرور معطوف علیہ......و: عاطفہ......فی الاخرۃ: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ولا یحزنک قولھم﴾.

لا تبدیل: لائے نفی جنس واسم......لکلمت اللہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ذلک: مبتدا......ھو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......لایحزنک: فعل نہی با مفعول......قولھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان العزۃ للہ جمیعا ھو السمیع العلیم الا ان للہ من فی السموت ومن فی الارض﴾.

ان: حرف مشبہ......العزۃ: ذوالحال......جمیعا: حال،ملکر اسم ،للہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ھو: مبتدا...... السمیع العلیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،الا: حرف تنبیہ......ان اللہ: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم......من فی السموت: موصول صلہ معطوف علیہ......ومن فی الارض: معطوف،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یتبع الذین تدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......یتبع: فعل......الذین یدعون: موصول صلہ،ملکر فاعل......من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم......شرکاء: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان: نافیہ......یتبعون: فعل با فاعل......الا: اداۃ حصر......الظن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ان: نافیہ......ھم: مبتدا......الا: اداۃ حصر......یخرصون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ والنھار مبصرا﴾.

ھو: مبتدا......الذی: موصول......جعل لکم: فعل با فاعل وظرف لغو......الیل: ذوالحال......لام: جار...... تسکنوا فیہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......النھار: ذوالحال......مبصرا: حال،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یسمعون قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحنہ﴾.

ان: حرف مشبہ......فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم......لام: تاکیدیہ......ایت: موصوف......لقوم یسمعون: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......قالوا: قول......اتخذ اللہ ولدا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... سبحن: فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھو الغنی لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾.

ھو: مبتدا......الغنی: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......لہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مافی السموت: موصول صلہ،ملکر معطوف

علیہ......و: عاطفہ......مافی الارض: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا موخر جملہ اسمیہ۔

﴿ان عندکم من سلطن بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون﴾.

ان: نافیہ......عندکم: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم......من: زائدہ......سلطن: موصوف......بھذا: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ......ھمزہ: حرف استفہام......تقولون: فعل با فاعل......علی اللہ: ظرف لغو...... مالاتعلمون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون﴾.

قل: قول......ان: حرف مشبہ......الذین: موصول......یفترون علی اللہ الکذب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم، لایفلحون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون﴾.

متاع: موصوف......فی الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر محذوف "لھم" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ...... الینا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعھم: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......نذیقھم: فعل با فاعل ومفعول...... العذاب الشدید: مفعول ثانی......بما کانوا یکفرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

شان ولی:

۱......لفظ ولی سے مراد اللہ کی ذات وصفات کا ایسا عارف جو کہ نیکیوں پر مواظبت اور معصیت سے اجتناب کرنے والا ہو اور لذات اور شہوات میں منہمک ہونے والا نہ ہو۔

اپنے نفس کو فنا کرنے کے بعد بندہ جس مقام حق تک پہنچتا ہے اسے ولایت کہتے ہیں اور شرع میں ولایت نام ہے کسی غیر کے چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود حکم شرع نافذ کرنا۔ (التعریفات،ص ۲۴۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی، میں اس سے اعلان جنگ کردیتا ہوں، جس چیز سے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اس میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پیر ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے

اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں، اور میں جس کام کو بھی کرنے والا ہوں کسی کام میں اتنا تردد نہیں کرتا جتنا تردد میں مومن کی روح کو قبض کرنے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق ،باب التواضع ،رقم: ۶۵۰۱،ص ۱۱۲۷)

علامہ شامی اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ جو اولیاء کی عظمت کا قائل نہیں یخشی علیه سوء الخاتمة یعنی خوف ہے کہ اس کا خاتمہ برا ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے اس آیت ﴿وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (المؤمنون: ۶۰)﴾ کے بارے میں استفسار کیا کہ کیا اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو شرابیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ فرمایا ''اے صدیق کی نور دیدہ! ایسا نہیں یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں۔ (جامع الترمذی، کتاب التفسیر،باب المؤمنون،رقم: ۳۱۸۶،ص ۹۰۸)

☆......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سید عالم ﷺ نے متعدد بار جنت کی بشارت دی، اس کے باوجود وہ قبر کو دیکھ کر اتنے روتے کہ ان کی داڑھی مبارک بھیگ جاتی۔ (جامع الترمذی، کتاب الزهد،باب ما جاء فی ذکر الموت،رقم: ۲۳۱۵،ص ۶۷۲)

ان احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضرات اولیائے کرام رحمہم اللہ اگر چہ نیکیوں میں زندگی گزاریں، نمازیں پڑھیں، دیگر بھاری عبادات و ریاضات کا بوجھ اٹھائیں لیکن اللہ عزوجل سے خوف کا عالم ایسا کہ قبر کو دیکھ کر ہی رونا شروع کر دیں کہ یہ آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو آخرت میں کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ دوسرے خوفزدہ ہونگے اور نہ ہی انہیں اس چیز پر غم ہوگا کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں جاتی رہیں۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کو آخرت میں خوف وحزن نہ ہوگا اسلئے کہ دنیا میں وہ رنج وغم اور پریشانی سے محفوظ نہیں رہتے۔ (الخازن، ج۲،ص ۴۵۱)

شیخ سلیمان الجمل نے اولیاء اللہ سے خوف وحزن کی نفی فرمائی ہے اور فرمایا کہ اس سے مراد قیامت کے دن کا خوف ہے حدیث میں ہے کہ اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ لوگ خوفزدہ ہونگے اور انہیں کوئی غم نہ ہوگا جب کہ لوگ غمگین ہونگے۔

(الجمل، ج۳،ص ۳۷۶)

اولیائے کرام کی برکتیں اور فضیلتیں بے حد و بے شمار ہیں، عام انسان ان کے دامن سے وابستہ ہو کر نہ صرف دنیا کی برکتیں اور فضیلتیں سمیٹ لیتا ہے بلکہ کسی خاص مرید پر تو ایسا بھی کرم خاص ہوتا ہے کہ وہ مرید صادق علم و معرفت کی منازل طے کر کے خود ولایت کے مرتبے پر جا پہنچتا ہے۔ اولیائے کرام کی سیرت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ کسی مصیبت اور پریشانی کے عالم میں ان کی بارگاہ

میں جانے سے وہ مصیبت نہ صرف ٹلتی ہے بلکہ کرم بالائے کرم ہوجاتا ہے چنانچہ شارح بخاری علیہ الرحمۃ تھذیب التھذیب میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعلی نیشاپوری سخت ترین پریشانی میں آگئے تو حضور سید عالم ﷺ نے خواب میں بشارت دی کہ سر الی قبر یحی بن یحی واستغفر وسل تقض حاجتک فاصبحت ففعلت ذلک فقضیت حاجتی یعنی یحیٰ بن یحیٰ کی قبر پر حاضری دو اور استغفار کرو اور سوال کرو تمہاری حاجت پوری کردی جائیگی تو میں صبح اٹھا پس میں نے ایسا ہی کیا تو میری حاجت پوری کردی گئی۔

(تہذیب التہذیب، ج ٤، ص ٢٩٨)

کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، اس کا جواب میں یہ دونگا کہ قرآن مجید میں آصف بن برخیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے بھاری تخت جوکہ سات محلوں میں بند تھا اور دربان کے پہرے بھی تھے، پلک جھپکتے میں حضرت سلیمان کے دربار میں پیش کردیا اور یہ کام انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق کیا اگر یہ شرک تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے شرک کی دعوت دی اور ان کی شریعت میں شرک جائز تھا اور ہماری شریعت میں ناجائز ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شرک کو نہ تو کسی نبی نے پسند کیا اور نہ ہی کسی ولی نے، اور نبوت اور ولایت یہ اللہ ﷻ کا خاص انعام ہے جو خاص بندوں کو دیا جاتا ہے اور یہ اللہ ﷻ کی دی ہوئی طاقت سے ہوا، چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں ھذا من فضل ربی یعنی یہ میرے رب کا فضل ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "جب اللہ ﷻ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے کہتا ہے کہ اے جبرئیل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، پس جبرئیل علیہ السلام بھی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ ﷻ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر روئے زمین پر اس شخص کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ برقم: ۳۲۰۹، ص ٥٣٦)

ولایت کے لئے ایمان اورتقوی شرط ہے :

۲......اللہ ﷻ نے ولی کی پہچان بیان فرمادی کہ ولی کون ہوسکتا ہے؟ یہ جان لیں کہ ولایت کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم پیسے دیکر خرید لیں، بلکہ یہ تو اللہ ﷻ کا انعام ہے جسے اللہ ﷻ چاہے عطا فرمادے۔ اس پرفتن دور میں ان لوگوں نے بھی خود کو ولی کہنا شروع کردیا ہے جو کل تک پیری مریدی اور ولایت کو بیکار جانتے تھے اور خود کو موحد کہتے تھے آج اپنا سلسلہ نقشبندی بتاتے ہیں کہ ہم نقشبندی ہیں، حالانکہ ہمارے نزدیک ان کا یہ قول صرف اور صرف خیال بندی ہے اور یہ وہابی دیوبندی ہی ہیں۔ ولایت کی پہلی شرط ایمان ہے اور یہ حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا پہلے اپنے ایمان کی خیر منائے بعد میں ولایت کی فکر کرے۔

ہمارے بعض لوگ مزاروں اور فٹ پاتھوں پر بیٹھے ہوؤں کو خواہ مخواہ ولی جاننے لگتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ ان

کے بال بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی گلے میں موتیوں کی مالائیں بھی ہوتی ہیں۔ جو ایک وقت کی نماز نہ پڑھے، ساری غلط حرکتیں کرے، کیا وہ بھی ولی ہوسکتا ہے؟ جب کہ اللہ ﷻ نے ولایت کی دوسری شرط تقوی و پرہیز گاری رکھی ہے۔ جسے نماز، وضو، غسل اور دیگر اہم امور کا ہی خیال نہیں ہے وہ ولی کیسا؟ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان کو کچھ دینے کا وبال کتنا ہے کہ آپ ایسے شخص کی مدد کر رہے ہیں جو آپ ہی کے دیئے ہوئے پیسوں سے سارے غلط کام کرے گا۔ قرآن میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿الذین امنوا و کانوا یتقون ﴾ یعنی ولی وہ ہے جو ایمان والا ہے اور ساتھ ہی متقی بھی ہے۔

بشارتوں سے کیا مراد ہے؟

۳۔۔۔۔۔اہل مصر میں سے ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ﴿لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ﴾، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے مجھ سے اس چیز کے متعلق سوال کیا کہ کسی اور نے مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کیا، جب ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اس سے مراد نیک خواب ہیں جو مسلمان شخص دیکھتا ہے یا اس کے لئے وہ خواب دیکھے جاتے ہیں یہ اس کی دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں اس کی بشارت جنت ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الرؤیا، باب قولہ لھم البشری، برقم: ۲۲۸۰، ص ۶۶۲)

☆۔۔۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اب میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں آئے گا'' لوگوں پر یہ بات گراں گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لیکن لوگوں کے لئے مبشرات یعنی بشارتیں ہیں''، لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ بشارتیں کیا ہے؟ فرمایا ''مسلمانوں کے خواب اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے''۔ (جامع الترمذی، کتاب الرؤیا، باب قولہ لھم البشری، رقم: ۲۲۷۹، ص ۶۶۲)

☆۔۔۔۔۔☆اصغر نملۃ: ایک قول گرد و غبار کے باریک ذرات کیا گیا ہے اور دوسرا قول مچھر سے بھی چھوٹی چیز مراد لی گئی ہے۔

ای الیھود: یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو، نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی اولاد مانتے تھے۔

لا یسعدون: یعنی اللہ کی ذات بالا صفات پر جھوٹی نسبت کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونگے بلکہ خائب و خاسر رہیں گے اور اے محبوب! اگر تم ان پر نعمتوں کی کثرت بھی کرو تو یہ لوگ ان نعمتوں کے زوال کا سبب ہی بنیں گے (الصاوی، ج ۳، ص ۱۰۸ وغیرہ)۔

لاخلف لمواعیدہ: ابی سعود کی عبارت ہے کہ پرہیز گار مومنین کے لیے بشارتوں سے متعلق اللہ کے تمام وعدوں پر مبنی اقوال بدلنے والے نہیں ہیں۔ القوۃ: سے مراد غلبہ اور قدرت ہے اور یہ لفظ دو معنوں پر مشتمل ہے، پس اللہ ﷻ کے بارے میں یہ اسی معنی میں مستعمل ہے جس کا ذکر کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ ان کے اظہار دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور مومنین کے حق میں یہ ان کی ان کے دشمنوں کے معاملے میں مدد کرنے کے بارے میں مستعمل ہے۔ پس اللہ ﷻ کی عزت سے مراد کامل عزت ہے جو کہ معبود

ہونے، حیادار ہونے اور ہمیشہ باقی رہنے وغیرہ سے متعلق ہے پس اس لحاظ سے عزت خاص اللہ ﷻ کے لئے مختص ہے نہ کہ مشترک ،اسی وجہ سے اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین (المنافقون:۸)﴾ اور تحقیق یہ ہے کہ ساری عزت حقیقتاً اللہ ﷻ کے لئے ہیں لیکن جو اللہ ﷻ کے رسول اور مومنین سے صادر ہوتی ہیں وہ ان کی تعظیم اور تکریم کے لئے ہیں۔

یکذبون فی ذلک سے مراد ای فی اتباع ظنھم یعنی ان کا اپنے گمان کی پیروی کرنا مراد ہے۔(الجمل،ج۳،ص ۳۷۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَاتْلُ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿عَلَیْهِمْ﴾ اَیْ كُفَّارِ مَكَّةَ ﴿نَبَاَ﴾ خَبَرَ ﴿نُوْحٍ﴾ وَیُبْدَلُ مِنْهُ ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ﴾ شَقَّ ﴿عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ﴾ لُبْثِیْ فِیْكُمْ ﴿وَتَذْكِیْرِیْ﴾ وَعْظِیْ اِیَّاكُمْ ﴿بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ﴾ اعْزِمُوْا عَلٰۤى اَمْرٍ تَفْعَلُوْنَهٗ بِیْ ﴿وَشُرَكَآءَ﴾ اَلْوَاوُ بِمَعْنٰى مَعَ ﴿كُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً﴾ مَسْتُوْرًا بَلْ اَظْهِرُوْهُ وَجَاهِرُوْنِیْ بِهٖ ﴿ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ﴾ اَمْضُوْا فِیَّ مَا اَرَدْتُّمُوْهُ ﴿وَلَا تُنْظِرُوْنِ (۷۱)﴾ تُمْهِلُوْنِ، فَاِنِّیْ لَسْتُ مُبَالِیًا بِكُمْ ﴿فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ﴾ عَنْ تَذْكِیْرِیْ ﴿فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ﴾ ثَوَابٍ عَلَیْهِ فَتَوَلَّوْا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِیَ﴾ ثَوَابِیْ ﴿اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۷۲)﴾ ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ﴾ اَلسَّفِیْنَةِ ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ﴾ اَیْ مَنْ مَّعَهٗ ﴿خَلٰٓىِٕفَ﴾ فِی الْاَرْضِ ﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ بِالطُّوْفَانِ ﴿فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ (۷۳)﴾ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ فَكَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِمَنْ كَذَّبَكَ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ اَیْ نُوْحٍ ﴿رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ﴾ كَاِبْرَاهِیْمَ وَهُوْدَ وَصَالِحٍ ﴿فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ بَعْثِ الرُّسُلِ اِلَیْهِمْ ﴿كَذٰلِكَ نَطْبَعُ﴾ نَخْتِمُ ﴿عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ (۷۴)﴾ فَلَا تَقْبَلُ الْاِیْمَانَ كَمَا طَبَعْنَا عَلٰى قُلُوْبِ اُولٰٓىِٕكَ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡىِٕهٖ﴾ قَوْمِهٖ ﴿بِاٰیٰتِنَا﴾ اَلتِّسْعِ ﴿فَاسْتَكْبَرُوْا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِهَا ﴿وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۷۵)﴾ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ (۷۶)﴾ بَیِّنٌ ظَاهِرٌ ﴿قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ﴾ اِنَّهٗ لَسِحْرٌ ﴿اَسِحْرٌ هٰذَا﴾ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَتٰى بِهٖ وَاَبْطَلَ سِحْرَ السَّحَرَةِ ﴿وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (۷۷)﴾ وَالْاِسْتِفْهَامُ فِی الْمَوْضِعَیْنِ لِلْاِنْكَارِ ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا﴾ لِتَرُدَّنَا ﴿عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ﴾ اَلْمُلْكُ ﴿فِی الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ (۷۸)﴾ مُصَدِّقِیْنَ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ

عَلِیْمٍ(۷۹)﴾ فَائِقٍ فِی عِلْمِ السِّحْرِ ﴿فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی﴾ بَعْدَ مَاقَالُوْا لَهُ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّا اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ(۸۰)﴾ ﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا﴾ حِبَالَهُمْ وَعِصِیَّهُمْ ﴿قَالَ مُوْسٰی مَا﴾ اِسْتِفْهَامِیَةٌ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهُ ﴿جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط﴾ بَدَلٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِهَمْزَةٍ وَاحِدَةٍ اِخْبَارٌ فَمَا مَوْصُوْلٌ مُبْتَدَاءٌ ﴿اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهُ﴾ اَیْ سَیُمْحِقُهُ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ(۸۱)﴾ ﴿وَیُحِقُّ﴾ یُثْبِتُ وَیُظْهِرُ ﴿اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ﴾ بِمَوَاعِیْدِهٖ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ(۸۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور پڑھ کر سناؤ (اے محمد ﷺ) انہیں (یعنی کفار مکہ کو) نوح کی خبر (نبا بمعنی خبر ہے، نباء نوح مبدل منہ ہے اور اس کا بدل اذ قال لقومه ہے) جب اس نے اپنی قوم سے کہا......اے.....اگر تم پر گراں ہو (شاق ہو) میرا کھڑا ہونا (میرا تم میں رہنا) اور یاد دلانا (میرا تمہیں وعظ و نصیحت کرنا) اللہ کی نشانیاں تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو مل کر کام کرو (تم جو میرے ساتھ کام کرنا چاہتے ہو اس کا قصد کرلو) اپنے جھوٹے معبودوں سمیت (واو بمعنی مع ہے) پھر تمہارا کام تم پر کچھ مخفی نہ رہے (چھپا نہ رہے بلکہ اسے ظاہر کردو) پھر جو ہوسکے میرا کرلو (میرے بارے میں جو ارادہ کر رکھا ہے کر گزرو) اور مجھے مہلت نہ دو (تنظرون بمعنی تمهلون ہے، مجھے تمہاری کچھ پرواہ نہیں ہے) پھر اگر تم منہ پھیرو (میری نصیحت سے) تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا (اس پر کچھ بدلہ نہیں مانگتا کہ تم منہ پھیرتے ہو) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) میرا اجر مگر اللہ پر (یعنی میرا ثواب اللہ ﷻ پر ہے) اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی (فلک بمعنی سفینة ہے) اور بنایا ہم نے (انہیں جو ان کے ساتھ ہے) نائب (زمین میں) اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا (طوفان میں) تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا (کہ انہیں ہلاک کردیا گیا پس جو آپ علیہ السلام کی تکذیب کرے گا ہم اس کے ساتھ یہی کریں گے) پھر اس کے بعد ہم نے بھیجا (یعنی نوح علیہ السلام کے بعد) اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف (جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کو) تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے (یعنی معجزات لیکر آئے) تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے (جسے وہ بعثت رسل عظام سے پہلے جھٹلا چکے تھے) ہم یونہی مہر (نطبع بمعنی نختم ہے) لگادیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر (پس وہ ایمان قبول نہیں کرتے جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگادی) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف (ملائه بمعنی قومه ہے) اپنی نشانیاں لیکر بھیجا (یعنی نو نشانیاں لیکر) تو انہوں نے تکبر کیا (ان نشانیوں پر ایمان لانے سے) اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا بولے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے (یعنی روشن اور واضح جادو ہے) موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے (اور جو حق لے کر آئے گا وہ کامیاب ہوگا اور جادوگروں کا جادو باطل

کردے گا) اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے (یہاں دونوں مقامات پر استفہام انکار کیلئے ہے) بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو (تلفتنا بمعنی لترد نا ہے) جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین (مصر) میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے (تم دونوں کی بادشاہت رہے) اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں (تمہاری تصدیق کرنے کے نہیں) اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لاؤ (جو علم سحر میں زبردست ماہر ہو) پھر جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا (ان کے موسیٰ علیہ السلام سے یہ دریافت کرلینے کے بعد کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم اپنا جادو ڈالیں) ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے پھر جب انہوں نے ڈالا (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو تو) موسیٰ نے کہا یہ جو (ما استفہامیہ مبتدا ہے اور اس کی خبر جئتم به ہے) تم لائے یہ جادو ہے (السحر، ما استفہامیہ سے بدل ہے اور ایک قرأت میں السحر سے ماقبل ہمزہ استفہامیہ خبر ہے اور ما موصولہ مبتدا ہے) اب اللہ اسے باطل کردے گا (اسے مٹا کر رکھ دے گا) اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور حق کردکھاتا ہے (ثابت اور ظاہر فرما دیتا ہے) اللہ حق کو اپنی باتوں سے (اپنے وعدوں کے سبب) پڑے برا مانیں مجرم۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتل علیھم نبا نوح اذ قال لقومه یقوم ان کان کبر علیکم مقامی وتذکیری بایت الله فعلی الله توکلت﴾

و: عاطفہ......اتل: فعل امر......علیھم: ظرف لغو......نبا نوح: ذوالحال، اذ: ظرف لغو مقدم، قال: فعل، لام: جار، لقومه: مجرور، سب ملکر حال، ملکر مفعول بہ، مقامی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......تذکیری بایت الله: شبہ جملہ معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......علی الله: ظرف لغو مقدم......توکلت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاجمعوا امرکم وشرکاء کم ثم لا یکن امرکم علیکم غمة﴾

ف: فصیحہ......اجمعوا: فعل امر بافاعل......امرکم: معطوف علیہ......وشرکاء کم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ثم: عاطفہ......لا: ناصیہ......یکن: فعل ناقص......امرکم: اسم......علیکم: ظرف مستقر حال مقدم......غمة: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اقضوا الی ولا تنظرون فان تولیتم فما سالتکم من اجر﴾

ثم: عاطفہ......اقضوا الی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لاتنظرون: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تولیتم: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......ماسالتکم: فعل نفی بافاعل ومفعول......من: زائد......اجر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ان اجری الا علی الله وامرت ان اکون من المسلمین﴾

ان: نافیہ......اجری : مبتدا......الا : اداۃ حصر......علی اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ھو: عاطفہ......
امرت: فعل مجہول بانائب الفاعل......ان اکون من المسلمین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکذبوہ فنجینہ ومن معہ فی الفلک وجعلنھم خلئف﴾.

ف: عاطفہ......کذبوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......نجینہ: فعل بافاعل......ہ: ضمیر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من معہ: موصول صلہ، ملکر معطوف ملکر مفعول......فی الفلک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......
جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول اول......خلئف: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واغرقنا الذین کذبوا بایتنا فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین﴾.

و: عاطفہ......اغرقنا: فعل بافاعل......الذین: موصول......کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ،
ف: مستانفہ......انظر: فعل امر بافاعل......کیف: اسم استفہام خبر مقدم......کان: فعل ناقص......عاقبۃ المنذرین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم بعثنا من بعدہ رسلا الی قومھم فجاؤھم بالبینت﴾.

ثم: عاطفہ......بعثنا: فعل بافاعل......من بعدہ: ظرف مستقر حال مقدم......رسلا: موصوف......الی قومھم: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ......جاء وھم: فعل بافاعل ومفعول، بالبینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل﴾.

ف: عاطفہ، ما: نافیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، لام: جار......یومنوا: فعل بافاعل، ب: جار......ما کذبوا بہ: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نطبع علی قلوب المعتدین﴾.

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، نطبع: فعل بافاعل، علی قلوب المعتدین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم بعثنا من بعدھم موسی وھرون الی فرعون وملاء بہ بایتنا﴾.

ثم: عاطفہ، بعثنا: فعل بافاعل، من بعدھم: ظرف مستقر حال مقدم، موسی وھرون: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ذوالحال، بایتنا: ظرف مستقر حال ثانی ملکر مفعول، الی: جار، فرعون: معطوف علیہ، وملائہ: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین﴾.

ف: عاطفہ......استکبروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... کانوا: فعل ناقص با اسم......قوما مجرمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء هم الحق من عندنا قالوا ان هذا لسحر مبين﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......جاء هم الحق: فعل ومفعول وفاعل،من عندنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......قالوا: قول......ان هذا: حرف مشبہ واسم......لسحر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال موسى اتقولون للحق لما جاء كم اسحر هذا ولا يفلح السحرون﴾.

قال موسى: قول،همزہ: استفہامیہ......تقولون للحق: فعل با فاعل وظرف لغو،لما: بمعنی "حین" مضاف،جاء کم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،همزہ: استفہامیہ،سحر: خبر مقدم،هذا: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......و: حالیہ......لایفلح السحرون: جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل "تقولون" کی ضمیر فاعل سے۔

﴿قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا عليه اباء نا﴾.

قالوا: قول،همزہ: استفہامیہ،جئتنا: فعل با فاعل،لام: جار،تلفتنا: فعل با فاعل ومفعول......عما وجدنا علیه اباء نا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،تکون: فعل ناقص،لکما: ظرف مستقر خبر مقدم،الکبریاء: ذوالحال، فی الارض: ظرف مستقر حال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتكون لكما الكبرياء في الارض وما نحن لكما بمومنين﴾.

و: عاطفہ ،تکون: فعل ناقص، لکما: جار مجرور خبر مقدم،والکبریاء: ذوالحال......فی الارض: جار مجرور حال...... ملکر اسم مؤخر، ملکر شبہ جملہ ناقصہ ماقبل پر معطوف ہے،و: عاطفہ......ما: مشابہ بلیس......نحن: اسم......لکما: ظرف لغو مقدم......ب: زائد......مومنین: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال فرعون ائتوني بكل سحر عليم﴾.

و: عاطفہ......قال فرعون: قول......ائتونی: فعل با فاعل ومفعول......ب: جار...... کل: مضاف......سحر علیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما جاء السحرة قال لهم موسى القوا ما انتم ملقون﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاتوا بالسحرۃ" لما: شرطیہ،جاء السحرۃ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال لهم موسی: قول،القوا: فعل امر با فاعل......ما: موصولہ،انتم ملقون: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما القوا قال موسی ما جئتم به السحر﴾۔

ف: عاطفہ……لما: شرطیہ……القوا: جملہ فعلیہ شرط…… قال موسی : قول……ماجئتم به: موصول صلہ،ملکر مبتدا ،السحر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله سیبطله ان الله لا یصلح عمل المفسدین﴾۔

ان الله: حرف مشبہ واسم……سیبطله: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ…… ان الله : حرف مشبہ واسم…… لایصلح: فعل نفی بافاعل……عمل المفسدین: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحق الله الحق بکلمته ولو کره المجرمون﴾۔

و: عاطفہ……یحق الله: فعل وفاعل……الحق: ذوالحال……و: حالیہ……لو: وصلیہ……کره المجرمون: جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول……بکلمته: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نوح علیہ السلام کی نصیحت:

۱……اللہ عزوجل اپنے نبی سے فرمارہا ہے کہ آپ ان جھٹلانے والے اور مخالفت کرنے والے کفار مکہ کو نوح کی خبر سنائیں جنہیں ان کی قوم نے جھٹلایا پھر کس طرح اللہ نے ہلاک کردیا اور تمام کو غرق آب کر کے تباہ وبرباد کردیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کفار مکہ کو بھی ایسی ہی تباہی وبربادی کا سامنا کرنا پڑے۔

حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمہارے درمیان میرا قیام اور دلائل وبراہین الٰہیہ کے ساتھ وعظ کرنا تم پر گراں گزرتا ہے تو مجھے کوئی خدشہ نہیں، میں نے تو اللہ عزوجل پر بھروسہ کررکھا ہے، اس لئے اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تمہارا ردعمل کیا ہوتا ہے اور نہ میں دعوت تبلیغ سے باز آؤں گا۔ تم اپنے شرکاء کی معاونت سے ایک متفقہ فیصلہ کرلو اور میرے خلاف لائحہ عمل ترتیب دے لو ،خوب واضح کرلو جس میں کسی قسم کا کوئی خفا یا التباس نہ ہو۔ پھر اگر تم اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہو تو میرے ساتھ جو چاہو کر گزرو اور مجھے ایک گھڑی کی مہلت نہ دو، مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی میں تم سے ڈرتا ہوں کیونکہ تمہاری کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں جیسا کہ﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (ھود:۵۴)﴾ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہوجاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔﴿مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (ھود:۵۵)﴾ تم سب مل کر میرا بُرا چاہو پھر مجھے مہلت نہ دو۔﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ (ھود:۵۶)﴾ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب۔(ابن کثیر، ج۲، ص۵۲۷)

☆......☆لبثی فیکم: بمعنی مکثی بینکم یعنی میرا تمہارے درمیان رہنا۔قد افلح من اتی بہ: جملہ حالیہ ہے۔
علی امر تفعلونہ بی :ای کھلاکی یعنی میری ہلاکت۔لواب علیہ ای علی التذکیر: یعنی نصیحت کرنے پر۔
تسع آیات: ماقبل سورۂ اعراف میں آٹھ نشانیوں کا ذکر گزر چکا جو کہ یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان ،ٹڈی، جوں، مینڈک، خون اور نویں نشانی اس فرمان میں ہے کہ ﴿ربنا اطمس علی اموالھم﴾ یعنی اے ہمارے رب ان کے مال برباد کردے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۱۳ وغیرہ)
شرکائکم : یعنی اپنے شریکوں کو ساتھ ملالو، یعقوب نے شرکائکم کو اجمعوا کی ضمیر پر عطف کرتے ہوئے پڑھا ہے اور درمیان میں فاصلہ ہونے کی وجہ سے یہ عطف بغیر مرفوع منفصل ضمیر کی تاکید کے بھی جائز ہے۔یعنی تم اور تمہارے شریک مل کر میرے قتل کا یا مجھے کوئی تکلیف پہنچانے کا پختہ ارادہ کرلو۔باقی قراء نے شرکاء پر نصب پڑھی ہے یا تو اس لئے کہ یہ مفعول معہ ہے اور واو بمعنی مع ہے ۔الزجاج نے یہی ترکیب بیان کی ہے یا اس کا عطف امرکم پر ہے اور مضاف محذوف ہے ای اقصدوا امرکم و امر شرکائکم یا یہ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے ای ادعوا شرکائکم۔
السحر :ابوعمرو اور ابوجعفر نے آلسّحر یعنی مد کے ساتھ پڑھا ہے،اس بناء پر کہ ما استفہامیہ مبتدا ہے۔اور جئتم بہ اس کی خبر ہے ۔اور آسحر مبتداء محذوف کی خبر ہے۔پھر جملہ ما جئتم بہ کا بدل ہے تقدیر عبارت یوں ہونی چاہئے اَھُوَ السّحْرُ اَوِالسّحْرُ ھُوَ ۔جمہور علماء نے خبر کی بنا پر مد کے بغیر پڑھا ہے یعنی الّذی جئتم بہ السّحْرُ یعنی تم اللہ کی نشانیوں کو جادو کہتے ہو وہ جادو نہیں بلکہ جادو تو وہ ہے جو تم نے پیش کیا ہے۔ابن مسعود کی قرائت جمہور کی قرائت کی تائید کرتی ہے مَا جِئْتُمْ بِہٖ سِحْرٌ ۔
(المظھری، ج۳، ص۴۳۱ وغیرہ)
امضوا فیما ماردتموہ: یعنی نفذوا حکم جاری کرو، اور ما اردتموہ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اقضوا کا مفعول محذوف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان وقضینا الیہ ذلک الامر پس مفعول صریح سے عدول کیا گیا ہے۔بیضاوی میں ہے کہ ثم اقضوا یعنی ادوا الی ذلک الامر الذی تریدون بی یعنی تم اس معاملے میں جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو کر گزرو۔
من اھلاکہم: عاقبت کا بیان ہے اور فکذلک نفعل بمن کذبک یہ مقصود بالسیاق یعنی سیاق کلام کے عین مطابق ہے۔
عن الایمان بھا :یعنی ان نو نشانیوں پر ایمان لانا مراد ہے اور ایک نسخہ میں موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر ایمان لانا مراد لیا گیا ہے۔
استفھامیہ :یعنی استفہام توبیخ اور تحقیر کے لئے ہے یعنی کون سی چیز ہے جو تم اپنے ساتھ لائے ہو۔ (الجمل، ج۳، ص۳۸۳)
فی الموضعین :وہ دو مقام یہ ہیں جہاں استفہام انکار کے لئے لایا گیا ہے اتقولون للحق......اور دوسرا اسحر ھذا ......
(جلالین جھازی سائز حاشیہ نمبر ۱۱، ص۱۷۷)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ﴾ طَائِفَةٌ ﴿مِّنْ﴾ اَوْلَادِ ﴿قَوْمِهٖ﴾ اَیْ فِرْعَوْنَ ﴿عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ﴾ يَصْرِفُهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بِتَعْذِيْبِهٖ ﴿وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ﴾ مُتَكَبِّرٍ ﴿فِى الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ(۸۳)﴾ اَلْمُتَجَاوِزِيْنَ الْحَدَّ بِادِّعَاءِ الرُّبُوْبِيَّةِ ﴿وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ(۸۴)﴾ ﴿فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ(۸۵)﴾ اَیْ لَاتُظْهِرْهُمْ عَلَيْنَا فَيَظُنُّوْا اَنَّهُمْ عَلَى الْحَقِّ فَيَفْتِنُوْا بِنَا ﴿وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ(۸۶)﴾ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ﴾ اِتَّخِذَا ﴿لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً﴾ مُصَلّٰى تُصَلُّوْنَ فِيْهِ لِتَاْمَنُوْا مِنَ الْخَوْفِ وَكَانَ فِرْعَوْنُ مَنَعَهُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ اَتِمُّوْهَا ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ(۸۷)﴾ بِالنَّصْرِ وَالْجَنَّةِ ﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا﴾ اٰتَيْتَهُمْ ذٰلِكَ ﴿لِيُضِلُّوْا﴾ فِيْ عَاقِبَتِهٖ ﴿عَنْ سَبِيْلِكَ﴾ دِيْنِكَ ﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ﴾ اِمْسِخْهَا ﴿وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ اِطْبَعْ عَلَيْهَا وَاسْتَوْثِقْ ﴿فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ(۸۸)﴾ اَلْمُؤْلِمَ دَعَا عَلَيْهِمْ وَاَمَّنَ هٰرُوْنُ عَلٰى دُعَائِهٖ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ فَمُسِخَتْ اَمْوَالُهُمْ حِجَارَةً وَلَمْ يُؤْمِنْ فِرْعَوْنُ حَتّٰى اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ﴿فَاسْتَقِيْمَا﴾ عَلَى الرِّسَالَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ ﴿وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ(۸۹)﴾ فِیْ اِسْتِعْجَالِ قَضَائِیْ ، رُوِیَ اَنَّهٗ مَكَثَ بَعْدَهَا اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ﴾ لَحِقَهُمْ ﴿فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا﴾ مَفْعُوْلٌ لَهٗ ﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ﴾ اَیْ بِاَنَّهٗ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ اِسْتِئْنَافًا ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ(۹۰)﴾ كَرَّرَهٗ لِيُقْبَلَ مِنْهُ فَلَمْ يُقْبَلْ وَدَسَّ جِبْرِيْلُ فِیْ فِيْهِ مِنْ حَمْاَةِ الْبَحْرِ مَخَافَةَ اَنْ تَنَالَهُ الرَّحْمَةُ وَقَالَ لَهٗ ﴿آلْئٰنَ﴾ تُؤْمِنُ ﴿وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ(۹۱)﴾ بِضَلَالِكَ وَاِضْلَالِكَ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ﴾ نُخْرِجُكَ مِنَ الْبَحْرِ ﴿بِبَدَنِكَ﴾ جَسَدِكَ الَّذِیْ لَارُوْحَ فِيْهِ ﴿لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ﴾ بَعْدَكَ ﴿اٰيَةً﴾ عِبْرَةً فَيَعْرِفُوْا عُبُوْدِيَّتَكَ وَلَا يُقْدِمُوْا عَلٰى مِثْلِ فِعْلِكَ ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ شَكُّوْا فِیْ مَوْتِهٖ فَاَخْرَجَ لَهُمْ لِيَرَوْهُ ﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ اَیْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ(۹۲)﴾ لَايَعْتَبِرُوْنَ بِهَا .

﴿ترجمہ﴾

تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر ذریت (یعنی ایک گروہ) اس کی قوم میں سے (یعنی اس کی قوم کی اولاد میں سے.....۱......) فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں بہکا نہ دے (عذاب دیکر انہیں ان کے دین سے پھیر نہ دے) اور بیشک فرعون سر اٹھانے والا تھا (تکبر کرنے والا تھا) زمین میں (سرزمین مصر میں) اور بیشک وہ حد سے گزر گیا (خدائی کا دعویٰ کر کے حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو گیا) اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے اللہ ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا (یعنی ہمارے خلاف ان کی مدد نہ فرما کہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ وہ لوگ حق پر ہیں پس وہ ہمارے سبب فتنہ میں پڑیں گے) اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ بناؤ (تبوا بمعنی اتخذا ہے) مکانات اپنی قوم کے لئے مصر میں (سرزمین مصر میں) اور اپنے گھروں کو قبلہ کرو (نماز پڑھنے کی جگہ کرو جس میں تم نماز پڑھ سکو تا کہ تمہیں خوف سے امن حاصل ہو اس لئے فرعون ان مومنین کو نماز سے روکا کرتا تھا) اور نماز قائم رکھو (نماز کو مکمل کرو) اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ (مدد آنے کی اور جنت کی) اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آسائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے (تو نے انہیں یہ چیزیں عطا فرمائیں) اس لیے کہ تیری راہ سے بہکا دیں (ان آرام اور آسائشوں کے انجام میں تیرے دین سے بہکا دیں) اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے......۲......(ان کے اموال کو مسخ کر دے) اور ان کے دل سخت کر دے......۳......(اس پر مہر کر دے اور انہیں سخت کر دے) کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (الیم بمعنی مؤلم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر کی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کی دعا پر آمین کہا اللہ عزوجل نے ارشاد) فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی (پس ان کے اموال مسخ کر کے پتھر کر دیئے گئے اور فرعون ایمان نہ لایا حتی کہ اسے ڈوبنے نے آلیا) تو ثابت قدم رہو (تم رسالت اور دعوت دینے پر جب تک ان پر عذاب نہیں آجاتا) اور نادانوں کی راہ نہ چلو (میرے فیصلہ میں جلدی مچانے کے بارے میں، مروی ہے کہ اس دعا کے چالیس سال بعد دعا کی قبولیت تک موسیٰ علیہ السلام ٹھہرے رہے) اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو ان کا پیچھا کیا (ان کا تعاقب کیا) فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور ظلم کرنے کے لئے (بغیاو عدوا مفعول لہ ہے) یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ (انہ دراصل بانہ ہے اور ایک قرأت میں انہ ان مکسورہ کے ساتھ بطور استیناف ہے) کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں (میں ایمان لایا اس جملہ کی تکرار اس غرض سے کی کہ اس کا ایمان لانا قبول ہو جائے لیکن اس کا ایمان لانا مقبول نہ ہوا، جبرئیل امین علیہ السلام نے اس خوف سے کہ کہیں یہ رحمت نہ پالے اس کے منہ میں سمندر کی کیچڑ ڈال دی اور اسے کہا) کیا اب (تو ایمان لاتا ہے) اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا (اپنی گمراہی اور دوسروں کو ایمان سے گمراہ کرنے کے سبب) آج ہم تیری لاش کو ترا دیں گے (تیری لاش کو

سمندر سے نکال دیں گے) تیرے بدن کو (تیرے جسم کو جس میں روح نہ ہوگی) کہ تو اپنے خلف (یعنی اپنے بعد والوں کے لئے) نشانی ہو (یعنی سامان عبرت ہو لوگ تیرے بندے ہونے کو پہچان لیں اور تیری مثل کام کرنے پر پیش قدمی نہ کریں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بعض بنی اسرائیلوں کو فرعون کی موت سے متعلق شک ہوا ان لوگوں کے لئے اس کی لاش کو نکالا گیا تاکہ وہ اسے دیکھ لیں) اور بیشک بہت سے لوگ (اھل مکہ میں سے) ہماری آیتوں سے غافل ہیں (ان سے نصیحت حاصل نہیں پکڑتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فما امن لموسی الا ذریة من قومه علی خوف من فرعون وملائهم ان یفتنهم﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فالقی موسی عصاہ......مایافکون" ...... ماامن: فعل ماضی منفی......لموسی: ظرف لغو......الا: اداۃ حصر......ذریة: موصوف......من قومه: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال......علی: جار بمعنی "مع" مضاف ......خوف: مصدر بافاعل......من: جار...... فرعون وملائهم: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مبدل منہ......ان یفتنهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر متعلق بحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وان فرعون لعال فی الارض وانه لمن المسرفین﴾.

و: معترضہ......ان فرعون: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......عال فی الارض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، و: اعتراضیہ......انه: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ، من المسرفین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وقال موسی یقوم ان کنتم امنتم بالله فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین﴾.

و: عاطفہ......قال موسی: قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ...... کنتم: فعل ناقص بااسم......امنتم بالله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......علیه توکلوا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......ان: شرطیہ...... کنتم مسلمین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فعلیه توکلوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فقالوا علی الله توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین ونجنا برحمتک من القوم الکفرین﴾.

ف: عاطفہ......قالوا: قول......علی الله توکلنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ربنا: جملہ ندائیہ......لاتجعلنا: فعل نہی بافاعل ومفعول اول......فتنة: موصوف......للقوم الظلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......نجنا: فعل امر بافاعل "نا" ضمیر ذوالحال......برحمتک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول......من القوم الکفرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واوحینا الی موسی واخیه ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا﴾.

و: مستانفہ،اوحینا: فعل بافاعل،الی: جار،موسی واخیہ: مجرور،ملکر ظرف لغو،ان: مصدریہ،تبوا: فعل بافاعل،لقومکما: ظرف لغو،بمصر: ظرف مستقر حال مقدم،بیوتا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوۃ وبشر المومنین﴾۔

و: عاطفہ......اجعلوا بیوتکم: فعل بافاعل ومفعول......قبلۃ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تبوا" پرمعطوف ہے

و: عاطفہ......اقیموا الصلوۃ: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقال موسی ربنا انک اتیت فرعون وملاہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک﴾۔

و: عاطفہ،قال موسی: قول،ربنا: موکد،ربنا: تاکید،ملکر جملہ ندائیہ،انک: حرف مشبہ واسم،اتیت: فعل بافاعل،فرعون وملاہ: مفعول،زینۃ: موصوف،فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ،واموالا: معطوف،ملکر مفعول ثانی،لام: جار،یضلوا عن سبیلک: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم﴾۔

ربنا: جملہ ندائیہ......اطمس علی اموالھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......اشدد علی قلوبھم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ معترضہ......ف: عاطفہ......لایومنوا: فعل نہی بافاعل......حتی: جار......یروا العذاب الالیم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "لیضلوا عن سبیلک" پرمعطوف ہے۔

﴿قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیما ولا تتبعٰن سبیل الذین لا یعلمون﴾۔

قال: قول......قد: تحقیقیہ......اجیبت دعوتکما: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......ف: فصیحہ......استقیما: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لاتتبعان: فعل نہی بافاعل......سبیل الذین لایعلمون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتبعھم فرعون وجنودہ بغیا وعدوا حتی اذا ادرکہ الغرق قال امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل﴾

و: مستانفہ......جاوزنا: فعل بافاعل......ببنی اسرائیل: ظرف لغو......البحر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......اتبعھم: فعل ومفعول......فرعون وجنودہ: فاعل......بغیا: معطوف علیہ......وعدوا: معطوف،ملکر مفعول لہ......حتی: جار......اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ادرکہ الغرق: جملہ فعلیہ شرط......قال: قول......امنت: فعل بافاعل،انہ: حرف مشبہ واسم......لا: نفی جنس......الہ: موصوف......الا: بمعنی غیر مضاف......الذی: موصول......امنت بہ بنوا اسرائیل:

جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر اسم "موجود" محذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو "اتبع"فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا من المسلمین الئن وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین﴾.

و: عاطفہ......انا: مبتدا......من المسلمین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ھمزہ: حرف استفہام......الئن: ظرف متعلق بفعل محذوف "امنت"،فعل با"ت"، ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......قد: تحقیقیہ......عصیت قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......کنت من المفسدین: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیة وان کثیرا من الناس عن اٰیتنا لغفلون﴾.

ف: مستانفہ......الیوم: ظرف مقدم......ننجیک: فعل با فاعل"ک"،ضمیر ذوالحال......ببدنک: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،لام: جار......تکون: فعل ناقص با اسم......لمن خلفک: ظرف مستقر حال مقدم......اٰیة: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لانے کا بیان:

۱......آیت مبارکہ﴿آمن لموسی الا ذریة من قومه﴾ اللہ عزوجل نے اس بات کا ذکر سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر کے لئے فرمایا،اس لئے کہ آپ ﷺ اپنی قوم میں سے کثیر لوگوں کے ایمان کا اہتمام فرماتے رہے،اورلوگوں کے آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے ،کفراور تکذیب جیسے معاملات پر مصر رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ ان سے ملاقات کرنے سے اکتانے لگے تو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی دلجوئی کی خاطر بیان فرمایا کہ یہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت عظیمہ ہے اس لئے کہ موسی علیہ السلام بھی عظیم معجزات لائے تھے لیکن پھر بھی ﴿فما آمن له الا ذریة﴾ اورلفظ ذریۃ ایسا اسم ہے جو کہ قلیل تعداد پر بولا جاتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ الذریة بمعنی القلیلة ہے،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد تصغیر اور قلیل تعداد مراد ہے،اور آیت مبارکہ میں موجود ھاء کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس جانب راجع ہے ایک قول کے مطابق یہ قومه سے بطور کنایہ مذکور ہے،ایک قول یہ ہے کہ یہ موسی علیہ السلام کی جانب راجع ہے اوراس سے موسی علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل جو کہ مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے مراد لی گئی ہے۔مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے جن کی جانب بنی اسرائیل سے موسی علیہ السلام کو بھیجا گیا جن کے آباء ہلاک ہوچکے تھے اوراولاد باقی تھی،پس اس اعتبار سے ذریۃ کہا اوران کے باپ دادے حضرت موسی علیہ السلام کی قوم سے اس وجہ سے تھے کہ وہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت موسی علیہ السلام بھی بنی اسرائیل ہی میں سے تھے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ

قوم ہے جو فرعون کے قتل سے نجات پا گئی اور یہ معاملہ ایسے ہوا کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے قتل کا حکم دیا تو اس وقت بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جب اس نے بچہ جنا تو اپنا بچہ قبطیوں کو ہبہ کر دیا کہ کہیں فرعون اسے بھی قتل نہ کرا دے، پس وہ بچہ قبطیوں میں پلا بڑھا پھر جس دن موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ غالب آیا تو قبطی ان پر ایمان لے آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ذریۃ من قومہ بمعنی من بنی اسرائیل ہے اور ھاء فرعون کی جانب راجع ہے یعنی سوائے فرعون کی ذریۃ کے سب ایمان لے آئے۔ عطیہ نے کہا کہ ایمان لانے والے فرعون کی قوم کے لوگ تھے جو تعداد کے اعتبار سے کم تھے اور وہ یہ تھے فرعون کی بیوی، اس کا خازن، اس کے خازن کی بیوی اور فرعون کو کنگھا کرنے والا نوکر بھی مومن تھا۔ فراء نے کہا کہ انہیں ذریۃ اس لئے کہا کہ ان کے باپ قبطی اور مائیں بنی اسرائیلی تھیں اور انسان ایمان لانے کے معاملے میں اپنی ماں اور خالاؤں کی پیروی کرتا ہے جس طرح اہل فارس کی اولاد کو ذریۃ کہا جاتا ہے جنہوں نے اپنے بیٹوں کو یمن میں ڈال دیا تھا اس لئے کہ ان کی مائیں دوسری قوم سے تھیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۸۸)

مال کی ہلاکت:

۲......الطمس کے معنی ہیں کسی چیز کے اثر کو مٹا کر ختم کر دینا، اور الطمس علی اموالھم سے مراد کسی چیز کی صورت اور ہیئت کو مٹا دینا۔ مجاہد نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ان کے مال کو ہلاک کر دے۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ ان کے مال کو مسخ کر دے اور ان کی ہیئت کو بدل دے۔ قتادہ نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے مال، کھیتاں، برتن، ہیرے جواہرات سب پتھر ہو گئے، محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ ان کے مال پتھر کی مثل ہو گئے، اور ایسا بھی ہوا کہ آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ ہوتا اور دونوں پتھر ہو جاتے یہاں تک کہ اس کی اہلیہ روٹی لئے اس کے سامنے پتھر بنی کھڑی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ان کے مال کی ہلاکت کی دعا فرمائی تھی نہ کہ ان کے اپنے مسخ ہونے کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہمیں یہ بات پہنچی کہ ان لوگوں کے دراہم اور دینار منقش پتھر ہو گئے جن کی ہیئت پلیٹوں اور برتنوں کی طرح تھی، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک تھیلا منگوایا جس میں فرعونیوں کے بقایا جات تھے، اس میں سے ایک ٹوٹا ہوا انڈہ جو کہ پتھر ہو چکا تھا اور اخروٹ نکلا وہ بھی پتھر ہو چکا تھا، سدی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ان کے اموال کو پتھر کی صورت میں مسخ کر دیا اسی طرح ان کے کھجور اور پھلوں کے باغات کو آٹے اور دوسرے کھانوں کو پتھر بنا دیا اور یہ موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۹۱)

دلوں کی سختی:

۳......ان کے دلوں کو سخت فرما دے اور ان پر مہر لگا دے تا کہ ان میں نرمی نہ پیدا ہو اور نہ ایمان کو قبول کرنے کے لئے ان کے دلوں میں انشراح (کشادگی) ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ میری نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا بلکہ یہ سرکش سے سرکش ہوئے چلے جا رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر فرمائی اور آپ علیہ السلام کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ایمان نہ

لائیں گے۔ان کے ایمان نہ لانے سے قبل ان کے لئے دعا کرنا جائز نہ تھا اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا کام تو ان کو ایمان کی دعوت دینا تھا ایمان نہ لانے کی دعا کیسے کر سکتے تھے؟ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپ علیہ السلام کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر اس دعائے ضرر کا کیا فائدہ؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ شاید اللہ عزوجل کی رضا کے لئے دشمنوں سے بغض کا اظہار تھا یا اللہ عزوجل کے حکم کی پیروی میں آپ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی۔ مثلاً تم بھی کہتے ہو کہ ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ وہ پہلے ہی ملعون ہے حقیقت میں یہ اللہ عزوجل کے حکم ان الشیطن لکم عدوا فاتخذوہ عدوا کی پیروی کرنا ہے۔ (المظهری، ج۳، ص ۴۳۵)

☆......☆اطبع علیها :ای اختم علیها یعنی ان کے دلوں پر مہر لگا دے، طبع علی شیء (یعنی کسی چیز پر مہر کرنا) باب نفع سے بمعنی ختم علیه ہے۔اور مفسر کا قول وامن هارون علی دعائه یعنی حضرت ہارون علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کی دعا پر آمین فرمایا اور یہ بھی اللہ عزوجل کے فرمان دعوتکما کے مطابق دعا کرنا ہی کہلائے گا۔

حتی ادرکه الغرق: یعنی اسے اس کے ایمان لانے نے فائدہ نہ دیا (جب کہ وہ ڈوبتے ہوئے ایمان کا اقرار کر رہا تھا)۔

ان یفتنهم: یہ فرعون سے بدل اشتمال ہے یعنی فرعون کے فتنہ کے خوف سے، یا خوف کا مفعول ہے یا لام کے حذف کے بعد مفعول لہ ہے

لا تظهر علینا: یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے، ایک نسخہ میں فیفتتنوا بنا ہے یعنی اگر تو انہیں ہم پر مسلط کرے تو ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو اللہ ہمیں ان پر مسلط نہ کرتا اور یہ ان کے کفر پر جمے رہنے کے حوالے سے قوی شبہ ہوگا، پس اس لحاظ سے ان کا ہم پر مسلط ہونا ان کے لئے فتنہ ہے۔ لتأمنوا من الخوف: ای من الفراعنة یعنی جب تم کلیسہ اور کنائس وغیرہ میں نماز پڑھو، بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ ہم اپنی نماز کو دوسروں پر ظاہر کرتے ہوئے نہیں پڑھ سکتے تو اللہ عزوجل نے انہیں اجازت دی کہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں۔ نخرجک من البحر: پس اللہ عزوجل نے دریا کو حکم دیا کہ اس کی لاش کو کنارے پر ڈال دو، پس جب بنی اسرائیل نے دیکھا تو اس کی موت کی تحقیق کی اللہ عزوجل نے دوبارہ اسے دریا میں ڈال دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر پہچانا، اس وقت پھر کسی پانی نے کبھی کسی مردہ کو قبول نہیں کیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۸۸ وغیرہ)

فمسخت اموالهم : یعنی دینار، دراہم، کھجوروں کے باغات، کھیتیاں، پھل، روٹی، انڈے وغیرہ سب برباد ہو گئے، ایک قول یہ کیا گیا کہ مسخ کردیئے گئے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ایسا بھی ہوا کہ آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ ہوتا اور دونوں پتھر ہو جاتے یہاں تک کہ اس کی اہلیہ روٹی لئے اس کے سامنے پتھر بنی کھڑی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے تو ان کے مال کے مسخ ہونے کی دعا فرمائی تھی نہ کہ اپنے مسخ ہونے کی۔ روی انه: فرعونیوں پر عذاب نازل ہونے سے پہلے جب کہ حضرت موسی علیہ السلام ان میں دعا کے بعد چالیس سال تک دعوت تبلیغ فرماتے رہے، اور عذاب کی دعا کی قبولیت میں تاخیر حکمت تھی جو کہ اللہ نے آپ علیہ السلام کو سکھائی۔

فیعرفوا عبودیتک : یعنی اس کا دعوی الوہیت باطل ہوا اس لئے کہ معبود کو موت کبھی نہیں آتی۔

اَقِیمُوھَا: اسے یعنی نماز کو اس کی شرائط، ارکان معلومہ سمیت پورا کرو، "اٰتیتھم ذٰلک" اس سے جملہ تاکیدات کو پورا کرنا مراد ہے (کہ فرعونیوں کو دنیا میں مال، عیش وآسائش سب کچھ ملی ہے) اور "لیضلوا" میں لام عاقبت اور صیرورت کے لئے ہے اور اس جانب کہ لام عاقبت کے لئے ہے مفسر کا قول "فی عاقبتہ" سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۱۷ وغیرہ)

قِبلَۃ: مراد اس سے مساجد ہیں جن میں قبلہ کی سمت توجہ کی جاتی ہے، یا کعبہ معظمہ مراد ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کعبہ معظمہ میں نماز پڑھتے تھے، انہیں سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز کا اہتمام فرمائیں تاکہ ان کا ایمان ظاہر نہ ہو اور لوگ انہیں اذیت نہ دیں، اور لوگ ان کے دین میں فتنہ نہ کرنے پائیں جس طرح ابتدائے اسلام میں مسلمان مکہ مکرمہ میں نماز نہ پڑھتے تھے کہ مبادا کہیں کوئی فتنہ ہو جائے۔ (المدارک، ج۲، ص۳۷)

وقال لہ: مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ اس بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال ونعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبرئیل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۹۴)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَلَقَدْ بَوَّاْنَا﴾ اَنْزَلْنَا ﴿بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ﴾ مَنْزِلَ كَرَامَةٍ وَهُوَ الشَّامُ وَمِصْرُ ﴿وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ فَمَا اخْتَلَفُوْا﴾ بِاَنْ آمَنَ بَعْضٌ وَّكَفَرَ بَعْضٌ ﴿حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۹۳)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ بِاِنْجَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ ﴿فَاِنْ كُنْتَ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ﴾ مِنَ الْقَصَصِ فَرْضًا ﴿فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ﴾ التَّوْرَاةَ ﴿مِنْ قَبْلِكَ﴾ فَاِنَّهُ ثَابِتٌ عِنْدَهُمْ يُخْبِرُوْكَ بِصِدْقِهِ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اَشُكُّ وَلَا اَسْأَلُ ﴿لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۹۴)﴾ الشَّاكِّيْنَ فِيْهِ ﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۹۵)﴾ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ﴾ وَجَبَتْ ﴿عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ (۹۶)﴾ ﴿وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۹۷)﴾ فَلَا يَنْفَعُهُمْ حِيْنَئِذٍ ﴿فَلَوْلَا﴾ فَهَلَّا ﴿كَانَتْ قَرْيَةٌ﴾ اُرِيْدَ اَهْلُهَا ﴿اٰمَنَتْ﴾ قَبْلَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ بِهَا ﴿فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿قَوْمَ يُوْنُسَ

لَمَّآ اٰمَنُوْا ﴾ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْعَذَابِ وَلَمْ يُؤَخِّرُوْا اِلٰى حُلُوْلِهٖ ﴿كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (۹۸)﴾ اِنْقِضَاءِ آجَالِهِمْ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ ﴾ بِمَا لَمْ يَشَاءِ اللّٰهُ مِنْهُمْ ﴿حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۹۹)﴾ لَا ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ ﴾ اَلْعَذَابَ ﴿عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (۱۰۰)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ ﴿قُلِ ﴾ لِكُفَّارِ مَكَّةَ ﴿انْظُرُوْا مَاذَا ﴾ اَيِ الَّذِيْ ﴿فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ مِنَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى وُحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ ﴾ جَمْعُ نَذِيْرٍ اَيِ الرُّسُلُ ﴿عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۱)﴾ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اَيْ مَا تَنْفَعُهُمْ ﴿فَهَلْ ﴾ فَمَا ﴿يَنْتَظِرُوْنَ ﴾ بِتَكْذِيْبِكَ ﴿اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ مِنَ الْاُمَمِ اَيْ مِثْلَ وَقَائِعِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿قُلْ فَانْتَظِرُوْا ﴾ ذٰلِكَ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۱۰۲)﴾ ﴿ثُمَّ نُنَجِّيْ ﴾ اَلْمُضَارِعُ لِحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ ﴿رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿كَذٰلِكَ ﴾ اَلْاِنْجَاءِ ﴿حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳)﴾ اَلنَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ حِيْنَ تَعْذِيْبِ الْمُشْرِكِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے جگہ دی (یعنی ہم نے اتارا) بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ (عزت و کرامت کی جگہ مراد اس سے شام اور مصر ہے......۱......) اور انہیں ستھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے (یوں کہ بعض ایمان لیکر آئے اور بعض نے کفر کیا......۲......) مگر علم آنے کے بعد بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس میں جھگڑتے تھے (یعنی دین کے معاملے میں جھگڑتے تھے، اللہ ﷻ مومنین کو نجات اور کافروں کو عذاب دیکر فیصلہ فرمائے گا) اور اگر تمہیں (اے محمد ﷺ) کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تمہاری طرف اتارا (یعنی قرآنی قصوں میں بالفرض تمہیں شک ہو......۳......) تو ان سے پوچھ دیکھ جو کتاب (یعنی تورات) پڑھنے والے ہیں تجھ سے پہلے (کہ بلاشبہ یہ ان کے نزدیک ثابت ہے وہ تمہیں اس کے سچے ہونے کی خبریں دیں گے نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے نہ تو شک ہے اور نہ میں کسی سے پوچھوں گا) بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو (اس کے بارے میں، ممترین بمعنی شاکین ہے) اور ہرگز ان میں نہ ہونا جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہوجائے گا بیشک وہ جن پر ٹھیک پڑ چکی (لازم ہوچکی) تیرے رب کی بات (عذاب دینے کی) ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (پس اس وقت ایمان لانا انہیں نفع نہ دیگا) تو نہ ہوئی ہوتی (لولا بمعنی ھلا ہے) کوئی بستی (مراد بستی والے ہیں) کہ ایمان لاتی (عذاب نازل ہونے سے پہلے) تو اس کا ایمان کام آتا مگر (لیکن) یونس کی قوم جب ایمان

لائے ......ہے......(جس عذاب کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا اس کی نشانیوں کو دیکھتے وقت یہ لوگ ایمان لائے اور ایمان لانا انہوں نے عذاب اترنے تک کیلئے موخر کیا) ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت انہیں برتنے دیا (ان کی عمروں کے مکمل ہونے تک) اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لیکر آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے (کہ جس کے بارے میں اللہ ﷻ کی مشیت نہ ہو) یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں (تم ایسا نہیں کرو گے) اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لائے مگر اللہ کے اذن سے (اس کے ارادے سے) اور ڈالتا ہے عذاب (رجس یعنی عذاب ہے) ان پر جنہیں عقل نہیں (جو اللہ ﷻ کی آیتوں میں غور و فکر نہیں کرتے) تم فرماؤ (کفار مکہ سے) دیکھو کیا ہے (یعنی دیکھو جو ہے) آسمانوں اور زمین میں (نشانیاں جو اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) اور آیتیں اور رسول انہیں کچھ نہیں دیتے (نذر جمع نذیر ہے بمعنی رسل) جن کے نصیب میں ایمان نہیں (اللہ ﷻ کے علم میں یعنی یہ انہیں نفع نہ دیں گے) یہ انتظار نہیں کر رہے (آپ ﷺ کو جھٹلا کر، ھل بمعنی ما نافیہ ہے) مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے (دیگر امتوں کا، یعنی ان کی مثل عذاب نازل ہونے کا) تم فرماؤ تو انتظار کرو (اس کا) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں پھر ہم نجات دیں گے (فعل مضارع ننجی گذشتہ حال کے بیان کیلئے ہے) اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو (عذاب سے) اسی طرح (نجات دینا) ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا (یعنی مشرکین کو عذاب دیتے وقت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجات دینا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد بوانا بنی اسرائیل مبوا صدق ورزقنھم من الطیبت﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکید......قد: تحقیقیہ، بوانا بنی اسرائیل: فعل با فاعل ومفعول، مبوا صدق: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، رزقنھم من الطیبت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فما اختلفوا حتی جاء ھم العلم﴾.

ف: عاطفہ، ما اختلفوا: فعل نفی با فاعل، حتی: جار، جاء ھم العلم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک یقضی بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم...... یقضی بینھم: فعل با فاعل وظرف......یوم القیمۃ: ظرف ثانی......فیما کانوا فیہ یختلفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرء ون الکتب من قبلک﴾.

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......کنت: فعل ناقص با اسم......فی: جار......شک: موصوف......مما انزلنا الیک:

ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... اسئل : فعل امر با فاعل...... الذین یقرء ون الکتب: موصول صلہ، ملکر ذوالحال...... من قبلک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لقد جاء ک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین﴾۔

لام: تاکید، قد: تحقیقیہ، جاء ک: فعل ومفعول، الحق: فاعل، من ربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لا: ناھیہ، تکونن: فعل ناقص باسم، من الممترین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تکونن من الذین کذبوا بایت اللہ فتکون من الخسرین﴾

و: عاطفہ، لا: ناھیہ، تکونن: فعل ناقص با اسم، من: جار، الذین کذبوا بایت اللہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، تکون: فعل ناقص با اسم، من الخسرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نہی واقع ہے۔

﴿ان الذین حقت علیهم کلمت ربک لا یومنون ولو جاء تهم کل اية حتى يروا العذاب الاليم﴾۔

ان: حرف مشبہ...... الذین: موصول...... حقت علیهم کلمت ربک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم...... لا یومنون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... لو: وصلیہ...... جاء تهم کل اية: فعل ومفعول وفاعل...... حتی: جار...... یروا العذاب الالیم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلولا کانت قرية امنت فنفعها ایمانها الا قوم یونس﴾

ف: مستانفہ...... لولا: تحضیضیہ...... کانت: فعل تام...... قریة: موصوف...... امنت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فنفعها ایمانها: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مستثنی منہ...... الا: حرف استثناء...... قوم یونس: مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ومتعنهم الی حین﴾۔

لما: شرطیہ...... امنوا: جملہ فعلیہ شرطیہ...... کشفناعنهم: فعل با فاعل وظرف لغو...... عذاب الخزی: ذوالحال، فی الحیوة الدنیا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... متعنهم: فعل با فاعل ومفعول، الی حین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلهم جمیعا﴾۔

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... شاء ربک: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکید...... امن: فعل...... من فی الارض: موصول صلہ ملکر مؤکد...... کلهم: تاکید، ملکر ذوالحال...... جمیعا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افانت تکره الناس حتی یکونوا مومنین﴾۔

ھـمـزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تکرہ الناس: فعل بافاعل ومفعول......حتی: جار ،یکونوا مومنین: جملہ فعلیہ بتاویل ان مجرور،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......لنفس: ظرف مستقر خبر مقدم......ان: مصدریہ......تومن: فعل بافاعل ،الا: اداۃ حصر......باذن اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ،یجعل الرجس: فعل بافاعل ومفعول،علی: جار،الذین لایعقلون: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ

﴿قل انظروا ما ذا فی السموت والارض﴾.

قل: قول......انظروا: فعل امر بافاعل......ماذا: اسم استفہام مبتدا......فی السموٰت والارض: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما تغنی الایت والنذر عن قوم لا یومنون﴾.

و: معترضہ......ماتغنی: فعل نفی......الایت والنذر: فاعل......عن: جار......قوم: موصوف......لایومنون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فهل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلهم﴾.

ف: مستانفہ......ھل: حرف استفہام......ینتظرون: اسم فاعل بافاعل......الا: اداۃ حصر......مثل: مضاف......ایام: موصوف......الذین خلوا من قبلھم: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾.

قل: قول......ف: فصیحہ......انتظروا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر ذوالحال......معکم: ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم ......من المنتظرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم ننجی رسلنا والذین امنوا کذلک حقا علینا ننج المومنین﴾.

ثم: عاطفہ،ننجی: فعل بافاعل،رسلنا: معطوف علیہ،والذین امنوا: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ محذوف جملہ "نھلک الامم" پرمعطوف ہے،کذلک: ظرف مستقر "انجاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم

،نتج المومنین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، حقا علینا: شبہ جملہ فعل محذوف "یحق" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل کی عزت افزائی :

۱......یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو قابل تعریف ٹھیک عزت کی جگہ عطا فرمائی، اہل عرب کا طریقہ ہے کہ جب کسی جگہ کی تعریف کرتے ہیں تو اس کی اضافت صدق کی جانب کرتے ہیں جیسے قدم صدق اور رجل صدق، اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ﴿مبوأ صدق﴾ فرمایا۔وھو الشام ومصر ایک قول کیا گیا ہے کہ فقط مصر کو عزت کی جگہ عطا فرمائی کیونکہ یہ سرزمین فرعون اور اس کی قوم کے زیر تسلط تھی، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے سرزمین شام یعنی بیت المقدس اور اردن کی سرزمین ہے کیونکہ یہ شہر سرسبز وشاداب اور خیر وبرکت سے بھرپور شہر تھے۔ (الجمل،ج۳،ص۳۹۷،الصاوی،ج۳،ص۱۲۰)

قرآن کو علم کہنے کی وجہ کیا تھی؟

۲......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو بعض لوگ جیسے حضرت عبداللہ بن سلام ایمان لائے اور بعض نے حسد کرتے ہوئے انکار کیا۔ایک قول یہ کیا گیا کہ اس اختلاف سے مراد قرآن کا علم ہے، اور قرآن کو علم کا نام دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن علم کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔اور قرآن اختلاف کے ختم کرنے کا بھی سبب ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں (۱) یہود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور نعت سے باخبر تھے اور مشرکین سے اس بارے میں فخر کیا کرتے تھے، پھر جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث تو یہود نے سرکشی اور حسد کی وجہ سے ان پر ایمان لانے سے انکار کیا اور اس لئے بھی انکار کیا کہ ان کی ریاست کے معاملات برقرار رہیں، پس ان میں سے بعض ایمان لائے اور غالب اکثریت نے انکار کیا۔(۲) یہود نزول قرآن سے پہلے ایک ہی دین پر قائم تھے پھر جب قرآن مجید نازل ہوا تو ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرا انکار کر گیا۔ (الجمل،ج۳،ص۳۹۷)

قرآن میں کسے شک تھا؟

۳......مفسر علیہ الرحمۃ نے فرضا فرمایا ہے اور یہ ان کنت فی شک کے متعلق ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے وقوع میں کوئی شک ہونا محال ہے اور یہ فرض فرض محال کے قبیل سے ہے، اور یہ ایک جواب ہے دوسرا قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ خطاب تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد دوسرے لوگ ہیں، ایک قول کے مطابق معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۳۹۷)

قرآن میں ایسی آیات بینات ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو قرآن مجید میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہو سکتا۔(۱) ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:۱۰۴)﴾ تم فرماؤ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں

گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔(۲) ﴿وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الزمر: ٦٤)﴾ اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔

اگر سید عالم ﷺ جو کہ شارح ہیں، اللہ کے احکامات عام لوگوں تک پہچانے والے ہیں اگر آپ ﷺ ہی شک وتردد میں مبتلا ہوں تو پھر باقی مخلوق کا خدا ہی حافظ ہو جائے گا۔ لہذا یہ بات ماننا پڑے گی کہ سید عالم ﷺ کو قرآن میں یا کسی احکام میں کسی قسم کا کوئی شک نہ تھا بلکہ یہ خطاب سید عالم ﷺ کو تھا اور مراد اس سے عام لوگ تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا نسب اور انکی قوم پر عذاب کا واقعہ!

۴......حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے: لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراهیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ عزوجل نے ان کو اہل نینوا کی جانب بھیجا جو کہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نینوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج۲۸، ص۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقاتل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابو صالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑ گئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے با آواز بلند اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی حتی کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا۔ اور ابو الجلد

نے کہا کہ جب ان پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ اپنے بڑے بوڑھے عالم کے پاس گئے اور اس سے عذاب سے نجات کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ یہ کہو: یاحی حین لاحی یاحی محی الموتی یاحی لااله الا انت یعنی اے زندہ! جب کوئی زندہ نہ ہو ،اے زندہ! مردوں کو زندہ کرنے والے،اے زندہ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

جب انہوں نے یہ کلمات کہے تو ان سے عذاب کو دور کر دیا گیا۔ مقاتل نے کہا کہ وہ چالیس دن تک اللہ ﷻ سے فریاد کرتے رہے، پھر ان سے عذاب کو دور کیا گیا۔ دس محرم جمعہ کے دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس سے جا چکے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: **میں ان کے پاس کیسے جاؤں؟، وہ مجھ کو جھوٹا قرار** دیں گے اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہوا اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا (ابن کثیر، ج۲، ص۵۳۷)

عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی ،اس کے کئی جوابات دیئے جا سکتے ہیں چنانچہ علامہ خازن نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱) عذاب دیکھ کر دعا کرنا قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ واللہ یفعل مایشاء ویحکم ما یرید کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔ (۲) فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔ (۳) اللہ ﷻ نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا نا قابل قبول ہوا۔ (الخازن، ج۲، ص۴٦٦)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے، شعبی کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچھلی نے ان کو نگلا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، قتادہ نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس میں سات دن رہے، سعید بن ابو الحسن اور ابو مالک نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدایه والنهایة، قصة یونس، الجزء۱، ج۱، ص۲۵۸)

☆......آپ علیہ السلام کی فضیلت میں سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متی سے افضل ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی برقم: ۳٤١٥ ص٥٧٤)

☆......☆ لا اشک و لا اسال: یعنی مجھے نہ تو شک ہے نہ میں کسی سے پوچھوں گا۔ یہ حدیث اس بات پر بین دلیل بنتی ہے کہ خطاب یقیناً سید عالم ﷺ سے تھا مگر مراد اس سے سید عالم نہیں بلکہ عام لوگ تھے جنہیں قرآن میں تردد تھا۔

فلا ینفعھم حینئذ: یعنی موت کے وقت جب کہ عذاب کو نازل ہوتا دیکھ لیا اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ فرعون کو اس وقت کے ایمان نے نفع نہ دیا۔
(الجمل، ج۳، ص۳۹۸)

بـاذنـه: لوگوں کا ایمان لانا اللہ کے اذن پر مبنی ہے، اس بارے میں تین اقوال ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ باذن اللہ سے مراد بـامر اللہ یعنی اللہ کا حکم ہے، عطاء فرماتے ہیں کہ باذن اللہ بمعنی بمشیئۃ اللہ یعنی اللہ کی مشیت ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ باذن اللہ کے معنی بعلم اللہ یعنی اللہ کا علم ہے۔
(البغوی، ص۴۱۸)

ای مثل وقائعھم من العذاب: سے مراد قتل بالسیف ہے۔
(الصاوی، ج۳، ص۱۲۲)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ﴾ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَيْرِهٖ وَهُوَ الْاَصْنَامُ لِشَكِّكُمْ فِيْهِ ﴿وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ﴾ يَقْبِضُ اَرْوَاحَكُمْ ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۴)﴾ ﴿وَ﴾ قِيْلَ لِيْ ﴿اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا﴾ مَائِلًا اِلَيْهِ ﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۰۵)﴾ ﴿وَلَا تَدْعُ﴾ تَعْبُدْ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ﴾ اِنْ عَبَدْتَّهٗ ﴿وَلَا يَضُرُّكَ﴾ اِنْ لَّمْ تَعْبُدْهُ ﴿فَاِنْ فَعَلْتَ﴾ ذٰلِكَ فَرْضًا ﴿فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۰۶)﴾ ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ﴾ يُصِبْكَ ﴿اللّٰهُ بِضُرٍّ﴾ كَفَقْرٍ وَّمَرَضٍ ﴿فَلَا كَاشِفَ﴾ رَافِعَ ﴿لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ﴾ دَافِعَ ﴿لِفَضْلِهٖ﴾ اَلَّذِيْ اَرَادَكَ بِهٖ ﴿يُصِيْبُ بِهٖ﴾ اَیْ بِالْخَيْرِ ﴿مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۱۰۷)﴾ ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ﴾ لِاَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهٖ لَهٗ ﴿وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ لِاَنَّ وَبَالَ ضَلَالِهٖ عَلَيْهَا ﴿وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (۱۰۸)﴾ فَاُجْبِرُكُمْ عَلَى الْهُدٰى ﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ﴾ عَلَى الدَّعْوَةِ وَاَذَاهُمْ ﴿حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ﴾ فِيْهِمْ بِاَمْرِهٖ ﴿وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (۱۰۹)﴾ اَعْدَلُهُمْ وَقَدْ صَبَرَ حَتّٰى حَكَمَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْقِتَالِ وَاَهْلِ الْكِتَابِ بِالْجِزْيَةِ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اے لوگو! (یعنی اے اہل مکہ) اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ ......۱...... میں ہو (یعنی دین کے حق ہونے کے بارے میں) تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو (یعنی غیر اللہ کو مراد اس سے بت ہیں تمہارے دین میں شک

کرنے کے سبب) ہاں اُس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا (تمہاری روحیں قبض فرما کر) اور مجھے حکم ہے کہ (ان دراصل بان ہے) ایمان والوں میں ہوں اور (مجھے کہا گیا ہے) کہ اپنا منہ دین کیلئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہوکر (دین حق کی طرف مائل ہوکر) اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے (تدع بمعنی تعبد ہے اگر تو اس کی عبادت کر بھی لے) اور نہ بُرا (اگر تو ان بتوں کی عبادت نہ کرے) اور اگر تو ایسا (بالفرض) کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے (جسے فقر و مرض یمسسک بمعنی یصبک ہے) تو کوئی ٹالنے والا نہیں (کوئی اٹھانے والا نہیں) اسکا اسکے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو کوئی رد کرنے والا نہیں ......۲ ......(کوئی دور کرنے والا نہیں) اس کے فضل کو (جس کا اس نے تیرے لیے ارادہ فرمایا ہے) اسے پہنچاتا ہے (یعنی بھلائی کو) اپنی بندوں میں سے جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگوں (یعنی اے اہل مکہ) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا تو جو راہ پر آیا اپنے بھلے کو راہ پر آیا (کیونکہ اسکے ہدایت پر آنے کا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو بہکا وہ اپنے بُرے کو بہکا ......۳......(کہ اسکی گمراہی کا وبال اسی پر ہے) اور میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تمہیں ہدایت کی راہ پر آنے پر مجبور کروں) اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور صبر کرو (نیکی کی دعوت کی راہ اور انکی تکلیفوں پر) یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے (ان کے بارے میں اپنے حکم سے) اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے (سب سے سچا حکم فرمانے والا ہے نبی کریم ﷺ صبر سے کام لیتے رہے حتی کہ اللہ ﷻ نے مشرکین کے خلاف جزیہ کا حکم فرمادیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم﴾

قل: قول ......یایھا الناس: جملہ ندائیہ ......ان: شرطیہ ...... کنتم: فعل ناقص با اسم ......فی: جار ......شک: موصوف ......من دینی: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ ......لا اعبد: فعل نفی بفاعل ......الذین تعبدون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال ......من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ......لکن: حرف استدراک ...... اعبد: فعل بافاعل ......اللہ: موصوف ......الذی یتوفکم: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ۔

﴿وامرت ان اکون من المومنین وان اقم وجھک للدین حنیفا﴾.

و: عاطفہ ......امرت: فعل مجہول با نائب فاعل ......ان: مصدریہ، اکون من المومنین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ ......و: عاطفہ ......ان: مصدریہ ......اقم وجھک: فعل امر با فاعل و مفعول ......لام: جار ......الدین: ذوالحال ،حنیفا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون الله مالا ینفعک ولا یضرک﴾.

و: عاطفہ......لا: ناھیہ......تکونن من المشرکین: جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لاتدع: فعل نہی بافاعل......من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم......ما: موصولہ......لاینفعک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لایضرک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان فعلت فانک اذا من الظلمین﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......فعلت: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......انک: حرف مشبہ واسم......اذا: فجائیہ، من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا ھو﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یمسسک الله بضر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، کاشف: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف......ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یردک بخیر فلا راد لفضله﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تردک بخیر: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......لا: نفی جنس......راد: اسم، لفضله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یصیب به من یشاء من عباده وھو الغفور الرحیم﴾.

یصیب به: فعل بافاعل وظرف لغو......من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال......من عباده: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: مستانفہ......ھو: مبتدا......الغفور الرحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یایها الناس قد جاء کم الحق من ربکم﴾

قل: قول......یایها الناس: جملہ ندائیہ......قد: تحقیقیہ......جاء کم الحق من ربکم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیھا﴾.

ف: فصیحہ، من اھتدی: موصول صلہ، ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......انما: حرف مشبہ وما کافہ......یھتدی لنفسه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من ضل: موصول صلہ ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......انما یضل علیھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما انا علیکم بوکیل واتبع ما یوحی الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحکمین﴾.

و: مستانفہ......ما: مشابہ بلیس، انا: اسم......علیکم بوکیل: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ،اتبع: فعل امر بافاعل......ما یوحی الیک: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ،اصبر: فعل امر بافاعل......حتی: جار یحکم اللہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،ھو: مبتدا......خیر الحکمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شک کی تعریف:

اعلامہ شیخ جرجانی شک کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں"دو متضاد چیزوں میں تردد ہونا کہ کسی ایک جانب ترجیح حاصل نہ ہو۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس کی دونوں طرفیں برابر ہوں کہ کسی جانب دل نہ جمے،پھر جب ایک جانب ترجیح دی جائے تو دوسری جانب گمان مبذول ہوجائے،پھر جب ظن غالب ہوجائے تو یہی ظن غالب یقین کے مرتبے میں ہوتا ہے۔ (التعریفات،ص ۱۳۲)۔

بندے کا نفع ونقصان:

۲......نقصان سے مراد مرض،شدت،یا آزمائش ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی ان نقصانات سے نہیں بچا سکتا اور اسی طرح دنیا وآخرت میں خیر کو روک لے تو کوئی نہیں جو اس روکی ہوئی خیر کو واپس لا سکے اور اگر ایسا ممکن ہے تو فقط اس کے فضل سے ہی ممکن ہے۔ متذکرہ آیت میں نفع اور نقصان کا ساتھ ذکر کرکے تنبیہ فرمادی،اس مقام پر کلام کے انداز میں تھوڑا سا اختلاف ہے،الخیر کے ساتھ ارادۃ کا ذکر فرمایا اور الضر کے ساتھ مس کا ذکر فرمایا حالانکہ دونوں معاملوں میں تلازم ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ خیر مراد بالذات ہے،جبکہ الضر مقصود بالذات نہیں بلکہ واسطہ ہے۔دوسرا نکتہ یہاں یہ ہے کہ فضلہ کی جگہ ضمیر ہونی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اسم ظاہر لائے اس لیے کوئی بندہ فضل واحسان کا مستحق نہیں بلکہ وہ باری تعالیٰ اس کے ساتھ فضل فرماتا ہے۔اسی طرح تکلیف دور کرنے میں استثناء فرمایا ہے بھلائی پہنچانے میں استثناء نہیں فرمایا کیونکہ اللہ عزوجل کے ارادے کا رد نہیں ہوسکتا۔

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے نبی کو وحی فرمائی کہ تم اپنی امت کے اہل اطاعت کو کہہ دو کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو میں کسی بندہ کو قیامت کے حساب کے لیے کھڑا کرونگا۔اگر چاہوں گا تو اسے عذاب نہیں دونگا،ورنہ اسے عذاب دونگا اور اسی طرح اپنی امت کے گناہگاروں سے بھی کہہ دو کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھوں میں نہ ڈالا کرو،میں بڑے بڑے گناہ بخش دیتا ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ (المظھری،ج۳،ص ٤٤٣)۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"اپنے زمانے کی خیر طلب کرو، اور اللہ کی رحمت سے منہ(نہ) موڑو کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت فرماتا ہے،اور اللہ سے اپنی پاکدامنی کے

سوالی بنے رہو اور اپنے رعایا کو ایمان کی (دعوت) دیتے رہو۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۵۷۵)۔

برائی کو چھپانا واجب ہے :

۳......عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا ،نفس اللہ عنہ کربة من کرب یوم القیامة ،ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والاخرة ،ومن یسر علی معسر،یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرة،واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ ......، ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیا کی کوئی پریشانی دور کی، اللہ اس کی آخرت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کردے گا جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے اللہ اس کا دنیا اور آخرت میں پردہ رکھتا ہے اور اللہ عزوجل بندے کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ،باب فضل العلماء والحث علی طلب علم ،رقم ۲۲۵: ص ۵۷)۔

عن سالم بن عبد اللہ قال سمعت ابا ھریرة یقول : سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : کل امتی معافی الا المجاھرین ،وان من المجاھرة ان یعمل الرجل باللیل عملا ،ثم یصبح وقد سترہ اللہ فیقول :یا فلان عملت البارحة کذا و کذا، وقد بات یسترہ ربہ ویصبح یکشف ستر اللہ عنہ،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجاہرین کے سوا میری امت کے ہر شخص کو معاف کر دیا جائے گا اور مجاہرہ یہ ہے کہ بندہ رات کو ایسا عمل کرے جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہو اور دن میں وہ عمل لوگوں کے سامنے بیان کر دے۔

(الصحیح البخاری ، کتاب الادب، باب ستر المومن علی نفسہ ،رقم :۶۰۶۹،ص ۱۰۵۹)۔

☆......☆ انہ حق: دینی سے بدل ہے، یعنی حقیقتاً اور حتماً تم دین کے بارے میں شک میں ہو۔

وقیل لی: یعنی وحی اترنے کی برکت کے ذریعے میں خود کو دین حنیف پر قائم کرلوں، یعنی میں اپنا چہرہ (مبارک) کلیتاً تیری ذات پاک کی جانب پھیر دوں۔ علی الدعوة: یعنی خاص تمہارا انہیں دین کی دعوت دینا۔ اعدلھم: اللہ عزوجل کی طرف سے صادر ہونے والے احکام چہ جائے ان کی اطلاع باطنی ہو یا کہ ظاہری ہو، یا کسی اور زاویے سے ہو مبنی برخطاء ہونے کا تصور ہی نہیں ہوسکتا، یا صرف وہ احکام جس کی ظاہری طور پر اطلاع دیتا ہے باطن میں اس کے علم سے خطاء کر جائے۔ (الجمل ، ج۳، ص ۴۰۳ وغیرہ)۔

تعارف سورة ھود

سورة ھود مکیہ ہے، سوائے آیت اقم الصلوة ......الخ یا سوائے فلعلک تارک...... الخ و اولئک یومنون بہ کے، اس سورت میں حضرت ھود کا تذکرہ ہے اسی مناسبت سے اسے آپ علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ ایک سو تیئس ۱۲۳ آیات

پر مشتمل ہے۔اس کے کلمات کی تعداد ایک ہزار چھ سواور حروف کی تعداد نو ہزار پانچ سو چھیاسٹھ ۹۵۶۷ ہے۔ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔قرائن اس بات پر شاہد ہیں کہ سورۃ یونس کے فوراً بعد یہ سورۃ نازل ہوئی۔ابتدائی دو رکوع میں بڑے مؤثر انداز میں کفار کے سامنے اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً توحید، رسالت، قیامت کے احوال پیش کئے گئے اور انہیں بتایا گیا کہ وہ ذات جس کا اتنا وسیع علم ہے وہ کائنات کے ہر گوشے کو جانتا ہے۔آغاز و انجام ہر چیز سے باخبر ہے۔کفار مشرکین کو ان کے باطل نظریئے کے رد کے طور پر چیلنج بھی کر دیا گیا کہ اگر یہ واقعی غیر اللہ کا کلام ہے تو اس کے مقابل کوئی دس سورتیں ہی بنالاؤ۔مومن و کافر کے فرق کو واضح کر دیا گیا کہ مومن سختی ومصیبت میں صبر سے کام لیتا ہے اور فراخی کے وقت میں شکر ادا کرتا ہے جب کہ کافر راحت و آسائش کے ایام میں تکبر کرتا ہے اور مصیبت و سختی کے دور میں واویلا کرتا ہے۔سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر کا بھی اہتمام کیا گیا کہ آپ ﷺ کفار ومشرکین کی اذیتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانیں دیں اور عبادت الٰہی پر سرگرم رہ کر رب کائنات کی بخشش ونوازشات پر نظر جمائے رکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ بوڑھے ہو گئے، فرمایا مجھے ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساءلون، اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو علی السری سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ سورۃ ھود نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی: سورۃ ھود کی کسی چیز نے آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا؟ کیا انبیاء کرام کے قصص اور ان کی امتوں کی ہلاکت نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن اللہ کے اس ارشاد نے ﴿فاستقم کما امرت﴾ (ھود:۱۱۲)۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۵۷۷)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ هٰذَا ﴿کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ﴾ بِعَجِیْبِ النَّظْمِ وَبَدِیْعِ الْمَعَانِیْ ﴿ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾ بُیِّنَتْ بِالْاَحْکَامِ وَالْقَصَصِ وَالْمَوَاعِظِ ﴿مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (۱)﴾ اَیِ اللّٰهِ ﴿اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ﴾ بِالْعَذَابِ اِنْ کَفَرْتُمْ ﴿وَّبَشِیْرٌ (۲)﴾ بِالثَّوَابِ اِنْ اٰمَنْتُمْ ﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ﴾ مِنَ الشِّرْکِ ﴿ثُمَّ تُوْبُوْا﴾ اِرْجِعُوْا ﴿اِلَیْهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿یُمَتِّعْکُمْ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿مَّتَاعًا حَسَنًا﴾ بِطِیْبِ عَیْشٍ وَسِعَةِ رِزْقٍ ﴿اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ هُوَ الْمَوْتُ ﴿وَّیُؤْتِ﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ﴾ فِی الْعَمَلِ ﴿فَضْلَهٗ﴾ جَزَاءَهٗ ﴿وَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ اَیْ تُعْرِضُوْا ﴿فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ (۳)﴾ هُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۴)﴾ وَمِنْهُ

الثَّوَابُ وَالْعَذَابُ وَنَزَلَ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَنْ كَانَ يَسْتَحْيِي اَنْ يَتَخَلَّى اَوْ يُجَامِعَ فَيُفْضِيَ اِلَى السَّمَاءِ، وَقِيْلَ فِي الْمُنَافِقِيْنَ ﴿اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ اَيِ اللّٰهِ ﴿اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ﴾ يَتَغَطَّوْنَ بِهَا ﴿يَعْلَمُ﴾ تَعَالٰى ﴿مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ فَلَا يُغْنِي اِسْتِخْفَاؤُهُمْ ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ(۵)﴾ اَيْ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ.

﴿ترجمہ﴾

الـــر (اسکی مراد اللہ خوب جانتا ہے) یہ ایک کتاب ہے جسکی آیات محکم ......۱...... ہیں (زبردست ترتیب کے ساتھ منظم ومرتب ہیں اور بدیع المعانی ہیں) پھر تفصیل کی گئیں (احکام قصص اور نصائح کو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے) حکمت والے خبردار کی طرف سے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے) کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بیشک میں تمہارے لیے اسکی طرف سے ڈر سنانے والا ہوں (ان بمعنی بیـــان ہے، عذاب کا اگر کفر کروگے تو) اور خوشی سنانے والا ہوں (ثواب کی اگر تم ایمان لاؤگے) اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو (شرک سے) پھر اس کی طرف توبہ کرو......۲...... (اس کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرو) تمہیں برتنے کو دے گا (دنیا میں) اچھا برتنا (خوشگوار زندگی اور رزق کی فراوانی) ایک ٹھہرائے وعدے تک (یعنی موت آنے تک) اور پہنچائے گا (آخرت میں) ہر فضیلت والے کو......۳...... (جو عمل میں فضیلت رکھتا ہو) اس کا فضل (یعنی اسکا بدلہ) اور اگر منہ پھیرو (تـولـوا میں دو میں سے ایک تاء کو حذف کردیا گیا ہے، بمعنی اعراض کرنا ہے) تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں (یعنی روز قیامت کا) تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (اور من جملہ اس کی قدرت میں ثواب وعذاب دینا بھی ہے یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو استنجاء یا جماع کرنے سے حیا کرتے اور آسمان کی طرف رخ نہ کرتے اور ایک قول کے مطابق یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے) سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں......۴...... کہ اس سے پردہ کریں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے) سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں (سارا بدن چھپالیتے ہیں) اس وقت بھی وہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے (ان کا یہ چھپانا انہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا) بیشک وہ سینوں کی بات جاننے والا ہے (یعنی دلوں میں موجود باتوں کو جاننے والا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر کتب احکمت ایته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر الا تعبدوا الا اللہ﴾.

الـر: "ھذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... کتب: موصوف...... احکمت ایته: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم: عاطفہ...... فصلت: فعل مجہول بانائب الفاعل...... من: جار...... لدن: مضاف...... حکیم خبیر: مرکب توصیفی مضاف

الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو...... ان: مصدریہ...... لاتعبدوا الا الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "لام" جار مجرور،ملکر ظرف مستقر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر صفت ملکر "ھذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اننی لکم منه نذیر وبشیر﴾.

اننی: حرف مشبہ واسم......لکم: ظرف لغو مقدم...... نذیر: صفت مشبہ با فاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، بشیر: معطوف،ملکر ذوالحال......، منه: ظرف مستقر حال مقدم،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه﴾.

و: عاطفہ......ان: مصدریہ......استغفروا ربکم: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ، توبوا الیه: فعل امر با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر ماقبل "الاتعبدوا الا الله" پر معطوف ہے۔

﴿یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی ویوت کل ذی فضل فضله﴾.

یمتعکم: فعل با فاعل ومفعول،متاعا حسنا: مفعول مطلق،الی اجل مسمی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،یوت: فعل با فاعل،کل ذی فضل: مفعول،فضله: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تولوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف علیکم: فعل با فاعل وظرف لغو......عذاب یوم کبیر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الی الله مرجعکم وهو علی کل شیء قدیر﴾.

الی الله: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ھو: مبتدا......علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا انهم یثنون صدورهم لیستخفوا منه﴾.

الا: حرف تنبیہ......انهم: حرف مشبہ واسم...... یثنون صدورهم: فعل با فاعل ومفعول......لام: جار......لیستخفوا منه: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا حین یستغشون ثیابهم یعلم مایسرون وما یعلنون انه علیم بذات الصدور﴾.

الا: حرف تنبیہ......حین: مضاف......یستغشون ثیابهم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم...... یعلم: فعل با فاعل......مایسرون: موصول صلہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......مایعلنون: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ

فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم...... علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

محکم آیات کے معانی ومطالب:

لے......اس بارے میں چند نکات ذکر کیے جاتے ہیں، (۱) اس کتاب کی عبارت مستحکم ہے، اس میں کوئی نقص وخلل نہیں ہے جیسے کوئی بہت مضبوط اور پختہ عمارت ہو۔ (۲) جس طرح تورات اور انجیل کو قرآن پاک نے منسوخ کردیا ہے اسی طرح قرآن مجید کسی کتاب سے منسوخ نہیں ہے، یہ مستحکم کتاب ہے، ہرچند کہ اس کی بعض آیتوں کے احکام اس کی بعض دوسری آیتوں سے منسوخ ہیں مگر اس کی اکثر اور غالب آیات کے احکام منسوخ نہیں ہیں، اور وہ آیات بھی اس لحاظ سے مستحکم ہیں کہ ان آیات کی تلاوت باقی ہے اور ان کو پڑھنے سے اجر ملتا ہے۔ (۳) اس کتاب میں جو اصول اور عقائد بیان کیے گئے ہیں مثلاً توحید، رسالت، تقدیر، قیامت، حشر نشر، جزاوسزا، یہ محکم ہیں اور یہ اصول نسخ کو قبول نہیں کرتے۔ (۴) اس کتاب کی تمام آیتوں میں تناقض اور تضاد نہیں ہے، یہ سب مستحکم ہیں۔ (۵) اس کتاب کی تمام آیات انتہائی فصیح وبلیغ ہیں، تمام انسانوں اور جنات کو اس کی کسی ایک سورت کی نظیر لانے کا چیلنج کیا گیا لیکن آج تک کوئی اس کی نظیر نہیں لاسکا، حالانکہ اسلام اور قرآن کے مخالف بہت زیادہ ہیں اور علم اور تحقیق کے شعبہ جات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ (۶) علوم دینیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کا تعلق اصول اور اعتقاد کے ساتھ ہے مثلاً اللہ ﷻ پر، فرشتوں پر، نبیوں اور رسولوں پر اور آسمانی کتابوں پر، تقدیر پر، قیامت پر، جزاوسزا پر، اور ان کی تمام تفاصیل ودلائل کو جاننا، تہذیب اور اصلاح سے ہے، اس کا نام فقہ ہے اور دوسری قسم کا تعلق احوال باطنہ کی تہذیب اور اس کی اصلاح سے ہے اور اس کا نام علم تصوف ہے اور جو کتاب ان تینوں علوم پر مشتمل ہے اور عقائد اور ظاہری اور باطنی اعمال کے اصول اور کلیات پر حاوی اور متکفل ہے، وہ صرف قرآن مجید ہے اور اس پائے کی کوئی اور کتاب نہیں ہے، آسمانی کتابوں میں نہ دنیاوی کتابوں میں۔ (۷) یہ کتاب تغیر اور تبدل سے محفوظ ہے، اس کتاب کی کوئی آیت اس سے کم ہوسکتی ہے نہ اس میں کسی اور آیت کا اضافہ ہوسکتا ہے، اس لحاظ سے اس کی تمام آیات مستحکم ہیں۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۴۹۳)۔

استغفار کرنے پر توبہ کی تاکید کیوں؟

۲......دونوں یعنی توبہ واستغفار کرنے والوں کے مرتبہ میں فرق بیان کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اپنے رب ﷻ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو پھر اس کی جانب رجوع لاؤ اس لیے کہ استغفار طلب مغفرت کے لیے ہوتی ہے اور اس سے مراد پردہ ہے اور توبہ شرک یا معصیت سے رجوع کرنے کا نام ہے اسی لیے استغفار کو توبہ کے مقابلے میں مقدم ذکر کیا اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنے رب ﷻ سے اپنے گناہوں سے معافی چاہو اور مستقبل میں ان گناہوں کے بجالانے سے بھی توبہ کرو۔ فراء کا قول ہے کہ آیت مبارکہ ﴿استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ﴾ میں ثم بمعنی واو ہے اس لیے کہ استغفار اور توبہ ایک ہی معنی میں تاکید کے لیے مستعمل

ہیں۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۷۱)۔

استغفار وتوبہ کے ثمرات:

۳۔۔۔۔۔اگر تم وہ اعمال بجالاؤ جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے یعنی استغفار وتوبہ بجالاؤ اور خالص رضائے الٰہی عزوجل کے لیے عبادت بجالاؤ تو اللہ عزوجل تمہارے لیے دنیا کی زندگی اور اسباب رزق میں کشادگی کردے گا کہ تم دنیا میں امن وخیر ووسعت کے ساتھ زندگی گزاروگے۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ المتاع الحسن سے مراد مقدورات پر صبر ورضامندی ہے۔ یعنی اللہ عزوجل تمہیں اچھا نفع دے گا جب کہ تمہاری موت کا وقت ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث شریف میں ہے الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر یعنی دنیا کی زندگی مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن المؤمن، رقم: ۲۹۵۶، ص ۱۴۵۱)۔ تو کبھی بندے پر تنگی کے اوقات ہوتے ہیں، اور انسان اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرپاتا، اس صورت حال میں اللہ عزوجل کے فرمان ﴿یمتعکم متاعا حسنا﴾ کو متذکرہ حدیث کے ساتھ کیسے تطبیق دی جائے گی؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حدیث متذکرہ بالا کے مطابق زندگی گزارنے والے کے لیے اللہ عزوجل نے آخرت میں بڑے ثواب اور قائم رہنے والی نعمت تیار کی ہے کہ مومن نے اس دنیا کی زندگی کو قید خانے میں رہتے ہوئے گزارا اور کافر کے لئے دنیا کی زندگی جنت ہے پس کافروں کے لیے دنیا کی زندگی کو جنت کی طرف منسوب کرکے بیان کردیا کہ اللہ عزوجل نے آخرت میں ان کے لیے دردناک دائمی عذاب تیار کر رکھا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ پس جس بندہ مومن کے لیے بعض اوقات تنگی کا سا معاملہ ہوتا ہے تو وہ تنگی اس کے درجات کی بلندی اور گناہوں کے کفارے کا سبب بنتی ہے اور تمام احوال میں مصیبتوں پر صبر کرنا بندۂ مومن کے لیے ایسا ہے جیسا کہ وہ اللہ عزوجل کی رضا پر ہر حال میں راضی ہے۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿ویؤت کل ذی فضل فضله﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل ہر عمل صالح کا اجر دنیا میں اور آخرت میں ثواب دے گا، ابو العالیہ نے کہا: جو دنیا میں نیکیوں کی کثرت کرتا ہے تو یہ نیکیوں کی کثرت اس کے لئے دنیا میں حسنات کی زیادتی اور جنت میں درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہیں اس لیے کہ درجات اعمال کی مقدار کے مقابلے میں بلند ہوتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہونگی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کی بُرائیاں نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہونگی وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو دونوں حوالے سے برابری کے درجے میں ہوگا وہ اعراف میں ہوگا پھر جنت میں داخل ہوگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو بُرائی کا ارتکاب کرے اس کے لئے ایک بُرائی لکھی جائے گی اور جو نیکی کرے اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جسے دنیا میں اپنی نیکیوں کا ایک بدلہ ملے تو اس کے لئے آخرت میں نو نیکیاں باقی رکھ دی جائیں گی (الخازن، ج۳، ص ۴۷۱)

پشتون کی تحقیقِ انیق!

۲۔۔۔۔۔لغوی اعتبار سے یثنون کسی چیز کو لپیٹنے، دوہرا کرنے اور تہہ در تہہ کرنے کو کہتے ہیں، ثنی یثنی ثنیا الشیی :عطفه ،طواه، رد بعضه علی بعض ،جب کپڑے کو تہہ در تہہ لپیٹا جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں ثنی الثوب، کپڑے کی ایک تہہ کو ثنی اور جمع اثناء کہتے ہیں، اثناء الثوب :اطواه ومطاویه اور ثنی کا صلہ جب عن ہو تو اس کا معنی موڑنا، پھیرنا ہوتا ہے ثناه عنه :لواه وحوله اور جب اس کا صلہ علی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپیٹ دینا تاکہ وہ اس میں چھپ جائے۔ ثناه علیه :اطبقه وطواه لیخفیه اس لغوی تحقیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب حضور سید عالم نور مجسم ﷺ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے یا وعظ فرماتے تو جو منافق اور کافر اس مجلس میں موجود ہوتے وہ اپنے سر جھکا لیتے اور اپنے سینوں کو دوہرا کرکے اپنی رانوں سے ملا لیتے تاکہ وہ حضور ﷺ کی نگاہوں سے چھپ جائیں مبادا حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہو کر براہ راست ان سے خطاب فرمائیں اور انہیں ان کی باطنی بدبختی پر سرزنش نہ کریں، یستخفو منه میں منه کی ضمیر کا مرجع ذات پاک مصطفیٰ ہے۔ علامہ نیشاپوری نے لکھا: یثنون صدورهم کا معنی اعراض اور روگردانی کرنا ہے یعنی کافر و منافقین کی عادت تھی کہ حضور ﷺ جب انہیں دعوت ایمان دیتے اور کفر و نفاق سے باز آنے کی تلقین کرتے تو بجائے اس کے کہ وہ اس ناصح مشفق کی نصیحت کو سنتے مانتے بلکہ وہ الٹا بے رخی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ صاحب تاج العروس نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا: ثنی صدره ثنیا اسر فیه العداوة او طوی مافیه استخفاء یعنی کسی کے متعلق سینے میں بغض و عداوت کے جذبات کو چھپانا۔ اس تحقیق کی رو سے آیت کا مدعا یہ ہوگا کہ کفار و منافقین اسلام اور داعی اسلام سے اپنی دشمنی اور عداوت کو اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں تاکہ وہ اس کو حضور ﷺ پر ظاہر نہ ہونے دیں اور پس پردہ دین اسلام کو نقصان پہنچانے کا کام کرتے رہیں۔

☆۔۔۔۔۔☆فی من کان: یعنی مسلمانوں کی جماعت۔ ان یتخلی: یعنی قضائے حاجت پوری کرے۔ فیفضی: کا نصب ان مصدریہ پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے، مراد یہ ہے کہ بوقت قضائے حاجت یا مجامعت آسمان کی جانب فرحت آمیز حالت میں سر اُٹھانے سے حیاء کرتے تھے، جیسا کہ زکریا علی بیضاوی نے ذکر کیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۴۰۹)

ایک اہم بات

کسی کے پاس چندے کی رقم امانتاً رکھی ہوئی تھی اور وہ گم ہوگئی یا کسی نے چُرا لی یا چھین لی، ایسی صورت میں کیا اُس کو تاوان دینا پڑے گا؟ الجواب: امانت کا مال اگر اچھی طرح سنبھال کر رکھا اور ضائع ہوگیا تو تاوان نہیں ورنہ ہے۔ میرے آقا امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں: ''اگر متولی نے کوئی بے احتیاطی نہیں کی تو اُس پر تاوان نہیں، اگر وہ قسم کھالے گا تو اُس کی بات مانی جائے گی۔ اور اگر بے احتیاطی کی مثلاً صندوق کھلا چھوڑ دیا، غیر محفوظ جگہ رکھا تھا تو اُس پر تاوان ہے (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج۱۶، ص ۵۶۹ وغیره)۔

رکوع نمبر: ۱

﴿وَمَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ﴾ هِيَ مَادَبَّ عَلَيْهَا ﴿إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ تَكَفَّلَ بِهٖ فَضْلًا مِنْهُ تَعَالٰى ﴿وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا﴾ مَسْكَنَهَا فِي الدُّنْيَا اَوِ الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعَهَا﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ اَوْ فِي الرَّحِمِ ﴿كُلٌّ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶)﴾ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَآخِرُهَا الْجُمُعَةُ ﴿وَّكَانَ عَرْشُهٗ﴾ قَبْلَ خَلْقِهِمَا ﴿عَلَى الْمَآءِ﴾ وَهُوَ عَلٰى مَتْنِ الرِّيْحِ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ اَيْ خَلَقَهُمَا وَمَا فِيْهِمَا مَنَافِعُ لَكُمْ وَمَصَالِحُ لِيَخْتَبِرَكُمْ ﴿اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ اَيْ اَطْوَعُ لِلّٰهِ ﴿وَلَئِنْ قُلْتَ﴾ يَا مُحَمَّدُ لَهُمْ ﴿اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ﴾ مَا ﴿هٰذَآ﴾ اَلْقُرْآنُ النَّاطِقُ بِالْبَعْثِ وَالَّذِيْ تَقُوْلُهٗ ﴿اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۷)﴾ بَيِّنٌ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ، وَالْمُشَارُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ﴿وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى﴾ مَجِيْءِ ﴿اُمَّةٍ﴾ اَوْقَاتٍ ﴿مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ﴾ اِسْتِهْزَاءً ﴿مَا يَحْبِسُهٗ﴾ مَايَمْنَعُهٗ مِنَ النُّزُوْلِ، قَالَ تَعَالٰى ﴿اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا﴾ مَدْفُوْعًا ﴿عَنْهُمْ وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۸)﴾ مِنَ الْعَذَابِ.

﴿ترجمہ﴾

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں (آیت میں مذکور لفظ من زائدہ ہے دابۃ ......۱...... ہر اس حیوان کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے) مگر اسکا رزق ......۲...... اللہ کے ذمہ کرم پر ہے (اپنے فضل سے اس نے رزق کا ذمہ لیا ہے) اور وہ جانتا ہے کہاں ٹھہرے گا (دنیا یا باپ کی پشت میں اس کے مسکن کو) اور کہاں سپرد ہوگا (مرنے کے بعد یا عورت کے رحم میں) سب کچھ (جو مذکور ہوا) ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے (مبین بمعنی بین ہے اس سے مراد لوح محفوظ ہے) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا (ان میں کا پہلا دن ہفتہ اور آخری دن جمعہ تھا) اور اس کا عرش (زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے) پانی پر تھا ......۳...... (اور پانی ہوا کی پشت پر تھا) کہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم خلق کے متعلق ہے یعنی اس نے زمین وآسمان میں موجود اشیاء کو تمہارے منافع اور مصلحتوں کیلئے بنایا تا کہ تمہیں جانچے) تم میں سے کس کا کام اچھا ہے (کون اللہ ﷻ کا زیادہ فرماں بردار ہے) اور اگر تم فرماؤ (ان سے اے محمد ﷺ!) کہ بیشک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں (یہ قرآن جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو بیان کر رہا ہے یا جو آپ فرما رہے ہیں) مگر کھلا جادو (مبین بمعنی بین ہے، ایک قراءت میں لفظ ساحر ہے اور مشار الیہ نبی پاک ﷺ ہیں) اور اگر ہم ان سے عذاب ہٹا دیں ایک مقررہ وقت (کے آنے) تک (امۃ ......۴...... بمعنی اوقات ہے معدودۃ سے پہلے اوقات موصوف محذوف ہے) تو

ضرور کہیں گے (بطور استہزاء) کس چیز نے روکا ہے (عذاب نازل ہونے سے کیا مانع ہے، اللہ ﷻ فرماتا ہے) سن لو جس دن ان پر آئے گا پھیرا نہ جائے گا ان سے (یعنی دور نہ کیا جائے گا) اور گھیرے گا (نازل ہوگا) وہی (عذاب) جس کی ہنسی اڑاتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها﴾۔

و: ابتدائیہ......ما: نافیہ......من: زائدہ......دابة: موصوف......فی الارض: متعلق بمحذوف صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتدا......الا: اداۃ حصر......علی الله: خبر مقدم......رزقها: مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویعلم مستقرها ومستودعها کل فی کتب مبین﴾۔

و: عاطفہ......یعلم: فعل "ھو" ضمیر فاعل......مستقرها: معطوف علیہ......ومستودعها: معطوف، ملکر مفعول، یعلم فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ......کل: مبتدا......فی . جار......کتاب : موصوف......مبین: صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور، ملکر متعلق بمحذوف ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام﴾۔

و: عاطفہ......ھو: مبتدا......الذی: موصول......خلق: فعل ھو ضمیر فاعل......السموت والارض: مفعول......فی ستة ایام: متعلق خلق سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان عرشه علی الماء﴾۔

و: حالیہ......کان: فعل ناقص......عرشه: مرکب اضافی اسم......علی الماء: متعلق بمحذوف خبر، کان فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال خلق، فعل کی ھو ضمیر فاعل سے۔

﴿لیبلوکم ایکم احسن عملا﴾۔

لام: جار......یبلو: فعل مضارع ھو ضمیر فاعل، کم : ضمیر مفعول بہ، ای: مضاف، کم: مضاف الیہ، ملکر مبتدا، احسن : ممیز، عملا: تمیز، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یبلو فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور، ملکر متعلق ہوا "خلق" فعل ماقبل کیلئے۔

﴿ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت﴾۔

و: عاطفہ......لام: قسمیہ......ان: شرطیہ......قلت: فعل ت ضمیر فاعل......ان: حرف مشبہ بالفعل......کم: ضمیر اسم......مبعوثون : اسم مفعول ھم ضمیر نائب الفاعل......من بعد الموت: متعلق بمبعوثون ، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، قلت فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط۔

﴿لیقولن الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین﴾۔

لام: ابتدائیہ برائے تاکید......یقولن: فعل مضارع بانون تاکید،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل،ان: نافیہ،ھذا: مبتدا،الا: حرف حصر......سحر مبین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،یقولن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم۔

﴿ولئن اخرنا عنھم العذاب الی امة معدودة لیقولن مایحبسه﴾۔

و: عاطفہ،لام: برائے قسم......ان: شرطیہ......اخرنا: فعل بافاعل،عنھم: ظرف لغو اول......العذاب: مفعول...... الی امة معدودة: ظرف لغو ثانی، اخرنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: ابتدائیہ برائے تاکید،یقولن: فعل "و" ضمیر فاعل،ما: استفہامیہ مبتدا،یحبسهٗ: جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،یقولن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب قسم۔

﴿الا یوم یاتیھم لیس مصروفا عنھم﴾۔

الا: حرف تنبیہ،یوم یاتیھم: ظرف مقدم مصروفا کیلئے،لیس: فعل ناقص ھو ضمیر اسم،مصروفا: اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل،عنھم: ظرف لغو،اسم مفعول اپنے نائب الفاعل ظرف مقدم اور لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحاق بھم ماکانوا به یستھزء ون﴾۔

و: عاطفہ......حاق: فعل......بھم: ظرف لغو......ما: موصولہ......کانوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم......به: ظرف لغو مقدم ،یستھزء ون: فعل واو ضمیر فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، کانوا فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ماموصولہ اپنے صلہ سے ملکر فاعل،حاق فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دابة الارض سے کیا مراد ہے؟

۱......الدابة ہر ذی روح حیوان کو کہتے ہیں چہ جائے کہ مذکر ہو یا مونث،عقل رکھنے والا ہو یا بے عقل،یہ لفظ الدیب سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ ہلکی چال چلنے والا حیوان۔عرب چار پاؤں پر چلنے والے حیوان کو دابة کہتے ہیں جیسا کہ گھوڑا،مفسرین کرام نے لغوی معنی مراد لئے ہیں کہ زمین پر چلنے والا کوئی حیوان ایسا نہیں کہ اس کے رزق کے معاملات اللہ ﷻ کے ذمہ کرم پر نہ ہوں۔

(روح المعانی ،الجزء الثانی العشر ،ص ۲۸۵)۔

رزق کی بحث

۲......سب سے پہلے یہ جان لیں کہ آیت مبارکہ﴿ومامن دابة ...... الخ﴾سے زمین پر ہر چلنے والا مرزوق مراد ہے

(الخیالی علی شرح العقائد النسفیة ،مبحث الرزق،ص ۱۱٤)۔

ہر وہ شی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی جاندار کو کھانے کے لئے عطا فرمائے اسے رزق کہتے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا اطلاق حلال وحرام دونوں پر ہوتا ہے۔ (شرح العقائد، ص ۹۵)۔

رزق اسے کہتے ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حیوان کے نفع کے لئے اتارا ہے، پس ہر ایک اپنا پورا حق حاصل کرتا ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا رزق نہیں کھا سکتا، ایک قول یہ ہے کہ جس کے لیے جو رزق متعین ہے وہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے یا کھا سکتا ہے۔ معتزلہ نے ایک قید کا اضافہ یہ کیا ہے کہ کوئی بھی شخص رزق کے حوالے سے اپنی اصل کے اعتبار سے قبیح فعل کے ارتکاب میں جرح نہ ہو جائے پس جو شخص طویل عمر تک رزق حرام کماتا ہے تو وہ مرزوق نہ ہوا اور ہمارے نزدیک ''حرام کے رزق'' ہونے پر بھی نصوص دلالت کرتی ہیں۔

(شرح المقاصد، المبحث الرابع فی الرزق، ج ۳، ص ۲۳٦)۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: روایت ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی نازل ہوئی تھی، ان کے دل میں اپنے گھر والوں کا خیال آیا (کہ انہوں نے کھانا کھایا یا نہیں) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک چٹان پر لاٹھی ماریں، اس سے ایک پتھر ٹوٹ کر نکلا، پھر انہوں نے اس دوسرے پتھر پر لاٹھی ماری، اس سے ایک اور پتھر ٹوٹ کر نکلا، انہوں نے اس پر بھی لاٹھی ماری اس سے پھر ایک پتھر اور نکلا، اس پتھر میں چیونٹی کے برابر ایک کیڑا تھا، اس کے منہ میں کاغذ کے قائم مقام کوئی چیز تھی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس کیڑے کا کلام سنایا، وہ کہہ رہا تھا، پاک ہے وہ جو مجھے دیکھتا ہے اور میرے کلام کو سنتا ہے اور میری جگہ کو جانتا ہے اور مجھے یاد رکھتا ہے اور مجھے نہیں بھولتا۔ (التفسیر الکبیر، ج ٦، ص ۳۱۸)۔

حکیم ترمذی زید بن اسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اشعریوں کی ایک جماعت جو حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابومالک، حضرت ابوعامر رَضِیَ اللہُ عَنْہُم پر مشتمل تھی، جب انہوں نے ہجرت کی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس سفر میں جو کھانا تھا وہ ختم ہو چکا تھا، انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں کھانے کا سوال کرنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ جب وہ شخص رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دروازے پر پہنچا تو انہوں نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے ﴿ومامن دابة......الخ﴾ سنا، اس شخص نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اشعریوں کی بنسبت چوپایوں کو رزق دینا زیادہ آسان تو نہیں ہے۔ وہ واپس آیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس نہیں گیا اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا: تم کو خوشخبری ہو تمہارے پاس مدد آنے والی ہے۔ اس کے اصحاب نے یہی سمجھا کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس گیا ہوگا اور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے طعام بھیجنے کا وعدہ کیا ہوگا، اسی دوران دو آدمی ان کے پاس برتنوں میں کھانا لے کر آگئے جن میں گوشت کا سالن اور روٹیاں تھیں۔ انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر اس شخص نے اپنے بعض اصحاب سے کہا: تم یہ کھانا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس لے جاؤ کیونکہ ہم پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں، پھر جب وہ لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ نے ہمارے لئے جو کھانا بھیجا تھا اس سے عمدہ اور لذیذ کھانا ہم نے کبھی نہیں کھایا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے تو تمہیں کوئی کھانا نہیں بھیجا۔ انہوں نے بتایا کہ

انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کیا کیا تھا اور اپنے اصحاب سے کیا کہا تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کو اللہ ﷻ نے رزق دیا تھا (الدرالمنثور، ج۳، ص ۵۸۰)۔

کیا عرش الٰہی پانی پر ہے؟

ح......عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنة، قال: وعرشه علی الماء یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھ دی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسی، رقم: ۲۶۵۳، ص ۱۳۰۶)۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنی اونٹنی کو دروازہ سے باندھ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس بنوتمیم کے لوگ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوتمیم! بشارت کو قبول کرو''، انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہمیں بشارت تو دے چکے ہیں اب ہم کو عطا فرمائیں، یہ مکالمہ دوبار ہوا، پھر آپ ﷺ کے پاس اہل یمن آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اہل یمن! بشارت کو قبول کرو اگر چہ بشارت کو بنوتمیم نے قبول نہیں کیا''، انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے قبول کرلیا، ہم آپ ﷺ کے پاس اس امر دنیا سے متعلق پوچھنے آئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس نے ذکر میں ہر چیز لکھ دی، اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور ذکر (لوح محفوظ) میں ہر چیز لکھ دی۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماء جاء فی قول، رقم: ۳۱۹۱، ص ۵۳۲)۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی فرماتے ہیں اللہ کا عرش پانی پر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ عرش کے نیچے صرف پانی ہی ہے۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ عرش اور پانی آسمانوں اور زمین سے پہلی دو تخلیقیں ہیں۔ لہٰذا احادیث کی رو سے عرش اور پانی اس عالم رنگ و بو کی ابتدائی تخلیقیں ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے پہلے نمبر پر کونسی تخلیق ہوئی تو میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ پانی، اس لیے کہ مسند احمد، امام ترمذی نے ابی رزین عقیلی سے مرفوع روایت کی ہے کہ ان الماء خلق قبل العرش یعنی پانی عرش سے پہلے تخلیق کیا گیا ہے۔ سدی نے بھی یہ قول مختلف اسانید سے نقل کیا کہ پانی سے پہلے کوئی تخلیق نہ ہوئی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ترمذی، مسند احمد میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے قلم پیدا کیا پھر اس سے کہا لکھ! تو اس نے قیام قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب لکھ دیا۔ اس حدیث کو حسن، عطا، مجاہد، ابن جریر، ابن جوزی نے اختیار کیا ہے اور ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے حکایت کی ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے نور اور ظلمت کو پیدا کیا، پھر ان میں تمیز اس طرح کی کہ ظلمت کو رات میں رکھ دیا تو وہ اور تاریک ہوگئی اور نور کو دن میں رکھ دیا تو وہ دیکھنے میں اور روشن ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے نور محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ میں (علامہ عینی) اس کا

جواب یہ دوں گا کہ ہر چیز اپنی نسبت کے اعتبار سے اول تخلیق میں شمار کی جاتی ہے اور ہر چیز اپنے مابعد کے بعد سب سے اول ہی شمار ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول، رقم: ۳۱۹۱، ج۱۰، ص ۵۴۲)۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں: عرش اور پانی کے درمیان کوئی حائل نہیں تھا، ایسا نہیں کہ عرش پانی کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا (البیضاوی، ج۲، ص ۱۲۲)۔

امام رازی فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ عزوجل کی عظیم الشان قدرت پر دلالت ہے کیونکہ عرش تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ بڑا ہے، اس کے باوجود اللہ عزوجل نے اس کو پانی پر قائم کیا ہے پس اگر اللہ عزوجل بغیر کسی ستون کے وزنی چیز کو رکھنے پر قادر نہ ہوتا تو عرش پانی پر نہ ہوتا اور اللہ عزوجل نے پانی کو بھی بغیر کسی سہارے کے قائم کیا، نیز عرش کے پانی پر ہونے کا یہ معنی نہیں کہ عرش پانی کے ساتھ ملتصق اور متصل ہے، یہ اس طرح ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے آسمان زمین کے اوپر ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ۳۱۹)۔

لفظ "امت" کا اطلاق قرآن کی رو سے:

☆......یہاں چند قرآنی نکات پیش خدمت کیے جاتے ہیں، (۱) و ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم زمین پر چلنے والا کوئی نہیں اور فضا میں اپنے بازوؤں سے اڑنے والا ہر پرندہ تمہاری ہی مثل جماعتیں ہیں (الانعام:۳۸)﴾، (۲)﴿کان الناس امۃ واحدۃ سب لوگ ایک ہی امت ہیں (البقرۃ:۲۱۳)﴾، (۳)﴿ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت کر دیتا (ھود:۱۱۸)﴾، (۴)﴿ولتکن منکم امۃ واحدۃ یدعون الی الخیر اور تم میں سے لوگوں کا ایک گروہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے (ال عمران: ۱۰٤)﴾، (۵)﴿انا وجدنا ابائنا علی امۃ یعنی ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ہی دین پر پایا (الزخرف: ۲۲)﴾، (٦)﴿واذکر بعد امۃ یعنی اسے ایک مدت کے بعد یوسف یاد آیا (الیوسف: ٤٥)﴾، (۷)﴿ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ یعنی بے شک ابراہیم اپنی اجتماعی عبادات کے اعتبار سے ایک امت تھے، اللہ کے فرمانبردار (النحل: ۱۲۰)﴾۔

☆......☆فضلا منہ تعالی: یعنی اللہ عزوجل کی مشیت پر موقوف ہے چاہے تو رزق دے اور چاہے تو نہ دے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آیت ﴿الا علی اللہ رزقھا﴾ میں علی بمعنی من ای من اللہ رزقھا ہے، مجاہد کہتے ہیں جو بھی اس کے پاس رزق آئے وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، اور کبھی رزق نہیں آتا تو بندہ بھوک سے مرجاتا ہے۔

الصلب: اللہ عزوجل اپنے بندے کے آباء واجداد کی پشت بھی جانتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں رکھے جانے سے بھی واقف ہے کہ میرا فلاں بندہ کس قبر میں رکھا جائے گا (الجمل، ج۳، ص ۴۱۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ اَلْكَافِرَ ﴿مِنَّا رَحْمَةً﴾ غِنًى وَصِحَّةً ﴿ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ﴾ قَنُوْطٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ﴿كَفُوْرٌ (۹)﴾ شَدِيْدُ الْكُفْرِ بِهٖ ﴿وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ﴾ فَقْرٍ وَشِدَّةٍ ﴿مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ﴾ اَلْمَصَائِبُ ﴿عَنِّيْ ط﴾ وَلَمْ يَتَوَقَّعْ زَوَالَهَا وَلَا شُكْرَ عَلَيْهَا ﴿اِنَّهٗ لَفَرِحٌ﴾ بَطِرٌ ﴿فَخُوْرٌ (۱۰)﴾ عَلَى النَّاسِ بِمَا اُوْتِيَ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ عَلَى الضَّرَّاءِ ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ فِي النَّعْمَاءِ ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (۱۱)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿فَلَعَلَّكَ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ﴾ فَلَا تُبَلِّغْهُمْ اِيَّاهُ لِتَهَاوُنِهِمْ بِهٖ ﴿وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ﴾ بِتِلَاوَتِهٖ عَلَيْهِمْ لِاَجْلِ ﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ﴾ هَلَّا ﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ﴾ يُصَدِّقُهٗ كَمَا اقْتَرَحْنَا ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ﴾ فَلَا عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ لَا الْاِتْيَانُ بِمَا اقْتَرَحُوْهُ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۲)﴾ حَفِيْظٌ فَيُجَازِيْهِمْ ﴿اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنَ ﴿قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ﴾ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ ﴿مُفْتَرَيٰتٍ﴾ فَاِنَّكُمْ عَرَبِيُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلِيْ تَحَدَّاهُمْ بِهَا اَوَّلًا، ثُمَّ بِسُوْرَةٍ ﴿وَّادْعُوْا﴾ لِلْمُعَاوَنَةِ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ غَيْرِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۳)﴾ فِيْ اَنَّهُ افْتَرَاهُ ﴿فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ﴾ اَيْ مَنْ دَعَوْتُمُوْهُمْ لِلْمُعَاوَنَةِ ﴿فَاعْلَمُوْا﴾ خِطَابٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ ﴿اَنَّمَآ اُنْزِلَ﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بِعِلْمِ اللّٰهِ﴾ وَلَيْسَ اِفْتِرَاءً عَلَيْهِ ﴿وَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَيْ اَنَّهٗ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۴)﴾ بَعْدَ هٰذِهِ الْحُجَّةِ الْقَاطِعَةِ اَيْ اَسْلِمُوْا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ بِاَنْ اَصَرَّ عَلَى الشِّرْكِ، وَقِيْلَ هِيَ فِي الْمُرَائِيْنَ ﴿نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ﴾ اَيْ جَزَاءَ مَا عَمِلُوْهُ مِنْ خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ ﴿فِيْهَا﴾ بِاَنْ نُوَسِّعَ عَلَيْهِمْ رِزْقَهُمْ ﴿وَهُمْ فِيْهَا﴾ اَيِ الدُّنْيَا ﴿لَا يُبْخَسُوْنَ (۱۵)﴾ يُنْقَصُوْنَ شَيْئًا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ﴾ بَطَلَ ﴿مَا صَنَعُوْا فِيْهَا﴾ اَيِ الْاٰخِرَةِ فَلَا ثَوَابَ لَهٗ ﴿وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۶)﴾ ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ﴾ بَيَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ وَهُوَ النَّبِيُّ ﷺ اَوِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهِيَ الْقُرْاٰنُ ﴿وَيَتْلُوْهُ﴾ يَتْبَعُهٗ ﴿شَاهِدٌ﴾ لَهٗ يُصَدِّقُهٗ ﴿مِّنْهُ﴾ اَيْ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ جِبْرِيْلُ ﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنِ ﴿كِتٰبُ مُوْسٰٓى﴾ اَلتَّوْرَاةُ شَاهِدٌ لَهٗ اَيْضًا ﴿اِمَامًا وَّرَحْمَةً﴾ حَالٌ كَمَنْ لَيْسَ كَذٰلِكَ ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ اَيْ مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ اَيْ بِالْقُرْاٰنِ فَلَهُمُ الْجَنَّةُ ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ﴾ جَمِيْعِ الْكُفَّارِ ﴿فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ﴾ شَكٍّ ﴿مِّنْهُ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ﴾ اَیْ اَھْلُ مَکَّۃَ ﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۷)﴾ ﴿وَمَنْ﴾ اَیْ لَا اَحَدَ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا﴾
بِنِسْبَۃِ الشَّرِیْکِ وَالْوَلَدِ اِلَیْہِ ﴿اُولٰٓئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّھِمْ﴾ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ جُمْلَۃِ الْخَلْقِ ﴿وَیَقُوْلُ
الْاَشْھَادُ﴾ جَمْعُ شَاھِدٍ وَھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ لِلرُّسُلِ بِالْبَلَاغِ عَلَی الْکُفَّارِ بِالتَّکْذِیْبِ ﴿ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ
کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (۱۸)﴾ اَلْمُشْرِکِیْنَ ﴿الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ دِیْنِ
الْاِسْلَامِ ﴿وَیَبْغُوْنَھَا﴾ یَطْلُبُوْنَ السَّبِیْلَ ﴿عِوَجًا﴾ مُعَوَّجَۃً ﴿وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ﴾ تَاْکِیْدٌ ﴿کٰفِرُوْنَ (۱۹)﴾
﴿اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ﴾ اللّٰہَ ﴿فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿مِنْ اَوْلِیَآءَ
﴾ اَنْصَارٍ یَمْنَعُوْنَھُمْ مِنْ عَذَابِہٖ ﴿یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ﴾ بِاِضْلَالِھِمْ غَیْرَھُمْ ﴿مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ
﴾ لِلْحَقِّ ﴿وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ (۲۰)﴾ اَیْ لِفَرْطِ کَرَاھِیَتِھِمْ لَہٗ کَاَنَّھُمْ لَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِکَ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ﴾ لِمَصِیْرِھِمْ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَۃِ عَلَیْھِمْ ﴿وَضَلَّ﴾ غَابَ ﴿عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا
یَفْتَرُوْنَ (۲۱)﴾ عَلَی اللّٰہِ مِنْ دَعْوَی الشَّرِیْکِ ﴿لَا جَرَمَ﴾ حَقًّا ﴿اَنَّھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (۲۲)﴾
﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا﴾ سَکَنُوْا وَاطْمَاَنُّوْا اَوْ اَنَابُوْا ﴿اِلٰی رَبِّھِمْ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّۃِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (۲۳)﴾ ﴿مَثَلُ﴾ صِفَۃُ ﴿الْفَرِیْقَیْنِ﴾ الْکُفَّارِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿کَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ﴾
ھٰذَا مَثَلُ الْکَافِرِ ﴿وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ﴾ ھٰذَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ ﴿ھَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا﴾ لَا ﴿اَفَلَا
تَذَکَّرُوْنَ (۲۴)﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ تَتَعِظُوْنَ .

﴿ترکیب﴾

اور اگر ہم آدمی (یعنی کافر) کو اپنی کسی رحمت کا مزہ چکھادیں (مالداری وصحتمندی کا) پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید ہے (مایوس ہوتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے) ناشکرا ہے (اس کے ساتھ شدید کفر کرنے والا ہے) اور اگر ہم اسے رحمت کا مزہ دیں مصیبت کے بعد (مثلاً فقر اور سختیوں کے بعد) جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ برائیاں (یعنی مصائب) مجھ سے دو ہوئیں (اسے ان نعمتوں کے زوال کا نہ اندیشہ ہوتا ہے نہ وہ ان کا شکر کرتا ہے) بیشک وہ خوش ہونے والا (فرح بمعنی بطر ہے) بڑائی مارنے والا ہے (ان نعمتوں کے سبب لوگوں پر جو اسے ملتی ہے) مگر (الا بمعنی لکن ہے) جنہوں نے صبر کیا (مصیبتوں پر) اور اچھے کام کئے ......۱ (خوش حالی میں) ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (یعنی جنت ہے) پس کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چھوڑ دیں کچھ حصہ اس کا جو وحی کی جاتی ہے ......۲ آپ کی طرف (اور ان سے نرمی برتتے ہوئے ان تک نہ پہنچائیں) اور تنگ ہو جائے اس کے ساتھ آپ کا

سینۃ (اسکی تلاوت سے اس وجہ سے) کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اُترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا (جو انکی تصدیق کرتا جیسا کہ ہم ان سے مطالبہ کررہے ہیں) تم تو ڈر سنانے والے ہو (آپ ﷺ کے ذمہ تو پہنچا دینا ہے جس چیز کا وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کررہے ہیں اسے لانا آپ ﷺ پر لازم نہیں ہے) اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے (حفاظت فرمانے والا ہے پس وہ انہیں جزا دیگا) یا (ام بمعنی بـــل ہے) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے (یعنی قرآن پاک) کو جی سے بنالیا تم فرماؤ اسکی مثل دس سورتیں لے آؤ......۳......(فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے جو اسکی مثل ہو) بنائی ہوئی (کہ تم بھی میری مثل فصیح عرب ہو، حضور نے اولا انہیں دس سورتیں لانے کا چیلنج دیا پھر ایک ایک سورت اسکی مثل لانے کا چیلنج دیا) اور بلالو (اس کام میں مدد کیلئے) اللہ کے سوا جو مل سکیں (یعنی اللہ ﷻ کے غیر کو) اگر تم سچے ہو (اس دعوی میں کہ یہ انہوں نے خود بنالیا ہے) تو اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں (یعنی وہ لوگ جنہیں تم مدد کیلئے بلا رہے ہو) تو سمجھ لو (یہ خطاب مشرکین سے ہے) کہ وہ اترا ہے (اس حال میں کہ متلبس ہے) اللہ کے علم ہی سے (یہ اس پر افتراء نہیں ہے) اور یہ کہ (ان دراصل ان ہے) اسکے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے (اس قطعی دلیل کے بعد یعنی اب تم اسلام لے آؤ) جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہے (شرک پر مصر ہوکر ایک قول کے مطابق یہ آیت ریا کاروں کے حق میں اتری) ہم ان کا پورا پھل دیدیں گے (یعنی ہم ان کے نیک کاموں کا بدلہ جیسا کہ صدقہ وصلہ رحمی کی جزا دیں گے) اس میں (یوں کہ ہم ان پر ان کا رزق کشادہ کردیں گے) اور اس میں (یعنی دنیا میں) کمی نہ دیں گے (کچھ کمی نہیں کریں گے) یہ ہیں وہ جن کیلئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا (باطل ہوگیا) جو کچھ وہاں کرتے تھے......۴......(یعنی آخرت کے بارے میں جو وہ عمل کرتے تھے انہیں اس پر کچھ ثواب نہیں ملے گا) اور نابود ہوئے جو انکے عمل تھے تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے بیان پر ہو (اس سے مراد نبی پاک ﷺ یا مسلمان ہیں اور بینۃ سے مراد قرآن ہے بینۃ بمعنی بیان ہے) اور آئے اس پر (یعنی اسکی اتباع کرنے والا ہوا) گواہ (جو اسکی تصدیق کرتا ہے) اسکی طرف سے (یعنی اللہ ﷻ کی طرف سے، مراد اس سے جبرائیل علیہ السلام ہیں) اور اس سے (یعنی قرآن سے) پہلے موسیٰ کی کتاب (تورات بھی اسکی گواہ ہے) جو تھی پیشوا اور رحمت (اماما ورحمۃ حال ہے، جو اللہ ﷻ کی طرف سے بیان پر ہو وہ اسکی طرح ہے جو ایسا نہ ہو) وہ (جو اپنے رب کی جانب سے بیان پر ہیں) اس پر ایمان لاتے ہیں......۵......(یعنی قرآن پر پس انکے لیے جنت ہے) اور جو ان کا منکر ہو سارے گروہوں میں (یعنی تمام کفار میں) تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے اس میں (یعنی قرآن میں) کچھ شک نہ ہو (مــریۃ بمعنی شک ہے) بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی (یعنی اہل مکہ) ایمان نہیں رکھتے اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں ہے) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اسکی طرف شریک یا اولاد کو منسوب کرکے) وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے (قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے) اور گواہ کہیں گے......۶......(گواہ سے مراد فرشتے ہیں جو رسل عظام کے حق میں تبلیغ کردینے کی اور کفار کے انہیں جھٹلانے کی گواہی دیں گے اشھاد، شاھد کی جمع ہے) یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے

ظالموں پر (یعنی مشرکوں پر) خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (یعنی دین اسلام سے) اور چاہتے ہیں اسکی (یعنی طلب کرتے ہیں اس راستے کی) کجی (یعنی اسکو ٹیڑھا کرنا) اور وہی آخرت کے منکر ہیں...... ے......(دوسری ضمیر ھم تاکید کیلئے ہے) وہ تھکانے والے نہیں (اللہ ﷻ کو) زمین میں اور نہ اللہ سے جدا (یعنی غیر اللہ) انکے کوئی حمایتی ہیں (مددگار ہیں، جو انہیں عذاب الٰہی سے بچا سکیں) انہیں عذاب پر عذاب ہوگا (انکے دوسروں کو گمراہ کرنے کے سبب) وہ نہ سن سکتے تھے (حق کو) اور نہ دیکھتے (حق کو سخت ناپسند کرنے کیوجہ سے گویا کہ وہ اسکو دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے) وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں (کہ انہوں نے اپنی جانوں کو آگ میں پہنچادیا جو ان پر ہمیشہ بھڑکتی رہے گی) اور ان سے کھوگئیں (غائب ہوگئیں) وہ باتیں جو جوڑتے تھے (اللہ ﷻ پر، یعنی شریک باری ﷻ کے دعوے) یقیناً (لاجرم بمعنی حقا ہے) وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور رجوع لائے (اخبتوا کا معنی ہے پرسکون و مطمئن رہے اور رجوع لائے) اپنے رب کی طرف وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق (یعنی کفار اور مومنین) کی مثل (یعنی انکا حال) ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا (یہ کافر کی مثال ہے) اور دوسرا دیکھتا اور سنتا (یہ مومن کی مثال ہے) کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے (نہیں ان کا حال یکساں نہیں) تو کیا تم دھیان نہیں کرتے (تذکرون میں تاء کا ذال میں ادغام ہوا ہے اصل میں یہ تتعظون تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولئن اذقنا الانسان منا رحمة﴾.

و: عاطفہ...... لام: قسمیہ...... ان: شرطیہ...... اذقنا: فعل بافاعل...... الانسان: مفعول...... منا: متعلق بمحذوف حال مقدم...... رحمة: ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔

﴿ثم نزعنها منه انه ليوس كفور﴾.

ثم: عاطفہ...... نزعنها: فعل بافاعل ومفعول...... منه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے "اذقنا...... الخ" پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط...... ف: جزائیہ...... ان: حرف مشبہ بالفعل...... ہ: ضمیر اسم...... لام: تاکیدیہ...... ليوس: خبر اول...... كفور: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن اذقنه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيات عنى انه لفرح فخور﴾.

و: عاطفہ...... لام: قسمیہ...... ان: شرطیہ...... اذقنا: فعل بافاعل...... ہ: ضمیر مفعول...... نعماء: موصوف...... بعد: مضاف...... ضراء: موصوف...... مسته: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف ہوکر صفت، ملکر مفعول ثانی، اذقنا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... يقولن: فعل بافاعل...... ذهب السيات عنى: جملہ فعلیہ ہوکر

مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبریہ جواب قسم،جواب شرط محذوف ہے جواب قسم کی دلالت کی بناپر،ان: حرف مشبہ بالفعل،ۂ: ضمیر اسم،لام: تاکیدیہ،فرح: خبر اول،فخور: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذین صبروا وعملوا الصلحت اولئک لھم مغفرۃ واجر کبیر﴾.

الا: حرف استثناء......الذین: موصول......صبروا: جملہ معطوف علیہ......وعملوا الصلحت: جملہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مستثنی منقطع،مستثنی منہ "الانسان" ماقبل ہے،اولئک: مبتدا......لھم: متعلق بمحذوف خبر مقدم،مغفرۃ: مبتدا مؤخر،خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......واجر کبیر: مرکب توصیفی معطوف،ملکر خبر اولئک،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک﴾.

ف: مستانفہ......لعل: حرف مشبہ بالفعل......ک: اسم......تارک: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل......بعض: مضاف،ما: موصولہ......یوحی: فعل ھو ضمیر نائب الفاعل......الیک: متعلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ،ملکر مفعول،تارک اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ......وضائق بہ صدرک: شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یقولوا لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک﴾.

ان: مصدریہ......یقولوا: فعل بافاعل......لولا: حرف تحضیض......انزل: فعل......علیہ: ظرف لغو......کنز: نائب الفاعل،ملکر معطوف علیہ......او: عاطفہ......جاء: فعل......معہ: ظرف......ملک: فاعل،ملکر معطوف،ملکر مفعول،یقولوا فعل اپنے متعلقات اوران مصدریہ سے ملکر مصدر مؤول ہوکر مفعول لہ ضائق کیلئے یابدل ہے ضائق بہ صدرک میں ضمیر سے۔

﴿انما انت نذیر واللہ علی کل شیء وکیل ام یقولون افترہ﴾.

اما: حرف حصر......انت: مبتدا......نذیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔اگلے جملہ کی ترکیب پیچھے گذر چکی ہے،ام: منقطعہ بمعنی بل......یقولون: فعل بافاعل......افترہ: جملہ مفعول......یقولون: فعل،اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت﴾.

قل: فعل امر بافاعل......ف: فصیحہ......اتوا: فعل امر بافاعل......ب: جار......عشر: مضاف......سور: موصوف،مثلہ: صفت اول......مفتریت: صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر متعلق اتوا کیلئے،فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،فعل امر اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین﴾.

و: عاطفہ......ادعوا: فعل واو ضمیر فاعل......من: موصولہ......استطعتم: فعل بافاعل ملکر صلہ،ملکر ذوالحال......من دون

الـلّٰه: متعلق بحذوف حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ...... ان: شرطیہ...... کنتم: فعل ناقص تم ضمیر اسم......صدقین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جواب شرط محذوف "وادعوا من استطعتم من دون الله" شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم الله﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......لـم یسـتـجـیـبـوا: فعل با فاعل......لـکـم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اعـلـمـوا: فعل واو ضمیر فاعل......انـمـا: کافہ......انزل: فعل ھو ضمیر ذوالحال......بـعـلـم الله: متعلق بحذوف حال، ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان لا اله الا ھو فھل انتم مسلمون﴾.

ف: عاطفہ......ھل انتم مسلمون: جملہ اسمیہ ماقبل ترکیب گذر چکی۔

﴿من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون﴾.

من: شرطیہ مبتدا......کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم......یـریـدالـحـیـوۃ الدنیا وزینتھا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......نوف: فعل نـحـن ضمیر پوشیدہ فاعل......الیھم: ظرف لغو......اعـمـال: مضاف......ھـم: ذوالحال......فیھا: متعلق بحذوف حال اوّل......و: حالیہ......ھـم فیـھـا......الخ: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،نوف فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر......من: مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار﴾.

اولـئـک: مبتدا......الذین: موصول......لیس: فعل ناقص......لھم: خبر مقدم......فی الاخرۃ: متعلق بحذوف حال مقدم......الا: حرف استثناء......النار: ذوالحال،ملکر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وحبط ما صنعوا فیھا وبطل ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ......حبط: فعل......ما: موصولہ......صنعوا فیھا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ، بطل: خبر مقدم......ما: موصولہ......کانوا یعملون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،من: مبتدا خبر محذوف "لغیرہ"، ملکر جملہ اسمیہ......کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم......علی: جار ،بینۃ: موصوف......من ربہ: متعلق بحذوف صفت،ملکر مجرور،ملکر متعلق بحذوف ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ......یتلو: فعل......ۂ: ضمیر مفعول......بہ شاھد: موصوف......منہ: متعلق بحذوف صفت،ملکر فاعل......ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن قبله کتب موسی اماما ورحمة﴾.

و: عاطفہ......من قبله: متعلق بمحذوف خبر مقدم...... کتاب موسی: ذوالحال...... اماما: معطوف علیہ...... ورحمة: معطوف، ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یومنون به ومن یکفر به من الاحزاب فالنار موعده﴾.

اولئک: مبتدا...... یومنون به: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا، یکفر: فعل ہو ضمیر ذوالحال...... به: ظرف لغو......من الاحزاب: متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... النار: مبتدا...... موعده: خبر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تک فی مرية منه﴾.

ف: فصیحہ...... لاتک: فعل ناقص انت ضمیر اسم...... فی: جار...... مرية: موصوف...... منه: صفت، ملکر مجرور، ملکر متعلق محذوف ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انه الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل...... ۂ: ضمیر اسم...... الحق: ذوالحال...... من ربک: متعلق بمحذوف حال اول...... و: حالیہ، لکن: حرف مشبہ بالفعل...... اکثر الناس: اسم...... لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا﴾.

و: استنافیہ......من: استفہامیہ مبتدا...... اظلم: اسم تفضیل ہو ضمیر فاعل...... من: جار...... من: موصولہ...... افتری علی الله کذبا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یعرضون علی ربهم ویقول الاشهاد هولاء الذین کذبوا علی ربهم﴾.

اولئک: مبتدا...... یعرضون: فعل با نائب الفاعل...... علی ربهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یقول: فعل...... الاشهاد: فاعل...... هؤلاء الذین ...... الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا لعنة الله علی الظلمین﴾.

الا: حرف تنبیہ...... لعنة الله: مرکب اضافی مبتدا...... علی الظلمین: متعلق بمحذوف خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا﴾.

الذین: موصول...... یصدون: فعل با فاعل...... عن سبیل الله: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یبغون:

فعل ھم ضمیر ذوالحال......ھا: مفعول......عوجا: حال، ملکر فاعل، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل ہے ماقبل "الظلمین" سے۔

﴿وھم بالاخرۃ ھم کفرون﴾.

و: عاطفہ......ھم: مؤکد......بالاخرۃ: ظرف لغو مقدم......ھم: تاکید، ملکر مبتدا...... کفرون: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لم یکونوا معجزین فی الارض﴾.

اولئک: مبتدا......لم یکونوا: فعل واو ضمیر اسم......معجزین فی الارض: شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان لھم من دون اللہ من اولیاء﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......لھم: خبر مقدم......من دون اللہ: ظرف مستقر حال......من: زائد، اولیاء: ذوالحال، ملکر اسم، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یضعف لھم العذاب ما کانوا یستطیعون السمع وما کانوا یبصرون﴾.

یضعف: فعل مجہول......لھم: متعلق......العذاب: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ما: نافیہ......کانوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم......یستطیعون السمع: جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ تعلیل ہے مضاعفۃ عذاب کی، وما کانوا یبصرون: جملہ فعلیہ معطوف ہے......"ما کانوا یستطیعون" پر۔

﴿اولئک الذین خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾.

اولئک: مبتدا......الذین: موصول......خسروا انفسھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ضل عنھم ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا جرم انھم فی الاخرۃ ھم الاخسرون﴾.

لا: نافیہ......جرم: فعل......ان: حرف مشبہ بالفعل......ھم: ضمیر اسم......فی الاخرۃ: حال مقدم......ھم: ذوالحال اپنے حال سے ملکر مبتدا......الاخسرون: خبر، خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واخبتوا الی ربھم اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......الذین: موصول......امنوا وعملوا...... ربھم: صلہ، موصول صلہ ملکر اسم، اولئک: مبتدا......اصحب الجنۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر اول ان کیلئے......ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع﴾۔

مثل: مضاف……الفریقین: مضاف الیہ،ملکر مبتدا……ک: جار……اعمی والاصم والبصیر والسمیع: مجرور، ملکر متعلق محذوف خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھل یستوین مثلا افلا تذکرون﴾۔

ھل: حرف استفہام……یستوین: فعل ھما ضمیر ممیز……مثلا: تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ…… ھمزہ: حرف استفہام ف: استنافیہ……لاتذکرون: فعل،اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆……اولئک الذین لیس لھم ……☆ضحاک نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کہ اگر وہ صلہ رحمی کریں یامحتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اسی طرح کوئی اور نیکی کریں تو اللہ ﷻ وسعت رزق وغیرہ سے ان کے عمل کی جزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں،ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو ثواب آخرت کے تو معتقد نہ تھے اور جہادوں میں مال غنیمت حاصل کرنے کو حاضر ہوتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مصیبت وراحت کا خیر ہونا:

۱……عن صھیب الرومی قال قال رسول اللہ ﷺ :عجبا لامر المومن ان امرہ لہ کلہ خیر ،ولیس ذلک لاحد الا للمومن ،ان اصابتہ سراء شکر، فکان خیرا لہ ،وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ رواہ مسلم حضرت صہیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''مسلمان کے حال پر تعجب ہوتا ہے،اس کے ہر حال میں خیر ہے اور یہ مومن کے سوا کسی اور کا وصف نہیں،اگر اس کو راحت پہنچے تو شکر کرتا ہے اور وہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر اس کو مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور وہ بھی اس کے لئے خیر ہے''اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆……وعن علقمۃ قال قال عبد اللہ: الصبر نصف الایمان والیقین الایمان کلہ رواہ الطبرانی فی الکبیر علقمہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ صبر نصف ایمان ہے اور یقین کل ایمان ہے۔

(الترغیب والترھیب ،الترغیب فی الصبر سیما لمن، ج٤،ص ١٣١)۔

☆……عن ابی سعید الخدری ؓ وعن ابی ھریرۃ ؓ عن النبی ﷺ قال :ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا ،الا کفر اللہ بھا من خطایاہ یعنی

حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مومن کو جو بھی درد ہو یا تھکاوٹ ہو یا بیماری ہو یا غم ہو یا فکر اور پریشانی ہو تو اللہ ﷻ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المرض، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ۵٦٤٢، ص ۹۹۹)۔

☆......عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لايصيب المؤمن شوكة فما فوقها ،الا رفعه الله بها درجة وحط عنه بها خطيئة یعنی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو کانٹا یا اس سے کم کوئی چیز چبھے تو اللہ ﷻ اس کے سبب اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الجامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب المریض، رقم: ۹٦۷، ص ۲۹۷)۔

کیا نبی وحی سے کچھ حذف کرسکتا ہے؟

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ''ہم آپ کی پیروی اس وقت کریں گے کہ آپ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیں جس میں ہمارے معبودوں کی بُرائی نہ بیان کی گئی ہو، حسن کا قول ہے مشرکین میں سے بعض نے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ یہ جملہ ﴿ان الساعة آتية (طٰہٰ:۱۵)﴾ نہ کہیں، بعض محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ ﴿تارک بعض ما یوحی الیک﴾ سے مراد مشرکین کی جہالت، اندھی تقلید اور باطل پر اصرار کرنا ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وحی کے بعض حصے میں خیانت کرنا اور نازل کیے ہوئے میں سے کچھ حذف کر دینا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اگر اسے جائز مانا جائے تو شرائع اسلامیہ میں شک پایا جانا ثابت ہوگا اور یہ شک نبوت کے لیے طعن بنے گا اور رسالت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے احکام کی تبلیغ کر دی جائے چہ جائے کہ بظاہر اس کا فائدہ حاصل نہ ہو اس لیے کہ رسول کی رسالت کا مقصود تبلیغ کر دینا ہے اور جب ایسا کر دیا تو ثابت ہوا کہ ﴿فلعلک تارک بعض مایوحی الیک﴾ دوسری چیز ہے یعنی یا تو یہ برداشت کیا جائے کہ تبلیغ کے بدلے میں مشرکین آپ ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کا تلفظ کریں گے یا یہ کہ سید عالم وحی کے بعض حصے حذف کر دیں اور دونوں میں سے یہی زیادہ مناسب ہے کہ احکامات وحی مکمل طور پر پہنچادی جائے اور مشرکین کی نازیبا باتوں پر صبر کر کے اجر کا مستحق بنا جائے۔ ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس آیت پاک میں لفظ لعل سے مراد تبعید ہے، یعنی آپ ﷺ کفار کے طعن وتشنیع کی وجہ سے وحی کے بعض حصہ کو ترک نہ کریں، ہر چند کہ آپ ﷺ سے وحی کے کسی حصہ کی تبلیغ کو ترک کرنا ممکن نہیں تھا لیکن اللہ ﷻ نے تنبیہ کے طور پر ایسا فرمایا

(التفسیر الکبیر، ج ٦، ص ۳۲۳ ملخصاً و ملتقطاً)۔

قرآن کا مثل ممکن نہیں!

۳......یہاں معترضین کے اعتراضات کا بہانگ دہل جواب دیا گیا ہے، اور پہلے بھی کئی مقامات پر جوابات دیے جا چکے

ہیں چنانچہ ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذاالقرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل:۸۸)﴾، ﴿فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین (الطور:۳۴)﴾، ﴿وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (البقرۃ:۲۳)﴾، ﴿قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ (یونس:۳۸)﴾۔

ریاکار عذاب نار کا مستحق ہے!

☆.....قرآن مجید فرقان حمید میں جن مقامات پراس موضوع کی مناسبت سے آیات مذکور ہے وہ یہ ہیں ﴿من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلھا مذموما مدحورا ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا جولوگ صرف دنیا کے خواہش مند ہیں ہم ان کو اس دنیا سے جتنا ہم چاہیں اس دنیا میں دے دیتے ہیں، پھر ہم نے ان کے لیے دوزخ کو ٹھکانا بنادیا ہے وہ اس دوزخ میں مذمت کیا ہوا اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا ،اور جو شخص مومن ہو اور وہ آخرت کا ارادہ کرے اور اسی کے لیے کوشش کرے تو ان ہی لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی (بنی اسرائیل: ۱۹،۱۸)﴾، ﴿من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی کو زیادہ کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے ہم اس کو اس میں سے دیں گے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے (الشوریٰ: ۲۰)﴾۔

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ مفسرین کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ آیت ﴿اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ...... الخ﴾ کے قائل کون لوگ ہیں؟ قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہود ونصاری کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کا قول بھی یہی ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ جو شخص نیک کام بغیر تقوی کے انجام دے تو ایسے شخص کو دنیا میں اجر دیا جائے گا مثلاً صلہ رحمی کی، سائل کو عطا کر دیا، مجبور و بیکس پر کرم نوازی کردی یا اسی طرح کے دیگر بھلائی کے کام کر دیئے تو ایسے شخص کے لیے دنیا میں معیشت وسیع کر دی جائے گی، رزق میں فراوانی ہوگی لیکن آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غنائم طلب کرتے تھے اور انہیں آخرت کے ثواب کی کوئی امید نہ تھی، ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت کا اطلاق اپنے عموم پر ہے چہ جائے کہ کفار، منافقین، یا مومنین میں یہ صفت پائی جائے بہر حال مذموم ہی ہے۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۷۷)۔

علامہ جرجانی التعریفات میں فرماتے ہیں: ترک الاخلاص فی العمل بملاحظۃ غیر اللہ فیہ یعنی غیر اللہ کے دیکھنے کی وجہ سے اخلاص کو عمل سے ترک کر دینا ریاکاری کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۱۶)۔

حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کا ہجوم تھا، جب لوگ ان سے چھٹ گئے تو اہل شام میں سے ناتل نامی ایک شخص نے کہا: اے شیخ! آپ مجھے وہ حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، آپ نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا، اس کو بلایا جائے گا اور اسے اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتی کہ شہید ہوگیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، بلکہ تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ تو بہادر کہلائے سو تجھے بہادر کہا گیا، پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، حتی کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک شخص نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا، اس کو بلایا جائے گا اور اس کو اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کو سکھلایا اور تیرے لیے قرآن مجید پڑھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے اس لیے علم حاصل کیا تھا تا کہ تو عالم کہلائے، اور تو نے قرآن پڑھا تا کہ تو قاری کہلائے تو تجھے عالم اور قاری کہہ دیا گیا پھر اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، حتی کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک شخص پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وسعت کی اور اس کو ہر قسم کا مال عطا کیا، اس کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور وہ نعمتیں دکھائی جائیں گی اور جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس راستے پر خرچ کیا جس راستہ پر مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے یہ کام اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے سو تجھے سخی کہہ دیا گیا، پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں گھسیٹ کر ڈالنے کا حکم ہوگا اور پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء، رقم: ۱۹۰۵، ص ۹۶۴)۔

؎ میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو — کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

تمام امتیں حضور پر نور ﷺ پر ایمان لائیں:

۵......اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دلیل پر ہو اور اس کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے گواہ بھی ہو یعنی محمد ﷺ یا مومنین اہل کتاب، کیا یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش کو طلب کرتے ہیں؟ علامہ قرطبی نے کہا کہ شاھد سے مراد رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک ہے کیونکہ جس شخص میں ذرا بھی عقل ہو جب وہ نبی ﷺ کے رخ انور کو دیکھے گا تو فوراً یقین کرلے گا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ بینۃ (دلیل) سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت ہے جس سے دل روشن ہوتے ہیں اور شاھد سے مراد عقل اور فطرت سلیمہ ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شہنشاہ کون مکان ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس امت میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو میری نبوت کی خبر سنے خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر وہ شخص اس حال میں مرے کہ وہ میرے لائے ہوئے دین پر ایمان نہ لایا ہو تو وہ شخص دوزخی ہی ہوگا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا برقم: ۱۵۳، ص ۹۲)۔

گواہوں کی گواہی:

۶......بروز قیامت فرد جرم ایسے عائد نہیں ہوگا بلکہ گواہ گواہی دیں گے، گواہوں سے مراد فرشتے ہیں جو ان کے اعمال کو نوٹ کررہے ہیں۔ ابوالشیخ نے مجاہد سے یہی مفہوم روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ گواہ انبیاء ورسل ہوں گے، یہ ضحاک کا قول ہے اس کی تائید اللہ عزوجل کا یہ فرمان ذیشان بھی کرتا ہے۔ ﴿فکیف اذ جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولاء شھیدا (النساء: ۴۱)﴾ یعنی ہر امت سے اس پر گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔ حضرت ابن مبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ غدوۃ وفیعرفھم بسیماھم واعمالھم فلذالک یشھد علیھم یعنی آپ پر اور آپ کی امت پر، روز صبح شام پیش کی جاتی ہے آپ انہیں ان کے چہروں اور اعمال کی وجہ سے پہچانتے ہیں اس لیے قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔ قتادہ فرماتے ہیں گواہ تمام مخلوق ہوگی صحیحین میں ہے ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ان اللہ یدنی المومن فیضع علیہ کفہ ویسترہ فیقول اتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب حتی قررہ بذنوبہ ورای فی نفسہ انہ قد ھلک قال سترتھا علیک فی الدنیا وانا اغفرھا لک الیوم فیعطی کتاب حسناتہ واما الکفار والمنافقون فینادی بھم علی رؤوس الخلائق یعنی اللہ عزوجل قیامت کے روز مومن کو اپنے قریب کرے گا پھر اس پر اپنی شان کے لائق اپنا ہاتھ رکھ کر اسے ڈھانپ لے گا اور فرمائے گا اے میرے بندے تو نے یہ گناہ کیا تھا، مومن کہے گا ہاں میرے پروردگار! حتیٰ کہ اپنے تمام گناہوں کا خود ہی اعتراف کرلے گا پھر سوچے گا میں تو ہلاک ہوگیا، اللہ عزوجل فرمائے گا اے مومن بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی تیرے گناہوں کی بخشش کرتا ہوں، پس اللہ عزوجل اسے نیکیوں والا اعمال نامہ عطا فرمائے گا مگر کافر ومنافق کی سرعام پیشی ہوگی۔ (المظہری، ج۳، ص ۴۰۰)۔

کفار مکہ کی مذمت کی وجوہات:

۷......اس سے ماقبل آیت میں اللہ عزوجل نے سات وجوہات بیان فرمائی تھیں: (۱) وہ اللہ عزوجل پر جھوٹا بہتان تراشتے تھے، اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ عزوجل پر جھوٹا بہتان باندھے۔ (۲) وہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ اللہ عزوجل کے سامنے پیش کیے جائیں گے، فرمایا: اور یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ (۳) تمام گواہ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا، فرمایا: اور تمام گواہ یہ کہیں گے کہ انہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ (۴) وہ اللہ عزوجل کے نزدیک ملعون ہیں، فرمایا: سنو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (۵) وہ اللہ عزوجل کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، فرمایا: جو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ (۶) وہ اسلام کے خلاف شکوک وشبہات ڈالتے ہیں، فرمایا: اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ (۷) وہ آخرت کے منکر

ہیں، فرمایا: وہ آخرت کا کفر کرنے والے ہیں۔

اور ان آیتوں میں ان کی مزید سات وجوہ سے مذمت فرمائی ھے:

(۱) وہ اللہ عزوجل کے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے، فرمایا: یہ لوگ زمین میں (اللہ کو) عاجز کرنے والے نہ تھے۔ (۲) اللہ عزوجل کے عذاب سے بچانے کے لیے ان کا کوئی مددگار نہیں، فرمایا: اور نہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار تھا۔ (۳) ان کا عذاب دُگنا کیا جائے گا، فرمایا: ان کے لیے عذاب کو دُگنا کیا جائے گا۔ (۴) ان میں حق کو سننے کی طاقت ہے نہ دیکھنے کی، فرمایا: یہ شدت کفر کی وجہ سے حق کو سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور نہ یہ بغض کی وجہ سے حق کو دیکھتے تھے۔ (۵) انہوں نے اللہ عزوجل کی عبادت کے بدلہ میں بتوں کی عبادت کو خرید لیا اور یہ ان کے گھاٹے اور خسارے کا سبب ہے، فرمایا: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا۔ (۶) انہوں نے دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کر دیا اور اس میں ان کو دنیا میں گھاٹا ہوا کہ انہوں نے عزت والی چیز کو دے کر ذلت والی چیز کو لے لیا اور آخرت کا خسارہ یہ ہے کہ وہ ذلت والی چیز بھی ضائع اور ہلاک ہوگئی اور اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا، فرمایا: اور جو کچھ یہ افتراء کرتے تھے وہ ان سے جاتا رہا۔ (۷) چونکہ انہوں نے نفیس چیز کو دے کر خسیس چیز کو لیا اس لئے ان کا خسارہ لازمی اور یقینی ہے، فرمایا: بلاشبہ یقیناً یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۵۱۸)۔

☆......☆ولم یتوقع زوالها: مراد نعمتوں کا زوال ہے۔ لتهاونهم: بمعنی استهزائهم ہے۔

تحداهم بها اولا: کا بیان حاشیہ نمبر۲، میں مفصل طور پر موجود ہے، ملاحظہ فرمالیں۔

بان اصر علی الشرک: یعنی کفر پر اصرار کریں، اور یہ معاملہ کفار کے بارے میں وارد ہے، اور اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق بھی اس بارے میں کوئی اشکال نہیں پایا جاتا ﴿لیس لهم فی الاخرة الا النار﴾۔ هی فی المرائین: بمعنی باعمالهم ہے، جو شخص (فقط) دنیا کی زیب و زینت کا ارادہ کرے، سید عالم ﷺ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: ''جو شخص غیر اللہ کے لئے علم حاصل کرے یا اس سے غیر اللہ کا ارادہ کرے تو اُسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص علم دین رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی غرض کے لئے حاصل کرتا ہے، اسے قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی''۔ (الجمل، ج۳، ص۴۱۳ وغیرہ)۔

ای غیرہ: اللہ عزوجل کے سوا معبود بنائے، چاہے بت ہوں، یا دیگر تمام ہی مخلوقات۔ بان نوسع علیهم رزقهم: یعنی جزاء، دنیا میں اعمال حسنہ کی، اور آخرت میں اس کے لئے جزاء کی قسم سے کوئی چیز نہ ہوگی۔

فلا ثواب له: یعنی اسے دنیا میں اس کے اعمال حسنہ کا بدلہ بطور جزاء دے دیا گیا، اب آخرت میں اُس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

باضلالهم غیرهم: یہاں ایک سوال مقدر کا جواب مذکور ہے، سوال یہ ہے کہ حسنات میں تضاعف (دُگنا ہونا) ہوتا ہے نہ کہ سیئات

میں، جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها﴾؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں تضاعف سے مراد شدت عذاب ہے، یعنی معذبین کو دو قسم کے عذاب ہونگے ایک تو ان کے اپنے گناہوں کے سبب اور دوسرے دیگر لوگوں کو برائی کی دعوت عام کرنے کے سبب۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۳۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۳

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّىْ﴾ اَىْ بِاَنِّىْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ عَلٰى حَذْفِ الْقَوْلِ ﴿لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۲۵)﴾ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ ﴿اَنْ﴾ اَىْ بِاَنْ ﴿لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ﴾ اِنْ عَبَدْتُّمْ غَيْرَهٗ ﴿عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (۲۶)﴾ مُؤْلِمٍ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ وَهُمُ الْاَشْرَافُ ﴿مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ وَلَا فَضْلَ لَكَ عَلَيْنَا ﴿وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا﴾ اَسَافِلُنَا كَالْحَاكَةِ وَالْاَسَاكِفَةِ ﴿بَادِىَ الرَّاْىِ﴾ بِالْهَمْزِ وَتَرْكِهٖ اَىْ اِبْتِدَاءً مِّنْ غَيْرِ تَفَكُّرٍ فِيْكَ وَنَصَبُهٗ عَلَى الظَّرْفِ اَىْ وَقْتَ حُدُوْثِ اَوَّلِ رَاْيِهِمْ ﴿وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ فَتَسْتَحِقُّوْنَ بِهِ الْاِتِّبَاعَ مِنَّا ﴿بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (۲۷)﴾ فِىْ دَعْوَى الرِّسَالَةِ، اَدْرَجُوْا قَوْمَهٗ مَعَهٗ فِى الْخِطَابِ ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ﴾ اَخْبِرُوْنِىْ ﴿اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ﴾ بَيَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ رَحْمَةً﴾ نُبُوَّةً ﴿مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ﴾ خَفِيَتْ ﴿عَلَيْكُمْ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ وَالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ ﴿اَنُلْزِمُكُمُوْهَا﴾ اَنُجْبِرُكُمْ عَلٰى قَبُوْلِهَا ﴿وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ (۲۸)﴾ لَا نَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ عَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ ﴿مَالًا﴾ تُعْطُوْنِيْهِ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِىَ﴾ ثَوَابِىْ ﴿اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ كَمَا اَمَرْتُمُوْنِىْ ﴿اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾ بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْهِمْ وَيَاْخُذُ لَهُمْ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ وَطَرَدَهُمْ ﴿وَلٰكِنِّىْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۹)﴾ عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ﴾ يَمْنَعُنِىْ ﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ اَىْ عَذَابِهٖ ﴿اِنْ طَرَدْتُّهُمْ﴾ اَىْ لَا نَاصِرَ لِىْ ﴿اَفَلَا﴾ فَهَلَّا ﴿تَذَكَّرُوْنَ (۳۰)﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ ﴿وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ﴾ اِنِّىْ ﴿اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ﴾ بَلْ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿وَلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْۤ﴾ تَحْتَقِرُ ﴿اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ﴾ قُلُوْبِهِمْ ﴿اِنِّىْۤ اِذًا﴾ اِنْ قُلْتُ ذٰلِكَ ﴿لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۱)﴾ ﴿قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا﴾ خَاصَمْتَنَا ﴿فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳۲)﴾ فِيْهِ ﴿قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ﴾ تَعْجِيْلَهٗ لَكُمْ فَاِنَّ اَمْرَهٗ اِلَيْهِ

لا اِلَیَّ ﴿وَمَآ اَنْتُم بِمُعْجِزِیْنَ(۳۳)﴾ بِفَائِتِیْنَ اللّٰہ ﴿وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَکُمْ اِنْ کَانَ اللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَکُمْ﴾ اَیْ اِغْوَاءَ کُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَیْہِ وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْ ﴿ھُوَ رَبُّکُمْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ(۳۴)﴾ قَالَ تَعَالٰی ﴿اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿یَقُوْلُوْنَ﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ ﴿افْتَرٰہُ﴾ اِخْتَلَقَ مُحَمَّدٌ اَلْقُرْآنَ ﴿قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ﴾ اِثْمِیْ اَیْ عُقُوْبَتُہٗ ﴿وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ(۳۵)﴾ مِنْ اِجْرَامِکُمْ فِیْ نِسْبَۃِ الْاِفْتِرَاءِ اِلَیَّ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں (انی دراصل بانی تھا اور ایک قرأت میں قول کے حذف کی بناء پر ان کو مکسور پڑھا گیا ہے) تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں (کھلا ڈر سنانے والا ہوں) کہ (ان دراصل بان تھا) اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر (اگر تم اسکے غیر کی عبادت کرو) ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے (جو دنیا و آخرت میں تمہیں تکلیف دینے والا ہوگا) تو اسکی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے (قوم کے سردار) ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں......۱......(اور تمہیں ہم پر کچھ فضیلت حاصل نہیں ہے) اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ۲......(ہمارے نچلے طبقے کے لوگوں نے جیسے جولا ہے اور موچیوں نے) سرسری نظر میں (لفظ را ی کو ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یعنی ان لوگوں نے آپ کے بارے میں غور وفکر نہیں کیا اور ایمان لے آئے، بادی الرای ظرف ہونے کی بناء پر منصوب ہے یعنی پہلی رائے دین میں پیدا ہوتے وقت ہی یہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے (جسکی بناء پر تم لوگ اس بات کے حقدار بنو کہ ہم تمہاری اتباع کریں) بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (دعوی رسالت میں ان کافروں نے خطاب میں آپکے ساتھ آپکی قوم کو بھی داخل کرلیا) بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو (مجھے خبر تو دو) اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں (بینۃ بمعنی بیان ہے) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) بخشی تو تم اس سے اندھے رہے (وہ تم پر مخفی ہے ایک قرأت میں عمیت کی میم کو مشدد اور اس فعل کو مجھول پڑھا گیا) کیا ہم اسے جبراً تم پر مسلط کریں گے (اسکے قبول کرلینے پر تم کو مجبور کریں گے) اور تم بیزار ہو (ہم اسکی طاقت ذاتی نہیں رکھتے) اور اے قوم! میں تم سے کچھ اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) مال نہیں مانگتا......۳......(کہ مجھے مال دو) میرا اجر (میرا ثواب) تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ہوں......۴......(جیسا کہ تم مجھے حکم دے رہے ہو) بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے بعد اللہ انہیں جزا دیگا اور جن لوگوں نے ان پر ظلم کیا اور دھتکارا ان سے انہیں حق دلائے گا) اور میں تم کو (تمہارے کام کے انجام سے) نرے جاہل لوگ

پاتا ہوں اور اے قوم مجھے اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) کون بچالیگا (ینصر بمعنی یمنع ہے) اگر میں انہیں دور کردوں گا (یعنی میرا کوئی مددگار نہ ہوگا) تو تم دھیان کیوں نہیں کرتے (تذکرون بمعنی تتعظون ہے تذکرون کی دوسری تاء کا ادغام دراصل ذال میں ہوا ہے) اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں......۵......اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (بلکہ ظاہر صورت میں، میں تمہاری مثل بشر ہوں) اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز اللہ انہیں کوئی بھلائی نہ دے گا (تزدری بمعنی تحتقر ہے) اور اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے (انفسھم بمعنی قلوب ہے) اور اگر ایسا کہوں) تو جبھی میں ظالمین میں سے ہوجاؤں بولے اے نوح! تم ہم سے جھگڑے......۶......(ہم سے خصومت کی) اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس کا (یعنی جس عذاب کا) ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم اس میں سچے ہو (اپنے قول میں) بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے (اس عذاب کو تم جلد لانا اس کا معاملہ اسی کے سپرد ہے میری طرف نہیں) اور تم تھکا نہ سکو گے (تم اللہ کا مقابلہ نہ کرسکو گے) اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دیگی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے......۷......(ان یغویکم، اغوائکم کے معنی میں ہے اس کا جواب شرط محذوف ہے جس پر یہ کلام دلالت کررہا ہے و لا ینفعکم نصحی) وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) بلکہ کہتے ہیں (کفار مکہ) انہوں نے اسے اپنے جی سے بنالیا (یعنی محمد ﷺ نے قرآن اپنی طرف سے بنایا ہے) تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو یہ گناہ مجھ پر ہے (یعنی اسکی سزا مجھ پر ہے) اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں (تمہارے مجھ پر "اللہ" پر جھوٹ باندھنے کی نسبت کرنے کا جو جرم ہے میں اس سے بری ہوں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ انی لکم نذیر مبین﴾۔

و: استنافیہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ......ارسلنا: فعل با فاعل......نوحا: مفعول......الی قومہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......لکم: متعلق بنذیر...... نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم﴾۔

ان: مفسرہ......لا: ناھیہ......تعبدوا: فعل با فاعل......الا: حرف حصر......اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......
ان: حرف مشبہ بالفعل، ی: ضمیر اسم......اخاف علیکم......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقال الملا الذین کفروا من قومہ﴾۔

ف: عاطفہ......قال: فعل......الملا: موصوف......الذین: موصول...... کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......من قومہ: متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مانرىک الا بشرا مثلنا وما نرىک اتبعک الا الذين هم اراذلنا بادی الرى﴾.

ما: نافیہ......نری: فعل......ک: ضمیر مفعول اول......الا: حرف حصر......بشر: موصوف......مثلنا: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ "فقال الملا" کیلئے......و: عاطفہ......ما: نافیہ......نری: فعل......ک: ضمیر مفعول اول......اتبعک: فعل......ک: ضمیر مفعول......الا: حرف حصر......الذین هم اراذلنا: فاعل......بادی الرای: مفعول......اتبع فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی، نری فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما نرى لكم علينا من فضل بل نظنكم كذبين﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......نری: فعل با فاعل......لکم: ظرف لغو......علینا: ظرف لغو مقدم......من: زائد......فضل: مصدر ھو ضمیر فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "نری" پر معطوف ہے......بل: حرف عطف......نظنکم کذبین: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال يقوم ارايتم ان كنت على بينة من ربى واتنى رحمة من عنده فعميت عليكم﴾.

قال: فعل با فاعل......یقوم: جملہ فعلیہ ندائیہ......همزہ: استفہامیہ......رأیتم: فعل با فاعل......ان: شرطیہ......کنت علی بینة من ربی: جملہ فعلیہ شرط "انلزمکموها" جملہ جواب شرط محذوف......واتنی رحمة من عندہ: معطوف ہے "کنت علی بینة" پر ...... فعمیت علیکم: جملہ معطوف ہے "کنت علی بینة" پر شرط، ملکر مفعول اول۔

﴿انلزمكموها وانتم لها كرهون﴾.

همزہ: استفہامیہ......نلزم: فعل با فاعل......کمو: ذوالحال......ها: مفعول ثانی......وانتم لها کرهون: جملہ حال، ملکر مفعول اول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر رأیتم کا مفعول ثانی، رأیتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مفعول، قال فعل اپنے فاعل و مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ويقوم لا اسئلكم عليه مالا ان اجرى الا على الله﴾.

و: عاطفہ، یقوم: جملہ ندائیہ، لااسئلکم: فعل با فاعل و مفعول، علیہ: حال، مالا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے، ان: نافیہ، اجری: مبتدا، الا: حرف حصر، علی اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انا بطارد الذين امنوا انهم ملقوا ربهم ولكنى اركم قوما تجهلون﴾.

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، طارد: مضاف، الذین امنوا: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، هم: اسم، ملقوا ربهم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، ارکم...... الخ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتھم افلا تذکرون﴾۔

و: عاطفہ،یقوم: جملہ ندائیہ......من: مبتدا......ینصرنی من اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... ان: شرطیہ...... طردتم: جملہ فعلیہ شرط"فمن ینصرنی" جواب شرط محذوف،ملکر جملہ شرطیہ......افلاتذکرون: ماقبل ترکیب گذر چکی۔

﴿ولااقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب ولااقول انی ملک﴾۔

و: عاطفہ......لا: نافیہ......اقول: فعل بافاعل......لکم: ظرف لغو......عندی خزائن اللہ: معطوف علیہ...... ولااعلم الغیب: معطوف،ملکر مفعول......اقول: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......لااقول: فعل نفی بافاعل......لکم: ظرف لغو......انی ملک: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولااقول للذین تزدری اعینکم لن یوتیھم اللہ خیرا اللہ اعلم بما فی انفسھم﴾۔

و: عاطفہ......لا: نافیہ......اقول: فعل بافاعل......للذین تزدری اعینکم: متعلق......لن یوتیھم...... الخ: جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......اللہ: مبتدا ......اعلم بمافی انفسھم: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انی اذا لمن الظلمین﴾۔

ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......اذا: حرف جواب وجزا......لام: تاکیدیہ......من الظلمین: ملکر جملہ اسمیہ

﴿قالوا ینوح قد جدلتنا فاکثرت جدالنا﴾۔

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول......ینوح: جملہ فعلیہ ندائیہ...... قد جدلتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... فاکثرت جدالنا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین﴾۔

ف: فصیحہ......اتنا: فعل بافاعل......بماتعدنا: ظرف لغو یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،جزامحذوف" ان کنت صادقا" ،ملکر جملہ شرطیہ،ان: شرطیہ...... کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ شرط جواب شرط محذوف "فاتنا بماتعدنا"،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء وما انتم بمعجزین﴾۔

قال: فعل بافاعل،انما: کافہ،یاتی: فعل،کم: مفعول،بہ: ظرف لغو،اللہ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط مقدم،ان: شرطیہ،شاء: فعل بافاعل ملکر شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ "قال" کیلئے،وماانتم ......الخ جملہ اسمیہ "کم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولاینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم﴾۔

و: عاطفہ......لاینفع: فعل بامفعول......نصحی: فاعل،ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ......اردت ان انصح لکم:

جملہ فعلیہ شرط اول......ان: شرطیہ...... کان اللہ...... الخ: جملہ فعلیہ شرط ثانی، اس کے جواب پر "لاینفعکم نصحی" دلالت کرتا ہے، شرط ثانی اپنے جواب سے ملکر شرط اول کیلئے جواب شرط، شرط اول ہے، جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ھو ربکم والیہ ترجعون ام یقولون افترہ﴾۔

ھو: مبتدا...... ربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... الیہ: ظرف لغومقدم...... ترجعون: فعل اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ...... ام: منقطع...... یقولون: فعل بافاعل، ملکر قول...... افترہ: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ان افتریتہ فعلی اجرامی وانا بری مما تجرمون﴾۔

قل: فعل بافاعل...... ان: شرطیہ...... افتریتہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط...... ف: جزائیہ...... علی اجرامی: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... و: مستانفہ...... انا: مبتدا...... بری مما تجرمون: شبہ جملہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بشر کی تعریف اور انسان پرلفظ بشر کا اطلاق:

۱...... ظاہری جلد کو بشر کہتے ہیں جب کہ کھال کے باطنی حصے کو ادمۃ کہتے ہیں، واحد اور جمع کے لئے دونوں کے لیے بشر آتا ہے البتہ تثنیہ بشرین آتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ بشر آیا ہے وہاں انسان کا جثہ اور اس کا ظاہر مراد ہے جیسے فرمایا ﴿انی خالق بشرا من طین (ص: ۷۱) یعنی میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں﴾ (المفردات، ص ۵۷)۔

کفار مکہ حضرات انبیائے کرام کا مرتبہ کم کرنے کے لیے ان کو بشر کہتے تھے جیسا کہ فرمایا ﴿فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر (القمر: ۲٤) یعنی پس وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک بشر کی اتباع کریں پھر تو بیشک ہم ضرور گمراہی اور عذاب میں ہیں﴾۔

پس ماندہ لوگوں کا ایمان معتبر ھے!

۲...... روم کے بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان کو طلب فرمایا اور سید عالم ﷺ سے متعلق دریافت کیا کہ قوم کے معزز لوگ ان کی پیروی کررہے ہیں یا پس ماندہ لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: پس ماندہ اور کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا: پس ماندہ اور کمزور لوگ ہی پیروی کرتے ہیں۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کمزور و پس ماندہ لوگوں کے ایمان لانے میں کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ جس پر حق ظاہر ہوجائے اسے روگردانی اور انکار کرنے کی مجال نہیں ہونی چاہیے۔ (التفسیر الکبیر، ج ٦، ص ۵٤۹)۔

اگر شریعت مطہرہ کا مطالعہ کیا جائے تو بھی کمزور، غریب اور معاشرے کے پس ماندہ لوگ دینی معاملات میں پیش رفت کرتے ہیں، اخروی لحاظ سے ان لوگوں کا مقام بلند ہے چنانچہ حدیث میں ہے عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ: یدخل فقراء

المسلمین الجنة قبل الاغنیاء باربعین خریفا یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
:مسلمان فقراء (اپنے) اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم: ابشروا یامعشر الصعالیک تدخلون الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم وذلک خمسمائة عام یعنی حضرت ابو
سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری ہو اے تنگ دستوں! تم امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں جاؤ
گے اور قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا''۔(البدور السافرة فی احوال الاخرة، باب دخول الفقراء الجنة، ص ۲۱۵)۔

تبلیغ رسالت پر اجر کا طلب کرنا:

۳......النبی وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہو، اور اسی طرح رسول کی تعریف ہے لیکن فرق یہ ہے کہ رسول کے پاس شریعت اور کتاب ہوتی ہے اور رسول کی بعثت میں مصلحتیں کارفرماں ہوتی ہیں اور اللہ عزوجل کی جانب سے ہونے والے لطف کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی وہ ہے جسے خواب میں دیکھا جاسکتا ہے اور رسول وہ ہوتا ہے جسے دیکھا نہیں جاسکتا مگر اس کی آواز سنی جاسکتی ہے۔ (شرح المقاصد، الفصل الاول فی النبوة، ج۳، ص ۲۶۷)۔

جان لیں کہ رسالت کا منصب ایسا ہے کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے اس کا متحمل نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ عزوجل جس پر اپنا خاص فضل فرمائے اسے یہ منصب عطا فرماتا ہے۔ جب ہم یہ مان رہے ہیں کہ منصب رسالت خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے تو جس پر اللہ عزوجل کا فضل خاص ہے اسے مخلوق سے اجر لینے نہ لینے سے کیا غرض، بلکہ ایسا خاص بندہ جو رسالت کے منصب پر فائز ہے، اس پر ہر وقت رحمت خداوندی کی بارشیں ہورہی ہیں، فضل وکرم کی نچھاور ہورہی ہے اسے دنیا اور اس کے ناپائیدار مال ومتاع سے کیا غرض؟ یہی وجہ ہے کہ ہر رسول نے یہی کہا کہ مجھے اس تبلیغ پر تم لوگوں سے کچھ نہیں چاہیے بلکہ میرا اجر میرا رب ہی دے گا۔

مومنوں کو اپنی مجالس سے نہ نکالا جائے!

۴......اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ایک قول یہ ملتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام سے گناہ کا صدور ہوا، معترضین کہتے ہیں اس آیت مبارکہ میں غریب مومنوں کو کافروں کی رضاجوئی کے لیے مجالس سے دور کیا جارہا ہے جو کہ معصیت ہے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فقراء مومنین کو کافروں کی رضاجوئی کے لیے اپنی مجلس سے دور کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداوة والعشی یریدون وجهه (الانعام: ۵۲)﴾، بس یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنب کی جانب دلیل ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مبارکہ مطلق غرباء کو دور کرنے سے متعلق مذکور ہے، اور واقعہ مذکورہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مذکور ہے جو کہ اوقات معینہ کی تقلیل پر مصلحتوں کی رعایت کرتے ہوئے بیان ہوا۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۳۴۱)۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ کے خزانے اور علم غیب کی نفی کرنا:

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے: اگر تم میری تکذیب اس وجہ سے کرتے ہو اور میری پیروی اس لیے نہیں کرتے کہ میرے پاس زیادہ مال اور بڑا مرتبہ نہیں ہے، تو میں نے کب اس کا دعویٰ کیا ہے؟ اور میں نے کب تم سے یہ کہا ہے کہ اللہ ﷻ کے رزق کے خزانے اور اس کا مال میرے پاس ہے؟ حتیٰ کہ تم اس معاملہ میں مجھ سے بحث کرو اور میری نبوت کا انکار کرو، میں نے تو صرف رسالت اور اللہ ﷻ کے پیغام پہنچانے کا دعویٰ کیا ہے، اور نہ میں نے یہ کہا ہے کہ میں از خود غیب کو جانتا ہوں حتیٰ کہ تم سے اس کے مستبعد ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کروں، اور میں نے جو نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرایا ہے وہ وحی کے ذریعہ سے ہے اور اللہ ﷻ کے خبر دینے کی وجہ سے ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے آپ علیہ السلام سے متعدد غیب کی چیزوں کے متعلق سوال کیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اللہ ﷻ کی دلیل کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور میں اللہ ﷻ کے بتلائے بغیر غیب کو نہیں جانتا، اور فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، اس میں کفار کے اس قول کا رد ہے کہ ہم آپ کو اپنے جیسا بشر ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی نبوت کو رواج دینے کے لیے یہ نہیں کہا کہ میں فرشتہ ہوں حتیٰ کہ تم یہ کہو کہ آپ علیہ السلام تو ہماری طرح بشر ہیں اور فرشتے نہیں ہیں کیونکہ بشریت نبوت کے منافی نہیں ہے، تم نے ان تین چیزوں کے نہ ہونے کو میری تکذیب کا ذریعہ بنایا ہے، حالانکہ میں نے ان میں سے کسی چیز کا دعویٰ نہیں کیا۔

(روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ۳۳۷)۔

موجودہ دور کے وہابی دیوبندی کی بدتمیزی ملاحظہ ہو، مولانا مفتی محمد شفیع جنھیں دیوبندی حضرات مفتی اعظم پاکستان کہتے ہیں بیان کرتے ہیں: یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں، اس میں ان لوگوں کے اس خیال کی تردید ہے کہ جب اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں تو ان کے ہاتھ میں خزانے ہونے چاہئیں جن سے لوگوں کو داد و دہش کرتے رہیں، نوح نے بتلا دیا کہ انبیاء کی بعثت کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو متاع دنیا میں الجھائیں، اس لیے خزانوں سے ان کا کیا کام۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں ان لوگوں کے اس خیال کی تردید ہو جو بعض لوگ سمجھا کرتے ہیں کہ اللہ نے انبیاء کو بلکہ اولیاء کو بھی مکمل اختیارات دے دیئے ہیں، اللہ کی قدرت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں تو نوح کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے خزانوں کا مکمل اختیار کسی نبی کو بھی سپرد نہیں کیا، اولیاء کا تو کیا ذکر ہے، البتہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور خواہشیں اپنی قدرت سے پوری فرماتے ہیں۔ دوسرے فرمایا ﴿ولا اعلم الغیب﴾ ان جاہلوں کا یہ بھی خیال تھا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا رسول ہو وہ عالم الغیب بھی ہونا چاہیے، اس جملہ نے واضح کر دیا کہ نبوت و رسالت علم غیب کی مقتضی نہیں اور کیسے ہوتی جب کہ علم غیب حق تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے جس میں کوئی نبی یا فرشتہ شریک نہیں ہوسکتا، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں غیب کے اسرار پر مطلع کر دیتے ہیں مگر اس کی وجہ سے ان کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہوتا کیونکہ ان کے

اختیارات میں نہیں ہوتا کہ جس غیب کو چاہیں معلوم کرلیں۔ (معارف القرآن، ج٤، ص ٦١٦)۔

افسوس صد ہزار افسوس یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو موحد اور دین کے ٹھیکے دار سمجھتے ہیں اور کلام حضرات انبیائے کرام کے حوالے سے فرما رہے ہیں۔ کیا ان بدبختوں کی نظر سے ﴿علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ...... الایة(الجن: ۲٦،۲۷)﴾ نہیں گزری، ہم اہلسنت و جماعت نے یہ دعویٰ ہی کب کیا ہے کہ نبی اپنی مرضی سے غیب پر مطلع ہوتا ہے۔ نبی اللہ کی عطا سے غیب جانتا ہے اور اس پر کئی روایات موجود ہیں جن کی اسناد کے حوالے سے اگر دیوبندی کلام کریں تو خود پھنستے ہیں۔

عن ابن شهاب قال:قال حمید بن عبد الرحمن :سمعت معاویة خطیبا یقول :سمعت النبی ﷺ یقول : من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین ،وانما انا قاسم والله یعطی راوی کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں: جس کے ساتھ اللہ ﷻ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ﷻ عطا فرمانے والا ہے(صحیح البخاری ،کتاب العلم ،باب من یرد الله برقم: ۷۱، ص ۱۷)،قال النبی ﷺ انی فرط لکم وانا شهید علیکم ،وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض ،وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ،ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیها سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم پر گواہ ہوں، اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور مجھے اپنے بعد تم سے شرک کا خوف نہیں ہے ہاں صرف اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا کو زیادہ پسند کرنے لگ جاؤ گے۔ (صحیح البخاری ، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشهید، رقم: ۱۳٤۸، ص ۲۱۵)۔

بے عشق محمد جو پڑھتے ہیں بخاری، آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی۔ کیا کوئی اپنے دشمن سے کہتا ہے کہ میرے پاس بہت مال ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی نہ ماننے والوں کو جوابا کہا کہ مجھے اس لئے نہیں مانتے کہ بظاہر میرے ہاتھ خالی ہیں تو میں نے کہاں خزانے کا دعویٰ کیا ہے؟ اسی طرح قرآن میں سید عالم کے حوالے سے بھی کلام ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی کافروں کو یونہی جواب دیا۔

سید عالم ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بے احتیاطی ہمارے نزدیک ایمان کے چلے جانے کا سبب بن سکتی ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی عبارت :بان سعة علم ابلیس ثابت بالنصوص ،ای نص وجدتموه فی سعة علمه ﷺ ،اس عبارت کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ویجب ان تعلم ان جمیع من سب النبی ﷺ ،او قال فی حقه مالا یلیق به تعریضا، او شبهه بشیء علی طریق السب له ،او الازراء علیه ای التنقیص له ،وان لم یکن لقصد السب او التقصیر لشانه ، ای تحقیره کتصغیر اسمه ،او صفة من صفاته ،او الغض منه بمعنی اقل التنقیص فهو کافر مرتد ،مستوجب القتل ،بالاجماع الامة کما نص علی غیر واحد من الامة ،ولالم یخالف فیه احد الا ابن حزم القائل . (المعتقد والمنتقد،الفصل الثانی :فی تحریم تنقیصه ﷺ،ص ۱٤۷)۔

لفظ جدال کی تحقیق:

۶......علامہ جرجانی فرماتے ہیں: کسی ذات سے دلیل، شبہہ اور کلام کی درستگی کے ذریعے فساد کو دور کرنا جدل کہلاتا ہے (التعریفات، ص ۷۹) علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں: اجدال طاقت اور شکرے کو کہتے ہیں اور اسی سے جدال بنا ہے، یعنی بحث کرنے والوں میں سے ہر ایک فریق سامنے والے کو اس کی رائے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جدال کے معنی بچھاڑ دینا ہے یعنی اپنے مخالف کو پچھاڑ دیا جائے۔ (المفردات، ص ۹۷) ۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دین کے معاملے میں جدال کرنا محمود ہے ،اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام نے اپنی قوموں سے جدال کیا تا کہ حق کا غلبہ ہو جائے اور جس نے ان کے موقف کو قبول کر لیا وہ کامیاب و کامران ہوا اور جس نے ان کے موقف کو مسترد کر دیا وہ ناکام رہا اور ناحق جدال کرنا کہ باطل کو غلبہ ہو مذموم ہے اور ایسا جدال کرنے والا دنیا اور آخرت میں ملامت اور مذمت کیا جاتا ہے۔

جب الله کسی کی گمراهی کا اراده کرے!

۷......امام رازی فرماتے ہیں کہ کبھی اللہ عزوجل بندے سے اس کے کفر کا ارادہ فرماتا ہے، اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کے کفر کا ارادہ کرے تو پھر اس کا ایمان لانا محال ہے اور حضرت نوح علیہ السلام نے جو فرمایا تھا: وہ ہمارے مذہب کی صحت پر صراحتا دلالت کرتا ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۳۴۲)۔

☆......☆والاساکفة: کی جمع اسکاف ہے، مراد جوتے بنانے والا ہے، یہ اللہ عزوجل کی عادت کریمہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے اولا پیروکار (مالی اعتبار سے) کمزور ترین لوگ ہوتے ہیں، پس وہ پیروی کیے جانے پر تکبر نہیں کرتے۔

انجبر کم علی قبولها: یعنی تمہیں زبردستی قبول کرانے کی ہمیں کوئی قدرت نہیں دی گئی جب کہ تم ایمان لانے کو مکروہ گمان کرتے ہو، بلکہ ایمان زبانی اقرار و تسلیم باطنی کا نام ہے، مطلب یہ ہے کہ میں اپنے رب عزوجل کی جانب سے دلیل پر ہوں اور مجھے میرے رب عزوجل نے نبوت عطا فرمائی ہے، اور تم نبوت کی (قدر و منزلت سے) بے خبر ہو، بس میرا کام تو پہنچا دینا ہے۔

کما امرتمونی: آپ (نوح) علیہ السلام اپنے اردگرد سے جہلاء کو ہٹا دیں، ہم آپ علیہ السلام کی پیروی کریں گے، ہم حیا کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھیں، اسی قسم کا قول قوم قریش نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا جس کا بیان سورۃ الانعام میں ہے، ان کے رد میں آیت نازل ہوئی ﴿فلا تطرد الذین یدعون ربھم﴾ (الصاوی، ج۳، ص ۱۳۴ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ ﴿بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (۳۶)﴾ مِنَ الشِّرْکِ فَدَعَا عَلَیْهِمْ بِقَوْلِهٖ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ ، الخ فَاَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ وَقَالَ

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ﴾ اَلسَّفِينَةَ ﴿بِاَعْيُنِنَا﴾ بِمَرْأَىً مِنَّا وَحِفْظِنَا ﴿وَوَحْيِنَا﴾ اَمْرِنَا ﴿وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ كَفَرُوْا بِتَرْكِ اِهْلَاكِهِمْ ﴿اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۳۷)﴾ ﴿وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ﴾ حِكَايَةُ حَالٍ مَاضِيَةٍ ﴿وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ﴾ اِسْتَهْزَءُوْا بِهٖ ﴿قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (۳۸)﴾ اِذَا نَجَوْنَا وَغَرِقْتُمْ ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ﴾ مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ ﴿يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ﴾ يَنْزِلُ ﴿عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۳۹)﴾ دَائِمٌ ﴿حَتّٰى﴾ غَايَةٌ لِلصُّنْعِ ﴿اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ لِلْخَبَّازِ بِالْمَاءِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةً لِنُوْحٍ ﴿قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا﴾ فِي السَّفِينَةِ ﴿مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ﴾ اَيْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى اَيْ مِنْ كُلِّ اَنْوَاعِهِمَا ﴿اثْنَيْنِ﴾ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَهُوَ مَفْعُوْلٌ وَفِي الْقِصَّةِ اِنَّ اللّٰهَ حَشَرَ لِنُوْحٍ السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ وَغَيْرَهُمَا فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ فِيْ كُلِّ نَوْعٍ فَتَقَعُ يَدُهُ الْيُمْنٰى عَلَى الذَّكَرِ وَالْيُسْرٰى عَلَى الْاُنْثٰى فَيَحْمِلُهُمَا فِي السَّفِينَةِ ﴿وَاَهْلَكَ﴾ اَيْ زَوْجَتَهُ وَاَوْلَادَهُ ﴿اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ﴾ اَيْ مِنْهُمْ بِالْاِهْلَاكِ وَهُوَ زَوْجَتُهُ وَوَلَدُهُ كِنْعَانُ بِخِلَافِ سَامٍ وَحَامٍ وَيَافِثٍ فَحَمَلَهُمْ وَزَوْجَاتِهِمْ ثَلٰثَةً ﴿وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِيْلٌ (۴۰)﴾ قِيْلَ كَانُوْا سِتَّةَ رِجَالٍ وَنِسَاءُهُمْ، وَقِيْلَ جَمِيْعُ مَنْ كَانَ فِي السَّفِينَةِ ثَمَانُوْنَ نِصْفُهُمْ رِجَالٌ وَنِصْفُهُمْ نِسَاءٌ ﴿وَقَالَ﴾ نُوْحٌ ﴿ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا﴾ بِفَتْحِ الْمِيْمَيْنِ وَضَمِّهِمَا مَصْدَرَانِ اَيْ جَرْيُهَا وَرُسُوُّهَا اَيْ مُنْتَهٰى سَيْرِهَا ﴿اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۴۱)﴾ حَيْثُ لَمْ يُهْلِكْنَا ﴿وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ﴾ فِي الْاِرْتِفَاعِ وَالْعِظَمِ ﴿وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ﴾ كِنْعَانَ ﴿وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ﴾ عَنِ السَّفِينَةِ ﴿يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (۴۲)﴾ ﴿قَالَ سَاٰوِيْ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ﴾ يَمْنَعُنِيْ ﴿مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ عَذَابِهٖ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿مَنْ رَّحِمَ﴾ اللّٰهُ فَهُوَ الْمَعْصُوْمُ قَالَ تَعَالٰى ﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ (۴۳)﴾ ﴿وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ﴾ الَّذِيْ نَبَعَ مِنْكِ فَشَرِبَتْهُ دُوْنَ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَصَارَ اَنْهَارًا وَبِحَارًا ﴿وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ﴾ اَمْسِكِيْ عَنِ الْمَطَرِ فَاَمْسَكَتْ ﴿وَغِيْضَ﴾ نَقَصَ ﴿الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ﴾ تَمَّ اَمْرُ هَلَاكِ قَوْمِ نُوْحٍ ﴿وَاسْتَوَتْ﴾ وَقَفَتِ السَّفِينَةُ ﴿عَلَى الْجُوْدِيِّ﴾ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ بِقُرْبِ الْمَوْصِلِ ﴿وَقِيْلَ بُعْدًا﴾ هَلَاكًا ﴿لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۴)﴾ الْكَافِرِيْنَ ﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ﴾ كِنْعَانَ ﴿مِنْ اَهْلِيْ﴾ وَقَدْ وَعَدْتَّنِيْ بِنَجَاتِهِمْ ﴿وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾ الَّذِيْ لَا خُلْفَ فِيْهِ ﴿وَاَنْتَ اَحْكَمُ

الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ اَعْلَمُهُمْ وَاَعْدَلُهُمْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى ﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ النَّاجِيْنَ اَوْ مِنْ اَهْلِ دِيْنِكَ ﴿اِنَّهٗ﴾ اَىْ سُؤَالُكَ اِيَّاىَ بِنَجَاتِهٖ ﴿عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَلَا نَجَاةَ لِلْكَافِرِيْنَ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ مِيْمِ عَمِلَ فِعْلٌ وَنَصَبَ غَيْرَ فَالضَّمِيْرُ لِاِبْنِهٖ ﴿فَلَا تَسْئَلْنِ﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ مِنْ اِنْجَاءِ اِبْنِكَ ﴿اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾﴾ بِسُؤَالِكَ مَالَمْ تَعْلَمْ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ﴾ مِنْ ﴿اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ﴾ مَافَرَطَ مِنِّىْ ﴿وَتَرْحَمْنِىْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾﴾ ﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ﴾ اِنْزِلْ مِنَ السَّفِيْنَةِ ﴿بِسَلٰمٍ﴾ بِسَلَامَةٍ اَوْ بِتَحِيَّةٍ ﴿مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ﴾ خَيْرَاتٍ ﴿عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ﴾ فِى السَّفِيْنَةِ اَىْ مِنْ اَوْلَادِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿وَاُمَمٌ﴾ بِالرَّفْعِ مِمَّنْ مَعَكَ ﴿سَنُمَتِّعُهُمْ﴾ فِى الدُّنْيَا ﴿ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾﴾ فِى الْاٰخِرَةِ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿تِلْكَ﴾ اَىْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الْمُتَضَمِّنَةُ قِصَّةَ نُوْحٍ ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ﴾ اَخْبَارِ مَاغَابَ عَنْكَ ﴿نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا﴾ اَلْقُرْآنِ ﴿فَاصْبِرْ﴾ عَلَى التَّبْلِيْغِ وَاَذٰى قَوْمِكَ كَمَا صَبَرَ نُوْحٌ ﴿اِنَّ الْعَاقِبَةَ﴾ اَلْمَحْمُوْدَةَ ﴿لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

اورنوح کووحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہونگے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کھا اس پر (لاتبتئس بمعنی لاتحزن ہے) جووہ کرتے ہیں (یعنی جوشرک وہ کرتے ہیں، پھران الفاظ کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام نے انکے لیے دعائے ضرر کی رب لاتذر .....الخ پس اللہ ﷻ نے انکی دعا قبول کی اور فرمایا) اور کشتی بناؤ (فلک بمعنی سفینة ہے) ہماری آنکھوں کے سامنے.....۱.....(یعنی ہمارے سامنے ہماری حفاظت میں) اور ہماری وحی (یعنی حکم) سے اور ظالموں (یعنی کافروں) کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا (ان کو ہلاک نہ کرنے کے بارے میں) وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے اور نوح کشتی بناتا ہے (یعنی مضارع ماضی کے معنی میں ہے) اور جب اسکی قوم کی کوئی جماعت اس پر گزرتی اس پر ہنستی.....۲.....(ملأ بمعنی جماعة ہے) بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو.....۳.....(جب ہم طوفان سے نجات پا جائیں گے اور تم غرق کردیے جاؤ گے) تو اب جان جاؤ گے کس پر (من اسم موصول ہے علم کا مفعول بن رہا ہے) آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے (یحل بمعنی ینزل ہے اور مقیم بمعنی دائم ہے) یہاں تک کہ (لفظ حتی کشتی بننے کیلئے غایت ہے) جب ہمارا حکم آیا (انہیں ہلاک کرنے کا) اور تنور ابلا.....۴.....(یعنی نانبائی کا تندور پانی ابلنے لگا یہ حضرت نوح علیہ السلام کیلئے علامت تھی) ہم نے فرمایا اس (کشتی میں

)سوار کرلے ہر جوڑے کو(یعنی ہر نوع حیوانات میں سے ایک نر اور ایک مادہ کو(دو کے)جن میں سے ایک نر ہو دوسرا مادہ،زوجین اثنین مفعول بن رہا ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کیلئے ہر طرح کے درندوں، پرندوں وغیرہ کو جمع فرما دیا پس آپ علیہ السلام ان میں سے ہر نوع پر اپنے دونوں ہاتھ مارتے تو ان کا دایاں ہاتھ نر اور بایاں ہاتھ مادہ پر پڑتا پس یوں آپ علیہ السلام اس نر اور مادہ کو کشتی میں سوار فرما لیتے)اور اپنے گھر والوں کو(یعنی اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو)ان کے سوا جن پر بات پڑ چکی (یعنی گھر والوں میں سے جن کے ہلاک کیے جانے کی بات پڑ چکی اور اس سے مراد آپ علیہ السلام کی زوجہ او آپ علیہ السلام کا بیٹا کنعان تھا آپ علیہ السلام کے دیگر بیٹے سام، حام، یافث اور انکی تین بیویاں کشتی میں سوار تھے)اور باقی مسلمانوں کو اور اسکے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے (ایک قول یہ ہے ایماندار چھ مرد اور انکی بیویاں تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کشتی میں کل اَسّی افراد تھے جن میں سے نصف مرد اور نصف عورتیں تھیں) اور بولا (نوح علیہ السلام)اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اسکا چلنا اور ٹھہرنا......۵......(مجریھا و مرسھا دونوں کی میم کو منصوب اور مضموم دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یہ دونوں مصدر ہیں انکا معنی یہ ہے کشتی کا چلنا اور سفر کی انتہاء پر اسکا رکنا)بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے (کہ وہ ہمیں ہلاک نہیں فرمائے گا)اور وہ انہیں لئے جا رہی تھی ایسی موجوں میں (جو بلند و بالا ہونے میں ایسی تھیں) جیسے پہاڑ اور نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو پکارا......٦......اور وہ اس (کشتی سے) کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا (پانی کو مجھ تک پہنچنے سے روک دے گا) کہا آج اللہ کے امر (یعنی اللہ ﷻ کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں مگر (لیکن) جس پر وہ (اللہ ﷻ) رحم کرے (پس وہی بچ سکے گا اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے)اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا (وہ) پانی نگل لے (جو تجھ سے پھوٹ رہا ہے پس زمین نے وہ پانی تو پی لیا مگر آسمان سے نازل ہونے والے پانی کو نہیں پیا تو وہی پانی نہروں اور سمندروں کی صورت میں ہو گیا)اور اے آسمان تھم جا (بارش برسانے سے رک جا یہ حکم سن کر بارش برسنا بند ہو گئی)اور پانی خشک کر دیا گیا (یعنی پانی کم کر دیا گیا)اور کام تمام ہوا (یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا کام مکمل ہوا)اور وہ (کشتی) کوہِ جودی پر ٹھہری......۷......(جودی موصل کے قریب موجود جزیرے کے ایک پہاڑ کا نام ہے، استوت بمعنی وقفت ہے)اور فرمایا گیا کہ دور ہوں (یعنی ہلاک ہوں) بے انصاف لوگ (یعنی کافر لوگ)اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا (کنعان) بھی تو میرا گھر والا ہے (اور تو نے مجھ سے انہیں نجات دینے کا وعدہ کا کیا تھا)اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے (جس کا خلاف نہیں ہوتا ہے)اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا (سب سے بڑھ کر علم والا سب سے بڑھ کر عدل والا ہے) فرمایا (اللہ ﷻ نے) اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں (جو نجات یافتہ ہیں یا مراد یہ ہے کہ وہ تیرے دین پر نہیں) بیشک وہ (یعنی تیرا اسکی نجات کا سوال کرنا) غیر صالح عمل ہے (کہ وہ کافر ہے اور کافروں کیلئے نجات نہیں ہے، اور ایک قرأت میں عمل کا میم مکسور ہے اور یہ بطور فعل آیا ہے اور غیر منصوب ہے اور عمل کی ضمیر لابنہ کی

طرف راجع ہے) تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ (لاتسئلن فعل مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جس کا تجھے علم نہیں (یعنی اپنے بیٹے کی نجات کا) میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن (اس شے کا سوال کر کے جسکا تجھے علم نہیں ہے) عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں (اس سے) کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں......۸......اور اگر تو مجھے نہ بخشے (جو کمی مجھ سے ہوئی) اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں......۹......فرمایا گیا اے نوح اتر (کشتی سے اھبط بمعنی انزل ہے) ہماری طرف سے سلام (یعنی سلامتی یا اس سے مراد تحیت ہے) اور برکتوں (یعنی بھلائیوں) کے ساتھ جو تجھ پر ہیں......۱۰......اور تیرے ساتھ کے (کشتی میں موجود) کچھ گروہوں پر (یعنی انکی اولاد اور ذریت پر جو مسلمان ہوں گے) اور کچھ گروہ ہیں (لفظ امـــم مرفوع ہے ان میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں) جنہیں ہم (دنیا میں) برتنے دینگے پھر اس میں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا (آخرت میں اور مراد اس سے کفار ہیں) یہ (آیتیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کو شامل ہیں) غیب کی خبریں......۱۱......(یعنی ان امور کی خبریں ہیں جو آپ علیہ السلام سے پوشیدہ تھیں) انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے (یعنی قرآن پاک) سے تو صبر کرو (تبلیغ پر اور اپنی قوم کی اذیتوں پر جیسا کہ نوح علیہ السلام نے صبر کیا) بیشک (اچھا) انجام پرہیزگاروں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿واوحی الی نوح انه لن یومن من قومک الا من قد امن﴾۔

و: عاطفہ......اوحی: فعل......الی نوح: ظرف لغو، ان: حرف مشبہ بالفعل......ہ: ضمیر اسم......لـن یومن: فعل، من قومک: ظرف لغو......الا: للحصر......من قد امن: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تبتئس بما کانوا یفعلون واصنع الفلک باعیننا ووحینا﴾۔

ف: عاطفہ......لاتبتئس: فعل نہی......بـمـا کـانـوا......الخ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اصنع: فعل بافاعل......الفلک: مفعول......باعیننا ووحینا: ظرف مستقر حال ہے "مفعول" سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولاتخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون﴾۔

و: عاطفہ......لاتـخاطبنی: فعل بافاعل ومفعول......فـی الذین ظلموا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ بالفعل......هم: ضمیر اسم......مغرقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویصنع الفلک وکلما مر علیه ملامن قومه سخروا منه﴾۔

و: ابتدائیہ، یصنع: فعل بافاعل، الفلک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، کلما: ظرف زمان مقدم متضمن معنی شرط، مر علیه ملأ من قومه: جملہ فعلیہ شرط، سخروا منه: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ حال "مفعول" سے۔

﴿قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون﴾.

قال: فعل بافاعل ملکر قول......ان: شرطیہ......تسخروا منا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......انا: حرف مشبہ واسم، اسخرمنکم ......الخ: جملہ فعلیہ خبر ملکر جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم﴾.

ف: مستانفہ......تعلمون: فعل بافاعل، من یاتیه ......الخ: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... یحل: فعل......علیه: ظرف لغو......عذاب مقیم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ "یاتیه عذاب یخزیه" پر معطوف ہے۔

﴿حتی اذاجاء امرنا وفار التنور﴾.

حتی: جار......اذا: مضاف......جاء امرنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......فار التنور: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "اصنع الفلک" کیلئے۔

﴿قلنا احمل فیها من کل زوجین اثنین﴾.

قلنا: فعل بافاعل......احمل: قول......فیها: ظرف لغو...... من کل: حال......زوجین: موصوف......اثنین: صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ "قلنا" کیلئے۔

﴿واھلک الا من سبق علیه القول ومن امن﴾.

و: عاطفہ......اھلک: فعل بافاعل......الا: حرف استثناء......من سبق ......الخ: موصول صلہ ملکر مستثنی ہے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ "زوجین" پر عطف ہے، ومن امن: کاعطف علی اھلک پر ہے۔

﴿وما امن معه الا قلیل﴾.

و: عاطفہ......ماامن: فعل نفی......معه: ظرف......الا: للحصر......قلیل: فاعل یہ سب ملکر "اھلک" پر معطوف ہے۔

﴿وقال ارکبوا فیها بسم الله مجریها ومرسها﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل بافاعل......ارکبوا: فعل واوضمیر ذوالحال......فیها: ظرف لغو......بسم الله: خبر مقدم...... مجرها ومرسها: مبتدامؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل......ارکبوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی لغفور رحیم وھی تجری بهم فی موج کالجبال﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......ربه: اسم......لغفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......ھی: مبتدا......تجری: فعل بافاعل......بھم: متعلق بمحذوف حال ہے فاعل سے......فی: جار......موج: موصوف......کالجبال: صفت، ملکر مجرور، ملکر

ظرف لغو......مجرور: فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادی نوح ابنہ و کان فی معزل﴾

و: عاطفہ، نادی: فعل، نوح: فاعل، ابنہ: ذوالحال، و کان فی معزل: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یبنی ارکب معنا و لا تکن مع الکفرین﴾.

یبنی: جملہ فعلیہ ندائیہ، ارکب معنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لاتکن مع الکافرین: جملہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء﴾.

قال: قول......ساوی: فعل بافاعل......الی: جار......جبل: موصوف......یعصمنی...... الخ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم﴾.

قال: قول......لا: نفی جنس......عاصم: اسم......الیوم: ظرف متعلق ہے "امر" سے......من امر اللہ: متعلق بحذوف خبر......الا من رحم: مستثنی ہے "عاصم" سے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وحال بینھما الموج فکان من المغرقین﴾.

و: عاطفہ......حال: فعل......بینھما: ظرف......الموج: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......کان: فعل بااسم، من المغرقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقیل یارض ابلعی ماء ک ویسماء اقلعی﴾.

و: عاطفہ......قیل: فعل مجہول بافاعل......یارض: جملہ ندائیہ......ابلعی ماء ک: جملہ مقصود بالنداء، ملکر معطوف علیہ، ویسماء اقلعی: معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظلمین﴾.

و: عاطفہ......(یہ سب جملہ فعلیہ بعض بعض پر معطوف ہیں)...... و: عاطفہ......قیل: فعل مجہول بانائب الفاعل، بعدا: مصدر مفعول مطلق، للقوم الظالمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحکمین﴾.

و: استئنافیہ......نادی: فعل......نوح: فاعل......ربہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......قال: فعل بافاعل ملکر قول......رب ان ابنی من اھلی: جملہ ندائیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ......ان وعدک الحق: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف

ہے،وانت احکم الحکمین: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال ینوح انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح﴾.

قال: قول......ینوح: جملہ ندائیہ......انه لیس من اھلک: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ......ان: حرف مشبہ......ۂ: ضمیر اسم......عمل: موصوف......غیر صالح: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فلا تسئلن ما لیس لک به علم﴾.

ف: فصیحہ......لاتسئل: فعل بافاعل......نی: ضمیر محذوف مفعول اول......ما: موصول......لیس لک به علم: جملہ صلہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اعظک ان تکون من الجھلین﴾.

ان: حرف مشبہ،ی: ضمیر اسم،اعظ: فعل بافاعل،ک: مفعول،ان تکون ...... الخ: مفعول ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب انی اعوذبک ان اسئلک ما لیس لی به علم﴾.

قال: فعل بافاعل......رب: جملہ ندائیہ......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......اعوذ: فعل بافاعل......بک: متعلق،ان اسئلک ......الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر خبر،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والا تغفر لی وترحمنی اکن من الخسرین﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......لا: نافیہ......تغفرلی: جملہ معطوف علیہ......وترحمنی: معطوف،ملکر شرط،اکن: فعل ناقص انا ضمیر اسم......من الخاسرین: خبر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قیل ینوح اھبط بسلم منا وبرکت علیک وعلی امم ممن معک﴾.

قیل: قول......ینوح: جملہ ندائیہ......اھبط: فعل امر......ب: جار......سلم منا: معطوف علیہ......وبرکت: موصوف......علیک: معطوف علیہ......وعلی امم من معک: معطوف،ملکر صفت،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر متعلق بمحذوف فاعل سے حال ہے،اھبط فعل اپنے فاعل سے ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وامم سنمتعھم ثم یمسھم منا عذاب الیم﴾.

و: استئنافیہ......امم: موصوف"ممن معک" محذوف صفت،ملکر مبتدا......سنمتعھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......یمسھم: فعل بامفعول......منا: حال مقدم......عذاب الیم: ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر

﴿تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا﴾.

تلک: مبتدا......**من انباء الغیب**: متعلق بمحذوف خبر اول......**نوحیھا الیک**: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ......**ما**: نافیہ، **کنت**: فعل ناقص باسم......**تعلم**: فعل انت ضمیر مؤکد......**ھا**: مفعول......**انت**: تاکید،ملکر معطوف علیہ......**ولاقومک**: معطوف،ملکر فاعل،ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر خبر ثالث......**من قبل ھذا**: حال ہے "نوحیھا" کی "ھا" ضمیر سے۔

﴿**فاصبر ان العاقبۃ للمتقین**﴾

ف: فصیحہ......**اصبر**: فعل امر با فاعل جملہ فعلیہ جواب شرط،شرط محذوف " ان عرفت ھذہ القصۃ" کیلئے......**ان**: حرف مشبہ بالفعل......**العاقبۃ**: اسم......**للمتقین**: متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض:﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی کچھ تحقیق:

۱......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی جائے؟، اللہ عزوجل نے انہیں وحی فرمائی کے پرندے کے سینے کی مانند کشتی بناؤ۔ (الدر المنثور، ج۳،ص ۵۹۲)۔

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی اپنی نگرانی میں بنانے کی تاکید اس لیے کی کہ درستگی کی جانب ھدایت کی جاتی رہے۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کشتی میں کتنے افراد سوار تھے؟ چنانچہ مختلف اقوال یوں ملتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق اسی مرد وعورتیں کشتی میں سوار تھے، حضرت کعب الاحبار کے مطابق ۷۲ مرد وعورتیں، ایک قول کے مطابق دس تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام سال بھر سوائے دوعیدین کے روزے رکھا کرتے تھے۔ایک قول کے مطابق جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان کی عمر مبارک ۶۰۰ سال تھی، اور طوفان کے بعد ۳۵۰ سال زندہ رہے لیکن یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ قرآنی آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے پہلے اپنی قوم میں ۹۵۰ سال رہے پھر ان کی قوم کو طوفان نے آلیا، بعد طوفان کے کتنا عرصہ حیات رہے اس بارے میں اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ۴۸۰ سال طوفان سے پہلے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ سال حیات رہے۔ایک مرسل روایت کے مطابق ان کی قبر انور مسجد حرام میں ہے اور یہ قول کئی متاخرین سے ثابت ترین قول ہے۔ (البدایۃ والنھایۃ ،باب قصۃ النوح ،ج۱، ص ۱۲۵)۔

کشتی بنانے جانے کا مذاق کیوں اڑایا گیا؟

۲......امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پر اس طرح مذاق اڑایا گیا: (۱) اے نوح! تم رسالت کا دعوی کرتے کرتے بڑھئی بن گئے۔(۲) اگر تم رسالت کے دعوی میں سچے ہوتے تو اللہ تمہیں کشتی بنانے کی مشقت میں نہ ڈالتا۔(۳) اس سے پہلے انہوں نے کشتی نہیں دیکھی تھی نہ ان کو یہ معلوم تھا کہ کشتی کس کام آتی ہے اس لیے وہ اس پر تعجب کرتے اور ہنستے تھے۔(۴) وہ

کشتی بہت بڑی تھی اور جس جگہ وہ کشتی بنارہے تھے وہ جگہ پانی سے بہت دور تھی اس لیے وہ کہتے تھے کہ یہاں پر پانی نہیں ہے اور اس کشتی کو دریاؤں اور سمندر کی طرف لے جانا تمہارے بس میں نہیں ہے، اس لیے ان کے خیال میں اس جگہ کشتی بنانا محض بے عقلی کا کام تھا۔(۵) جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو طویل مدت تک تبلیغ فرماتے رہے اور انہیں غرق ہونے والے عذاب سے ڈراتے رہے اور لوگوں نے جب اس خبر کا مشاہدہ نہ دیکھا اور نہ کوئی آثار تباہی و بربادی نظر آئے تو قوم نے انہیں ان کے قول میں جھوٹا گمان کیا پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مشغول ہوگئے تو انہوں نے مذاق اڑانا شروع کردیا۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٤٥)

مذاق اڑانے والوں کو جواب:

۳......اس مذاق اڑانے والوں کو ہماری جانب سے یہ جوابات دیئے جاسکتے ہیں (۱) جس طرح تم ہم پر ہنسی بنارہے ہو اسی طرح ہم بھی تم پر ہنسنے کے حقدار ہیں جب تم پر دنیا اور آخرت میں غرق ہونے اور رسوائی کا عذاب آئے گا۔(۲) اگر تم ہم پر کشتی بنانے کی وجہ سے جہالت کا حکم لگاؤ تو ہم بھی تم پر تمہارے کفر میں پڑے رہنے کی اور اللہ عزوجل کے دین سے ناگواری اور اس کے عذاب کے حقدار ہونے وجہ سے جہالت کا حکم لگانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔(۳) اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مذاق اڑانا معاصیت کے زمرے میں آتا ہے لہذا حضرات انبیائے کرام کے لائق یہ بات کیوں کر ہوسکتی ہے؟ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ جیسی اللہ عزوجل نے اس معصیت کے جواب میں ﴿وجزاء سیئة سیئة مثلها (الشوری: ٤٠)﴾ فرمایا ہے۔ (المرجع السابق)۔

تنور کا ابلنا:

۴......حضرت ابن عباس کے مطابق تنور سے مراد ھند میں عین الوردان کے نام سے موسوم ہے، اور شعبی کے مطابق تنور کوفہ میں ہے، اور قتادہ کے مطابق جزیرہ عرب میں، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق تنور سے مراد پوء کا پھٹنا اور فجر کا طلوع ہونا ہے یعنی اس کی روشنی مراد ہے۔ (البدایة والنهایة، باب قصة النوح، ج۱، ص ۱۲٥)۔

ہر کام اللہ عزوجل کے نام سے کیا جائے!

۵......کل ذی بال لم یبدء بسم الله فهو اجزم یعنی ہر وہ ذی شان کام جو بسم اللہ کے بغیر کیا جائے پختہ نہیں ہوتا۔

(نورالایضاح مع بذریعة النجاح، حاشیه نمبر ۱ ص ۹)۔

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کل کلام لا یبداء فیه بالحمد لله فهو اجزم یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ عزوجل کی حمد سے شروع نہ ہو وہ ناتمام رہتا ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب الهدی فی الکلام، رقم: ٤٨٤٠، ص ٩٠٧)۔

کیا کافر بیٹے کو حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی میں بلانا صحیح تھا؟

۶......علامہ آلوسی فرماتے ہیں اس کے کئی جوابات ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کشتی میں کیوں بلایا؟ (۱) ہوسکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا منافق ہو، حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے ایمان ظاہر کرتا ہو لیکن درحقیقت کافر ہو۔ (۲) حضرت نوح علیہ السلام کو یہ علم تھا کہ کافر ہے لیکن ان کو یہ گمان تھا کہ جب وہ طوفان کی ہولناکیوں اور اس میں غرق ہونے کے خطرہ کو مشاہدہ کرے گا تو ایمان لے آئے گا، لہٰذا انہوں نے جو کہا: اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہوجا، ان کا یہ کہنا اسے ایمان کی دعوت دینا تھا۔ (۳) قرآن میں جو یہ کہا: جب کہ وہ ان سے الگ تھا، اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ کشتی سے الگ تھا کیونکہ اس کا گمان تھا کہ وہ پہاڑ کے دامن میں پناہ لے لیگا۔ دوسری وجہ الگ ہونے کی یہ ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے باپ اور بھائیوں اور مسلمانوں سے الگ تھا، تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ کفار کی جماعت سے الگ تھا اس لیے حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں بلایا کہ شاید وہ ایمان لے آئے گا کیونکہ الگ جو کھڑا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ۳۵۹)۔

کشتی جب جودی پہاڑ پر ٹھری!

ے......جودی پہاڑ آج بھی قائم ودائم ہے، عراق موصل کے قریب شمال میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آرمینیہ کی سرحد پر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام سمیت ۸۰ افراد تھے، اور یہ حضرات ایک سو پچاس دن تک کشتی ہی میں رہے، اللہ عزوجل نے کشتی کا منہ مکہ مکرمہ کی جانب کردیا اور چالیس دن تک کشتی بیت اللہ کا طواف کرتی رہی، پھر جودی پہاڑ کی طرف روانہ ہوئی اور وہیں ٹھرگئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو خشکی کی خبر لانے کے لیے بھیجا لیکن وہ ایک مردار کو کھانے میں لگ گیا اور اس نے دیر لگادی، پھر ایک کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتا لے آیا، اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ پانی سوکھ گیا ہے اور زمین ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ علیہ السلام جودی کے نیچے اترے اور وہیں ایک بستی کی بنیاد رکھی۔ ایک دن صبح کو جب لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو سب کی زبانیں بدلی ہوئی تھیں، اسّی لوگ مختلف زبانیں بول رہے تھے، ان میں سب سے بہتر زبان عربی تھی۔ کوئی شخص دوسرے کے کلام کو نہیں سمجھ رہا تھا، اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو سب کی زبانیں سکھادیں اور وہ سب کو ایک دوسرے کے کلام سمجھا رہے تھے۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ٥٥٤، الخازن، ج۲، ص ٤٨٦)۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے اہل کے بارے میں سوال کرنا:

۸......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کنعان کے بارے میں اس لیے سوال کیا کہ ان کی نظر میں ان کا صاحبزادہ منافق تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام ہرگز اسے اپنے اہل میں شمار نہ کرتے اور نہ ہی اس کی نجات کے لیے سوالی ہوتے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ماقبل بھی گزر چکا ہے کہ ﴿ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون﴾ (هود:۳۷)، لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے بارے میں جتنا جانتے تھے اسی اعتبار سے سوال فرمایا۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمانا ﴿لیس

مــن اهــلــک ﴾ جن لوگوں کی نجات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ظاہری اور باطنی اعتبار سے مومنین ہیں۔ حضرات انبیائے کرام فرمانبردار ہوتے ہیں چنانچہ فوراً حضرت نوح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ﴿قال رب انی اعوذبک ان اسئلک مالیس لی به علم(ھود:٤٧)﴾ یعنی مستقبل کی ایسی بات کا سوال کروں جس کا تو نے مجھے علم نہیں دیا۔ (المدارك، ج٢، ص ٦٤ وغیرہ)۔

کونسی قرابت معتبر ہے؟

۹......نسلی ونسبی قرابت کی کوئی حیثیت نہیں اگر ایمان نہ پایا جائے، حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے سے یہی درس ملتا ہے۔ انسان کا کتنا ہی قریبی رشتے دار ہو یا خون کا رشتہ ہو اگر ایمان نہیں تو شریعت کسی رشتے کو نہیں مانتی۔ خطبہ حجۃ الوداع میں سید عالم ﷺ نے صاف بیان کردیا کہ اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ معزز متقی شخص ہے۔

سلامتی اور برکت کس کے لیے؟

۱۰......ابن جریر اور ابن المنذر نے محمد قرظی سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے سلامتی اور برکت کے ساتھ داخل ہونے میں قیامت تک کے ہر مومن مرد وعورت مراد ہیں، اور جہاں عــذاب الیــم کا وعدہ فرمایا ہے اس میں قیامت تک کہ تمام کافر مرد وعورت شامل ہیں۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ٣٧٩)۔

غیب کی خبریں:

۱۱......ماقبل ہم نے نبی کو غیب کی خبر دیے جانے کے حوالے سے مفصل کلام کیا ہے اور اپنا موقف قرآن وحدیث سے واضح کردیا ہے۔ ہمارا موقف اس بارے میں کہ نبی کو اللہ عزوجل غیب عطا فرماتا ہے خود ساختہ نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے عین مطابق اور صحابہ تابعین کے دور کا ترجمان ہے۔ مولانا شفیع صاحب کی چرب زبانی کا بھی ہم نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا ہے۔ عقل مند اور صاحب ایمان شخص جس کے دل میں نبی کی ذرہ برابر بھی محبت ہو وہ اس نظریے کو سمجھ لے گا۔ کور باطن وہابی دیوبندی کو ہمیں سمجھانے کی ضرورت نہیں۔

☆......☆ فــدعــا علیهم: حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ایمان لے آنے کی امید کرتے ہوئے بلانا......اس کی تحقیق ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ٦، کے تحت بیان کردی ہے۔ حکایة حال ماضیة: یعنی مضارع، ماضی کے معنی میں ہے۔ ای زوجته: کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے ایک صاحب ایمان تھیں جو کہ کشتی میں سوار ہوئیں اور دوسری ایمان نہ لائیں جنہیں کشتی میں سوار نہ کیا گیا۔ وھو زوجته: جو کہ ایمان نہ لائیں، ان کا نام واعلة یا واعکة تھا، روایات ملتی ہیں کہ طوفان آنے سے چالیس سال پہلے انہیں بانجھ پن پہنچ چکا تھا اور وہ اس مدت میں بچہ پیدا نہ کرسکے، تا کہ ان کے دلوں میں (بوقت طوفان) چھوٹے بچے کی محبت نہ گھر کرجائے۔

بخلاف سام: کی کنیت ابو العرب، حام کی کنیت ابو السودان، اور یافث کی کنیت ابو الترک ہے۔

جبل بالجزیرة: مراد شہر عراق ہے، باقی تحقیق ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۷، میں کردی ہے۔ ای سوالک: اس جملے میں اس جانب اشارہ

ملتا ہے کہ انہ میں موجود ضمیر نوح کی طرف لوٹتی ہے، اور یہاں مضاف حذف ہے، تقدیرِ عبارت یوں ہے کہ "قال اللہ یا نوح"، تیرا سوال غیر معقول ہے، اللہ عزوجل مسلمانوں کے سوا کسی کی شفاعت قبول نہیں کرتا، تیرا سوال مبنی بر خطاء ہے اور اس قسم کے سوال کی نظیر ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے چچا کے لئے دعا استغفار کرنے والے قصے سے ملتی ہے، اور اس قسم کے سوال کرنے سے نبی کی نبوت پر کوئی طعن نہیں پڑتا، اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ایمان لے آنے کا گمان کیا تھا کیونکہ وہ ایمان ظاہر کرتا تھا، اور حضرات رسل ظاہر پر حکم کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انہ میں موجود ضمیر ولد کی طرف راجع ہے (الصاوی، ج۳، ص۱۳۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ﴾ مِنَ الْقَبِیْلَةِ ﴿هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنْ﴾ مَا ﴿اَنْتُمْ﴾ فِیْ عِبَادَتِكُمُ الْاَوْثَانَ ﴿اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (۵۰)﴾ كَاذِبُوْنَ عَلَی اللّٰهِ ﴿یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ﴾ عَلَی التَّوْحِیْدِ ﴿اَجْرًا اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ﴾ خَلَقَنِیْ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۵۱)﴾ ﴿وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿ثُمَّ تُوْبُوْۤا﴾ ارْجِعُوْا ﴿اِلَیْهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿یُرْسِلِ السَّمَآءَ﴾ اَلْمَطَرَ وَكَانُوْا قَدْ مُنِعُوْهُ ﴿عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ كَثِیْرَ الدُّرُوْرِ ﴿وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی﴾ مَعَ ﴿قُوَّتِكُمْ﴾ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ ﴿وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ (۵۲)﴾ مُشْرِكِیْنَ ﴿قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ﴾ بُرْهَانٍ عَلٰی قَوْلِكَ ﴿وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ﴾ اَیْ لِقَوْلِكَ ﴿وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ (۵۳)﴾ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿نَّقُوْلُ﴾ فِیْ شَاْنِكَ ﴿اِلَّا اعْتَرٰىكَ﴾ اَصَابَكَ ﴿بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ﴾ فَخَبَلَكَ لِسَبِّكَ اِیَّاهَا فَاَنْتَ تَهْذِیْ ﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ﴾ عَلَیَّ ﴿وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (۵۴)﴾ بِهٖ ﴿مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ﴾ احْتَالُوْا فِیْ هَلَاكِیْ ﴿جَمِیْعًا﴾ اَنْتُمْ وَاَوْثَانُكُمْ ﴿ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (۵۵)﴾ تُمْهِلُوْنِ ﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ﴾ نَسَمَةٍ تَدِبُّ عَلَی الْاَرْضِ ﴿اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا﴾ اَیْ مَالِكُهَا وَقَاهِرُهَا فَلَا نَفْعَ وَلَا ضَرَرَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَخَصَّ النَّاصِیَةَ بِالذِّكْرِ لِاَنَّ مَنْ اُخِذَ بِنَاصِیَتِهٖ یَكُوْنُ فِیْ غَایَةِ الذُّلِّ ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۵۶)﴾ اَیْ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَالْعَدْلِ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ اَیْ تُعْرِضُوْا ﴿فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا﴾ بِاِشْرَاكِكُمْ ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (۵۷)﴾ رَقِیْبٌ ﴿وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ﴾ هِدَایَةٍ ﴿مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ (۵۸)﴾ شَدِیْدٍ ﴿وَتِلْكَ عَادٌ﴾ اِشَارَةٌ

اِلٰی آثَارِهِمْ اَیْ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ وَانْظُرُوْا اِلَیْهَا ثُمَّ وَصَفَ اَحْوَالَهُمْ فَقَالَ ﴿جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ﴾ جَمْعٌ لِاَنَّ مَنْ عَصٰی رَسُوْلًا عَصٰی جَمِیْعَ الرُّسُلِ لِاشْتِرَاکِهِمْ فِیْ اَصْلِ مَا جَاءُوْا بِهٖ وَهُوَ التَّوْحِیْدُ ﴿وَاتَّبَعُوْٓا﴾ اَیِ السَّفَلَةُ ﴿اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (۵۹)﴾ مُعَانِدٍ لِلْحَقِّ مِنْ رُؤُسَائِهِمْ ﴿وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً﴾ مِنَ النَّاسِ ﴿وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ لَعْنَةً عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ ﴿اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا﴾ جَحَدُوْا ﴿رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا﴾ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴿لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (۶۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) عاد کی طرف انکے بھائی ......۱...... (یعنی ہم قوم) ہود کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اسکو ایک مانو) اسکے سو تمہارا کوئی معبود نہیں (مالکم من میں من زائدہ ہے) تم نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، بتوں کی عبادت کرنے کے معاملہ میں) مگر بہتان باندھنا (اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھنا) اے قوم میں اس (توحید پر) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا (فطرنی بمعنی خلقنی ہے اوران بمعنی ما نافیہ ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو (شرک کرنے سے) پھر اسکی طرف رجوع لاؤ (توبوا بمعنی ارجعوا ہے اسکی اطاعت کر کے) بارش بھیجے گا (لفظ سماء کو ذکر کر کے مراد بارش لیا ہے، اوران پر بارش برسنا روک دیا گیا تھا) خوب زور کی (خوب برسنے والی) اور تم میں جتنی قوت ہے اس کے ساتھ اور زیادہ دے گا......۲...... (مال اور اولاد کی صورت میں قوت بڑھائے گا، آیت میں مذکور لفظ الی بمعنی مع ہے) اور جرم (یعنی شرک) کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو بولے اے ہود تم کوئی دلیل لیکر ہمارے پاس نہ آئے (یعنی تم اپنے قول کی کوئی دلیل لیکر نہیں آئے بینة بمعنی برھان ہے) اور ہم خالی تمہارے کہنے سے (یعنی تمہارے کہنے کی وجہ سے) اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ہم تو یہی کہتے ہیں (تمہارے حال کے بارے میں ان بمعنی ما نافیہ ہے) کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ پہنچی (پس چونکہ تم انہیں برا بھلا کہا کرتے تھے اس سبب سے اس نے تمہاری عقل کو خراب و فاسد کر دیا پس اسی بناء پر تم یہ ہذیانی کلام کر رہے ہو) کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں (اپنی ذات پر) اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم شریک ٹھراتے ہو (اس احکم الحاکمین ساتھ) تم میرا برا چاہو (میری ہلاکت کا کوئی حیلہ کرو) سب کے سب ملکر (تم اور تمہارے بت سب ملکر) پھر مجھے مہلت نہ دو (تنظرون بمعنی تمھدون ہے) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں (مامن میں من زائدہ ہے، دابة زمین پر چلنے والے نفس کو کہتے ہیں) جسکی چوٹی اسکے قبضہ قدرت میں نہ ہو (جس کا وہ مالک نہ ہو جس پر وہ غالب نہ ہو پس نفع و نقصان اسی کے اذن سے ہوتا ہے اور ناصیہ کو بالخصوص ذکر کیا کیونکہ جسے پیشانی سے پکڑا گیا ہو وہ انتہائی ذلت میں ہوتا ہے) بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے (یعنی حق اور عدل کے راستے پر ملتا ہے) پھر اگر تم منہ پھیرو (تولوا بمعنی تعرضوا ہے اس فعل میں دو تاء تھیں جن میں سے ایک

محذوف کردی گئی ہے) تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لیکر بھیجا گیا اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے (اپنے شرک کرنے کے ذریعے) بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے......۵۷(حفیظ بمعنی رقیب ہے) اور جب ہمارا امر (یعنی ہمارا عذاب) آیا ہم نے ھود اور اسکے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر (ہدایت عطا فرما کر) بچالیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی......۵۸(غلیظ بمعنی شدید ہے) اور یہ عاد ہیں (اس سے اشارہ ان کے آثار اور نشانات کی طرف ہے مراد یہ ہے کہ زمین میں سیر کرکے ان کا حال دیکھو پھر اللہ ﷻ نے ان کے احوال کا بیان کرتے ہوئے فرمایا) کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اسکے رسولوں کی نافرمانی کی (رسل لفظ جمع ذکر کیا گیا کیونکہ جس نے ایک رسول کی نافرمانی کی اس نے تمام رسولوں کی نافرمانی کی کیونکہ جو وہ لیکر آئے یعنی توحید اس میں یہ تمام حضرات مشترک تھے) اور چلے (نچلے طبقے کے لوگ) ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر (یعنی اپنے سرداروں کے کہنے پر جو حق کے دشمن تھے) اور قیامت کے دن (تمام مخلوق کے سامنے بھی ان پر لعنت ہوگی) بے شک عاد نے کفر کیا (انکار کیا) اپنے رب سے، ارے دور ہوں (اللہ ﷻ کی رحمت سے) عاد ھود کی قوم۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی عاد اخاھم ھودا﴾

و: عاطفہ عطف علی قصۃ نوح "ارسلنا" فعل محذوف بافاعل...... الی عاد: ظرف لغو......اخاھم: مبدل منہ، ھودا: بدل، ملکر مفعول، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ﴾.

قال یقوم: ترکیب ماقبل گزر چکی......اعبدوا: فعل بافاعل......اللہ: موصوف......ما: نافیہ......لکم: خبر مقدم، من: زائد......الہ: موصوف......غیرہ: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، اپنی خبر سے مقدم سے ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان انتم الا مفترون﴾.

ان: نافیہ......انتم: مبتدا......الا: للحصر......مفترون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون﴾.

یقوم: جملہ ندائیہ......لااسئل: فعل بافاعل......لکم: مفعول، علیہ: ظرف لغو......اجرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......ان: نافیہ......اجری: مبتدا......الا: للحصر......علی الذی فطرنی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، افلاتعقلون: ترکیب ماقبل گذر چکی۔

﴿ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا﴾.

و: عاطفہ......یقوم: جملہ ندائیہ......استغفروا: فعل بافاعل......ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء......ثم:

عاطفہ......توبوا: فعل بافاعل......الیہ : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ "استغفروا" پر معطوف ہے......یرسل: فعل بافاعل،السماء: ذوالحال......علیکم: ظرف لغو......مدرارا: حال،ملکر مفعول،یرسل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین﴾.

و: عاطفہ......یزدکم: فعل بافاعل ومفعول......قوۃ: موصوف......الی قوتکم: صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ "یرسل" پر معطوف ہے......و: عاطفہ......لاتتولوا: فعل "انتم" ضمیر ذوالحال......مجرمین : حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یہود ما جئتنا ببینۃ﴾.

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول......یہود: جملہ ندائیہ......ما: نافیہ......جئتنا: فعل بافاعل ومفعول......ببینۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمومنین﴾.

و: عاطفہ......ما: حجازیہ (مشابہ بلیس)...... نحن: مبتدا......ب؛ زائد......تارکی الھتنا: ذوالحال......عن قولک: حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ......نحن: اسم......لک بمومنین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان نقول الا اعترٰک بعض الھتنا بسوء﴾.

ان: نافیہ......نقول : فعل بافاعل......الا: للحصر......اعترٰک: مصدر مضاف......ک: ضمیر مفعول......بعض الھتنا : فعل......بسوء: ظرف متعلق باعتراک،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انی اشھد اللہ واشھدوا انی بریء مما تشرکون﴾.

قال: فعل بافاعل،ان: حرف مشبہ بالفعل،ی: ضمیر اسم،اشھد: فعل بافاعل،اللہ: اسم جلالت مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اشھدوا: فعل بافاعل،انی بریء مماتشرکون: جملہ مفعول،ملکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون﴾.

من دونہ: ظرف مستقر ہوکر حال (تشرکون کے فاعل سے)، ف: فصیحہ......کیدوا: فعل امر بافاعل......نی: مفعول......جمیعا: فاعل سے حال ہے،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......لاتنظروا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی توکلت علی اللہ ربی وربکم﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......توکلت : فعل بافاعل......علی: جار......اللہ : موصوف......ربی وربکم: صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،توکلت فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم﴾۔

ما: نافیہ......من: زائدہ......دابۃ: مبتدا......الا: للحصر......ھو اٰخذ بناصیتھا: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......

ان: حرف مشبہ بالفعل......ربی: اسم......علی صراط مستقیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت بہ الیکم﴾۔

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط......ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ...... ابلغتکم: فعل بافاعل ومفعول......ما ارسلت بہ الیکم: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویستخلف ربی قوما غیرکم ولا تضرونہ شیئا﴾۔

و: استئنافیہ......یستخلف: فعل......ربی: فاعل......قوما: موصوف......غیرکم: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ......و: عاطفہ......لاتضرونہ: فعل بافاعل ومفعول......شیئا: حال......من الضرر: ذوالحال، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی علی کل شیء حفیظ ولما جاء امرنا نجینا ھودا والذین اٰمنوا معہ برحمۃ منا﴾۔

ان: حرف مشبہ......ربی: اسم......علی کل شیء: متعلق بحفیظ...... حفیظ: صفت مشبہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ......و: مستانفہ......لما: شرط......جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط...... نجینا: فعل بافاعل......ھودا والذین اٰمنوا معہ: مفعول ......برحمۃ منا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ونجینھم من عذاب غلیظ وتلک عاد جحدوا باٰیٰت ربھم وعصوا رسلہ﴾۔

و: عاطفہ......نجینھم: فعل بافاعل ومفعول......من عذاب غلیظ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، وعصوا رسلہ: جملہ "جحدوا" پر معطوف ہے۔

﴿واتبعوا امر کل جبار عنید واتبعوا فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ﴾۔

و: عاطفہ......اتبعوا: فعل بافاعل......امر کل...... الخ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے......و: عاطفہ، اتبعوا: فعل بانائب الفاعل......فی: جار......ھذہ الدنیا: معطوف علیہ......ویوم القیمۃ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... لعنۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان عادا کفروا ربھم الا بعدا لعاد قوم ھود﴾۔

الا: حرف تنبیہ، ان: حرف مشبہ، عادا: اسم، کفروا ربھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... الا: حرف تنبیہ، بعدا: مصدر مفعول مطلق "بعدا" فعل محذوف کیلئے، لعاد قوم ھود: ظرف لغو، بعدوا فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اخاھم کھنے کی وجہ :

لے......علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں اس سورت مبارکہ میں بیان ہونے والا یہ دوسرا قصہ ہے،اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس کا عطف ﴿ولقد ارسلنا نوحا﴾ پر ہے۔آیت مبارکہ ﴿والی عاد اخاھم ھودا﴾ کا لفظی ترجمہ یہی ہے کہ ''ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا''۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت ھود کو قوم عاد کا بھائی فرمایا حالانکہ معلوم تھا کہ یہ نہ تو نسبی بھائی ہیں نہ ہی دینی، اس لیے کہ حضرت ھود علیہ السلام قبیلہ عاد سے تعلق رکھتے تھے اور یہ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو کہ یمن کے قریب واقع ہے،اخاھم کہنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ان کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ کسی شخص کو کہا جاتا ہے یا اخا تمیم اور یا اخا سلیم

(التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٦٢)۔

بعض لوگ اس قسم کی آیات اور کچھ احادیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام کو بھائی کہنا جائز ہے جیسے مولوی اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں، مشکوۃ، باب عشرۃ النساء میں ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نقل کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا مہاجرین وانصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ اور پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو، سو ان کے اصحاب کہنے لگے:اے پیغمبر خدا! تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو، ہم کو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں، سو فرمایا: بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔اسماعیل دھلوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ''ف'' کا عنوان قائم کر کے اس حدیث کا فائدہ لکھتے ہیں:یعنی انسان آپس میں سب بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اس کی چاہیے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء، امام وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کو چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا سی۔ (تقویۃ الایمان، ص ٤٣)

تقویۃ الایمان والا تو مر کھپ گیا، میں اس کی ذریت سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے ہے ﴿وعصی ادم ربہ فغوی (طٰہٰ:١٢١)﴾، حضرت موسی علیہ السلام سے متعلق ہے ﴿قال رب انی ظلمت نفسی (القصص:١٦)﴾، حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ہے ﴿لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین (الانبیاء:٨٧)﴾۔کیا خیال ہے ان تمام حضرات انبیائے کرام کی جانب معصیت کا فتوی دھونپ دینا چاہیے اس لیے کہ یہ خود اپنے آپ کو ظالم کہنے پر تلے ہوئے ہیں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مولانا موصوف اور ان کی ذریت کی جانب اگر ''الظلمین'' نسبت کر دی جائے تو کیا خیال ہے؟ غور کر لیجئے!

طاقت وقوت میں اضافہ:

۲......یعنی تمہیں مال واولاد سے تقویت دے گا، یہ تقویت دینا یوں ہے کہ ان کی عورتیں بانجھ تھیں بچہ نہ جن سکتی تھیں ،حضرت ھود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ عزوجل تمہارے لیے آسمان سے بارش نازل کرے گا اور تمہارے مال میں اضافہ کرے گا اور تمہاری عورتوں کے رحموں کو اس قابل کردے گا کہ وہ اولاد جن سکیں ،پس وہ تمہاری مال واولاد سے مدد کرے گا،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل تمہارے دین وابدان میں قوت دے کر مدد کرے گا۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۸۹)۔

حضرت ھود علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ:

۳......حضرت ھود علیہ السلام نے کہا اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو (ایمان لاکر) پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا مینہ بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا (مال واولاد کے ساتھ) اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو (میری اولاد سے)، بولے اے ھود! تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے (جو تمہارے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی اور یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی حضرت ھود علیہ السلام نے انہیں جو معجزات دکھائے تھے ان سب سے مکر گئے) اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی (یعنی تم جو بتوں کو بُرا کہتے ہو اس لیے انہوں نے تمہیں دیوانہ کردیا مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ دیوانگی کی باتیں ہیں) کہا میں اللہ عزوجل کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ عزوجل کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا بُرا چاہو (یعنی تم اور وہ جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو) پھر مجھے مہلت نہ دو (مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری مکاریوں کی کچھ پرواہ نہیں اور مجھے تمہاری شوکت وقوت سے کچھ اندیشہ نہیں جن کو تم معبود کہتے ہو وہ جماد بے جان ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر ان کی کیا حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کرسکتے یہ حضرت ھود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک زبردست جبار صاحب قوت وشوکت قوم سے جو آپ علیہ السلام کے خون کی پیاسی اور جان کی دشمن تھی اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصلا خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ علیہ السلام کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی) میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں (اس میں بنی آدم اور حیوان سب آگئے) جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو (وہ سب کا مالک ہے اور سب پر غالب وقادر ومتصرف ہے) بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے۔ پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا (اور حجت ثابت ہو چکی ہے) اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا (یعنی اگر تم نے ایمان لانے سے اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں ہلاک کرے گا اور بجائے تمہارے ایک دوسری قوم کو تمہارے دیار واموال کا والی بنائے گا جو اس کی توحید کے معتقد ہوں اور اس کی عبادت کریں) اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے (کیونکہ وہ

اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی ضرر پہنچ سکے لہذا تمہارے اعراض کا جو ضرر ہے وہ تمہیں کو پہنچے گا) بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے (اور کسی کا قول، فعل اس سے مخفی نہیں جب وہ قوم ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہ قدیر برحق سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہوا)۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان مع حواشی ،خلاصہ آیت ۵۲ تا ۵۷)۔

قوم هود پر عذاب الٰهی!

۱؎.....قوم ہود پر عذاب کی کیفیت یہ ہے کہ سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل زبردست آندھی بھیجی، یہ سخت اور تیز ہوا ان کے نتھنوں میں گھستی اور پچھلے سوراخ سے نکل کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرا دیتی حتی کہ وہ اس طرح ہوگئے جس طرح کھجور کے تنے زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ انہیں اس طرح ہلاک کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہوا سخت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہو یا وہ ہوا بہت تیز اور بہت سخت ہو اور اس نے ان کو زمین پر پچھاڑ دیا ہو، ان میں سے ہر چیز ممکن ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان کہ: ''ہم نے ہود اور ایمان والوں کو نجات دی''، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آندھی سب پر آئی یعنی ایمان والوں پر بھی اور کافروں پر بھی۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص٣٦٦)

☆......☆ وحدوه: توحید کو عبادت کہا گیا، اس لئے کہ یہ بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

کاذبون علی الله: اس حیثیت سے کہ تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ یہ بت اللہ عزوجل کے شریک ہیں تم ان کی عبادت کرو۔

بالمال والولد: یعنی اللہ عزوجل نے قوم ھود پر انعام فرمایا، جب کہ عورتیں ۳۲ سال کی عمر میں بچہ پیدا کرنے سے عاجز ہوجایا کرتی تھیں۔

فلا نفع ولا ضرر الا باذنه: یعنی اے انسان تم اور جملہ مخلوق، اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کسی چیز سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتے۔

(الصاوی، ج٣، ص ١٤١ وغیرہ)۔

ایک اهم بات

مال غصب کسے کہتے ہیں؟

الجواب: صدرالشریعہ بدرالطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مال مُتَقَوَّم (جسے شریعت نے مال قرار دیا ہو) مُحْتَرَم (جسے شریعت نے قابل حرمت قرار دیا ہو) مَنْقُول (منتقلی مال وسامان) سے جائز قبضے کو ہٹا کر ناجائز قبضہ کرنا غصب ہے جب کہ یہ قبضہ خُفیہ (پوشیدہ طور پر) نہ ہو (بہار شریعت ،حصہ ١٥، ص ٢٣)۔

رکوع نمبر:٦

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ﴾ مِنَ الْقَبِیْلَةِ ﴿صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ﴾ اِبْتَدَاَ خَلْقَكُمْ ﴿مِّنَ الْاَرْضِ﴾ بِخَلْقِ اَبِیْكُمْ آدَمَ مِنْهَا ﴿وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا تَسْكُنُوْنَ بِهَا ﴿فَاسْتَغْفِرُوْهُ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿ثُمَّ تُوْبُوْۤا﴾ اِرْجِعُوْا ﴿اِلَیْهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ﴾ مِنْ خَلْقِهِ بِعِلْمِهِ ﴿مُّجِیْبٌ (۶۱)﴾ لِمَنْ سَاَلَهٗ ﴿قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا﴾ نَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ سَیِّدًا ﴿قَبْلَ هٰذَاۤ﴾ الَّذِیْ صَدَرَ مِنْكَ ﴿اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا﴾ مِنَ الْاَوْثَانِ ﴿وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ﴾ مِنَ التَّوْحِیْدِ ﴿مُرِیْبٍ (۶۲)﴾ مُوْقِعٍ فِی الرَّیْبِ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ﴾ بَیَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً﴾ نُبُوَّةً ﴿فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ﴾ یَمْنَعُنِیْ ﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ اَیْ عَذَابِهٖ ﴿اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ﴾ بِاَمْرِكُمْ لِیْ بِذٰلِكَ ﴿غَیْرَ تَخْسِیْرٍ (۶۳)﴾ تَضْلِیْلٍ ﴿وَیٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً﴾ حَالٌ عَامِلُهُ الْاِشَارَةُ ﴿فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ﴾ عَقْرٍ ﴿فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ (۶۴)﴾ اِنْ عَقَرْتُمُوْهَا ﴿فَعَقَرُوْهَا﴾ عَقَرَهَا قِدَارٌ بِاَمْرِهِمْ ﴿فَقَالَ﴾ صَالِحٌ ﴿تَمَتَّعُوْا﴾ عِیْشُوْا ﴿فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ﴾ ثُمَّ تُهْلَكُوْنَ ﴿ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ (۶۵)﴾ فِیْهِ ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ وَهُمْ اَرْبَعَةُ آلَافٍ ﴿بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ﴾ نَجَّیْنَاهُمْ ﴿مِنْ خِزْیِ یَوْمِىٕذٍ﴾ بِكَسْرِ الْمِیْمِ اِعْرَابًا وَفَتْحِهَا بِنَاءً لِاِضَافَتِهٖ اِلٰی مَبْنِیٍّ وَهُوَ الْاَكْثَرُ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ (۶۶)﴾ الْغَالِبُ ﴿وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (۶۷)﴾ بَارِكِیْنَ عَلَی الرُّكَبِ مَیِّتِیْنَ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ كَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ یَغْنَوْا﴾ یُقِیْمُوْا ﴿فِیْهَا﴾ فِیْ دَارِهِمْ ﴿اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (۶۸)﴾ بِالصَّرْفِ وَتَرْكِهٖ عَلٰی مَعْنَی الْحَیِّ وَالْقَبِیْلَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف انکے بھائی (یعنی ہم قوم) صالح کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اس کو ایک مانو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں پیدا کیا (تمہاری خلق کی ابتداء فرمائی) زمین سے......لے......(تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا فرما کر) اور اس میں تمہیں بسایا (تمہیں آباد کرنے والا بنایا کہ تم زمین میں رہائش کرتے ہو) تو اس سے معافی چاہو (شرک کے گناہ سے) پھر اسکی طرف رجوع کرو (اسکی فرماں برداری کرکے، توبوا بمعنی ارجعوا کے ہے) بیشک میرا رب قریب ہے (باعتبار

اپنے علم کے اپنی مخلوق سے) دعا سننے والا ہے (اسکی جواس سے سوال کرے) بولے اے صالح تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے (ہم امید رکھتے تھے کہ تم سردار قوم بنوگے) اس سے پہلے (یعنی اس بات سے پہلے جو تم سے صادر ہوئی ہے) کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ پوجیں انہیں (ان بتوں کو) جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اور بیشک جس بات (یعنی جس توحید) کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں......۲......(مریب کا معنی ہے شک میں ڈالنے والی شے) بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل (بینة بمعنی بیان ہے) پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) بخشی تو مجھے اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) کون بچائے گا (اس کا عذاب مجھ سے کون روکے گا) اگر میں اسکی نافرمانی کروں تو تم مجھے نہ بڑھاؤ گے (اس کام کا مجھے حکم دے کر) سوا نقصان کے (سوائے گمراہی اور ضلالت کے) اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ......۳......(ناقة بمعنی اونٹنی) ہے تمہارے لیے نشانی (اية حال ہے، اُس کا عامل اسم اشارہ ہے) تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بُرائی سے ہاتھ نہ لگانا (اسکی کونچیں کاٹنے کے غرض سے) کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے (اگر تم نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں) تو انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں (کونچیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا جس نے دیگر لوگوں کے حکم پر یہ کام کیا) تو (صالح علیہ السلام نے) کہا برت لو (عیش کرلو) اپنے گھروں میں تین دن اور (پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا) یہ وعدہ ہے (اس میں) کہ جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم آیا (ان کو ہلاک کردینے کا) ہم نے صالح اور اسکے ساتھ کے مسلمانوں کو (جنکی تعداد چار ہزار تھی) اپنی رحمت فرما کر بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے (یومئذ کی میم کو معرب ہونے کی بناء پر مکسور اور مبنی کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی ہونے کے سبب مفتوح پڑھا گیا ہے اور اسی پر اکثر ہیں) بے شک تمہارا رب قوی غالب (عزیز بمعنی غالب) ہے اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ......۴......(یعنی مردہ حالت میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے) گویا (کان مخففه ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانهم ہے) کبھی یہاں تھی ہی نہیں (یغنوا بمعنی یقیموا ہے یعنی وہ اپنے گھروں میں بسے ہی نہ تھے) سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو ثمود پر (ثمود کو منصرف پڑھا گیا اور حی اور قبیلة کے معنی کو ملحوظ رکھ کر اسے غیر منصرف پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی ثمود اخاهم صلحا قال یقوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره﴾.

و: عاطفہ......الی ثمود ......الخ: ظرف مستقر فعل محذوف "ارسلنا" کیلئے معطوف ہے۔

﴿هو انشاکم من الارض واستعمرکم فیها فاستغفروه ثم توبوا الیه﴾.

هو: مبتدا......انشاکم من الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واستعمرکم فیها: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ،

ف: فصیحہ......استغفروہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ،ثم: عاطفہ......توبوا: فعل بافاعل،الیہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی قریب مجیب قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا﴾۔

ان: حرف مشبہ......ربی: اسم......قریب مجیب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،قالوا: قول......یصلح: جملہ ندائیہ......قد: تحقیقیہ، کنت: فعل ناقص واسم......فینا: حال مقدم......مرجوا قبل ھذا: ذوالحال،خبر،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اتنھانا ان نعبد مایعبد اباؤنا واننا لفی شک مما تدعونا الیہ مریب﴾۔

ھمزہ: استفہامیہ......تنھانا: فعل بافاعل ومفعول......ان نعبد...... الخ: بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بفعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: مستانفہ......ان: حرف مشبہ...... نا: اسم......لام: تاکید......فی: جار......شک: موصوف ،مماتدعونا الیہ: صفت اول......مریب: صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم ارایتم ان کنت علی بینۃ من ربی واتنی منہ رحمۃ﴾

قال: فعل بافاعل ملکر قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ھمزہ: استفہامیہ......رأیتم: فعل بافاعل......ان: شرطیہ، کنت علی...... الخ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......واتنی رحمۃ منہ: جملہ معطوف،ملکر شرط۔

﴿فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ﴾۔

ف: جزائیہ......من: مبتدا،ینصرنی من اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر مفعول رأیتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ان: شرطیہ......عصیتہ: جملہ فعلیہ شرط،جواب شرط محذوف "فمن ینصرنی من اللہ"۔

﴿فما تزیدوننی غیر تسخیر ویقوم ھذہ ناقۃ اللہ لکم ایۃ﴾۔

ف: عاطفہ......ما: نافیہ......تزیدون: فعل بافاعل......نی: مفعول اول......غیر تخسیر: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ......و: عاطفہ......یقوم: جملہ ندائیہ......ھذہ: مبتدا......ناقۃ اللہ: ذوالحال......لکم: حال مقدم......ایۃ: ذوالحال،ملکر حال ......ناقۃ اللہ: ذوالحال اپنے حال سے ملکر خبر مبتدا خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فذروھا تأکل فی ارض اللہ﴾۔

ف: عاطفہ،ذروھا: جملہ فلعیہ،تاکل: فعل بافاعل،فی ارض اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿ولاتمسوھابسوء فیاخذکم عذاب قریب﴾۔

و: عاطفہ......لاتمسوھا: فعل بافاعل وضمیر مفعول......بسوء: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ،یاخذ: فعل ......کم: مفعول......عذاب قریب: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعقروها فقال تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام ذلک وعد غیر مکذوب﴾

ف: عاطفہ......عقروها: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ......ف: عاطفہ......قال: قول......تمتعوا: فعل واوضمیر ذوالحال، فی دارکم: متعلق بمحذوف حال،ملکر فاعل......ثلثة ایام: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔...... ذلک: مبتدا......وعد: موصوف......غیر مکذوب: صفت، ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما جاء امرنا نجینا صلحا والذین امنوا معه برحمة منا ومن خزی یومئذ﴾

ف: رابطہ/جزئیہ/عاطفہ، ما: شرطیہ......جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط...... نجینا: فعل بافاعل......صلحا والذین امنوا معه: مفعول......برحمة منا: ذوالحال وحال،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......من خزی یومئذ: ظرف متعلق محذوف "نجینا" کے ہے۔

﴿ان ربک هو القوی العزیز واخذ الذین ظلموا الصیحة فاصبحوا فی دیارهم جثمین﴾

ان: حرف مشبہ......ربک: اسم......هو القوی العزیز: جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اخذ: فعل...... الذین ظلموا: مفعول،الصیحة: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص بااسم......فی دیارهم: ظرف لغو......جاثمین: اسم فاعل،ملکر خبر،فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کان لم یغنوا فیها الا ان ثمودا کفروا ربهم الا بعدا لثمود﴾

کان: حرف مشبہ(مخففہ)......لم یغنوا: فعل بافاعل......فیها: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،اسم محذوف "هم"، حرف مشبہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ......الا ان......الخ: اس قسم کی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تخلیق انسانی مٹی سے ہوئی یا نطفہ سے؟

۱......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں زمین (مٹی) سے پیدا کیا،اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا،دوسری صورت یہ ہے کہ انسان منی اور حیض کے خون سے پیدا ہوتا ہے اور منی خون سے بنتی ہے اور خون غذا سے پیدا ہوتا ہے اور غذا گوشت،روٹی،سبزیوں اور پھلوں سے حاصل ہوتی ہے اور ان سب چیزوں کا نتیجہ زرعی پیداوار ہیں اور زرعی پیداوار کا رجوع زمین کی طرف ہوتا ہے پس واضح ہو گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو زمین سے پیدا کیا ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٦٧)۔

شک اور مریب میں فرق:

۲......اس آیت میں شک اور مریب کا لفظ استعمال فرمایا ہے،شک یہ ہے کہ انسان نفی اور اثبات کے درمیان متردد ہو اور

مریب وہ شخص ہے جو کسی کے ساتھ بدگمانی کر رہا ہو، جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم شک میں ہیں تو اس کا معنی یہ تھا کہ ہمیں آپ علیہ السلام کے قول کے صحیح ہونے کے متعلق تردد ہے اور جب اس کے ساتھ مـــریـــب کا لفظ کہا تو اس کا معنی یہ تھا کہ ان کے اعتقاد میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا فاسد اور غلط ہونا راجح ہو چکا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۵۷٦)۔

ناقة الله میں اضافت کونسی ہے؟

۳......علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں اضافت تشریف وتنبیہ کے لیے ہے اور یہ معجزہ حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت پر دلیل ہے، علامہ خازن نے فرمایا کہ یہاں نـاقة کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب تشریف کے لیے ہے جیسے بیت اللہ، عبداللہ کہا جاتا ہے اور یہ ناقة بطور معجزہ تھی اور قوم کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر دلیل تھی، علامہ رازی فرماتے ہیں کہ یہ ناقة چھ وجوہ کی بنا پر قوم کے لیے معجزہ ثابت ہوئی۔(۱) اللہ عزوجل نے اس کی تخلیق چٹان میں فرمائی، (۲) اس کی تخلیق پہاڑ کے دامن سے ہوئی کہ پہاڑ پھٹا اور اونٹنی برآمد ہوئی، (۳) یہ اونٹنی بغیر کسی مذکر کے حاملہ ہوئی، (۴) آن واحد میں اونٹنی نے بچہ جن دیا، (۵) روایت میں ہے کہ ایک دن اونٹنی پانی پیتی اور ایک دن قوم پانی پیتی، (٦) اونٹنی سے حاصل ہونے والا دودھ اتنا ہوتا کہ ایک بڑی جماعت اس سے مستفیض ہوتی۔

قوم صالح پر عذاب:

۴......جس اونٹنی کو اللہ عزوجل نے اپنی نشانی قرار دیا، اس کی اضافت اپنی جانب کی اس کی عظمت کا حال دیکھیں کہ قوم نے اس کی تعظیم نہ کی تو برباد ہوئی، جاننا چاہیے کہ اونٹنی سے بڑھ کر انسانی جان کی حیثیت ہوتی ہے، حضرت صالح علیہ السلام سے بڑھ کر میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے، جو قوم صالح علیہ السلام کے معجزات کی قدر نہ کرنے پر عذاب میں مبتلا ہوئی تو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہ کرنے پر اور ان کی اولاد کو کربلا کے تپتے میدان میں خاک وخون میں تڑپا کر شہید کردے وہ عذاب سے کیسے بچ سکتی ہے؟ خیر یہ تو محبت کی باتیں تھیں لیکن درس ضرور ہے کہ یزیدی گروہ مع اپنے سردار عذاب نار کے یقیناً مستحق ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ عزوجل دونوں جہان میں انہیں ذلیل ورسوا کرے۔ سورۃ الاعراف: ۸۷ میں فرمایا گیا کہ وہ زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور یہاں فرمایا کہ چیخ سے ہلاک ہوگئے، دونوں میں تطبیق یوں ہے کہ چیخ سے زلزلہ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ علامہ رازی فرماتے ہیں کہ چیخ سے مراد بجلی کی کڑک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بہت زبردست اور ہولناک چیخ تھی جس کو سن کر وہ سب اپنے گھروں میں منہ کے بل اوندھے گر گئے اور اسی حال میں مر گئے اور یہ بھی کہا گیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ چیخ ماریں اور ان کی چیخ سے سب اسی وقت مر گئے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ چیخ موت کا سبب کیسے بنی؟ تو جواب یہ ہے کہ اس چیخ سے ہوا میں گونج پیدا ہوئی اور جب وہ گونج ان کے کانوں تک پہنچی تو ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور اس کا اثر ان کے دماغ تک پہنچ گیا اور وہ اسی وقت مر گئے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بادلوں کے پھٹنے سے چیخ پیدا ہوئی اور اس سے بجلی گری اور اس بجلی سے وہ سب جل کر مر گئے ہوں۔

☆......☆بخلق ابیکم: یعنی تمہیں تمہارے باپ کے نطفے سے پیدا کیا، اسی طرح مخلوق کی تخلیق کا سلسلہ رہا۔

التی صدرمنک: مراد یہ ہے کہ سابقہ قوم کو بھی بتوں کی عبادت سے منع کیا گیا تھا۔

موقع فی ریب: ماقبل حاشیہ نمبر۲، کا مطالعہ کیجئے۔ (الجمل، ج۳، ص ٤٤٨ وغیرہ)۔

بعلمہ: اللہ عزوجل اپنی مخلوق سے قرب معنوی کے اعتبار سے قریب ہے، اللہ عزوجل کی ذات احاطہ کئے جانے اور جہت سے پاک ہے، اللہ عزوجل اپنی شان کے لائق سماعت، بصارت، وغیرہ کی وجہ سے قریب ہے۔

تضلیل: یعنی میں تمہاری پیروی کروں، مطلب یہ ہے کہ مجھے خبر دو کہ میں دلیل پر ہوں اور میری نبوت میرے رب کے پاس سے ہے، اور مجھے میرے رب کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا اگر میں تمہاری پیروی کروں اور اپنے رب کی نافرمانی کروں، اور ایسا ہو تو میں خائب وخاسر ہو جاؤں کہ میرے رب نے مجھ پر اکرام کیا اور کیا تم نے کسی نبی کو کافر ہوتے دیکھا ہے؟۔(الصاوی، ج۳، ص ١٤٤)۔

رکوع نمبر: ۷

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ بِاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ بَعْدَهٗ ﴿قَالُوْا سَلٰمًا﴾ مَصْدَرٌ ﴿قَالَ سَلٰمٌ﴾ عَلَيْكُمْ ﴿فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ(٦٩)﴾ مَشْوِيٍّ ﴿فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ﴾ بِمَعْنٰى اَنْكَرَهُمْ ﴿وَاَوْجَسَ﴾ اَضْمَرَ فِيْ نَفْسِهٖ ﴿مِنْهُمْ خِيْفَةً﴾ خَوْفًا ﴿قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ(٧٠)﴾ لِنُهْلِكَهُمْ ﴿وَامْرَاَتُهٗ﴾ اَيْ اِمْرَاَةُ اِبْرَاهِيْمَ سَارَةُ ﴿قَآئِمَةٌ﴾ تَخْدِمُهُمْ ﴿فَضَحِكَتْ﴾ اِسْتِبْشَارًا بِهَلَاكِهِمْ ﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ﴾ بَعْدَ ﴿اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ(٧١)﴾ وَلَدُهٗ تَعِيْشُ اِلٰى اَنْ تَرَاهُ ﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى﴾ كَلِمَةٌ تُقَالُ عِنْدَ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَالْاَلِفُ مُبْدَلَةٌ مِنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ ﴿ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ﴾ لِيْ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سَنَةً ﴿وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾ لَهٗ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سَنَةً وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهِ مَافِيْ ذَامِنَ الْاِشَارَةِ ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ(٧٢)﴾ اَنْ يُّوْلَدَ وَلَدٌ لِهَرِمَيْنِ ﴿قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ قُدْرَتِهٖ ﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ﴾ يَا ﴿اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ بَيْتِ اِبْرَاهِيْمَ ﴿اِنَّهٗ حَمِيْدٌ﴾ مَحْمُوْدٌ ﴿مَّجِيْدٌ(٧٣)﴾ كَرِيْمٌ ﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ﴾ اَلْخَوْفُ ﴿وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى﴾ بِالْوَلَدِ اَخَذَ ﴿يُجَادِلُنَا﴾ يُجَادِلُ رُسُلَنَا ﴿فِيْ﴾ شَانِ ﴿قَوْمِ لُوْطٍ(٧٤)﴾ ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ﴾ كَثِيْرُ الْاَنَاةِ ﴿اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ(٧٥)﴾ رَجَّاعٌ، فَقَالَ لَهُمْ اَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا ثَلٰثُمِائَةِ مُؤْمِنٍ؟ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا مِائَتَا مُؤْمِنٍ؟ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوْا لَا، قَالَ

اَفَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ فِيْهَا مُؤْمِنٌ وَاحِدٌ؟ قَالُوْا لَا ، قَالَ (قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ...... الخ)
فَلَمَّا اَطَالَ مُجَادِلَتَهُمْ قَالُوْا: ﴿يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا﴾ الْجِدَالِ ﴿اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ بِهَلَاكِهِمْ
﴿وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ(۷۶)﴾ ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ﴾ حَزِنَ بِسَبَبِهِمْ ﴿وَضَاقَ
بِهِمْ ذَرْعًا﴾ صَدْرًا لِاَنَّهُمْ حِسَانُ الْوُجُوْهِ فِيْ صُوْرَةِ اَضْيَافٍ فَخَافَ عَلَيْهِمْ قَوْمَهٗ ﴿وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ
عَصِيْبٌ(۷۷)﴾ شَدِيْدٌ ﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ﴾ لَمَّا عَلِمُوْا بِهِمْ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ ﴿اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ
مَجِيْئِهِمْ ﴿كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ وَهِيَ اِتْيَانُ الرِّجَالِ فِي الْاَدْبَارِ ﴿قَالَ﴾ لُوْطٌ ﴿يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ﴾
فَتَزَوَّجُوْهُنَّ ﴿هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ تُفْضِحُوْنِيْ ﴿فِيْ ضَيْفِيْ﴾ اَضْيَافِيْ ﴿اَلَيْسَ
مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ(۷۸)﴾ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ﴾
حَاجَةٍ ﴿وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ(۷۹)﴾ مِنْ اِتْيَانِ الرِّجَالِ ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً﴾ طَاقَةً ﴿اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى
رُكْنٍ شَدِيْدٍ(۸۰)﴾ عَشِيْرَةٍ تَنْصُرُنِيْ لَبَطَشْتُ بِكُمْ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ ذٰلِكَ ﴿قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ
لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ﴾ بِسُوْءٍ ﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ﴾ طَائِفَةٍ ﴿مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ لِئَلَّا يَرٰى
عَظِيْمَ مَايَنْزِلُ بِهِمْ ﴿اِلَّا امْرَاَتَكَ﴾ بِالرَّفْعِ بَدَلٌ مِنْ اَحَدٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصَبِ اِسْتِثْنَاءٌ مِنَ الْاَهْلِ اَيْ فَلَا
تَسْرِ بِهَا ﴿اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ﴾ فَقِيْلَ لَمْ يَخْرُجْ بِهَا وَقِيْلَ خَرَجَتْ وَالْتَفَتَتْ فَقَالَتْ وَاقَوْمَاهُ فَجَاءَهَا
حَجَرٌ فَقَتَلَهَا وَسَأَلَهُمْ عَنْ وَقْتِ هَلَاكِهِمْ فَقَالُوْا ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ﴾ فَقَالَ اُرِيْدُ اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا
﴿اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ(۸۱)﴾ ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿جَعَلْنَا عَالِيَهَا﴾ اَيْ قُرَاهُمْ ﴿سَافِلَهَا﴾ اَيْ
بِاَنْ رَفَعَهَا جِبْرِيْلُ اِلَى السَّمَاءِ وَاَسْقَطَهَا مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾ طِيْنٍ
طُبِخَ بِالنَّارِ ﴿مَّنْضُوْدٍ(۸۲)﴾ مُتَتَابِعٍ ﴿مُّسَوَّمَةً﴾ مُعَلَّمَةً عَلَيْهَا اِسْمُ مَنْ يُرْمٰى بِهَا ﴿عِنْدَ رَبِّكَ﴾ ظَرْفٌ
لَهَا ﴿وَمَا هِيَ﴾ الْحِجَارَةُ اَوْ بِلَادُهُمْ ﴿مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿بِبَعِيْدٍ(۸۳)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہمارے فرشتے ......۱......ابراہیم کے پاس مژدہ لیکر آئے (حضرت اسحاق علیہ السلام کا اور انکے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کا) بولے سلام......۲......(لفظ سلام مصدر ہے) کہا سلام ہو (تم پر) پھر کچھ دیر نہ کی کہ انکے ہاتھ کھانے تک نہیں پہنچتے ان کو اجنبی سمجھا (نکرھم بمعنی انکرھم ہے) اور چھپایا (اوجس کا معنی کسی شے کو دل میں چھپانا ہے) ان سے خوف

(خیفۃ بمعنی خوف ہے) بولے ڈرئیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں......۳......(تاکہ ہم انہیں ہلاک کردیں) اور اسکی (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) بیوی (حضرت بی بی سارہ) کھڑی تھی (انکی خدمت کرنے کیلئے) وہ ہنسنے لگی......۴......(ان کافروں کی ہلاکت کی خوشخبری سن کر) تو ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبردی اور اسحٰق کے پیچھے (یعنی اسکے بعد) یعقوب کی (یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی انہیں بشارت دی گئی کہ وہ طویل عرصہ زندہ رہیں گے حتی کہ اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھ سکے گے) بولی ہائے خرابی (یاویلتی یہ کلمہ کسی امر عظیم کے وقت کہا جاتا ہے، یاء مضاف کے بدلے میں یہاں الف آ گیا ہے) کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں (میری عمر ننانوے سال ہے) اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے (جن کی عمر ایک سو بیس سال ہے، شیخا حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے اس میں عامل اسم اشارہ ذا کا معنی ہے) بیشک یہ تو اچنبھے کی بات ہے (کہ دو بوڑھوں کے ہاں اولاد ہو) فرشتے بولے کیا اللہ کے کام (اسکی قدرت) کا اچنبھا کرتی ہو، اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں تم پر اے گھر والو......۵......(یعنی ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو) بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا (حمید بمعنی محمود ہے، وہ ذات جسکی حمد بیان کی جائے) عزت والا (مجید بمعنی کریم ہے) پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا (روع بمعنی خوف ہے) اور اسے خوش خبری ملی (اولاد کی، لگا) ہم سے (یعنی ہمارے فرشتوں سے) قوم لوط (کے معاملے کے بارے) میں جھگڑنے......۶......بیشک ابراہیم حلیم (انتہائی متحمل مزاج) آہیں کرنے والا رجوع (لانے والا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے فرمایا کیا تم اس بستی کو ہلاک کردو گے جس میں تین سو مومن ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کیا تم لوگ ایسی بستی کو برباد کردو گے جس میں دو سو مومن ہوں؟، انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کیا تم اس بستی کو تہس نہس کردو گے جس میں چالیس مومن رہتے ہوں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ تم ایسی بستی کو ہلاک کرو گے جس میں چودہ مومن رہتے ہوانہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا اگر بستی میں ایک مومن ہو تو تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی ہم اس بستی کو ہلاک نہیں کریں گے تب آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے ہیں تو انہوں نے یہ سن کر عرض کیا، ہم انہیں خوب جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں پس جب انکی باہمی بحث طول پکڑ گئی تو انہوں نے عرض کیا) اے ابراہیم اس سے (یعنی اس بحث و مباحثہ سے) باز رہو بیشک میرے رب کا حکم آ چکا (انکی ہلاکت کے بارے میں) اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے اسے ان کا غم ہوا (اپنی قوم کی برائی کی وجہ سے وہ غمگین ہو گئے) اور ان کے سبب دل تنگ ہوا (کیونکہ یہ فرشتہ جو بصورت مہمان آتے تھے انتہائی حسین و جمیل صورتوں کے مالک تھے، پس آپ علیہ السلام کو ان پر اپنی قوم کی دست درازی کا خوف ہوا ذرعا بمعنی صدرا ہے) اور بولا بڑی سختی کا دن ہے......۷......(عصیب بمعنی شدید ہے) اور اسکے پاس اسکی قوم آئی (جب اسے انکی آمد کا علم ہوا) اسکی طرف جلدی کرتے ہوئے (یھرعون بمعنی یسرعون ہے) اور انہیں آگے ہی سے (یعنی ان فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی) برے کاموں کی عادت پڑی

تھی (یعنی مَردوں کے ساتھ لواطت کرنے کی انہیں عادت پڑ چکی تھی، حضرت لوط علیہ السلام نے) کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں (تم ان سے شادی کرلو) یہ تمہارے لیے ستھری ہیں اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو (لاتخزون بمعنی لاتفضحون ہے) میرے مہمانوں میں......۸......(ضیفی بمعنی اضیافی ہے) کیاتم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں (جو نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے) بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں (ہمیں انکی کوئی حاجت نہیں ہے) اور تم ضرور جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے (یعنی مَردوں کے ساتھ لواطت کرنا) بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابل قوت (یعنی طاقت) ہوتی یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا (یعنی کسی ایسے خاندن کی پناہ لیتا جو میری مدد کرے پس جب فرشتوں نے دیکھی) فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تم تک (کسی بُرے ارادے سے) نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھروالوں کو راتوں رات لے جاؤ (آیت میں مذکور لفظ بقطع بمعنی طائفۃ ہے) اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے (کہ وہ اس عظیم مصیبت کو نہ دیکھ سکے جو ان پر نازل کی جائے گی) سوائے تمہاری عورت کے (امرأتک مرفوع ہوگا اس صورت میں یہ احد سے بدل ہوگا اور ایک قرأت میں اسے منصوب پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ الاھل سے مستثنیٰ ہوگا) اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا (ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اس کو ساتھ لیکر نہیں نکلے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ساتھ نکلی تھی نزول عذاب کے وقت اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا ہائے میری قوم! پس اسے بھی ایک پتھر آ لگا ان لوگوں کی ہلاکت کے وقت کے بارے میں آپ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا تو انہوں نے آپکی بارگاہ میں عرض کیا) بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے (آپ علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے زیادہ جلدی چاہتا ہوں، فرشتے بولے) کیا صبح قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آیا (انکو ہلاک کردینے کا، تو وہ بولے) ہم نے اس کے (یعنی انکی بستیوں کے) اوپر کو اس کا نیچا کردیا (بایں طور پر کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان بستیوں کو آسمان کی طرف بلند کردیا اور وہاں سے انہیں الٹا کر زمین کی طرف پھینک دیا) اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار (منضود بمعنی متتابع یعنی پے درپے) برسائے جو نشان کئے ہوئے تھے......۹......(جس پر وہ پتھر برسائے گئے اس پر انکے نام لکھے تھے) تیرے رب کے پاس (عند ربک ظرف بن رہا ہے) اور وہ (یعنی پتھر یا نگر) کچھ ظالموں سے (یعنی اہل مکہ سے) دور نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد جاء ت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلما قال سلم﴾.

و: عاطفہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیق......جاء ت: فعل......رسلنا: فاعل......ابراھیم: مفعول......بالبشری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم......قالوا: قول......سلما: مفعول مطلق "سلمنا"، فعل محذوف کیلئے، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول......سلم: مبتدا "علیکم" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما را ایدیھم لا تصل الیہ نکرھم اوجس منھم خیفۃ﴾.

ف: عاطفہ......ما: نافیہ......لبث: فعل...... ان جاء ......الخ: جملہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، لما: شرطیہ......را: فعل بافاعل......ایدیھم: مفعول...... لاتصل الیہ: جملہ حال ہے مفعول سے یہ سب ملکر شرط......نکر: فعل بافاعل ھم ضمیر مفعول ملکر معطوف علیہ......واوجس ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر محذوف جملہ "فقربہ الیھم فلم یمدوا ایدیھم" پرمعطوف ہے۔

﴿قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط﴾.

قالوا: قول......لاتخف: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ...... ان: حرف مشبہ...... نا: ضمیر اسم......ارسلنا الی قوم لوط: جملہ فعلیہ خبر،ملکر مفعول،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرنھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب﴾.

و: مستانفہ......امراتہ: مبتدا......قائمۃ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......فضحکت : جملہ فلعیہ ماقبل پرمعطوف ہے،فبشرنھا باسحق: جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف،و: عاطفہ......من وراء اسحق: ظرف مستقر خبر مقدم،یعقوب: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالت یویلتی ء الد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا﴾.

قالت: فعل بافاعل......یا: حرف نداء......ویلتا: مضاف ی ضمیر متکلم مضاف الیہ،ملکر منادی حرف ندا قائم مقام ادعوا، فعل انا ضمیر فاعل ومنادی سے جملہ ندائیہ...... ھمزہ: استفہامیہ......الد: فعل انا ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......انا عجوز: جملہ اسمیہ حال اول......وھذابعلی شیخا: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر فاعل،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ﴾.

ان: حرف مشبہ......ھذا: اسم......لشیء عجیب: اخبار،ملکر جملہ اسمیہ......قالوا: قول......ھمزہ: استفہامیہ ،تعجبین: فعل بافاعل......من امر اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿رحمت اللہ وبرکتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید﴾.

رحمت اللہ: معطوف علیہ......وبرکتہ: معطوف،ملکر مبتدا......علیکم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......اھل البیت: منادی حرف نداء محذوف "ای یااھل البیت" جملہ ندائیہ......ان: حرف مشبہ...... ہٗ: ضمیر اسم......حمید مجید: خبریں،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......ذھب: فعل......عن ابراھیم: ظرف لغو......الروع: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وجاءتہ البشری: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط جواب لما محذوف "ای اقبل اوفطن لمجادلتھم"۔

﴿یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب﴾.

یجادلنا: فعل بافاعل ناضمیر مفعول......فی قوم لوط: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ان: حرف مشبہ...... ابراھیم: اسم......لحلیم اواہ منیب: اخبارثلاثہ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم اتیھم عذاب غیر مردود﴾.

یـابـراھیم: جملہ فعلیہ ندائیہ،اعـرض عـن ھذا: جملہ فعلیہ انشائیہ مقصود بالنداء،ان: حرف مشبہ،ہٗ: ضمیر اسم،قـدجاء......الخ: جملہ فعلیہ خبر،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،ھم: اسم،اتیھم: خبر،عذاب غیر مردود: مرکب توصیفی "اتیھم" کافاعل۔

﴿ولما جاء ت رسلنا لوطا سیء بھم وضاق بھم ذرعا﴾.

و: عاطفہ......لـمـا: شرطیہ......جـاء ت رسـلـنـا: فعل بافاعل......لـوطـا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط...... سیء: فعل مجہول بانائب الفاعل......بھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وضاق بھم ذرعا: معطوف،ملکر جواب شرط۔

﴿وقال ھذا یوم عصیب وجاء ہ قومہ یھرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیات﴾.

و: عاطفہ......قال: قول......ھذایوم عصیب: جملہ اسمیہ مقولہ......و: عاطفہ......جاء: فعل،ہٗ: ضمیر مفعول......قومہ: فاعل......یھـرعـون الیـہ: جملہ فعلیہ حال ہے فاعل سے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ...... و: حالیہ......مـن قـبـل: ظرف متعلق ہے "یعملون" کے......کانوا: فعل ناقص بااسم......یعملون ......الخ: جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے "قومہ" سے۔

﴿قال یقوم ھو لاء بناتی ھن اطھرلکم﴾.

قال: قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ھؤلاء: بناتی: مبتدا،ھن: للفصل......اطھرلکم: خبر،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ۔

﴿فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید﴾.

ف: فصیحہ،اتقوا: فعل بافاعل،اللہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ولاتخزون: فعل بافاعل ومفعول،فـی ضیفی: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف ہے،ھمزہ: استفہامیہ،لیس: فعل ناقص،منکم: خبرمقدم،رجل رشید: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لقد علمت مالنا فی بنتک من حق﴾.

قـالوا: قول......لـقد: تحقیق......عـلمت: فعل بافاعل......ما: حجازیہ......لـنـا: خبرمقدم......فـی بنتک: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائد......حق: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وانک لتعلم مانرید قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید﴾.

و: عاطفہ......انک: حرف مشبہ واسم...... لتعلم مانرید: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،قال: قول......لو: شرطیہ

......ان: حرف مشبہ،لی: خبر......بکم: حال......قوة: ذوالحال،ملکر اسم،ملکر "ثبت"،فعل محذوف کا فاعل،فعل فاعل ملکر شرط جواب لو محذوف "لفعلت بکم وصنعت" او: عاطفہ......اوی الی رکن ......الخ: جملہ فعلیہ "ثبت" فعل محذوف پر عطف ہے۔

﴿قالوا یلوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک﴾.

قالوا: قول......یلوط: جملہ ندائیہ......انارسل ربک: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء......اول لن یصلواالیک: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ثانی،اپنی نداء سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاسر باھلک بقطع من الیل﴾.

ف: عاطفہ،اسر: فعل انت ضمیر ذوالحال،باھلک: حال ملکر فاعل،بقطع من الیل: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یلتفت منکم احد الا امراتک﴾.

و: عاطفہ......لایلتفت: فعل......منکم: حال مقدم......احد: ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... الا: حرف استثناء ،امراتک: مستثنیٰ ہے ماقبل "فاسر باھلک" میں "اھلک" سے۔

﴿انه مصیبھا ما اصابھم ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب﴾.

ان: حرف مشبہ،ۃ ضمیر اسم،مصیبھا: خبر مقدم،ما اصابھم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: حرف مشبہ،موعدھم: اسم،الصبح: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ: استفہام،لیس: فعل ناقص،الصبح: اسم،بقریب: جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سافلھا﴾.

ف: عاطفہ......لما: حینیہ......جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط...... جعلنا: فعل با فاعل......عالیھا: مفعول اول،سافلھا: مفعول ثانی،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وامطرنا علیھا حجارة من سجیل منضود مسومة عند ربک﴾.

و: عاطفہ......امطرنا: فعل با فاعل......علیھا: ظرف لغو......حجارة: موصوف......من سجیل منضود: صفت اول......مسومة عند ربک: صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھی من الظلمین ببعید﴾. و: عاطفہ،ما: حجازیہ،ھی: اسم،من الظلمین: متعلق "بعید" کے،ب: زائد،بعید: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس کتنے فرشتے آئے؟

لے......رسولوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کتنے رسول آئے؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ تین

رسول آئے حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نو فرشتے آئے، اور ایک قول کے مطابق بارہ فرشتے مراد ہیں، اس کے علاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر سال کی زندگی مبارک گزاری، ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین ۱۶۴۰ سالوں کا فاصلہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۸۰ سال حیات رہے اور حضرت یعقوب بن اسحٰق نے ۱۴۷ سال کی مبارک زندگی پائی۔ (الصاوی، ج۳، ص۱٤٥)۔

سلام کی تحقیق:

۲......فرشتوں نے کہا سلاما یعنی سلمنا او نسلم علیک سلاما اور جوابا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا علیکم سلام او سلام علیکم ۔ مرقاۃ شریف میں ہے: قد صح بالاحادیث المتواترة معنی ان السلام باللفظ سنة وجوابه واجب کذلک یعنی جو احادیث تواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں ان سے بصحت ثابت ہے سلام دینا اس کے الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور اس کا جواب دینا بھی اسی لفظ سے واجب ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب السلام، فصل الثانی، ج۸، ص ٤٧٠)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہمارے گروہ میں سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے، یہ کہ یہود سے مشابہت پیدا کرے اور نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ (الجامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، رقم: ٢٧٠٤، ص ٧٧٤)۔ سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں، کس کس کو سلام کرنا منع ہے، ہاں بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے، فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے، جو برہنہ ہو یا استنجاء کر رہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو اذان یا تلاوت یا کسی ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے، کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام نہ کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اٹھانے یا اور کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے، یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آ میرے پاؤں داب، یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کر دیے ہیں، بجالا۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج٢٢، ص ٣٧٨)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف محسوس کرنا:

۳......فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: خوف (عذاب) نہ کیجئے ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں، یہ جملہ اس وقت کہا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ جان پائے کہ یہ حضرات کیوں بھیجے گئے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر خوف کے آثار دیکھے ہوں یا ان کے چہرے کا رنگ بدلتا ہوا دیکھا ہو۔ (المدارک، ج۲، ص ۷۲)

بی بی سارہ کا ہنسنا کن وجوہ پر مبنی تھا؟

۴......علامہ رازی فرماتے ہیں کہ بی بی سارہ کا ہنسنا کئی وجوہات پر مبنی ہو سکتا ہے جو کہ یہ ہیں۔ (۱) فرشتوں کا یہ فرمانا ﴿لاتخف انا ارسلنا ...... الخ﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف کے زائل ہونے کا سبب بنا اور یہی سبب بی بی سارہ کے ہنسنے

کا کہ انسان خوف زائل ہونے پر ہنستا مسکراتا ہے۔(۲) ہوسکتا ہے بی بی صاحبہ قوم لوط کے کفر اور خبیث اعمال اور ان کی ہلاکت کی خبر سن کر مسرور ہوئیں اور ہنسنے لگیں۔(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ﴿الا تاکلون﴾ فرشتوں نے جواباً عرض کی ہم بغیر ثمن دیئے نہیں کھاتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس کا ثمن ایک مرتبہ حمد باری تعالیٰ ہے، اس جملہ پر حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے عرض کی کہ "یہ بندہ اس بات کا حقدار ہے کہ اللہ عزوجل اسے اپنا خلیل بنائے"۔ بی بی صاحبہ یہ دیکھ کر ہنسنے لگیں۔(۴) بی بی صاحبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض گزار ہوئیں کہ انہیں بھیجئے کہ اللہ عزوجل کسی نافرمان قوم کو عذاب میں مبتلا کیے بغیر نہیں چھوڑتا، ان کا یہ جملہ مکمل ہوا تھا کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر تشریف لے آئے اور انہوں نے قوم لوط کی بربادی کی خبر دی، بی بی صاحبہ اپنی بات کے موافق حکم باری تعالیٰ سن کر ہنسنے لگیں۔(۵) جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم بشر نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان قوم کو عذاب دینے آئے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے معجزہ طلب کیا تو انہوں نے بطور معجزہ بھنا ہوا بچھڑا اچھلتا کودتا دکھا دیا جسے دیکھ کر بی بی سارہ ہنسنے لگیں۔(۶) انہیں قوم لوط کی غفلت پر ہنسی آئی کہ ان پر عذاب آنے والا ہے اور یہ اتنے غافل ہیں۔(۷) انہیں اس بات پر تعجب نے ہنسایا کہ اتنے بڑھاپے میں جب کہ وہ ستر سے زائد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے قریب پہنچ چکے تھے اور فرشتے انہیں اسحٰق علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خبر سے نواز رہے ہیں۔(۸) بی بی صاحبہ کو تعجب ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اتنے رعب و دبدبہ کے باوجود تین افراد سے ڈر گئے۔(الرازی، ج٦، ص ٣٧٤ ملخصاً)۔

اھل بیت کا اطلاق کن لوگوں پر ھوتا ھے؟

۵......آیت مبارکہ میں اس بات کا استدلال پایا جاتا ہے کہ زوجہ، اہل بیت میں داخل ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اور اس مؤقف کی تائید سورۃ الاحزاب کی آیت مذکورہ ﴿یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الاحزاب: ٣٣)﴾ سے بھی ہوتا ہے۔ شیعہ حضرات اس مؤقف کے قائل نہیں ہیں ان حضرات کا کہنا ہے کہ وہ زوجہ اہل بیت میں داخل ہے جو نسب کے اعتبار سے قریبی ہو چونکہ بی بی سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچازاد تھیں اس لیے انہیں اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے، شیعہ حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے شرف کی وجہ سے انہیں اہل بیت میں شمار کیا گیا ہو اور شرف کے اعتبار سے دیکھا جائے تو نسبی شرف کو خاص مقام حاصل ہوتا ہے اسی لیے انہوں نے البیت کو شرف نسبی کی جانب محمول کیا تاکہ بی بی عائشہ کو اہل بیت کے زمرے سے خارج کر دیا جائے جو کہ ماقبل سورۃ الاحزاب سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔ (تلخیص از روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ٤١٤)۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا فرشتوں سے مجادلہ کرنا:

٦......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے سوال و کلام کرنے لگے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ یہ تھا کہ اگر قوم لوط کی بستیوں میں پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کرو گے، فرشتوں نے کہا نہیں فرمایا اگر چالیس ہوں انہوں نے کہا نہیں، آپ

علیہ السلام نے فرمایا اگر تیس ہوں انہوں نے فرمایا جب بھی نہیں، آپ علیہ السلام فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا ایک ہی مسلمان موجود ہو تب ہلاک کردو گے انہوں نے کہا نہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں لوط ہیں، فرشتوں نے کہا ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ علیہ السلام عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تا کہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کے لیے ایک فرصت اور مل جائے۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۵۷)۔

حضرات انبیائے کرام کا منصب!

۷.....حضرات انبیائے کرام رقیق القلب ہوتے ہیں، انہیں کسی کے عذاب دیئے جانے کا صدمہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ کرنے کا سبب بھی یہی تھا کہ قوم کو مہلت مل جائے اور وہ عذاب میں مبتلا نہ ہو، اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا غمزدہ ہونا، دل تنگ ہونا اور عذاب کے دن کو سختی سے تعبیر کرنا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ خود سیدنا محمد مصطفیٰ کا حال بھی یہی رہا کہ عذاب میں مبتلا ہونے سے قوم کو بچاتے رہے۔

مہمان نوازی کے تقاضے:

۸.....حضرت ابو شریح العدوی بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے اور اسے جائزہ دے"، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ فرمایا: "ایک دن اور ایک رات اس کی زیادہ خاطر مدارات کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے (کھانا کھلائے)، اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہے"۔ "اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن ،برقم: ۶۰۱۹، ص ۱۰۵۲ ،صحیح مسلم، کتاب اللقطة ،باب الضیافة ونحوها، رقم: ۱۷۲۶، ص ۸۷۲)۔

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اس بارے میں اجماع ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کی جائے، امام شافعی، مالک اور امام اعظم علیہم الرحمۃ اور جمہور کے نزدیک مہمان کی ضیافت کرنا سنت ہے واجب نہیں، جب کہ امام ابولیث اور امام احمد کے نزدیک ایک دن اور رات کی ضیافت کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک دیہاتی اور بستی والے کی ایک دن اور رات ضیافت واجب ہے نہ کہ شہری کی، جمہور کہتے ہیں کہ احادیث میں جو مہمان کی ضیافت کی تاکید آئی ہے اس کی وجہ استحباب میں پختگی ، اخلاق کی تکمیل اور مہمان کے حق کی تاکید کی جانب اشارہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "جمعہ کے دن غسل کرنا ہر محتلم پر واجب ہے" یہ حکم بھی استحباب میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہے۔ (نووی علی مسلم، کتاب اللقطة ،باب الضیافة ونحوها، ص ۱۱۱۲)۔

حضرت ابو کریمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک رات تو مسلمان پر مہمان کا حق ہے، جو شخص کسی

مسلمان کے گھر رہے تو وہ اس مسلمان پر قرض ہے، اب مہمان چاہے تو میزبان سے قرض وصول کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی الضیافة ،رقم: ۳۷۵۰، ص ۷۰۲)۔

قوم لوط پر عذاب کا منظر!

۹.....(حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے بستی کو الٹ دیا اور اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا اور ان پر پے در پے پتھر برسائے گئے، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اسی پر پڑا، چہ جائے کہ وہ شہر میں حاضر تھے یا شہر سے غائب کسی سفر وغیرہ میں تھے۔ (قصص الانبیاء ،قصه لوط ،ص ١٤٦) مزید تحقیق سورۃ الاعراف کے تحت اسی جلد میں دیکھ لیں۔

☆.....☆ خوفا: حاشیہ نمبر ۳، مطالعہ کیجئے۔ سارة: تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ) چچا زاد بھی تھیں، مہمان نوازی کے طریقوں سے واقف کار تھیں، جب کہ عرب ممالک کی عادت ہے کہ ان کی عورتیں مہمان نوازی سے دور رہتی ہیں۔ استبشارا بھلا کھم: جب فرشتوں کا قول ﴿انا ارسلنا الی قوم لوط﴾ سمجھ گئیں تو ہنسنے لگیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی سارہ نے سمجھ لیا کہ یہ فرشتے اللہ عزوجل نے ان کے پاس بھیجے ہیں، اور ان کے ساتھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو قوم لوط پر پتھروں کا عذاب کریں گے۔

ولدہ: یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ تعیش ...... الخ: جملہ خوشخبریوں کے ساتھ یہ بھی کہ بی بی سارہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی دیکھیں گی۔

غیر مردود: بمعنی مصروف ہے، یعنی عذاب نہ تو مجادلہ کرنے سے، نہ دعا کرنے سے اور نہ ہی کسی اور وجہ سے ٹل سکتا ہے۔

فخاف علیھم قومه: یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی وجہ سے خوف ہوا کہ کہیں ان حسین فرشتوں کے ساتھ کوئی فحاشی کا معاملہ نہ کرنے کی کوشش کریں۔ باھلاکھم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد امر حقیقی کی ہے یعنی ہلاکت ہوگی اور ایک قول یہ ہے کہ ہلاکت سے مراد عذاب ہے، لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں عذاب مراد لینا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿فلما جاء امرنا فجعلنا عالیھا﴾ میں فاجعلنا جزائیہ ہے، اور اس سے مراد عذاب ہے، اور امرنا شرط ہے اور شرط بغیر جزا کے ایسا ہوا جیسا کہ امر بغیر عذاب کے۔

(الجمل ،ج۳، ص ٤٠٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۸

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ﴾ نِعْمَةٍ تُغْنِیْكُمْ عَنِ التَّطْفِیْفِ ﴿وَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ﴾ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا ﴿عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ (۸۴)﴾ بِكُمْ یُهْلِكُكُمْ وَوَصْفُ الْیَوْمِ بِهٖ مَجَازٌ لِوُقُوْعِهٖ فِیْهِ ﴿وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ﴾ اَتِمُّوهُمَا ﴿بِالْقِسْطِ ﴾ بِالْعَدْلِ ﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ ﴾ لَاتَنْقُصُوهُمْ مِنْ حُقُوقِهِمْ شَيْئًا ﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ﴿۸۵﴾ ﴾ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهِ مِنْ عَثِيَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ وَمُفْسِدِينَ حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِمَعْنَى عَامِلِهَا تَعْثَوْا ﴿بَقِيَّتُ اللّٰهِ ﴾ رِزْقُهُ الْبَاقِي لَكُمْ بَعْدَ اِيْفَاءِ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ مِنَ الْبَخْسِ ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ﴿۸۶﴾ ﴾ رَقِيبٍ اُجَازِيكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ اِنَّمَا بُعِثْتُ نَذِيرًا ﴿قَالُوْا ﴾ لَهُ اِسْتِهْزَاءً ﴿يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ ﴾ بِتَكْلِيفِ ﴿اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ ﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ ﴿اَوْ ﴾ نَتْرُكَ ﴿اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط ﴾ اَلْمَعْنٰى هٰذَا اَمْرٌ بَاطِلٌ لَايَدْعُوْ اِلَيْهِ دَاعٍ بِخَيْرٍ ﴿اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴿۸۷﴾ ﴾ قَالُوْا ذٰلِكَ اِسْتِهْزَاءً ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ﴾ حَلَالًا اَفَاَشُوْبُهُ بِالْحَرَامِ مِنَ الْبَخْسِ وَالتَّطْفِيفِ ﴿وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ ﴾ وَاَذْهَبَ ﴿اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ﴾ فَاَرْتَكِبَهُ ﴿اِنْ ﴾ مَا ﴿اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ ﴾ لَكُمْ بِالْعَدْلِ ﴿مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ ﴾ قُدْرَتِيْ عَلٰى ذٰلِكَ وَغَيْرِهِ مِنَ الطَّاعَاتِ ﴿اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴿۸۸﴾ ﴾ اَرْجِعُ ﴿وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ ﴾ يَكْسِبَنَّكُمْ ﴿شِقَاقِيْ ﴾ خِلَافِيْ فَاعِلُ يَجْرِمُ وَالضَّمِيْرُ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ وَالثَّانِيْ ﴿اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ ﴾ اَيْ مَنَازِلُهُمْ اَوْ زَمَنُ هَلَاكِهِمْ ﴿مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ﴿۸۹﴾ ﴾ فَاعْتَبِرُوْا ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ ﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَدُوْدٌ﴿۹۰﴾ ﴾ مُحِبٌّ لَهُمْ ﴿قَالُوْا ﴾ اِيْذَانًا بِقِلَّةِ الْمُبَالَاةِ ﴿يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ ﴾ نَفْهَمُ ﴿كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ﴾ ذَلِيْلًا ﴿وَلَوْلَا رَهْطُكَ ﴾ عَشِيْرَتُكَ ﴿لَرَجَمْنٰكَ ﴾ بِالْحِجَارَةِ ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ﴿۹۱﴾ ﴾ كَرِيْمٍ عَنِ الرَّجْمِ وَاِنَّمَا رَهْطُكَ هُمُ الْاَعِزَّةُ ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط ﴾ فَتَتْرُكُوْا قَتْلِيْ لِاَجْلِهِمْ وَلَا تَحْفَظُوْنِيْ لِلّٰهِ ﴿وَاتَّخَذْتُمُوْهُ ﴾ اَيِ اللّٰهَ ﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ﴾ مَنْبُوْذًا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ لَا تُرَاقِبُوْنَهُ ﴿اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ﴿۹۲﴾ ﴾ عِلْمًا فَيُجَازِيْكُمْ ﴿وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ﴾ حَالَتِكُمْ ﴿اِنِّيْ عَامِلٌ ﴾ عَلٰى حَالَتِيْ ﴿سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ ﴾ مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ ﴿يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْٓا ﴾ اِنْتَظِرُوْا عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ﴿۹۳﴾ ﴾ مُنْتَظِرٌ ﴿وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا ﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ ﴾ صَاحَ بِهِمْ جِبْرِيْلُ ﴿فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۹۴)﴾ بَارِكِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَىْ كَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ يَغْنَوْا﴾ يُقِيْمُوْا ﴿فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ(۹۵)﴾ .

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف انکے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اسکو ایک مانو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کرو......۱...... بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں (میں تمہیں ان نعمتوں میں دیکھ رہا ہوں جو تمہیں ناپ تول میں کمی کرنے سے مستغنی کرنے والی ہیں) اور مجھے تم پر ڈر ہے (اگر تم ایمان نہیں لاتے) گھیر لینے والے دن کے عذاب کا (جو کہ تمہیں گھیر کر تمہیں ہلاک کردیگا اور یوم کی صفت محیط مجازا بنائی گئی ہے کہ اسی میں عذاب واقع ہوگا) اور اے میری قوم ناپ اور تول پوری کرو (انہیں مکمل کرو) انصاف کے ساتھ (قسط بمعنی عدل ہے) اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو (یعنی انکے حق میں سے کسی چیز کو کم نہ کرو) اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو (قتل وغیرہ کرکے، لاتعثوا فعل عثی سے ہے اور اس میں حرف ثاء مکسور ہے یہ بمعنی افسد ہے اور لفظ مفسدین معنوی طور پر اس کا حال مؤکدہ ہے اور اسکا عامل فعل لاتعثوا ہے) اور اللہ کا دیا (یعنی اس کا وہ عطا کردہ رزق جو ناپ تول مکمل کرنے کے بعد تمہارے پاس باقی رہتا ہے) تمہارے لیے بہتر ہے (ناپ تول میں کمی کرنے سے) اگر تمہیں یقین ہو اور میں تم پر کچھ نگہبان نہیں (حفیظ بمعنی رقیب یعنی نگہبان کے ہے یعنی میں تم پر نگہبان نہیں کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دوں، میں تو ڈر سنانے والا ہوں) بولے (حضرت شعیب علیہ السلام سے بطور استہزاء) اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے......۲...... (ہم کو اسکی تکلیف دینے کا) کہ ہم ان کو (یعنی ان بتوں کو) چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے یا (ہم چھوڑ دیں) اپنے مال میں جو کرنا چاہیں (معنی یہ ہے کہ یہ امر تو باطل ہے کوئی بھی بھلائی کی طرف بلانے والا اسکی طرف نہیں بلا سکتا) ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو (انہوں نے یہ بات بھی بطور استہزاء کہی تھی) کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی (یعنی حلال) روزی دی......۳...... (تو کیا میں اسے حرام یعنی ناپ تول میں کمی کرنے کے ساتھ ملا لوں) اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری مخالفت کروں اور جاؤں اس بات کی طرف جس سے تمہیں منع کرتا ہوں) میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں (تم لوگوں کیلئے عدل و انصاف کے ذریعے سے) اور میری توفیق نہیں (اس پر اور دیگر بھلائیوں پر مجھے قدرت نہیں ہے) مگر اللہ ہی کی طرف سے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (انیب بمعنی ارجع ہے) اور اے میری قوم تمہیں میری ضد (شقاقی یجرم فعل کا فاعل ہے اور فعل سے متصل کم ضمیر مفعول بہ اول ہے اور دوسرا مفعول بہ ان یصیبکم آگے آرہا ہے) نہ کموادے (یجرمنکم بمعنی یکسبنکم ہے) کہ تم پر پڑے جو (عذاب) پڑا تھا نوح کی قوم یا ھود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم پر (یعنی انکے گھر یا انکی ہلاکت کا زمانہ تو) کچھ تم سے دور نہیں

(تو تم ان سے مہربت حاصل کرو) اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان ہے (مومنین پر) محبت والا ہے (ان سے محبت کرنے والا ہے) بولے (ان کی بات کی پرواہ نہ کرنے کا اظہار کرنے کیلئے بولے) اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں......ع......(نفقہ بمعنی نفھم ہے) اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں (یعنی بے سروساماں دیکھتے ہیں) اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا (رھطک بمعنی عشیرتک ہے) تو ہم نے تمہیں رجم کر دیا ہوتا......۵......(پتھروں کے ذریعے) اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں (کہ تمہارے عزت داں ہونے کی وجہ سے ہم تمہیں رجم نہیں کریں گے ہاں تمہارا کنبہ ضرور عزت دار ہے) کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے (کہ انکی وجہ سے مجھے قتل نہیں کرتے اور اللہ عزوجل کیلئے میری حفاظت نہیں کرتے) اور اسے (یعنی اللہ عزوجل کو) تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا (یعنی تم نے اللہ عزوجل کو فراموش کر رکھا تم اس کے حکم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے) بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے (باعتبار علم وہ سب کو محیط ہے وہ تمہیں بدلہ دیگا) اور اے میری قوم تم اپنی جگہ (حالت) میں اپنا کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں (اپنی حالت پر) اب جانا چاہتے ہو کس پر (من اسم موصول ہے جو فعل تعلمون کا مفعول بن رہا ہے) آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو (اپنے انجام کا انتظار کرو ارتقبوا بمعنی انتظروا ہے) اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (رقیب بمعنی منتظر ہے) اور جب ہمارا حکم آیا (ان کو ہلاک کر دینے کا) ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچالیا اور ظالم کو چیخ نے آلیا (حضرت جبریل علیہ السلام نے انکے لیے ایک چیخ لگائی) تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے......۶......(مردہ حالت میں گھٹنوں کے بل رہ گئے) گویا (کان مخففہ ہے اصل میں کانھم تھا) کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے (یغنوا بمعنی یقیموا ہے) ارے دور ہو مدین جیسے دور ہوئے ثمود۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی مدین اخاھم شعیبا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ﴾۔

و: عاطفہ......الی مدین: ظرف لغو......اخاھم شعیبا: مبدل منہ بدل، ملکر مفعول "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ......قال......الخ: اس جملہ کی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی ارکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط﴾۔

و: عاطفہ، لاتنقصوا: فعل نہی بافاعل، المکیال والمیزان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، ارکم بخیر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، اخاف علیکم...... الخ: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط﴾۔

و: عاطفہ......یقوم : جملہ ندائیہ......اوفوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......المکیال والمیزان : مفعول......بالقسط : حال، ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولا تبخسوا الناس اشیاء هم ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾.

و: عاطفہ......لاتبخسوا: فعل نہی بافاعل......الناس : مفعول بہ اول......اشیاء هم: مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......

و: عاطفہ......لاتعثوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال، فی الارض: ظرف لغو، مفسدین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بقیت الله خیر لکم ان کنتم مومنین وما انا علیکم بحفیظ﴾.

بقیت الله: مبتدا......خیرلکم : خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ......کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، جزاء محذوف "فبقیة الله خیر لکم"، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ، انا: اسم......علیکم بحفیظ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا یشعیب اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا مانشوا﴾.

قالوا: قول، یشعیب: جملہ ندائیہ، همزه: استفہام، صلاتک: مبتدا، تامر: فعل بافاعل، ک: مفعول، ان نترک......الخ: جملہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، اوان نفعل ......الخ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿انک لانت الحلیم الرشید﴾.

ان: حرف مشبہ......ک: ضمیر اسم......لانت ......الخ: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم ارایتم ان کنت علی بینة من ربی ورزقنی منه رزقا حسنا﴾.

قال: فعل بافاعل......یقوم : جملہ ندائیہ......همزه: استفہام، اره یتم: فعل بافاعل......ان: شرطیہ......کنت علی......الخ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ورزقنی منه...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، جزاء محذوف "افاشرب رزقی بالحرام من البخس"، ملکر مفعول، رأیتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما ارید ان اخالفکم الی ما انهکم عنه﴾.

و: عاطفہ......ماارید: فعل نفی بافاعل......ان: مصدریہ......اخالفکم: فعل بافاعل ومفعول......الی ماانهکم عنه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول، ماارید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ارید الا الاصلاح مااستطعت﴾.

ان: نافیہ......ارید: فعل بافاعل......الا: للحصر......الاصلاح: مفعول بہ......ما: ظرفیہ مضاف......استطعت: جملہ مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ارید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب﴾.

و : عاطفہ......ما : نافیہ......توفیقی : مبتدا......الا : للحصر ......بالله : خبر،ملکر جملہ اسمیہ......عليه توكلت : جملہ فعلیہ معطوف علیہ......واليه منيب : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مبتدا سے حال ہے۔

﴿ويقوم لا يجرمنكم شقاقى ان يصيبكم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم هود او قوم صلح﴾.

و : مستانفہ،يقوم : جملہ ندائیہ......لايجرمنكم : فعل بامفعول......شقاقى : فاعل......ان : مصدریہ......يصبكم : فعل بامفعول......مثل : مضاف،ما : موصولہ......اصاب : فعل بافاعل،قوم نوح...... الخ : مفعول،ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل، يصب اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول ثانی......لايجرمنكم : فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ۔

﴿وما قوم لوط منكم ببعيد واستغفروا ربكم ثم توبوا اليه﴾.

و : مستانفہ،ما : حجازیہ،قوم لوط : اسم......منكم : متعلق ببعيد...... ب : زائد......بعيد : صفت مشبہ،ملکر خبر......و : مستانفہ،استغفروا : فعل بافاعل......ربكم : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ثم : عاطفہ......توبوا اليه : جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان ربى رحيم ودود قالوا يشعيب ما نفقه كثيرا مما تقول﴾.

ان : حرف مشبہ......ربى : اسم......رحيم : خبر اول......ودود : خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ......قالوا : فعل بافاعل ملکر قول ،يشعيب جملہ ندائیہ،مانفقه : فعل نفی بافاعل......كثيرا : موصوف......بماتقول : صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وانا لنراك فينا ضعيفا﴾.

و : عاطفہ......انا : حرف مشبہ واسم...... لام : تاکید......نرک : فعل بافاعل ومفعول......فينا : حال......ضعيفا : ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا رهطك لرجمناك وما انت علينا بعزيز﴾.

و : عاطفہ......لولا : حرف شرط......رهطك : مبتدا"موجود" خبر محذوف مبتدا،ملکر شرط لام : لتاکید،رجمنك : جملہ فعلیہ جواب،لولا : حرف شرط......و : عاطفہ،ما : حجازیہ......انت : اسم،علينا : متعلق بعزيز،ب : زائدہ،عزيز : خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال ياقوم ارهطى اعز عليكم من الله﴾.

قال : قول......همزه : استفہام......رهطى : مبتدا......اعز : اسم تفضیل هو ضمیر فاعل......عليكم : متعلق اول،من الله : متعلق ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واتخذتموه وراء كم ظهريا ان ربى بما تعملون محيط﴾.

و: حالیہ،اتخذتموہ: فعل بافاعل وضمیر مفعول،وراء کم: ظرف،ظھریا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے "علیکم" کی ضمیر "کم" سے......ان: حرف مشبہ،ربی: اسم......بماتعملون محیط: ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویاقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل﴾.

و: استنافیہ،یقوم: جملہ ندائیہ......اعملوا: فعل بافاعل......علی مکانتکم: ظرف مستقر حال ہے فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......عامل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء ثانی۔

﴿سوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ھو کاذب﴾.

سوف: حرف استقبال......تعلمون: فعل بافاعل......من: موصولہ......یاتی: فعل ہٗ ضمیر مفعول......عذاب یخزیہ: مرکب توصیفی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من ھو کاذب: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر مفعول......تعلمون: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وارتقبوا انی معکم رقیب﴾.

و: مستانفہ،ارتقبوا: جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......معکم رقیب: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولماجاء امرنا نجینا شعیبا والذین امنوا معہ برحمۃ منا﴾. اس جیسی آیت کی ترکیب ماقبل گزرچکی ملاحظہ فرمائیں۔

﴿واخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین﴾.

و: عاطفہ......اخذت: فعل......الذین ظلموا: مفعول......الصیحۃ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ اصبحوا: فعل ناقص واسم......فی دیارھم: متعلق......جاثمین: اسم فاعل اپنے فاعل "ھم" ضمیر اور متعلق سے ملکر خبر،ملکر فعلیہ ناقصہ۔

﴿کان لم یغنوا فیھا الا بعدالمدین کما بعدت ثمود﴾.

کان: حرف مشبہ مخففہ "ھم" اسم محذوف......لم یغنوا فیھا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ......الا: تنبیہ......بعدا: مصدر مفعول مطلق فعل محذوف "بعدوا" کیلئے......لمدین: ظرف لغو......کمابعدت ثمود: صفت ہے مصدر مفعول مطلق کیلئے فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ناپ طول میں کمی جرم ہے:

۱......قال النبی ﷺ زن وارجح یعنی سید عالم ﷺ نے فرمایا: "وزن کرواورزائد کرو"۔

(سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجحان، رقم: ۳۳۳۶، ص ۶۳۵)۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ظلم وتعدی نہ کرے گا مگر وہ شخص جو زنازادہ ہے یا اس میں زنا کا دخل ہے''، اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

جو شخص کسی کا مال چرائے، یا جبراً چھین لے، یا دبا کر رشوت میں لے، یا ظلماً تلف کرے، تو ان صورتوں میں علاوہ جرم شرعی کے جس میں خود سرکار مدعی ہے اس ظلم پر مظلوم کے دو مطالبے عائد ہوتے ہیں، ایک مطالبۂ ظلم کہ اسے ستایا آزار پہنچایا، دوسرا مطالبۂ مال، مطالبۂ ظلم تو مطلقاً اسی مظلوم کے لیے ہے، تو اس کی معافی کا اختیار بھی اسی کو ہے۔ رہا مطالبۂ مال، اس میں دو صورتیں ہیں: اگر حیات مظلوم میں وہ مطالبہ مردہ ہو گیا جس کے وصول کی اصلاً توقع نہ رہی، مثلاً ظالم مرگیا اور مال کچھ نہ چھوڑا، جب تو یہ مطالبہ بھی اسی مظلوم کے لیے ہے اور اسی کے معاف کئے معاف ہوگا کہ دَین جب مردہ ہو جائے اس میں توریث جاری نہیں ہوتی، تو مظلوم کے بعد اس کا بیٹا اس مطالبے کا مالک نہ ہو، اور اگر اس کی زندگی میں مطالبہ مردہ نہ ہو تو بعد انتقال مظلوم پسر مظلوم کی طرف منتقل ہوگا، اور صورت مسئولہ میں مطالبۂ مال کے معاف کرنے کا اختیار بکر کو ہوگا، اور مطالبہ ظلم سے درگزر کا مجاز زید، ھندیہ میں ہے اگر کسی نے فوت ہونے کے بعد لوگوں کے ذمہ قرض، عین چیز یا غصب چھوڑا اور ترکہ میں ورثاء کو وصول نہ ہوئی ہوں تو قیاس یہ ہے کہ ظلم برداشت کرنے کا ثواب ورثاء کو ملے کیونکہ یہ اس میت کے بعد ان اموال کے وارث بنے اور جب کہ استحسان یہ ہے کہ اگر ان اموال کا نقصان مرنے والے کی موت سے پہلے مکمل طور پر واضح ہو گیا تو ثواب میت کو ملے گا کیونکہ نقصان میں وارثت نہیں، اگر یہ نقصان موت کے بعد تام ہوا تو پھر ثواب ورثاء کو ملے گا کیونکہ ان میں وراثت جاری ہوئی ہے اس لیے کہ موت کے وقت یہ اموال میت کی ملکیت تھے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۱۹، ص ٦٦٧ وغیرہ) (فتاوی ھندیہ، کتاب الغصب، باب الرابع عشر، ج۵، ص۱۹۰)۔ وہ لوگ غور کریں کہ دوسروں کا مال ناحق دبا لیتے ہیں، خود بھی کھاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ ماقبل عبارت سے عبرت حاصل کریں کہ کسی کا مال ناحق کھانا کتنا بڑا جرم اور قیامت میں کس قدر محرومی اور ثواب میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (البقرۃ: ۱۸۸)﴾۔ مال ناحق کھانا جرم ہی جرم ہے اور عذاب کا بیان آگے بیان ہوگا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز!

۲......حمزہ، کسائی اور حفص نے صلوۃ کو مفرد پڑھا ہے اور دوسرے قراء نے صلوۃ کو جمع پڑھا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے اس لیے انہوں نے یہ بات کہی، اعمش فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہاری قرائت یہ حکم دیتی ہے (یعنی نماز یہ حکم دیتی ہے) کہ ہم ان بتوں کی عبادت ترک کردیں جن کی عبادت ہمارے آباؤاجداد کرتے تھے۔ یہاں مضاف کو حذف کردیا گیا ہے۔ اس تقدیر کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے فعل کا پابند نہیں کیا جاتا۔ انہیں توحید کا درس دیا تو انہوں نے استہزاء اور مزاح کے ساتھ جواب دیا اور نماز پر طعن کیا اور وہ یہ شعور دینا چاہتے تھے کہ کوئی عقلمند داعی تو ایسی بات کی تبلیغ

نہیں کرتا شاید آپ ﷺ جو اس طرح کی ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دل میں خطرات و وساوس پیدا ہوتے ہیں جو ایسی باتوں پر برانگیختہ کرتے ہیں کہ (ہم دولت و ثروت حاصل کرلیں اور اپنے آباؤ اجداد کے طریق عبادت کو بھی ترک کردیں) آپ ﷺ کثرت سے نماز ادا فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا، اسی وجہ سے انہوں نے لفظ صلوۃ جمع ذکر کیا اور ذکر میں بھی صرف نماز کو خاص کیا (المظھری، ج ۳، ص ۴۸۳)۔

حضرت شعیب ﷺ کا رزق ملنے کو اللہ ﷻ کی جانب منسوب کرنا:

۳.......﴿ورزقنی منه رزقا حسنا﴾ اس بات پر دلیل ہے کہ رزق اللہ ﷻ کی جانب سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کی اعانت سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں، اور اس جملہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ عزت اللہ ﷻ کی طرف سے ہے کہ (مجھے رزق حسن عطا فرمایا) اور ذلت اللہ ﷻ کی جانب سے ہے۔ اور جب سب کچھ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے تو ہمیں نہ تو تمہاری مخالفت کی پرواہ ہے اور نہ تمہاری موافقت نہ ہونے کا خوف، بلکہ میں تو اللہ ﷻ کے دین کی تبلیغ اور شریعت کو واضح کرنے کے لیے ہوں۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۳۸۸)۔

مانفقه کے معنی میں احتمالات:

۴.......علامہ رازی فرماتے ہیں مانفقه کے بارے میں دو مسائل بیان کیے جائیں گے، (۱) علماء فرماتے ہیں "مانفقه" سے مراد یہ ہے کہ جو آپ بیان کرتے ہیں اس میں سے اکثر ہم نہیں جانتے یا یہ مراد ہے کہ وہ اپنے اذہان میں ان کی بات نہیں ڈالتے اس لیے کہ ان سے شدید نفرت کرتے ہیں جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿وجعلنا علی قلوبھم اکنة ان یفقھوہ (الانعام: ۲۵)﴾، ایک قول یہ ہے کہ وہ دل سے تو بات سمجھتے تھے لیکن اس بات پر کھڑے نہ رہتے، پس اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوگئی جو اپنے ساتھی کی بات میں عیب نکالنے کے لیے کہے کہ تمہاری بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی کہ کہنا کیا چاہتے ہو، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو باتیں ان سے حضرت شعیب ﷺ کہتے وہ توحید، نبوت اور بعث بعد الموت کے دلائل پر مبنی تھیں اور ظلم و چوری ترک کرنے کی وعیدات پر مشتمل تھیں پس انہیں (یہی آسان لگا کہ کہہ دیں) مانفقه یعنی ہم ان دلائل کی صحت سے واقف نہیں ہیں۔ (۲) مانفقه سے خاص علم فقہ مراد ہے جس کی فقاہت انہیں حاصل ہی نہیں، "الصحاح" میں ہے کہ فقہ سے مراد فہم ہے، "القاموس المحیط" میں ہے کہ الفقه فاء کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا علم اور اس چیز کا فہم، "المصباح المنیر" میں ہے فقہ سے مراد کسی چیز کا فہم ہے، ابن فارس نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم اس چیز کا فقہ کہلاتا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں لفظ "الفقه" کا استعمال دو معنی کے لیے ہوتا ہے، ایک یہ ہے کہ امت کا ایک گروہ احکام شرعیہ عملیہ جو کہ قرآن، سنت اور ان سے استنباط کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں انہیں حفظ کرلے، چہ جائے کہ حفظ دلائل سے کرے یا محض مسائل حفظ کرے دلائل یاد نہ کرے، پس اصولیوں کے نزدیک لفظ "الفقه" مجتہدین کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مجتہد مطلق، مجتہد

منتسب (جسے مجتہد کہا جاتا ہو) یا مجتہد مذہب چہ جائے کہ وہ اصحاب تخریج میں سے ہو یا اصحاب وجوہ میں سے سب ہی داخل ہیں۔ اور دوسری صورت جس چیز پر ''الفقہ'' کا اطلاق ہوتا ہے اس سے مراد احکام ومسائل کا مجموعہ ہے، پس فقیہ حضرات صرف احکام شرعیہ عملیہ کی بات کرتے ہیں جو وحی کے ذریعے حاصل ہوئے ہوں چہ جائے کہ وہ احکام عملیہ یقینی ہوں یا ظنی طور پر حاصل ہوئے ہوں۔ پس اسی طرح علم الفروع یا الفروع دونوں صورتوں کا اطلاق علم فقہ پر ہوتا ہے، بہر حال وہ صورت جو عقائد کے مقابلہ میں ہو یا اصول دین کے مقابلے میں علم فقہ کے ہی زمرے میں آتی ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ احکام عملیہ کی تصدیق فرع ہے تصدیق بالعقائد کی، اور جو چیز اصول فقہ کے مقابلے میں آئے اس سے مراد وہ اصول وادلہ ہوتے ہیں جو اصول فقہ کے موضوع بنتے ہیں (الفتاوی تتارخانیہ، ج۱، ص ۹۰۸)۔

درمختار میں ہے ''**کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ماارادالله تعالی له وبه لان ارادته تعالی بالغیب الا الفقهاء فانهم علموا ارادته تعالی بهم بحدیث الصادق المصدوق من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین** حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سوا کوئی آدمی نہیں جانتا کہ اللہ ﷻ کا اس کے لئے اور اس کے ساتھ کیا ارادہ ہے؟، کیونکہ اللہ ﷻ کا ارادہ غیب ہے مگر فقہاء کرام جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ ﷻ کا کیا ارادہ ہے؟ اس لئے کہ صادق ومصدوق ذات جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کے ساتھ اللہ ﷻ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے''۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہاں فقہاء سے مراد وہ علماء ہیں جو کہ اللہ ﷻ کے احکام کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں، بدکردار اور بداعتقاد علماء سوء مراد نہیں ہیں۔ علامہ سید عبد الغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ علامہ شامی کے اس قول کی تائید امام حسن بصری کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ فقیہ صرف وہی ہے جو دنیا سے اعراض کرتا ہے اور آخرت میں رغبت کرتا ہے''۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، مقدمۃ الکتاب، ج۱، ص ۱۳۸)

علماء فرماتے ہیں: **الفقه زرعه عبد الله بن مسعود، وسقاه علقمه، وحصده ابراهیم نخعی، وداسه حماد، وطحنه ابو حنیفة، وعجنه ابو یوسف، وخبزه محمد ﷫، فسائر الناس یأکلون من خبزه، وقد نظم بعضهم فقال: الفقه زرع ابن مسعود، وعلقمة حصاده ثم ابراهیم دواس، نعمان طاحنه، یعقوب عاجنه محمد خابز، والآکل الناس.** ''فقہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے کاشت کیا، حضرت علقمہ نے اس کو پانی سے سیراب کیا، حضرت ابراہیم نخعی نے اس کی فصل کاٹی، حضرت حماد نے بھوسی سے دانے نکالے، امام ابوحنیفہ نے چکی میں دانوں کا آٹا بنایا، امام ابویوسف نے آٹا گوندھا، امام محمد ﷫ نے روٹیاں پکائیں اور سب لوگوں نے روٹیاں کھائیں''۔ (ردالمحتار علی درمختار، مقدمۃ الکتاب، ج۱، ص ۱۴۱)

☆...... ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ علم حصول فضیلت کا ذریعہ ہے، علم مملوک کو ملوک کی مجالس میں بلند مراتب پر فائز کرتا ہے، اور علماء نہ ہوں تو امراء ہلاک ہو جائیں (المرجع السابق، ص ۱۲۵)

نبی کی شان میں گستاخی:

۵...... لولا رهطک بمعنی جماعتک وعشیرتک ہے، ایک قول یہ ہے کہ رهط کے معنی تین سے دس تک ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رهط کے معنی سات ہیں، لرجمناک سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو پتھر سے قتل کر دیتے، پتھر سے قتل

کرنا رحم کرنا کہلاتا ہے جو کہ قتل کرنے کے حوالے سے سب سے بُرا معاملہ ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں کی مراد یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو گالی دیتے یا گندی زبان سے ہم کلام ہوتے۔ (الخازن، ج۲، ص ۵۰۰)۔

قوم شعیب پر عذاب الٰهی:

۶......مراد یہ ہے کہ جب عذاب کا وقت آیا تو فرشتوں میں سے ایک نے چنگھاڑ ڈالی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے عذاب کا حکم کرنا مراد ہے، دو تقدیروں پر معاملہ اس طرح ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنین کو اللہ عزوجل نے اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائی اور اس میں دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنی خاص رحمت سے عذاب سے نجات عطا فرمائی لہذا اس میں تنبیہ ہے کہ بندے کو جو کچھ بھی ملتا ہے خاص اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کے فضل سے ملتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رحمت سے مراد ایمان، طاعت اور تمام اعمال صالحہ ہیں اور ان اعمال کی توفیق بھی اللہ عزوجل ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل نے عذاب کی کیفیت کا بھی بیان فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام کی چیخ نے ان میں موجود ہر (نافرمان) ذی روح کی روح قبض کر لی کہ وہ اپنے مکان میں مردہ پڑے رہے جیسا کہ وہ اپنے مکانوں میں کبھی زندہ ہی نہ تھے۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۳۹۲)

☆...... ☆ **ووصف اليوم ......الخ:** یعنی نفس الامر میں جو دن عذاب الٰہی کو گھیر لے گا۔ **ارجع:** جس دن میں مجھے کوئی مصیبت پہنچے یا آخرت میں مجھے کوئی مصیبت پہنچے۔ **ای منازلهم:** قوم لوط اور قوم شعیب کی بستیاں مثل پڑوس کے قریب قریب تھیں۔ **او زمن هلاکهم:** یعنی مجھے ان کی ہلاکت کی خبر پہنچی تھی۔ **ایذانا بقلة المبالاة:** مراد ہنسی اڑانا ہے۔

انما رهطک هم الاعزة: دین کے معاملے میں تمہارا کنبہ ہمارے موافق ہے، نہ کہ شان و شوکت و قوت کے لحاظ سے۔

صاح بهم جبرئيل: یعنی ایسی آواز جس سے ان سب کی روحیں قبض ہوگئیں۔ (الجمل، ج۳، ص ٤٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۹۶)﴾ بُرهَانٍ بَيِّنٍ ظَاهِرٍ ﴿اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ (۹۷)﴾ سَدِيْدٍ ﴿يَقْدُمُ﴾ يَتَقَدَّمُ ﴿قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ فَيَتَّبِعُوْنَهٗ كَمَا اتَّبَعُوْهُ فِي الدُّنْيَا ﴿فَاَوْرَدَهُمُ﴾ اَدْخَلَهُمُ ﴿النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (۹۸)﴾ هِيَ ﴿وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ﴾ اَيِ الدُّنْيَا ﴿لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ لَعْنَةً ﴿بِئْسَ الرِّفْدُ﴾ الْعَوْنُ ﴿الْمَرْفُوْدُ (۹۹)﴾ رِفْدُهُمْ ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُوْرُ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿مِنْهَا﴾ اَيِ الْقُرٰی ﴿قَآئِمٌ﴾ هَلَكَ اَهْلُهٗ دُوْنَهٗ ﴿وَّ مِنْهَا حَصِيْدٌ (۱۰۰)﴾ هَلَكَ بِاَهْلِهٖ فَلَا اَثَرَ لَهٗ كَالزَّرْعِ الْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ ﴿وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ بِالشِّرْكِ ﴿فَمَآ اَغْنَتْ﴾ دَفَعَتْ ﴿عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ﴾

یَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ﴾ عَذَابُهٗ ﴿وَمَا زَادُوْهُمْ﴾ بِعِبَادَتِهِمْ لَهَا ﴿غَیْرَ تَتْبِیْبٍ (۱۰۱)﴾ تَخْسِیْرٍ ﴿وَکَذٰلِکَ﴾ مِثْلُ ذٰلِکَ الْاَخْذِ ﴿اَخْذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی﴾ اُرِیْدَ اَهْلُهَا ﴿وَهِیَ ظَالِمَةٌ﴾ بِالذُّنُوْبِ اَیْ فَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِنْ اَخْذِهٖ شَیْءٌ ﴿اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ (۱۰۲)﴾ رَوَی الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ حَتّٰی اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ یُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ) اَلْاٰیَةَ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ﴾ اَلْمَذْکُوْرِ مِنَ الْقَصَصِ ﴿لَاٰیَةً﴾ لَعِبْرَةً ﴿لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِکَ﴾ اَیْ یَوْمُ الْقِیَامَةِ ﴿یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ﴾ فِیْهِ ﴿النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (۱۰۳)﴾ یَشْهَدُهٗ جَمِیْعُ الْخَلَائِقِ ﴿وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (۱۰۴)﴾ لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ ﴿یَوْمَ یَاْتِ﴾ ذٰلِکَ الْیَوْمُ ﴿لَا تَکَلَّمُ﴾ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ ﴿نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ تَعَالٰی ﴿فَمِنْهُمْ﴾ اَیِ الْخَلْقِ ﴿شَقِیٌّ﴾ ﴿وَ﴾ مِنْهُمْ ﴿سَعِیْدٌ (۱۰۵)﴾ کُتِبَ کُلٌّ فِی الْاَزَلِ ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا﴾ فِیْ عِلْمِهٖ تَعَالٰی ﴿فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ﴾ صَوْتٌ شَدِیْدٌ ﴿وَّشَهِیْقٌ (۱۰۶)﴾ صَوْتٌ ضَعِیْفٌ ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ اَیْ مُدَّةَ دَوَامِهِمَا فِی الدُّنْیَا ﴿اِلَّا﴾ غَیْرَ ﴿مَا شَآءَ رَبُّکَ﴾ مِنَ الزِّیَادَةِ عَلٰی مُدَّتِهِمَا مِمَّا لَا مُنْتَهٰی لَهٗ وَالْمَعْنٰی خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (۱۰۷)﴾ ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا﴾ بِفَتْحِ السِّیْنِ وَضَمِّهَا ﴿فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا﴾ غَیْرَ ﴿مَا شَآءَ رَبُّکَ﴾ کَمَا تَقَدَّمَ وَدَلَّ عَلَیْهِ فِیْهِمْ قَوْلُهٗ ﴿عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (۱۰۸)﴾ مَقْطُوْعٍ وَمَا تَقَدَّمَ مِنَ التَّاْوِیْلِ هُوَ الَّذِیْ ظَهَرَ وَهُوَ خَالٍ مِنَ التَّکَلُّفِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ ﴿فَلَا تَکُ﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿فِیْ مِرْیَةٍ﴾ شَکٍّ ﴿مِّمَّا یَعْبُدُ هٰؤُلَآءِ﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ اِنَّا نُعَذِّبُهُمْ کَمَا عَذَّبْنَا مَنْ قَبْلَهُمْ وَهٰذَا تَسْلِیَةٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا کَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ﴾ اَیْ کَعِبَادَتِهِمْ ﴿مِّنْ قَبْلُ﴾ وَقَدْ عَذَّبْنَاهُمْ ﴿وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ﴾ مِثْلَهُمْ ﴿نَصِیْبَهُمْ﴾ حَظَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿غَیْرَ مَنْقُوْصٍ (۱۰۹)﴾ اَیْ تَامًّا۔

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور صریح غلبے ......۱ کے ساتھ بھیجا (یعنی کھلی اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا) فرعون اور اسکے درباریوں کی طرف تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستے کا نہ تھا (یعنی سیدھا) نہ تھا اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا (یقدم بمعنی یتقدم ہے) قیامت کے دن (پس انکی قوم اسکے پیچھے چلے گی جیسا کہ دنیا میں وہ اس کے پیچھے چلا کرتی تھی) تو انہیں دوزخ

میں لا اتارے گا (یعنی انہیں داخلِ جہنم کردے گا) اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا (یعنی جہنم) اور انکے پیچھے پڑی اس میں (یعنی اس دنیا میں) لعنت اور قیامت کے دن (بھی لعنت ہوگی) کیا ہی برا انعام جو انہیں ملا (کیا ہی بری مدد جو انہیں ملی ہے) یہ (جو مذکور ہوا، ذلک مبتدا ہے اسکی خبر آگے مـن انبـاء ......آرہی ہے) بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں (اے محمد ﷺ!) ان میں (ان بستیوں میں سے) کوئی کھڑی ہے (رہائشی اسکے ہلاک ہوچلے اور بستی سلامت ہے) اور کوئی کٹ گئی (یعنی بستی رہائشیوں سمیت ہلاک و برباد ہوگئی پس انکا کوئی نشان باقی نہیں جیسا کہ درانتی سے کاٹی گئی کھیتی ہوتی ہے) اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا (کہ انہیں بغیر کسی گناہ کے ہلاک کیا ہو) بلکہ خود انہوں نے اپنا برا کیا......۲......(شرک کرکے) کچھ بے پرواہ نہ کیا (کچھ دور نہ کیا) ان سے انکے معبود نے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے (فعل یدعون بمعنی یعبدون ہے، دون بمعنی غیر ہے، من شئی میں من زائدہ ہے) جب تمہارے رب کا حکم آیا (یعنی اسکا عذاب آیا) اور ان سے (یعنی ان کے بتوں کی پرستش نے) انہیں خسارے کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی (یعنی ایسی ہی پکڑ کی مثل) تیرے رب کی پکڑ جب بستیوں کو (یعنی بستی والوں) کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر (انکے گناہوں کے سبب اس کی پکڑ سے کوئی چیز انکو بے پرواہ نہیں کرسکے گی) بیشک اسکی پکڑ سخت دردناک ہے (بخاری و مسلم نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتی کہ جب اسکی پکڑ فرماتا ہے تو اسے نہیں چھوڑتا"، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی "وکـذلک اخذ ربک") بیشک اس میں (ان مذکورہ قصوں میں) نشانی ہے (یعنی عبرت ہے) اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ (یعنی قیامت کا دن) وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہونگے اور وہ دن حاضری کا ہے (اس میں تمام مخلوق حاضر ہوگی) اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کیلئے (ایک وقت تک کیلئے جو اللہ عزوجل کو معلوم ہے) جس دن وہ (دن) آئے گا کوئی جان بے حکمِ خدا بات نہ کرے گی (تکلم میں دو تاء تھیں جن میں سے ایک حذوف کردی گئی ہے) تو ان میں سے بعض (یعنی بعض مخلوق) بدبخت ہے اور (ان میں سے بعض) خوش نصیب (ان میں سے، ہر چیز کو ازل میں لکھ دیا گیا ہے) تو وہ جو بدبخت ہیں......۳......(اللہ عزوجل کے علم میں) وہ تو دوزخ میں ہیں اس میں انکے لیے زفیـــــــر (یعنی سخت آواز ہوگی) اور شھیق ......۴......(یعنی پست و کمزور آواز ہوگی) وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہیں (یعنی دنیا میں زمین و آسمان کے رہنے کی مدت کے برابر) مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا (یعنی انکی اس مدت میں جو اضافہ تمہارا رب چاہے اور یہ وہ مدت ہے جسکی انتہا نہیں یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے) بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے (سـعـدوا کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہیں مگر (الا بمعنی غیـر ہے) جتنا تمہارے رب نے چاہا......۵......(جیسا کہ اس کا بیان ماقبل گزرا اور اس غیر منتہی مدت پر یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے غیـر مجذوذ بمعنی مقطوع ہے) یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی (اور مذکورہ آیت کی تاویل جو مجھ پر ظاہر ہوئی وہ تکلف سے خالی ہے

اور اللہ عزوجل اپنی مراد کو زیادہ جاننے والا ہے) تو نہ پڑ تم (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) شک میں (مــریۃ بمعنی شک ہے) اس سے جسے (یعنی جن بتوں کو) یہ کافر پوجتے ہیں (ہم انہیں یونہی عذاب دیں گے جیسا کہ ان سے اگلوں کو عذاب دیا اور یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے) یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے (یعنی یہ اپنے باپ دادوں کی طرح ہی بتوں کو پوج رہے ہیں) اور بیشک ہم ان کا حصہ (عذاب کا حصہ) انہیں پورا (مکمل) پھیر دیں گے (ان کے باپ دادوں کی مثل) جس میں کمی نہ ہوگی۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا موسی بایتنا وسلطن مبین الی فرعون وملائه﴾

و: عاطفہ......لقد: تحقیق......ارسلنا: فعل بافاعل......موسی: ذوالحال......بایتنا وسلطن مبین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول......الی فرعون وملائه: ظرف لغو، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتبعوا امر فرعون وما فرعون برشید﴾.

ف: عاطفہ......اتبعوا: فعل بافاعل......امر فرعون: ذوالحال......و: حالیہ......ما: حجازیہ......فرعون: اسم......برشید: خبر......ما: حجازیہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یقدم قومه یوم القیمة فاوردهم النار وبئس الورد المورود﴾.

یقدم: فعل بافاعل......قومه: مفعول......یوم القیمة: ظرف یہ سب ملکر جملہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......اورد: فعل بافاعل......هم: مفعول اول......النار: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......بئس: فعل، الورد المورود: فاعل، ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم "وردهم" مبتدا محذوف اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتبعوا فی هذه لعنة ویوم القیمة﴾.

و: عاطفہ......اتبعوا: فعل مجہول واو ضمیر نائب الفاعل......فی: جار......هذه: معطوف علیہ......لعنة: مفعول......و: عاطفہ......یوم القیمة: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بئس الرفد المرفود﴾.

بئس: فعل ذم......الرفد المرفود: فاعل، ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم "رفدهم" مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک من انباء القری نقصه علیک منها قائم وحصید﴾.

ذلک: مبتدا......من انباء القری: ظرف مستقر خبر اول......نقصه علیک: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ......منها: ظرف مستقر خبر مقدم......قائم وحصید ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ظلمنهم ولکن ظلموا انفسهم﴾.

ف: عاطفہ......ما اغنت: فعل نفی با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لکن: استدراک......ظلموا: فعل با فاعل......انفسهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما اغنت عنهم الهتهم التی یدعون من دون الله من شیء﴾.

ف: عاطفہ......ما اغنت: فعل نفی......عنهم: ظرف لغو......الهتهم: موصوف......التی: موصول......یدعون: فعل با فاعل......من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ......شیء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ما اغنت: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لما جاء امر ربک وما زادوهم غیر تتبیب﴾.

لما: ظرف حینیہ......جاء امر ربک: جملہ فعلیہ ظرف متعلق ہے "اغنت" کے......و: عاطفہ......ما زادوا: فعل با فاعل......هم: ضمیر مفعول اول......غیر تتبیب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ "اغنت" پر معطوف ہے۔

﴿وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وهی ظالمة﴾.

و: مستانفہ......کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم......اخذ ربک: مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط......اخذ: فعل با فاعل......القری: ذوالحال......وهی ظالمة: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف "فلا یغنی عنهم من اخذه شیء".

﴿ان اخذه الیم شدید ان فی ذلک لایة لمن خاف عذاب الاخرة﴾.

ان: حرف مشبہ......اخذه: اسم......الیم شدید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ......فی ذلک: متعلق بمحذوف خبر مقدم......لام: تاکید، ایة: موصوف......لمن خاف...... الخ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک یوم مجموع له الناس وذالک یوم مشهود﴾.

ذلک: مبتدا......یوم: موصوف......مجموع: اسم مفعول......له: ظرف لغو......الناس: نائب الفاعل اسم مفعول، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، ذلک: مبتدا......یوم: موصوف......مشهود: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما نؤخره الا لاجل معدود یوم یات لا تکلم نفس الا باذنه﴾.

و: استنافیہ......ما نؤخر: فعل نفی با فاعل......ہ: ضمیر مفعول......الا: حصر......لاجل معدود: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، یوم: موصوف......یات: جملہ صفت ملکر ظرف مقدم......لا تکلم: فعل نفی......نفس: ذوالحال......الا: حصر......باذنه: متعلق

بحذوف حال،ملکر فاعل،فعل نفی اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمنهم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق خلدین فیها ما دامت السموت والارض﴾

ف: تفریعیہ......منهم: متعلق بحذوف خبر مقدم......شقی وسعید: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: تفریعیہ......
اما: شرط...... الذین: موصول......شقوا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ......فی النار: متعلق بحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ
،خلدین: اسم فاعل......فیها: ظرف لغو......ما: مصدریہ ظرفیہ......دامت السموت والارض: جملہ مضاف الیہ......ما:
مصدریہ،ملکر ظرف،خلدین اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر "الذین شقوا" سے حال ہے۔

﴿الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید﴾.

الا: حرف استثناء......ماشاء ربک: موصول صلہ ملکر "خلود" سے مستثنی ہے......ان: حرف مشبہ...... ربک: اسم
،فعال: اسم مبالغہ بافاعل......لمایرید: ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدین فیها ما دامت السموت والارض الا ما شاء ربک﴾
اسکے مثل آیت کی ترکیب ابھی ماقبل گزری۔

﴿عطاء غیر مجذوذ فلا تک فی مریة مما یعبد هولاء﴾.

عطاء: موصوف......غیر مجذوذ: صفت،ملکر مفعول مطلق "اعطوا" فعل محذوف کیلئے،فعل اپنے متعلقات سے ملکر
جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید ہے......ف: مستانفہ......لاتک: فعل نہی انت ضمیر اسم......فی: جار......مریة: موصوف......مما یعبد
هؤلاء: صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مایعبدون الا کما یعبد اباؤهم من قبل﴾.

ما: نافیہ......یعبدون: فعل بافاعل......الا: حصر......کمایعبد اباء هم من قبل: متعلق بحذوف مصدر محذوف
"عبدا" کی صفت،ملکر مفعول......یعبدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا لموفوهم نصیبهم غیر منقوص﴾.

و: عاطفہ......انا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکید......موفوا: اسم فاعل بافاعل......نصیبهم: مفعول......غیر
منقوص: حال ہے مفعول سے،یہ سب ملکر مضاف هم ضمیر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سلطن کسے کہتے ہیں؟

۱......اکثر علماء کے نزدیک حجت کو سلطن کہتے ہیں جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی نے المفردات میں اور علامہ خازن نے تفسیر خازن میں بیان کیا، اور سلطن مبین سے مراد معجزہ ظاہرہ باہرہ لیا ہے جو کسی نبی کی نبوت پر دلالت کرے، زجاج کا قول یہ بھی ہے کہ سلطن بمعنی حجة ہے اور سلطن کو سلطانا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے زمین پر دلیل ہوتی ہے۔ آیات اور سلطان میں فرق کیا ہے؟ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے، علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئی تھیں جو کہ یہ ہیں عصا، ید بیضاء، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، جانوں اور مالوں میں کمی، لیکن آیت میں غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آیاتنا اور سلطن مبین کے مابین حرف عطف ہے اور مراد فقط ایک نشانی عصا مبارک ہے۔ یعنی آیاتنا سے مراد تمام نشانیاں ہیں اور سلطن مبین سے مراد فقط ایک ہی حجت یعنی عصا مراد ہے، اور اس حجت کو اس کے شرف کی وجہ سے ماعدا سے ممتاز کیا گیا۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ٤٥٢)۔

﴿وما ظلمنٰهم ولکن ظلموا انفسهم﴾ کی توجیہ:

۲......اس بارے میں کئی وجوہ ہیں (۱) یعنی ہم نے انہیں عذاب دے کر یا ھلاک کر کے ظلم نہ کیا بلکہ انہوں نے کفر و معصیت کر کے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا۔ (۲) جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ظلم کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کا عدل مراد ہوتا ہے، اس لیے کہ قوم نے ابتداء اپنی جانوں پر ظلم کیا تو نتیجے کے طور پر انہیں عذاب الٰہی نے آلیا۔ (۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں ان لوگوں پر اپنی نعمتوں اور رزق میں کمی نہ کرے لیکن قوم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حقوق میں کمی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر لیتی ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٩٦)۔

شقی اور سعید کی جانچ کیسے ہو؟

۳......شقی اسے کہتے ہیں جس کے نوشتہ تقدیر میں شقاوت لکھ دی گئی ہے، اور سعید اسے کہتے ہیں جس کے نوشتہ تقدیر میں سعادت لکھ دی گئی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ پر گئے، ہم بقیع میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو بیٹھ گئے اور اس لکڑی کے ساتھ کچھ لحہ زمین کریدتے رہے۔ پھر فرمایا ہر نفس کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانا لکھا جا چکا ہے، ہر نفس کا بدبخت یا سعادت مند ہونا لکھا جا چکا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہم اپنے نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا چھوڑ کیوں نہ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں لیکن عمل کرو، ہر ایک کو اس کے لکھے ہوئے کے مطابق میسر آئے گا، اہل شقاوت کو اہل شقاوت کے اعمال میسر آئیں گے اور اہل سعادت کو اہل سعادت کے عمل کی توفیق ہوگی''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ''﴿فاما من اعطی واتقی، وصدق بالحسنی﴾ اس حدیث کو امام بغوی نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں بھی یونہی مذکور ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ٤٦٩٤، ص ٨٧٨)۔

زفیر اور شهیق کے معنی :

۴.....حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، الزفیر کے معنی بڑی اونچی آواز ہے، جب کہ الشھیق کے معنی کمزور ہلکی آواز ہے، ضحاک اور مقاتل نے کہا کہ الزفیر گدھے کی پہلی آواز اور الشھیق گدھے کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ الزفیر سے مراد حلق سے نکلنے والی آواز ہے جب کہ الشھیق سے مراد سینے سے نکلنے والی آواز ہے۔ (التفسیر البغوی، ص ۴۳۷)۔

دائمی عذاب کا ھونا یا نه ھونا کن کے بارے میں ھے؟

۵.....اللہ عزوجل نے فرمایا: وہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں گے مگر جتنا آپ کا رب چاہے۔ پتہ چلا کہ کچھ عرصے بعد دوزخیوں کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا، قتادہ اور ضحاک کا قول ہے کہ یہ استثناء ان موحدین کی طرف راجع ہے جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا تھا، اللہ عزوجل جب تک چاہے گا ان کو دوزخ میں رکھے گا پھر ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۶۳۳)

☆.....☆ کما اتبعوه فی الدنیا: جیسا کہ دنیا میں فرعون کی پیروی کرنے والے دریا میں فرعون کے ساتھ غرق ہوئے، کفر وگمراہی میں جا پڑے۔ هلک باهله: یعنی بستی والوں کا اثر باقی نہیں ہے، قائم اور حصید کو زرع کے ساتھ تشبیہ دی، اس لئے کہ بعض اپنی ساق (پنڈلی) پر قائم ہے اور بعض کٹ گئی۔ فیه: اس جملے میں اشارہ ہے کہ لام بمعنی فی ہے، یعنی قیامت کے دن اللہ عزوجل انسان، جنات اور سب مخلوق کو جمع فرمائے گا۔ کتب فی کل الازل: یعنی لکھا ہوا خاتمہ ظاہر ہو جائے گا۔ فی علمه: جن کا خاتمہ کفر پر ہوگا اور جو ایمان پر سبقت کریں گے۔ فی الدنیا: مراد آسمان دنیا اور اس کی اراضی ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۵۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿فَاخْتُلِفَ فِيْهِ﴾ بِالتَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ كَالْقُرْاٰنِ ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ﴾ بِتَاخِيْرِ الْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ لِلْخَلَائِقِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي الدُّنْيَا فِيْمَا اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴿وَاِنَّهُمْ﴾ اَيِ الْمُكَذِّبِيْنَ بِهِ ﴿لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (۱۱۰)﴾ مُوْقِعٍ فِي الرِّيْبَةِ ﴿وَاِنَّ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿كُلًّا﴾ مَا زَائِدَةٌ وَاللَّامُ مُوَطِّئَةٌ لِقَسَمٍ مُقَدَّرٍ اَوْ فَارِقَةٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ لَمَّا بِمَعْنٰى اِلَّا فَاِنْ نَافِيَةٌ ﴿لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ﴾ اَيْ جَزَاءَهَا ﴿اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۱۱)﴾ عَالِمٌ بِبَوَاطِنِهٖ كَظَوَاهِرِهٖ ﴿فَاسْتَقِمْ﴾ عَلَى الْعَمَلِ بِاَمْرِ رَبِّكَ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ ﴿كَمَا اُمِرْتَ وَ﴾ لِيَسْتَقِمْ ﴿مَنْ تَابَ﴾ اٰمَنَ ﴿مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ط﴾ تَجَاوَزُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ ﴿اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۲)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا ﴿اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ بِمَوَدَّةٍ اَوْ مُدَاهَنَةٍ اَوْ رِضًا بِاَعْمَالِهِمْ ﴿فَتَمَسَّكُمُ﴾ تُصِيْبَكُمُ

﴿النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَىْ غَيْرِهٖ ﴿مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿اَوْلِيَآءَ﴾ يَحْفَظُوْنَكُمْ مِنْهُ ﴿ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۱۱۳)﴾ تُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِهٖ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ﴾ اَلْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اَىِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿وَزُلَفًا﴾ جَمْعُ زُلْفَةٍ اَىْ طَائِفَةٍ ﴿مِّنَ الَّيْلِ﴾ اَىِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ﴾ كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ﴿يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ اَلذُّنُوْبَ الصَّغَائِرَ نَزَلَ فِيْمَنْ قَبَّلَ اَجْنَبِيَّةً فَاَخْبَرَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: اِلٰى هٰذَا؟ فَقَالَ: "لِجَمِيْعِ اُمَّتِىْ كُلِّهِمْ" رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (۱۱۴)﴾ عِظَةٌ لِلْمُتَّعِظِيْنَ ﴿وَاصْبِرْ﴾ يَامُحَمَّدُ عَلٰى اَذٰى قَوْمِكَ اَوْ عَلَى الصَّلٰوةِ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۱۵)﴾ بِالصَّبْرِ عَلَى الطَّاعَةِ ﴿فَلَوْلَا﴾ فَهَلَّا ﴿كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ﴾ اَلْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ ﴿مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ﴾ اَصْحَابُ دِيْنٍ وَفَضْلٍ ﴿يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ﴾ اَلْمُرَادُ بِهِ النَّفْىُ اَىْ مَاكَانَ فِيْهِمْ ذٰلِكَ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ﴾ نَهَوْا فَنَجَوْا وَمِنْ لِلْبَيَانِ ﴿وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ بِالْفَسَادِ وَتَرْكِ النَّهْىِ ﴿مَآ اُتْرِفُوْا﴾ نُعِّمُوْا ﴿فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (۱۱۶)﴾ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ﴾ مِنْهُ لَهَا ﴿وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (۱۱۷)﴾ مُؤْمِنُوْنَ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ اَهْلَ دِيْنٍ وَاحِدٍ ﴿وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ (۱۱۸)﴾ فِى الدِّيْنِ ﴿اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ﴾ اَرَادَ لَهُمُ الْخَيْرَ فَلَا يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ﴿وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ اَىْ اَهْلَ الْاِخْتِلَافِ لَهٗ وَاَهْلَ الرَّحْمَةِ لَهَا ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ﴾ وَهِىَ ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ﴾ اَلْجِنِّ ﴿وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۱۹)﴾ ﴿وَكُلًّا﴾ نُصِبَ بِنَقُصُّ وَتَنْوِيْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ اَىْ كُلُّ مَايَحْتَاجُ اِلَيْهِ ﴿نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا﴾ بَدَلٌ مِنْ كُلًّا ﴿نُثَبِّتُ﴾ نُطَمْئِنُ ﴿بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ قَلْبَكَ ﴿وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ﴾ اَلْاَنْبَاءِ اَوِ الْاٰيَاتِ ﴿الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲۰)﴾ خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاِنْتِفَاعِهِمْ بِهَا فِى الْاِيْمَانِ بِخِلَافِ الْكُفَّارِ ﴿وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ﴾ حَالَتِكُمْ ﴿اِنَّا عٰمِلُوْنَ (۱۲۱)﴾ عَلٰى حَالَتِنَا تَهْدِيْدٌ لَهُمْ ﴿وَانْتَظِرُوْا﴾ عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۲۲)﴾ ذٰلِكَ ﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اَىْ عِلْمُ مَاغَابَ فِيْهِمَا ﴿وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ يَعُوْدُ وَلِلْمَفْعُوْلِ يُرَدُّ ﴿الْاَمْرُ كُلُّهٗ﴾ فَيَنْتَقِمُ مِمَّنْ عَصٰى ﴿فَاعْبُدْهُ﴾ وَحِّدْهُ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ ثِقْ بِهٖ فَاِنَّهٗ كَافِيْكَ ﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۲۳)﴾ وَاِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِوَقْتِهِمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَّةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) دی تو اس میں پھوٹ پڑ گئی (بعض نے تصدیق کی بعض نے جھٹلایا جیسا کہ قرآن کے ساتھ کیا گیا) اگر تمہارے رب کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی (کہ مخلوق کا حساب اور انکی جزاء کو قیامت کے دن تک مؤخر کیا جائے گا) تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا (دنیا میں اس معاملہ میں جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا) اور بیشک وہ (یعنی اسے جھٹلانے کو) اسکی طرف سے دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں (مریب کا معنی شک میں ڈالنے والی چیز ہے) اور بیشک (ان کو مشدد مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جتنے ہیں (یعنی تمام ہی مخلوق، لما میں ما زائدہ ہے اور لام قسم مقدر کی تاکید کیلئے ہے یا فرق بیان کرنے کیلئے ہے اور ایک قرأت میں لما مشدد آیا ہے بمعنی الا ہے اور ان نافیہ ہے) انہیں تمہارا رب انکے اعمال کا پورے دیگا (یعنی انہیں انکے اعمال کو پورا بدلہ دیگا) اسے ان کے کاموں کی خبر ہے (وہ انکے باطن کو اسی طرح جانتا ہے جیسا کہ ان کے ظاہر کو جانتا ہے) تو قائم رہو......۱......(اپنے رب کے حکم کے مطابق عمل پر اور اسکی عبادت پر) جیسا تمہیں حکم ہے اور (چاہیے کہ قائم رہے وہ) جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے (یعنی ایمان لایا ہے تم پر) اور اے لوگوں سرکشی نہ کرو (اللہ ﷻ کی حدود سے آگے نہ بڑھو) بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (پس وہ تمہیں ان کا بدلہ دیگا) اور نہ جھکو......۲......(مائل نہ ہو) ظالموں کی طرف (مودت یا مداھنت کا اظہار کر کے یا انکے اعمال پر راضی ہو کر) کہ تمہیں آگ چھوئے گی (تمسکم بمعنی تصیبکم ہے) اور اللہ کے علاوہ (لفظ دون بمعنی غیر ہے) تمہارا کوئی حمایتی نہیں (جو تمہاری اس سے حفاظت کر سکے، من زائدہ ہے) پھر مدد نہ پاؤ (تم اس کے عذاب کو روک نہ پاؤ گے) اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں......۳......(یعنی صبح و شام میں مراد اس سے فجر، ظہر اور عصر کی نماز ہے) کناروں میں (زلفا، زلفة کی جمع ہے اس کا معنی طائفة ہے) رات کے (مراد اس سے مغرب اور عشاء ہے) بیشک نیکیاں (جیسے پانچوں نمازیں) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں......۴......(یعنی گناہ صغیرہ کو، یہ آیت مبارکہ ان صاحب کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایک اجنبیہ کا بوسہ لے لیا تھا پس نبی پاک ﷺ نے انہیں اس آیت کے نزول کی خبر دی تو آپ ﷺ نے عرض کیا کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: ''یہ میری ساری امت کے لیے ہے''، اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) یہ نصیحت ہے ماننے والوں کیلئے (ذاکرین بمعنی متعظین ہے) اور صبر کرو (اے محمد ﷺ اپنی قوم کی طرف سے ملنے والی تکلیفوں پر، اور نماز پر مداومت کرو) کہ اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (جو اطاعت الٰہی پر مداومت اختیار کرتے ہیں) تو کیوں نہ ہوئے (فلولا بمعنی ھلا ہے) ان بستیوں میں سے (یعنی گزشتہ امتوں میں سے) جو تم سے پہلے ہوئیں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا (جو دیندار اور صاحب فضل ہوئے) کہ زمین میں فساد سے روکتے (نہی سے مراد نفی ہے یعنی ان میں یہ بات تھی ہی نہیں) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی (انہوں نے فساد فی الارض سے لوگوں کو روکا اور نجات پا گئے یہاں من بیانیہ ہے) اور ظالموں نے پیروی کی (فساد فی الارض

کی یا نہی کو ترک کرنے کی) اس عیش کی (ان نعمتوں وآزائشوں کی) جو انہیں دیا گیا اور وہ گنا ہگار تھے اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ہلاک کردے......۵......(خود ان پر) ظلم کر کے اور انکے لوگ اچھے ہوں (یعنی صاحب ایمان ہوں) اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا (ایک ہی دین کو ماننے والا کر دیتا) اور وہ ہمیشہ اختلاف......۶......میں رہیں گے (دین کے معاملے میں) مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا (انکے لیے خیر کا ارادہ فرمایا پس وہ دین کے معاملے میں اختلاف میں نہیں رہیں گے) اور انہیں (یعنی دین میں اختلاف کرنے والوں کو اختلاف کیلئے اور رحمت والوں کو رحمت کیلئے) بنایا ہے اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی (اور وہ یہ ہے) کہ بیشک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر (الجنة بمعنی الجن ہے) اور سب کچھ (کلا منصوب نے نقص فعل کی وجہ سے اسکی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے جو کہ یہ ہے کل مایحتاج الیہ ہے) ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں (ما، کلا سے بدل ہے، نثبت کے معنی اطمنان بخشا ہے اور فؤاد کا معنی دل ہے) اور ان (خبروں یا آیتوں میں) تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت......۷......(مسلمانوں کا بالخصوص ذکر ان کے ان آیات سے ایمان لانے کے معاملہ میں فائدہ حاصل کرنے کے سبب ہے بخلاف کافروں کے وہ ان سے منتفع نہیں ہوتے) اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ (اپنے حال پر) پر کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں (اپنے حال پر رہ کر، یہ ان کیلئے دھمکی ہے) اور راہ دیکھو (تم اپنے انجام کی) ہم بھی راہ دیکھتے ہیں (تمہارے انجام کی) اور اللہ ہی کیلئے ہے زمین وآسمان کے غیب (یعنی وہ جانتا ہے ان دونوں میں موجود غائب اشیاء کو) اور اسی کی طرف رجوع ہے (یرجع کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے پہلی صورت میں یہ بمعنی یعود ہے اور دوسری صورت میں بمعنی یرد ہے) سب کاموں کی (پس وہ اپنے نافرمانوں سے انتقام لے گا) تو اسکی بندگی کرو (اسکو ایک مانو) اور اس پر توکل کرو (اسی پر اعتماد کرو کہ بلاشبہ وہ تمہیں کافی ہے) اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں (وہ تمہارے کاموں کی جزا کو وقت مقررہ تک کیلئے موخر فرما رہا ہے، یعملون کو تاء فوقانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی تعملون پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب فاختلف فیه﴾

و: استئنافیہ......لقد: تحقیق......اتینا: فعل با فاعل......موسی: مفعول اول......الکتب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ،

ف: عاطفہ......اختلف: فعل مجہول......فیه: ظرف مستقر قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا کلمة سبقت من ربک لقضی بینهم﴾

و: عاطفہ......لولا: حرف امتناع......کلمة: موصوف، سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا، خبر محذوف "موجود"، ملکر جملہ اسمیہ......لام: تاکید......قضی: فعل با نائب الفاعل......بینهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿وانهم لفی شک منه مریب﴾.

و: حالیہ......ان: حرف مشبہ ھم ضمیراسم......لام: تاکید......فی: جار......شک: موصوف......منہ: صفت اول ،مریب: صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر متعلق بمحذوف ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "بینھم" کی ضمیر سے حال ہے۔

﴿وان کلا لما لیوفینهم ربک اعمالهم انه بما یعملون خبیر﴾

و: عاطفہ......ان: حرف مشبہ،کل: اسم،لما: بمعنی الا......لام: جواب قسم مقدر......یوفینھم: فعل بامفعول،ربک: فاعل،اعمالھم: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر اسمیہ،ان: حرف مشبہ ۃ ضمیر اسم،بمایعملون خبیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستقم کما امرت ومن تاب معک﴾.

ف: فصیحہ......استقم: فعل امر بافاعل......ک: جار......مـاامرت: مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف "استقـامـا" کیلئے،ملکر مفعول مطلق......و: عاطفہ......من تاب معک: موصول صلہ معطوف ہے "استقم" کی ضمیر فاعل سے، اور فاصلہ کی وجہ سے یہ عطف جائز ہے یا پھر یہ مفعول معہ واقع ہے،استقم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتطغوا انه بما تعملون بصیر﴾.

و: عاطفہ......لاتطغوا: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ......انه بما......الخ: ان اپنے اسم وخبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾.

و: مستانفہ......لاترکنوا: فعل بافاعل......الی الذین ظلموا: ظرف لغو...... ف: سببیہ "ان" مقدرہ......تمسکم النار: جملہ فعلیہ منصوب بان مفعول،لاترکنوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لکم من دون الله من اولیاء ثم لا تنصرون﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......لکم: خبر مقدم......من دون الله: حال مقدم......من: زائد......اولیاء: ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......لاتنصرون: فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقم الصلوة طرفی النهار وزلفا من الیل ان الحسنت یذهبن السیات﴾.

و: عاطفہ......اقم: فعل بافاعل،الصلوۃ: مفعول......طرفی النھار: معطوف علیہ،وزلفامن الیل: معطوف،ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ،ان: حرف مشبہ......حسنت: اسم،یذھبن: فعل بافاعل......السیئات: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک ذکری للذکرین واصبر فان لا یضیع اجر المحسنین﴾.

ذلک: مبتدا......ذکری: موصوف......للذاکرین: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ،اصبر:

فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ "اقم" پر معطوف ہے......ف: تعلیلیہ......ان اللہ لایضیع اجر المحسنین: جملہ اسمیہ۔

﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینھون عن الفساد فی الارض﴾.

ف: مستانفہ......لولا: حرف تنبیہ......کان: فعل ناقص......من: جار......القرون: ذوالحال......من قبلکم: حال ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم......اولوا بقیة: ذوالحال،ملکر اسم......ینھون: فعل بافاعل......عن: جار...... الفساد: ذوالحال......فی الارض: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا قلیلا ممن انجینا منھم﴾.

الا: حرف استثناء......قلیلا: موصوف......من: جار......من: موصول......انجینامنھم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت،ملکر مستثنی منقطع "ینھون" کے فاعل سے۔

﴿واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه و کانوا مجرمین﴾.

و: عاطفہ......اتبع: فعل......الذین ظلموا: فاعل......ما: موصولہ......اترفوا فیه: جملہ معطوف علیہ......وکانوا مجرمین: جملہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مفعول،اتبع فعل اپنے متعلقات سے ملکر محذوف جملہ "فلم ینھوا عن الفساد" کے فاعل سے۔

﴿وما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......ربک: اسم......لام: جحد جار......یھلک: فعل بافاعل...... القری: مفعول......بظلم: حال ہے فاعل سے......واھلھامصلحون: جملہ حال ہے مفعول،ملکر جملہ ہوکر مجرور،ملکر "مریدا" خبر محذوف کے متعلق،فعل ناقص اپنے اسم وخبر ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوشاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، شاء ربک: فعل بافاعل......، لام: جواب لو، جعل الناس: فعل بافاعل ومفعول اول، امة واحدة: مفعول ثانی،ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، یزالون: فعل ناقص واسم، مختلفین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ناقصہ ہوا۔

﴿الا من رحم ربک ولذلک خلقھم وتمت کلمة ربک لاملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین﴾

الا من رحم ربک: استثناء منقطع بمعنی لکن ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی "لکن من رحم ربک"، و: مستانفہ، لذلک: میں لام قسمیہ واسم اشارہ،خلقھم کے متعلق ہے، خلقھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ: تمت کلمة ربک: فعل بافاعل،ملکر معطوف،ملکر مشار الیہ،ملکر قسم۔

﴿وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک وجاءک فی ھذه الحق وموعظة وذکری للمؤمنین﴾.

کلا: مصدر کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: کل القصص نقص علیک، باقی ترکیب ماقبل میں دیکھ لیں۔

﴿وقل للذین لایومنون اعملوا علی مکانتکم انا عملون﴾.

و: مستانفہ، قل: قول، ل: جار، الذین لا یومنون: صلہ، ملکر مجرور، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، اعملوا: فعل امر، انت ضمیر مستتر فاعل، علی: جار، مکانتکم: مجرور، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اناعملون: ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانتظروا انا منتظرون﴾

و: مستانفہ ...... انتظروا: فعل امر بافاعل، انامنتظرون: حرف مشبہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولله غیب السموت والارض والیه یرجع الامر کله فاعبدوه وتوکل علیه وما ربک بغافل عما تعملون﴾.

ولله: خبر مقدم، غیب السموت والارض: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، الیه: جار مجرور ظرف لغو مقدم یرجع کے متعلق ہے، یرجع الامر: فعل مجہول ونائب فاعل، کله تاکید، ملکر جملہ فعلیہ خبریہ، ف فصیحہ، اعبدوه: فعل امر وضمیر مستتر فاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، وتوکل علیه: جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، ما حجازیہ: ربک: اسم، بغافل عما تعملون: جملہ خبر، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

استقامت کسے کہتے ہیں؟

۱...... شیخ جرجانی ''الاستقامة'' کی کئی تعریفات ذکر کرتے ہیں: کسی چیز کے اجزائے مفروضہ کے یکجا ہونے کو ''استقامت'' کہتے ہیں۔ اہل حقیقت کے نزدیک اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ تمام عہد وپیمان کو پورا کرنے کا نام استقامت ہے، کھانا پینا پہننا ہر کام میں متوسط حد تک صراط مستقیم کی رعایت کا نام ہے چہ جائے کہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی، پس یہی آخرت کے حوالے سے صراط مستقیم ہے اور اسی وجہ سے سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سورۃ ہود کی آیت ﴿فاستقم کما امرت (ھود: ۱۱۲)﴾ نے بوڑھا کردیا۔ ایک قول ''استقامت'' کی تعریف میں یہ کیا گیا ہے کہ اطاعت کو بجالانا اور معصیت سے اجتناب کرنا استقامت کہلاتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ استقامت ضد ہے ٹیڑھا پن کی، مطلب یہ کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ بندہ شریعت اور عقل کے ذریعے سے بندگی کے راستے پر گامزن رہے، استقامت کے معنی مداومت بھی ہے اور یہ بھی کہ بندہ خیال کرے کہ اے بندے! تجھے اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں (مزاحمت وغیرہ) کا کچھ اختیار نہیں، ابوعلی دقاق نے کہا کہ استقامت کے تین درجے ہیں: اول کا نام تقویم ہے یعنی نفس کو ادب سکھانا، دوم کا نام اقامۃ ہے یعنی دلوں کو شائستہ وشستہ بنائے، سوم استقامۃ ہے یعنی (شریعت کے) بھیدوں کا قرب پانا۔ (التعریفات، ص ۲۳)۔

رکون کے معنی:

۴......کسی چیز کے ایک جانب جس پر جس اس کا اسکان ہو رکن کہتے ہیں۔ (المفردات، ص۲۰۸)۔

رکون سے مراد محبت اور میلان قلب ہے، ﴿ولا ترکنوا الی الذین﴾ کے معنی ہیں کہ اعمال صالحہ پر راضی نہ ہوجاؤ، سدی کا قول ہے تاریک راہوں کی پردہ ہوشی نہ کرو، عکرمہ فرماتے ہیں کہ ظالموں کی فرمانبرداری نہ کرو، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ظالموں کی تسکین خاطر نہ کرو (الخازن، ج۲، ص ۵۰۶)۔

دوطرفوں میں نماز سے کیا مراد ھے؟

۳......دوطرفوں سے مراد صبح وشام ہے، زلفة سے مراد وہ گھڑی ہے جو دن کے آخری حصے میں ہو، اسی سے ازلفة یعنی وہ گھڑی قریب ہو تو نماز ادا کرو، صبح کی نماز سے مراد نماز فجر ہے، شام کی نماز سے مراد ظہر وعصر ہے اور دن کے آخری وقت میں مغرب وعشاء ہوتی ہیں۔ (المـــدارك، ج۲، ص ۸۸)۔

پانچ اوقات میں گناہ معاف ھونے کا مطلب کیا ھے؟

۴......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر دریا ہو، جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے، اللہ عزوجل ان کی وجہ سے اس شخص کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ،رقم: ۵۲۸، ص ۹۰)۔

ابن العربی نے فرمایا: جس طرح بندہ اپنے بدن اور کپڑوں کی گندگی کثیر پانی سے دور کرلیتا ہے، اسی طرح نماز انسان کو گناہوں کی گندگی سے پاک وصاف کردیتی ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (مراد وہی گناہ ہیں جو نماز کے سبب معاف ہوئے)۔ اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ حدیث کا ظاہر تو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صغائر وکبائر دونوں ہی مراد ہوں کیونکہ خطا کا اطلاق دونوں ہی پر ہوتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے کہ "پانچوں نمازیں اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ کبائر سے اجتناب کرے"۔ ابن بطال نے کہا کہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد صغیرہ گناہ ہیں اس لیے کہ صغائر کو خطا "درن (میل کچیل)" سے مشابہت کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس، رقم: ۵۲۸، ص ۲۲)۔

نزول عذاب کے اسباب:

۵......سابقہ آیتوں میں بھی یہ مضامین پائے جاتے ہیں کہ قوم کی ہٹ دھرمی کے سبب پوری بستی ایک ساتھ عذاب کا شکار

ہوجایا کرتی تھی، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے سوا کسی قوم نے عذاب کے نزول کو دیکھنے پر توبہ کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی ایسا نہ ہوا۔
اس آیت میں ان پر عذاب نازل کرنے کے دو سبب بیان فرمائے: ان میں نیک لوگوں کی ایسی جماعت نہ تھی جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے اور فساد پھیلانے سے روکتے، دوسرا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ فانی لذات، شہوات اور طاقت واقتدار کے نشہ میں دھت تھے، معلوم ہوا کہ لذات، شہوات، طاقت واقتدار کے نشے میں مستغرق رہنا اور یادالٰہی کو چھوڑ دینا فساد زمانہ اور عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

کونسا اختلاف محمود ہوتا ہے؟

۶......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں منقسم ہوئی، اسی طرح نصاریٰ میں، اور میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، رقم: ٤٥٩٦، ص ٨٦٠)۔
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ ضرور وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل برابر برابر کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علی الاعلان زنا کیا ہو تو دوسری امت کے لوگ بھی یہ عمل کریں گے اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں منقسم ہوئی اور میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی ایک فرقے کے سوا سارے جہنم میں ہوں گے، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ جنتی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا: ''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''۔

(الجامع الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق، رقم: ٢٦٥٠، ص ٧٥٩)۔

جاننا چاہیے کہ جس اختلاف کو مذموم کہا گیا ہے وہ عقائد کا اختلاف ہے جب کہ محمود اختلاف جو ائمہ مجتہدین کے مابین ہوتا ہے وہ فروعی معاملات کا اختلاف ہوتا ہے، دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے۔
☆......حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ احزاب سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھے، بعض مسلمانوں نے راستہ میں عصر کی نماز کا وقت پالیا، ان میں سے بعض نے کہا کہ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض نے کہا بلکہ ہم نماز پڑھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ ارادہ نہیں فرمایا تھا، پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی

(صحیح البخاری، کتاب صلوۃ الخوف، باب صلاۃ الطالب، رقم: ٩٤٦، ص ١٥٢)

دین خیر خواہی کا نام ہے!

ے......بخاری، کتاب الایمان میں ہے ''الدین النصیحة...... للہ، ولرسولہ ولائمة المسلمین وعامتھم''۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے لیے دین کیسے نصیحت ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ایمان کا تعلق ذات باری عزوجل کی طرف ہے اور اس کے بارے میں شک کی نفی کرنا بھی مطلوب ہے، ذات پاک کے بارے الحاد سے بچنا بھی ضروری ہے، اس کی

صفات کو تمام اجلال و اکمال کے ساتھ ماننا، ذات پاک کو ہر قسم کے نقائص سے جدا ماننا، فرمانبرداری میں قائم اور نافرمانی سے اجتناب کرنا، فرمانبرداری کے امور میں مدد کرنا اور نافرمانی کے امور میں مدد نہ کرنا، نعمت کا اعتراف، اس پر شکر، اور تمام امور میں اس کی ذات کو خالص کر لینا، ایک قول یہ ہے کہ درحقیقت یہاں ایک اضافت ہے جو کہ عبد کی طرف ہے اور اسے اس کے نفس کے بارے نصیحت کی طرف گامزن کرتی ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل ناصح کی نصیحت اور تمام عالمین سے بے پرواہ ہے۔

واما النصیحۃ لکتابہ: سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات پاک ہے اور اللہ کے کلام پر ایمان ہونا چاہیے اور یہ کہ مخلوق کا کوئی کلام اس کے مشابہ نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی مخلوق میں کوئی اس قسم کا کلام تیار کرسکتا ہے، پھر اس کی تعظیم وتوقیر اور تلاوت کا حق ادا کرنا ہے، اور حروف کو صحیح طور پر ادا کرنا ہے، اور اس کی تصدیق کرنا ہے، اس کے علوم کو سمجھنا ہے، اور عمل کرنا ہے، متشابہ آیات کو تسلیم کرنا ہے، ناسخ ومنسوخ، عموم خصوص میں بحث وتکرار (مثبت طور) پر کرنا، اس کے علوم کو پھیلانا اور اس پاک کلام کے وسیلے سے دعا کرنا۔ واما النصیحۃ لرسولہ: رسالت کی تصدیق اور جو کچھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں ان پر ایمان لانا، اوامر ونواہی میں ان کی فرمانبرداری کرنا، زندگی وموت ہر حال میں ان کی مدد ونصرت کا خواہاں ہونا، ان کے حق کو عظیم جاننا اور ان کی سنتوں پر عمل پیرا ہونا، ان کے تعلیم دینے پر التفات کرنا، ادب آداب، محبت اہل بیت واصحاب کی رعایت کرنا۔ واما النصیحۃ للائمۃ: ائمہ کرام کے لائے ہوئے حق پر ان کی مدد کرنا اور ان کی اطاعت کرنا، نصیحتوں کو ماننا اور ان کے مدمقابل تلوار سے جہاد کرنے سے بچ رہنا، ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنا، بوقت ضرورت ان کے ساتھ جہاد میں شامل ہونا، انہیں صدقات پیش کرنا، یہ سب معاملات اصحاب حکومت ائمہ کے حوالے سے مشہور ہیں جیسا کہ خلفاء واولیاء، بعض لوگوں نے علماء دین کے حوالے سے بھی تعبیر کیا ہے، ان علماء کی نصیحتوں کو قبول کرنا اور ان کے احکام میں ان کی اقتداء کرنا اور ان پر حسن ظن قائم رکھنا۔ واما النصیحۃ العامۃ: عام لوگوں کے لیے دنیا وآخرت کے مصالحت میں کئی ارشادات ہیں، لوگوں کو اذیت دینے والے معاملات سے ہاتھ روک لینا، جاہل لوگوں کو تعلیم دینا، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، پارسائی کی حفاظت کرنا، لوگوں پر شفقت کرنا، جو بھلی چیز اپنے لیے پسند کرے وہی دوسرے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین، ج۱، ص ۴۷۰)۔

☆......☆ ای کل الخلائق: یعنی مومن وکافر، اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ کلا میں تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے۔

او مداھنۃ: قاموس میں ہے کہ دل میں اس کے خلاف بات ظاہر کرنا مداھنت کہلاتا ہے۔

ای المغرب والعشاء: زلفا کے ذریعے ان نمازوں کی تفسیر کی گئی ہے جو رات کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، اور اس کی جمع زلف اور زلفات ہے، جیسا کہ غرف اور غرفات ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ زلفا سے مراد رات کی وہ گھڑیاں ہیں جو دن (کے کچھ حصے) کو

اپنے اندر لئے ہوئے ہیں یا دن کی وہ گھڑیاں ہیں جو رات (کے کچھ حصے) کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔

مصلحون: کہا جاتا ہے کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے اور باء سببیہ ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ان الشرک لظلم عظیم﴾ (لقمان: ۱۳)، معنی یہ ہے کہ اللہ یونہی لوگوں کو ہلاک نہ کرے گا جب کہ لوگ بغیر کسی خواہش نفسانی اور لوگوں کے حقوق میں درگزر کرتے ہوئے اصلاح کرنے والے ہوں نہ کہ تنگی کرنے والے ہوں کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھتے ہوں۔

امة واحدة: سے مراد دین اسلام ہے، معنی یہ ہے کہ اپنی مشیت کی وجہ سے اللہ عزوجل نے تمام لوگوں کو دین پر قائم ہونے والا نہ فرمایا۔

نثبت به فؤادك: معنی یہ ہے کہ اے محبوب! تمہیں ان تمام رسولوں کے قصے سنا دیئے جن کی احتیاج تھی، مراد یہ ہے کہ جس سے تمہارا دل مضبوط رہے۔ (الجمل، ج۳، ص ٤٨١ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سود وغیرہ حرام مال سے حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: توشہ مال حلال سے لے ورنہ قبول حج کی امید نہ رکھے اگرچہ فرض اُتر جائے گا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے" (صحیح مسلم، رقم: ١٠١٥)، (بهار شریعت مخرجه، حصه ٦، ص ٢٢، مکتبة المدینة)۔

تعارف سورۃ یوسف

اس سورت پاک میں اللہ رب العالمین نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بڑی عمدگی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو گیارہ ہے اس میں ۱۶۰۰ کلمے اور ۷۱۶۶ حروف ہیں اور بارہ رکوع ہیں۔صحیح قول کے مطابق یہ سورت مکی ہے۔ویسے تو قرآن مجید میں سابقہ انبیاء کرام کے واقعات کا بیان موجود ہے لیکن اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو''احسن القصص ''فرمایا،اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ تکمیل انسانیت کی منزل رفیع کی طرف جو راستہ جاتا ہے اس کے سارے پیچ وخم،نشیب و فراز،باریکیاں و دشواریاں،غافل کردینے والے منازل و تلخ دشواریاں،صبر و استقامت کے پہاڑ بن کر اپنی منزل پر ڈٹے رہنا وغیرہ''احسن القصص ''ہونے کی دلیل ہے۔حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت یعقوب علیہ السلام کا خانوادہ کنعان کے علاقہ میں فروکش ہے،اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو بیٹوں کی نعمت سے نوازا جو خوبرو،دراز قد،تنومند اور جفاکش تھے۔آخری عمر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں ایک فرزند تولد ہوتا ہے جو حسن و رعنائی کا حسین وجمیل پیکر ہے۔باپ کا حسین بیٹے کی جانب مائل ہونا دیگر بھائیوں کے دل میں حسد کی چنگاریاں بھڑکانے لگا۔حسن و جمال کے پیکر حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے،سورج،چاند انہیں سجدہ کررہے ہیں۔صبح اس کا ذکر اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام سے کردیا،حضرت یعقوب علیہ السلام نے نور نبوت سے خواب کی تعبیر جان لی کہ میرا یہ بیٹا جہاں کئی کمالات کا مالک ہے وہیں منصب نبوت کا بھی حقدار ہے۔مقام یوسف علیہ السلام پر للچائی ہوئی آنکھوں سے نظر ڈالنے والے یاد رکھیں کہ اس راہ کا پہلا مرحلہ ہی کتنا کٹھن ہے؟ کنواں تنگ،تاریک اور گہرا ہے لیکن برادران یوسف علیہ السلام جو کہ سوتیلے ہیں اور حسد میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں اسی تاریک کنویں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا چراغ گل کرنے کے لیے رسہ ڈال کر،بدن نازنین سے کرتا اتار کر اوپر سے رسہ کاٹ دیا۔آہ کائنات نے یہ منظر دیکھا ہے کہ ایک نبی زادے کو جو کہ خود بھی نبوت کے تاج کو پہنے ہوئے ہے بے رحم بھائیوں نے سوتیلے پن اور حسد کی آگ میں جل کر کیسا سلوک کیا،لیکن مارنے والے سے بچانے والے کی قدرت یقینا بہت ہے لہذا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے انہیں کنوئیں کی تہہ میں جانے سے پہلے ہی اپنے نورانی پروں میں تھام کر ایک بڑے پتھر پر بٹھا دیا۔کنویں میں تین روز رہنے کے بعد کسی طرح مصر کے بازار میں پہنچے،خاندان نبوت کا چشم و چراغ آج مصر کے بازار میں بیچا جارہا ہے۔آنکھ قدرت الٰہی عزوجل کے نظارے کررہی ہے اور دل صبر کے گھونٹ پی رہا ہے۔بہرحال عزیز مصر نے سب سے زیادہ قیمت دے کر ایک مجبور آزاد کو غلامی کا لقب دے دیا۔اب نہ تاریک کنواں ہے،نہ سوتیلے بھائیوں کی سردمہری،نہ بازار کی نیلام گاہ بلکہ ایک اور آزمائش منتظر ہے۔اللہ عزوجل نے حسن دے کر آزمائش میں ایسا ثابت قدم کیا کہ زمانہ ان کے پائے استقامت پر حیران و ششدر ہے۔قصر شاہی میں ہر سو رنگینیاں محو خرام ہیں۔اب جوانی نکھر کر قدم چوم رہی ہے اور آزمائش کا ایک نیا سلسلہ بھی دام گیر ہونے کو ہے۔عزیز مصر جو کہ اولاد پیدا کرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا اور اس کی زوجہ محترمہ بی بی زلیخا ابھی تک کنواری

ہی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن میں گرفتار ہو کر برائی کی جانب مائل کرنا چاہا لیکن کامیابی نے یہاں بھی آپ علیہ السلام کے قدم چومے اور گواہی ملنے کے باوجود قید خانے کی زندگی کے تلخیاں برداشت کیں۔ ادھر مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا جس کی تعبیر شاہی کاہنوں سے نہ بن پڑی آخر درباریوں میں وہ شخص بھی تھا جس نے قید خانے میں آپ علیہ السلام سے تعبیر پوچھی تھی اور اسے صحیح پایا تھا بادشاہ سے اجازت لے کر قید خانے میں حاضر خدمت ہو کر تعبیر معلوم کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ یہاں بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور تعبیر کے ساتھ ساتھ تدبیر بھی بیان فرمادی۔ تعبیر وتدبیر جان کر بادشاہ کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دین داری کا ایسا اثر ہوا کہ بادشاہ ملنے کا خواہشمند ہوا۔ بادشاہ نے احوال جان کر زنان مصر سے بھی باز پرس کی لیکن سب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ قید سے نکل گئے لیکن زبان یہی تلفظ کر رہی ہے کہ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی ان ربی غفور رحیم یعنی مجھے میری پاکدامنی پر ناز نہیں، نفس کا کام تو برائی کا حکم دینا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے، سبحان اللہ کیا شان نبوت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں مصر کے بادشاہ کا نام ''اپوفس apophis'' بتایا جاتا ہے۔ اسی کے عہد سلطنت میں مصر اپنی تاریخ کے بدترین قحط میں مبتلا ہوا۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان حالات کا بڑی جواں مردی سے مقابلہ کیا اور خوشحالی کے ایام میں غلہ محفوظ بھی کر لیا تاکہ مشکل وقت میں قوم کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بالآخر مجبوری ولاچاری میں وہی بھائی جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا تھا غلہ لینے حاضر ہوئے۔ باپ کی طرف سے خون کا رشتہ بھائیوں سے بچھڑے ہوئے چالیس سال ہونے کے باوجود پہچان کے آگے کوئی روک نہ بن سکا۔ آہ یہ وہی بھائی ہیں جنہوں نے اتنی بے رحمانہ کوشش کر کے چھوٹے بھائی کو کنوئیں میں دھکیل دیا اور آج یہی چھوٹا بھائی تمام آزمائشوں سے گزرنے کے بعد مصر کی وزارت کے منصب پر فائز ہے اور یہ غلہ حاصل کرنے کے لیے سائل کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ اب بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی اقدامی کاروائی نہ فرمائی بلکہ تدبیر سے سگے بھائی بنیامین کو روک لیا اور انہیں واپس روانہ کر دیا تاکہ والد محترم کی ملاقات کے اسباب ہو سکیں۔ بالآخر وہ دن بھی آیا کہ طویل جدائی کے بعد بچھڑا ہوا بیٹا باپ سے مل کر اپنی داستان غم سناتا ہے۔ آج یہ بچھڑا ہوا بیٹا مصر کی وزارت کے منصب پر فائز ہے اور بی بی زلیخا اس کے نکاح میں ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿تِلْکَ﴾ هٰذِهِ الْآيَاتُ ﴿ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ﴾ اَلْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰی "مِنْ" ﴿الْمُبِيْنِ(۱)﴾ اَلْمُظْهِرِ لِلْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ بِلُغَةِ الْعَرَبِ ﴿لَعَلَّكُمْ﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿تَعْقِلُوْنَ(۲)﴾ تَفْهَمُوْنَ مَعَانِيَهٗ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ﴾ بِاِيْحَائِنَا ﴿اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَیْ وَاِنَّهٗ ﴿كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ(۳)﴾ اُذْكُرْ ﴿اِذْ قَالَ يُوْسُفُ

لِاَبِیْہِ ﴾ یَعْقُوْبَ ﴿یٰاَبَتِ ﴾ بِالْکَسْرِ دَلَالَۃٌ عَلٰی یَاءِ الْاِضَافَۃِ الْمَحْذُوْفَۃِ وَالْفَتْحِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَلِفٍ مَحْذُوْفَۃٍ قُلِبَتْ عَنِ الْیَاءِ ﴿اِنِّیْ رَاَیْتُ ﴾ فِی الْمَنَامِ ﴿اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ ﴾ تَاْکِیْدٌ ﴿لِیْ سٰجِدِیْنَ (۴)﴾ جُمِعَ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ لِلْوَصْفِ بِالسُّجُوْدِ الَّذِیْ ھُوَ مِنْ صِفَاتِ الْعُقَلَاءِ ﴿قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ﴾ یَحْتَالُوْنَ فِیْ ھَلَاکِکَ حَسَدًا لِعِلْمِھِمْ بِتَاْوِیْلِھَا مِنْ اَنَّھُمُ الْکَوَاکِبُ وَالشَّمْسُ اُمُّکَ وَالْقَمَرُ اَبُوْکَ ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۵)﴾ ظَاھِرُ الْعَدَاوَۃِ ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا رَأَیْتَ ﴿یَجْتَبِیْکَ ﴾ یَخْتَارُکَ ﴿رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ﴾ تَعْبِیْرُ الرُّؤْیَا ﴿وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ ﴾ بِالنُّبُوَّۃِ ﴿وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ ﴾ اَوْلَادَہٗ ﴿کَمَآ اَتَمَّھَا ﴾ بِالنُّبُوَّۃِ ﴿عَلٰٓی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ ﴾ بِخَلْقِہٖ ﴿حَکِیْمٌ (۶)﴾ فِیْ صُنْعِہٖ بِھِمْ .

﴿ترجمہ﴾

الر (اس کی مراد اللہ عزوجل ہی خوب جانتا ہے) وہ (یعنی یہ آیتیں) اس کتاب کی آیات ہیں (یعنی قرآن کی آیات، الکتاب میں اضافت منی ہے) جو واضح ہیں (یعنی حق کو باطل سے ظاہر کرنے والی ہیں) ہم نے اسے عربی قرآن اتارا (یعنی عرب کی لغت میں) کہ تم (اے اہل مکہ) سمجھو (تم اسکے معانی سمجھو) ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں......۱......اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی (یہ وحی ہمارے بھیجنے کے سبب ہے) اور بیشک (ان مخففہ ہے اصل میں وانـــہ ہے) اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی......۲......(یاد کرو) جب یوسف نے اپنے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) سے کہا اے میرے باپ (ابـــت تاء مکسور کے ساتھ ہے یاء محذوفہ پر دلالت کررہا ہے اور مفتوح پڑھنے کی صورت میں یہ اس الف محذوف پر دلالت کرے گا جو یاء کے بدلے آیا ہے) نے دیکھا (خواب میں) میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا......۳......(رأیتـــہم یہ ماقبل کی تاکید ہے، ســـجدین یہ جمع سالم ہے جسے وصف سجدہ بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے جو کہ عـــاقلین کی صفت ہے) کہا میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے (خواب کی تعبیر کو جان کر کہ ستاروں سے مراد وہ خود ہیں اور سورج سے مراد تمہاری ماں اور چاند سے مراد تمہارے والد ہیں تو بربنائے حسد وہ تمہیں ہلاک کرنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈیں گے) بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے (اسکی دشمنی ظاہر ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ تو نے دیکھا ہے) تجھے چن لے گا (تجھے منتخب کرلے گا) تیرا رب اور تجھے خوابوں کی تاویل کا علم سکھائے گا (یعنی علـــم الرؤیا، اور تجھ) پر اپنی نعمت پوری کرے گا......۴......(نبوت کے ذریعے) اور یعقوب (یعنی اسکی اولاد پر) جس طرح اس نے اس نعمت کو پورا کیا (نبوت دے کر) تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر

بیشک تیرا رب علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اس صنعت میں جو وہ انکے ساتھ فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر تلک ایت الکتب المبین﴾۔

الر: خبر مبتدا محذوف "ھذا" کیلئے......تلک: مبتدا......ایت الکتاب المبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انزلنہ قرء'نا عربیا لعلکم تعقلون﴾۔

ان: حرف مشبہ......نا: ضمیر اسم......انزلنا: فعل بافاعل......ہُ: ضمیر ذوالحال......قرانا عربیا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......لعل: حرف مشبہ......کم: ضمیر اسم......تعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن﴾۔

نحن: مبتدا......نقص: فعل بافاعل......علیک: ظرف لغو......احسن القصص: مفعول بہ......بما اوحینا......الخ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کنت من قبلہ لمن الغفلین﴾۔

و: حالیہ......ان: مخففہ......کنت: فعل ناقص......ت: ضمیر اسم......من قبلہ: ظرف مستقر حال ہے اسم سے......لمن الغفلین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل میں "علیک" کی "ک" ضمیر سے حال ہے۔

﴿اذ قال یوسف لابیہ یابت انی رایت احد عشر کوکبا﴾۔

اذ: مضاف، قال یوسف لابیہ: جملہ فعلیہ قول، یابت: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، رأیت: فعل بافاعل، احد عشر کوکبا: ممیز تمییز ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف 'اذکر' فعل محذوف کیلئے۔

﴿والشمس والقمر رایتھم لی سجدین﴾۔

و: عاطفہ......الشمس والقمر: معطوف ہیں "احد عشر" پر......رأیتھم: فعل بافاعل ومفعول......لی سجدین: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید ہے۔

﴿قال یبنی لا تقصص ر ء یاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا﴾۔

قال یبنی: جملہ فعلیہ قول، لاتقصص: فعل نہی انت ضمیر فاعل، رؤیاک: مفعول، علی اخوتک: ظرف لغو، ف: سببیہ "ان" ناصبہ محذوف، یکیدوالک کیدا: جملہ فعلیہ جواب نہی میں واقع ہے، لاتقصص اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ۔

﴿ان الشیطن للانسان عدو مبین و کذلک یجتبیک ربک﴾۔

ان: حرف مشبہ، الشیطن: اسم، للانسان: حال، عدو مبین: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، کذلک : ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف " اجتباک" کیلئے، ملکر مفعول مطلق مقدم، یجتبیک: فعل با مفعول، ربک: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویعلمک من تاویل الاحادیث﴾

و: مستانفہ...... یعلم: فعل بافاعل...... ک: ضمیر مفعول...... من تاویل الاحادیث: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویتم نعمته علیک وعلی ال یعقوب کما اتمها علی ابویک من قبل ابراهیم واسحق ان ربک علیم حکیم﴾

و: عاطفہ، یتم: فعل بافاعل...... نعمته: مفعول...... علیک وعلی ال یعقوب : ظرف لغو، ک: جار، ما: ، اتمها: فعل بافاعل ومفعول...... علی : جار، ابویک : ذوالحال، منقب: حال، ملکر مبدل منہ، ابراهیم واسحق: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ان...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الر تلک ایت الکتب...... ☆ علماء یہود نے اشراف عرب سے کہا تھا کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کرو کہ اولاد یعقوب ملک شام سے مصر میں کس طرح پہنچی اور ان کے وہاں جا کر آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف کا واقعہ کیا ہے؟، اس پر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن میں لفظ "القصص" کن مقامات پر استعمال ہوا ہے:

لے......(۱) ان هذا لهو القصص الحق وما من اله الا الله (ال عمران: ٦٢) ـ(۲) فاقصص القصص لعلهم یتفکرون(الاعراف: ۱۷٦)، (۳) نحن نقص علیک احسن القصص (الیوسف: ۳)، (۴) فلما جاء ه وقص علیه القصص قال لا تخف(القصص: ۲۵)۔

احسن القصص کی وجوهات : ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں جہاں حکمتیں ہیں وہاں عبرتیں بھی ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب (یوسف: ۱۱۱)﴾۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی تنگ ذہنی اور حسد و کینہ کا جواب بھی احسن طریقے سے دیا اور انہیں معاف فرمانے کے ساتھ ساتھ اچھا بدلہ بھی دیا جیسا کہ فرمان ہے ﴿قال لا تثریب علیکم الیوم (الیوسف: ۹۲)﴾۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں عبرت، احکام، نکات، فوائد جو کہ دین ودنیا میں فائدہ سے خالی نہیں ہیں، سبھی کا ذکر بڑی فصاحت کے ساتھ ہے۔ خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ سورۃ یوسف اور مریم جنت میں جنتیوں کی کفایت کریں گی۔

مکمل ہونے میں چالیس سال کا عرصہ لگا اور دوسرے قول کے مطابق اسّی سال کا عرصہ لگا۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۴۱۹)۔

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہوتا ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب الرؤیا، باب رؤیا الصالحین، رقم: ۶۹۸۳، ص ۱۲۰۵)۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ: ''نبوت سے اب صرف بشارتیں باقی رہ گئیں ہیں''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشارتوں سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچے خواب''! امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وہ خواب مسلمان خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا مسلمان اس کے بارے میں دیکھتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات، رقم: ۶۹۹۰، ص ۱۲۰۶)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: اچھے خواب کی تین قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس میں اللہ عزوجل کی حمد کی جائے، دوسرے یہ کہ اس خواب میں کسی خوشخبری کی جانب اشارہ ملے، تیسرے یہ کہ کسی سے کلام کرنا پایا جائے لیکن پسندیدہ شخصیت سے نہ کہ ناپسندیدہ شخص سے، ناپسندیدہ خواب کی چار قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس خواب سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جائے، اور شیطان کے شر سے پناہ مانگی جائے، خواب میں کسی چیز کے ملنے پر تین بار بائیں جانب تھتکارے، چوتھے یہ کہ اس خواب کے بارے میں کسی سے ذکر کرنا پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، کتاب التعبیر، باب الرویا من اللہ، ج ۱۲، ص ۴۵۸)۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے مقام کا بیان کرنا:

☆.....حسن کا قول ہے کہ تمہارا رب تمہیں نبوت کے ذریعے چن لے گا، بعض کا قول یہ ہے کہ درجوں اور مراتب عظیمہ کی بلندی فرمائے گا، ﴿ویعلمک من تأویل الاحادیث (الیوسف:۶)﴾ سے کئی وجوہات مراد ہوسکتی ہیں (۱) خوابوں کی تعبیر کا علم دیا جانا مراد ہو جسے تاویلا کے نام سے تعبیر کیا یعنی لوگوں کے ان خوابوں کی تعبیر کا علم جو وہ سوتے وقت دیکھتے ہیں، بعض نے تو یہاں تک فرمایا کہ انہیں غایت درجے کی تعبیر کا علم دیا گیا تھا، (۲) باتوں کی تاویلات کا علم جو قرآن واحادیث میں متقدمین حضرات انبیائے کرام سے مروی ہیں، جیسا کہ ہمارے زمانے کے علماء ومشائخ میں سے ایک قرآن کی تفسیر وتاویل میں مشغول ہے، احادیث کی تاویل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث ہیں، (۳) تاویل احادیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی حکمت وجلالت کے ذریعے مخلوق کی روحانی اور جسمانی کیفیات کا استدلال کرنا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ویتم نعمته علیک وعلی آل یعقوب (الیوسف:۶)﴾ اس مقام پر اتمام نعمت سے نبوت کا عطا کرنا مراد نہیں ہے کہ اگر یہی مراد لیا جائے تو تکرار لازم آئے گا بلکہ اتمام نعمت سے مراد دنیا و آخرت کی سعادتیں ہیں۔ پس دنیا کی سعادتوں سے مراد اولاد کی کثرت، ملازمین، پیروکار، وسعت مال، جاہ منصب اور مخلوق میں تعریف وتوصیف کا بڑھ جانا مراد ہے اور آخرت کی سعادت سے مراد علوم کثیرہ، اخلاق فاضلہ اور اللہ عزوجل کی یاد میں منہمک ہونا مراد ہے۔ پس جن حضرات نے

﴿لمن الغافلین﴾ کا مقصد:

۲......حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ کے بارے میں فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ کو بذریعہ وحی بیان کیا گیا بعض مفسرین نے یہ کہا کہ اس سے پہلے سید عالم ﷺ اس قصے سے یا شریعت واحکام سے غافل تھے۔ (المظھری، ج۴، ص ۵)

حضرات انبیائے کرام کے خواب:

۳......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ: "جو کچھ حالت نیند میں دیکھا جاتا ہے اسے خواب کہتے ہیں" (المفردات، ص ۱۹۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سے مکرم کون ہے؟ فرمایا: "اکرمھم عند اللہ اتقاھم یعنی اللہ عزوجل کے نزدیک لوگوں میں مکرم وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔ لوگوں نے عرض کی ہم آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کرتے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں میں سے حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی مکرم ہیں، کہ وہ اللہ عزوجل کے نبی (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے بیٹے ہیں، کہ وہ اللہ عزوجل کے نبی (حضرت اسحٰق علیہ السلام) کے بیٹے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بستانہ نامی ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! (ﷺ)، مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے نام بتائے، پھر رسول کریم ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا اور فرمایا: اگر میں تم کو ان ستاروں کے نام بتادوں تو تم مان لو گے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے نام بتائے جربان، الطارق، الذیال، ذوالکتفین، قابس، وثاب، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، ذوالفرغ، الضیاء، اور النور، اس یہودی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص ۵۸۳)۔

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن کی حالت میں خواب دیکھا، لیکن وہ کونسا معین زمانہ تھا جس میں خواب دیکھا اس کا علم سوائے خبر کے نہیں ہوسکتا۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے سات سال کی عمر میں خواب دیکھا کہ گیارہ لاٹھیاں ایک دائرہ کی شکل میں زمین میں مرکوز ہیں اور ایک چھوٹی لاٹھی نے ان گیارہ بڑی لاٹھیوں کو نگل لیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے اس خواب کے بارے میں بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: خبردار یہ خواب اپنے بھائیوں کو ہرگز نہ بتانا، گیارہ سال کی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج چاند انہیں سجدہ کررہے ہیں۔ انہوں نے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر یہی کہا کہ خبردار! اپنے بھائیوں سے اس بارے میں ذکر نہیں کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر

"الاجتباء" سے درجات عالیہ کی بلندی مراد لی ہے، وہ اتمام نعمت سے نبوت مراد لیتے ہیں۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٤٢٠)۔

☆......☆ بایحیانا: باء سببیہ ہے، اور ما مصدریہ ہونے کی جانب اشارہ ہے، اور جار مجرور نقص کے متعلق ہیں۔

تاکید: یہ جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لئے بیان ہوا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ﴿رایتھم لی﴾ مقدر سوال کا جواب ہے جو ﴿انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر﴾ سے پیدا ہوا ہے، سوال یہ ہے کہ رویت کی کیفیت کیا تھی؟ جواب ﴿رایتھم لی ساجدین﴾ ہے۔

والشمس امک والقمر ابوک: الشمس کی تاویل امہ سے کرنے میں حکمت یہ ہے کہ سورج سے روشنی نکلتی ہے مراد حضرات انبیائے کرام ہیں اور القمر کی ابوک سے تعبیر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ چاند لوگوں کو اندھیرے میں راستے کی ھدایت کرتا ہے، اسی مناسبت سے ابوک کو قمر سے تعبیر کیا کہ حضرات انبیائے کرام لوگوں کو جہالت وشرک کے اندھیروں سے نکالتے ہیں اور بھائیوں کو کواکب سے تعبیر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان کا نور اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نور تک نہیں پہنچتا، ہوسکتا ہے کہ وہ فقط نبی ہوں رسول نہ ہوں، یا فقط ولی ہوں ان میں کوئی نبی نہ ہو، اور مفسرین کہتے ہیں کہ بالشمس سے امہ مراد لینے میں دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا، اور یہاں ان کی خالہ مراد ہیں۔ (الصاوی، ج٣، ص ١٦١ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۲

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ﴾ خبر ﴿يُوسُفَ وَاِخْوَتِهٖ﴾ وَهُمْ اَحَدَ عَشَرَ ﴿ايٰتٌ﴾ عِبَرٌ ﴿لِّلسَّآئِلِيْنَ (٧)﴾ عَنْ خَبَرِهِمْ ﴿اِذْ قَالُوْا﴾ اَىْ بَعْضُ اِخْوَةِ يُوسُفَ لِبَعْضِهِمْ ﴿لَيُوْسُفُ﴾ مُبْتَدَاءٌ ﴿وَاَخُوْهُ﴾ شَقِيقُهٗ "بِنْيَامِيْنُ" ﴿اَحَبُّ﴾ خَبَرُ ﴿اِلٰى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ﴾ خَطَاٍ ﴿مُّبِيْنِ (٨)﴾ بَيِّنٍ بِاِيْثَارِهِمَا عَلَيْنَا ﴿نِ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا﴾ اَىْ بِاَرْضٍ بَعِيْدَةٍ ﴿يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ﴾ بِاَنْ يُّقْبِلَ عَلَيْكُمْ وَلَا يَلْتَفِتَ لِغَيْرِكُمْ ﴿وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ﴾ اَىْ بَعْدَ قَتْلِ يُوسُفَ اَوْ طَرْحِهٖ ﴿قَوْمًا صٰلِحِيْنَ (٩)﴾ بِاَنْ تَتُوْبُوْا ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ﴾ هُوَ "يَهُوْذَا" ﴿لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ﴾ اِطْرَحُوْهُ ﴿فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ﴾ مُظْلِمِ الْبِئْرِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْجَمْعِ ﴿يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ﴾ اَلْمُسَافِرِيْنَ ﴿اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (١٠)﴾ مَا اَرَدْتُّمْ مِنَ التَّفْرِيْقِ فَاكْتَفُوْا بِذٰلِكَ ﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (١١)﴾ لَقَائِمُوْنَ بِمَصَالِحِهٖ ﴿اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا﴾ اِلَى الصَّحْرَاءِ ﴿يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ اَلنُّوْنُ وَالْيَاءُ فِيْهِمَا نَنْشَطُ وَنَتَّسِعُ ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (١٢)﴾ ﴿قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا﴾ اَىْ ذِهَابُكُمْ ﴿بِهٖ﴾ لِفِرَاقِهٖ ﴿وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ﴾ اَلْمُرَادُ بِهِ الْجِنْسُ وَكَانَتْ اَرْضُهُمْ كَثِيْرَةَ الذِّئَابِ ﴿وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (١٣)﴾ مَشْغُوْلُوْنَ ﴿قَالُوْا لَئِنْ﴾ لَامُ

قَسم ﴿اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ(۱۴)﴾ عَاجِزُوْنَ فَاَرْسَلَهُ مَعَهُمْ ﴿فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا﴾ عَزَمُوْا ﴿اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ﴾ وَجَوَابُ لَمَّا مَحْذُوْفٌ اَيْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِاَنْ نَزَعُوْا قَمِيْصَهٗ بَعْدَ ضَرْبِهٖ وَاِهَانَتِهٖ وَاِرَادَةِ قَتْلِهٖ وَاَدْلُوْهُ ، فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰى نِصْفِ الْبِئْرِ اَلْقَوْهُ لِيَمُوْتَ فَسَقَطَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ اٰوٰى اِلٰى صَخْرَةٍ فَنَادَوْهُ فَاَجَابَهُمْ بِظَنِّ رَحْمَتِهِمْ فَاَرَادُوْا رَضْخَهٗ بِصَخْرَةٍ فَمَنَعَهُمْ يَهُوْدَا ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾ فِي الْجُبِّ وَحْيَ حَقِيْقَةٍ وَلَهٗ سَبْعَ عَشَرَةَ سَنَةً اَوْ دُوْنَهَا تَطْمِيْنًا لِقَلْبِهٖ ﴿لَتُنَبِّئَنَّهُمْ﴾ بَعْدَ الْيَوْمِ ﴿بِاَمْرِهِمْ﴾ بِصَنِيْعِهِمْ ﴿هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ(۱۵)﴾ بِكَ حَالَ الْاِنْبَاءِ ﴿وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً﴾ وَقْتَ الْمَسَاءِ ﴿يَّبْكُوْنَ(۱۶)﴾ ﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ﴾ نَرْمِيْ ﴿وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾ ثِيَابِنَا ﴿فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ﴾ بِمُصَدِّقٍ ﴿لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ(۱۷)﴾ عِنْدَكَ لَاتَّهَمْتَنَا فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لِمَحَبَّةِ يُوْسُفَ فَكَيْفَ وَاَنْتَ تُسِيْءُ الظَّنَّ بِنَا ؟ ﴿وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ﴾ مَحَلُّهٗ نَصْبٌ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ اَيْ فَوْقَهٗ ﴿بِدَمٍ كَذِبٍ﴾ اَيْ ذِيْ كَذِبٍ بِاَنْ ذَبَحُوْا "سَخْلَةً" وَلَطَخُوْهُ بِدَمِهَا وَذَهَلُوْا عَنْ شَقِّهٖ وَقَالُوْا اِنَّهٗ دَمُهٗ ﴿قَالَ﴾ يَعْقُوْبُ لَمَّا رَاٰهُ صَحِيْحًا وَعَلِمَ كَذِبَهُمْ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ ﴿لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا﴾ فَفَعَلْتُمُوْهُ بِهٖ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ لَاجَزْعَ فِيْهِ ، وَهُوَ خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ مَحْذُوْفٍ اَيْ اَمْرِيْ ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾ اَلْمَطْلُوْبُ مِنْهُ الْعَوْنُ ﴿عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ(۱۸)﴾ تَذْكُرُوْنَ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَ ﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ مُسَافِرُوْنَ مِنْ "مَدْيَنَ" اِلٰى مِصْرَ فَنَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ جُبِّ يُوْسُفَ ﴿فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ﴾ اَلَّذِيْ يَرِدُ الْمَاءَ لِيَسْتَقِيَ مِنْهُ ﴿فَاَدْلٰى﴾ اَرْسَلَ ﴿دَلْوَهٗ﴾ فِي الْبِئْرِ فَتَعَلَّقَ بِهَا يُوْسُفُ فَاَخْرَجَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ ﴿قَالَ يٰبُشْرٰى﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ "بُشْرٰى" وَنِدَاؤُهَا مَجَازٌ اَيْ اُحْضُرِيْ فَهٰذَا وَقْتُكِ ﴿هٰذَا غُلٰمٌ﴾ فَعَلِمَ بِهٖ اِخْوَتُهٗ فَاَتَوْهُ ﴿وَاَسَرُّوْهُ﴾ اَيْ اَخْفَوْا اَمْرَهٗ جَاعِلِيْهِ ﴿بِضَاعَةً﴾ بِاَنْ قَالُوْا هٰذَا عَبْدُنَا اَبَقَ ، وَسَكَتَ يُوْسُفُ خَوْفًا مِنْ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ(۱۹)﴾ ﴿وَشَرَوْهُ﴾ بَاعُوْهُ مِنْهُمْ ﴿بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ﴾ نَاقِصٍ ﴿دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ﴾ عِشْرِيْنَ اَوْ اِثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ ﴿وَكَانُوْا﴾ اَيْ اِخْوَتُهٗ ﴿فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ(۲۰)﴾ فَجَاءَتْ بِهِ السَّيَّارَةُ اِلٰى مِصْرَ فَبَاعَهُ الَّذِي اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَزَوْجَيْ وَ ثَوْبَيْنِ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک یوسف اور اسکے بھائیوں (کی خبر) میں (جن کی تعداد گیارہ تھی) نشانیاں ہیں (یعنی عبرتیں ہیں) پوچھنے والوں کیلئے (یعنی انکے قصہ کے متعلق پوچھنے والوں کیلئے یاد کرو) جب بولے (حضرت یوسف علیہ السلام کے بعض بھائی دیگر بعض سے) کہ ضرور یوسف (اسم علم، یوسف مبتدا ہے) اور اس کا (سگا) بھائی (بنیامین) زیادہ پیارے ہیں (لفظ احب خبر ہے) ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ایک جماعت ہیں (عصبۃ بمعنی جماعۃ ہے) بیشک ہمارے باپ ضرور کھلی ضلال ۱..... (یعنی خطاء) میں ہیں (کہ ان دونوں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں مبین بمعنی بین ہے) یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ ۲..... (یعنی دور دراز کسی جگہ پھینک آؤ) کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے (یوں کہ ان کی توجہ تمہاری طرف سے تمہارے غیر کی طرف وہ متوجہ نہ ہوں) اور اسکے بعد (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے یا پھینک آنے کے بعد) پھر نیک ہو جانا (توبہ کر کے) ان میں ایک کہنے والا بولا (یہ قائل یہودا تھا) یوسف کو مار و نہیں اور اسے ڈال دو (یعنی انہیں پھینک دو) اندھیرے کنویں میں (ایک قرأت میں الغیبت کو جمع پڑھا گیا ہے) کہ کوئی چلتا (یعنی مسافر) اسے لے جائے ۳..... اگر تمہیں کرنا ہے (وہ تفریق جس کا ارادہ تم کر چکے ہو تو بس اسی پر اکتفاء کرو) بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں اور ہم تو اسکے خیر خواہ ہیں (یعنی اس کا خیال رکھنے والے ہیں) کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے (صحراء کی طرف) کہ میوے کھائے اور کھیلے ۴..... (یرتع ویلعب دونوں افعال یاء اور نون دونوں کے ساتھ آئے ہیں) اور بیشک ہم اسکے نگہبان ہیں بولا بیشک مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ (یعنی تمہارا اس کو لیجانا مجھے رنج دے گا کہ میری اس سے فرقت ہوگی) اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے ۵..... (الذئب سے مراد جنس ذئب ہے اس سرزمین میں بھیڑیے باکثرت تھے) اور تم اس سے بے خبر ہو (اپنے کھیل کود میں مشغول رہو) بولے اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں (عصبۃ بمعنی جماعۃ ہے) جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں (خسرون بمعنی عاجزون ہے، پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیج دیا) پھر جب اسے لے گئے اور سب کی رائے یہ ٹھری کہ (سب نے یہی ارادہ کر لیا کہ) اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں (لما کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے فعلوا ذلک، انہوں نے یہ کام کر ڈالا یوں کہ ان کو مارنے پیٹنے اور اہانت کرنے لگے اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ کرنے کے بعد انہوں نے ان کا قمیص اتار لیا اور انہیں کنویں میں ڈال دیا جب آپ علیہ السلام کنویں کی نصف گہرائی تک پہنچ گئے تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو پھینک دیا تا کہ آپ علیہ السلام موت سے ہمکنار ہو جائیں، پس آپ علیہ السلام پانی میں گرے پھر آپ علیہ السلام نے ایک چٹان کی پناہ لی اسی اثناء میں ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو پکارا آپ علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ انکے دل میں رحم کا جذبہ ہے انہیں جواب دیا آپکی آواز سن کر انہوں نے بھاری چٹان کے ذریعے آپ علیہ السلام کا سر مبارک توڑنے کا ارادہ کیا پھر یہودا نے انہیں اس کام سے روکا) اور ہم نے اسے وحی بھیجی ۶..... (حقیقی وحی اس کنویں میں انکے اطمنان قلب کے لیے، اس وقت انکی عمر سترہ سال یا اس سے کم تھی) کہ ضرور تو انہیں جتادے گا (آنے والے دنوں میں) ان کا یہ کام (انکی اس کارستانی کو) ایسے وقت

کہ وہ نہ جانتے ہونگے (تجھے، یہ جملہ انباء کا حال بن رہا ہے) اور رات ہوئے (یعنی شام کے وقت) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے بولے اے ہمارے باپ ہم باہم مقابلہ کررہے تھے (تیراندازی کررہے تھے) اور یوسف کو اپنے اسباب (یعنی اپنے کپڑوں) کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہیں کریں گے (ہماری تصدیق نہیں کریں گے) اگرچہ ہم سچے ہوں (آپ علیہ السلام کے نزدیک یوسف علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے اس قصہ میں آپ علیہ السلام ضرور ہم پر الزام رکھیں گے، پس تو آپ علیہ السلام ہمارا کیسے یقین کریں گے؟ حالانکہ آپ علیہ السلام ہم سے اچھا گمان نہیں رکھ رہے) اور اسکے کرتے پر لگا لائے (علی قمیصہ ظرفیت کی بناء پر محلا منصوب ہے یعنی کرتے پر لگا لائے) جھوٹا خون (یعنی جھوٹ والا، یوں کہ انہوں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس قمیص کو اسکے خون سے رنگ لیا اور اسی قمیص کو پھاڑنا بھول گئے پھر آکر بولے کہ اسکا خون ہے) کہا (یعقوب علیہ السلام نے جب قمیص کو ثابت دیکھا اور آپ علیہ السلام نے ان کا جھوٹا ہونا جان لیا) بلکہ بنالی (یعنی مزین کردی) تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے (تو تم نے اسکے مطابق عمل کرڈالا) تو صبر اچھا......ہے......(صبر جمیل وہ ہے جس میں جزع فزع نہ ہو صبر جمیل مبتدا محذوف امری کی خبر بن رہا ہے) اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں (اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے) جو تم بتا رہے ہو (یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تم جس بات کا ذکر کررہے ہو اس پر) اور ایک قافلہ آیا (مسافروں کا مدین سے مصر کی طرف، پس انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام والے کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالا) انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا (جو پانی پر پہنچا تا کہ اس سے پانی نکال سکے) تو اس نے ڈالا (یعنی اس نے پھینکا) اپنا ڈول (کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام اس ڈول کے ساتھ چمٹ گئے، پس اس نے آپ علیہ السلام کو باہر نکال دیا جب اس نے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو) بولا آیا کیسی خوشی کی بات ہے (اور ایک قرأت میں بشری پڑھا گیا ہے، یہ ندا مجازی ہے اس کا معنی ہے اے خوش خبری تو آجا یہ تیرے آنے کا وقت ہے) یہ تو ایک لڑکا ہے (اس بات کی خبر آپ علیہ السلام کے بھائیوں کو ہوئی تو وہ آپہنچے) اور اسے چھپالیا (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے کو چھپالیا انہیں بناتے ہوئے......؟) اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور اسے بیچ ڈالا (یعنی اسے قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا) کھوٹے داموں (یعنی ناقص) گنتی کے روپوں پر (جو بیس یا بائیس درہم تھے) اور انہیں (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو) اس میں کچھ رغبت نہ تھی (پس یہ قافلہ انہیں لیکر مصر پہنچا پھر جس شخص نے آپ علیہ السلام کو خریدا تھا اس نے آپ علیہ السلام کو بیس دینار، جوتوں کے ایک جوڑے اور دو کپڑوں کے عوض فروخت کردیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد کان فی یوسف واخوتہ ایت للسائلین﴾.

لقد: تحقیق......کان: فعل ناقص......فی یوسف واخوتہ: ظرف مستقر خبر مقدم......ایت للسائلین: اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم میں واقع ہوا۔

﴿اذ قالوا ليوسف واخوه احب الى ابينا منا ونحن عصبة﴾.

اذ: مضاف...... قالوا: فعل بافاعل......لام: تاکید......يوسف واخوه: مبتدا......احب: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل ......الى ابينا: ظرف لغو......منا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: حالیہ......نحن عصبة: جملہ اسمیہ حال ہے "منا" کی "نا" ضمیر سے جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذكر" فعل محذوف کیلئے۔

﴿ان ابانا لفى ضلل مبين اقتلوا يوسف او اطرحوه ارضا﴾

ان: حرف مشبہ، ابانا: اسم......لفى ضلل مبين: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ......اقتلوه: فعل امر بافاعل......يوسف: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، او: عاطفہ...... اطرحوه: فعل بافاعل ومفعول......ارضا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿يخل لكم وجه ابيكم وتكونوا من بعده قوما صلحين﴾.

يخل: فعل......لكم: ظرف لغو......وجه ابيكم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر......و: عاطفہ......تكونوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم......من بعده: ظرف مستقر اسم سے حال ہے......قوما صلحين: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال قائل منهم لا تقتلوا يوسف والقوه فى غيبت الجب﴾.

قال: فعل......قائل منهم: فاعل ملکر قول......لاتقتلوا يوسف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......والقوه فى غيب الجب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿يلتقطه بعض السيارة ان كنتم فعلين﴾.

يلتقطه: فعل بامفعول......بعض السيارة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر......ان: شرطیہ......كنتم فعلين: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف "فهذا هو الراى الصواب"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا يابانا مالك لا تامنا على يوسف وانا له لنصحون﴾.

قالوا: قول، يابانا: جملہ ندائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لك: خبر، لاتامناعلى يوسف: جملہ فعلیہ "لک" میں "ک" ضمیر سے حال ہے، وانا له لنصحون: جملہ اسمیہ "لاتامنا" میں "نا" ضمیر سے حال ہے، مالك: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿ارسله معنا غدا يرتع ويلعب وانا له لحفظون﴾.

ارسله: فعل بافاعل ومفعول، معنا: ظرف مکان، غدا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، يرتع: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ...... ويلعب: فعل بافاعل ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، وانا له لحافظون: جملہ اسمیہ "معنا" میں "نا" ضمیر سے حال ہے۔

﴿قال انى ليحزننى ان تذهبوا به﴾.

قال: قول......ان: حرف مشبہ...... ی: ضمیر اسم......لام: تاکید......یحزننی: فعل ی ضمیر مفعول......ان تذھبوابہ: جملہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غفلون﴾.

و: عاطفہ......اخاف: فعل با فاعل......ان: مصدریہ......یاکلہ الذئب: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول......وانتم عنہ غفلون: جملہ اسمیہ حال ہے "یاکلہ" کی "ہ" ضمیر سے یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ انا اذا لخسرون﴾.

قالوا: قول، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اکلہ الذئب: جملہ فعلیہ شرط، ونحن عصبۃ: جملہ اسمیہ حال ہے "اکلہ" کی ۂ ضمیر سے، انا: حرف مشبہ واسم، اذا: حرف جواب، لخسرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر مقولہ۔

﴿فلما ذھبوا بہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیبت الجب﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ حینیہ، ذھبوا بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجمعوا: فعل با فاعل، ان یجعلوہ...... الخ: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط "فعلوا بہ مافعلوہ من الاذی" جزاء محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشرون﴾.

و: عاطفہ......اوحینا: فعل با فاعل......الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... لام: قسمیہ......تنبئن: فعل با فاعل......ھم: مفعول، بامرھم ھذا: ظرف لغو......وھم لایشعرون: جملہ اسمیہ حال ہے "ھم" مفعول سے، ملکر جملہ فعلیہ قسم مقدر کا جواب ہے۔

﴿وجاء واباھم عشاء یبکون﴾.

و: عاطفہ......جاء وا: فاعل......اباھم: مفعول بہ......عشاء: ظرف زمان......یبکون: جملہ فعلیہ حال ہے "فاعل" سے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یابانا انا ذھبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا﴾.

قالوا: فعل با فاعل......یابانا: جملہ ندائیہ......انا: حرف مشبہ واسم...... ذھبنا: فعل با فاعل......نستبق: جملہ فعلیہ فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وترکنا ...... الخ: جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿فاکلہ الذئب وما انت بمومن لنا ولو کنا صدقین﴾.

ف: عاطفہ......اکلہ الذئب: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے......و: عاطفہ......ما: حجازیہ......انت: اسم......بمومن لنا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......لو: شرطیہ......کنا صدقین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے۔

﴿وجاء و علی قمیصه بدم کذب﴾.

و: عاطفہ......جاء وا: فعل بافاعل......علی قمیصه: جارمجرورفی محل نصب علی الظرفیه (ای فوق قمیصه) حال ہے "دم" سے......بدم کذب: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل﴾.

قال: فعل بافاعل،بل: حرف ایجاب......سولت: فعل،لکم: ظرف لغو......انفسکم: فاعل،امرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ......فصبر جمیل: خبر،مبتدامحذوف "امری" ...... یافصبر جمیل: مبتدا،خبرمحذوف "اختارہ"، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله المستعان علی ما تصفون﴾.

و: عاطفہ......الله: مبتدا......المستعان: اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل......علی ماتصفون: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجاء ت سیارة فارسلوا واردھم فادلی دلوہ﴾.

و: مستانفہ......جاء ت: فعل......سیارة: فاعل ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......ارسلوا: فعل بافاعل،واردھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......ادلی دلوہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال یبشری ھذا غلم واسروہ بضاعة والله علیم بما یعملون﴾.

قال: قول......یبشری: جملہ ندائیہ......ھذا غلم: جملہ اسمیہ مقصودبالنداء،ملکرمقولہ......و: عاطفہ......اسروہ: فعل بافاعل ومفعول......بضعة: حال ہے مفعول سے،ملکر جملہ فعلیہ......والله علیم...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وشروہ بثمن بخس دراھم معدودة وکانوا فیه من الزاھدین﴾.

و: عاطفہ،شروہ: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،ثمن بخس: مبدل منہ،دراھم معدودة: بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،کانوا: فعل ناقص بااسم،فیه: ظرف لغومتعلق بالزاھدین ، من الزاھدین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دیگر بیٹوں پر حضرت یوسف علیہ السلام وبنیامین کو ترجیح کیوں دی؟

لے......روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کو زیادہ محبت کیا کرتے تھے،دیگر بھائی اسی گمان کی وجہ سے ان دونوں سے حسد کرنے لگے۔جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تو ان کے حوالے سے والدگرامی کی محبت اور زیادہ ہوگئی جس پر انہیں صبر نہ ہوسکا کہ والدگرامی ہمیشہ انہیں اپنے سینے سے لگائے رہتے ہیں،ہوسکتا ہے کہ ان باتوں سے ان

کے دل میں والدگرامی کے فراق کا جذبہ ابھرتا ہو اور ان کے حسد میں مزید اضافہ ہوتا ہو جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین سے زیادہ محبت کی وجہ ان دونوں کا عمر میں ان حضرات سے چھوٹا ہونا اور ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال فرما جانا ہے، اور انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ چھوٹا بچہ زیادہ پیارا ہوا کرتا ہے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ بنیامین سے محبت زیادہ ہونی چاہیے تھی اس لیے کہ بنیامین عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے چھوٹے تھے کیونکہ بنیامین کی ولادت کے بعد حالت نفاس ہی میں ان کی والدہ انتقال کر گئیں تھیں لیکن آیت مقدسہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ محبوب تھے۔ مفسرین کرام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ان کی محبت میں اضافہ کا سبب بنا ہے لہذا اس اعتبار سے والدگرامی حضرت یعقوب علیہ السلام پر کوئی ملامت نہیں ہونی چاہئے۔ بھائیوں نے اپنے اجتہاد سے یہ بات کی تھی کہ مجتہد کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی درست فیصلہ بھی دیتا ہے چہ جائے کہ نبی ہی کیوں نہ ہو؟ بعض مفسرین نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ان پر ایمان لاتے اور ان کے رسول ہونے پر یقین رکھتے تو اعتراض کیوں کرتے کہ والد گرامی ان کی محبت کے حوالے سے خطا پر ہیں، ان کے طریقے کو غلط نہ سمجھتے اور ان پر طعن نہ کرتے، اور اگر یہ حضرات مکذبین ہیں تو ان کا کفر واجب وظاہر ہے العیاذ باللہ، اور ایسا قول کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ٦٢٥)۔

بعض نام نہاد مسلمان کہلانے والے، دین سے کوسوں دور اور حب دنیا کے نشے میں چور خود کو مفسر و محقق کہلانے والوں نے آیت مبارکہ ﴿ان اباانا لفی ضلٰل مبین (الیوسف: ۸)﴾ کا غلط ترجمہ کیا ہے۔ جس کا نمونہ ہم درج ذیل پیش کرتے ہیں، ہمارا مقصد فقط اصلاح ہے اور عام لوگوں اور طلباء تک غلط تراجم کی نشاندہی کرنی ہے، ساتھ ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ بھی پیش خدمت ہے (۱) مولانا حفیظ جالندھری، مودودی کے ترجے کی تلخیص کرتے ہوئے اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "بیشک ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے"۔ (۲) مولانا اشرفعلی تھانوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا: "واقعی ہمارے باپ اس مقدمہ میں کھلی غلطی پر ہیں"۔ (۳) مولانا عبدالباری اورنگ آبادی نے اس آیت کا ترجمہ کیا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں"۔ (۴) شاہ رفیع الدین صاحب لکھتے ہیں: "تحقیق ہمارا باپ البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے"۔ (۵) جناب طاہر القادری صاحب نے ترجمہ کیا: بیشک ہمارے والد ان کی محبت میں کھلی وارفتگی میں ہیں"۔ (۶) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: "بیشک ہمارے باپ صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں"۔

اقدام جرم کرنے کی وجوہات:

۲۔۔۔۔۔علامہ رازی فرماتے ہیں کہ اس میں کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جانتے تھے کہ وہ کبیرہ گناہ میں مبتلا ہونے والے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم ایسا کرنے کے بعد (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے بعد) اللہ عزوجل کی

جناب میں توبہ کرلیں گے اور صالحین کی قوم میں سے ہو جائیں گے۔(۲) ان حضرات کا مقصد دینی مصالحت تھی ہی نہیں بلکہ باپ اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل کرنا مقصود تھا تا کہ ان کے والدان کی محبت میں مشغول ہو جائیں۔(۳) ان حضرات کا مقصد اس بُرے اقدام کی وجہ سے ہونے والی وحشت کو دور کرنا تھا، پس جب وحشت دور ہوگی تو اپنے مقاصد بھی پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔مفسرین کے اقوال اس بارے میں بھی مختلف ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟ چنانچہ اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک یہ کہ ان کے بھائیوں میں سے کسی نے کہا تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے، دوسرا یہ کہ کسی اجنبی شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ پیش کیا اور کسی بھائی نے اس جانب مشورہ دینے میں پہل نہ کی، وھب کا کہنا ہے کہ مشورہ دینے والا شمعون تھا، مقاتل کا کہنا ہے کہ روبیل نے قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کے بارے میں ایسا کیسے کہا جا سکتا ہے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی نبی تھے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اُس وقت تمام بھائی مراہق تھے بالغ نہ تھے کہ ان پر حکم شرعی نافذ ہوتا، یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے یہ مثال دینا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسی جماعت کے ساتھ روانہ کر دیں جو بچوں کی جماعت ہو ان میں کوئی بھی انسان عاقل نہ ہو جو انہیں بُرائی سے منع کرے، اس قول پر آیت پاک کا یہ جزء ﴿وتکونوا من بعدہ قوما صالحین﴾ (الیوسف:۹) بھی دلالت کرتا ہے کہ توبہ سے قبل سارے بھائی نیک نہ تھے، یہ قول ان کے بچے ہونے کے منافی ہے، بعض نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ باب الصغائر کا ہے، اور یہ حکم بھی اسی طرح بعید مانا جائے گا جیسا کہ ما قبل کا حکم کرنا کہ سارے ہی بچے تھے کو بعید قیاس مانا گیا اس لیے کہ نبی معصوم ہوتا ہے چہ جائے کہ کمسن ہو لہٰذا اس کا باپ کو ایذا دینا، جھوٹ بولنا، اپنے چھوٹے بھائی کو ہلاک کرنے کی سعی کرنا سارے ہی کبائر ہیں بلکہ اس مسئلے کا صحیح جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے، اگر نبی ہوتے تو اس طرح کا اقدام نہ کرتے۔ (التفسیر الرازی، ج٦، ص ٤٢٤)۔

لقطہ کیا ھے؟

س۔۔۔۔۔علامہ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں: ''لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شخص کو راستہ میں گری پڑی مل جائے اور معرف اس شخص کو کہتے ہیں جو گری پڑی چیز کو اٹھانے والا ہو، اور اگر راستے میں کوئی بچہ پڑا ہوا مل جائے تو اسے لقیط کہتے ہیں۔ (تاج العروس، ج٥، ص ٢١٦ وغیرہ)۔

حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس تھیلی کے باندھنے کی ڈوری اور اس تھیلی کو پہچان کر یاد رکھو، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو، اگر اس کا مالک آ جائے تو فبہا ورنہ اس کو تم رکھ لو''، اس شخص نے پوچھا: اور گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی''، اس نے پوچھا: اور گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اس

کی مشک (پیٹ میں پانی) ہے اوراس کا جوتا بھی اس کے ساتھ ہے، وہ پانی کے گھاٹ پر جائے گا اور درختوں کے پتے کھائے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پکڑلے گا"۔ (صحیح البخاری، کتاب فی اللقطة، باب اذا لم یوجد صاحب اللقطة، رقم:۲۴۲۹، ص ۳۹۱)۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی فرماتے ہیں: غُلام اور آزاد ہونے کے اعتبار سے لقیط کا حکم یہ ہے کہ وہ آزاد ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقیط کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ وہ آزاد ہے، اور اس لیے بھی کہ اولاد آدم میں اصل یہ ہے کہ وہ آزاد ہیں کیونکہ غلامی تو ان کو کافروں کی حمایت میں لڑنے اور پھر جنگی قیدی ہونے کی وجہ سے عارض ہوتی ہے، اس لیے اصل پر عمل کرنا واجب ہے اور اس پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو آزاد انسانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور اسلام اور کفر کے اعتبار سے لقیط کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے شہروں یا ان کے مضافات میں ملا ہے تو وہ مسلمان قرار دیا جائے گا، حتی کہ اگر وہ مرگیا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر اس کو ذمی نے یہودیوں یا عیسائیوں کی کسی عبادت گاہ میں پڑا ہوا پایا یا وہ ذمیوں کی کسی بستی میں ملا جس میں کوئی مسلمان نہیں تھا تو اس کو ظاہر حال کے اعتبار سے ذمی قرار دیا جائے گا، اسی طرح اگر اس کو مسلمان نے کسی یہودیوں یا عیسائیوں کے معبد میں پایا یا اہل ذمہ کی بستی میں پایا تو اس کو ذمی قرار دیا جائے گا۔ اور اس کے نسب کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ وہ مجہول النسب ہے حتی کہ اگر کسی انسان نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کے نسب سے ہے تو اس کا دعویٰ صحیح قرار دیا جائے گا اور اس کا اس سے نسب ثابت ہو جائے گا۔ اس کو زمین سے اٹھانے کا حکم یہ ہے کہ اس کا اٹھانا مستحب ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقیط کے اٹھانے کو نیک کام قرار دیا، بلکہ اس کو بہت افضل نیکی قرار دی، کیونکہ لقیط ایک نفس انسان ہے اور اس کا کوئی محافظ نہیں بلکہ وہ ضائع ہونے کے خطرہ میں ہے اور اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے ایک انسان کی زندگی بچائی گویا اس نے تمام انسانوں کی زندگی بچائی (المائدۃ:۳۲)"۔ لقیط کو رکھنے کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اسے اٹھایا ہے وہ اس کو رکھنے کا زیادہ حقدار ہے اور کسی دوسرے کے لیے لقیط کو اس سے لینا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: "جس شخص نے کسی مردہ زمین کو آباد کیا وہ اس کی ہے"۔ اور اس کے خرچے کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ اس کا خرچ بیت المال کے ذمہ ہے اور اگر لقیط کے ساتھ کچھ مال بندھا ہوا ملے تو وہ لقیط کا ہے جیسے اس کے جسم کے کپڑے اس کی ملکیت ہیں اور اگر وہ کسی سواری پر بندھا ہوا ملے تو سواری بھی اس کی ملکیت ہے اور پھر سواری کو بیچ کر اس کا خرچ پورا کیا جائے گا، کیونکہ بیت المال سے ضرورت کی بناء پر خرچ لیا جاتا ہے اور اب ضرورت نہیں ہے اور اس کی جان اور اس کے مال میں اس کا ولی سلطان ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے"۔ (البدائع الصنائع، کتاب اللقیط، ج۶، ص ۳۰۰)۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ سے یہ روایت ہے کہ اگر لقطہ دوسو درہم (۶۱۲،۳۶ گرام چاندی) یا اس سے زیادہ مالیت کا ہو تو ایک سال اعلان کیا جائے اور اگر دو درہم سے کم مالیت ہو تو دس درہم (۳۰،۶۱۸ گرام چاندی) تک ایک ماہ اعلان کیا

جائے اور اگر دس درہم سے کم مالیت کی چیز ہو تو جتنی مدت مناسب سمجھے اعلان کرے اور ایک روایت یہ ہے کہ تین درہم (۹٫۱۸۵۴ گرام چاندی) سے لے کر دس درہم (۳۰٫۶۱۸ گرام چاندی) تک دس دن اعلان کرے اور ایک درہم (۳٫۰۶۱۸ گرام چاندی) سے لے کر تین درہم (۹٫۱۸۵۴ گرام چاندی) تک تین دن تک اعلان کرے اور اگر ایک دانق یعنی درہم کا چھٹا حصہ (۰٫۱۵۰۳ گرام چاندی) یا اس سے زیادہ ہو تو ایک درہم تک ایک دن اعلان کرے اور اگر ایک دانق سے کم ہو تو دائیں بائیں دیکھ کر کسی فقیر کے ہاتھ پر رکھ دے، علامہ سرخسی نے کہا کہ یہ نصاب لازم نہیں بلکہ قلیل میں اپنی صوابدید کے مطابق اعلان کرے۔ علامہ سرخسی نے گویا امام اعظم کی پہلی روایت کو لیا ہے اور ظاہر الروایۃ جس کو امام محمد نے "کتاب الاصل" میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ قلیل اور کثیر میں فرق کے بغیر ایک سال اعلان کرے اور یہی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی تفصیل اور فرق کے بیان کیا: "من التقط شیا فلیعرف سنۃ یعنی جس کو کوئی چیز ملی ہو وہ اس کا ایک سال اعلان کرے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے، امام اعظم سے جو پہلی روایت ہے کہ دو سو درہم سے زیادہ سے لیکر دس درہم تک ایک سال اعلان کرے اور دس درہم سے کم میں جتنی مدت تک مناسب سمجھے اعلان کرے اس کی دلیل یہ ہے کہ جن روایات میں ایک سال اعلان کرنے کا ذکر ہے وہ اس لقطہ کے بارے میں ہیں جو ایک سو دینار تھا جو ایک ہزار درہم کے مساوی ہے اور دس درہم یا اس سے زیادہ کی مالیت کی وجہ یہ ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار نصاب سرقہ یعنی دس درہم ہے، یعنی دس درہم شرعاً قیمتی مال ہے، کیونکہ اس کے عوض چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور فرج حلال ہو جاتی ہے اس لیے کہ دس درہم کی مالیت کے حکم کو بھی ایک ہزار درہم کے حکم کے ساتھ لاحق کر دیا اور دس درہم سے کم کو چونکہ یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے اس لیے اس کے اعلان کی مدت ایک سال نہیں رکھی بلکہ اس کو اعلان کرنے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ (فتح القدیر، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۱۱۳)۔

کھیل کود کی حیثیت شریعت کی نظر میں کیا ھے ؟

......قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ یرتع ویلعب کو ابوعمرو اور ابن عامر نے دونوں صیغے جو متکلم یعنی نون کے ساتھ ہے پڑھے ہیں اور عین کے جزم کے ساتھ پڑھا ہے، نرتع کو رتع ترتع رتعا سے مراد سرسبزی ہے، اس کلام سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پھل کھائیں، دوڑیں، شکار کریں اور تیر اندازی کریں وغیرہ جو شریعت میں مباح ہیں۔ ابن کثیر نے دونوں صیغوں میں نون کے فتح کے ساتھ اور عین کی کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اصل میں نرتعی تھا، یہ باب افتعال ہے اور رعی سے مشتق ہے (المظھری، ج۵، ص۱۲)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے جابر کیا تو نے نکاح کر لیا"؟ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: "کنواری سے نکاح کیا یا شادی شدہ سے"؟ عرض کی شادی شدہ سے، فرمایا: "اگر کنواری عورت سے شادی کرتے کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی" (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم برقم ۴۰۵۲: ص۶۸۶)۔

☆......حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا، حضرت عائشہ آپ ﷺ سے آگے نکل گئیں، (بی بی عائشہ فرماتی ہیں) پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تھا تو میں نے ایک بار پھر مقابلہ کیا، اس وقت نبی ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پچھلی بار کا بدلہ ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب :في السبق على الرجل، رقم:۲۵۷۸، ص ۴۸۲)۔

☆......حضرت عبد اللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جن گھوڑوں کو اضمار کیا گیا تھا ان کا مقابلہ نبی کریم ﷺ نے حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک کرایا اور جن گھوڑوں کو اضمار نہیں کیا گیا تھا نبی کریم ﷺ نے ان کا مقابلہ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک کرایا، حضرت ابن عمر بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کے درمیان مقابلہ کرایا گیا۔ (ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب السبق و الرهان، رقم: ۲۸۷۷، ص ۴۸۸)۔

اضمار: کا معنی یہ ہے کہ ایک مدت تک گھوڑے کو کھانے کے لیے معمول سے کم چارہ دیا جائے اور اس کو ایک کوٹھڑی میں بند کر کے رکھا جائے حتی کہ اس کو خوب پسینہ آئے، پھر اس کے بعد اس کو معمول کے مطابق چارہ دیا جائے۔

مانا کہ موجودہ دور میں گھوڑے کی سواری، تیر اکی اور نیزہ بازی سے جہاد نہیں ہوگا کہ دور سابق میں یہ کھیل اسی وجہ سے جائز قرار دیئے گئے کہ مسلمان کھیل ہی کھیل میں جہاد کی تربیت حاصل کر لیں، بہر حال ہم نے آیات و روایات سے جان لیا کہ کھیل کونسا کھیلنا جائز ہے؟ اب موجودہ دور میں مسلمانوں کھیل تماشوں میں مصروف ہو کر نمازیں، روزے اور دیگر فرائض و واجبات کو ترک کر دینے کا حال بھی دیکھ لیں، بلکہ یہ بات زیادہ دکھ میں مبتلا کرتی ہے کہ جمعہ تک چھوڑ دیا جاتا ہے، اسلامی ملک میں مسلمان نماز جیسا اہم فریضہ چھوڑ دیں افسوس صد افسوس! مزید حیرت حکومتوں کی پالیسی پر ہے کہ عام تعطیل کا بھی اعلان کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کھیل جن کی شریعت نے حمایت نہ کی، مزید اس کے ذریعے بے حیائی اور گناہ کبیرہ کا دروازہ کھلتا ہو دنیا و آخرت میں کس قدر نقصان کا پیش خیمہ بن سکتا ہے......!۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشن گوئی:

۵......ایک قول یہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ ایک بھیڑیا حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ آور ہوا ہے جس کی وجہ سے بتقاضائے بشریت وہ گھبرا گئے، ہوسکتا ہے کہ خوف کی وجہ سے ہو کہ حضرات انبیائے کرام کے دیکھے جانے والے خواب حقیقت پر محمول ہوتے ہیں یعنی انہیں خواب کے ذریعے کوئی رہنمائی ملنے والی ہوتی ہے، اسی وجہ سے خواب میں بھیڑیے کے دیکھنے کو دشمن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک کو بھیڑیے کی صورت میں دیکھا اور حضرت یعقوب جلیل القدر بزرگ تھے، کوئی نہ جان پایا کہ ان کا یہ خواب اپنی تعبیر کے اعتبار سے کس قسم میں داخل ہوتا ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر خواب کی تعبیر مخفی رہی جیسا کہ ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ان کے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کی تعبیر کہ بعد میں جنت سے مینڈھا آیا حالانکہ اس میں خفا والی کوئی بات نہ تھی، یہ قول ہمارے شیخ ابن العربی کا

ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ پہاڑ کی بلندی پر ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام وادی کے نیچے موجود ہیں کہ اچانک دس بھیڑیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھیر لیا، وہ انہیں پھاڑ کھانا چاہتے تھے پھر ایک نے ان کو ہٹایا پھر زمین پھٹ گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس میں تین دن چھپے رہے۔ (روح المعانی ،الجزء الثانی عشر، ص ٥٣٢)۔

وحی سے مراد نبوت کی وحی ہے یا الہام ؟

۶.....اکثر مفسرین کا قول ہے کہ درحقیقت اللہ عزوجل نے ان کی جانب وحی فرمائی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اندھے کنوئیں میں ان سے مانوس ہوجائیں، اور انہیں باہر نکلنے کی خوشخبری بھی دیں اور ان کے بھائیوں کو ان کے کیے پر خبردار کریں اور بدلہ دیں اور یہ قول محقق کی ایک بہت بڑی جماعت کا ہے، ہاں اس میں اختلاف یہ ہے کہ جس وقت وحی کا سلسلہ ہوا حضرت یوسف علیہ السلام بالغ تھے یا نہیں چنانچہ بعض نے کہا کہ اس وقت وہ بالغ تھے اور ان کی عمر مبارک پندرہ سال تھی اور بعض کا قول یہ بھی ہے کہ کم سن تھے مگر اللہ عزوجل نے انہیں کامل، عاقل، ھدایت پر چلنے والا اور وحی کو قبول کرنے کے حوالے سے نیک بخت بنایا تھا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کا معاملہ ہے۔اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ اس وقت جب کہ وہ اندھے کنوئیں میں تھے انہیں نبی کیسے بنایا گیا؟ جب کہ نبوت ورسالت کا فائدہ تو تبلیغ سے حاصل ہوتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس بات میں تو انکار ہی نہیں کہ اللہ عزوجل نے انہیں وحی سے مشرف فرمایا اور نبوت کے ذریعے ان کا اکرام فرمایا اور اس وقت یہ سب کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قلب انور کو اطمنان ہوجائے، خوف، غم ووحشت کا ازالہ ہوجائے، پھر جب تبلیغ رسالت کا وقت آئے گا تو تبلیغ کا حکم دیا جائے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ﴿اوحینا الیه﴾ سے الہام کرنا مراد ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿واوحی ربک الی النحل﴾ ﴿او حینا الی ام موسی﴾ لیکن قول اول اولی ہے۔ (الخازن ،ج۲، ص ٥١٧)۔

صبر جمیل کے معنی وفضائل:

۷.....صبر جمیل کے معنی ہیں ایسا صبر جس میں شکوہ شکایت اور جزع وفزع نہ ہو۔(البغوی، ص ٤٤٥)۔صبر کی دو اقسام ہیں: کبھی صبر جمیل ہوتا ہے اور کبھی غیر جمیل ہوتا ہے، صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں بندہ کو یہ علم ہو کہ اس مصیبت کو نازل کرنے والا اللہ عزوجل ہے، پھر اس کا یہ ایمان ہو کہ اللہ مالک الملک ہے اور مالک اپنی ملک میں جو چاہے کرے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جب اس کے دل میں یہ یقین جاگزیں ہوجائے تو پھر وہ مصیبت میں شکایت کرنے سے اعراض کرے گا۔شکایت نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بندہ جب یہ جان لے گا کہ اللہ حکیم اور عالم ہے اور رحیم ہے اور جب وہ ان صفات سے موصوف ہے تو اس سے جو فعل بھی صادر ہوگا وہ حکمت کے مطابق اور درست ہوگا، پس اس وقت وہ مصیبت پر صبر وسکون سے رہے گا اور اس مصیبت پر اعتراض نہیں کرے گا۔(الرازی، ج٦، ص ٤٣١)۔

☆......☆ وهم احد عشر: مراد یہودا، روبیل، شمعون، لاوی، ریالون اور یشجر ہیں، ان کی والدہ کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب نے

ان کی خالہ بی بی راحیل سے نکاح کیا، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ دونوں بہنیں ایک ہی وقت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں جمع تھیں، ان سے بنیامین اور حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے، اور باقی چار بیٹے دان، نفتالی، جاد اور آشر ان سریتین زلفۃ وبلھۃ ۔

الخطاء: یعنی دنیا کے کام اور معاملات میں، اس لئے کہ ہم قوت والے، بڑی عمر والے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مقابلے میں زیادہ منافع دینے والے ہیں، لیکن والد گرامی کی محبت ہم سے زیادہ نہیں، اور یہ واضح خطاء ہے، اور یہاں دینی خطاء مراد نہیں ہے، کیونکہ دینی خطاء کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ بان تتوبوا: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے بعد اپنے فعل کی اصلاح کر لینا۔ لقائمون بمصالحه: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ بان نزعوا...... الخ: یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اندھے کنوئیں میں ڈالنے کا واقعہ بیان ہوا ہے، جس کا مختصر احاطہ یوں کیا جاتا ہے کہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانے سے لے گئے اور مار پیٹ کر کرتا اتار کر اندھے کنویں میں ڈال دیا اور کرتے پر بھیڑیے کا خون لگا دیا......، باقی ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۱ اور ۲، میں بیان کیا ہے وہیں ملاحظہ کیجئے۔ وذهلوا عن شقه: بمعنى عن تمزيقه ہے، مطلب یہ ہے کہ جب بھیڑیا کسی انسان کو کھاتا ہے تو قمیص پہلے پھاڑتا ہے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایسا کرنا بھول گئے۔ لما راه صحيحا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: کتنا بردبار بھیڑیا تھا کہ میرے بیٹے کو کھا گیا اور قمیص سلامت ہے؟، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایک بھیڑیے کو ساتھ لائے اور کہا کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیے سے استفسار فرمایا: کیا تو نے میرے بیٹے کو کھایا ہے اور میرے دل کا پھل لے لیا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے اس بھیڑیے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے بیان دیا کہ: ”خدا کی قسم میں نے آپ علیہ السلام کے بیٹے کو نہیں کھایا اور نہ ہی میں نے انہیں کبھی دیکھا ہے اور ہمارے لئے حلال نہیں کہ کبھی کسی نبی کے گوشت کو کھائیں“، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیے سے کہا کہ تو کنعان کی سرزمین میں کیا کرنے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں (کسی معاملے میں) صلح رحمی کے لئے آیا تھا، یہ مجھے پکڑ کر آپ علیہ السلام کے پاس لے آئے“۔ لاجزع فيه: یہاں صبر جمیل کے بارے میں بیان کیا جا رہا ہے کہ صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں واویلا نہ پایا جائے۔ ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۷ کے تحت اس حوالے سے کلام کیا وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فعلم به اخوته: جب دور سے بھائیوں نے دیکھا کہ کچھ قافلے والے لوگ کنوئیں کے سامنے جمع ہیں اور تو ان کے پاس آئے اور گمان کرتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام انتقال فرما گئے ہیں، پس جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زندہ کنوئیں سے باہر دیکھا، تو مارنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو، پھر مالک بن ذعر خزاعی نے انہیں خرید لیا۔ منهم: یعنی بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں کو بیچ دیا۔ ناقص: کم قیمت میں، کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا وزن کیا گیا سونے، چاندی، مسک، حریر وغیرہ کے ذریعے اور آپ علیہ السلام کا وزن اس دور کے مطابق چار سو رطل تھا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس قسم کی کمائی حرام ہے، اس لئے کہ آزاد کی بیع کرنا حرام ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ١٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ﴾ وَهُوَ "قِطْفِيْرُ" الْعَزِيْزُ ﴿لِامْرَاَتِهٖٓ﴾ زُلَيْخَا ﴿اَكْرِمِىْ مَثْوٰهُ﴾ مَقَامَهُ عِنْدَنَا ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ وَكَانَ حَصُوْرًا ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَتْلِ وَالْجُبِّ وَعَطَفْنَا عَلَيْهِ قَلْبَ الْعَزِيْزِ ﴿مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مِصْرَ حَتّٰى بَلَغَ مَابَلَغَ ﴿وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا عَطْفٌ عَلٰى مُقَدَّرٍ مُتَعَلِّقٍ "مَكَّنَّا" اَىْ لِنُمَكِّنَهٗ اَوِ الْوَاوُ زَائِدَةٌ ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ﴾ تَعَالٰى لَا يُعْجِزُهٗ شَىْءٌ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ﴾ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱)﴾ ذٰلِكَ ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ﴾ وَهُوَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً اَوْ وَثَلٰثٌ ﴿اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا﴾ حِكْمَةً ﴿وَّعِلْمًا﴾ فِقْهًا فِى الدِّيْنِ اَنْ يُّبْعَثَ نَبِيًّا ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا جَزَيْنَاهُ ﴿نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۲۲)﴾ لِاَنْفُسِهِمْ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا﴾ هِىَ زُلَيْخَا ﴿عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ اَىْ طَلَبَتْ مِنْهُ اَنْ يُّوَاقِعَهَا ﴿وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ﴾ لِلْبَيْتِ ﴿وَقَالَتْ﴾ لَهٗ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ اَىْ هَلُمَّ وَاللَّامُ لِلتَّبْيِيْنِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ الْهَاءِ وَاُخْرٰى بِضَمِّ التَّاءِ ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ﴿اِنَّهٗ﴾ اَىِ الَّذِىْ اِشْتَرَانِىْ ﴿رَبِّىْٓ﴾ سَيِّدِىْ ﴿اَحْسَنَ مَثْوَاىَ﴾ مَقَامِىْ فَلَا اَخُوْنُهٗ فِىْ اَهْلِهٖ ﴿اِنَّهٗ﴾ اَىِ الشَّاْنَ ﴿لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)﴾ اَلزُّنَاةُ ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ﴾ قَصَدَتْ مِنْهُ الْجِمَاعَ ﴿وَهَمَّ بِهَا﴾ قَصَدَ ذٰلِكَ ﴿لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ فَضَرَبَ صَدْرَهٗ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ وَجَوَابُ "لَوْلَا" "لَجَامَعَهَا" ﴿كَذٰلِكَ﴾ اَرَيْنَاهُ الْبُرْهَانَ ﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ﴾ اَلْخِيَانَةَ ﴿وَالْفَحْشَآءَ﴾ اَلزِّنَاءَ ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (۲۴)﴾ فِى الطَّاعَةِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ اللَّامِ اَىِ الْمُخْتَارِيْنَ ﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ﴾ بَادِرًا اِلَيْهِ يُوْسُفُ لِلْفِرَارِ وَهِىَ لِلتَّشَبُّثِ فِيْهِ فَاَمْسَكَتْ ثَوْبَهٗ وَجَذَبَتْهُ اِلَيْهَا ﴿وَقَدَّتْ﴾ شَقَّتْ ﴿قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا﴾ وَجَدَا ﴿سَيِّدَهَا﴾ زَوْجَهَا ﴿لَدَا الْبَابِ﴾ فَنَزَّهَتْ نَفْسَهَا ثُمَّ ﴿قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا﴾ زِنًا ﴿اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ﴾ يُحْبَسَ اَىْ فِىْ سِجْنٍ ﴿اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۵)﴾ مُؤْلِمٌ بِاَنْ يُّضْرَبَ ﴿قَالَ﴾ يُوْسُفُ مُتَبَرِّئًا ﴿هِىَ رَاوَدَتْنِىْ عَنْ نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اِبْنُ عَمِّهَا ، رُوِىَ اَنَّهٗ كَانَ فِى الْمَهْدِ ﴿اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ﴾ شُقَّ ﴿مِنْ قُبُلٍ﴾ قُدَّامٍ ﴿فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (۲۶)﴾ ﴿وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ﴾ خَلْفٍ ﴿فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۷)﴾ ﴿فَلَمَّا رَاٰ﴾ زَوْجُهَا ﴿قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ﴾ اَىْ قَوْلُكِ "مَاجَزَاءُ مَنْ اَرَادَ" الخ ﴿مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ﴾ اَيُّهَا النِّسَاءُ ﴿عَظِيْمٌ (۲۸)﴾ ثُمَّ قَالَ يَا ﴿يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا﴾ الْاَمْرِ وَلَا تَذْكُرْهُ لِئَلَّا يَشِيْعَ

﴿وَاسْتَغْفِرِیْ﴾ یَازُلَیْخَا ﴿لِذَنْبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ(۲۹)﴾ اَلْاٰثِمِیْنَ ، وَاشْتَهَرَ الْخَبَرُ وَشَاعَ .

﴿ترجمہ﴾

اور مصر کے جس شخص نے (یعنی قطفیر عزیز نے) اسے خریدا......۱......وہ اپنی عورت (زلیخا) سے بولا انہیں عزت سے رکھو (ہمارے نزدیک اسے عزت کا مقام دو) شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں (کیونکہ وہ نامرد تھا) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے اسے قتل کئے جانے اور کنویں سے نجات بخشی اور عزیز کے دل کو ہم نے اس کی طرف مائل کر دیا) ہم نے یوسف کو اس زمین میں (یعنی مصر میں) جما دیا (حتی کہ وہ پہنچ گیا جہاں اسے پہنچنا تھا) اور اس سے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں (یعنی خوابوں کی تعبیر دکھائیں مکنا ، لنمکنہ مقدر سے متعلق ہے یا واو زائدہ ہے) اور اللہ (ﷻ) اپنے کام پر غالب ہے......۲......(کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی) مگر اکثر لوگ (اور اس سے مراد کفار ہیں) نہیں جانتے......۳......(اس بات کو) اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا......۴......(تیس یا تینتیس سال کا ہوا) ہم نے اسے حکم (یعنی حکمت) اور علم عطا فرمایا (یعنی دینی فقاہت عطا فرمائی ان کو نبی مبعوث کرنے سے پہلے ہی) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے اسے صلہ دیا) ہم صلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو (جو اپنی ذات پر احسان کرتے ہیں) اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا......۵......(اور وہ عورت زلیخا تھی) کہ اپنا آپا نہ روکے (اس نے آپ علیہ السلام سے جماع کرنے کا مطالبہ کیا) اور دروازے (گھر کے) سب بند کر دیئے اور بولی (ان سے) آؤ تمہیں سے کہتی ہوں (ھیت لک بمعنی ھلم ہے اور لک میں لام بنانیہ ہے، ایک قرأت میں ھیت کو ھاء کے کسرہ کے ساتھ اور دوسری میں تاء مضموم کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہا اللہ کی پناہ (میں اس سے اللہ ﷻ کی پناہ طلب کرتا ہوں) وہ (یعنی جس نے مجھے خریدا ہے) وہ تو میرا رب ہے (میرا آقا ہے) اس نے مجھے اچھی طرح رکھا (مجھے اچھا مقام دیا، میں اس کے اہل خانہ کے بارے میں خیانت نہیں کروں گا) بیشک ظالموں کا (یعنی زانیوں کا) بھلا نہیں ہوتا (انہ میں ہ ضمیر شان ہے) اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا......۶......(اس سے جماع کروانے کا قصد کیا) اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا (اس کام کا قصد کرتا) اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ان کے سامنے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مثالی جسم پیش کیا گیا، آپ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے پر ضرب لگائی تو شہوت پوروں کے رستے نکل گئی لولا کا جواب لجامعھا ہے) اسی طرح (ہم نے انہیں کھلی دلیل دکھلائی) کہ اس سے برائی (یعنی خیانت) اور بے حیائی (یعنی زنا) کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں (کہ ہماری فرماں برداری میں مخلص ہیں اور ایک قرأت میں مخلصین لام مکسور کے ساتھ ہے بمعنی چنے ہوئے) اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (فرار کیلئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے کی طرف دوڑ لگائی پس اس نے آپ علیہ السلام کے لباس کو پکڑ لیا اور اسے اپنی جانب کھینچا) اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا (قدت بمعنی شقت ہے) اور دونوں کو عورت کا سید (یعنی عورت کا شوہر) دروازے کے پاس ملا (پس اس نے اپنے نفس کو اس جرم سے منزہ ظاہر کیا

)بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھروالے سے بدی (یعنی زنا) کا ارادہ کیا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار (یسجن بمعنی سجن ہے بمعنی قید کرنا، الیم بمعنی مولم ہے عذاب الیم کا معنی یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برأت کو ظاہر کرتے ہوئے) کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی......یہ......(جو اس عورت کا چچازاد بھائی تھا، مروی ہے کہ وہ اسوقت جھولے میں تھا اس بچے نے کہا) اگران کا کرتا آگے سے چرا ہے (قبل بمعنی قدام ہے) تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا (دبر بمعنی خلف ہے) تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے پھر جب اس نے (یعنی عورت کے شوہر نے) اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا بولا بیشک یہ (تمہارا یہ قول ما جزاء من اراد......الخ) تم عورتوں کا فریب ہے بیشک تمہارا فریب (اے عورتوں) بڑا ہے (پھر اس نے کہا اے) یوسف تم اس (معاملے) کا خیال نہ کرو (اور نہ اس کا کسی سے ذکر کرو تا کہ یہ بات نہ پھیلے) اور (اے زلیخا) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو خطا کاروں (گناہگاروں) میں ہے (یہ خبر مشہور ہوگئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذی اشتراہ من مصر لامراتہ اکرمی مثوہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل......الذی اشتراہ من مصر: فاعل......لامراتہ: متعلق، ملکر قول......اکرمی مثوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر مقولہ، عسی: فعل رجاء با اسم......ان: مصدریہ......ینفعنا او نتخذہ ولدا: جملہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکذلک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل الاحادیث﴾.

و: عاطفہ......کذلک: ظرف مستقر صفت مفعول محذوف "تمکین" کیلئے......مکنا: فعل بافاعل......لیوسف: ظرف لغو اول......فی الارض: حال ہے "یوسف" سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لام: جار......نعلمہ......الخ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل محذوف "مکنا" کیلئے ای لنعلمہ مکنا۔

﴿واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......غالب علی امرہ: شبہ جملہ خبر......ولکن اکثر......الخ: جملہ اسمیہ حال ہے "غالب" کے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما بلغ اشدہ اتینہ حکما وعلما کذلک نجزی المحسنین﴾.

و: مستانفہ......لما: ظرف فیہ شرطیہ......بلغ: فعل با فاعل......اشدہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط......اتینہ: فعل بافاعل ومفعول......حکما وعلما: مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......کذلک: ظرف

مستقر صفت مفعول محذوف "جزاء" کیلئے...... نجزی المحسنین: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وراودته التی هو فی بیتها عن نفسه وغلقت الابواب وقالت هیت لک﴾.

و: عاطفہ، راودته: فعل بامفعول...... التی هو فی بیتها: فاعل، عن نفسه: ظرف لغو...... ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، غلقت: فعل بافاعل، الابواب: مفعول...... ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالت: فعل با فاعل...... هیت: اسم فعل، لک: متعلق بااسم فعل، ملکر مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای﴾.

قال: قول...... معاذ الله: مفعول مطلق "اعوذ" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ...... ان: حرف مشبہ...... ہٗ: ضمیر اسم...... ربی: مبتدا...... احسن مثوای: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انه لا یفلح الظلمون ولقد همت به وهم بها لولا ان رابرهان ربه﴾.

ان: حرف مشبہ...... ہٗ: ضمیر اسم...... لایفلح...... الخ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ...... لقد: تحقیق...... همت به: فعل بافاعل ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ...... هم: فعل بافاعل...... بها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... لولا: حرف تحضیض...... ان رابرهان ربه: جملہ بتاویل مصدر مبتدا، خبر محذوف "ماثل امامه" ملکر جملہ اسمیہ شرط، جواب لولا محذوف "لهم بها" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین﴾.

کذلک: ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف "التثبیت" کیلئے، ای مثل ذلک التثبیت ثبتناہ، لام: جار، نصرف: فعل بافاعل، عنه: ظرف لغو...... السوء والفحشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر "ثبتناه" کے متعلق، ثبتناہ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ...... ہٗ: ضمیر اسم، من: جار...... عبادنا المخلصین: مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واستبقا الباب وقدت قمیصه من دبر﴾.

و: عاطفہ...... الفیا: فعل با فاعل...... الباب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "لقد همت به" پر عطف،...... و: عاطفہ، قدت: فعل با فاعل...... قمیصه: مفعول...... من دبر: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿والفیا سیدها لدا الباب قالت ما جزاء من اراد باهلک سوء االا ان یسجن او عذاب الیم﴾.

و: عاطفہ، الفیا: فعل بافاعل، سیدها: مفعول، لدا الباب: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، قالت: قول، ما: نافیہ، جزاء: مضاف، من اراد...... الخ: مضاف الیہ، ملکر مبتدا، الا: للحصر، ان یسجن: معطوف علیہ، او عذاب الیم: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿قال هی راودتنی عن نفسی وشهد شاهد من اهلها﴾.

قال : قول......هي: مبتدا......راودتني عن نفسي: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ...... و: عاطفہ......شهد: فعل......شاهد من اهلها: مرکب توصیفی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكذبين﴾.

ان : شرطیہ...... كان: فعل ناقص......قميصه: اسم......قدمن قبل : جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ...... صدقت: فعل هي ضمیر ذوالحال......وهو من الكاذبين: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط۔

﴿وان کان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين﴾. اس کی مماثل ترکیب ماقبل دیکھ لیں۔

﴿فلما را قميصه قد من دبر قال انه من كيدكن ان كيدكن عظيم﴾.

ف: عاطفہ،لما: حینیہ......را:فعل بافاعل......قميصه: مفعول،قد من دبر: جملہ حال ہے مفعول سے،ملکر جملہ فعلیہ شرط،قال: قول،انه من كيدكن: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جواب شرط......ان: حرف مشبہ...... كيدكن: اسم،عظيم:خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يوسف اعرض عن هذا واستغفري لذنبك انك كنت من الخطئين﴾.

يوسف: جملہ ندائیہ......اعرض عن هذا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء...... و: عاطفہ......استغفري: فعل بافاعل...... لذنبك: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ......ک: ضمیر اسم......كنت من الخاطئين: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدار کون تھے؟

ا......تفسیر قرطبی میں ہے ضحاک کا قول ہے کہ جس شخص نے شہر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ بادشاہ وقت تھا،اس کا لقب عزیز تھا اور سہیلی کا قول ہے کہ نام قطفیر تھا،امام ابو اسحٰق کا قول ہے کہ اس کا نام اطفیر بن روحب تھا،اس نے اپنی بیوی کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا جس کا نام راعیل تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا نام زلیخا تھا۔اللہ عزوجل نے عزیز کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت ڈال دی تھی لہذا اس نے اپنی بیوی کو وصیت کی کہ اس کو تعظیم وتکریم سے رکھے،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ مصر کے بادشاہ کا وزیر قطفیر تھا اور مصر کا بادشاہ الریان بن ولید تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا نام الولید بن ریان تھا اور یہی راجح قول ہے،وہ عمالقہ کی قوم سے تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے ایک شخص نے فرعون کے دربار میں کہا تھا:﴿ولقد جاء كم يوسف من قبل بالبينات (المومن:۳٤) یعنی اور اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل کے ساتھ آچکے ہیں﴾۔فرعون نے چار سوسال زندگی پائی،اور ایک قول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے فرعون کی اولاد سے تھا،اور یہ عزیز

نامی شخص جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا بادشاہ کے خزانوں کا مالک تھا، اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک بن دعر سے بیس دینار میں خریدا تھا اور ایک حلہ اور نعلین زائد دی تھیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں سے خریدا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت بڑھا دی تھی، ان کی قیمت میں مشک، عنبر، ریشم، چاندی، سونا، موتی اور جواہر تھے جن کی مالیت اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قطفیر نے مالک بن دعر کو یہ قیمت دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا۔

حضرت وہب بن منبہ اور حضرت وہب کا بیان ہے کہ جب مالک بن دعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں سے خریدا تو انہوں نے ایک دوسرے کو دستاویز لکھ کر دی، مالک بن دعر نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے فلاں فلاں بیٹے سے یہ غلام بیس درہم کے عوض خریدا ہے اور ان کے بھائیوں نے یہ شرط عائد کر دی تھی کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے اور اس کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر رکھا جائے اور انہوں نے اس معاملے پر اللہ عزوجل کو گواہ بنایا تھا، رخصتی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہاری حفاظت کرے، ہر چند کہ تم نے مجھے ضائع کر دیا، اللہ تمہاری مدد کرے ہر چند کہ تم نے مجھے رسوا کیا ہے، اور اللہ تم پر رحم فرمائے اگر چہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زنجیروں اور بیڑیوں سے باندھ کر ننگے پالان پر بٹھایا جب وہ قافلہ آل کنعان کی قبروں کے پاس سے گزرا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے خود کو اپنی والدہ کی قبر پر گرا دیا اور ان کی قبر پر لوٹ پوٹ ہونے لگے، اور ان کی قبر سے لگ گئے اور اضطراب سے کہنے لگے: اے میری والدہ ماجدہ! سر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھئے، وہ کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے، بھائیوں نے والد سے جدا کر دیا ہے، اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ اللہ عزوجل ہمیں اپنی رحمت کے ٹھکانے میں جمع فرمائے، بیشک وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ ادھر جب اُس حبشی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پالان پر نہیں دیکھا تو وہ پیچھے دوڑا، اس نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر کے پاس ہیں۔ اُس حبشی نے اپنے پیر سے زمین پر ٹھوکر ماری اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خاک میں لوٹ پوٹ کر دیا اور آپ علیہ السلام کو دردناک مار لگائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: ”مجھے مت مارو، اللہ کی قسم میں بھاگا نہیں تھا، جب میں اپنی ماں کی قبر کے پاس سے گزرا تو چاہا کہ الوداع کہوں، اور اب دوبارہ ایسا نہیں کروں گا جو تمہیں ناپسند ہو“۔ حبشی نے کہا: اللہ کی قسم! تو بہت بُرا غلام ہے (معاذ اللہ)، تو کبھی اپنے باپ کو پکارتا ہے کبھی اپنی ماں کو، تو نے اپنے مالکوں کے سامنے ایسا کیوں نہیں کیا؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی: اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما، تب آسمان کے فرشتوں نے چیخ وپکار کی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے یوسف علیہ السلام! اپنی آواز کو پست رکھیں، آپ علیہ السلام نے تو آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا، کیا آپ علیہ السلام یہ چاہتے ہیں کہ میں زمین کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر کے اس زمین کو الٹ پلٹ کر دوں! حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ”اے جبرائیل ٹھرو! بیشک اللہ حلیم ہے جلدی نہیں کرتا، تو جبرائیل امین علیہ السلام نے

زمین پر اپنا پَر مارا اور زمین پر اندھیرا چھا گیا اور گرد وغبار اڑنے لگی، سورج کو گہن لگ گیا اور قافلہ والوں کا حال یہ ہو گیا کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہا تھا، قافلہ کے سردار نے کہا: تم میں سے کسی نے ضرور کوئی ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہیں کیا گیا تھا، میں اتنے طویل عرصہ سے اس علاقہ میں سفر کر رہا ہوں، اور میرے ساتھ کبھی اس قسم کا معاملہ پیش نہیں آیا، تب اس حبشی غلام نے کہا میں نے اس عبرانی غلام کو ایک تھپڑ مارا تھا، تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی، معلوم نہیں اس نے کیا دعا کی، ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ہمارے خلاف دعا کی۔ سردار نے کہا: تو نے ہمارے لیے ہلاکت کا سامان کر دیا، جاؤ اس عبرانی غلام کو ہمارے پاس لے آؤ، وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لے آیا، سردار نے ان سے کہا او لڑکے! اس حبشی نے تم کو تھپڑ مارا جس کے نتیجے میں ہم پر وہ عذاب آیا جو تم دیکھ رہے ہو، اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو جس سے چاہو بدلہ لے لو اور اگر معاف کرنا چاہو تو تم سے یہی توقع ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اس امید پر معاف کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھے معاف فرمائے گا، اسی وقت غبار چھٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا مشرق ومغرب میں روشنی پھیل گئی اور وہ سردار صبح وشام حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کرتا تھا اور آپ علیہ السلام کی تعظیم کرتا حتی کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچے اور آپ علیہ السلام نے دریائے نیل میں غسل کیا اور اللہ عزوجل نے ان سے سفر کی تھکاوٹ دور کر دی اور ان کا حسن وجمال لوٹا دیا۔ وہ سردار حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر دن میں شہر میں داخل ہوئے اور ان کے چہرے کا نور شہر کی دیواروں پر پڑ رہا تھا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے پیش کیا تو بادشاہ قطفیر نے انہیں خریدا۔ ایک قول یہ ہے کہ بادشاہ مرنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دین کی اتباع کی، پھر جن دنوں حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے خزانوں پر مامور ہوئے وہ بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد قابوس نامی بادشاہ ہوا جو کہ کافر تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسے دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کر دیا۔ (الجامع الاحکام القران معروف تفسیر قرطبی، الجزء التاسع، ص ۱۳۶)۔

امر الٰهی کے غالب آنے سے کیا مراد هے؟

۲......امر الٰہی کے غالب آنے کے دو معانی ہیں ایک یہ کہ اللہ عزوجل کا امر انسانی دلوں پر غالب آتا ہے یعنی اس کا حکم، اس کی محبت اور اس کی طلب (مغفرت وجزا)، دوسرا یہ کہ اس کا امر انسانی دل پر غالب آتا ہے بحیثیت صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے جذبات کا رونما ہونا، فناء وبقاء من جانب اللہ عزوجل ہونے کے اعتبار سے، للہ فی اللہ تصرفات کا پایا جانا، انسانی اَنا تو فانی ہے باقی رہنے والی ذات تو فقط اللہ ہی کی ہے۔ (روح البیان، ج ٤، ص ۲۰۱)۔

متذکره آیت ﴿ولکن اکثر......﴾ میں علم سے مراد:

۳......علامہ اسماعیل حقی نے علم کی دو اقسام بیان کی ہیں: علم شرعی اور علم حقیقی، اور ان دونوں علوم کا جدا مقام ومرتبہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی معرفت کا علم''۔ استفسار ہوا دوسرے

نمبر پر کونسا علم افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''اللہ ﷻ کی معرفت کا علم''۔ پوچھا گیا کہ ہمیں ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو علم کے بغیر واجب ہوں؟ ارشاد فرمایا: ''علم کی موجودگی میں چھوٹا سا عمل بھی فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ تو بڑا عمل بھی فائدہ نہیں دیتا''۔ اور اللہ ﷻ کی معرفت کا علم باطن کے تصفیہ اور دل کی پاکیزگی کے بغیر ممکن نہیں اور یہی اکابرین کا دلوں کی اصلاح اور بھیدوں کے حوالے سے مطمع نظر تھا نہ کہ ظاہری دلوں کی عمدگی و درستگی کی وجہ سے اس لیے کہ دلوں کی ظاہری حالت پر مخلوق کی نظر ہوتی ہے جب کہ باطن پر حق ﷻ کی نظر ہوتی ہے اور اصلاح حق ﷻ کی جانب سے باطن پر کرم فرمائی ہو جائے یہ مخلوق کی جانب سے ظاہر پر کرم فرمائی سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم دیئے جانے سے مراد حکمت عملی اور نظری ہے اور اصحاب ریاضات اور مجاہدات پہلے حکمت عملی کی جانب توجہ فرماتے ہیں پھر حکمت نظری کی جانب ترقی فرماتے ہیں، اور اصحاب افکار وانظار پہلے حکمت نظری کی جانب توجہ فرماتے ہیں اس کے بعد حکمت عملی کی جانب راہ یاب ہوتے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا طریقہ کار یہ تھا کہ اولاً آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے مکر وفریب اور آزمائش ومحن پر صبر سے کام لیا تو اللہ ﷻ نے فتح کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام طریقۃ السالک المجذوب کے راستے پر چلے نہ کہ طریقۃ المجذوب السالک کے راستے پر، پس اولیٰ یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا یہی طریقہ رہا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنایا۔ (روح البیان، ج٤، ص ٢٠٢)۔

پختہ عمر کونسی ہوتی ہے؟

۴.....امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: اشد کے معنی ہیں قوت وشباب کا اپنے کمال تک پہنچنا، ہوسکتا ہے کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک اٹھارہ سال ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ان کی عمر یا کبیس سال یا تینتیس سال ہو، اللہ ﷻ کی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ان کی عمر کی تعین نہیں پائی جاتی اور نہ ہی عمر کی تعین پر امت کا اجماع ہے لہذا مراد یہی ہونا چاہیے کہ جب وہ اپنی قوت وشباب کی انتہاء کو پہنچ گئے کہ یہی معنی اللہ ﷻ نے اشد کے کیے ہیں۔ (جامع البیان، الجزء الثانی عشر، ص ٢١١)۔

بی بی زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنا:

۵.....حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال کی انتہاء پر تھے اور جوانی کی انتہاء پر پہنچ چکے تھے، جب وہ عورت حضرت یوسف علیہ السلام کو سات کمروں کے پیچھے ایک کوٹھری میں لے گئی اور ہر کمرہ کا دروازہ بند کر کے تالا لگاتی رہی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے کہنے لگی اے یوسف! تمہارے بال کتنے حسین ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''سب سے پہلے میرے جسم کے بال الگ ہوں گے''، اس نے کہا: تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''سب سے پہلے میرے جسم سے یہ آنکھیں بہہ جائیں گی''، اس نے کہا: کتنا حسین چہرہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کو مٹی کھا جائے گی''، اس نے کہا: تمہاری صورت کتنی اچھی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے رب نے یہ صورت رحم میں بنائی تھی''، اس نے کہا: اے یوسف! تمہاری صورت میرے جسم میں حلول کر چکی ہے،

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس میں شیطان تمہاری معاونت کررہا ہے''، اس نے کہا: میں نے تمہارے لیے ریشم کا بستر بچھایا ہے، اٹھو اور میری خواہش پوری کرو، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''پھر جنت سے میرا حصہ جاتا رہے گا''، اس نے کہا: میرے ساتھ چھپ جاؤ، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے رب سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی''، وہ اسی طرح آپ علیہ السلام کو مائل کرتی رہی اور آپ علیہ السلام اس سے گریز فرماتے رہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ عورت ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی جانب مائل کرتی رہی اور اللہ عزوجل حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کی ہیبت ڈال دیتا اور ہر عورت پر ہیبت ڈالی دی جاتی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتی۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء التاسع، ص ۱٤۲)

ھَمّ کے معنی :

۱......کسی چیز کی جانب دل کا مائل ہونا چہ جائے کہ وہ کام صحیح ہو یا نہ ہو۔ (التعریفات، ص ۲۰۲) ۔علامہ اصفہانی فرماتے ہیں :ھم اس فکر کو کہتے ہیں جس سے انسان گھلتا رہتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ھممت الشحم یعنی میں نے چربی کو پگھلا دیا ہے، اور ھم کا معنی یہ بھی ہے کہ دل میں کسی چیز کا قصد کرنا، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم یعنی جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ وہ لڑنے کے لیے تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں (المائدہ: ۱۱)﴾ (المفردات، ص ۵۲۳) اہل حقائق فرماتے ہیں کہ ھم کی دو اقسام ہیں (۱) ھم ثابت :وہ ارادہ جو ثابت ہوتا ہے جس کے ساتھ عزم، رضا اور پختہ عقد ہوتا ہے جیسے عزیز مصر کی بیوی کا ارادہ تھا۔ (۲) ھم عارض :جیسے ایسا خیال جس میں عزم اور اختیار نہیں ہوتا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا ارادہ تھا، اس خیال پر بندے کا مواخذہ نہیں ہوتا جب تک کلام نہ کرے یا عمل نہ کرے۔ (المظھری، ج٤، ص ۱۹)۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے، جب میرا بندہ نیکی کا ھم یعنی قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور جب وہ اس نیکی پر عمل کرے تو میں اس کی دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور اس کی دگنی تک، اور اگر میرا بندہ معصیت کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی وہ معصیت نہیں لکھتا اور اگر وہ اس معصیت پر عمل کرے تو میں اس کی صرف ایک معصیت لکھتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز اللہ عن حدیث برقم: ۱۲۸، ص ۸۲)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر شہادتیں:

۲......علامہ رازی فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر کئی شواہد ہیں۔ (۱) حضرت یوسف علیہ السلام بظاہر عزیز مصر کے غلام تھے اور غلام کا اپنے مالک پر اس حد تک تصرف و تسلط نہیں ہوتا لہذا وہ اس کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ (۲) عزیز مصر اور اس کے چچازاد بھائی نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بہت تیزی سے دروازے کی طرف باہر نکلنے کے لیے بھاگ رہے تھے اور عورت ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی اس سے واضح پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور عورت

ان کے درپے تھی، اگر حضرت یوسف علیہ السلام اس عورت کے درپے ہوتے تو معاملہ برعکس ہوتا۔(۳) عزیز مصر اور اس عورت کے چچازاد نے دیکھا کہ اس عورت نے مکمل طور پر بناؤ سنگھار کر رکھا تھا اور خود کو بنایا اور سنوارا ہوا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زینت اختیار کرنے والی کوئی بات اختیار نہ کی تھی بلکہ وہ معمول کے مطابق حالت میں تھے، پتہ چلا کہ بُرائی کی دعوت دینے والی عورت تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس سے اپنا دامن بچانے والے تھے۔(۴) عزیز مصر نے مشاہدہ کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک طویل مدت ان کے پاس رہے اور انہوں نے ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کو صداقت وشرافت کا پیکر پایا اور کبھی ان میں غیر شائستہ اور غیر متوازن کام نہیں دیکھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کی واضح شہادت ہے۔(۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے نہایت بے باکی اور بے دھڑک دوٹوک الفاظ میں کہا کہ: **یہ مجھے اپنی طرف راغب کر رہی تھیں** جب کہ اس عورت نے مبہم اور مجمل کلام کیا اور کہا: اس شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے کیونکہ مجرم بہر حال اپنے دل میں ڈرتا ضرور ہے۔(۶) یہ بھی کہا گیا کہ اس عورت کا خاوند عاجز تھا یعنی نامرد تھا اور اس عورت میں طلب شہوت کے مکمل آثار تھے لہذا اس فتنہ کی اس عورت کی طرف نسبت کرنا ہی زیادہ مناسب تھا اور یہ بھی کہ تمام قرائن حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر دلالت کرتے تھے اور اس عورت کو مجرم ثابت کرتے تھے اس لیے عزیز مصر نے توقف اور سکوت کیا کیونکہ اس نے جان لیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور یہ عورت جھوٹی ہے، پھر اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر ایک اور دلیل ظاہر فرمائی کہ جس سے یہ قرائن کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی سچ کہہ رہے اور زیادہ قوی ہو گئے اور وہ شہادت یہ کہ اس عورت کے گھر سے یہ گواہی ملی کہ اگر قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور پیچھے سے پھٹی ہے تو حضرت یوسف سچے ہیں۔ گواہی کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں، **پہلا قول**: گواہی دینے والا بی بی زلیخا کا چچازاد بھائی تھا اور حکمت ودانائی والا شخص تھا اور قمیص کے آگے یا پیچھے سے پھٹنے کی گواہی دی جس پر عزیز مصر کا بیان شاہد ہے کہ ﴿**یوسف اعرض عن هذا**﴾ یعنی اس معاملے سے اعراض کیجئے اور اسے پردہ میں رکھئے اور اپنی بی بی سے کہا ﴿**استغفری لذنبک**﴾۔ **دوسرا قول**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر اور ضحاک سے منقول ہے کہ گواہی دینے والا بچہ تھا جسے اللہ عزوجل نے جھولے میں قوت گویائی عطا فرمائی، حضرت ابن عباس سے یہ قول بھی مروی ہے کہ جھولے میں چار بچوں نے کلام کیا جن کے نام یہ ہیں ماشطہ بنت فرعون، عیسی ابن مریم، صاحب جریج، شاہد یوسف۔ **تیسرا قول**: باعتبار عرف یہ گواہی رونما نہ ہوئی بلکہ اس گواہی کا بیان ماقبل واقعہ کے بیان پر منحصر ہے، ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ گواہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص نے دی۔ (الرازی، ج٦، ص٤٤٥)۔

☆......☆ **لا یعجزہ شیء**: یعنی اللہ عزوجل جو چاہے حکم فرمائے اور جو چاہے کرے، اسے اس کی قضاء سے کوئی نہیں روک سکتا۔ **وکان حصورا**: یعنی عورتوں کے پاس نہ آئے تھے، یا عقیم تھے۔ **حکمۃ**: مراد علم وعمل ہے۔ **قصدت منه الجماع**: مراد عزم بالجزم ہے۔ **قصد ذلک**: بشری طبیعت کا تقاضا ہے کہ وہ بغیر رضا وعزم صمیم کے کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتی، جیسا کہ انسان

حالت روزہ میں ٹھنڈے پانی کی مائل نہیں ہوتا، کیونکہ اسے اس کے دین نے حالت روزہ میں پانی پینے سے منع کیا ہے، اسی وجہ سے انسان پیاس برداشت کرتے ہوئے پانی کو حاصل نہیں کرتا اور نفس کی مخالفت کرتے ہوئے ثواب کی جانب توجہ کرتا ہے، اگرچہ طبیعت پانی کی جانب مائل ہوتی ہو، اللہ ﷻ شہوات کو ترک کرنے والے نوجوان کی مدح سرائی فرماتا ہے ﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى ﴾۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۶۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِى الْمَدِيْنَةِ ﴾ مدينة مصر ﴿امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا ﴾ عبدها ﴿عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ﴾ تمييز، اى دخل حبه شغف قلبها، اى غلافه ﴿اِنَّا لَنَرٰهَا فِىْ ضَلٰلٍ ﴾ اى فى خطأ ﴿مُّبِيْنٍ (۳۰)﴾ بين بحبها اياه ﴿فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ ﴾ غيبتهن لها ﴿اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ ﴾ اعدت ﴿لَهُنَّ مُتَّكَاً ﴾ طعاما يقطع بالسكين للاتكاء عنده وهو الاترج ﴿وَّ اٰتَتْ ﴾ اعطت ﴿كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ ﴾ ليوسف ﴿اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ ﴾ اعظمنه ﴿وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ﴾ بالسكاكين ولم يشعرن بالالم لشغل قلبهن بيوسف ﴿وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ ﴾ تنزيها له ﴿مَا هٰذَا ﴾ اى يوسف ﴿بَشَرًا اِنْ ﴾ ما ﴿هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱)﴾ لما حواه من الحسن الذى لا يكون عادة فى النسمة البشرية وفى الحديث "انه اعطى شطر الحسن" ﴿قَالَتْ ﴾ امراة العزيز لما رأت ماحل بهن ﴿فَذٰلِكُنَّ ﴾ فهذا هو ﴿الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ ﴾ فى حبه بيان لعذرها ﴿وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ﴾ امتنع ﴿وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ ﴾ به ﴿لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲)﴾ الذليلين فقلن له اطع مولاتك ﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِىْۤ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّىْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ ﴾ امل ﴿اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ ﴾ اصر ﴿مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۳۳)﴾ المذنبين والقصد بذلك الدعاء فلذا قال تعالى ﴿فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ﴾ دعاءه ﴿فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ ﴾ للقول ﴿الْعَلِيْمُ (۳۴)﴾ بالفعل ﴿ثُمَّ بَدَا ﴾ ظهر ﴿لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ ﴾ الدالات على براءة يوسف ان يسجنوه دل على هذا ﴿لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى ﴾ الى ﴿حِيْنٍ (۳۵)﴾ ينقطع فيه كلام الناس فسجن .

﴿ترجمہ﴾

غلام کا دل لبھاتی ہے (فتھا بمعنی عبدھا ہے) بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیرگئی ہے......یا......(حبا تمیز بن

رہا ہے معنی یہ ہے کہ ان کی محبت اس کے دل کے غلاف میں داخل ہو چکی ہے شغاف بمعنی غلاف ہے) ہم تو اسے صریح گمراہی (یعنی کھلی خطاء) میں پاتے ہیں (اس کے اپنے غلام سے محبت کرنے کی وجہ سے) تو جب زلیخا نے ان کا مکر سنا (اس نے ان کی اس غیبت کو سنا) تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کیلئے مسندیں تیار کردیں......۳۱......(یعنی ایسا کھانا بنوایا جسے چھری کی مدد سے کاٹ کر کھایا جاتا تھا اس کو کھاتے وقت ٹیک لگایا جاتا تھا اس لئے اسے متکاء اً کہا جاتا ہے، مراد اس سے اترج ہے) اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی (اتت بمعنی اعطت ہے) اور کہا (حضرت یوسف علیہ السلام سے) ان پر نکل آ و جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں (ان کی عظمت بیان کرنے لگیں) اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے (چھریوں سے اور دلوں کے دیدار یوسفی علیہ السلام میں مشغول ہونے کے سبب انہیں درد کا بھی احساس نہ ہوا) اور بولیں اللہ کو پاکی ہے (وہ منزہ ہے) یہ (یوسف علیہ السلام) تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ......۳۱......(ان بمعنی ما نافیہ ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا) کہا (عزیز کی بیوی نے جب اس نے دیکھ لیا وہ معاملہ جوان کے ساتھ ہوا) تو یہ ہیں وہ (یہ وہی ہیں) جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں (جن کی محبت میں گرفتار ہونے پر تم مجھے طعنہ دیتی تھی زلیخا یہاں اپنا عذر بیان کررہی ہیں) اور بیشک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچالیا (انہوں نے منع کردیا) اور بیشک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے (یعنی ذلیلوں میں سے) ہو جائیں گے (یہ سن کر ان عورتوں نے کہا اپنی مالکن کی بات مان لے) یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادانوں (یعنی گناہگاروں) میں سے ہو جاؤنگا......۳۳......(اصب بمعنی امل ہے اور اکن بمعنی اصر ہے اس عرض سے آپ علیہ السلام کا مقصود دعا تھا اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے فرمایا) تو اس کے رب نے (اس کی دعا) سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا بیشک وہی سننے والا ہے (قول کو) اور جاننے والا ہے (فعل کو) پھر ظاہر ہوا (بدا بمعنی ظھر ہے) ان کے لیے نشانیاں دیکھ لینے کے بعد (جوان کی برأت پر دلالت کررہی تھیں کہ وہ انہیں قید خانہ میں ڈال دیں اس تفسیر پر یہ اگلا فرمان دلالت کررہا ہے) کہ ضرور ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں (حتی بمعنی الی ہے، تاکہ اسکے بارے میں لوگوں کا کلام منقطع ہو جائے پس آپ علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال نسوة فی المدینة امراة العزیز تراود فتها عن نفسه قد شغفها حبا﴾

و: عاطفہ......قال: فعل......نسوة فی المدینة: مرکب توصیفی فاعل، ملکر قول......امراة العزیز: مبتدا......تراود: فعل ھی ضمیر فاعل......فتها: مفعول......عن نفسه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول...... قد: تحقیق......شغف: فعل ھو ضمیر ممیز

......ھا: ضمیر مفعول......حبا: تمییز، ملکر فاعل، ملکر خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انا لنرھا فی ضلل مبین فلما سمعت بمکرھن ارسلت الیھن﴾.

انا: حرف مشبہ واسم......لام: تاکید......نراھا فی ضلل مبین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......لما: ظرفیہ......سمعت: فعل بافاعل......بمکرھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ارسلت الیھن: جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿واعتدت لھن متکا واتت کل واحدۃ منھن سکینا﴾.

و: عاطفہ، اعتدت: فعل بافاعل، لھن: ظرف لغو، متکا: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ "ارسلت" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، اتت: فعل بافاعل، کل: مضاف، واحدۃ منھن: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول، سکینا: مفعول ثانی، ملکر جملہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وقالت اخرج علیھن فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن﴾.

و: عاطفہ......قالت: قول......اخرج: فعل بافاعل......علیھن: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، ملکر مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: عاطفہ......لما: حینیہ شرطیہ......راینہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط......اکبرنہ: جملہ فعلیہ جواب شرط......و: عاطفہ......قطعن ایدیھن: جملہ فعلیہ جواب شرط پر معطوف ہے۔

﴿وقلن حاش للہ ما ھذا بشرا﴾.

و: عاطفہ......قلن: فعل بافاعل......حاش: اسم تنزیہ فی محل نصب مفعول مطلق...... للہ: ظرف مستقر حال ہے مفعول مطلق سے، ملکر قول......ما: حجازیہ......ھذا: اسم......بشرا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان ھذا الا ملک کریم قالت فذلکن الذی لمتننی فیہ﴾.

ان: نافیہ......ھذا: مبتدا......الا: للحصر......ملک کریم: خبر ملکر جملہ اسمیہ......قالت: قول......ف: فصیحہ، ذلکن: مبتدا......الذی لمتننی فیہ: موصول صلہ ملکر خبر، مبتدا محذوف "ھو" کیلئے، ملکر پھر خبر ذلکن مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "انی شئتم معرفتہ" کیلئے جزا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم﴾.

و: عاطفہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیق......راودتہ: فعل بافاعل ومفعول......عن نفسہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف کیلئے......ف: عاطفہ......استعصم: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن لم یفعل ما امرہ لیسجنن ولیکونا من الصغرین﴾.

و: عاطفہ......لام: قسم......ان: شرطیہ، لم یفعل: فعل بافاعل......ما امرہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط......لام: قسم

،یسجنن: فعل بانائب الفاعل ملکر معطوف علیہ، ولیکونا من الصغرین: معطوف، ملکر جواب قسم محذوف کیلئے قائم مقام جواب شرط۔

﴿قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه﴾.

قال: قول...... رب: جملہ ندائیہ......السجن: مبتدا......احب: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل......الی: ظرف لغو اول ،مما یدعوننی الیه: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجھلین﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لا: نافیہ، تصرف: فعل بافاعل، عنی: ظرف لغو، کیدھن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اصب: فعل بافاعل، الیھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، واکن ...... الخ: جملہ فعلیہ جواب شرط پر معطوف ہے۔

﴿فاستجاب له ربه فصرف عنه کیدھن انه ھو السمیع العلیم﴾.

ف: عاطفہ، استجاب: فعل، له: ظرف لغو، ربه: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صرف: فعل بافاعل، عنه: ظرف لغو ،کیدھن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ان: حرف مشبہ، ہٗ: ضمیر فصل، ھو: اسم، السمیع العلیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ

﴿ثم بدا لھم من بعد ما راوا الایت لیسجننه حتی حین﴾.

ثم: عاطفہ، بدا: فعل بافاعل، لام: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، من بعدھا راؤ الایت: ظرف مستقر حال اول، یسجنن: فعل بانائب الفاعل، حتی حین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم تقدیر قول حال ثانی (قائلین واللہ یسجنن) یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عورتوں کا بی بی زلیخا کے بارے میں کلام کرنا:

۱......کلبی کا قول ہے کہ بی بی زلیخا کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت ایسی گھر کر چکی تھی کہ کسی کو اس بارے میں پتہ ہی نہ چلا۔ ایک قول یہ ہے کہ شغاف اس کھال کو کہتے ہیں جو دل پر محیط ہوتی ہے اور اسے دل کا غلاف کہا جاتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت بی بی زلیخا کے دل میں ایک جگہ کر گئی، یعنی بی بی زلیخا کے دل میں داخل ہوگئی۔ سدی کا قول ہے کہ بی بی زلیخا کے کمزور دل پر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت اثر کر گئی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ دل محبت کا شکار ہوگیا۔ (البغوی، ص۴۴۹)۔

مصری عورتوں کی مہمان نوازی کا انوکھا انداز!

۲......بی بی زلیخا نے اپنے اوپر لگنے والی تہمت کا کیا ہی خوب جواب دیا اور جواباً مہمان نوازی کرنے کا انوکھا اہتمام کیا ،علامہ خازن فرماتے ہیں کہ بی بی زلیخا نے عورتوں کے لیے غالیچے اور مسندیں تیار کیں جن پر وہ ٹیک لگا کر تشریف فرماں ہوں، ابن عباس، ابن جبیر، حسن، قتادہ اور مجاھد کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں لفظ ﴿متکا﴾ بمعنی طعاماً بطور کنایہ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد

ضیافت ہے یعنی ایسی جگہیں تیار کی گئی جن پر بیٹھ کر انسان کھانے پینے کی ترکیب بنائے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لا آکل متکأ یعنی ٹیک لگا کر نہ کھاؤ“، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ المتکا الاترج یعنی ہر وہ چیز جو چُھری سے کاٹی جائے یا جسے چُھری سے چھیلا جائے ،ایک قول یہ بھی ہے کہ بی بی زلیخا نے انواع اقسام کے کھانے وپھل کے ذریعے ان عورتوں کی مہمان نوازی کی ترکیب بنائی جو انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کے بارے میں طعن کرتی تھیں۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج آسمانوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کو چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا دیکھا“۔ (الخازن، ج۲، ص ۵۲۵)۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنا سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب!

یعنی مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ دیں انہیں شعور نہ ہوا لیکن سید الانبیاء کا مقام کتنا بلند ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے نام پر، بن دیکھے، عرب کے مرد نہ کہ مصر کی عورتیں، سر کٹوانے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن:

۳......عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر فرشتہ اس لیے کہا کہ ان کے نزدیک فرشتے سے زیادہ خوبصورت اور شیطان سے زیادہ قبیح صورت کوئی نہیں ہوا کرتا تھا۔ (روح البیان، ج٤، ص ۳۲۱ ملخصاً)۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کے حوالے سے ایک طویل حدیث میں ایک مضمون یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پھر مجھے تیسرے آسمان کی جانب لے جایا گیا“، جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا تو ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ عرض کی جبرائیل، سوال ہوا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ جواباً فرمایا: ہاں محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ عرض کی: ہاں انہیں بلایا گیا ہے! پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت یوسف تھے اور لوگوں کا نصف حسن انہیں دیا گیا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول الله، رقم: ۱٦۲ ص ۹۸)۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام وران کی والدہ کو نصف حسن عطا کیا گیا ہے، ربیعۃ الجرشی نے کہا کہ حسن کے دو حصے کیے گئے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو دیا گیا اور باقی ایک حصہ تمام لوگوں کو دیا گیا۔

(جامع البیان، الجزء الثانی عشر، ص ۲٤۷)۔

امام ابو شیخ نے اسحٰق بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کی گلیوں میں جاتے تھے تو ان کا چہرہ دیواروں پر اس طرح چمکتا تھا جس طرح سورج دیواروں پر چمکتا ہے۔امام عبد بن حمید، امام ابن المنذر اور امام ابو الشیخ حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی لوگوں پر اس طرح فضیلت تھی جس طرح چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے۔ (الدر المنثور، ج٤، ص ۳۰)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دلجوئی :

☆.....فرشتے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید والی مصیبت پر رونے لگے اور (اللہ کے اذن سے) حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور فرمایا: آپ کا رب آپ کو سلام پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ صبر کیجئے اس لیے کہ صبر غموں کو دور کرنے کی چابی ہے اور صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے، اور تمام عورتوں کی طرف دعوت دینے کی نسبت اس لیے کی گئی تھی کہ سب ہی نے انہیں نصیحت کی تھی اور سب ہی کی مخالفت کا حضرت کو خوف لاحق ہوا یا یہ کہ سب عورتوں نے انہیں اپنی جانب مائل کرنا چاہا۔ ﴿واکن من الجاھلین﴾ یعنی میں ان لوگوں کی طرح ہو جاؤں جو بے جانے بوجھے کام کرتے ہیں، پتہ چلا کہ بے جانے بوجھے کام کرنا اور جاہل شخص کا کوئی کام کرنا برابر ہے یا یہ کہ بے وقوف لوگوں کا مجھے دعوت کے ذریعے اپنی جانب مائل کرنا جہالت ہے اس لیے کہ دانا آدمی کبھی قبیح فعل نہیں کرتا۔ (روح البیان، ج٤، ص ٣٢٦)۔

☆.....☆ ای دخل حبہ شغاف قلبھا: دل پر لگی ہوئی باریک جھلی کو شغاف کہتے ہیں، جو دل کو پانی وخوراک کی اذیتوں سے بچاتی ہے، یہاں پر اس کا معنی یہ بنے گا کہ بی بی زلیخا کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت اس باریک جھلی کو پھاڑ کر اندر جا چکی ہے۔

غیبتھن: غیبت کو مکر کا نام دیا گیا ہے، اس لیے کہ مغتاب اسے چھپاتا ہے جیسا کہ مکر کو چھپاتا ہے۔

فقلن لہ اطلع مولاتک: یعنی کوئی عورت ایسی نہ تھی جس نے انہیں اپنی طرف دعوت نہ دی ہو۔

والقصد بذلک: اے اللہ مجھے اس بُرائی سے محفوظ فرما تا کہ میں جاھلوں میں سے نہ ہو جاؤں اگر تو مجھے بُرائی سے بچنے پر مدد نہ کرے تو میں نہیں بچ سکتا۔ (الصاوی، ج٣، ص ١٧٣ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ﴾ غُلامَانِ لِلْمَلِكِ اَحَدُهُمَا سَاقِيهِ وَالْآخَرُ صَاحِبُ طَعَامِهِ فَرَاٰيَاهُ يُعَبِّرُ الرُّؤْيَا فَقَالَا لَنَخْتَبِرَنَّهُ ﴿قَالَ اَحَدُهُمَآ﴾ وَهُوَ السَّاقِيْ ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ اَيْ عِنَبًا ﴿وَقَالَ الْاٰخَرُ﴾ وَهُوَ صَاحِبُ الطَّعَامِ ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا﴾ خَبِّرْنَا ﴿بِتَاْوِيْلِهٖ﴾ بِتَعْبِيْرِهٖ ﴿اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (٣٦)﴾ ﴿قَالَ﴾ لَهُمَا مُخْبِرًا اَنَّهُ عَالِمٌ بِتَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا ﴿لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ﴾ فِيْ مَنَامِكُمَا ﴿اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ﴾ فِي الْيَقَظَةِ ﴿قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا﴾ تَاْوِيْلُهُ ﴿ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ﴾ فِيْهِ حَثٌّ عَلٰى اِيْمَانِهِمَا ثُمَّ قَوَّاهُ بِقَوْلِهٖ ﴿اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ﴾ دِيْنَ ﴿قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ﴾ تَاْكِيْدٌ ﴿كٰفِرُوْنَ (٣٧)﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ﴾ يَنْبَغِيْ ﴿لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَيْءٍ﴾ لِعِصْمَتِنَا ﴿ذٰلِكَ﴾ التَّوْحِيْدُ ﴿مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ﴾ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿لَا يَشْكُرُوْنَ (٣٨)﴾ اَللّٰهَ فَيُشْرِكُوْنَ ثُمَّ صَرَّحَ بِدُعَائِهِمَا اِلَى الْاِيْمَانِ فَقَالَ:

﴿یٰصَاحِبَیِ﴾ سَاکِنَیْ ﴿السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۳۹)﴾ خَیْرٌ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِیْرٍ ﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ﴾ سَمَّیْتُمْ بِهَا اَصْنَامًا ﴿اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِهَا﴾ بِعِبَادَتِهَا ﴿مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ ﴿اِنِ﴾ مَا ﴿الْحُکْمُ﴾ اَلْقَضَاءُ ﴿اِلَّا لِلّٰہِ﴾ وَحْدَهٗ ﴿اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ذٰلِکَ﴾ اَلتَّوْحِیْدُ ﴿الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ اَلْمُسْتَقِیْمُ ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ﴾ وَهُمُ الْکُفَّارُ ﴿لَا یَعْلَمُوْنَ (۴۰)﴾ مَا یَصِیْرُوْنَ اِلَیْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَهُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا﴾ اَیِ السَّاقِیْ فَیَخْرُجُ بَعْدَ ثَلٰثٍ ﴿فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ﴾ سَیِّدَهٗ ﴿خَمْرًا﴾ عَلٰی عَادَتِهٖ ﴿وَاَمَّا الْاٰخَرُ﴾ فَیَخْرُجُ بَعْدَ ثَلٰثٍ ﴿فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ﴾ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَاکُمَا فَقَالَا مَا رَاَیْنَا شَیْئًا فَقَالَ ﴿قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ (۴۱)﴾ سَاَلْتُمَا عَنْهُ صَدَقْتُمَا اَمْ کَذَبْتُمَا ﴿وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ﴾ اَیْقَنَ ﴿اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا﴾ وَهُوَ السَّاقِیْ ﴿اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ﴾ سَیِّدِکَ فَقُلْ لَهٗ اِنَّ فِی السِّجْنِ غُلَامًا مَحْبُوْسًا ظُلْمًا، فَخَرَجَ ﴿فَاَنْسٰهُ﴾ اَیِ السَّاقِیَ ﴿الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ﴾ یُوْسُفَ عِنْدَ ﴿رَبِّهٖ فَلَبِثَ﴾ مَکَثَ یُوْسُفُ ﴿فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (۴۲)﴾ قِیْلَ سَبْعًا وَقِیْلَ اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ.

﴿ترجمہ﴾

اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے (یعنی بادشاہ کے دو غلام داخل ہوئے ان میں سے ایک بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا اس کا باورچی تھا انہوں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام خواب کی تعبیر بیان کرتے ہیں، تو آپ علیہ السلام کو آزمانے کیلئے دونوں بولے) ان میں ایک بولا (جو بادشاہ کا ساقی تھا) میں نے خواب دیکھا کہ شراب (یعنی انگور) نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا (جو باورچی تھا) میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تاویل (تعبیر کی) خبر دیجئے ......۱ (نبئنا بمعنی اخبرنا ہے) بیشک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں ......۲ کہا (ان دونوں سے اس بات کی خبر دیتے ہوئے کہ خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتے ہیں) جو کھانا تمہیں ملا ہے ((تمہارے سونے کی حالت میں) تمہارے پاس نہ آنے پائے گا میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا (جاگتی حالت میں) یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے (اس قول میں انہیں ایمان لانے پر ابھارنا ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس دعوت کو مزید اس قول سے قوی فرمایا) بیشک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں (ملة بمعنی دین ہے، ھم ضمیر تاکید کیلئے ہے) اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کیا اور ہمیں (لائق) نہیں ہے کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھرائیں (کہ اس نے ہمیں معصوم کر دیا ہے، آیت میں

مــــن زائدہ ہے) یہ (توحید) اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ (یعنی کفار) شکر نہیں کرتے (اللہ ﷻ کا پس وہ ترک کرتے ہیں پھر آپ علیہ السلام نے صراحۃ ایمان کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا) اے میرے قید خانہ کے ساتھیوں (قید خانہ میں رہنے والوں) کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب (وہ بہتر ہے ء اربــاب میں ہمزہ استفہام تقریر ہے) تم اسکے سوا (یعنی اسکے غیر کو) نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے رکھ دیئے (یعنی تم نے بتوں کے یہ نام رکھے ہیں) اور تمہارے باپ دادا نے، اللہ نے انکی (یعنی انکی عبادت کرنے کی) کوئی سند نہ اتاری (کوئی حجت دلیل نہیں اتاری) حکم (یعنی قضاء) نہیں مگر (ایک) اللہ کا (ان بمعنی مــا نافیہ ہے، اس نے فرمایا) اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ (توحید) سیدھا دین ہے (القیم بمعنی المستقیم ہے) لیکن اکثر لوگ (یعنی کفار) نہیں جانتے ......۔ (اس عذاب کو جس کی طرف یہ جارہے ہیں پس وہ شرک کیے جارہے ہیں) اے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں تم میں ایک (یعنی ساقی تین دن کے بعد قید خانہ سے باہر ہوگا) تو اپنے رب (یعنی اپنے آقا) کو شراب پلائے گا (اپنی عادت کے مطابق یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے) رہا دوسرا (اسے بھی تین دن بعد باہر نکالا جائے گا تو) وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے (یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے، یہ سنکر دونوں بولے ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا) حکم ہو چکا (حکم مکمل ہو چکا) اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے (فیــه بمعنی عــنــه کے ہے، اب خواہ تم اس سوال میں سچے ہو یا جھوٹے) اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے (یعنی ساقی کو) بچتا سمجھا ......۔ (یعنی آپ علیہ السلام کو اس کے بچنے کا یقین تھا) اس سے کہا اپنے رب (یعنی آقا) کے پاس میرا ذکر کرنا (اس سے کہنا قید خانہ میں ایک غلام کو ظلماً بند کردیا گیا ہے وہ باہر نکلا) تو شیطان نے اسے (یوسف کے ذکر) کو بھلا دیا کہ اپنے رب (کے پاس ان کا) ذکر کرے تو وہ (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام) کئی برس اور جیل خانہ میں رہا (ایک قول کے مطابق سات سال اور ایک کے مطابق بارہ سال لبث بمعنی مکث ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ودخل معه السجن فتين قال احدهما انى ارانى اعصر خمرا﴾.

و: عاطفہ، دخل: فعل، معه: ظرف، السجن: مفعول، فتين: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قال: فعل، احدهما: فاعل ملکر قول، ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم، ارنی: فعل با فاعل ومفعول، اعصر خمرا: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر مقولہ۔

﴿وقال الاخر انى ارانى احمل فوق راسى خبزا تاكل الطير منه﴾.

و: عاطفہ......قــال: فعل......الاخــرة: فاعل ملکر قول......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......ارنــی: فعل با فاعل ومفعول ،احــمل: فعل با فاعل......فــوق راسى: حال مقدم......خبزا: ذوالحال ملکر موصوف......تــاكــل الطير: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول احمل فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی، ارانی فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر مقولہ۔

﴿نبئنا بتاویله انا نرٰک من المحسنین﴾۔
نبیٔ: فعل بافاعل......نا: ضمیر مفعول......بتاویله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ......نا: ضمیر اسم
،نرٰک: فعل بافاعل ومفعول......من المحسنین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال لا یاتیکما طعام ترزقنه الا نبأتکما بتاویله قبل ان یاتیکما﴾۔
قال: قول......لایاتیکما: فعل نفی بامفعول......طعام: موصوف......ترزقانه: جملہ صفت اول......الا: للحصر
،نبأتکما: فعل بافاعل ومفعول......بتاویله: ظرف لغو......قبل ان......الخ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر فاعل،ملکر مقولہ۔

﴿ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة قوم لا یومنون باللہ وھم بالاخرة ھم کفرون﴾
ذلکما: مبتدا......مما علمنی ربی: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......ترکت: فعل
بافاعل......ملة: مضاف......قوم: موصوف......لایومنون: فعل بافاعل......باللہ: ظرف لغو......وھم بالاخرة......الخ: جملہ
اسمیہ فاعل سے حال ہے،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واتبعت ملة اباء ی ابراھیم واسحق ویعقوب﴾
و: عاطفہ......اتبعت: فعل بافاعل......ملة: مضاف......اباء ی: مبدل منہ......ابراھیم واسحق ویعقوب:
معطوف ومعطوف علیہ،ملکر بدل،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل "ترکت" پر معطوف ہے۔

﴿ماکان لنا ان نشرک باللہ من شیء ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس﴾۔
ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......لنا: خبر مقدم......ان نشرک......الخ: جملہ بتاویل مصدر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ
،ذلک: مبتدا......من: جار......فضل: مصدر مضاف......اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ،فاعل......علینا وعلی الناس:
ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکن اکثر الناس لا یشکرون یصاحبی السجن ء ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار﴾۔
ولکن اکثر......الخ: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف......یصاحبی السجن: جملہ ندائیہ......ھمزہ: استفہامیہ،ارباب
متفرقون: معطوف علیہ......ام اللہ الواحد القھار: معطوف،ملکر مبتداء،خیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء۔

﴿ماتعبدون من دونه الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطن﴾
ما: نافیہ......تعبدون: فعل واو ضمیر ذوالحال......من دونه: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......الا: للحصر......اسماء:
موصوف،سمیتموھا......الخ: جملہ فعلہ صفت اول......ماانزل اللہ......الخ: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ﴾.

ان: نافیہ......الحکم: مبتدا......الا: للحصر ......للہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......امر: فعل بافاعل...... الاتعبدوا...... الخ: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بامر،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾

ذلک: مبتدا......الدین القیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لکن: حرف مشبہ...... اکثر الناس: اسم ،لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا﴾.

یصحبی السجن: جملہ ندائیہ......اما: حرف شرط وتفصیل...... احدکما: مبتدا......ف: رابطہ......یسقی: فعل بافاعل......ربہ: مفعول اول......خمرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء۔

﴿واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ﴾.

و: عاطفہ......اما: تفصیل......الاخر: مبتدا......ف: رابطہ......یصلب: جملہ معطوف علیہ......وتاکل الطیر...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل جملہ اسمیہ پر معطوف ہے۔

﴿قضی الامر الذی فیہ تستفتین وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک﴾.

قضی: فعل مجہول......الامر: موصوف......الذین فیہ...... الخ: صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......قال: فعل بافاعل......للذی ظن......الخ: ظرف لغو،ملکر قول......اذکر فی عندربک: جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿فانسہ الشیطن ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین﴾.

ف: عاطفہ......انساہ: فعل بامفعول......الشیطن: فاعل......ذکر ربہ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ ،لبث: فعل بافاعل......فی السجن: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے،بضع سنین: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ساقی اور نانبائی کے خواب!

لـ......ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ایسی قوم دیکھی جو بلاؤں میں مبتلا تھی،ان کی امیدیں ٹوٹ چکی تھیں،ان کے غموں میں اضافہ ہو چکا تھا،حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ صبر کرو اور خوشی کی باتیں کرو،انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو برکت کی دعا سے نوازا اور کہا کہ ہم نے ایسا حسین چہرہ باعتبار تخلیق نہیں دیکھا،آپ

علیہ السلام کا پڑوسی ہونا ہمارے لیے بابرکت ثابت ہو، آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں یوسف بن صفی اللہ یعقوب بن ذبیح اللہ اسحٰق بن خلیل اللہ ابراہیم ہوں، قید کے ساتھی نے کہا: اے نوجوان! اللہ کی قسم، اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لیے اچھی جگہ خالی کردوں لیکن آپ مجھے اپنا رفیق بنالیں اور اپنا اچھا پڑوس عطا فرمائیں اور قید خانہ میں جو جگہ چاہیں اختیار فرمالیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دونو جوانوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بولے: ہمیں آپ کو دیکھتے ہی محبت ہوگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے، اللہ کی قسم! تم مجھ سے محبت نہ کرو، اللہ کی قسم! مجھے صرف محبت ہی نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے، جب مجھ سے میری چچازاد نے محبت کی تو میں مصیبت میں مبتلا ہوا، جب میرے والد گرامی نے مجھ سے محبت کی تو میں اندھے کنوئیں میں جا پڑا، اور عزیز کی زوجہ نے محبت کی تو میں قید کرلیا گیا، جب دونوں نوجوانوں نے اپنا خواب سنایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں تعبیر بیان کرنا ناپسند کیا یہاں تک کہ نوجوانوں نے دیکھا کہ آپ تعبیر بیان کرنا پسند نہیں فرماتے تو پوچھا کہ آپ ہمارے سوال کا جواب دینے سے اعراض فرماتے ہیں اور اس کے علاوہ اظہار معجزہ، نبوت اور توحید کی طرف بلاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ انہیں ان کے خواب کی تعبیر بیان کردیں کہ تعبیر بیان کرنا علم کے بڑے درجہ کی بات ہے اور یہ بھی کہ نوجوان اس بات کے معتقد تھے اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے علم تعبیر کے حصول کا سوال کیا تھا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علم تعبیر ظن و تخمین پر مبنی علم ہے، پس جب نوجوانوں کو علم سکھانا چاہا تو اخبار غیوبات کو یقینی اور قطعی بنانا ممکن جانا لیکن مخلوق اس میں عاجز ہے (یعنی اخبار یقینی اور قطعی نہیں ہوسکتی لہٰذا ہر ایک اس کے سیکھنے پر قادر نہیں ہوتا)۔ اور اگر انسان غیب کی خبروں پر قادر ہوتا تو علم تعبیر پر بھی یقیناً قادر ہوتا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اظہار معجزہ اس لیے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں سے ایک سُولی دیا جائے گا اس لیے چاہا کہ اُسے اسلام میں داخل کرلیں اور کفر و جہنم سے دور کردیں اس لیے معجزہ ظاہر فرمایا۔ (الخازن، ج۲، ص ۵۲۷)۔

ساقی اور نانبائی کے خواب سچے تھے یا جھوٹے؟ اس بارے میں چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سُدی فرماتے ہیں کہ دونوں نے جھوٹا خواب بیان کیا تھا اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام نے تجربہ کے طور پر جواب ارشاد فرمایا۔ (۲) ابو مجلز فرماتے ہیں کہ نانبائی نے جھوٹا خواب بیان کیا تھا جب کہ ساقی نے سچا خواب بیان کیا۔ (القرطبی ملجزء التاسع، ص ۱۶۲)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان:

۲.....اہل تاویل نے اس کے بارے میں کئی معانی ذکر کیے ہیں چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ ''الاحسان'' سے وہ وصف مراد ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے قید کے نوجوانوں نے موصوف کیا، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت قیدیوں میں موجود مریضوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے غموں میں شریک ہوتے، اور جس وقت انسان کو دوسروں کی حاجت ہوتی ہے اس وقت ان کے پاس حاضر ہوتے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نوجوانوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے خواب کی تعبیر بیان کردی اس لیے ہم آپ کو نیک جانتے ہیں یا

آپ کو تمام معاملات میں نیک مانتے ہیں۔ (جامع البیان ،الجزء الثانی عشر، ص ۲۵۷)۔

نیکی کی دعوت عام کرنا:

۳۔۔۔۔۔حضرت یوسف علیہ السلام نے نیکی کا حکم عام کرنا نہ چھوڑا، بلکہ خیر خواہی کرنے کا ثبوت دیا کہ ہمیں کوئی بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔مبلغ لوگوں کی نفسیات کے مطابق ان سے کلام کرے،حضرت یوسف علیہ السلام نے جب جان لیا کہ ان میں سے ایک سُولی دیا جائے گا تو کیا ہی اچھا ہو کہ مرنے سے پہلے اسلام کے دامن میں داخل ہو جائے تا کہ کفر کی گندگی اور جہنم کے دائمی عذاب سے خلاصی حاصل ہو جائے۔علماء فرماتے ہیں کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدَرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو''۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انتہائی صاف صاف، آسان الفاظ میں نیکی کی دعوت پیش کی تا کہ قیدیوں کو دین اسلام سمجھنے میں آسانی ہو اور جلد مائل ہو جائیں اسی لیے آپ علیہ السلام نے قیدیوں کی خیر خواہی کا خاص اہتمام فرمایا۔

نبی کا گمان یقین کا درجہ رکھتا ہے یا نہیں؟

۴۔۔۔۔۔علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ لفظ''ظن''کا اطلاق حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ہے یا ناجی شخص کے لیے، پہلا قول یہ ہے کہ لفظ''ظن''کے قائل حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، اگر حضرت یوسف علیہ السلام لفظ''ظن'' کے قائل ہیں تو دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) ظن بمعنی یقین ہو، یعنی میں یہ تعبیر وحی الٰہی کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں، قرآن مجید میں کئی مواقع پر ظن بمعنی یقین استعمال ہوا ہے﴿الذین یظنون انهم ملاقوا ربهم(البقرۃ:۴۶)﴾،﴿انی ظننت انی ملاق حسابیه(الحاقۃ:۲۰)﴾۔(۲) ظن بمعنی حقیقۃ ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر وحی الٰہی کی روشنی میں نہ بیان کی تھی بلکہ علم تعبیر کے اصول وقوانین کی روشنی میں بیان کی تھی، اور یہ فائدہ صرف ظن اور حسبان سے حاصل ہوتا ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ لفظ''ظن''کا موصوف ناجی شخص ہے، اس لیے کہ دونوں سائلین حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر یقین لے آئیں ایسا یقینی معلوم نہ تھا بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بارے میں حسن اعتقاد تھا بس اسی لیے ان کے بارے میں ظن کا قول اختیار کیا گیا۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۴۶۰)۔

☆۔۔۔۔۔☆و کان حصورا: یعنی عورتوں کے پاس نہ آئے تھے، یا عقیم تھے۔ للملک: یعنی مصر کے بادشاہ، مراد ریان بن ولید عملیقی ہے۔ لنختبرنه: (قیدیوں نے کہا) تا کہ ہم امتحان کریں جس کی وجہ سے وہ ہمارے حال کو ہمارے لئے ظاہر کر دیں۔

مخبرا انه عالم: حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ قیدی ان کی بات مانیں گے اور ان کی بات پر ایمان لائیں گے، اسی لئے عالم پر عمل کرنا مناسب (واجب) ہوا، کہ اپنے دل کی بات لوگوں پر ظاہری کر دے جس کی برکت سے لوگ اس کی پیروی کریں اور اس کے ذریعے سے ھدایت حاصل کریں، اسی مناسبت سے حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں دونوں قیدیوں کو (حق دین کی طرف) ایمان لانے کی دعوت دی۔ فی منامکما: تمہارے پاس تمہارا کھانا نہیں آئے گا کہ میں تمہیں تمہارے خوابوں کی کیفیات بیان کر دوں گا، اس

طرح کا معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیا گیا تھا ﴿والبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم﴾۔
المستقیم: مراد یہ ہے کہ دین قَیِّم ایسا ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔ محبوسا: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام پانچ سال قید میں رہے۔ ای السافی: اس کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر ۱،۲ میں موجود ہے۔ وقیل اثنتی عشرۃ: یہ قید کی مدت کے حوالے سے دوسرا قول ہے، ایک قول کے مطابق پانچ سال، اس حوالے سے مزید بھی اقوال مذکور ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۷۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَقَالَ الْمَلِکُ﴾ مَلِکُ مِصْرَ "الرَّیَّانُ بْنُ الْوَلِیْدِ" ﴿اِنِّیْ اَرٰی﴾ اَیْ رَأَیْتُ ﴿سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ﴾ یَبْتَلِعُهُنَّ ﴿سَبْعٌ﴾ مِنَ الْبَقَرِ ﴿عِجَافٌ﴾ جَمْعُ "عَجْفَاءَ" ﴿وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ﴾ اَیْ سَبْعَ سُنْبُلَاتٍ ﴿یٰبِسٰتٍ﴾ قَدِ الْتَوَتْ عَلَی الْخُضْرِ وَعَلَتْ عَلَیْهَا ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ﴾ بَیِّنُوْا لِیْ تَعْبِیْرَهَا ﴿اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ (۴۳)﴾ فَعَبِّرُوْهَا ﴿قَالُوْۤا﴾ هٰذِهٖ ﴿اَضْغَاثُ﴾ اَخْلَاطُ ﴿اَحْلَامٍ ج وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ (۴۴)﴾ ﴿وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا﴾ اَیْ مِنَ الْفَتَیَیْنِ وَهُوَ السَّاقِیْ ﴿وَادَّکَرَ﴾ فِیْهِ اِبْدَالُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ دَالًا وَاِدْغَامُهَا فِی الدَّالِ اَیْ تَذَکَّرَ ﴿بَعْدَ اُمَّةٍ﴾ حِیْنَ حَالِ یُوْسُفَ قَالَ ﴿اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ (۴۵)﴾ فَاَرْسَلُوْهُ فَاَتٰی یُوْسُفَ فَقَالَ: یَا ﴿یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ﴾ اَلْکَثِیْرُ الصِّدْقِ ﴿اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ﴾ اَیِ الْمَلِکِ وَاَصْحَابِهٖ ﴿لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ (۴۶)﴾ تَعْبِیْرَهَا ﴿قَالَ تَزْرَعُوْنَ﴾ اَیْ اِزْرَعُوْا ﴿سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا﴾ مُتَتَابِعَةً وَهِیَ تَاْوِیْلُ السَّبْعِ السِّمَانِ ﴿فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ﴾ اَیْ اُتْرُکُوْهُ ﴿فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ﴾ لِئَلَّا یَفْسُدَ ﴿اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْکُلُوْنَ (۴۷)﴾ فَادْرُسُوْهُ ﴿ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ﴾ اَیِ السَّبْعُ الْمُخْصِبَاتِ ﴿سَبْعٌ شِدَادٌ﴾ مُجْدِبَاتٌ صِعَابٌ وَهِیَ تَاْوِیْلُ السَّبْعِ الْعِجَافِ ﴿یَّاْکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ﴾ مِنَ الْحَبِّ الْمَزْرُوْعِ فِی السِّنِیْنَ الْمُخْصِبَاتِ اَیْ تَاْکُلُوْنَهٗ فِیْهِنَّ ﴿اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ (۴۸)﴾ تَدَّخِرُوْنَ ﴿ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ﴾ اَیِ السَّبْعِ الْمُجْدِبَاتِ ﴿عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ (۴۹)﴾ الْاَعْنَابَ وَغَیْرَهَا لِخِصْبِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور بادشاہ نے کہا (مصر کے بادشاہ ریان بن ولید نے) میں نے دیکھیں (رای بمعنی رایت ہے) سات گائیں فربہ کہ

انہیں کھا رہی ہیں (یعنی نگل رہی ہیں) سات (گائیں) دبلی (عجاف عجفاء کی جمع ہے) اور سات بالیں ہری اور دوسری (سات بالیں) سوکھی (اور وہ ان پر غالب آگئیں) اے درباریوں میرے خواب کا جواب دو......ا......(میرے خواب کی تعبیر بیان کرو) اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو (تو تم اس کی تعبیر بیان کرو) بولے (یہ) پریشان خوابیں ہیں (یعنی باطل خواب ہیں) اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور بولا وہ جوان دونوں میں سے بچ گیا تھا (دونوں غلاموں میں سے یعنی ساقی) اور ایک مدت کے بعد اسے (یوسف علیہ السلام کا حال) یاد آیا (ادکر میں تاء کو دال سے بدل کر دال کا دوسری دال میں ادغام کر دیا گیا ہے بمعنی تذکر ہے) میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو......۲......(ان لوگوں نے اسے ان کے پاس پہنچا دیا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ کر بولا) اے یوسف اے صدیق (بہت سچ بولنے والے) ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شاید میں لوگوں (یعنی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں) کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں (اس خواب کی تعبیر سے) کہا تم کھیتی کرو گے (یعنی تم کھیتی کرو) سات برس لگاتار (لفظ دابا ہمزہ ساکنہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی متتابع کے ہے یہ سات فربہ گایوں کی تاویل ہے) تو جو کاٹو اسے چھوڑ دو (یعنی اسے رہنے دو) اس کی بال میں (تاکہ وہ خراب نہ ہوں) مگر تھوڑا جتنا کھالو (تو اتنی مقدار میں اسے صاف کرلو) پھر اسکے بعد (یعنی سات سرسبز سالوں کے بعد) سات سخت (یعنی قحط اور سختی کے) سال آئیں گے (اور یہ دبلی پتلی گایوں کی تاویل ہے) کہ کھا جائیں گے جو (زراعت کردہ غلہ ہو سرسبز و شاداب سالوں میں) تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر کر کھا تھا (یعنی ان سختی اور قحط کے سالوں میں تم وہ غلہ کھاؤ گے) مگر تھوڑا جو بچالو (جسے تم ذخیرہ کرلو گے) پھر انکے بعد (یعنی قحط کے سات سال کے بعد) ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو کشادگی دی جائے گی (بارش کے ذریعے) اور اس میں رس نچوڑیں گے......۳......(انگور وغیرہ کا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملک انی اری سبع بقرت سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلت خضر واخر یبست﴾.

و : عاطفہ، قال الملک: قول، ان: حرف مشبہ، ی ضمیر اسم، ارای: فعل بافاعل، سبع بقرت سمان: مفعول اول، یاکلھن سبع عجاف: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، وسبع سنبلت خضر واخر یبست: یہ معطوف ہے مفعول اول پر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الملا افتونی فی رءیای ان کنتم للرءیا تعبرون﴾.

یایھا الملا: جملہ ندائیہ، افتونی: فعل بافاعل ومفعول، فی رءیای: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص باسم، للرءیا: خبر اول، تعبرون: خبر ثانی، ملکر جملہ شرط، جزا محذوف "فافتونی فی رؤیای"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل الاحلام بعلمین﴾.

قالوا: قول......اضغاث احلام: خبر مبتدا محذوف "ھذہ" کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ ،نحن: اسم بتاویل......الاحلام: متعلق بعلمین......بعلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ پر معطوف ہے۔

﴿وقال الذی نجامنھما وادکر بعد امة انا انبئکم بتاویلہ فارسلون﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل، الذی نجامنھما وادکر بعد امة: فاعل، ملکر قول......انا: مبتدا......انبئکم بتاویلہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ......ف: فصیحہ، ارسلون: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف " ان شئتم تعبیر الرؤیا" کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوسف ایھا الصدیق افتنا فی سبع بقرت سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلت خضر واخر یبست﴾.

یوسف: مبدل منہ......ایھا الصدیق: مرکب توصیفی بدل، ملکر منادی حرف نداء قائم مقام ادعوا محذوف کیلئے، ملکر جملہ ندائیہ......افتنا: فعل بافاعل، فی: جار......سبع: مضاف......بقرت: موصوف، سمان: صفت اول......یاکلھن سبع عجاف: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، وسبع ......الخ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿لعلی ارجع الی الناس لعلھم یعلمون قال تزرعون سبع سنین دابا﴾.

لعل: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......ارجع الی الناس: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ...... لعلھم یعلمون: جملہ اسمیہ ،قال: قول......تزرعون: فعل بافاعل......سبع سنین: ظرف......دابا: فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون﴾.

ف: عاطفہ......ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، حصدتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، ذروا: فعل بافاعل، ہٗ: ضمیر مستثنی منہ......فی سنبلہ: ظرف لغو، الا: استثناء......قلیلا مما تاکلون: مرکب توصیفی مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لھن الا قلیلا مما تحصنون﴾.

ثم: عاطفہ......یاتی: فعل......من بعد: حال ہے فاعل سے......سبع: موصوف......شداد: صفت اول......یاکلن: فعل بافاعل، ماقدمتم لھن: موصول صلہ ملکر مستثنی منہ......الا قلیلا......الخ: مستثنی ملکر مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون﴾.

ثم: عاطفہ......یاتی: فعل......من بعد ذلک: حال ہے فاعل سے......عام: موصوف......فی یغاث الناس: معطوف علیہ......وفیہ یعصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بادشاہ مصر کا خواب!

۱......جب حضرت یوسف علیہ السلام کی کشادگی کے دن قریب آئے، تو مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے ان کو سلام کیا اوران کو کشادگی کی بشارت عطا فرمائی اور کہا کہ اللہ عزوجل آپ علیہ السلام کو قید خانے سے جلد نکالنے والا ہے اور آپ علیہ السلام کو سرزمین کا اقتدار عطا فرمانے والا ہے اور زمین کے بادشاہ آپ علیہ السلام کے تابع ہو جائیں گے اور سردار آپ علیہ السلام کی اطاعت کریں گے اور اللہ عزوجل آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کے بھائیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا، اور اس کا سبب یہ ہوگا کہ بادشاہ ایسا خواب دیکھے گا اور اس کی ایسی ایسی تعبیر ہوگی، پھر کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ بادشاہ نے وہ خواب دیکھا جس کے نتیجہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو رہائی مل گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو پہلا خواب دیکھا تھا وہ ان کے لیے سختی اور مصیبت کا سبب بن گیا تھا، اور بادشاہ کا یہ خواب ان کے لیے کشادگی اور رحمت کا سبب بن گیا۔ مصر کے بادشاہ الریان بن الولید نے خواب دیکھا کہ دریا سے سات موٹی تازی گائیں نکلیں اور ان کے پیچھے سات دبلی گائیں نکلیں، انہوں نے موٹی تازی گایوں کو کان سے پکڑا اور کھا گئیں اور اس نے سات سرسبز خوشے دیکھے اور سات سوکھے ہوئے خوشے دیکھے، ان سوکھے ہوئے خوشوں نے ان سرسبز خوشوں کو کھالیا اور ان میں سے کچھ باقی نہیں بچا اور سوکھے ہوئے خوشے اسی طرح سوکھے رہے، اسی طرح دبلی گایوں نے موٹی گایوں کو کھالیا تھا اور وہ اسی طرح دبلی کی دبلی رہیں۔ یہ خواب دیکھ کر بادشاہ گھبرا گیا، اس نے لوگوں کو، اہل علم کو، کاہنوں کو، نجومیوں کو، جادوگروں کو، اور سرداروں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ خواب بیان کر کے کہا: اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرو۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء التاسع، ص ۱۶۹)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی یاددھانی کا سبب:

۲......جب بادشاہ کے خواب کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چل سکا تو اس وقت ساقی نے کہا کہ قید میں ایک شخص بہت عالم فاضل ہے، اور بہت نیک ہے اور بہت عبادت گزار ہے، میں نے اور باورچی نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر اس نیک شخص نے بالکل صحیح بیان کی، اگر آپ بھی اپنے خواب کی صحیح تعبیر جاننا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے پاس قید خانہ میں بھیج دیں، میں اس سے صحیح تعبیر معلوم کر کے آپ کو بتادوں گا۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ٤٦٤)

حضرت یوسف علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے ھیں!

۳......سات سال غلے کی فراوانی اور سات سال قحط سالی، پھر ایک سال کثیر بارش کا ہوگا جس میں لوگ انگور کا رس نچوڑیں گے، اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے آنے والے پندرہ سالوں کی پیشگی خبریں اللہ عزوجل کی عطا سے بسبب وحی بیان کر دیں، ہم نے جان لیا کہ اللہ عزوجل اپنے انبیائے کرام کو غیب کی خبروں سے نوازتا ہے۔ جو لوگ شک کرتے ہیں وہ قرآن نہیں جانتے کہ واضح آیات دیکھ کر بھی نبی کی عصمت کا انکار کرتے ہیں۔

☆......☆ای روایت: خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ سات موٹی گائیں دریا سے نکلتی ہیں، پھر سات تپلی گائیں نکلتی ہیں، جو کہ کمزور ہونے

میں انتہاء کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں، مزید حاشیہ نمبر"ا" کا مطالعہ کیجئے۔

رکوع نمبر:۱۶

﴿وَقَالَ الْمَلِکُ﴾ لَمَّاجَاءَ ہُ الرَّسُوْلُ وَاَخْبَرَہٗ بِتَاوِیْلِھَا ﴿ائْتُوْنِیْ بِہٖ﴾ اَیْ بِالَّذِیْ عَبَّرَھَا ﴿فَلَمَّا جَآءَ ہُ﴾ اَیْ یُوْسُفَ ﴿الرَّسُوْلُ﴾ وَطَلَبَہٗ لِلْخُرُوْجِ ﴿قَالَ﴾ قَاصِدًا اِظْھَارَ بَرَاءَ تِہٖ ﴿ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ﴾ اَنْ یَسْاَلَ ﴿مَا بَالُ﴾ حَالُ ﴿النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ اِنَّ رَبِّیْ﴾ سَیِّدِیْ ﴿بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ (۵۰)﴾ فَرَجَعَ فَاَخْبَرَ الْمَلِکَ فَجَمَعَھُنَّ ﴿قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ﴾ شَاْنُکُنَّ ﴿اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِہٖ﴾ ھَلْ وَجَدْتُّنَّ مِنْہُ مَیْلًا اِلَیْکُنَّ ﴿قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَۃُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ ﴿الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۵۱)﴾ فِیْ قَوْلِہٖ "ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ" فَاُخْبِرَ یُوْسُفُ بِذٰلِکَ فَقَالَ: ﴿ذٰلِکَ﴾ اَیْ طَلَبُ الْبَرَاءَ ۃِ ﴿لِیَعْلَمَ﴾ الْعَزِیْزُ ﴿اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ﴾ فِیْ اَھْلِہٖ ﴿بِالْغَیْبِ﴾ حَالٌ ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ (۵۲)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

بادشاہ بولا کہ انہیں (جنہوں نے یہ تعبیر بیان کی ہے) میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس) ایلچی آیا (اور آپ علیہ السلام سے قید خانہ سے باہر آنے کا مطالبہ کیا تو) کہا (اس ایلچی سے اپنی برأت کو ظاہر کرنے کیلئے) اپنے بادشاہ کے پاس پلٹ جا......ا پھر اس سے سوال کر (کہ وہ پوچھے) کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بیشک میرا رب (یعنی میرا آقا) ان کا حال جانتا ہے......۲ (بال بمعنی حال ہے، ایلچی نے پلٹ کر بادشاہ کو اس بات کی خبر دی تو اس نے ان عورتوں جمع کیا پھر) بادشاہ نے کہا اے عورتوں تمہارا کیا کام تھا (خطبکن بمعنی شانکن ہے) جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا (کیا تم نے انہیں اپنی طرف مائل ہوتا پایا) بولیں اللہ کی پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی (حصحص بمعنی وضح ہے) میں نے ان کا جی لبھانا چاہا اور وہ بیشک سچے ہیں (اپنی اس بات میں کہ پھر اس بات کی خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو دی گئی، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا) یہ (یعنی اپنی برأت کو طلب کرنا) میں نے اس لیے کیا کہ (عزیز) کو معلوم ہو جائے میں نے پیٹھ پیچھے (اس کے اہل خانہ میں) خیانت نہ کی......۳۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملک ائتونی بہ﴾:

و: عاطفہ......قال الملک: قول......ائتونی به: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر محذوف جملہ "لماجاء ه الرسول واخبره بتاویلهافقال الملک" پر معطوف ہے۔

﴿فلما جاء ه الرسول قال ارجع الی ربک فسئله مابال النسوة التی قطعن ایدیهن﴾.

ف: عاطفہ......لما: ظرفیہ حینیہ......جاء ه الرسول: جملہ شرطیہ......قال: فعل بافاعل ملکر قول......ارجع الی ربک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اسئله: فعل بافاعل ومفعول......ما: مبتدا......بال: مضاف......النسوة: موصوف......التی قطعن......الخ: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ۔

﴿ان ربی بکیدهن علیم﴾.

ان: حرف مشبہ،ربی: اسم،بکیدهن: ظرف لغو،علیم: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسه﴾.

قال: قول......ما: مبتدا استفہامیہ......خطب: مصدر مضاف......کن: ضمیر فاعل مضاف الیہ......اذا: مضاف ،راودتن: فعل بافاعل......یوسف: مفعول......عن نفسه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ۔

﴿قلن حاش لله ما علمنا علیه من سوء﴾.

قلن: قول......حاش: اسم تنزیہ مفعول مطلق......لله: ظرف مستقر حال ہے مفعول مطلق سے......حاش لله: مفعول مطلق "حاش"، فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ......ما: نافیہ......علمنا: فعل بافاعل......علیه: ظرف لغو......من: زائد ،سوء: مفعول ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿قالت امراة العزیز الئن حصحص الحق﴾.

قالت امرأت العزیز: قول......الئن: ظرف مقدم......حصحص: فعل......الحق: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿انا راودته عن نفسه وانه لمن الصدقین﴾.

انا: مبتدا......راودته عن نفسه: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ان: حرف مشبہ...... ہ: ضمیر اسم ،لمن الصدقین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک لیعلم انی لم اخنه بالغیب وان الله لا یهدی کید الخائنین﴾.

ذلک: مبتدا......لام: جار......یعلم: فعل بافاعل......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......لم اخنه بالغیب: جملہ

فعلیہ خبر، ملکر معطوف علیہ......وان اللہ یھدی ......الخ: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول بہ علم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا ایک ہی لفظ غیر خدا کے لیے بھی بولا جاسکتا ہے؟

۱......بادشاہ کا قاصد جب قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا، اللہ عزوجل نے قاصد کے لیے لفظ ﴿الرسول﴾ ذکر فرمایا، اور قاصد نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ﴿ارجع الی ربک﴾ اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جائیں۔ ہمارے دور میں کچھ حضرات نے ایک ہی لفظ جو اللہ عزوجل کے لیے استعمال ہوا سے مخلوق کے لیے استعمال کرنے والوں پر شرک وبدعت کے فتوے داغ دیئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ تم اللہ عزوجل کو بھی داتا کہتے ہو اور بندوں کو بھی تم نے داتا بنایا ہوا ہے لہذا یہ شرک ہے۔ ان سے پوچھیں کہ ماقبل دونوں لفظ اپنے مجازی معنی میں اللہ عزوجل نے ہی استعمال فرمائے ہیں۔ کیا پروگرام ہے؟ اللہ عزوجل پر فتویٰ لگانا درست ہو تو لگا دیجئے! ہم کہتے ہیں اللہ عزوجل کے لیے حقیقی معنوں میں اور مخلوق کے لیے مجازی معنوں میں استعمال ہونے والا ایک ہی لفظ شرعاً غلط نظریہ پر مبنی نہیں ہے ورنہ اس طرح کی کئی آیات کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال احتیاط!

۲......حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت تک قید خانے میں رہے جب تک کہ ان کا بے قصور ہونا ثابت نہ ہو جائے، اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال احتیاط اور دانش مندی کو جو ملحوظ رکھا اس کی حسب ذیل وجوہات ہیں: (۱) اگر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے بلانے پر فوراً چلے جاتے تو بادشاہ کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی گئی تہمت کا اثر باقی نہ رہتا اور جب خود بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی ہوئی تہمت کی تفتیش اور تحقیق کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا بے قصور ہونا واضح ہو گیا تو اب کسی کے لیے یہ گنجائش نہ رہی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کردار پر انگلی اٹھاتا۔ (۲) جو شخص بارہ یا چودہ برس قید میں گزار دے اور جب اسے نکلنے کا موقع ملے تو وہ رہائی کی طرف جھپٹ پڑتا ہے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے سے نکلنے میں توقف کیا، معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی دانشمند محتاط اور بہت صابر ہیں۔ اور ایسے شخص کے متعلق یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر قسم کی تہمت سے بری ہوگا، اور ایسے شخص کے متعلق یہ یقین کیا جاسکے گا کہ اس پر جو اتہام لگایا گیا وہ جھوٹا ہوگا۔ (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ان کے بے قصور ہونے کو ان کی عورتوں سے معلوم کرے، ان کے بہت زیادہ پارسا اور پاک دامن ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ اگر وہ ذرا سی بھی برائی میں ملوث ہوتے تو کبھی خطرہ نہ مول لیتے کہ عورتیں پہلے کی طرح ان پر الزام لگا دیں گی۔ (۴) جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا، اس کہنے کی وجہ سے مزید سات یا نو سال قید میں رہنا پڑا، اور جب بادشاہ نے ان کو بلایا تو انہوں نے اس کے بلانے کو کوئی اہمیت

نہ دی اور اس کے بلانے پر نہیں گئے بلکہ اپنے بے قصور ہونے اور اس تہمت سے بَری ہونے کی کوشش کی اور ہوسکتا ہے کہ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی مراد یہ ہو کہ ان کے دل میں اب بادشاہ کے بلانے کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ اس بات کی تلافی ہو کہ پہلے انہوں نے اپنا معاملہ اللہ عزوجل کے سامنے پیش کرنے کی بجائے ساقی کے توسل سے بادشاہ کے پاس پیش کیا تھا۔(التفسیر الکبیر، ج٦، ص٤٦٦)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی پر دلائل:

۳......درج آیات حضرت یوسف علیہ السلام کے پاکدامن ہونے پر دلیل ہیں۔﴿انا راودته عن نفسه وانه لمن الصدقين(یوسف:۵۱)﴾،﴿وان الله لا يهدى كيد الخائنين(یوسف:۵۲)﴾،﴿قال هي راودتني عن نفسي وشهد شاهد من اهلها(یوسف:۲۶)﴾،﴿وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين(یوسف:۲۷)﴾،﴿ان هذا الا ملك كريم(یوسف:۳۱)﴾،﴿انا نرك من المحسنين(یوسف:۳۶)﴾۔علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل بندہ میں اس کی قدرت اور اختیار کے باوجود گناہ نہ پیدا کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے: عصمت اللہ عزوجل کا لطف ہے جو بندہ کو اچھے کاموں پر ابھارتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے باوجود یہ کہ بندہ کو گناہ پر اختیار ہوتا ہے تاکہ بندہ کا مکلّف ہونا صحیح رہے، اس لیے شیخ ابومنصور ماتریدی نے فرمایا: عصمت مکلّف ہونے کو زائل نہیں کرتی، ان تعریفوں سے ان لوگوں (بعض شیعہ اور معتزلہ) کے قول کا فساد ظاہر ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عصمت نفس انسان یا اس کے بدن میں ایسی خاصیت ہے جس کی وجہ سے گناہ کا صدور محال ہوتا ہے کیونکہ اگر کسی انسان سے گناہ کا صدور محال ہو تو اس کا مکلّف کرنا صحیح ہوگا نہ اس کو اجر و ثواب دینا صحیح ہوگا(شرح عقائد نسفیه، ص١٦٥ وغیرہ)۔

☆......☆اظهار برائته: بے بے جا تنقید جیسی بُری کمائی سے چھٹکارے کا اظہار کرتے ہوئے ایلچی سے کہا کہ ظلماً قید میں رکھا گیا ہے۔

لما جاءه الرسول: جب (قید خانے کا) ساقی بادشاہ مصر کے بادشاہ کے پاس قید سے آزاد ہو کر گیا اور بادشاہ وقت کو حضرت یوسف علیہ السلام کے علم تعبیر کے بارے میں بیان کیا اور بادشاہ نے اس تعبیر کو اچھا جانا تو کہا کہ انہیں میرے پاس لاؤ، کہ میں ان کی زیارت کرسکوں، ساقی قید خانے میں گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کا پیغام دیا، جس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اتمام حجت کے لئے ارشاد فرمایا:﴿ارجع الى ربك...... الخ﴾۔

سیدی: مراد عزیز مصر ہے، کیونکہ وہ اُن عورتوں کے مکروفریب سے واقف تھا، یہ بھی درست ہے کہ نسبت اللہ کی جانب کردی جائے اس لئے کہ یہاں پر اللہ کی جانب کلام منسوب کرنا زیادہ صحیح ہے۔ (الصاوی، ج٣، ص١٧٩ وغیرہ)۔

ایک اهم بات

صلوا على الحبيب: الصلوة والسلام عليك يارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔
(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ
(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔
(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت
(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔
(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الازہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(۱۸) اعراب القرآن و بیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک
(۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔
(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

ماٰخذ و مراجع

کتب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دارالسلام للنشر والتوزیع ریاض۔ (۲) الادب المفرد (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: دار ابن کثیر دمشق بیروت۔

(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دارالفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابوداؤد سلیمان بن الشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دارالفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۵) سنن نسائی (امام ابوعبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دارالفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۶) سنن ابن ماجہ (ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔

(۷) جامع الترمذی (ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دارالفکر للطباعۃ

(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابوعبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۹) مشکوٰۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: دارالباز مکہ مکرمہ، دارالمعرفۃ بیروت۔

(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ

(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی

(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دارالفکر بیروت

(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔

(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دارالارقم۔

(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دارالفجر للتراث۔

(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۱۹) فیض القدیر (عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

(۲۴) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی)، متوفی ۶۷۶ھ، بیت الافکار الدولیۃ

کتب لغت:

(۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۲) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۳) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(۱) الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برھان الدین ابوالحسن ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔

(۲) قدوری مع توضیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

(۳) نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۲۹ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔

(۴) کنز الدقائق مع کشاف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

(۵) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابو سعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ النعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

(۷) الفتاوی الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن لاھور۔

(۸) الھندیۃ (ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۹) رد المحتار علی درمختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن

(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۱۳) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔

(۱۵) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ

(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالکتب العلمیۃ

(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ

(۶) حجۃ اللہ البالغۃ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)، قدیمی کتب خانہ۔

(۷) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دارالفکر دمشق

(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۷۱ھ، دارالفکر بیروت۔

(۹) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔

(۱۰) منہاج العابدین (امام محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوھاب شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۴) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۷ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۵) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۶) البحر المحیط () متوفی، دارالفکر بیروت۔

(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۸) الکبائر (الشیخ محمد بن صالح العثیمین علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۹) البدایۃ والنھایۃ (حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۷۴ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔ (۲۰) قصص الانبیاء، ایضا، دارالکتب العلمیۃ۔

(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی تقی الدین احمد بن تیمیہ) موسسۃ الاشرف لاھور۔

(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۲۳)الرسالۃ القشیریۃ(الامام ابی القاسم عبدالکریم ھوازن القشیری النیسابوری)،متوفی ۴۶۵ھ،المکتبۃ التوفیقۃ۔

(۲۴)الفقہ الاکبر(امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۵۰ھ،دارالکتب العلمیۃ۔

(۲۵)اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابۃ(عزالدین بن الاثیرابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)،متوفی ۶۳۰ھ،دارالفکر بیروت۔

(۲۶)نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض(شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۰۶۹ھ،دارالکتب العلمیۃ۔

(۲۷)الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ(علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی)،متوفی ۸۷۰ھ،مکتبہ رشیدیہ۔

(۲۸)المعتقد والمنتقد(امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)،متوفی ۱۳۴۰ھ،برکاتی پبلیشرز۔

(۲۹)تہذیب التہذیب(ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۸۵۲ھ،دارالفکر بیروت

(۳۰)مقالات کاظمی(علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)،برکاتی پبلی کیشنز۔

(۳۱)سیرت رسول عربی(نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ)فرید بک اسٹال۔

(۳۲)حفظ الایمان(مولانا اشرفعلی تھانوی)،مکتبہ تھانوی دفتر البقاء،مسافر خانہ بندر روڈ۔

(۳۳)تقویۃ الایمان(شاہ اسماعیل دھلوی)مطبوعہ دارالسلام۔

(۳۴)جاء الحق(مفتی احمد یار خان نعیمی)متوفی ۱۳۹۱ھ،ضیاء القرآن لاھور۔